

کتابخانه اصفیه سرکار عالی حیدر آباد دکن
۲۰۵۷۱
الف ۱۸

تمبر داخل	۲۲۴۴
تاریخ داخل	
نام کتاب	فیض الباری ترجمہ شرح صحیح البخاری
فن کتاب	حدیث
نمبر کتاب فن مذکور	۱۲۵۴

5791
~~514~~

۲۰۵۷۱	دائرہ نمبر
الف ۱۸	فن نمبر
ح ۷۲۵	تخانی نمبر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مِنْ مَّزَالِیْمِ حِجْرَةٍ

کِتَابُ الْمُحَارِبِیْنَ مِنْ أَهْلِ الْکُفْرِ وَالزُّدَّةِ کِتَابٌ بَیِّنٌ بَيَانِ مُحَارِبِیْنَ کَافِرُونَ اور مرتدوں کے
 ف ا ورے یہ ہو کہ کتاب کے لفظ کو باب کے لفظ سے بدلا جاوے اور یہ سب ابواب کتاب الحدود میں
 داخل ہونگے وَقَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّهُمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ الْأَيَةُ اور خدا تعالیٰ
 نے فرمایا کہ سولے اسکے کچھ نہیں کہ سزا ان لوگوں کی جو لڑائی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول
 سے اور دوڑتے ہیں نہیں میں فساد کرنے کو کہ انکو قتل کیا جاوے یا سولی چڑھایا جاوے یا انکا ایک ہا
 اور ایک پاؤں کاٹا جاوے جانب مخالف سے داسنا ہاتھ اور بیان پاؤں یا دور کئے جاوے اس ملک سے
 ف کہا ابن بطال نے کہ بخاری کا مذہب یہ ہو کہ آیت محاربے کی کافرون اور مرتدون کے حق
 میں آتری اور بیان کیا ہے باب میں عرینیون کی حدیث کو اور اس میں اسکے ساتھ تصریح نہیں ہے لیکن
 روایت کی ہے عبدالرزاق نے قتادہ رحمہ سے حدیث عرینیون کی اور اسکے آخر میں ہے کہ یہ آیت
 انہی کے حق میں آتری اور یہی قول ہے حسن اور عطا اور ضحاک اور زہری کا اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ آری
 یہ آیت اس شخص کے حق میں جو خارج ہو مسلمانوں سے زمین میں فساد اور رہنری کرنے کو اور یہ
 قول مالک کا ہے اور یہی شافعی اور کو فیون کا قول ہے لیکن یہ پہلے قول کو متنافی نہیں اس واسطے کہ اگرچہ خاصہ
 عرینیون کے حق میں آتری لیکن اسکا لفظ عام ہے داخل ہے اسکے معنی میں ہر شخص جو ایسا کرے جیسا
 انہوں نے کیا محاربہ اور فساد سے میں کہتا ہوں بلکہ وہ دونوں متغایر ہیں اور میرج ہکا اس طرف ہے کہ محارب
 سے کیا مراد ہے سو جس نے حل کیا ہے اسکو کفر پر اس نے خاص کیا ہے آیت کو ساتھ کافرون کے اور جز
 حل کیا ہے اسکو گناہ پر اس نے اسکو عام کیا ہے اور سعید بن جبیر رحمہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے
 ساتھ لڑنے کے معنی میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنا اور معتمد یہ بات کہ اول اول یہ آیت عرینیون کے حق میں

اتری لیکن وہ شامل ہے اپنے عہد سے اسکو جو مسلمانوں میں سے محاربہ کرے ساتھ رہنری کے لیکن
 سزا و نوبہ فرق کی مختلف ہو سو اگر کافر ہوں تو امام کو اختیار ہے جبکہ ان پر فحیاب ہو کہ چاہے کرے اور اگر
 مسلمان ہوں تو اس میں دو قول ہیں ایک یہ کہ قصور میں دیکھا جاوے اگر اس نے کسی کو قتل کیا ہو تو اسکو
 قتل کیا جاوے اور جو مال لیوے اسکا ماتھ کاٹا جاوے اور جس نے نہ قتل کیا ہو نہ مال لیا ہو اسکو وطن سے
 نکالا جاوے اور پھر یا انہوں نے او کو واسطے تنبیح کے یہ قول شافعی اور کوفیوں کا ہے اور کہا مالک
 نے کہ بلکہ آخرت کے واسطے سو امام کو اختیار ہے محاربہ میں کہ تینوں امر سے جو چاہے اسکے
 ساتھ کرے اور ترجیح دی ہے طبری نے اول قول کو اور اختلاف ہے اس میں کہ آیت میں نفی سے کیا
 مراد ہے سو مالک اور شافعی نے کہا کہ جس شہر میں اس نے قصور کیا ہو اس سے اور شہر کی طرف نکالا جاوے
 اور اس میں قید کیا جاوے۔ اور ابو حنیفہ رحمہ سے روایت ہے کہ اسی شہر میں قید
 کیا جاوے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ بدستور رہنا اس شہر میں اگرچہ قید کے ساتھ ہو اقامت
 سودہ ضد ہے نفی کی واسطے کہ حقیقت نفی کی نکال دینا ہے شہر سے اور حجت ابو حنیفہ کی یہ ہے کہ ان
 نہیں کہ دوسرے شہر میں ہی محاربہ کرے اور مالک نے کہا کہ دوسرے شہر میں قید کیا جاوے اور شافعی نے کہا کہ
 کفایت کرتا ہے اسکو جدا ہونا وطن سے اور اپنی برادری سے واسطے رسوائی اور ذلت کے (فتح) +
حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَزْنَانِيُّ عَنْ
قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو قِلَابَةَ الْجَرَّحِيُّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَدِمَ عَلِيٌّ عَلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْرُغُ مِنْ عَمَلِهِ فَاسْلَمُوا فَاجْتَوِا الْمَدِينَةَ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَأْتُوا إِبْرَاهِيمَ بْنَ
فَيْشَرٍ وَأَمِنْ أَبَوَاهَا وَلِبَائِهَا فَعَمَلُوا فَفَعَلُوا فَأَرْتَدُّوا وَقَتَلُوا رَعَائِيَهَا وَاسْتَأْذَنُوا فَبَعَثَ فِي
أَثَارِهِمْ فَأَتَى بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ ثُمَّ كَتَبَ بِحَسْبِهِمْ حَتَّى
مَاتُوا أَمْرٌ حَمِيدٌ لَنَا رَوَيْتُ عَنْ قَوْمٍ عَمِلَ لَهُمْ حَتَّى مَاتُوا حَتَّى مَاتُوا حَتَّى مَاتُوا حَتَّى مَاتُوا
 اور مسلمان ہوئے سو انکو بدینے کی آج ہونا موافق پڑی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو حکم کیا
 کہ صدقے کے اونٹوں میں جا رہیں اور انکا دودھ اور پیشاب پیوین سو انہوں نے کیا یعنی اونٹوں
 میں جا رہے اور انکا دودھ اور پیشاب پیا سو اچھے ہو گئے پھر مرتد ہو گئے اور انکے چرواہوں کو قتل کر ڈالا
 اور انٹ پانک لے چلے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکے پیچھے آدمی بھیجے سو پکڑے آئے حضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکے ہاتھ پاؤں کو اڈالے اور گرم سلامی انکی آنکھوں میں ڈال کے اندھا کیا پھر
 انکے زخموں کو آگ سے نہ داغایا تک کہ مر گئے و اس حدیث کی شرح طہارت میں گذری اور دستور

کہ جب کسی کا ہاتھ پاؤں کاٹا جاوے تو ہنگو آگ سے دغتر بین تاکہ لہو بند ہو جاوے اور کبھی گرم تیل
 میں تل دیتے ہیں ہو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکے زخموں کو نہ داغاتا کہ خون بند نہ ہو سکے
باب کہ عیسیٰ بنی صلی اللہ علیہ وسلم الحارث بن من اهل الردة حتى هلكوا
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محاربین مردوں کے زخموں کو نہ داغایا تاکہ ہلاک ہوئے
حل ثنا محمد بن الصلت ابو یعلی قال حدثنا الوليد بن سفيان عن ابي ذر عن ابي عبيد
 عن ابي قلابه عن انس ان النبي صلى الله عليه وسلم قطع العريتين وكلم ينجسهم
 حتى ماتوا ترجمہ انس بن مالک کہ حضرت علی نے عربیوں کے ہاتھ پاؤں کو اڑا لے اور اُنکے زخموں
 کو نہ داغایا پس لہو بند نہ ہوا یہاں تک کہ مر گئے **ف** کہا ابن بطال نے کہ حضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے انکو نہ داغایا سو اسلئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکے ہلاک کر نیکا
 ارادہ کیا تھا کہ مر جاویں اور ایسے جیسا کہ ہاتھ مثلاً چوری میں کاٹا جاوے تو ہنگو داغنا وحیب ہے
 اسلئے کہ اس میں غایب ہلاک کا خوف ہوتا ہے ساتھ جاری رہنے لہو کے **باب** کہ لیسق
 المزندون الحارثون حتى ماتوا انه باني بلایا جاوے مردوں محاربوں کو یہاں تک مر جاویں
حل ثنا موسى بن اسمعيل عن وهيب عن ابي ثوبان عن ابي قلابه عن انس قال
 قدم رخط من عجل على النبي صلى الله عليه وسلم فأتوه فاشتبوا من ألبانها و
 أبوا لها حتى صحتوا وسئموا فقتلوا الراعي واستاقوا الذود فأتى النبي صلى الله عليه وآله
 الضريح فبعث الطلب في ثنائهم فمات رجل الثمار إلا أني بهم فأمس بمسا صيد
 فاحميت فلكلهم وقطع أيديهم وأرجلهم وما حسمهم ثم ألقوا في الحرة
 يستسقون كما سقوا حتى ماتوا قال أبو قلابه سرقوا وقتلوا وحاربوا الله
 وترسولة ترجمہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم عجل کے چند آدمی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے
 صفیں میں تھے سو انکو مدینے کی آب دہوانا موافق پڑی تو انہوں نے کہا یا حضرت ہمارے واسطے
 دودھ تلاش کیجئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے واسطے کوئی علاج نہیں
 پاتا سو اس کے کہ تم رسول اللہ تعالیٰ کے اونٹوں میں جا کر یلو سو وہ اونٹوں میں گئے اور انکا دودھ
 اور پیناب پیایا تاکہ تندرست اور موٹے ہوئے سو انہوں نے جو واسطے کو قتل کیا اور اونٹوں
 کو ہانک لے چلے سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چلے والے ایسا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کے پاس انکی فریاد آئی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلاش کرنے والوں کو اُنکے پیچھے بھیجا

ہو کا نوافی الصفیۃ فاجتو والمذنبۃ فقالوا یا رسول اللہ اغننا عنک فقال ما اجد لکم شیئاً ان یخففوا یا رب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سونہ بلند ہوا آفتاب لگ کر پکڑے آئے سو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلاہیوں کے گرم کرنے کا سو گرم کی گئیں پھر انکی آنکھوں میں پھر کے اُنکو اندھا کیا اور اُنکے ماتھے پاؤں کٹوا ڈالے اور اُنکے زخموں کو نہ داغا پھر پتھری زمین میں ڈالے گئے آفتاب کی گرمی میں پانی مانگتے تھے سو پانی نہ پلا گئے یہاں تک کہ مر گئے کہا ابو قلابہ نے اُنہوں نے جوری کی اور قتل کیا اور اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول سے لڑائی کی ف اور اس حدیث میں ہے کہ وہ اونٹ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے تو اُنکے معنی یہ ہیں کہ کچھ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے اور کچھ صدقہ کے سولالت کی ہر قسم نے دوسری قسم پر یا **فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ الْحَارِبِينَ** حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محاربوں کی آنکھوں میں گرم سلاہی پیروائی **حَلَّ شَاكِبْتَبَةَ قَالَ كَلَّا مَنَا دِينَ رَيْدٍ** عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَهْطًا مِنْ عُكْلٍ أَوْ قَالَ مِنْ عَمْرِئِيَّةَ وَلَا أَعْلَمُ إِلَّا قَالَ عُكْلٍ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ فَأَمَرَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلِقَاحٍ وَأَخْرَجَهُمْ أَنْ يَخْرُجُوا فَيُشَرُّوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا فَشَرُّوا حَتَّى إِذَا كَبُرُوا اقْتَلَوْا الرَّاعِيَ وَاسْتَأْفَوْا النَّعَمَ فَلَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُذْوَةً فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِي أَنْبَارِهِمْ فَمَا أَرْتَفَعَ النَّهْلُ حَتَّى جِئَ بِهِمْ فَأَمَرَ بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَّرَ أَعْيُنَهُمْ وَالْقَوَائِمُ كَتَبُوا لَيْسَتْ سَقُونَ فَلَا يُسَقُونَ قَالَ أَبُو قَلَابَةَ هُوَ لَا قَوْمَ سَرَقُوا أَوْ قَتَلُوا وَكَفَرُوا بَعْدَ إِيْمَانِهِمْ وَحَادَبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ كَرِهَ النَّاسُ مِنْهُ سَ رَوَايَتُ هِيَ أَنَّ قَوْمَ عُكْلٍ يَاعْرِبُونَ كَ جَنْدَادِي أَوْ بَيْنَ بَيْنِ جَانِئًا لَمْ كَرِهَ قَوْمَ عُكْلٍ كَ جَنْدَادِي مَدِينَةٍ مِ يَنَ سَوَ حَضَرَتِ صَ لِي اللّٰهُ عَلِيْهِهٖ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمُ نَ اُنْكَ دَ اَسْطَ شِيْر دَارِ اَوْثِيُوْن كَا حَكَمَ كِيَا اَوْرَا نْكَو حَكَمَ كِيَا كَ اُنْكَ طَرَفَ بَحْلِيْنِ اَوْرَا نْكَ اَشْيَابِ اَوْرَا دُوْدَهِ پِيُوْنِ سَوَا اِهْنُوْنِ نَ بِيَا يِهَانِ تَكْ كَ جَبَابَ جَهَّ هُوَ تَوَ جَرُو سَ كَو قَتْلَ كِيَا اَوْرَا وِثُوْنِ كَو اَنَا نَا لَ چلے سَو حَضَرَتِ صَ لِي اللّٰهُ عَلِيْهِهٖ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمُ كَو صَبْحَ كَ وَقْتُ خَبَرِ بَنِي حَضَرَتِ صَ لِي اللّٰهُ عَلِيْهِهٖ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمُ نَ اُنْكَ جَپَ تَلَا شَ كَرَنَ دَا لُوْنِ كَو پِيَا سَو نَ بَلَنْدُ مَوَا اَفْتَابَ يِهَانَتَا كَ لَ اَسَ كَ سَو حَضَرَتِ صَ لِي اللّٰهُ عَلِيْهِهٖ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمُ نَ اُنْكَ بَارَ هِيْنِ حَكَمَ سَوَا نْكَ مَاتَ پَاؤُنِ كُٹَوَا اَوْرَا نْكَ اُنْكَ اِهْنُوْنِ مِ يَنَ گَرَمِ سَلَاہِيْ مَوَا لَ كَ اَنْدَ حَا كِيَا اَوْرَا پَتھَرِيْ نِ يْنِ مِ يَنَ ڈالے گئے پانی مانگتے تھے سونہ پلائے جاتے تھے کہا ابو قلابہ نے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے جوری کی اور قتل کیا اور اسلام کے بعد مرتد ہو گئے اور خدا تعالیٰ اور اُسکے رسول سے لڑائی کی ف محاربین کی آیت میں ہے کہ اُنکے واسطے دنیا میں سوائے اور آخرت میں بڑا عذاب ہے تو مخالف ہو اُسکو حدیث عبادہ کی جو دلائل کرتی ہے اس پر کہ جبر دنیا میں حد قائم کی جاوے وہ اُسکے واسطے کفارہ ہے اور ظاہر آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے

کہ اس کے واسطے دو نوا مزج ہونگے اور جواب یہ ہے کہ عبادہ رحمہ کی حدیث مخصوص ہے ساتھ مسلمانوں کے واسطے کہ آیت میں ذکر شرک کا ہے باوجود ائیں چیز کے کہ جوڑی گئی ہے ساتھ اٹھکے گناہوں سے اور جب حاصل ہوا اجماع اس پر کہ کافر اپنے شرک پر قتل کیا جاوے اور شرک کی حالت میں مر جاوے تو یہ قتل اس کے واسطے کفارہ نہیں ہوتا تو قائم ہوا اجماع بہت کا اس پر کہ گنہ گاروں میں سے جس پر حد قائم نہ ہو وہ اس کے گناہ کا کفارہ ہوتا ہے اور اس کا ضابطہ خدا تعالیٰ کا یہ قول ہے اِنَّ الشُّرَكَاءَ لَيُفْرِقُ عَنْ رَبِّهِمْ وَلَيُفْعِلُنَّ اَلْكَبَرَ (فتح) باب فضل من ترك الفواحش جو بیانیوں کو جوڑے اٹھکی فضیلت کا بیان ف نفا حشہ ہر گناہ کو کہ تم میں تول سے ہو یا فعل سے اور غالباً زنا کو فاحشہ کہا جاتا ہے افلام کو بی فاحشہ کہا جاتا ہے اس واسطے اکثر کے نزدیک زنا اور افلام کی ایک حد ہے حدیثی محمد بن سلام قال اخبرنا عبد الله عن عبيد بن عمر عن جبيب بن عبد الرحمن عن حفص بن عاصم عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال سبعة يظلهم الله يوم القيامة في ظله يوم لا ظل الا ظله امام عادل وشاب نشأ في عبادة الله ورجل ذكر الله في خلوة ففاضت عيناه ورجل معلق في السجد ورجلان تحابا في الله ورجل دعت امرأته ذات منصب وجمال الى نفسه قال اني اخاف الله ورجل تصدق فاستخفى حتى لا تعلم شماله ما صنت يمينه ترجمہ ابو ہریرہ رضی سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سات شخص ہیں جن کو خدا تعالیٰ اپنے سایے میں رکھے گا جس دن اس کے ساتھ کسی کو سوا کہیں سایہ نہ ہوگا یعنی قیامت میں ایک تو منصف سردار دوسرا جو ار۔ جو امنگ جوانی سے خدا تعالیٰ کی بندگی میں مشغول ہوا تیسرا وہ مرد جس نے خدا تعالیٰ کو یاد کیا خالی مکان میں سوا کسی دو تو ان کو ہونے پانی جاری ہوا چوتھا وہ مرد جس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہے یعنی بار بار جماعت کے واسطے مسجد میں جاتا ہے پانچویں وہ مرد جو خدا تعالیٰ کے واسطے آپس میں محبت رکھتے ہیں چھٹا وہ مرد جس کو مالدار باعزت خوبصورت عورت نے بلایا اپنی جان کی طرف یعنی بدکاری کے واسطے تو اس نے کہا کہ میں خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہوں میں بد کام ہرگز نہیں کروں گا تو ان وہ مرد جس نے خیرات کی سوا کو چھپایا یا تنگ کہ نہیں جانتا اس کا بیان ہاتھ کہ کیا خرچ کیا اس کے داہنے ہاتھ نے یعنی نہایت چھپا کر دیات اس حدیث کی شرح نے فرمایا میں گزری اور غرض اس سے یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے کہ ایک مرد ہے جس کو مالدار باعزت خوبصورت عورت نے اپنی جان کی طرف بلایا تو اس نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں محمد بن بکر قال حدثنا عمر بن علي وحملني خليفه قال حدثنا عمر بن علي قال

حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَكَّلَ
 لِي مَا بَيْنَ رَجُلَيْهِ وَمَا بَيْنَ نَحْيَيْهِ تَوَكَّلْتُ لَهُ بِالْجَنَّةِ تَرْجُمَةً هَلْ بِنِ سَعْدِ بْنِ رُوَيْتٍ
 کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو میرا دشمن کی خاطر صانع اس کا جو اسکے دو پیروں میں ہے یعنی
 حرام کاری نہ کرے اور جو ضامن ہو اس کا جو اسکے دو جوہروں میں ہے یعنی زبان سے جھوٹ
 نبی کے غیبت نہ کرے حرام نہ کہا وے تو میں اس کے واسطے بہشت کا ضامن ہوتا ہوں **ف** اصل قول
 کے معنی میں اعتقاد کرنا کسی چیز پر اور یقین کرنا ساتھ اسکے اور جوہروں کے درمیان ہے یعنی شرک گاہ اور
 اور جوہروں کے درمیان ہے یعنی زبان یا یوں **بَابُ إِثْمِ الزَّانَةِ زَانِئُونَ** کے گناہ
 کا بیان و قول اللہ وَلَا تَزْنِیْ وَلَا تَزْنِیْ فَاِذَا زَنَىٰ كَانَ فَاِحِشَةً وَّسَاءَ سَبِيْلًا تَرْجُمَةً
 نے فرمایا اور نہیں حرام کاری کرتے اور خدا تعالیٰ نے فرمایا اور نہ نزدیک جاؤ حرام کاری کے ہوا سطر کہ وہ بھی
 ہے اور بری راہ **ف** پہلی آیت اشارہ ہے طرف اس آیت کی جو فرقان میں ہے اور مراد اس سے
 قول خدا تعالیٰ کا ہے پچھلی آیت میں ومن یفعل ذلک یلق اثاماً یعنی جو یہ کرے وہ گناہ کو ملے گا اور
 شاید اشارہ کیا ہے اس نے طرف اس چیز کی کہ اسکے بعضے طرق میں ہے اور وہ سچ اخیر طریق مسدود
 ہے بچھے قطان سے متصل ساتھ قول اسکے کے جلیلہ جبارک کہا سورہ آیت اتری حضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کے قول کی تصدیق کے واسطے اور جو نہیں بچارتے خدا کے ساتھ کسی معبود کو اس قول تک
 اور نہیں جہم کاری کرتے اور جو یہ کام کرے وہ گناہ کو ملے گا **ف** **حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ**
قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَقُومُوا السَّاعَةَ وَإِنَّمَا قَالُ مِنْ أَشْرَاطِ
السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ وَيُظْهِرَ الْجَهْلُ وَيُشْرَبَ الْخَمْرُ وَيُظْهِرَ الْوَنَى وَيُقِلَّ الرَّجَالُ وَيَكْثُرَ
النِّسَاءُ حَتَّى يَكُونَ لِلْخُسِيِّ مِرَّةٌ الْقِيَمِ الْوَاحِدِ تَرْجُمَةً انس رضی سے روایت ہو کہا کہ البتہ میں
 تم سے بیان کرتا ہوں وہ حدیث کہ میرے بعد کوئی تم سے بیان نہیں کرے گا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہ قائم ہوگی قیامت اور یا یوں فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں سے یہ ہے
 کہ علم اٹھایا جاوے گا اور جہالت ظاہر ہوگی اور شراب پی جاوے گی اور حرام کاری ظاہر ہوگی یعنی پہل جاوے گی
 اور مرزوم ہو جاوے گی اور عورتیں بہت ہو جاوے گی یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا ایک خبر لینے والا رہ جاوے گا
 اور اس حدیث کی شرح کتاب العلم میں گزری اور عرض اس سے یہ ہے کہ حرام کاری ظاہر ہوگی یعنی
 پہل جاوے گی اور مشہور ہو جاوے گی یہاں تک کہ اس کو چھپایا نہ جاوے گا زانیوں کی کثرت ہونے سے مدح

قَالَ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ أَجَلَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ سَمِعْتُ أَيْ قَالَ أَنْ تَزَانِيَ بِحَلِيلَةِ جَارِكَ
 قَالَ يَحْيَى وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي وَاصِلٌ عَنْ ابْنِ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قُلْتُ يَا رَسُولَ
 اللَّهِ مِثْلَهُ قَالَ عَمْرٌ وَفَدَّكَ كُتْمَةُ لِعَبْسٍ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ وَكَانَ حَدَّثَنَا عَنْ سُفْيَانَ
 عَنْ الْأَعْمَشِ وَمَنْصُورٍ وَوَاصِلٍ عَنْ ابْنِ وَائِلٍ عَنْ مَيْسَرَةَ قَالَ دَعَا دَعَا تَرْجَمَهُ عَبْدُ
 بَنِ سَعْدٍ رَوَى رَأَيْتُ هُوَ مَن لَمْ يَهَيَّا حَضْرَتُ كُونِ گناه بہت بڑا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے فرمایا یہ کہ تو خدا تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرا دے اور حالانکہ اس نے تجھ کو پیدا کیا مینے کہا پہر
 کون فرمایا یہ کہ اپنی اولاد کو قتل کرے اس سے کہ تیرے ساتھ کہا و مینے کہا پہر کون فرمایا یہ کہ
 تو اپنے ہم سایہ کی عورت سے زنا کرے کہا بھیجے نے اور حدیث بیان کی ہم سے سفیان بن یحییٰ نے زوری
 نے یہ حدیث تین آدمیوں سے بیان کی ان تینوں نے اس کو ابو داؤد سے روایت کیا ہے سو اثر
 اور منصور نے تو ابو داؤد اور ابن مسعود کے درمیان ابو مسیرہ کا واسطہ
 داخل کیا ہے اور وہ اصل نے اس کو حذف کیا ہے اور ضبط کیا ہے اس کو بھیجے سفیان سے اسی طرح
 مفصل اور ابی عبد الرحمن سو حدیث بیان کی اس نے پہلے بدون تفصیل کے سوجل گنا اس نے
 واصل کی روایت کو اور پر روایت منصور اور اعش کے پس جمع کیا تینوں کو اور داخل کیا ابو مسیرہ
 کو سند میں پہر جب عمرو نے ذکر کیا کہ بھیجے نے اس کو مفصل بیان کیا ہے تو اس نے اس میں تردید کیا
 اور صرف سفیان سے روایت کی منصور اور اعش کے طریق فقط اور واصل کا طریق چھوڑ دیا اور
 یہی ہیں معنی اس کے اس قول کے دَعَا یعنی چھوڑ دے اس سند کو جس میں ابو مسیرہ کا ذکر نہیں
 ہے کہا ابن ابی جلال نے جائز ہے کہ بعضے گناہ بڑے ہوں بعضے اُن دونوں گناہوں سے جو مذکور
 ہیں اس حدیث میں بعد شرک کے اس واسطے کہ نہیں اختلاف ہے درمیان امت کے کہ اغلام کرنے
 والے کا گناہ زنا کرنے والے کے گناہ سے بڑا ہے تین کہتا ہوں کہ اس میں کسی امام سے صریح
 نقل نہیں پائی گئی بلکہ منقول جماعت سے عکس اس کا ہے اس واسطے کہ حد اس کی نزدیک جمہور کے
 اور راجح اقوال سے سو اس کے کچھ نہیں کہ ثابت ہوئی ہے ساتھ قیاس کرنے کے زنا پر اور مقیس علیہ
 عظیم ہے مقیس سے یا مساوی ہے اس کے واسطے اور یہ جو حدیث وارد ہوئی ہے کہ قتل کرو فاعل اور
 مفعول کو تو یہ حدیث ضعیف ہے اور نیز اس میں کوئی مفسدہ نہیں مگر کہ ویسا زنا میں بھی موجود ہے
 بلکہ اشد اس سے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ تینوں گناہ با ترتیب ہیں بڑے ہونے میں سب بڑا شرک ہے
 اس کے بعد قتل کرنا اولاد کا اس کے بعد زنا کرنا اور اگر کوئی اور گناہ جو اس حدیث میں مذکور نہیں ان سے

بڑا ہوتا تو جواب سوال کے مطابق ہوتا مان یہ جائز ہے کہ کوئی گناہ جو اس حدیث میں مذکور نہیں ان کے
 مساوی ہو ہو ہوگی تقدیر مرتبہ ثانی میں مثلاً بعد قتل موصوف کے اور جو بخش میں اسکی مثل ہو لیکن یہ
 مستلزم ہے کہ ہوا اس چیز میں کہ نہیں مذکور ہے دوسرے مرتبہ میں کوئی گناہ جو عظیم ہو اس سے جو تیر مرتبہ
 میں ہے اور نہیں ہے کوئی چیز اس کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مان بالک کی مافرانی کرنا سو
 جائز ہے کہ یہ چوتھے مرتبہ میں ہوا اور یہ اگر ہے اُن گناہوں کے جو اس سے کم ہیں (فتح) باب دہم
 الْمُحْصَنِينَ باب ہر بیچ بیان سنگ سار کرنے محصن کے ف محصن احسان سے ہے اور آتا ہے ساتھ
 معنی عفت کے اور نزدیکی کے اور اسلام کے اور حریت کے اس واسطے کہ ہر ایک ان چیزوں میں سے منع کرتی
 مکلف کو بھیلی سے اور محصن ساتھ صیغہ اسم فاعل کے ہے اور ساتھ لفظ اسم مفعول کے ہے اور وہ یہ ہے
 کہ مراد ساتھ اس کے اس جگہ وہ ہے جس کے واسطے بیوی ہو اس سے عقد کیا ہو اور اس صحبت کی ہو سو گویا کہ جس نے
 اسکو نکاح کر دیا ہے یا نکاح کر نیک باعث ہوا ہے اگرچہ اسکا نفس ہو اس نے اسکو محصن کیا ہے یعنی کیا ہو
 اسکو عفت کے قلعہ میں اور منع کیا ہے اسکو بھیلی کے عمل سے اور جس عورت نے نکاح کیا ہو اسکو بھی محصن
 کہتے ہیں کہ اس کے خاوند نے اسکو بچا یا ہے اور کہا ابن منذر نے اجماع ہے اس پر کہ نہیں ہوتا ہے مرد محصن
 نکاح فاسد سے اور نہ خبیث سے اور مخالفت کی ہے انکی ابو ثور نے سو اس نے کہا کہ محصن ہو جاتا ہے اور
 اجماع ہے اس پر کہ نہیں ہوتا ہے مجرد نکاح سے محصن اور اختلاف ہے اس میں جبکہ خلوت کرے ساتھ
 اس کے اور دعویٰ کرے کہ اس نے اس سے صحبت نہیں کی کہا یہاں تک کہ قائم ہوں گواہ یا
 پایا جاوے اس سے اقرار یا معلوم ہو اس کے واسطے بیٹا اس عورت ہو اور مالکیہ یہ ہے کہ جب بیان بیوی سے
 ایک زنا کرے اور اختلاف کریں وحی میں تو نہ تصدیق کی جاوے زانی کی اگرچہ نہ گذری ہو دو نو کو واسطے
 مگر ایک رات اور زنا سے پہلے محصن نہیں ہوتا اگرچہ اس کے ساتھ جو رہا اور اگر آزاد مرد لونڈی سے نکاح
 کرے تو کیا وہ اس سے محصن ہوتا ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اکثر کا یہ قول ہے کہ محصن ہو جاتا ہے اور
 اور حسن اور قتادہ اور ثوری اور کوفیون اور احمد اور اسحاق سے ہے کہ نہیں ہوتا اور اگر کتابی عورت سے
 نکاح کرے تو کہا ابراہیم اور طاووس اور شعبی نے کہ وہ اسکو محصن نہیں کرتی اور حسن سے ہے کہ نہیں محصن
 کرتی ہے یہاں تک کہ صحبت کرے اس سے اسلام میں اور جابر بن زید اور ابن سیرک روایت ہے کہ وہ اسکو
 محصن کرتی ہے اور یہی قول ہے عطا اور سعید بن جبیر کا اور کہا ابن ابی طالب نے اجماع ہے اصحاب کا اور
 شہرون کے اماموں کا اس پر کہ محصن یعنی بیا ہوا جب نے مارے جان بوجہ کر جانتا ہو تو وہ ہے اس پر رحم
 اور دفع کیا ہے اسکو بعض خارجوں اور معتزلہ نے اور انہوں نے اسکی علت یہ بیان کی ہے کہ سنگسار

کرنا قرآن میں مذکور نہیں اور حجت پکڑی ہے جمہور نے ساتھ اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکسار
 کیا اور اس طرح حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اماموں نے یہی اداسی واسطے اشارہ کیا علمائے ساتھ تو
 اپنے کے باب کی اول حدیث میں اور میں نے اسکو نگار کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے اور ثناء
 ہو چکا ہے صحیح مسلم میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سیکو مجھ سے سیکو مجھ سے مقرر خدا تعالیٰ نے
 ان عورتوں کی راہ کردی کواری کووارے کے ساتھ سوکوڑے اور برس بہر شہر بدر کرنا اور نکاح واسطے کو
 ساتھ سوکوڑے اور نگساری اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل حج کی آیت قرآن میں تھے پہر اسکی تلاوت
 منسوخ ہوئی اور اسکا حکم باقی رہا و سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ (فتح) وَقَالَ الْحَسَنُ مَنْ ذَكَرَ بِأُخْتِهِ حَلًّا
 حَلَّ الذَّانِي تَرْجَمَهُ اور کہا حسن نے کہ جو اپنی بہن سے زنا کرے اسکی حذرانی کی حد ہے ف اور حسن
 بصری سے روایت ہے کہ جو جان بوجہ کہ محرم عورت سے نکاح کرے اسپر حد ہے اور وجہ دلالت
 کی علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اس عورت کو نگار کیا حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کی سنت سے اور نہیں فرق کیا اس میں کہ زنا محرم سے کیا ہو یا غیر محرم سے اور اشارہ کیا ہے بخاری
 نے ساتھ اس کے اس طرف کہ جو حدیث کو دارم ہوئی ہے اس میں کہ جو محرم عورت سے زنا کرے اسکو قتل کیا
 جاوے تو یہ حدیث ضعیف ہے اور مشہور تر حدیث اس باب میں حدیث برآگی ہے کہ میں اپنے ماموں سے
 ملا اور اس کے ساتھ علم تھا سوائس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو پہچان لیا ایک مرد کی طرف جس نے
 اپنی باپ کی عورت سے نکاح کیا ہے کاسکی گردن ماروں اور اسکی سندیں بڑا اختلاف ہے اور اس کے
 واسطے شاید ہے روایت کیا ہے اسکو دارقطنی نے اور ساتھ ظاہر اس حدیث کے قائل ہے امام احمد
 اور عمل کیا ہے اسکو جمہور نے اسکو جو اسکو حلال جانے بعد اس کے کہ اسکو اسکا حرام ہونا معلوم ہو ساتھ
 قرینے امر کے ساتھ لینے مال اس کے کے اور تقسیم کرنے اس کے کے (فتح) حَلَّ ثَنَا إِدْرِيسُ قَالَ حَدَّثَنَا
 شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ كَهْمَلٍ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَجَاءٍ الْمُرِّيَّةِ
 يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَالَ رَجَعْتُهَا بِسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْجَمَهُ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 جبکہ انہوں نے رجم کیا ایک عورت کو جمعہ کے دن کہا کہ میں نے اسکو نگار کیا حضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کی سنت سے ف اور ذکر کیا ہے ابن عبد البر نے شعبی سے کہ علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک حاملہ
 عورت لائی گئی تو علمائے اس سے کہا کہ شاید کسی مرد نے تجھ سے زبردستی کی اس نے کہا نہیں کہا شاید تو سولی
 ہوگی اس نے کہا کہ نہیں کہا تیرا خاوند شاید ہمارا دشمن ہے اس نے کہا نہیں سو حکم کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے
 اس کے قید کر نیکا سودہ قید کی گئی پہر جب اس نے بچہ جنا تو جمعہ کے دن اسکو سوکوڑے مارے پہر اس کے قید میں

ہونے جلد کے محسن کے حق میں لیکن وار ہوتا ہے اسپر کہ وہ منسوخ کرنا کتاب کا ہے ساتھ سنت کے اور اس میں اختلاف ہے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ منع نسخ کتاب کا سنت ہی اس وقت ہے جبکہ خبر واحد سے ہو اور اگر حدیث مشہور سے تو منع نہیں اور نیز نہیں ہے یہ نسخ اور وہ تو صرف محصر ہے ساتھ غیر محصر کے اور قائم ہوئی ہے دلیل اسپر کہ واقع ہوا ہے سنگسار کرنا بعد سورہ نور کے اسطے کہ سورہ نور نافک کے قصہ میں اتری تھی اور رجم اسکے بعد واقع ہوا ہے (فتح) **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ مَرْثَدٍ قَالَ قَالَ حَكْمَةُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ قَالَ حَكْمَةُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ قَالَ حَكْمَةُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ قَالَ حَكْمَةُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ** **لَا يُرْجَمُ الْمَجْنُونُ وَالْمَجْنُونَةُ نَسْكَارٌ كَمَا جَاءَ** **مَجْنُونٌ مَرْدٌ أَوْ مَجْنُونَةٌ عَوْرَتُ كُوفٍ** یعنی جبکہ واقع ہو بیچ زنا کے جنون کی حالت میں اور اسپر جامع ہے اور اختلاف ہو اس میں جبکہ واقع ہو بیچ حالت صحت کو پہر دیوانہ ہو جاوے تو کیا دیر کی جاوے ہوش میں آئے تک کہا جہوڑنے کہ نہ تاخیر کی جاوے اس واسطے کہ مراد ہلاک کرنا ہے پس نہیں ہین کوئی معنی واسطے تاخیر کے برخلاف اس شخص کے جو کوڑے مارا جاوے اس واسطے کہ مقصود ساتھ اس کے در دنیا ہے سو اس میں دیر کی جاوے یہاں تک ہوش میں آوے **وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ مَا عَلِمْتُ أَنَّ الْقَلَمَ رَفَعَ عَنِ الْمَجْنُونِ حَتَّى يُفِيقَ وَعَنِ الظُّبْيِ حَتَّى يُدْرِكَ وَعَنِ النَّبَاِ حَتَّى كَسْتَيْقِظَ** ترجمہ اور کہا علیؑ نے عمر سے کہ کیا تو نے نہیں جانا کہ قلم اٹھایا گیا ہے مجنون سے یہاں تک کہ ہوش میں آوے اور لڑکے سے یہاں تک کہ بالغ ہو اور سونے واسطے یہاں تک کہ جاگے **وَفِي رِوَايَةٍ** کیا ہے اس اثر کو ابن حبان اور نسائی وغیرہ نے اور ترجمہ دی ہو نسائی نے اسکے موقوف ہونے کو لیکن وہ حکما مرفوع ہے اور اس اثر کے اول میں قصہ ہے جو ترجمہ باب کے مطابق ہے اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مجنون عورت لائی گئی جس نے زنا کیا تھا اور وہ حاملہ تھی سو عمر رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ انکو سنگسار کریں تو علی رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ کیا تو نے نہیں جانا کہ تین آدمیوں سے قلم اٹھایا گیا اور ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے

کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارا
 تو اس نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے زنا کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے
 منہ پھیرا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چار بار مکر کہا سو جب اس نے اپنی جان پر گواہی دی
 تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو بلایا اور فرمایا کیا تو دیوانہ ہے اس نے کہا کہ نہیں حضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تو بیاہا ہوا ہے اس نے کہا ہاں تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ
 اسکو لے جاؤ اور اسکو ننگ کر دو کہا ابن شہاب نے سو خبر دی مجھ کو جس نے جابر بن عبد اللہ سے سنا
 اس نے کہا کہ میں ہی ننگسار کرنے والوں میں تھا سو ہم نے اسکو عید گاہ میں ننگسار کیا جنوب
 پتھروں نے اسکو بقیار کیا تو بھاگا تو ہم نے اسکو ننگستانی زمین پایا پھر ہم نے اسکو ننگسار کیا
 یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منہ پھیرا تو ایک روایت میں ہے
 کہ الگ ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ کی طرف جس طرف حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے منہ پھیرا تھا یعنی منتقل ہوا اس طرف سے جس میں تھا اس طرف جس طرف حضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کا منہ تھا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ باغ تھا اور یہ جو کہا کہ اس نے چار بار مکر کہا یعنی
 یعنی چار بار اقرار کیا تو مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو
 خرابی پیر اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگ اور اسکی طرف توبہ کر تو وہ تھوڑی دور پیر آیا اور
 کہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ کو گناہ سے پاک کیجئے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد
 قوم اسلم سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ میں نے زنا کیا ہے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ
 تعالیٰ کی طرف توبہ کر اور عیب کو چھپا خدا تعالیٰ کی پردہ پوشی سے پر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا
 انہوں نے بھی اسی طرح کہا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے تین بار منہ پھیرا اور یہ جو فرمایا کہ کیا تو دیوانہ ہے تو فائدہ سوال کا یہ ہے کہ
 اگر وہ دعوے کرتا کہ وہ دیوانہ ہے تو البتہ اس پر سے حد دور ہو جاتی یہاں تک کہ اس کے دعوے
 کا خلاف ظاہر ہو تا سو جب اس نے جواب دیا کہ وہ دیوانہ نہیں تو اس سے سوال کیا واسطے اس
 احتمال کے کہ اسی طرح ہوا اور اس کے قول کا اعتبار نہ ہوا اور کہا عیاض نے کہ فائدہ سوال کا کہ کیا تو
 دیوانہ ہے ستر حالت کا ہے اور بعید جاننا اس بات کو کہ اصرار کیے عاقل ساتھ اعتراف اس
 چیز کے کہ اس کے ہلاک کو چاہیے اور شاید کہ وہ اپنے قول سے رجوع کرے یا اس واسطے کہ اس سے
 تنہا سنایا اس واسطے کہ پورا ہوا اقرار اسکا چار بار جسکی نزدیک وہ شرط ہے اور تعقب کیا ہی بعض

شارحون نے اسکے اس قول کو یا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو اس سے تنہا سنا ساتھ اسکے کہ یہ کلام ساقط ہے اس واسطے کہ نفس حدیث میں واقع ہوا ہے کہ یہ واقعہ صحاب کی موجودگی میں تھا مسجد میں اور ایک روایت میں ہے کہ کیا تو نے شرب پی ہے اس نے کہا کہ نہیں سو ایک مرد اسکی طرف کھڑا ہوا تو اس نے اسکو سوگھایا تو اس سے شراب کی بونہ پائی اور ایک روایت میں ہے کہ شاید تو نے بوسہ لیا ہو گا یا غمزہ کیا ہو گا یا نظر کی ہو گی یعنی ان سب پر زنا بولا گیا لیکن اس میں حد نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ کیا تو نے اس سے زنا کیا ہے اس نے کہا ہاں فرمایا یہاں تک کہ داخل ہوا یہ ذکر تیرا اسکی شہرگاہ میں اس نے کہا ہاں فرمایا جیسے غائب ہوتی ہے سلامتی سرمدہ دانی میں اسنو کہا ہاں فرمایا کہ کیا تو جانتا ہے کیا ہے زنا اس نے کہا ہاں اس نے کہا میں نے اس عورت سے حرہکاری کی جو مرد اپنی عورت سے حلال کرتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا اس قول سے کیا مطلب ہے اس نے کہا کہ مجھ کو پاک کیجئے سو اسکو ننگسار کیا گیا اور اس حدیث میں فوائد ہیں بڑی فضیلت ہو ماعز کے واسطے اسلیئے کہ وہ بدستور رہا اور طلب قائم کرنے حد کو اور جسکے باوجود توبہ اسکی کے تاکہ تمام ہو پاک ہونا اسکا اور نہ رجوع کیا اسنے اپنے اقرار سے باوجود اسنے کہ طبع انسان کی تقاضا کرتی ہے اسکو کہ نہ بدستور رہے اس اقرار پر جو تقاضا کرے اسکی جان کے ہلاک کرنے کو سو جہاد کیا اس نے اپنے نفس سے اسپر اور قوی ہوا اور نفس کے اور اقرار کیا بغیر خطر کے طرف اقامت اسکی کی اور اسکے ساتھ شہادت کے باوجود واضح ہوئے طریق کے طرف سلامت رہنے اسکی کی قتل سے ساتھ توبہ کے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ مستحب ہے اسکے واسطے جسکے ساتھ ایسا حال واقع ہو کہ توبہ کرے طرف اللہ تعالیٰ کی اور اپنی جان سے پرہیز کرے اور اسکو کسی کے آگے نہ کرے کہ میں نے حرہکاری کی جیسا کہ اشارہ کیا ابو بکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ نے مانع کو طرف اسکی اور یہ کہ جو اسپر مطلع ہو اسکا عیب چھپا دے اور اسکو لوگوں میں رسوا نہ کرے اور نہ حاکم کی طرف اسکا مقدمہ اٹھالے جاوے جیسا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت فرمایا کہ اگر تو اسکو اپنے کپڑے سے چھپاتا تو البتہ بہتر ہوتا اور ساتھ اسکے جرم کیا ہو شافی نے سو کہا کہ جو کسی گناہ کو چھپے اور خدا تعالیٰ اسکا عیب چھپا دے تو وہ اپنے عیب کو چھپا دے اور توبہ کرے اور کہا ابن عربی نے کہ یہ حکم سب غیر مجاہد کے حق میں اور جب کہ ہم اہل بیہوشی کو کرنا والا ہو مجاہد ہو تو میں چاہتا ہوں کہ اسکا عیب ظاہر کیا جاوے تاکہ اسکو اور اسکے غیر کو اس سے تنبیہ ہووے اور مشکل ہے مستحب ہونا ستر کا باوجود اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے تعریف ہو مانع اور

فامی عورت کے حق میں اور جواب دیا ہے ہمارے شیخ نے شرح ترمذی میں کہ فامیہ کا محل ظاہر ہو چکا تھا باوجودیکہ اسکا کوئی خاوند نہ تھا پس دشوار ہوا استتار واسطے اطلاع کے اس چیز پر کہ مشعر ہی ساتھ فاحشہ کے اور اسی واسطے ترجیح دی بعضوں نے استتار کو جس جگہ کہ نہ ہو و چیز کہ مشعر ہو ساتھ ضد اسکی کے اور اگر ایسی چیز پائی جادے تو اٹھانا مقدمہ کا طرف امام کی تاکہ قائم کرے اسپر حد کو فضل ہے اور ظاہر یہ ہے کہ چھپانا عیب کا مستحب ہے اور اٹھانا طرف امام کی واسطے نقد مبالغہ کے تظہیر میں محبوب تر ہے اور علم خدا تعالیٰ کے نزدیک ہے اور اس میں ثبوت لینا سیرج ہلاک کہنے جان مسلمان کے اور مبالغہ کرنا اس کے نگہ رکھنے میں واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے اس قصے میں ترمذی اسکی سے اور اشارہ کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سے طرف اسکی ساتھ رجوع کے اور اشارہ کرنے سے طرف قبول ہونے اس کے دعوے کے اگر دعوے کرے زبردستی کا یا چونے کا زندہ کے معنی میں یا مباشرت کا سو فرج کے مثلاً اور اس میں مشروع ہونا اقرار کا ہے ساتھ فعل فاحشہ کے نزدیک امام کے اور مسجد میں اور قصر کھ کرنا اس میں ساتھ اس چیز کے کہ شرم کی جاتی ہے بولنے سے ساتھ اس کے الزاع گناہ سے قول میں بسبب حاجت کے جو اسکی بقرار کرنے والی ہے اور اس میں پکارنا ہے پڑے کر بلند آواز سے اور اعراض کرنا امام کا اس شخص سے جو اقرار کرے ساتھ امر کے جو محتمل ہے اقامت حد کو واسطے اس احتمال کے کہ تفسیر کرے اسکو ساتھ اس چیز کے کہ نہیں واجب کرتی ہے حد کو یا رجوع کرے اور استفسار کرنا اس سے اسکی شرطوں کا تاکہ مرتب ہو اسپر مقتضا اسکا اور یہ کہ اقرار مجنون کا لغو ہے اور لغو یعنی کرنا اقرار کرنے والے کو ساتھ اس کے کہ ہر جاوے اور یہ کہ جب وہ رجوع کرے تو اسکا رجوع قبول کیا جاوے اور یہ کہ مستحب ہے اس کے واسطے جو گناہ میں واقع ہو اور پچھاوے یہ کہ توبہ کی طرف جلدی کرے اور کسی کو اسکی خبر نہ دیوے اور اپنا عیب چھپاؤ خدا تعالیٰ کی پردہ پوشی سے اور اگر اتفاق کسی کو خبر دیدیوے تو مستحب ہے کہ حکم کرے اسکو ساتھ توبہ کے اور چھپانے اس کے کے لوگوں سے جیسا کہ جاری ہوا مگر کے واسطے ساتھ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اور روایت کیا ہے اسکو ابو داؤد نے اور اس قصے میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہزال سے فرمایا کہ اگر تو اسکا عیب چھپاتا میرے واسطے بہتر ہوتا یعنی اس سے کہ تو نے اسکو حکم کیا ساتھ ظاہر کرنے اس کے کے اور اسکا عیب چھپانا یہ تھا کہ اسکو حکم کرنا ساتھ توبہ کرنے اور عیب چھپانے کے جیسا کہ حکم کیا اسکو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یعنی یہ فضل تھا اس کے ظاہر کرنے سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اسپر کہ شرط ہے مکر کرنا اقرار کا ساتھ حرام کاری کے جاری ہوا اس سے کم کے ساتھ حد واجب نہیں ہوتی بدلیل ظاہر قول اس کے کے کہ جب اس نے اپنی جالت

چار بار گواہی دی اس واسطے کہ اس میں اشعار ہے ساتھ اسکے کہ عدد وہی ہے علت بیچ تاخیر کرتا قات
حد کے اور اس کے والا پہلی بار ہی اسکو سنگسار کرینیکا حکم فرماتے اور اس واسطے کہ ابن عباسؓ کی حدیث
میں ہے کہ فرمایا کہ تو نے اپنی جان پر چار بار گواہی دی اسکو لے جاؤ اور سنگسار کرو اور تائید کرتا ہے اگلی
یہ کہ زنا میں چار گواہوں کا ہونا شرط ہے سوائے اور حدوں کے یعنی تو بنا براسکے قیاس چاہتا ہے کہ اقرار
ہی چار بار ہو اور یہ قول کو فیون کا ہے اور راجح نزدیک خابہ کے اور ابن ابی لیلے نے زیادہ کیا تا
یہ کہ شرط ہے کہ اقرار کی مجلس ہی متعدد ہو اور یہ ایک روایت ہے حنفیہ سے اور ظاہر یہ ہے کہ مجلس متعدد
ہوئی لیکن نہ بقدر تعداد اقرار کے اور تا دلیلی کی ہے جمہور نے ساتھ اسکے کہ یہ فقط ماغر کے قصہ میں واقع
ہوا ہے اور وہ واقعہ ہے ایک حال کا پس جائز ہے کہ ہو زیادتی واسطے زیادہ ثبوت طلب کرنے کے
اور تائید کرتا ہے اس جواب کی یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غامدیہ سے فرمایا جبکہ اس نے اگر حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ مجھ کو پاک کیجئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پھر جا اور استغفار
کر اس عورت نے کہا کہ میں ایک دیکھتی ہوں کہ آپ مجھے اقرار کا تکرار چاہتے ہیں جیسا کہ اپنے ماغر سے تکرار کیا
مقرر میں تو زنا سے حاملہ ہوں سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر حد قائم کرنے میں تاخیر نہ کی مگر اس واسطے
کہ وہ حاملہ تھی سو جب اس نے بچہ جنا تو اسکو سنگسار کیا وایا اور دوسری بار اس سے استفسار نہ کیا اور نہ
اسکا اقرار کے تکرار کرنے کو معتبر جانا اور نہ تعدد مجلس کو اور اسی طرح واقع ہوا ہے عسیف کے قصہ میں کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسے آئینہ اسکی عورت پاس چا سو اگر اقرار کرے تو اسکو سنگسار
کر سو آئینہ اس عورت کے پاس گیا اور اس نے اقرار کیا سو اس نے اسکو سنگسار کیا اور نہیں ذکر
کیا تعدد اقرار کا اور نہ تعدد مجلس کا اور جواب دیا ہے جمہور نے قیاس مذکور سے ساتھ اسکے کہ ہمیں
قبول ہیں قتل میں مگر دو گواہ برخلاف باقی اسوال کے سو قبول کیا جاتا ہے اس میں ایک مرد اور دو
عورتیں سو قیاس چاہتا تھا کہ قتل میں ہی اقرار دو بار شرط ہوتا اور حالانکہ سب اتفاق ہے اس پر کہ اگر
صرف ایک بار اقرار کافی ہے اور اگر تو کہے کہ استدلال کرنا عدم ذکر تعدد اقرار سے عسیف وغیرہ کو نقص
میں چھٹک نہیں اس میں نظر ہے اس واسطے کہ عدم ذکر نہیں دلالت کرتا اور عدم وقوع کے پس جب ثابت
ہوا ہوتا ہے کہ شرط تو سکوت کرنا اسکے ذکر سے احتمال ہے کہ ہوا واسطے علم کے ساتھ ماوربہ کے لیکن
ممکن ہے کہ تک کرنا غامدیہ کے قول سے کہ آپ مجھے اقرار کا تکرار چاہتے جیسا کہ ماغر سے تکرار کیا اور اس
حدیث سے معلوم ہوا کہ نہیں شرط ہے کہ پہلے امام سنگسار کرنا شروع کرے اسکو جو زنا کا اقرار کرے
اگرچہ مستحب ہے بلکہ جب گواہوں سے رجحان ثابت ہو تو پہلے گواہ سنگسار کرنا شروع کریں اور اس میں بہرہ

امام کا ہے حد کو اپنے غیر کے واسطے اور جب کو سنگسار کرنا ہو اسکے واسطے گڑھا کہو داجاوے اور اگر عورت کا زنا گواہوں سے ثابت ہو تو مستحب ہے اسکے واسطے گڑھا کہو دانا ساتھ اقرار کے اور تینوں اہل کاشہور قول یہ ہے کہ اسکے واسطے گڑھا نہ کہو داجاوے اور کہا ابو یوسف اور ابو ثور نے کہ مرد اور عورت دونوں کے واسطے گڑھا کہو داجاوے اور یہ کہ جائز ہے تلقین کا اسکے واسطے جو اقرار کرے ساتھ اس چیز کے جو واجب کرے حد کو یعنی اسکو وہ چیز تلقین کرنا..... جو اس سے حد کو دور کرے اور یہ کہ نہیں واجب ہوتی ہے حد مگر صریح اقرار سے اسی واسطے شرط ہے اس شخص پر جو زنا کی گواہی دے یہ کہہ کہ میں نے اسکو دیکھا کہ اس نے اپنا ذکر عورت کی شہرگاہ میں داخل کیا تھا یا جو اسکے مشابہ ہو اور یہ کافی نہیں کہ کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس نے زنا کیا اور ثابت ہو چکا ہے ایک جماعت اصحاب سے تلقین کرنا اس شخص کو جو حد کا اقرار کرے جیسا کہ روایت کیا ہے اسکو مالک نے علی سے اور یحییٰ نے خاص کیا ہے تلقین کو ساتھ اسکے جسپر گمان ہو کہ وہ زنا کے حکم سے جاہل ہے اور یہ قول ابو ثور کا ہے اور مستثنیٰ ہے تلقین سے نزدیک مالکیہ کے وہ شخص جو کہم کہلا زنا کرتا ہو اور مشہور ہو ساتھ بھارت و خرم چیزوں کے اور جائز ہے تلقین کرنا اسکا جو اسکے سوا ہے ہر اور نہیں ہے شرط اور اس میں ہے کہ نہ قید کیا جاوے مفلک جو زنا کا اقرار کرے بیچ مدت استنبات کے اور حال میں بیات تک کہ بچہ جنے اور کہا ابن عربی نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ اسکو قید کیا اور نہ اس سے ضامن لیا اس واسطے کہ اسکا رجوع کرنا مقبول ہے سو اس میں کوئی فائدہ نہیں باوجود جو اذاعراض کے اس نے جبکہ رجوع کرے اور یہ جو فرمایا کہ کیا تو بیاہا ہوا ہے تو اس سے لیا جاتا ہے کہ واجب ہے استفسار کرنا اس حال سے جس سے اختلاف ہوا اور کہ تشہد والے کے اقرار کا..... کوئی اثر نہیں لیا جاتا ہے یہ اسکے اس قول سے کہ لوگوں نے اسکو سوگھا اور جن لوگوں نے اسکا اعتبار کیا ہے انہوں نے کہا کہ اسکی عقل گناہ سے دور ہو گئی تھی اور نہیں ہے دلالت ہر مانع کے قصے میں حتمال ہے کہ یہ شراب کو حرام ہونے سے پہلے ہو یا اسکا تشہد بغیر گناہ کے واقع ہوا ہو اور یہ کہ جب کوئی زنا کا اقرار کرے تو اسکو چوڑا جاوے پہر اگر تصریح کرے ساتھ رجوع کے تو مہربا والا سنگسار کیا جاوے اور یہ قول شافعی اور احمد کا ہے اور دلالت اسکی مانع کے قصے سے ظاہر اور یہ کہ عید گاہ جب وقف ہو تو نہیں ثابت ہوتا ہے اسکے واسطے حکم مسجد کا اور یہ کہ جو سنگسار کیا جاوے اسکا جنازہ نہ پڑھا جاوے اور یہ کہ جس سے شراب کی بربائی جاوے اسپر حد واجب ہے یہ قول مالک اور شافعی کا ہے اور کہا نووی نے کہ صحیح ہمارے نزدیک صحیح ہونا اقرار تشہد والے کا ہے اور جاری ہونا اسکے اقوال کا اس چیز میں کیا اسکے واسطے ہر اور اس پر

ہے اور سوال شراب پینے سے محمول ہے ہمارے نزدیک اسپر کہ اگر وہ شے میں ہوتا تو اس پر حرقاع
 نہ ہوتی (فتح) **باب** العاشر الحجۃ زانی کے واسطے پتھر ہے **حکم** ثنا ابوالولید قال حدثنا
 اللیث عن ابن شہاب عن عرو بن وہب عن عائشہ قالت اخضع سعد و ابن زمعہ فقال
 الشیخ صلی اللہ علیہ وسلم هو لک یا عبد بن زمعہ الولد کفر ایش واجتجہ منہ
 یا سودہ و ترا د کنا قتیبہ عن اللیث و لیاہم الحجۃ ترجمہ عائشہ روایت ہے کہ جبکہ ایک شخص
 اور ابن زمعہ نے یعنی زعمی لونڈی کی بیٹی میں تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تیرے واسطے
 ہے ای عبد بن زمعہ لڑکا فرش والے کا ہے اور زنا کرنے والے کو پتھر لینے لڑکے کا مالک وہی ہے
 جس کے نیچے اس لڑکے کی مان ہے خواہ نکاح سے ہو خواہ ملکیت ہو اور اگر حرام کا دعویٰ کرے
 کہ لڑکا میرے نطفے سے ہے تو اسکی قسمتیں پتھر ہے یعنی وہ مالک نہیں ہو سکتا اور اگر حر ہمار
 بیا ہوا ہو تو اسکو سنگسار کرنا چاہیے اور یہ وہ کہ اس سے اسے سودہ **حکم** ثنا آدم حدثنا
 شعبہ حدثنا محمد بن زیاد قال سمعت ابا ہریرۃ قال الشیخ صلی اللہ علیہ وسلم الولد
 لکفر ایش و لیاہم الحجۃ ترجمہ ابو ہریرہ رضی عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
 کہ لڑکا فرش والے کا ہے اور زنا کرنے والے کو پتھر اور اسکے ترجمہ میں اشارہ ہے اس طرف
 کہ وہ ترجیح دیتا ہے اس شخص کے قول کو جس نے تاویل کی ہے حجر کی ساتھ ان پتھروں کے جن
 سے زانی کو سنگسار کیا جاوے یعنی مراد حجر سے وہ پتھر ہیں جنکے ساتھ زانی کو سنگسار کیا جاوے
 وقد تقدم ما فيه اور مراد اس سے یہ ہے کہ سنگسار کرنا مشروع زانی کے واسطے اسکی شرط سے نہ یہ کہ ہر
 زانی پر سنگساری ہے (فتح) **باب** الرجم بالبلایا بلایا میں سنگسار کرنا **ف** بلاط ایک
 جگہ کا نام ہے مسجد نبوی کے دروازے کے پاس کہ اسکا فرش پتھروں وغیرہ سے تھا اور کہا ابن
 بطال نے کہ یہ ترجمہ مشکل ہے اس میں اشکال ہے اس واسطے کہ سنگسار کرنے میں بلاط اور اسکا غیر
 برابر ہے اور جواب دیا ہے ابن نیر نے کہ اس نے ارادہ کیا ہے کہ تنبیہ کرے اسپر کہ سنگسار کرنا
 انہیں خاص ہے ساتھ مکان معین کے واسطے کہ کبھی عید گاہ میں سنگسار کرنے کا حکم کیا
 اور کبھی بلاط میں اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ سنگسار کرنے کے واسطے گرٹھا ہو دنا شرط نہیں
 اس واسطے کہ بلاط میں گرٹھا نہیں کہہ سکتا میں نے کہا احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ جو مکان کہ مسجد
 کے ساتھ لگا ہو اسکو مسجد کا حکم نہیں ادب کرنے میں اس واسطے کہ بلاط مذکور ایک جگہ ہے مسجد
 نبوی سے لگی ہوئی تھی اور باوجود اسکی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکے پاس سنگسار کرنا حکم

کیا رفتہ (حکایتی) محمد بن عثمان قال حدثنا خالد بن مخلد عن سليمان قال
 حدثني عبد الله بن دينار عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يهودي
 ويهودية قد أخذنا جميعاً فقال لهم ما تجدون في كينايكم قالوا ان احبارنا
 احذثوا تحميم الوجوه والتجبية قال عبد الله بن سلام اذ هم يارسول الله يا رسول الله
 فأتى بها فوضعه احدكم يدك على آية الرجم وجعل يقرأ ما قبلها وما بعد ها فقال
 له ابن سلام ارفع يدك فاذا آية الرجم تحت يدك وامرهم بما راسول الله صلى الله
 عليه وسلم فرجما قال ابن عمر فرجما عند البلاط فرأيت اليهودي اجنأ عليها
 ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے کہ ایک یہودی مرد اور عورت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پاس
 لائے گئے کہ دونوں نے بیچالی کا کام کیا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ کیا
 پاتے ہو تم اپنی کتاب میں انہوں نے کہا کہ ہمارے علمائے رکالا ہے منہہ کالا کرتا اور چہکا کر کھڑا
 مانند رکوع کرنے والے کی عبد اللہ بن سلام نے کہا یا حضرت انکو حکم کیجیے تو ریت لاویں سو
 تو ریت لائی گئی تو انہیں سے ایک نے اپنا ہاتھ رجم کی آیت پر رکھا اور اسکے آگے پیچھے سے پڑھنے لگا
 تو ابن سلام نے اس سے کہا کہ اپنا ہاتھ اٹھا سونا گہان سنگسار کرنے کی آیت اسکے ہاتھ کے نیچے
 اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکے سنگسار کر دینا حکم کیا تو دونوں سنگسار کیا گیا کہا ابن عمر نے
 سو دونوں کو بلاط کے پاس سنگسار کیا گیا سو میں نے یہودی مرد کو دیکھا کہ اس عورت پر اوندھا چہکا
 یعنی تاکہ عورت کو تھج نہ لگے **باب الرجم بالمصلى عيدگاه میں سنگسار کرنے کا بیان**
 اور مراد وہ مکان ہے جس کے نزدیک عید اور جنازے پڑھے جاتے ہیں اور وہ بقیع الغرقہ کی طرف ہے
 اور مراد یہ ہے کہ سنگسار کرنا عید گاہ کے پاس واقع ہوا نہ اسکے اندر اور عیاض نے سمجھا کہ سنگسار
 کرنا عید گاہ کے اندر واقع ہوا سو کہا کہ اس سے استفادہ ہوتا ہے کہ عید گاہ کو مسجد کا حکم نہیں حالانکہ
 ثابت ہو چکا ہے حدیث میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کو حکم کیا کہ عید گاہ میں حاضر
 ہوں یہاں تک کہ حیض والیوں کو بھی اور یہ ظاہر مراد میں رفتہ (حکایتی) محمود قال حدثنا
 عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن الزهري عن ابی سلمة عن جابر ان رجلاً من اهل
 جاء النبي صلى الله عليه وسلم فاعترف بالزنى واعرض عنه النبي صلى الله عليه وسلم
 حتى شهد على نفسه اربع مرات قال له النبي صلى الله عليه وسلم ايک جنون
 قال لا قال احصيت قال نعم فامر به فخرج بالمصلى فلما اذ لفته ليجارده فسرى

ہے ساتھ اختلاف کیا ہے اہل علم نے اس مسئلہ میں سو کہا مالک نے کہ امام سنگسار کرنے کا حکم کر دیا اور خود آپ اس میں شامل نہ ہوئے اور نہ اس سے اٹھاوے یہاں تک کہ چاروے پر اُس کے اور اُس کے والدین کے درمیان منع نہ ہو وہ اُس کو غسل دیوں اور اُس کا جنازہ پڑھیں اور امام خود اُس کا جنازہ نہ پڑھتا کہ گناہ اور نہ اُس کے والدین کو عبرت ہو اور تاکہ نہ جرات کریں لوگ ایسے کام پر اور بعض مالکیہ سوہو کہ جائز ہے امام کو کہ اُس کا جنازہ پڑھے اور یہ قول جمہور کا ہے اور شہور مالک سے ہے کہ مکروہ ہے امام کو اور اہل فضل کو یہ کہ مرحوم کا جنازہ پڑھیں اور یہ قول احمد کا ہے اور شافعی سے ہے کہ مکروہ نہیں اور یہ قول جمہور کا ہے اور زہری سے روایت ہے کہ نہ مرحوم کا جنازہ پڑھاوے اور نہ اُس کا جواب پستہ تین آپ مار ڈالے اور قتادہ سے روایت ہے کہ دلہا لڑکا کا جنازہ نہ پڑھا جاوے اور طلق کہا ہے عیاض نے سو کہا کہ نہیں اختلاف ہے علما کو اس میں کہ جائز ہے جنازہ پڑھنا فاسقوں اور گنہگاروں کا اور ان کا جو حد میں ہارے جائیں اور بعضوں نے کہا کہ اہل فضل کو مکروہ ہے مگر ابو حنیفہ سے ہے کہ محاربین کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں اور حسن سے ہے کہ جو زندہ کے نفاس میں مر جاوے اُس کا جنازہ بھی جائز نہیں اور حدیث غادیہ کے قصے میں محبت ہو جمہور کے واسطے (فتح) **کَابَ مَنْ أَصَابَ ذَبَابُ دُونَ الْحَيِّ وَ أَخْبَرَ الْإِمَامَ فَلَا عَقُوبَةَ عَلَيْهِ بَعْدَ التَّوْبَةِ إِذَا اجْتَاءَ مُسْتَفْتِيًا** جوابا گناہ کرے جو حد سے کم ہو اور امام کو خبر دیے کہ نہیں ہے سزا اور پُرے کے بعد توبہ کے جبکہ فتوے توبہ کو آوے **ف** یہ جو قید کی کہ کم حد سے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کا گناہ حد کو وجہ کرتا ہو پھر سزا ہے اگرچہ اُس نے توبہ کی ہو اور اخیر قید کا کوئی مفہوم نہیں (فتح) **قَالَ عَطَاءٌ لَمْ يُعَاقِبْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْجَمَهُ** اور کہا عطاء نے کہ نہیں سزا دی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **ف** لیکن جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی تھی کہ وہ گناہ میں واقع ہوا بلا اہلیت کے یہاں تک کہ اُس نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کو خبر دی کہ اُس کی نازا اُس کے گناہ کا کفارہ ہو گئی (فتح) **وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَ لَمْ يُعَاقِبْ إِلَّا فِي جَامِعَةٍ فِي رَمَضَانَ** ترجمہ اور کہا ابن جریج نے کہ نہ سزا دی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کو جو جس نے رمضان میں نبی عورت سے محبت کی تھی **وَلَمْ يُعَاقِبْهُ عُمَرُ صَاحِبُ الظُّبَيْرِ وَ يَدُوهُ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** اور نہ سزا دی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اُسے کو یعنی جس نے حرم مکہ میں ہرن کو قتل کیا اور پھر معنی حکم ترجمہ کے ابن مسعود سے ہے اُس نے روایت کی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے **حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ عَنِ ابْنِ**

شہرہا پ عن محمد بن عبد الرحمن عن ابی ہریرۃ أن رجلاً وقع بامرأته في رمضان فاستغفر
رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال هل تجد رقبة قال لا قال هل تستطيع صيماً
ثلاثة شهور قال لا قال فاطعم مسكيناً وقال اللبث عن عمرو بن الحارث عن
عبد الرحمن بن القاسم عن محمد بن جعفر عن الزبير عن عباد بن عبد الله بن الزبير
عن عائشة أني رجل الشبي صلى الله عليه وسلم في المسجد فقال اخذت قال ممن
ذلك قال وقعت بامرأتي في رمضان فقال له تصدق قال ما عندی شیء فجلس وأما
إنسان كسوف جماراً ومعه طعام قال عبد الرحمن لا أدري ما هو إلى النبي صلى
الله عليه وسلم فقال ابن الحنفی فقال لها إذا قال خذ ما تصدق به قال على أخو
مصدق ما لا أهلي طعام قال فكلوا ثم رجمه ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے رمضان کے
مہینے میں اپنی عورت سے صحبت کی تو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسکا حکم پوچھا تو حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو ایک بردہ پاتا ہے کہ اسکو آزاد کرے اس نے کہا کہ نہیں حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تو دو مہینے کے روزے رکھ سکتا ہے اس نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ اگر
مسکینوں کو کھانا کھلاؤ اس حدیث کی شرح روزے میں گزر چکی ہے (فتح) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت
ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سجد میں آیا تو اس نے کہا کہ میں جل گیا حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو یہ کس سبب کہتا ہے اس نے کہا کہ میں نے اپنی عورت سے صحبت کی رمضان
میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ خیرات کر اس نے کہا کہ میرے پاس کچھ چیز نہیں
سو بیٹھا اور ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا کہ بھانکتا اور اس کے ساتھ طعام تھا کہا
عبد الرحمن نے میں نہیں جانتا کہ وہ کیا چیز تھی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کہاں ہے
جلنے والا اس نے کہا خبردار میں یہ ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسکو لے اور خیرات کر
اس نے کہا کیا اپنے سے زیادہ تر محتاج چہرہ کہوں میرے گھر والوں کے واسطے کھانا نہیں ہے
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم ہی اسکو کھاؤ ایک روایت میں ہے کہ اس نے
کہا ہم بھوسہ میں ہمارے پاس کچھ چیز نہیں اور ایک روایت کی کسی طریق میں نہیں ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو سزا دی **باب** إذا أفق بالحنك وكذا بيئ هلم إلى صام
أن كيناً ر عليه جب اقرار کرے ساتھ حد کے اور نہ بیان کرے یعنی اسکی تفسیر نہ کرے کہ کون کھنا
ہے تو کیا امام کو جائز ہے کہ اسکی پردہ پوشی کرے **حدیثی** عبد القدوس بن محمد

قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَاصِمٍ الْكَلْبِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هَدَامُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ
 عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَهُ
 رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا أَقْبَدْتُهُ عَلَى وَكُلِّ لَيْسَةٍ مَعْنَاهُ قَالَ وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ
 فَصَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ قَامَ
 إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا أَقْبَدْتُهُ فِي كِتَابِ اللَّهِ قَالَ أَنَسٌ قَدْ صَبَّحْتُ
 مَعَهُ قَالَ لَكُمْ قَالَ فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ عَفَا لَكَ ذَنْبَكَ أَوْ قَالَ حَدًّا كَ تَرْجُمَةُ النَّسَائِيِّ رَوَيْتُ عَنْ
 كَ مِنْ حَضْرَتِ صَلَوَاتِهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَ بَابِ تَحَاوِيهِ حَضْرَتِ صَلَوَاتِهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَ بَابِ تَحَاوِيهِ
 اُس نے کہا یا حضرت میں حد کو پیچا یعنی میں نے ایسا گناہ کیا جو حد کو واجب کرتا ہے سو مجھے حد قائم ہو
 اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس سے نہ پوچھا کہ کون گناہ ہے یعنی بلکہ چپ رہے کہا رادی نے
 اور نماز کا وقت آیا تو اُس نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نماز پڑھ چکے تو وہ مرد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اٹھا تو اُس نے کہا یا حضرت میں حد کو پیچا
 تو اسکو مجھ پر قائم کیجئے موافق حکم کتاب اللہ کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے ہاتھ نماز
 نہیں پڑھی اُس نے کہا مان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا خدا تعالیٰ نے تیرا گناہ بخشا یا یوں
 فرمایا کہ تیری حد بخش دی کہ اُنودی وغیرہ نے شاید اسکا گناہ صغیر تھا جیسے بوسہ یا مساس اس
 دلیل سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی مغفرت نماز جماعت پڑھنے سے فرمائی بنا پر اس
 کہ نماز صغیرے گناہوں کے واسطے کفارہ ہوتی ہے نہ کبیرے گناہوں کے واسطے اور یہ اکثر ہے اور
 کبھی کبیرے گناہوں کا یہی نماز کفارہ ہوتی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس واسطے
 اُس سے نہ پوچھا کہ بد کام کا نقص بہتر نہیں اور اگر وہ اپنے گناہ کو کھل کر بتلاتا اور وہ لائق حد کے ہوتا
 تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اس پر حد مارتے یہ قصہ جو اس حدیث میں ہے اور ہے اور جو
 قصہ کہ ابن مسعود کی حدیث میں ہے وہ اور ہے اس واسطے کہ اس قصہ میں حد کا ذکر ہے اور ابن
 مسعود کی حدیث میں بوسہ کا ذکر ہے اور بخاری نے بھی اسکو تعدیل پر حل کیا ہے ان دونوں باب میں
 سو حل کیا ہے اُس نے پہلے قصے کو اس پر جو اقرار کرے گناہ کا جو حد میں ہو اس واسطے کہ اس میں تصریح کی
 ہے ساتھ اس کے کہ میں نے اس سے صحبت نہیں کی اور حل کیا ہے اُس نے دوسرے قصے کو اس پر جو جب
 کرے سو کو اس واسطے کہ وہ ظاہر ہے اُس مرد کے قول سے اور جس نے در دو قصوں کو ایک کہا ہے اُس نے
 کہا کہ شاید اُس نے گناہ کیا حد اس خبر کو جو حد نہیں یا اُس نے اپنے فعل کو بہت بُرا بخاری چاند سو

کیا اس نے کہ اس میں حد واجب ہے اور البتہ اختلاف کیا ہے علمائے اس حکم میں سو ظاہر ترجمہ بخاری سے معلوم ہوتا ہے کہ جو حد کا اقرار کرے اور نہ بیان کرے کہ کون گناہ ہے تو نہیں واجب ہے امام پر کہ اسپر حد کو قائم کرے جبکہ وہ ثابت ہووے اور حمل کیا ہے اسکو خطابی نے اسپر کہ جائز ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسپر وحی سے اطلاع ہوگئی ہو کہ خدا تعالیٰ نے اس کو بخشید یا اس واسطے کہ وہ ایک خاص واقعہ ہے والاہنین تو اس سے پوچھتے کہ کون گناہ ہے اور اسپر حد قائم کرتے اور نیز اس حدیث میں ہے کہ حدوں سے پردہ نہ اٹھاوے اور جہاں تک ہو سکے اسکو دفع کرے اور نہیں تصریح کی اس مرد نے ساتھ اس امر کے کہ لازم آوے اس سے قائم کرنا حد کا اوپر اسکے اور شاید وہ ضعیفہ گناہ تھا اس نے اسکو کبیرہ گمان کیا جو حد کو واجب کرے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے نہ پوچھا کہ کون گناہ ہے اس واسطے کہ موجب حد کا ہنہین ثابت ہوتا ہے احتمال سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے نہ پوچھا یا تو اس واسطے کہ تفحص کرنا منع ہے اور واسطے مقدم کرنے پردہ پوشی کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ یہ جو حد چاہتا ہے تو یہ اس سے نادم ہوا ہے اور البتہ مستحب کہ اسے علمائے تلقین کرتا اس شخص کو جو اقرار کرے ساتھ موجب حد کے ساتھ رجوع کرنے کے اس سے یا ساتھ اشارے کے اور یا ساتھ تصریح کے تاکہ دفع ہو اس سے حد اور احتمال ہے کہ یہ حکم اس شخص کے ساتھ خاص ہو اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی کہ خدا تعالیٰ نے نماز سے اسکی حد بخشیدی اور یہ ہنہین بچا جاتا ہے مگر وحی کے طریق سے سو یہ حکم اسکے غیر کے حق میں بدستور جاری نہیں رہیگا مگر اس شخص کے حق میں کہ اسکا حال معلوم ہو جاوے کہ وہ بھی اس مرد کے مثل ہے اور البتہ بند ہو چکا ہے علم اسکا ساتھ بند ہونے وحی کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور البتہ متک کیا ہے ساتھ اسکے صاحب بد سے نہ سو کہما کہ لوگوں کو اس میں تین مسلک ہیں ایک یہ کہ ہنہین واجب ہے اسپر حد مگر بعد تغیین گناہ کے اور اصرار کرنے کے اوپر اسکے دوسرا یہ کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ مرد مذکور کے تیسرا یہ کہ ساقط ہو جاتی ہے حد ساتھ توبہ کے کہا اور یہ صحیح تر مسلک ہے (فتح) **بَابُ هَلْ يَقُولُ الْإِمَامُ لِلْمُقَرَّبِ لَعَلَّكَ لَمَسْتَ أَوْ غَضَبْتَ** کیا کہو امام اسکو جو اقرار کرے کہ شاید تو نے ہاتھ لگایا ہو یا آنکھ سے اشارہ کیا ہو یا چوکا ہو گا **ف** یہ باب معقود ہے واسطے جواز تلقین امام کے اسکو جو حد کا اقرار کرے وہ خبر حد کو دفع کرے اور البتہ خاص کیا ہے اسکو بعض نے ساتھ اس شخص کے کہ اسکے ساتھ گمان کیا جاوے کہ اس نے خطائی یا جہالت (فتح) **حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبٌ**

ابْنُ جَرِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ حَكِيمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا أَتَى
 مَا عَزَبُ بْنُ مَالِكٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ مَلَعَالَكُ قَبْلَتَ أَوْ عَمَرْتِ أَوْ لَطَمْتَ
 قَالَ لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنَّكَ هَا لَا تَكُنِّي قَالَ فَعِنْدَ ذَلِكَ أَقْبَلَ ابْنُ جَرِيرٍ تَرْجُمَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ
 رَدَّيْتُ هُوَ كَيْبَ مَا عَزَبُ بْنُ مَالِكٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَيْبَ مَا عَزَبُ بْنُ مَالِكٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 اس سے فرمایا کہ شاید تو نے بوسہ لیا ہوگا یا اشارہ کیا ہوگا آنکھ سے یا ہاتھ سے یا دیکھا ہوگا اس نے
 کہا نہیں یا حضرت فرمایا کیا تو نے اس سے زنا کیا ہے اور نہ کفایت ملکہ ساتھ اس کے یعنی صبر
 لفظ کہا اور کسی اور لفظ کے ساتھ اس سے کفایت نہ کی کہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے اس وقت اس کے شگسار کرنے کا حکم فرمایا ان تینوں چیزوں کو زنا فرمایا تو اس میں
 اشارہ ہے طرف اس حدیث کی کہ آئی ہے کہ آنکھ بھی زنا کرتی ہے اور اسکا لانا دیکھتا ہے
 اور سیطرح زبان اور ہاتھ پاؤں وغیرہ جوارح کا ذکر اور طریق میں آگیا ہے پھر فرمایا کہ شہر گاہ
 ان سب کو جہالتی ہے یا سچا کرتی ہے **باب** سَوَّالِ الْإِلَاقَامِ الْمَقَرَّةَ هَلْ أَحْصَيْتَ
 اِمَامَ كَسَوَالِ كَرَنَامَقَرَّ سَعِيْدُ بْنُ عَفِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اَلْكَلْبُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ
 كِي هُوَ **مَحَلُّ شَكٍّ** سَعِيْدُ بْنُ عَفِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اَلْكَلْبُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ
 بَنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَابْنِ سَلَمَةَ أَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ اَلْكَلْبُ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مِّنَ النَّاسِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اِنِّي زَنَيْتُ
 بِيَدِي نَفْسَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنَحَّى لِشَيْءٍ وَجْهِي الَّذِي كُنْتُ
 عَنْهُ قَبْلَهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اِنِّي زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَجَاءَ لِشَيْءٍ وَجْهِي الَّذِي كُنْتُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي اَعْرَضَ عَنْهُ فَلَمَّا شَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبَاكَ جَنُوْنٌ قَالَ لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ اَحْصَيْتَ قَالَ نَعَمْ يَا رَسُولَ
 اللَّهِ قَالَ اَذْهَبْ اِيَّاهُ فَارْجُوْهُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ اَخْبَرَنِي مِمَّنْ سَمِعَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
 قَالَ فَكُنْتُ نِيْمَنَ رَجُلًا فَرَجَمْنَا بِالْمُصَلِّيِّ فَلَمَّا اَذْهَبَتْهُ الْحِجَارَةُ جَمَعَ حَتَّى اَدْرَكْنَا
 بِالْحِجَارَةِ فَجَمَعْنَا رَجُلًا فَرَجَمْنَا رَجُلًا فَرَجَمْنَا رَجُلًا فَرَجَمْنَا رَجُلًا فَرَجَمْنَا رَجُلًا
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور آپ مسجد میں تھے سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارا
 کہ یا حضرت میں نے زنا کیا مراد اسکی اپنا نفس تھا یعنی میں صرف سکہ پوچھنے کو نہیں آیا نہ اپنے
 واسطے نہ غیر کے واسطے بلکہ میں آیا ہوں زنا کا اقرار کرتا تاکہ کیا جاوے ساتھ اس کے جو شرعاً ابھر

واجب ہے) تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منہ پیرا تو وہ اس طرف سر کا جس طرف حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منہ پیرا پیرا اس نے کہا یا حضرت میں نے زنا کیا ہے حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منہ پیرا تو وہ اس طرف آیا جس طرف حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اس سے منہ گھوایا سو جب اس نے اپنی جان پر چار بار گواہی دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اس کو بلایا سو فرمایا کہ کیا تو دیوانہ ہے اس نے کہا کہ نہیں یا حضرت پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کیا تو سیاہ ہوا ہے اس نے کہا ہاں یا حضرت فرمایا اس کو لے جاؤ اور سنگسار کرو کہا ابن
شہاب نے خبر دی مجھ کو جس نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ میں اُن لوگوں میں تھا جنہوں نے اس کو سنگسار
کیا سو ہم نے اس کو عید گاہ کے پاس سنگسار کیا سو جب اس کو پتھروں نے بے قرار کیا تو بھاگا بیان
کہ ہم نے اس کو سنگستانی زمین میں پایا پھر ہم نے اس کو سنگسار کیا کہ ابن تین نے کہ محل
سوال کے مشروع ہونیکا اس شخص سے جو زنا کا اقرار کرے اس وقت ہے جبکہ نہ جانتا ہو کہ اس نے
صحیح طور سے نکاح کر کے اس کے ساتھ دخول کیا ہے اور جب اس کو معلوم ہوا کہ وہ سیاہ ہوا ہے تو
پھر نہ پوچھے پھر نکاح کی مالکیہ سے تفصیل جبکہ اس کو معلوم ہو کہ اس نے نکاح کیا ہوا ہے اور نہ سنا
اس سے اقرار دخول کا سو بعضوں نے کہا کہ جو عورت کے ساتھ ایک رات رہا ہو اس کا کار قبول
نہیں اور بعضوں نے کہا کہ اس سے اکثر اور کیا اس کو مباح ہے کی حداری جاوے یا کنواری کے دوسرے
قول راجح تر ہے اور اسی طرح جب اقرار کرے خاوند ساتھ صحبت کرنے کے پھر اس نے کہا کہ میں نے
تو اس کے ساتھ اقرار اس واسطے کیا تھا تاکہ رحمت کا مالک ہوں یا اقرار کیا عورت نے پھر کہا کہ میں نے
یہ اس واسطے کیا ہے کہ پورا مہر ہوں سو ہر ایک کو دو نو میں سے کنواری کی حداری جاوے ام اولیٰ
غیر کے نزدیک حد بالکل اٹھائی جاتی ہے اور نقل کیا ہے طحاوی نے اپنی صحابہ کے جو دوسرے کو بھی
اسے زانی اور وہ اس کی تصدیق کرے تو قاتل کو کوڑے مارے جاویں اور نہ حداری جاوے تصدیق
کرنے والے کو اور کہا زفر نے بلکہ اس کو بھی حداری جاوے میں کہتا ہوں اور یہ قول جمہور کا ہے اور
ترجمہ صحیح طحاوی نے زفر کے قول کو استدلال کیا ہے اس نے باب کی حدیث سے اور حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ناغہ سے فرمایا کہ کیا سچ ہے جو خبر مجھ کو تجھے پہنچی کہ تو نے زنا کیا ہے اس نے کہا
ہاں تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو حداری اور اس واسطے کہ اتفاق ہے سب کا اسپر کہ جو
دوسرے کہے کہ میرا تجھے ہزار قرض ہے اس نے کہا تو سچا ہے تو لازم آتا ہے اس کو مال دے
باب الاغتراف بالذاتی اقرار کرنا ساتھ زنا کے ف یہ بحث پہلے گذر چکی ہے کیا عتر

کا کر ہونا شرط ہے یا نہیں اور جو کہتا ہے کہ صرف ایک بار اقرار کافی ہے اُس نے حجت پکڑی ہے ساتھ مطلق ہونے اعتراف کے حدیث میں اور نہیں معارض ہے اسکو وہ چیز جو باعز کے قصے میں اقرار کے کر رہے ہوں سے اس واسطے کہ وہ واقعہ ہر ایک حال کا مقدم (فتح) **حکایت**

عَلَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سَفِيَانُ قَالَ حَفْظَنَا لَا مِنْ فِي الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ وَزَيْدَ بْنَ خَالِدٍ قَالَا كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ

أَشْكَكَ إِلَّا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ فَقَامَ خَصْمُهُ وَكَانَ أَفْقَهُ مِنْهُ فَقَالَ أَقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ وَابْتِغِ لِي قَالَ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا فَزَنَنِي بِأَمْرٍ آتِيهِ فَأَقْدَمْتُ

مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ ثُمَّ سَأَلْتُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي جَلْدًا مِائَةً وَتَعْرِيْبَ عَامٍ وَعَلَى امْرَأَتِهِ الرَّجْمُ فَقَالَ الشَّيْخُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي لَفْسِي

بَيْنَهُ لَا أَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمْ بِكِتَابِ اللَّهِ الْمِائَةَ الشَّاةِ وَالْخَادِمَ رَدُّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدٌ مِائَةً وَتَعْرِيْبَ عَامٍ وَاعْذُ يَا ابْنِي عَلَى امْرَأَةٍ هَذَا إِنْ اعْتَرَفْتَ فَارْجِعْهَا فَعَدَا

عَلَيْهَا فَأَعْتَرَفَتْ فَوَجَّهَهَا قُلْتُ لِسَفِيَانٍ لَمْ تَقُلْ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمُ فَقَالَ أَشْكَكَ فِيهَا مِنَ الزُّهْرِيِّ قُلْتُ بِمَا قُلْتُمَا وَرَبِّمَا سَكْتُ ثُمَّ رَحِمَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ وَزَيْدُ بْنُ خَالِدٍ سَعْدُ رَوَيْتُ

کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے سو ایک مرد کھڑا ہوا تو اس نے کہا میں تجھکو سوال کرتا ہوں خدا تعالیٰ کی قسم دیکر مگر یہ کہ تو ہمارے درمیان کتاب اللہ سے حکم کرے تو اسکا خصم کھڑا ہوا اور وہ اس سے زیادہ تر بوجہ والا تھا سو اس نے کہا کہ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے ساتھ حکم کیجئے اور مجھکو اجازت

ہو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کہو اس نے کہا کہ مقرر میرا بیٹا اس کے یہاں فردر رہتا سو اس نے اسکی عورت سے زنا کیا تو میں نے اسکا بدلہ لادیا سو بکری اور ایک غلام پر میں نے اہل علم سے پوچھا

تو انہوں نے مجھکو خبر دی کہ مقرر میری بیٹی پر لازم ہے سو کوڑا اور برس پر شہر بدر کرنا اور لازم اسکی عورت پر سنگسار کرنا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اسکی جسکے قابو میں میری

جان ہے البتہ میں حکم کر دینا گاتم میں کتاب اللہ سے سو بکری اور خادم تجہیر پیر سے جاوین اور لازم ہے تیرے بیٹے پر سو کوڑا اور سال پر شہر بدر کرنا اور اسکی عورت پر جا سو کوڑا زنا کا اقرار

کرے تو اسکو سنگسار کر سودہ اس کے پاس گیا اس عورت نے زنا کا اقرار کیا تو اس نے اسکو سنگسار کیا میں نے سفیان سے کہا نہیں کہا تو نے انہوں نے مجھکو خبر دی کہ لازم ہے تیرے بیٹے پر سنگسار کرنا اس نے کہا کہ میں شک کرتا ہوں اُسین زہری سے سو بہت وقت میں نے اسکو کہا اور بہت

ایک

وقت میں نے اس کو کہا اور بہت وقت میں چپ رہا **ف** انشک بالعدا و اسٹالک بالمدی عنین
تجسس سوال کرتا ہوں ساتھ الد تعالے کے اور اس میں معنی اذکر کہ ہے یعنی میں تجھ کو یاد کرتا ہوں اٹھانے
والا اپنی آواز کو اور یہ جو کہا کہ مگر کہ تو ہمارے درمیان کتاب باللہ تعالے سے حکم کرے یعنی نہیں سوال کرتا
میں تجسس مگر حکم کرتا ساتھ کتاب اللہ کے اور احتمال ہے کہ الہ جواب تم کا ہو اس واسطے کہ اس میں حصہ کے معنی
ہیں اور اسکی تقدیر یہ ہے کہ میں تجسس سوال کرتا ہوں ساتھ الد تعالے کے کہ نہ کہے تو کچھ چیز مگر حکم اور
مراد کتاب اللہ سے الد تعالے کا حکم ہے جو اس نے اپنے بندوں پر لکھا اور بعضوں نے کہا کہ مراد قرآن
ہے اور یہ تبادر ہے اور احتمال اول اسے ہے اس واسطے کہ سنگسار کرنا اور شہر بدر کرنا قرآن میں
نہ ذکر نہیں ہیں مگر اس واسطے کہ خدا تعالے نے حکم کیا اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر جی
کرنیکا اور بعضوں نے کہا کہ مراد ساتھ اس کے قرآن کی یہ آیت ہے ادجعل اللہ من سبیلنا سو حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے بیان کیا کہ کوارے کی راہ سو کوڑے مارنا اور شہر بدر کرنا ہے اور بیابا کی راہ سنگسار
کرنا ہے میں کہتا ہوں اور یہ بواستہ بیان کرنے کے ہے اور احتمال ہے کہ مراد کتاب اللہ سورہ آیت
ہو جسکی تلاوت منسوخ ہے اور وہ یہ ہے الشیخ والشیخہ اذا زنیافا رجوسما اور بعضوں نے کہا کہ مراد ساتھ
کتاب اللہ کے نہیں ہے کھلنے والے کے سے ساتھ باطل کے اس واسطے کہ اس کے مدعی نے اس سے بکریاں
اور لونڈی ناحق ملی تھیں پس اس واسطے فرمایا کہ بکریاں اور لونڈی تجھ پر دو کی جادو نیگی اور راجح یہ ہے
کہ مراد ساتھ کتاب اللہ تعالے کے وہ چیز ہے جو متعلق ہے ساتھ تمام افراد قصے کے اس چیز سے
کہ واقع ہوا ہے ساتھ اس کے جواب جو آگے آئے ہیں اور مراد خادم سے اس حدیث میں لونڈی ہے
اور یہ جو فرمایا کہ سقر تیرے بیٹے پر سو کوڑا ہے تو یہ محمول ہے اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو معلوم تھا کہ اسکا بیٹا کتوارا ہے اور اس نے زنا کا اقرار کیا ہے اور احتمال ہے کہ اعتراف مضمحل ہو
اور تقدیر یہ ہے اور تیرے بیٹے پر ہے اگر وہ زنا کا اقرار کرے اور اول لائق تر ہے اس واسطے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہم مقام حکم کی تو اگر فتوے دینے کے مقام پر ہوتے تو اس میں کوئی
اشکال نہ تھا اس واسطے کہ تقدیر یہ ہے اگر اس نے زنا کیا ہے اور وہ کتوارا ہے اور قرینہ اس کے اعتراف
کا حاضر ہونا اسکا ہے ساتھ باپ اپنے کے اور چپ رہنا اسکا اس چیز سے کہ منوب کی گئی طرف
اسکی اور اس پر علم ساتھ کوارے ہونے اس کے کے سوا یک روایت میں صریح آچکا ہے کہ وہ کتوارا تھا اور
ایک روایت میں ہے کہ اس پر تیرا بیٹا تو اسکی نسا سو کوڑا اور سال بہر شہر بدر کرنا ہے اور یہ ظاہر ہے
اس میں کہ جو اس وقت صادر ہوا وہ حکم تھا نہ فتوے برخلاف روایت سفیان کے اور مستدل کیا ہے

بعضوں نے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جائز ہے تاخیر کرنا قاست حد نزدیک تنگ ہونے وقت کو
 اور ضعیف ہے اس واسطے کہ نہیں ہے اس حدیث میں کہ یہ دن کے اخیر میں تھا اور اس حدیث
 میں اور بھی فائدہ ہے میں سوائے اسکے کہ گذرے رجوع کرنا طرف کتاب اللہ کی نص سے ہو یا بطور
 استنباط کے اور جائز ہونا قسم کا کسی کام پر اسکی تاکید کے واسطے اور قسم کہانا بدو دن طلب کرنے
 قسم کے اور حسن خلق حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور علم آپ کا اس شخص پر جو آپ کے خطاب کرے
 ساتھ اس چیز کے کہ اولے اسکا حلف ہے اور یہ کہ جو آپ کی پیروی کرے حاکموں سے بچے اسکے وہ
 محمود ہے مثل اس شخص کی کہ نہ بڑے مدعی کے قول سے مثلاً کہ ہمارے درمیان حکم کر کہا بیضاوی نے
 کہ سو اسکے کچھ نہیں کہ دونوں نے یہی سوال کیا کہ کتاب اللہ کے ساتھ حکم کریں یا جو دیکھ انکو معلوم تھا کہ
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں حکم کرتے مگر ساتھ حکم اللہ تعالیٰ کے تاکہ حکم کیا جائے انکے درمیان
 محض حق سے نہ ساتھ مصالحت کے اور نہ لینے آسان حکم کے اس واسطے کہ حاکم کو جائز ہے کہ فریقین
 کی رضامندی سے ایسا حکم کرے اور یہ کہ حسن ادب بیچ گفتگو بزرگ آدمی کے تقاضا کرتا ہے مقدم کر نیو
 جگہ رہے میں اگرچہ مذکور سابق ہو اور یہ کہ امام کو جائز ہے کہ اجازت دی جسکو چاہے مدعی اور مدعا
 سے دعوے میں جبکہ دونوں اکٹھے آویں اور ممکن ہو کہ ہر ایک دونوں میں سے دعوے کیے اور منتخب
 ہے افن لینا مدعی اور فتویٰ طلب کرنے والے کو حاکم اور عالم سے کلام میں اور موکو ہے یہ اس وقت
 جبکہ گمان ہو کہ اسکو عذر ہے اور یہ کہ جو اقرار کرے حد کا واجب ہے امام پر قائم کرنا اسکا اور پر اسکے اگرچہ
 نہ اعتراف کرے جو اسکو اس میں شریک ہو اور یہ کہ جو دوسرے کو تہمت کرے اس پر حد نہ قائم کی جاوے
 مگر یہ کہ مقذوف طلب کرے برخلاف ابن ابی لیلیٰ کے کہ اس نے کہا واجب ہے اگرچہ مقذوف طلب کری
 اور اس ہتدائیل نظر ہے اسواسطے کہ محل خلاف کا وہ ہے جبکہ مقذوف حاضر ہو اور جبکہ غائب ہو چسکا
 یہ ہے تو ظاہر یہ ہے کہ تاخیر واسطے دریافت کرنے حال کے ہے سو اگر ثابت ہو مقذوف کے حق میں
 تو نہیں ہے حد قاذف پر حبس اس قصہ میں ہے اور کہا نووی نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 انیس کو اسواسطے بھیجا تھا تاکہ معلوم کر دے اس عورت کو قذف نہ کرنا کہ مطالبہ کرے وہ عورت
 اپنے قاذف کی حد کا اگر قذف سے انکار کرے اور اسکا ہونا ضرور ہے اس واسطے کہ ظاہر اسکا یہ ہے
 کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو زنا کی حد قائم کرنے کے واسطے بھیجا تھا اور حالانکہ یہ مراد نہیں
 اسواسطے کہ نہیں احتیاط کی جالی واسطے حد زنا کے ساتھ جاسوسی اور نقب زنی کی اس سے یعنی
 اسکے واسطے زیادہ تحقیق اور تغیش کر نیکا حکم نہیں آیا بلکہ مستحب ہے کہ جزا کا اقرار کرے اسکو تلقین

کی جاوے اور عذر سکھایا جاوے تاکہ وہ قراڑنا سے رجوع کرے اور ہو گا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کہ قول کے واسطے اگر اقرار کرے مقابل یعنی اور اگر انکار کرے تو اسکو معلوم کروا کہ اُسکے واسطے جائز
 ہے مطالبہ کرنا حد قذف کا پس عذف کیا گیا واسطے وجوہ احتمال کو اور اگر وہ انکار کرتی اور حد قذف کا
 مطالبہ کرتی تو اسکو حد ماری جاتی اور ابو داؤد نے ابن عباس رضی سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے
 اقرار کیا کہ اُس نے ایک عورت سے زنا کیا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو سو کوڑا مارا
 پھر عورت سے پوچھا تو اُس نے کہا کہ خبیثا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکو اسی کوڑے مارے
 حد قذف کی اور یہ کہ پردہ دار عورت جسکی عادت باہر نکلنے کی نہ ہو اسکو حاکم کی مجلس میں حاضر ہونے
 کی تکلیف نہ دی جاوے بلکہ جائز ہے کہ اسکی طرف بھیجا جاوے جو اُسکے واسطے یا اسپر حکم کرے اور اسپر
 ہے کہ سائل ذکر کرے ہر چیز کو جو واقع ہوئی ہو نصی میں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ سمجھے مفتی اُس سے
 وہ چیز کہ استدلال کرے ساتھ اسکو اور خصوص حکم کے مسئلے میں واسطے قول اس مرد کے کہ میرا بیٹا اسکے
 یہاں مزدور تھا اور حالانکہ وہ صرف زنا کا حکم پہنچنے کو آیا تھا اور اس میں بھید یہ ہے کہ اُس نے ارادہ
 کیا تھا کہ اپنے بیٹے کے واسطے کوئی عذر قائم کرے اور یہ کہ وہ زنا کے ساتھ مشہور نہ تھا اور نہیں باجم
 کہا اُس نے عورت پر اور نہ اُس سے زبردستی کی اور سو اُسکے کچھ نہیں کہ واقع ہوا یہ اُسکے واسطے بسبب
 دراز ہونے ملازمت جو تقاضا کرتی ہے زیادہ لگاؤ اور رغبت کو مستفاد ہوتا ہے اس سے حش اور
 دور کرنے اجنبی مرد کے اجنبی عورت سے جہانتک کہ ممکن ہو اس واسطے کہ خلا ملا کہ یہی نوبت پہنچتا ہے
 طرف فساد کی اور یہ کہ جائز ہے فتوے طلب کرنا مفضول سے باوجود فاضل کے اور رد کرنا ہے
 اسپر جو منع کرتا ہے تابعی کو کہ فتوے دیوے باوجود صحابی کے مثلاً اور یہ کہ جائز ہے کفایت کرنا حاکم میں
 ساتھ امر کے جو پیدا ہو گمان سے باوجود قدرت کے یقین پر لیکن اگر اختلاف کریں فتوے طلب کرنے
 والے میں تو رجوع کرے طرف اُس چیز کی جو مفید یقین ہو اور یہ کہ اُس شریف زمانے میں بھی
 بعضا ایسا آدمی تھا جو فتوے دیتا تھا گمان سے جو کسی اصل سے پیدا نہ ہوا اور احتمال ہے کہ یہنا فتوے
 سے واقع ہوا ہو یا جو نو مسلم ہو اور یہ کہ اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں اور آپ کے
 شہر میں فتوے دیا کرتے تھے ان میں سے ہیں ابو بکر صدیق رضی اور عمر رضی اور عثمان رضی وغیرہم اور یہ
 جو حکم گمان پر پڑی ہو وہ توڑا جاتا ہے ساتھ اُس چیز کے جو مفید یقین کو ہو اور یہ کہ حد بدلا قبول
 نہیں کرتی اور اسپر اجماع ہے زمانہ میں اندجوری میں اور حرب میں اور نشہ لسنے والی چیز کے پیو میں
 اور قدس میں اختلاف ہو اور صحیح یہ ہے کہ وہ بھی اور حد و کی طرح ہے اور سو اُسکے کچھ نہیں کہ

جاری ہوتا ہے بدلا بدن میں اتنے قصاص جان کی اور ہاتھ پاؤں وغیرہ کی اور یہ کہ جو صلح کہ شرع کے مخالف ہو وہ مردود ہے اور جو مال اس میں لیا جاوے وہ پیر دیا جاوے اور کہا ابن دقین العید نے کہ ساتھ اسکے ظاہر ہوگا کہ جو بعض فقہانے بعض عقود فاسدہ سے یہ عذر بیان کیا ہے کہ دونو معاوضہ کرنے والے آپس میں راضی ہیں اور ایک نے دوسرے کو تصرف میں اذن دیا ہے تو یہ عذر انکا ضعیف ہے اور حق یہ ہے کہ اذن تصرف میں مفید ہے ساتھ عقود صحیحہ کے اور یہ کہ جائز ہے نائب پکڑنا یہ سچ قائم کرنے کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اور وجوب اعدار کے اور کفایت کرنا اس میں ساتھ ایک کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اس پر کہ جائز ہے حکم کرنا ساتھ اقرار تصور کرنے والے کے بغیر ضبط کرنے کو اسی کے اور اسکے لیکن وہ خاص ایک واقعہ کا ذکر ہے سوا احتمال ہے کہ انیس نے گواہی دی ہو اسکے سنگسار کرنے سے پہلے اور حجت پکڑی ہے ایک قوم نے ساتھ جو ان حکم حاکم کے حدود وغیرہ میں ساتھ اس چیز کے کہ اقرار کرے ختم ساتھ اسکے نزدیک اسکے یعنی بدن گواہ کے اور یہ ایک قول شافعی کا ہے اور ساتھ اسکے قائل ہے ابو ثور اور جہور نے اس انکار کیا ہے اور خلاف غیر حدود میں قوی تر ہے اور انیس کے قصے میں احتمال عذر کا ہے کما مضی اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ اسکا سنگسار کر لینے بعد معلوم کروا نے میرے کے چہرے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسکی سپرد کیا سو جب اقرار کرے انکے رو برو جس سے ثابت ہو تو حکم کرے اور ظاہر یہ ہے کہ جب اس نے اقرار کیا تو انیس نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم کروایا واسطے بیان کرنے کے طلب ثبوت میں باوجودیکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معلق کیا تھا اسکے سنگسار کرنے کو اسکے اقرار پر اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اس پر کہ حاضر ہونا امام کا سنگسار میں نہیں ہے شرط اور اس میں نظر ہے احتمال ہے کہ انیس حاکم ہوا اور البتہ رجم میں حاضر ہونا مباشر تھا اور اس میں ترک کرنا جمع کا ہے درمیان جلد اور تغریب کے و سیاقی اور یہ کہ کافی ہے ایک بار اقرار کرنا اس واسطے کہ نہیں منقول ہے کہ اس عورت نے مکرر اقرار کیا تھا اور کفایت کرنا ساتھ رجم کے بغیر صلہ کے ہوا کہ اسکے قصے میں یہ بھی منقول نہیں اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ فعل عام نہیں ہوتا پس ترک اور ہے اور یہ کہ جائز ہے مزدور پکڑنا آزاد کو اور جائز ہے باپ کے واسطے یہ کہ اجارے میں دیوی اسے بیٹے کو کسی کی خدمت اور نوکری میں جبکہ اسکو اسکی حاجت ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اس پر کہ اگر باپ اپنی مجبور بیٹی کی طرف سے دعوے کرے تو اسکا دعوے صحیح ہے اگرچہ بالغ ہو اس واسطے کہ لڑکا حاضر تھا اور نہیں کلام کیا تھا مگر اسکے باپ نے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ خیال

کوڑے مارنے جا تو ہیں اور اگر جوان نہ بنا کرے اور میاں ہوا ہو تو اسکو سنگسار کیا جاتا ہے مستفاد
 ہو تا ہے اس حدیث سے سبب اسکی تلاوت کی تسبیح ہونی کا یعنی اس واسطے کہ اسکی تمام غموم کے برطرف
 سے اسکی غموم سے معلوم ہوتا ہے کہ بوڑھے زانی کو سنگسار کیا جاوے خواہ کنوارا ہو یا بیاہا ہو یا
 حالانکہ کنوارے زانی کو سنگسار نہیں کیا جاتا خواہ بوڑھا ہو یا جوان اور غرض اس حدیث سے
 یہ قول ہے خبر دار ہو سنگسار کرنا حق لازم ہے (فتح) **بَابُ رَجْمِ الْحَيْلَةِ مِنَ الزَّوْنِ إِذَا**
أُحْصِنَتْ سَنَّارُ نَاسٍ عَوْرَتِ كَوْزَنَاسٍ حاملہ ہو جبکہ بیابھی ہو **فَ** کہا اسامعیلی نے کہ مر
 یہ ہے کہ حاملہ ہو زنا سے حاصل پر پزیر چھ جنے تو اسکو سنگسار کیا جاوے اور اگر حاملہ ہو تو اسکو سنگ
 نہ کیا جاوے یہاں تک کہ بچہ جنے اور کہا ابن ابی اطلال نے کہ معنی ترجمہ کے یہ ہیں کہ کیا حاملہ عورت پر
 سنگسار کرنا واجب ہو یا نہیں اور قرار پایا ہے اجماع اس پر کہ اسکو سنگسار نہ کیا جاوے یہاں تک کہ بچہ جنے
 کہا نووی نے اور یہی حکم ہے کوڑے مارنے کا کہ اسکو کوڑے نہ مارے جاوے یہاں تک کہ بچہ جنے اور اسی طرح
 اگر حاملہ پر قصاص واجب ہو تو نہ قصاص لیا جاوے یہاں تک کہ بچہ جنے اجماع ہے ان سب میں اور البتہ
 عمر فاروق رضی اللہ عنہ ارادہ کیا کہ حاملہ کو سنگسار کریں تو معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ترے واسطے اسکی طرف
 کوئی راہ نہیں یہاں تک کہ بچہ جنے روایت کیا ہے اسکو ابن ابی شیبہ نے اور بچہ جننے کے بعد اختلاف
 ہے مالک نے کہا کہ جب بچہ جنے تو اسکو اسی وقت سنگسار کیا جاوے اور نہ انتظار کیا جاوے کہ اس کا
 بچہ پرورش پاوے اور کہا کو فیون نے کہ بچہ جننے کے بعد نہ سنگسار کیا جاوے اسکو یہاں تک کہ پاوے
 جو اسکو لڑکے کی پرورش کرے یہ قول شافعی کا ہے اور ایک روایت مالک سے اور غاندیہ اور حنفیہ
 کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی لڑکے کا پرورش کر لے والا ہو تو اسکو فی الحال سنگسار کیا جاوے
 والا انتظار کیا جاوے یہاں تک کہ اسکا بچہ پرورش پاوے (فتح) **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ**
قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي هَيْثَمٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ ابْنِ نِيْصَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جُنْدَبَةَ
ابْنِ مَسْعُودٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ أَقْرَى رَجُلًا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ مِنْهُمْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جُنْدَبَةَ
عَوْنِي فَبَيْنَمَا أَنَا فِي مَازِلِهِ مِمَّنِي وَهُوَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي إِخْوَةِ حُجَّةٍ حَجَرًا إِذْ رَجَعَ إِلَيَّ
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جُنْدَبَةَ فَقَالَ لَوْ رَأَيْتَ رَجُلًا اتَى أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ الْيَوْمَ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هَلْ لَكَ
فِي قُلَانٍ يَقُولُ لَوْ قَدْ مَاتَ عُمَرُ لَقَدْ بَايَعْتُ لَوْلَا نَفْسُ اللَّهِ مَا كَانَتْ بَيْعَةُ ابْنِ بَكْرٍ إِلَّا
قُلْتُ فَنَمَتُ فَنَغَضِبَ عُمَرَ ثُمَّ قَالَ إِنِّي إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَقَائِمُ الْعِشَّةِ فِي النَّاسِ فَهَكَذَا رُفِعَ
هُوَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَنَ أَنْ يُعْصِبُوا لَهُمْ أُمُودَهُمْ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جُنْدَبَةَ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ

فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ وَخَالَفَ عَدْلًا وَالَّذِي يَرُودُ مِنْ مَعَهُمْ أَوْ لَجَمْعِهِمْ الْمُهَاجِرُونَ إِلَى ابْنِ
بَكْرِ فَقُلْتُ لَا بِي بَكْرٍ يَا أَبَا بَكْرٍ أَنْطَلِقْ بِنَا إِلَى إِخْوَانِنَا هُوَ الْأَوْصِيَاءُ مِنَ الْأَنْصَارِ فَانْطَلَقْنَا نَزِيلًا
فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْهُمْ لَقِينَا مِنْهُمْ رَجُلَانِ صَالِحَانِ فَنَكَرَا مَا تَمَّا إِلَّا عَلَيْهِ الْقَوْمُ فَقَالَا أَيْنَ
تَرِيدُونَ يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ فَقُلْنَا نَرِيدُ إِخْوَانَنَا هُوَ الْوَقْدُ فَقَالَا لَا عَلَيْكُمْ إِلَّا تَقَرُّبُكُمْ لِقَابِ
أَمْرِكُمْ فَقُلْتُ وَاللَّهِ لَنَأْتِيَنَّهُمْ فَأَنْطَلَقْنَا حَتَّى أَتَيْنَاهُمْ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ فَإِذَا رَجُلٌ عَزَمَلُ
بَيْنَ ظَهْرِائِهِمْ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا اسْعُدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقُلْتُ لَهُمْ سَلَامٌ قَالَ لَوْ يُوْعَى عَلَيْكَ
فَلَمَّا جَلَسْنَا قَلِيلًا تَشَرَّفَ خُطْبَتُهُمْ فَأَتَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَا بَعْدُ فَتَحَنَّنَ الْأَنْصَارُ
اللَّهُ وَكِتَابَةُ الْإِسْلَامِ وَأَنْتُمْ مَعَاشِرُ الْمُهَاجِرِينَ رَهْطٌ وَقَدْ دَقَّتْ عَاقِبَةُ مِرْقُوعِكُمْ فَإِذَا
يُرِيدُونَ أَنْ يَخْتَارُوا نَا مِنْ أَصْلَانَا وَأَنْ يَخْتَارُوا نَا مِنَ الْآخِرِ فَلَمَّا سَكَتَ أَرَدْتُ أَنْ أَكَلِمَهُمْ
وَكُنْتُ رَوِيْتُ مَقَالَةً أَتَّخَبْتُ أَنْ أَرِيدَ أَنْ أَقْدِمَ مَرَاهِينَ يَدِي إِلَى ابْنِ بَكْرِ وَكُنْتُ أَدَارِي
مِنْهُ كَبْهَرُ الْحَدِّ فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَكَلِمَهُمْ قَالَ ابْنُ بَكْرٍ عَلَى رِسْلِكَ فِكْرُهُمْ أَنْ أُغْضِبَهُمْ فَكَلِمَهُمْ
أَبُو بَكْرٍ فَكَانَ هُوَ أَحْكَمَ مَقِيٍّ وَأَوْفَرُ وَاللَّهُ مَا تَرَكَ مِنْ كَلِمَةٍ أَعْجَبْتَنِي فِي تَرْوِيهِ
إِلَّا قَالَ فِي بُدْ يَحْتَمِلُ مِثْلَهَا أَوْ أَفْضَلَ مِنْهَا حَقٌّ سَكَتَ فَقَالَ مَا ذَكَرْتُمْ فِيكُمْ مِنْ خَيْرٍ
فَأَتَمُّهُ أَهْلٌ وَلَنْ يُعْرِفَ هَذَا إِلَّا مَرُءٌ الْأَطْلُ الْخَيْ مِنْ قُرَيْشٍ هُمْ أَوْسَطُ الْعَرَبِ
لَسَاءَ دَارٍ أَوْ قَدْ رَضِيتُ لَكُمْ أَحَدَ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ فَبَايَعُوا أَيْمَانًا شَرِيفَةً فَخَذَ بِيَدِي وَبَيَّعَ
أَبِي عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ وَهُوَ جَالِسٌ بَيْنَنَا فَلَمْ أَكْرِهْ مِمَّا قَالَ غَيْرَهَا كَانَ وَاللَّهُ أَنْ أَقْدَمَ فَتَشَرَّفَ
عَنْقِي لَا يَقْرَأُنِي ذَلِكَ مِنْ إِيَّاهُمْ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَتَاكَ عَلَى قَوْمٍ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ اللَّهُمَّ الْآنَ
تَسْأَلُنِي نَفْسِي عِنْدَ الْمَوْتِ نَسِيئًا لَا أَحَدَ إِلَّا الْآنَ فَقَالَ قَائِلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَا جَدُّنَا بِاللَّسْكَ
وَعَدَ يُقْرَأُ الْمَرْجَبُ مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ فَكَلِمَةُ اللَّغْطِ وَأَرْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ
حَتَّى فَرَّقَتْ مِنَ الْإِخْتِلَافِ فَقُلْتُ أَسْطِيدُكَ يَا أَبَا بَكْرٍ فَبَسْطَ يَدَهُ فَبَايَعْتُهُ وَبَايَعَهُ
الْمُهَاجِرُونَ ثُمَّ بَايَعْتُهُ الْأَنْصَارَ وَنَزَوْنَا عَلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقُلْتُ قَتَلَ اللَّهُ سَعْدَ بْنَ
عُبَادَةَ قَالَ عُمَرُ وَرَأَى وَاللَّهُ مَا وَجَدْنَا فِيهَا حَضْرَةً نَاهِيَةً قُرَيْشٍ مِنْ مُبَايَعَةِ ابْنِ بَكْرٍ خَشِينًا
فَارْقَنَّا الْقَوْمَ وَلَمْ تَكُنْ بَيْعَةً أَنْ يَبَايَعُوا رَجُلًا مِنْهُمْ بَعْدَ نَافَا مَا تَابَعْنَاهُمْ عَلَى مَا لَا نَرْضَاهُ
وَأَمَّا خَالِفُهُمْ فَيَكُونُ فُسَادًا فَسَنَ بَايَعَ رَجُلًا عَلَى غَيْرِ مَشُورَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَلَا يَتَابَعُ
هُوَ وَلَا الذِّنَى تَابِعَهُ نَغْرَةً أَنْ يُقْتَلَ تَرْجِمَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَوَيْتُ عَنْ بَعْضِ بَنِي هَذِهِ الْمُهَاجِرِينَ كَوْنَهُ

فَقَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ هُوَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ

پڑا تا تھا ان میں سے بن عبد الرحمن بن عوف سوجس حالت میں کہیں منابین اسکی جگہ میں تھا اور وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس تھا انکے پچھلے حج میں کہنا گہان میر طرف عبد الرحمن پہر اسواس نے کہا کہ اگر تو کچھ ایک مرد کو کہ آج امیر المؤمنین کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ اسے امیر المؤمنین کیا تیرے واسطے فلا نے کے حق میں کوئی کلام ہے وہ کہتا ہے کہ اگر عمر مر گیا تو میں فلا نے سے بیعت کروں گا سو قسم سے اللہ تعالیٰ کی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت خلافت ناگہانی تھی سو پوری ہو گئی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ غضبناک ہو کر پہر کہا کہ تمہارے انشاء اللہ تعالیٰ دوپہر کے بعد کھڑا ہونگا اور ڈراون گا لوگوں کو جو ارادہ کرتے ہیں کہ چین لیون ان سے خلافت انکی یعنی اچلتے ہیں خلافت پر بدین عہد اور مشورہ کے کملوق اللہی بکر کہا عبد الرحمن نے نہیں لے کہا اسے امیر المؤمنین ایسا نہ کر اسواسطے کہ موسم حج کا جامع ہوتا ہے رذیل اور کمینہ لوگوں کو جفتنے کی جلدی کرتے ہیں یعنی حج میں ہر قسم آدمی جمع ہوتے ہیں اور وہی ہیں جو غالب ہونگے تیرے نزدیک پر یعنی اس مکان پر جو تجھے نزدیک ہے جبکہ تو لوگوں میں کھڑا ہوگا اور میں ڈرتا ہوں کہ کھڑا ہوگا تو اور کوئی بات کہے کہ اڑالی جاوے اسکو تجھے ہر اڑا لے والا یعنی حمل کریں اسکو اسکی غیر وجہ پر اور نہ بچا میں اسکی مراد کو اور یہ کہ نہ رکھیں اسکو اسکی جگہ میں سو توقف کر یہاں تک کہ تو مدینے میں پہنچے اسواسطے کہ وہ گھر ہے ہجرت کا اور سنت کا سو تو پیچھے ساتھ بوجہ والون اور شریف لوگوں کے سو تو کہے جو کہے با قدرت ہو کر سواہل علم تیری بات کو نگہ رکھیں گے اور اسکو اسکی جگہ میں آرائیگی تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا خبردار سو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو میں کچھ ہونگا ساتھ اسکے اول مقام میں جو مدینے میں کھڑا ہونگا تو خوب ہوتا کہا ابن عباس نے سو قسم مدینے میں آئے ذیحجہ کے بعد سو جب جمعہ کا دن ہوا تو میں ڈھٹے دن دوپہر کے بعد جلد چلا یہاں تک کہ میں نے سعید بن زید کو منبر کے رکن پاس بیٹھا پایا تو میں اسکے گرد بیٹھا میرے دونوں گھٹنے اسکے گھٹنے سے چوتھے سو میں بنے کچھ دیر نہ کی یہاں تک کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نکلے یعنی بہت جلدی نکلے سو جب میں نے ان کو سامنے سے آتے دیکھا تو میں نے سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے کہا کہ البتہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ آج وہ بات کہیں گے جو ہمیں کہی جیسے خلیفہ ہوئی تو اس نے چہرہ انکار کیا اور کہا کہ مجھ کو امید نہیں کہ کہیں جو اس سے پہلے کہی نہیں کہا سو عمر فاروق منبر پر بیٹھے پہر جب موزن چپ ہوا تو کھڑے ہوئے اور خدا تعالیٰ کی تعریف کی جو اسکے لائق ہے پہر کہا کہ ایسے حمد اور صلوة کے بعد میں تم سے ایک بات کہتا ہوں جو میرے واسطے مقرر کی گئی کہ میں اسکو کہوں میں نہیں جانتا کہ شاید میری موت کے آگے ہے یعنی میری موت کے ترتیب پر یعنی موقع ہوا جیسا کہ اسکو سمجھے اور یاد رکھے تو چاہیے کہ بیان کرے اسکو یہاں تک

اسکی سواری پہنچے اور جو ڈرے اُسکے بچنے سے تو میں نہیں حلال کرتا کسی کو کہ بچیر جھوٹ بولے
مقرر خدا تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا اور آپ کتاب اُتاری اور اتنی
آیت رجم کی اُس چیز میں سے کہ اُتاری سو ہم نے اُسکو پڑھا اور سمجھا اور یاد رکھا حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے سنگسار کیا یعنی زالی کو اور ہم نے بھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سنگسار
کیا سو میں دُعا ہوں اگر لوگوں پر زمانہ دراز ہو جاوے یہ کہ کہنے والا کہے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی
ہم رجم کی آیت کتاب اللہ میں نہیں پاتے سو گمراہ ہوں خدا تعالیٰ کے فرض کے ترک کرنے
سے جسکو خدا تعالیٰ نے اُتارا یعنی آیت مذکورہ میں جسکی تلاوت منسوخ ہوئی اور حکم باقی ہے
اور سنگسار کرنا خدا تعالیٰ کی کتاب میں حق ہے اُس شخص پر جو زنا کرے جبکہ بیابا ہو یعنی حامل
بالغ ہو نکل صحیح سے صحبت کی ہو مرد و زن اور عورتوں سے جبکہ قائم ہوں گواہ ساتھ شرط انکی کے
یا ہو حمل یعنی جس عورت کا خاوند اور مالک کوئی نہ ہو یا قرار زنا کا اور تکرار آپر مقرر ہم پڑھتے تھے
اُسکو اُس چیز میں کہ پڑھتے تھے خدا تعالیٰ کی کتاب سے اور نہ منہ پیر و اپنی بایوں سے سو مقرر شاہ
یہ ہے کہ تمہارے واسطے کفر ہے کہ اپنے بایوں سے منہ پیر یعنی اپنے باپ کے واسطے آپ کو منسوب
نہ کرو یا یون فرمایا کہ مقرر تمہارے واسطے کفر ہے کہ اپنے بایوں سے منہ پیر و پیر حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہایت سجد میری تعریف کیا کرو جیسی سجد تعریف ہو جیسی مریم کی بیٹے کی
اور جھکویں کہو کہ اللہ کا بندہ ہوں اور اسکا رسول ہوں پھر جھکویں پھر پھر کہ تم میں سے کوئی کہنے والا
کہتا ہے شتم ہے اگر عمر مر گیا تو ہم فلاں سے بیعت کریں گے سو مقرر ہودے کوئی آدمی
یہ کہ کہے کہ ابوبکر کی بیعت خلافت کو ناگہان ہوئی اور پوری ہوئی خبردار ہوا اور مقرر وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت
اسی طرح ہوئی یعنی ناگہان ولیکن خدا تعالیٰ نے اُسکی بدی کو نگہ رکھا یعنی بچایا اُنکو اُس چیز سے
کہ جلدی میں ہے غالباً شر سے اسواسطے کہ عادت ہو کہ جو چیز کی حکمت نہ جانتا وہ اُسکی ناگہانی
کرنے سے راضی نہیں ہوتا اور تم میں سے کوئی ایسا نہیں کہ کالی جاوین گردن طرف اُسکی
مثل ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جو بیعت کرے کسی مرد سے بددن مشورے مسلمانوں کے تو نہ بیعت کیا جاوے
یعنی اُسکی بیعت نہ کی جاوے اور نہ اُسکی جو اُسکی تابع ہو واسطے ڈرنے کے قتل سے یعنی
جس نے یہ کام کیا اُس نے اپنے نفس کو اور اپنے ساتھی کو قتل کے سامنے کیا اور مقرر ابوبکر رضی اللہ عنہ
بہتر تھا جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوا اور انصاری لوگ ہم سے مخالف ہوئے
یعنی ہمارے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جگہ میں جمع نہ ہوئے بلکہ بنی ساعدہ کی بیٹھ

میں سب جمع ہوئے اور مخالف ہوئے علی اور زبیر اور جو ان دونوں کے ساتھ تھا اور جمع ہوئے مہاجرین
 حارث ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اسے ابوبکر بنام سے ساتھ ہمارے ان انصاری بھائیوں کی
 طرف چل سو ہم چلے انکے ارادے سے سو جب ہم ان سے قریب ہوئے تو ہم ان میں سے دو نیک مردوں
 کو لیے سو ذکر کیا دونوں نے جس پر اتفاق کیا قوم نے یعنی انصاری نے پہر دونوں نے کہا تم کہاں کا ارادہ
 کرتے ہو اسے گروہ مہاجرین کے ہم نے کہا کہ ہم ارادہ کرتے ہیں اپنے ان انصاری بھائیوں کا تو دونوں
 نے کہا کہ ہمیں تم پر یہ کہنے کے قریب جاؤ اپنا کام ادا کرو یعنی وہاں جاؤ یا نہ جاؤ میں نے کہا قسم ہے اللہ تعالیٰ
 کی البتہ ہم اسے پاس آویں گے سو ہم چلے یہاں تک کہ ہم انکے پاس آئے بنی ساعدہ کی بیٹھک میں تو ناگہان
 میں نے دیکھا کہ ایک مرد ہے کپڑا پیٹے درمیان انکے میں نے کہا یہ کون ہے لوگوں نے کہا کہ سعد بن
 عبادہ ہیں نے ان سے کہا اُسکو کیا ہے انہوں نے کہا کہ اُسکو تپ آئی ہے سو جب تھوڑا سا بیٹھے
 تو انکے خطیب نے خطبہ پڑھا سو اس نے خدا تعالیٰ کی تعریف کی جو اس کے لائق ہے پھر کہا ایسے چرواہے
 کے بعد سو ہم اللہ تعالیٰ کے مددگار ہیں اور شکر ہیں اسلام کا یعنی جگہ جمع ہونے اسلام کی اور تم
 گروہ مہاجرین کی ایک جماعت ہو یعنی تم بہ نسبت ہماری قلیل ہو عدد میں اور البتہ تمہاری قوم میں سے
 ایک جماعت قلیل نسبت قدم چلی یعنی مکے سے مدینے میں ہجرت کر کے نہایت محتاجی سے سونا کہاں
 دے ارادہ کرتے ہیں کہ ہماری جڑھ یعنی جڑھ خلافت کی کاٹیں اور ہکو خلافت سے نکال دیوں یعنی
 چاہتے ہیں کہ فقط تمہارا ہی خلافت لیوں ہکو نہ دیوں سو جب انصار کا خطیب چپ ہوا تو میں نے
 ارادہ کیا کہ اُسکو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آگے مقدم کروں یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کلام کرتے نہ دون میں خود کلام
 کروں اور میں دفع کرتا تھا اس سے بعضی حد کو سو جب میں نے ارادہ کیا کہ کلام کروں تو کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ
 کہ ٹھہر جا جلدی نہ کر سو میں نے برا جانا کہ انکو ناراض کروں سو کلام کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
 مجھ سے زیادہ تر گویا اور خوش تقریر اور باوقار تھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اس نے کوئی بات نہیں چھوڑی
 جو مجھ کو سوچ سمجھ میں خوش لگی ہو مگر کہ اس نے کبھی بادشاہت میں مثل اسکی یا افضل اس سے یہاں تک کہ
 چپ ہوئے سو کہا کہ جو تم نے ذکر کیا اپنے میں بہتری سے سو تم اس کے لائق ہو اور ہرگز نہیں پہچانا
 جاوے گا یہ امر خلافت مگر اس گروہ قریش کے واسطے دے بہتر ہیں عرب کی نسب میں اور گہر میں اور
 البتہ میں نے پسند کیا ہے تمہارے واسطے ایک کو ان دو مردوں سے سو دونوں میں جس سے چاہو بعیت
 کرو سو میرا تمہارا ابوبکر عیدہ کا ہاتھ پکڑا اور حالانکہ وہ ہمارے درمیان بیٹھا تھا سو میں نے نہ برا جانا
 اس چیز سے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کبھی سو اس بات کے تھا حال میرا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی یہ کہ میں مقدم کیا

ارادہ کیا کہ کلام کروں اور زبیر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک بات طیبہ لکھی جو مجھ کو خوش حال کر دیتی ہے

جاؤں اور میری گردن باری جاوے کہ نہ قریب کرے مجھ کو گناہ سے زیادہ تر پیارا مجھ کو اس سے کہ میں سردار ہوں ان لوگوں پر جنہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوں اتنی مگر یہ کہ آہ استہکے میرے واسطے نفس میرا وقت موت کچھ چیز کہ میں اس کو اب نہیں پاتا یعنی مرتے دم تک ایسا ارادہ نہ کر دنگا تو انصار میں سے کسی کہنے والا نے کہا کہ میں بڑی لکڑی ہوں کہ شتر خلعے میں کھڑی کرتے ہیں کہ خارش والے اونٹ اس سے اپنا بدن کھجلیں اور میں وہ ستون ہوں کہ ضعیف درخت کے نیچے کھڑا کرتے ہیں جو پہل سے بہا ہو یعنی میں وہ ہوں کہ میرے لوگ مجھ پر اعتماد کرتے ہیں ایک سردار ہم میں سے ہوا اور ایک تم میں سے اچھ گروہ قریش کے پر مجلس میں بہت گفتگو اور شور و غل ہوا یہاں تک کہ میں اختلاف سے ڈرا تو میں نے کہا ابوبکر ہاتھ دے کر اور کشادہ کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ کشادہ کیا سو میں نے اس سے بیعت کی اور مہاجرین نے بھی اس سے بیعت کی پھر انصار یوں نے بھی اس سے بیعت کی اور ہم آہٹے سعد بن عبادہ پر تو ان میں سے کسی کہنے والے نے کہا کہ تم نے سعد بن عبادہ کو قتل کیا میں نے کہا کہ خدا تعالیٰ اس کو قتل کرے کہا عمر رضی اللہ عنہ نے اور تم ہے اللہ تعالیٰ کی مقررہ ہنیں یا یا کسی امر کو جس میں ہم حاضر ہوئی قوی تر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت سے ہم ڈرے گا اگر ہم قوم سے جدا ہوئے اور بیعت نہ ہوئی یہ کہ ہمارے بعد کسی مرد اپنے سے بیعت کریں سو یا تو ہم انکی متابعت کریں گے جس پر ہم راضی نہیں اور یا ہم انکی مخالفت کریں گے سو واقع ہو گا فساد جو بیعت کرے کسی مرد سے بدون مشورے مسلمانوں کے اسکی متابعت نہ کی جاوے اور نہ اسکی جو اس کے تابع ہو اس خوف کے واسطے کہ قتل کیے جاویں **ف** یہ جو کہا کہ گمراہ ہو دین ساتھ ترک کرنے فرض کے جبکہ خدا تعالیٰ نے آمارا یعنی آیت مذکورہ میں جسکی تلاوت منسوخ ہوئی اور اسکا حکم باقی ہے اور یہ جو کہا کہ سنگ سار کرنا کتاب اللہ میں حق ہے یعنی خدا تعالیٰ کے اس قول میں اور یحییٰ بن علی بن سبیلہ اسو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان کیا کہ مراد ساتھ اس کے سنگسار کرنا یا ہے کانہ ہے اور کوڑے مارنا کنوارے کو اور یہ جو کہا کہ یوں کہو کہ میں بندہ اللہ تعالیٰ کا ہوں تو کہا ابن جوزی نے کہ نہیں لازم آتا ایک چیز کی نفی کرنے سے واقع ہونا اسکا واسطے کہ ہم نہیں جانتے کہ کسی نے دعویٰ کیا ہو ہمارے پیغمبر میں جو دعویٰ کیا انصاری نے عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں اور سو اس کے کچھ نہیں کہ سبب ہی کا ظاہرہ چیز ہے جو معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں واقع ہوئی ہے جبکہ اس نے آپ ہی سجدہ کرنے کی اجازت مانگی کا جائز ہو تو ہم حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کیا کریں تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو منع کیا سو شاید حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوف کیا کہ مبالغہ کرے غیر اسکا ساتھ اس چیز کے

کہ اس سے اوپر ہے سو جلدی کی طرف نہی کے واسطے تاکید امر کی کہا ابن تین نے معنی لائقوں کے یہ ہیں کہ میری بچہ تعریف نہ کر دجیے انصار سے نے جیسی علیہ السلام کی بچہ تعریف کی یہاں تک بعضوں نے اسکو حق میں غلو اور زیادتی کی سوا اسکو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خدا..... ٹھہرایا اور بعضوں نے کہا کہ وہ اللہ ہی ہے اور بعضوں نے کہا کہ وہ خدا تعالیٰ کا بیٹا ہے اور عمر فاروق نے جو اس قصے کو بیان داز کیا تو اس میں نکتہ یہ ہے کہ اس نے انپر غلو کا خوف کیا کہ جو مستحق خلافت کا نہ ہوا اسکو خلافت کا مستحق گمان کرین سوا اسکی بچہ تعریف کرین سو داخل ہون نہی میں اور احتمال ہے کہ ہوتا سبب یہ کہ جو اس نے ابوبکر رضی کی تعریف کی ہے وہ بچہ تعریف میں داخل نہیں جو منع ہے اور بدجم کا قصد جو ذکر کیا اور زجر باپ سے منہ پھیرنے کی تو اسکی مناسبت اس قصے سے جس کے سبب سے خطبہ پڑھا اور وہ قول ہے کسی شخص کا کہ اگر عمر مر گیا تو ہم فلاں سے بیعت کرینگے یہ ہے کہ اس نے اشارہ کیا ساتھ قصے رجم کے طرف زجر اس شخص کی جو کہتا ہے کہ نہیں عمل کرتے ہم احکام شرعی میں مگر جو ہم قرآن میں پاویں اور نہیں ہے قرآن میں شرط مشورہ کرنے کی جبکہ مر جاوے خلیفہ باکہ یہ تو سنت کی جہت سے بیا جاتا ہے جیسا کہ شکار کرنا نہیں ہے قرآن متلو میں بلکہ وہ بیا جاتا ہے طریق سنت سے اور ایسے زجر باپ سے منہ پھیرنے سے تو شاید اشارہ کیا ساتھ اس کے اس طرف کہ خلیفہ کے واسطے بجائے باپ کے ہے سو نہیں لائق ہے رعیت کو کہ اس سے منہ پھیریں بلکہ واجب ہے انپر فرمانبرداری اسکی اپنی شرط سے جیسی کہ واجب ہے فرمانبرداری باپ کی اور یہ جو کہا کہ ابوبکر رضی کی بیعت ناگہانی تھی یعنی واقع ہوئی تھی بدون مشورہ تمام ان لوگوں کے کہ لائق مشورہ تھے اور بعضوں نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ ابوبکر رضی اور ان کے ساتھیوں نے جلدی کی اپنے جانے میں طرف انصاری سو بیعت کی انہوں نے ابوبکر رضی سے ان کے روبرو اور انہیں بعضا دہ آدمی تھا جو نہیں پہچانتا تھا جو واجب ہے اسپر اسکی بیعت سے سوائے نے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے مراد ساتھ فلتتہ کے وہ چیز ہے جو واقع ہوئی مخالفت انصار سے اور جو انہوں نے ارادہ کیا تھا سعد بن عبادہ رضی کی بیعت سے اور اسی واسطے عمر فاروق رضی نے ابوبکر رضی کی بیعت کی طرف جلدی کی اس خوف سے کہ مبادا انصار سعد بن عبادہ کی بیعت کرین اور ابن حبان نے کہا کہ فلتتہ کے معنی یہ ہیں کہ اسکی ابتدا تھوڑے لوگوں سے ہوئی اور یہ جو کہا کہ تم میں ایسا کوئی نہیں کہ اسکی طرف گردنیں کاٹی جاویں تو مراد یہ ہے کہ تم میں سے سابق جو نہیں ملحق ہے فضل میں نہیں پہنچتا ہے ابوبکر رضی کے درجے کو جو نہ امتد رکھے اسکی کہ واقع ہوا اس کے واسطے مثل اسکی جو واقع ہوا ابوبکر رضی کے واسطے

کہ اول انکی بیعت تھوڑی لوگوں میں ہوئی پھر جمع ہوئے سب لوگ اوپر اُسکے اور نہ اختلاف کیا
 انہوں نے اُسپر اُسکے کہ انکو تحقیق ہوا کہ وہ خلافت کا مستحق ہے سو نہ حاجت ہوئی انکو اُسکے امر میں طر
 نظر کی اور نہ اور مشورے کی اور اُسکا غیر اسمیں اُسکی مثل نہیں ام اور اسمیں اشارہ ہے طرف خیر
 کی کہ جہان ابو بکر رضہ جیسا ہونداں بیعت کی طرف جلدی نہیں کرنی چاہیے اور قبیر کی ساتھ کٹنے
 گردنوں کے کہ جو سابق کی طرف دیکھنے والا ہوا اُسکی گردن دراز ہوتی ہے تاکہ دیکھے سو جب نہیں
 حاصل ہوتا مقصود اُسکا کہ آگے بڑھتا تھا اُس شخص سے جس نے آگے بڑھنا چاہتا تھا تو کہا جاتا ہے
 کہ اُسکی گردن کٹ گئی اور یہ جو اُس نے کہا کہ ایک جماعت تمہاری قوم سے چلی یعنی تم لوگ قوم ہو
 طاری محتاج تم سے ہمارے پاس آئے پھر تم اب ارادہ کرتے ہو کہ مقدم ہو پھر اور یہ جو کہا جب
 انصار کا خطیب چپ ہوا تو اُسکی کلام کا حاصل یہ ہے کہ اُس نے خبر دی کہ ایک گروہ ہاجرین سے
 ارادہ کرتے ہیں کہ منع کریں انصار کو اُس خیر سے کہ انصار اعتقاد کرتے ہیں کہ وہ اُسکے مستحق ہیں
 اور سوائے اُسکے کچھ نہیں کہ اُس نے ابو بکر رضہ اور عمر رضہ وغیرہ انکے ساتھیوں پر اعتراض کیا تھا اور
 یہ جو کہا کہ میں اُسکو ابو بکر رضہ کے آگے مقدم کروں یعنی اُس سے پہلے کہوں تاکہ شاید جو بات میں رنج
 ہے وہ انکے خیال میں نہ آوے اور انصار کی خطیب کی تعریف کا جواب ادا نہ ہو سو جو جو بات
 میں نے سوچ سے نکالی تھی وہ ابو بکر رضہ نے بلا تامل کہی اور یہ جو کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو
 اور ایک تم میں سے تو اُسکا باعث یہ ہے کہ عرب کے لوگ نہیں پہچانتے تھے سرداری کو کسی قوم پر
 مگر اُسکے واسطے جو ان میں سے ہو اور شاید کہ اُسکو نہ پہنچا تھا حکم سرداری کا اسلام میں کہ یہ قریش کے
 ساتھ خاص ہے اور خلافت قریش میں ہوگی پھر جب اُسکو یہ حدیث پہنچی تو بند رہا اور اُس نے
 اور اُسکی قوم نے ابو بکر رضہ سے بیعت کی اور ایک روایت میں ہے کہ عمر رضہ نے کہا اے انصار
 کے گروہ کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو بکر رضہ کو حکم کیا کہ لوگوں کو نماز پڑھاؤ
 سو تم میں سے کس کا دل چاہتا ہے کہ ابو بکر رضہ سے آگے بڑھے تو انہوں نے کہا کہ ہم خدا تعالیٰ
 کی پناہ مانگتے ہیں کہ ابو بکر رضہ سے آگے نہیں اور اُسکے آگے امام نہیں اور اس حدیث میں اور یہی
 بہت فائدہ ہیں سیکھنا علم کا ہے اہل اُسکے سے اگرچہ ماخوذ منہ کم عمر ہو سیکھنے والے سے اور
 اسی طرح حکم ہے اگر اُسکی قدر اُسکی قدر سے کم ہو اور اسمیں تنبیہ ہے اسپر کہ علم نہ امانت رکھا جاوے
 نزدیک نالائقوں کے اور نہ بیان کیا جاوے اُسکو مگر اُسکے پاس جو سمجھ دار ہو اور نہ بیان کرے
 کم نہم سے جو نہ اٹھاوے اور یہ کہ جائز ہے اخبار بادشاہ کی ساتھ کلام اُس شخص کی کہ خوف کری

اُس سے وقوع کا جہین جماعت کا فاسد کرنا ہے اور یہ جعلی نہیں ہے اور یہ کہ جو بڑا آدمی ہو اور اُس کے حق میں کوئی امر مباح ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ہر ایک کے واسطے مباح ہو جو اُس بیسے کی صفت کے ساتھ موصوف نہ ہو مانند ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اور یہ کہ خلافت نہیں ہوگی مگر قریش اور اُس کے واسطے دلائل بہت ہیں اور یہ کہ حیب کوئی عورت حاملہ پائی جاوے اور نہ اُس کا کوئی خاوند ہو اور نہ ملاک ہو تو واجب ہے اُس پر حد مگر یہ کہ قائم کرے گواہ حمل پر یا اگر اہ پر اور کہا ابن قاسم نے کہ اگر دعوے کرے استکراہ کا اور ہو غریب تو نہیں ہے حد اور اُس کے اور کہا شافعی اور کو فیون نے کہ نہیں حد ہے اور اُس کے مگر ساتھ گواہوں کے یا اقرار کے اور کہا ابن عبد البر کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ اُس نے معاف کیا حد کو ساتھ دعوے اگر اہ کے اور بعضوں نے کہا کہ اگر اُس کا سچ لوگوں میں معروف ہو تو اُس کا قول اگر اہ میں قبول ہے اور اگر وہ دیندار اور صدق کے ساتھ معروف ہو تو اُس کا دعوے اگر اہ قبول نہ کیا جاوے خاص کر جبکہ متہم ہو اور ہتنباط کیا ہے اُس سے یا جی نے کہ جو زنا کرے غیر فرج میں اور اُس کا پانی فرج میں داخل ہو اور عورت دعوے کرے کہ بچہ اُس سے ہے تو نہ قبول کیا جاوے اور نہ لاحق کیا جاوے جبکہ نہ اقرار کرے ساتھ اُس کے واسطے کہ اگر وہ اُس کے ساتھ لاحق کیا جاتا تو حاملہ پر سنگسار کرنا نہ آتا واسطے جائزہ ہونے مثل اسکی کے اور عکس کیا ہے اُس کا غیر اُس کے نے سو کہا کہ نہیں واجب حد حاملہ عورت پر مجروح حمل سے واسطے احتمال ایسے شبہ کے کہ اس نے غیر فرج میں زنا کیا ہو اور اُس کا پانی فرج عورت میں داخل ہوا ہو اور یہ قول جمہور کا ہے اور جواب دیا ہے طحاوی نے کہ مستفاد عمر رضی اللہ عنہ کے قول کہ سنگسار کرنا لاحق ہے زانی پر یہ ہے کہ جب حمل نہ ماسے ہو تو وہ جیسے سنگسار کرنا اور یہ ٹھیک ہے لیکن ضرور ہے ثابت ہونا اُس کا زنا سے اور نہ سنگسار کیا جاوے اُس کو مجروح حمل سے باوجود قائم ہونے احتمال کے بچہ اُس کے واسطے کہ اُس عورت نے دعوے کیا کہ میں سوتی تھی سو کوئی مرد مجھ پر سوار ہوا تو عمر فاروق نے اس سے حد کو ساقط کیا میں کہتا ہوں اور نہیں پوشیدہ ہے تکلف اُس کا واسطے کہ حمل مقابل اعتراف کی ہے اور جو مقابل ہو وہ اُس کا متم نہیں ہوتا اور سو اُس کے کچھ نہیں کہ اعتماد کیا ہے اُس نے جو نہیں دیکھتا حد کو مجروح حمل سے واسطے قائم ہونے احتمال کے کہ نہیں ہے وہ زنا محقق سے اور حد ساقط ہوتی ہے شبہ سے اور یہ کہ جائز ہے اعتراض کرنا امام پر اسے میں جبکہ خوف کرے کسی امر سے اور اُس کا مشورہ راجح ہو امام کے ارادے سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اُس کے اس پر کہ اہل مدینہ مخصوص ہیں ساتھ علم کے اور فہم کے واسطے

اتفاق کرنے بعد الرحمن اور عمرؓ کے اوپر اس کے اور یہ قول صحیح ہے اس زمانے کے لوگوں کے حق میں اور ملحق ہیں ساتھ ان کے جو ان کے مشابہ ہیں بیچ اسکے اور نہیں آتا ہے اس سے کہ بدستور ہے یہ حکم ہر زمانے میں بلکہ اور نہ ہر ہر فرد میں اور اس میں رغبت دلانا ہے اور پہنچانے علم کے اس شخص کو جو اس کو یاد رکھے اور سمجھے اور جو اس کو نہ سمجھے وہ اس کو نہ پہنچا دے مگر یہ کہ اس کو ہو ہو لفظ سے وار د کرے اور نہ تصرف کرے بیچ اسکے اور اشارہ کیا ہے مہذب اس طرف کہ مناسبت مقصود رجم کے وار د کرنے کی بیان اس جہت سے ہے کہ اس نے اشارہ کیا اس طرف کہ نہیں لائق کسی کو یہ کہ قطع کرے اس چیز میں کہ نہیں ہے اس میں نص قرآن سے اور نہ سنت سے اور نہ کہے اور نہ عمل کرے اس میں اپنی راے سے جیسا کہ قطع کیا اس شخص نے جس نے کہا تھا کہ اگر عمرؓ مر گیا تو میں فلاں سے بیعت کر دوں گا جبکہ نہ پالی اس نے شرط اس شخص کی جو خلافت کے لائق ہے منصوص کتاب میں سوائس نے اس کو قیاس کیا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حال پر اور خطا کی قیاس میں واسطے وجود فاروق کے اور اس پر واجب تھا کہ اہل قرآن اور سنت سے پوچھتا اور اس پر عمل کرتا سو مقدم کیا عمرؓ نے قصہ رجم کا اور قصہ نہی منہ پر ہیر نے گاہا پون سے اور یہ دونوں نص قرآن متلو میں نہیں ہیں اگرچہ اس چیز میں ہیں جو خدا تعالیٰ نے اتاری اور ان کا حکم بدستور ہے اور ان کی تلاوت منسوخ ہوئی لیکن یہ مخصوص ہے ساتھ اہل اس زمانے کے جن کو اس پر اطلاع تھی والا اصل یہ ہے کہ جس کی تلاوت منسوخ ہے اور یہ جو کہ کہا میں ڈرتا ہوں کہ لوگوں پر زمانہ دراز ہو جاوے تو یہ اشارہ ہے اس طرف کہ علم پر انا ہو جاوے گا ساتھ گذرے زمانوں کے سو پادیشے جاہل لوگ راہ طرف تاویل کی بدون علم کے اور ایسے دوسری حدیث کہ میری بیعت تعریف نہ کیا کرتے تو اس میں اشارہ ہے طرف تعلیم اس چیز کی جس کی بے علمی کا افسوس خوف ہے اور اس میں استہام اصحاب کا ہے اور اہل قبل اول کا ساتھ قرآن کے اور منع کرنا زیادتی کرنے سے قرآن میں اور اسی طرح کم کرتا اس سے بطریق اولیٰ اور یہ شعر ہے ساتھ اسکے کہ جو سلف سے منقول ہے مثل الی بن کعب اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی زیادتی سے کہ نہیں قرآن میں تو سوائے اسکے کچھ نہیں کہ وہ بطور تفسیر کے ہو اور مانند اس کی کے اور احتمال ہے کہ یہ اول امر میں ہو پر قرار پایا اجماع اس چیز پر جو قرآن میں ہے اور باقی رہا منقول ہونا ان روایتوں کا یعنی مانند اور روایتوں کی نہ بنا بر اسکے کہ وہ قرآن میں ثابت ہیں اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ جو ڈرے کسی قوم کے فتنے سے اور یہ کہ وہ اس کا حکم بجا نہ لاویں امر حق میں ان پر توجہ ہو اور ان سے مناظرہ کرے اور ان پر حجت کو قائم کرے اور یہ کہ جائز ہے جڑ سے

۱۲ حکم باری منسوخ ہے

قدروا لے کے واسطے یہ کہ تواضع کرے اور جو اس سے بچے ہو اسکو اپنے نفس پر فضیلت دی
 اوب کے واسطے اور واسطے پہل گئے کے تزکیہ نفس سے اور دلالت کرتا ہے اس پر یہ کہ جب عمر فاروق
 نے ابوبکر رض سے کہا کہ ہاتھ دراز کر تو وہ باز نہ رہے اور یہ کہ مسلمانوں کے واسطے ایک امام سے
 زیادہ نہ ہو اور اس میں بددعا کرتا ہے اس پر جس کے باقی رہنے میں فتنے فساد کا خوف ہو کہ عمر فاروق نے
 کہا کہ خدا تعالیٰ سعد کو قتل کرے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اس پر کہ جو امام کے پاس کسی
 کو تہمت کرے تو نہیں واجب ہے امام پر کہ اس پر حد کو قائم کرے یہاں تک کہ اسکو مقذوف طلب کری
 اس واسطے کہ اسکو جائز ہے کہ قاذف سے معاف کرے اور تک کیا ہے بعض شیعوں نے صدیق
 اکبر رض کے اس قول سے کہ میں پسند کرتا ہوں تمہارے واسطے ایک کو ان دو مردوں سے کہ
 ابوبکر رض کو اپنی خلافت کے واجب ہونیکا اور اسکے مستحق ہونیکا اعتقاد نہ تھا اور اسکا جواب کئی
 وجہ سے ہے اول جواب یہ کہ یہ قول اُن سے بطور تواضع کے تھا دوسرا یہ کہ وہ جائز کہتے تو
 مفضل کی امامت کو باوجود فاضل کے اور اگرچہ ان کے واسطے اس میں حق تھا تو انکو جائز تھا کہ غیر
 احسان کریں تیسرا یہ کہ انکو معلوم تھا کہ دونوں میں سے کوئی ان کے آگے نہیں ہوگا سوا ارادہ کیا ساتھ
 اسکے اشارہ کرنے کا اس طرف کہ اگر مقدر کیا گیا کہ وہ اس میں داخل نہیں ہوگا تو البتہ ہوگی خلافت
 بنیچ دونوں کے اور ایسا ہی جب ابوبکر صدیق رض کی موت قریب ہوئی تو عمر رض کو خلیفہ کیا اس واسطے
 کہ ابوجبیدہ اس وقت شام کے ملک میں جہاد میں مشغول تھے اور قول عمر کا کہ میں مقدم ہوں اور میری
 گردن ماری جاوے دلالت کرتا ہے اوپر صحیح ہونے احتمال مذکور کے اور یہ کہ جائز ہے اہل رہے
 کے واسطے کہ امام کو مشورہ دیوں ساتھ عام مصلحت کے جو نفع دیوے عموماً یا خصوصاً اگرچہ وہ نہ
 مشورہ طلب کرے اور رجوع کرنا امام کا طرف اسکی وقت واضح ہونے صواب کے اور یہ جو ابوبکر صدیق
 نے کہا کہ ایک کو ان دو مردوں سے تو اس سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ شرط ہے کہ خلیفہ ایک
 ہو اور البتہ ثابت ہو چکی ہے نص صریح کہ جو دو خلیفوں سے بیعت کی جاوے تو دونوں میں سے پہلے
 کی گردن مارو رفتح) **باب** اَلْبِكْرَانِ يَحْكُمَانِ وَنُفْيَانِ اگر دونوں تاکرے والے کنوارے ہوں
 تو دونوں کو کوڑے مارے جاویں اور شہر بدر کیا جاوے **ف** یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے کہ روایت
 کیا ہے اسکو ابن ابی شیبہ نے ابی بن کعب سے مثل اسکی اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ یہاں کو کوڑا
 مارے جاویں اور سنگ سار کیا جاوے اور سرق سے ہے کہ کنواروں کو کوڑے مارے جاویں اور
 شہر بدر کیا جاوے اور یہاں کو سنگ سار کیا جاوے اور بڑھوں کو سنگ سار کیا جاوے اور کوڑا

مارے جاوین اور نقل کیا ہے محمد بن نصر نے کتاب الاجماع میں اتفاق اس پر کہ زانی کنواری کو شہر بدر کیا جاوے مگر کوئیون سے اور ان میں سے ابن ابی لیلیٰ ہی جمہور کے موافق ہے اور دعویٰ کیا، طحاوی نے کہ وہ منسوخ ہے و سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ اور جو تغریب کے قائل ہیں انکو اختلاف ہے سو کہا شافعی اور ثوری اور طبری نے ساتھ تقیم کے اور ایک قول شافعی کا یہ ہے کہ غلام کو شہر بدر نہ کیا جاوے اور کہا اوزاعی نے کہ عورت کو شہر بدر نہ کیا جاوے فقط مرد کو کیا جاوے اور یہی ہے قول مالک کا اور قید کیا ہے اسکو ساتھ آذاد ہونے کے اور یہی قول ہے اسحاق کا اور جو اس میں حریت کو بشرط کرتا ہے اسکی حجت یہ ہے کہ غلام کے شہر بدر کرنے میں اس کے مالک کے واسطے شراب ہے اور منع کرتا ہے اسکو اس کے منفعت سے یہ حدیث تغریب کے اور تصرف شرع کا تقاضا کرتا ہے کہ نہ نہرا دیجاوے مگر قصور کرنے والے کو اور اس واسطے ساقط ہوا ہے فرض ہونا جہاد اور حج کا غلام سے اور کہا ابن منذر نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عسیف کے قصے میں قسم کھائی کہ اُن کے درمیان کتاب اللہ سے حکم کرینگے پھر فرمایا کہ اُس پر سو کوڑے اور ایک سال شہر بدر کرنا اور خطبہ پڑھا عمر نے ساتھ اس کے منبر پر عام لوگوں میں اور عمل کیا ساتھ اس کے خلفاء راشدین نے اور کسی نے اس سے انکار نہ کیا تو یہ اجماع ہو گیا اور اختلاف ہے شہر بدر کرنے کے مسافت میں ہو بعضوں نے کہا کہ وہ امام کی پر ہے اور بعضوں نے کہا کہ شرط ہے اس میں مسافت قصر کی اور بعضوں نے کہا کہ تین دن کی راہ اور بعضوں نے کہا کہ ایک دن رات کی راہ اور بعضوں نے کہ دو دن کی رفتہ (الزانیۃ والذانی قلجلدوا کل واحد منہما مائۃ جلدۃ الی قولہ وحکم ذلک علی المؤمنین ثم حبسہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ زانی عورت اور مرد کو سو سو کوڑے مارو خدا تعالیٰ کے اس قول تک کہ یہ حرام ہیں مسلمانوں پر اور مرد اور عورت کوڑے اس آیت کے یہ ہے کہ کوڑے مارنا ثابت ہے ساتھ کتاب اللہ تعالیٰ کے اور قائم ہوا ہے اس پر اجماع ان لوگوں کا جن پر اعتماد ہے کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ کنواری کے جو بیابا نہوا اور اختلاف ہے کوڑے مارنے کی کیفیت میں مالک نے کہا کہ پینٹھ میں مارے اور اس کے غیر نے کہا کہ متفرق کرے انکو سب اعضا پر سو آئینہ اور سر کے اور زنا اور شراب اور تعزیر میں ننگا اور کھڑا کر کے کوڑے اور عورت کو بٹھا کر اور فحش میں کپڑوں سمیت اور کہا احمد اور اسحاق اور ابو ثور نے کہ ننگا کیا جاوے کوئی حد میں اور آیت میں شہر بدر کرینکا حکم نہیں سوتسک کیا ہے ساتھ اس کے حنفیہ نے سو کہا انہوں نے کہ نہیں زیادتی کی جاتی ہے قرآن پر خبر واحد سے اور جواب یہ ہے کہ یہ حدیث مشہور ہے کثرت طرق کی دو سے اور واسطے بہت ہونے عمل اصحاب کے ساتھ اس کے اور البتہ عمل کیا ہے انہوں نے ساتھ مثل اسکی کے

بلکہ ساتھ اس چیز کے کاس سے کم ہے جیسے ٹوٹا وضو کا ہتھکڑی سے اور جائز ہونا وضو کا پھوٹا کچور سے اور سو اس کے جوڑان میں نہیں ہے اور البتہ روایت کی مسلم نے عبادہ کی حدیث سے کہ فرمایا یہ ہو مجھ سے البتہ خدا تعالیٰ نے عورتوں کے واسطے راہ مقرر کر دی کنواری کو کنوارے کے ساتھ سو کوڑے اور سال بہر شہر بدر کرنا اور بیاسی کے ساتھ سو کوڑا اور سنگسار کرنا اور روایت کی طبرانی ابن عباس کی حدیث سے کہ جب یہ آیت اتری واللہ اعلم بالصواب من انشاءکم فاستشهدوا علیہن اربعۃ منکم فان شہدوا فامسکوهن فی البیوت حتی یرحمکم اللہ الموت او یحیل الیہن سبیلاً تو عورتوں کو گھروں میں قید کیا جاتا تھا خواہ مرن یا زندہ رہیں یہاں تک کہ یہ آیت اتری الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منہما مائۃ جلدۃ رفیعہ) قَالَ ابْنُ عُیَیْنَةَ رَافِعَةُ اَقَامَةُ الْحَدِّ اور کہا ابن عیینہ نے کہ رافعہ سے مراد حد کا قائم کرنا ہے **ف** اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور نہ معطل کیا جاوے حد کو یعنی نہ ترک کی جاوے بالکل اور نہ کم کی جاوے عدد سے **حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَنِيِّ** قَالَ اخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ فِيمَنْ زَنَى وَلَمْ يُحْصِ جُلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيبَ عَامٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَاخْبَرَنِي عُمَرُو بْنُ الْوَيْلَانِ أَنَّ حُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ غَرَّبَ ثُمَّ لَمْ تَزَلْ تَلَاكُ الشُّنَّةُ مَرَّجَمَ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَوَيْتُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ فِيمَنْ زَنَى وَلَمْ يُحْصِ جُلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيبَ عَامٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَاخْبَرَنِي عُمَرُو بْنُ الْوَيْلَانِ أَنَّ حُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ غَرَّبَ ثُمَّ لَمْ تَزَلْ تَلَاكُ الشُّنَّةُ مَرَّجَمَ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَوَيْتُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ فِيمَنْ زَنَى وَلَمْ يُحْصِ جُلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيبَ عَامٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَاخْبَرَنِي عُمَرُو بْنُ الْوَيْلَانِ أَنَّ حُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ غَرَّبَ ثُمَّ لَمْ تَزَلْ تَلَاكُ الشُّنَّةُ مَرَّجَمَ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَوَيْتُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ فِيمَنْ زَنَى وَلَمْ يُحْصِ جُلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيبَ عَامٍ

اور شہر بدر کرنے کے لئے کوڑے بھی مایین جاوین اور شہر بدر کیا جاوے اس زانیہ کے حق میں جو بیابا نہویہ ہی انکے خلاف ہے اگر ہم کہیں کہ سب حد ہے اور محبت پکڑی ہے بعضوں نے ساتھ اسکے کہ حدیث عبادہ کی جس میں شہر بدر کرنا ہے منسوخ ہے ساتھ آیت نور کے اس واسطے کہ اس میں صرف کوڑے مارنے کا ذکر ہے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ وہ محتاج طرف ثبوت تاریخ کی اور ساتھ اسکے کہ اس کا عکس قریب تر ہے اس واسطے کہ آیت مطلق ہے ہنر زانیہ میں سو خاص کیا گیا اس سے عبادہ کی حدیث میں بیابا ہوا اور سورہ نور کی آیت میں جو نفی کا ذکر نہیں تو اس سے اسکا نہ جائز ہونا لازم نہیں جیسا کہ اس سے سنگسار کرنے کا جائز نہ ہونا لازم نہیں آتا اور قوی مجتہدوں سے ہے کہ قصہ عیسیٰ کا نور کی آیت کے بعد ہے اس واسطے کہ وہ افک کے قصے میں اتری اور وہ مقدم ہے عیسیٰ کے قصے پر اس واسطے کہ ابوسہریرہؓ اس میں حاضر تھے اور ابوسہریرہؓ کی ہجرت انکے بہت زمانہ بعد ہوئی۔

باب نفي أهل المعاصي والخبيثين كناه والون اور مخشون کا شہر بدر کرنا۔

شاید مراد اسکی رد کرنا آپس جو انکار کرتا ہے شہر بدر کرنے سے غیر محارب کے حق میں سو بیان کیا کہ وہ ثابت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل سے اور جو آپ کے بعد میں بیچ حق غیر محارب کے اور جب ثابت ہوا اسکے حق میں جس سے کبیرہ وافع نہیں ہوا تو جو کبیرہ گناہ کرے اسکے حق میں بطریق اولیٰ ہوگا ذبح، **حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ عَنْ عِكْرِمَةَ** عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَبِيثِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَوَجِّلاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَقَالَ أَخْرِجُوهُنَّ مِنْ بَيْوتِكُمْ وَأُخْرِجِي فَلَانَا تَرْجِمُهُ ابْنُ عَبَّاسٍ مِنْ رِوَايَتِ

ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی ان مردوں کو جو عورتوں سے مشابہت کرتے ہیں اہل ان عورتوں کو جو مردوں سے مشابہت کرتی ہیں اور فرمایا کہ انکو گھروں سے نکال دو اور فلاںے کو نکال دو۔

ف کہا ابن ابی طالب نے کہ اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ وارد کرنے اس ترجمہ کے بعد ترجمہ زانیہ کے اس طرف کہ جب شروع ہوا شہر بدر کرنا اسکے حق میں جو ایسا گناہ کرے جس میں حد نہیں تو جو حد والا گناہ کرے اسکے حق میں بطریق اولیٰ مشروع ہوگا پس ہوگا کہ ہوگی سنت ثابت ساتھ قیاس کے تاکہ رد کیا جاوے اگر جو معارضہ کرتا ہے سنت کا قیاس سے اور جب دونو قیاس معارض ہوئے تو باقی رہیگی سنت بغیر معارض کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے آپس کہ مراد مخشوت سورہ شخص ہے جو عورتوں سے مشابہت کرے نہ وہ شخص جس کے ساتھ اظلام کیا جاوے اس واسطے کہ اسکی حد جرم ہے اور جس پر جرم واجب ہو آپس شہر بدر کرنا نہیں اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ اسکی حد میں اختلاف ہے اکثر کتب میں

اسکا حکم زانی کا ہے سوا اگر ثابت ہو اس پر تو اسکو کوڑے مارے جاویں اور شہر بدر کیا جاوے اس واسطے کہ نہیں تصور ہے اس میں احصان اور اگر شاہیت کرنے والا ہو تو اسکی حد فقط شہر بدر کرنا ہے (فتح)

باب مَنْ أَمَرَ غَيْرَ الْإِمَامِ بِأَمْرٍ أَلْحَدٌ غَائِبًا عَنْهُ جَوْحُ كَرِيسٍ غَيْرِ إِمَامٍ كُوسَاتُهَا قَامَتْ كُوسَاتُهَا غَائِبٌ

اس سے **ف** کہا ابن بطلان نے اس باب کا مطلب آئندہ بھی ایک باب میں آویگا اور دونوں کا مطلب ایک ہو لیکن اس جہت سے فرق ہے کہ اس باب میں غائبا عنہ حال ہے مامور سے یعنی جو حد کو قائم کرے اور دوسرے باب میں حال ہے اس شخص سے جس پر حد قائم کی جاوے (فتح) **جَلَّ شَنَا عَاصِمُ بْنُ**

عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَيْبٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَعْرَابِ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اقْضِ بَيْنِي بَيْنَكَ اللَّهُ فَنَامَ خَصْمُهُ فَقَاصِدٌ قَاصِدٌ لَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ يَكْتُابُ اللَّهُ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَيَّ هَذَا أَفَرَّقَنِي بِأَمْرٍ أُتِيَهِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلِيَّ ابْنِي الْوَحْشَمَ فَأَقْدَمْتُ بِمَائَةٍ مِنَ الْغَنَمِ وَوَلِيدَةً بِشَمِّ سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَرَعَسُوا أَنَّ عَلِيَّ ابْنِي جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيبَ عَامٍ فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا أَقْضِيكَ بَيْنَكَ بَيْنَكَ يَكْتُابُ اللَّهُ أَمَّا الْغَنَمُ وَالْوَلِيدَةُ فَرَدُّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ يَا مَائَتُ يَا أُنَيْسُ فَأَخَذَ عَلِيٌّ أَمْرًا هَذَا فَأَذْجَمَهَا فَقَدْ أُنَيْسُ فَوَجَّهَهَا ثُمَّ جَمَعَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَزَيْدُ بْنُ خَالِدٍ مِنْ رِوَايَتِهِ أَنَّ ابْنَ كُنُوزِ حَضْرَتِ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے تھے سو اس نے کہا یا حضرت ہمارے درمیان کتاب اللہ سے حکم کیجئے تو اسکا خصم اٹھا سو اس نے کہا کہ یہ سچ کہتا ہے یا حضرت ہمارے واسطے حکم کیجئے خدا تعالیٰ کی کتاب سے مقرر کیا بیٹا اس کے بیان میں ضرور تھا سو اس نے اسکی عورت سے لڑنا کیا سو لوگوں نے جھگڑا خبر دی کہ میرے بیٹے پر سنگسار کرتا ہے سو میں نے بدلہ دیا تو بکری اور ایک لونڈی پہر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے اور سال پہر شہر بدر کرنا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اسکی جسکے قابو میں میری جان ہے کہ میں تمہارا دشمن نہ بنوں گا اللہ سے حکم کرو مگر اب یہ بکریاں اور لونڈی سو پہری جاویں تجھ پر اور تیری بیٹی پر سو کوڑے اور سال پہر شہر بدر کرنا ہے اور اب یہ تو اسے سائیں اسکی عورت کے پاس جا اور اس کو سنگسار کر سو اینس گیا اور اسکو سنگسار کیا **باب** قَوْلِ اللَّهِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَنْفِرَ الْخِصْمَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْآيَةُ غَيْرُ مَسَافِحَاتٍ زَوَائِي وَلَا مُتَخَذَاتٍ أَخَذَ إِنْ أَخْلَا

اور جو کوئی نہ رہتا ہو تم میں سے مقدور یہ کہ نکل میں لاوے لی بیان ازاد مسلمان انہم تو چاہئے کہ نکاح

کرے لونڈی یا باندہ سے الخوف اور اختلاف ہے لونڈی کے احسان میں سوا کثرت نے کہا کہ
احسان اسکا نکاح کرنا ہے اور بعضوں نے کہا کہ آزاد کرنا ہے پس بنا پر پہلے قول کے نکاح سے
پہلے اس پر حد واجب نہیں ہوگی اگر زنا کرے نکاح کرنے سے پہلے یہ قول ابن عباس اور ایک جماعت
تابعین کا ہے اور دعوے کیا ہے ابن شہاب نے کہ یہ حکم منسوخ ہے ساتھ حدیث باب کے
لیکن نسخ کے تاریخ معلوم نہیں اور معارض ہے اسکو یہ حدیث کہ قائم کرو حدوں کو اپنے غلاموں پر یا
ہوں یا نہ بیاہی ہوں اور یہ حدیث مرفوع ہے پس اس تک کرنا ساتھ اس کے اسے ہے اور جب حمل کیا جاوے
احسان کو حدیث میں نکاح کرنے پر اور آیت میں اسلام پر تو حاصل ہوتی ہے تطبیق اور البتہ بیان کیا
سنت نے کہ اگر وہ احسان سے پہلے زنا کرے تو اسکو کوڑے مار دی جاویں اور بعضوں نے کہا کہ قید
کرنا ساتھ احسان کے فائدہ دیتا ہے اسکا کہ حکم لونڈی کے حق میں کوڑے مارنا ہے نہ سنگسار کرنا
سویا حکم زنا کرنے کے کا بعد بیاہ کے کتابی اور حکم زنا کے کا پہلے بیاہ کے سنت سے اور حکمت اس پر
یہ ہے کہ سنگسار کرنا آدم آدم نہیں ہوتا پس بدستور رہا حکم کوڑوں کا اس کے حق میں اور غیر مسافح
کے معنی میں زنا کرنے والیان اور ولاتخفات اخدان کے معنی میں نہ دوست یکڑنے والیان
پوشیدہ باب اِذَا زَنَتِ الْاَمَةُ اگر لونڈی زنا کرے تو اسکا کیا حکم ہے **مَحَلُّ شُكَا**
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُسُفَ قَالَ اخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَرَزِيدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْاَمَةِ
اِذَا زَنَتْ وَكَمُتْهَا قَالَ اِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ اِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ اِنْ
زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ بَيِّعُوهَا وَلَوْ بِصَفِيرٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ لَا اَدْرِي بَعْدَ الثَّلَاثَةِ
اَوِ الرَّابِعَةِ **ترجمہ ابو ہریرہ** اور زید سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوچھے
گئے لونڈی سے جبکہ زنا کرے اور بیاہی نہ ہو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر زنا
کرے تو اسکو کوڑے مار دو پھر اگر زنا کرے تو پھر اسکو کوڑے مار دو پھر اگر زنا کرے تو پھر ہی اس کو
کوڑے مار دو پھر چوتھی بار اسکو بیچا لو اگرچہ مالوں کی رسی سے ہو کہا ابن شہاب نے میں
نہیں جانتا کہ تیسری بار کے بعد فرمایا اسکو بیچا لو یا چوتھی بار کے بعد **ف** یہ ہو کہا کہ اگر
زنا کرے تو پھر اسکو کوڑے مار دو بعضوں نے کہا کہ دوسرا یا ہے زنا کو جو بین بدون قید بیاہ
کے واسطے تنبیہ کرنے کے اس پر اس کے واسطے کوئی اثر نہیں اور موجب حد کا لونڈی میں مطلق
نہ ہے اور معنی حد مارنے کے یہ ہیں کہ اسکو حد مارو جو اس کے لائق ہے جو بیان کی گئی ہے

قرآن میں اور وہ آدمی حد ہے آزاد عورت کی یعنی جو آزاد عورت کی حد ہے اُس سے لونڈی کی حد آدمی ہے اور خطاب اجلہ و مائین اُسکے مالک کو ہی پس استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکی اسپر کہ جائز ہے مالک کو قائم کرنا حد کا اسپر جبکہ وہ مالک ہو لونڈی اور غلام سے لونڈی پر تو ساتھ نفس اس حدیث کے اور غلام ملحق ہے ساتھ اسکے اور سلف کو اس میں اختلاف ہے سو کہا ایک گروہ نے کہ نہ قائم کرے حدوں کو مگر امام یا جسکو اُس نے اجازت دی ہو اور یہ قول خفیہ کا ہے اور اذراعی اور ثوری سے ہے کہ نہ قائم کرے مالک مگر حد زنا کو اور حجت پکڑی ہے طحاوی نے ساتھ اُس چیز کے کہ روایت کی مسلم بن یسار کے طریق سے کہا کہ ابو عبد اللہ ایک صحابی کہتا تھا کہ زکوٰۃ اور حد اور فی اور حجبہ بادشاہ کے اختیار میں ہے کہا طحاوی نے کہ اصحاب میں سے اسکا کوئی مخالف نہیں اور تعاقب کیا ہے اُسکا ابن خزم نے کہ بارہ اصحاب نے اسکی مخالفت کی ہے اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ قائم کرے اُسکو مالک اگرچہ بادشاہ نے اُسکو اجازت نہ دی ہو اور یہ قول شافعی کا ہے اور روایت کی عبد الرزاق نے ابن عمر سے کہ اگر لونڈی زنا کرے اور اُسکا کوئی خاوند نہ ہو تو اُسکا مالک اُسکو حد مارے اور اگر خاوند والی ہو تو اُسکو حد مارنے کا اختیار بادشاہ کو ہے اور یہ قول مالک کا ہے لیکن یہ کہ اگر اُسکا خاوند ہی اسی کے مالک کا غلام ہو تو اُسکا اختیار مالک کو ہے اور مستثنیٰ کیا ہے مالک نے کاناٹھ کا چوری میں اور یہ ایک وجہ ہے شافعیہ کو اور نیز مستثنیٰ کیا ہے دوسری وجہ حد شراب کو اور حجت جہور حدیث علی کی جسکی طرف پہلے اشارہ ہوا اور وہ مسلم وغیرہ میں ہے اور نزدیک شافعیہ کے خلاف ہے سچ شرط ہونے اہلیت مالک کے اس کے واسطے یعنی یہ شرط ہے کہ مالک حد مارنے کی لیاقت رکھتا ہو اور جو نہیں شرط کرتا ہے اُسکا تک یہ ہے کہ اسکی راہ کی راہ ہے سو اس میں اہلیت کی حاجت نہیں اور اگر مالک کافر ہو تو وہ حد نہ مارے اور کہا ابن عمر نے کہ کہا مالک نے اگر لونڈی خاوند والی ہو تو نہ حد مارے اُسکو مگر امام لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث اولے سے ساتھ پیروی کرنے کے یعنی حدیث علی رضی اللہ عنہ کی مذکور جو دلالت کرتی ہے عموم پر کہ خاوند والی ہو یا بے خاوند والی یعنی مالک کو اسپر حد قائم کرنے کا ہر وقت میں اختلاف ہے خواہ خاوند والی ہو یا نہ اور البتہ واقع ہوا ہے اس حدیث کے بعض طریقین میں کہ جو انہیں سے بیان ہوا اور جو نہ بیان ہوا اور اس حدیث میں ہے کہ زنا عیب ہے رد کیا جاتا ہے ساتھ اُسکے غلام واسطے امر کم کرنے قیمت اسکی کے جبکہ پایا جاوے اُس سے زنا اور یہ کہ جو زنا کرے اور اسپر حد قائم کی جاوے پھر زنا کرے تو پھر اسپر حد قائم کی جاوے برخلاف اُس شخص کے جو کئی بار زنا کرے کہ

اسکو فقط ایک بار حد مارنا کافی ہے راجح قول پر اور اس میں زجر ہے فاسقون کے میل جول سے
اور ان کے ساتھ گزران کرنے سے اگر چاہا لازم سے ہون جیب کا انکو مکرر زجر کی جاوے اور وہ اُس سے
باز نہ آدین اور واقع ہوتی ہے زجر ساتھ قائم کرنے حد کے اُس چیز میں جس میں حد شروع ہے اور
ساتھ تغیر کے جس میں حد نہیں اور از امر ساتھ بیچنے اسکے کے شرب کو واسطے نزدیک جہور کے
اور کوڑے مارنے کا اور وجوب کے واسطے ہے کہا ابن بطلال نے کہ حل کیا ہے فقہانے بیع کے
امر کو اور رغبت دلانے کے اور دور ہونے کے اُس شخص سے جس سے زنا کر رہا کہ یہ گمان نہ کیا جاوے
کہ مالک اُس سے راضی ہے اور اس واسطے کہ یہ وسیلہ ہے اولاد زنا کے بہت ہونیکا اور کہا ابن عربی
نے کہ مراد حدیث ہر جلدی بیچنا اُسکا ہے اور نہ انتظار کرے اسکی جو قیمت زیادہ دیوے اور
نہیں ہے مراد بیچنا اُسکا ساتھ قیمت رسی کے حقیقہ اور لیکن اُس میں شبہ باقی ہے کہ حکم ہے کہ
زنا کار غلام لونڈی کو بیچنے لے اور مسلمان کو حکم ہے کہ جو اپنے واسطے چاہے وہی اپنی بھائی مسلمان
کے واسطے چاہے تو جواب یہ ہے کہ یہ سب اور عیب مشتری کے نزدیک محقق الوقوع نہیں جائز ہے کہ
غلام اس عیب سے بناوے جبکہ معلوم کر گیا کہ اگر اُس نے ایسا کام پر کیا تو نکالا جاوے گا اس واسطے کہ جلاو
کر نادشوار ہوتا ہے اور نیز جائز ہے کہ مشتری کی صحبت یا کسی اور نیک کی صحبت سے اسکو تاثیر ہو
اور عفت حاصل ہو اور اس حدیث میں ہے کہ مالک قائم کرے حد کو اپنے غلام پر اگرچہ بادشاہ سے
اجازت نہ لیوے (فتح) **بَابُ لَا يُزْنِبُ عَلَى الْأَمَةِ إِذَا زَنَتْ وَلَا تُنْفَىٰ عَنْ مَلَامَتِ كَرِي**
لِوَنْدِي كُوجِيكُ زَنَا كَرِي اور نہ شہر بدر کی جاوے **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ**
حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ الْقُبَيْرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ قَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا زَنَّتِ الْأَمَةُ فَتَبَيَّنَ فَلْيُجْلِدْهَا وَلَا يُزْنِبُ شَمَّ
إِنْ زَنَتْ فَلْيُجْلِدْهَا وَلَا يُزْنِبُ شَمَّ إِنْ زَنَّتِ الثَّالِثَةُ فَلْيَبْعُهَا وَلَا يُجْلِدُ مِنْ شَعْبٍ
تَابَعَهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ترجمہ ابوہریرہ رضی سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب لونڈی حر ہو
کرے پھر ظاہر ہو جاوے اسکی حر ہوکاری خواہ اسکے اقرار سے خواہ گواہوں سے تو چاہیے کہ
مالک اسکو حد مارے یعنی پچاس کوڑے اور نہ ملامت کرے پھر اگر زنا کرے یعنی دوسری بار
تو چاہیے کہ دوسری بار ہی اسکو حد مارے اور نہ ملامت کرے پھر اگر تیسری بار زنا کرے تو چاہیے
کہ اسکو بیچنے لے اگرچہ بالون کی رسی متابعت کی ہو اسکی اسماعیل نے سعید سے اس نے ابوہریرہ

سے اس نے حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یعنی تنہا میں **فت** اور ایسے نہ شہر بدر کرنا سوتا بظاہر
کیا گیا ہے حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول سے کہ چاہیئے کہ اسکو بیچڈالے اس واسطے
کہ مقصود شہر بدر کرنے سے دور کرنا ہے وطن سے حسین گناہ واقع ہوا اور وہ حاصل ہے
ساتھ بیچ کے کہا ابن بطلال نے وجہ دلالت کی یہ ہے کہ فرمایا کہ اسکو کوڑے مارے اور بیچڈالے
سو دلالت کی اس نے اوپر سقوط نفی کے اس واسطے کہ جو شہر بدر کی جاوے نہیں قادر ہوتا،
اُسپر نگہ بعد مدت کے اور اس میں نظر ہے جائز ہے کہ مشتری کو مدت نفی کی منفعت بخرادے اور
کم قیمت کو دیوے یا مشتری اسکو اس جگہ لے جاوے جہاں اُسپر شہر بدر ہونا صادق آوے
کہا ابن عربی نے کہ مستثنیٰ ہے لوندی شہر بدر کرنے سے واسطے ثابت ہونے حق مالک کے مقیم
ہو گا خدا تعالیٰ کے حق پر اور حد واسطے ساقط نہیں ہوتی کہ وہ اصل ہے اور نفی فرع اور غلام
میں مالک کو حق کی رعایت کی گئی ساتھ ترک کرنے رجم کے واسطے کہ اس میں فوت ہونا نفع کا
بالکل جڑ سے برخلاف کوڑوں کے اور بدستور شہر بدر کرنا غلام کا اس واسطے کہ نہیں حق
ہے مالک کا محبت کرنے میں اور اختلاف ہے بیچ نفی غلام کے صحیح یہ ہے کہ غلام کو آدہ سال
شہر بدر کیا جاوے اور شافعیہ کا ایک قول ضعیف یہ ہے کہ پورا سال اور اکثر کے نزدیک غلام پر
شہر بدر کرنا نہیں ہے اور کہا ابن بطلال نے کہ لیا جاتا ہے اس سے کہ جبر حد قائم کی جاوے اسکو
ملاست اور جہڑکی کے ساتھ تعزیر نہ دی جاوے اور سو اس کے کچھ نہیں کہ لائق ہے یہ ساتھ اس شخص کے
کہ صادر ہو اس سے یہ پہلے اس سے کہ اٹھایا جاوے طرف بادشاہ کی واسطے تحذیر اور تحویف کی
اور جب بادشاہ کی طرف اسکا مقصد اٹھایا جاوے اور اس پر حد قائم کی جاوے تو اسکو کفایت کرتی
ہے اور یہ جو کہا کہ نہ ملاست کرے اسکو یعنی نہ جج کرے اس پر سزا کو ساتھ کوڑے مارنے اور ملاست
کرنے کے اور بعضوں نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ نہ کفایت کرے ساتھ جہڑکی کے سو کوڑے مارنے
کے (فتح) **باب** احکام اہل الذمۃ و احصائہم اذا ذلنوا و دفعوا الی الامام
باب ہوجہ بیان احکام اہل ذمہ کافروں کے اور حصان انکے کے جبکہ نہاکرین اور امام اسلام کی
طرف پہنچائے **فت** اہل ذمہ ان کافروں کو کہتے ہیں جن سے حاکم اسلام نے عہد و پیمان
کیا ہو اور مراد اہل ذمہ سے یہاں یہود اور نصاریٰ وغیرہ سب لوگ ہیں جن سے جزیہ لیا جاتا
ہے اور محض ہونا ان کا یعنی برخلاف اسکے جو کہتا ہے کہ حصان کی شرطوں سے اسلام ہے
اور امام کی طرف پہنچائے جاوے یعنی برابر ہے کہ مسلمانوں کے حاکم کے پاس آوے تاکہ ان میں

حکم کرے یا اُنکے سوا کسی کوئی اور لوگ زور سے اُنکو اسکی طرف پہنچا دیں برخلاف اُنکے جس نے
 مقید کیا ہے اسکو ساتھ شق اول کے مانند حنفیہ کے (فتح) **حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ**
قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى عَنِ النَّجْمِ
فَقَالَ رَجِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ أَتَبْلُ الثُّورُ أَمْ بَعْدُ قَالَ لَا أَذْهَبُ تَابِعَهُ عَلِيُّ
بْنُ مُسَيْهِرٍ وَخَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَالحَارِثِيُّ وَعَبِيدُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ الشَّيْبَانِيِّ وَقَالَ بَعْضُهُمُ الْمَالِكِيُّ
وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ ترجمہ شیبانی سے روایت ہو کہ میں نے عبد اللہ بن اوفیٰ سے شکار کرنے کا حکم پوچھا
 یعنی اس شخص کا شکار کرنا کہ ثابت ہو کہ اُس نے زنا کیا ہے اور وہ بیابا ہوا ہو تو اُس نے کہا کہ حضرت
 صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رجم کیا میں نے کہا کہ کیا سورہ نور سے پہلے یا پیچھے اُس نے کہا کہ میں نہیں جانتا
 متابعت کی عبد الواحد کی علی اور خالد اور حارثی اور عبیدہ نے شیبانی سے اور بعضین نے کہا کہ مادہ
 اور اول یعنی سورہ نور کا ہونا صحیح ہے **ف** کہا کرمانی نے کہ مطابقت حدیث کے ترجمہ سے اطلاق
 کی جہت سے ہے میں کہتا ہوں ظاہر یہ ہے کہ اُس نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اسکے
 بعض طریقوں میں وہ چیز ہے جو ترجمہ کے مطابق ہے چنانچہ ایک طریق میں آیا ہے کہ حضرت صلے
 اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک یہودی مرد اور یہودی عورت کو شکار کیا روایت کیا ہے اسکو احمد اور
 طبرانی وغیرہ نے اور یہ جو اُس نے کہا کہ میں نہیں جانتا تو اس میں کبھی چہا رہتا ہے صحابی جلیل بعض
 امر جو واضح ہو اور یہ کہ جولا ادری کے ساتھ جواب دیا سپر کوئی عیب نہیں بلکہ دلالت کرتا ہے
 یہ اسکی کوشش اور ثابت ہونے پر پس مدح کیا جاتا ہے ساتھ اسکے (فتح) **حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ**
بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُسَيْرٍ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ إِلَهُهُ دَجَاقُ إِلَهِي
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَحْدُثُ فِي الثُّورِ فِي شَأْنِ الرَّجْمِ فَقَالُوا أَنْفَضْتُمْ
وَيَحْدُثُ وَنَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ كَذَبْتُمْ إِنَّ فِيهَا الرَّجْمَ فَأَتُوا بِالثُّورِ فَلَنَشَرُّوهَا فَوَضَعُوا
أَحَدَهُمْ يَدَكَ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ فَقَدْ أَمَّا قَبْلُهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ
ارْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَهَا فَإِذَا فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ قَالُوا أَصَدَقَ يَا مُحَمَّدُ فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَأَصْرَبَ بِهَا
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ قَرَأَتْ الْجُلُ يَجْنَأُ لَمْ أَرَهُ يَقِيهَا الْحَجَّادَةُ ترجمہ
 عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ یہودی لوگ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تو انہوں نے
 آپ سے ذکر کیا کہ انہیں جس ایک مرد اور عورت نے زنا کیا ہے تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
 کہ کیا پاتے ہو تم تو ریت میں بیچ حال رجم کے یعنی تو ریت میں شکار کرنا کیا حکم ہے انہوں نے کہا کہ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ

ہم انکو ذلیل اور رسوا کرتے ہیں اور کوڑے مارے جاتے ہیں عبد اللہ بن سلام نے کہا کہ تم جو بے علمو
بیشک توریت میں سنگ سار کرتا ہے سودہ توریت لائی اور اسکو کہو لا تو اس میں سے ایک ذرا اپنا
ہاتھ رجم کی آیت پر رکھا اور اسکے آگے بچھے پڑھا تو عبد اللہ بن سلام نے کہا کہ اپنا ہاتھ اٹھا اس نے اپنا
ہاتھ اٹھا یا سونا گہان اس میں سنگ سار کرنے کی آیت تھی یہودیوں نے کہا کہ عبد اللہ بن سلام سچا ہے
اسے محمد توریت میں رجم کی آیت ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں سنگسار کر نیکاح حکم کیا سو
دونوں سنگسار کیے گئے سو میں نے مرد کو دیکھا کہ عورت پر چڑھا اسکو پتھروں سے بجاتا تھا یعنی یہاں تک
کہ دونو قتل ہوئے **ف** اور ذکر کیا ہے ابو داؤد نے سب اس قصے کا ابو ہریرہ رضی سے کہ
ایک یہودی مرد نے عورت سے زنا کیا تو انہوں نے کہا کہ ہکو اس پیغمبر کے پاس لے چلو کہ وہ پیغمبر ہوا
ہے ساتھ تخفیف کے سو اگر اس نے ہکو فتویٰ دیا سو اسکو سنگسار کرنے کے تو ہم اسکو قبول کریں گے اور
حجت پکڑیں گے ساتھ اسکے نزدیک اللہ تعالیٰ کے اور ہم کہیں گے کہ تیری ایک پیغمبر کا فتویٰ ہے
سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور آپ مسجد میں بیٹھے تھے سو انہوں نے کہا کہ
اے ابوالقاسم کیا راے ہے تمہاری ایک مرد اور عورت کے حق میں کہ انہوں نے زنا کیا الخ اور
ایک روایت میں ہے کہ وہ مرد اور عورت دونوں بیاہے تھے اور یہ جو فرمایا کہ تم توریت میں رجم کا حال
کیا پاتے ہو تو احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی سے معلوم ہوا ہو کہ توریت میں رجم کا حکم
ثابت ہے اور احتمال ہے کہ عبد اللہ بن سلام وغیرہ کے خبر دینے سے معلوم کیا ہو اور احتمال ہے کہ
اس واسطے پوچھا ہوتا کہ معلوم کریں کہ انکے نزدیک اس میں کیا حکم ہے پر خدا سے اسکی صحت
سیکھیں اور یہ جو کہا کہ ہم انکو فضیحت کرتے ہیں تو یعنی ان کا منہ کالا کرنے ہیں اور انکو ذلیل کرتے
اور گارہے پر چڑھاتے ہیں اس طور سے کہ ایک کا منہ اگلی طرف اور ایک کا منہ پچھلی طرف کرتے
ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ انہوں نے ارادہ کیا تھا کہ توریت کے حکم میں توبہ کریں اور پیغمبر پر چھوٹ
بولیں یا تو اس امید سے کہ حکم کریں درمیان انکے ساتھ غیبا اس خبر کے کہ خدا نے اناری
اور یا انہوں نے قصد کیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کرنے سے تخفیف کا دونوں زانی سے
اور اعتقاد کیا کہ جو انپر واجب ہے وہ انکے سر سے اتر جائیگا اور یا انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے آزمائے کے واسطے یہ کام کیا تھا کہ مقرر ہے کہ جو پیغمبر ہو وہ باطل پر قائم نہیں رہتا ظاہر
ہو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کذب انکا اور ہم حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور البتہ واقع ہوا ہے
ابو ہریرہ رضی کی روایت میں بیان اس چیز کا جو توریت میں ہے کہ بتایا مرد اور بیاہی عورت جب

زنا کرین اور انہیں گواہ قائم ہوں تو دونوں سنگسار کیے جاویں اور اگر عورت حاملہ ہو تو انتظار کیا جاوے
 ساتھ اسکے یہاں تک کہ جنے جو اسکے پیٹ میں ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جب چار آدمی
 گواہی دیں کہ انہوں نے دیکھا ہانسکے ذکر کو عورت کو فرج میں جیسے سلامی سرسہ دانی میں تو سنگسار
 کیے جاویں اور اگر پادین مرد کو ساتھ عورت کے ایک گھر میں یا ایک کپڑے میں یا عورت کے
 پیٹ پر تو اس میں شبہ ہے اور اس میں تغیر ہے اور اس حدیث میں اور بھی فائدہ ہے میں واجب ہونا حد کا
 ہے کافر ذمی پر جبکہ زنا کرے اور یہ قول جہور کا ہے اور اس میں خلاف ہے واسطے شافعیہ کے
 اور غفلت کی ہے ابن عبد البر نے سو نقل کیا ہے اس نے اتفاق اس پر کہ شرط احسان کی جو رجم کا منہ
 ہے اسلام ہے اور رد کیا گیا ہے اس پر یہ ساتھ اسکے کہ شافعیہ اور احمدیہ شرط
 نہیں کرتے اذنا میں کرتا ہے ان دونوں کے مذہب کی یہ کہ واقع ہوئی ہے تصریح ساتھ اسکے کہ دونوں
 یہودی جو سنگسار کیے گئے وہ یہاں سے تھے اور کہا مالکیہ اور اکثر حنفیہ نے کہ شرط احسان کی
 اسلام ہے یعنی بیاہی ہوئے زانی پر اس وقت حد آتی ہے جبکہ مسلمان ہو اور جواب دیا ہے
 انہوں نے باب کی حدیث سے ساتھ اسکے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو انکو فقط تورات
 کے حکم سے سنگسار کیا تھا اور نہیں ہے وہ اسلام کے حکم سے کسی چیز میں اور سو اس کے کچھ نہیں کہ وہ جاری
 کرنا حکم کا ہے اور پرانے ساتھ اس چیز کے کہ انکی کتاب میں ہے اس واسطے کہ تورت میں سنگسار
 کرنا ہے زانی پر بیاہی ہو یا نہ بیاہی ہو اور پہلے پہل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم تھا کہ تورت کے
 حکم پر عمل کریں یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرع میں یہ حکم منسوخ ہو یا حکم
 ساتھ اس آیت کے وللائی یا بین الفاحشۃ من نساکم الخ اور یہ جو کہا کہ غیر محض کو بھی سنگسار کیا
 جاتا تھا تو اس میں نظر ہے اور کہا ابن عربی نے کہ حدیث میں ہے کہ اسلام نہیں ہے شرط احسان میں
 اور بعضوں نے جواب دیا ہے کہ سو اس کے کچھ نہیں کہ سنگسار کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 ان دونوں کو واسطے قائم کرنے حجت کے یہودیوں پر اس چیز میں کہ حاکم کیا انہوں نے حضرت صلی
 علیہ وآلہ وسلم کو حکم تورت کے سے اور اس جواب میں نظر ہے اس واسطے کہ کس طرح جائز ہے
 قائم کرنا حجت کا اور پرانے ساتھ اس چیز کے جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرع میں جائز نہیں یا جو
 اس قول خدا تعالیٰ کے وان احکم بینہم با انزل اللہ اور جواب دیا ہے بعض حنفیہ نے ساتھ اسکے
 کہ یہودیوں کا سنگسار کرنا تورت کے حکم سے واقع ہوا تھا اور رد کیا ہے اسکو خطابی نے ساتھ اسکے
 کہ خدا تعالیٰ نے حکم کیا ہے کہ حکم کہ ان کے درمیان ساتھ اس چیز کے کہ خدا تعالیٰ نے انار می

اور سو اس کے کچھ نہیں کہ وہ تو آئے تھے کہ پوچھیں کہ آپ کے نزدیک کیا حکم ہے جیسے کہ دلالت کرتی ہے
اسی پر آیت مذکورہ سوا اشارہ کیا اُن کے ساتھ اس چیز کے کہ چپایا انہوں نے اس کو حکم توریت کے سے
اور نہیں جانتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک اسلام کا حکم اس کے مخالف ہو اس واسطے کہ
نہیں جانتے تھے حکم کرنا ساتھ منسوخ کے سو دلالت کی اس نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناسخ کے ساتھ حکم کیا تھا اور یہ جو ابو ہریرہ کی حدیث میں آیا ہے کہ میں حکم
کرنا ہوں ساتھ اس چیز کے جو توریت میں ہے تو اس کی سند میں ایک راوی مبہم ہے اور باوجود اسکے
اگر ثابت ہو تو اس کے معنی یہ ہونگے واسطے قائم کرنے محبت کے اور پرانے اور حالانکہ وہ اپنی شریعت
کے واسطے موافق ہے میں کہتا ہوں اور تاکید کرتا ہے اس کی یہ کہ سنگسار کرنا ناسخ ہے کوڑوں کے
واسطے اور نہیں کہا کسی نے کہ جرم شروع ہوا پر کوڑوں سے منسوخ ہوا پر منسوخ ہوئے کوڑوں پر جرم
اور جبکہ حکم رجم کا باقی ہے جب شروع ہوا تو نہیں حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساتھ رجم
کے مجرد توریت کے حکم سے بلکہ اپنی شریعت سے کہ بدستور رہا ہے حکم توریت کا اور پرانے اور نہیں مقدور
کیا گیا کہ انہوں نے اس کو بدل کیا ہوا اس چیز میں جو بدل کی اور اس حدیث میں ہے کہ جب عورت پر
حد قائم کی جاوے تو وہ بیٹھی ہو اسی طرح استدلال کیا ہے ساتھ اسکے طحاوی نے اور اس میں اختلاف
ہے کہ جس عورت کو سنگسار کیا جاوے اسکے واسطے گڑھا کہو داجا یا نہیں ہو جو دیکھتا ہے کہ اسکے
واسطے گڑھا کہو داجاوے تو گڑھے میں غالباً بیٹھی ہوگی اور اختلاف تو اُن کا اس صورت میں ہے
جبکہ عورت کو کوڑے مار جاوے کہ بیٹھی ہو یا کھڑی سو رجم کی صورت کو کوڑے مارنے کی صورت
پر قیاس کو تاخذ و ش ہے اور یہ کہ جائز ہے قبول کرنا اہل ذمہ کی گواہی کا ایک دوسرے پر اور
کہا قرطبی نے جمہور کا یہ مذہب ہے کہ نہیں قبول ہے گواہی کا فر کی مسلمان پر اور نہ کافر پر نہ حد میں
نہ غیر حد میں اور نہیں فرق ہے اس میں درمیان سفر اور حضر کے اور ایک جماعت تابعین نے اُنکی
گواہی کو قبول کیا ہے جبکہ کوئی مسلمان موجود نہ ہو اور مستثنیٰ کی ہے احمد نے حالت سفر کی جبکہ
مسلمان موجود نہ ہو اور جواب دیا ہے قرطبی نے جمہور سے یہودیوں کے واقعہ سے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جاری کیا ان پر جو معلوم کیا کہ وہ توریت کا حکم ہے اور لازم کیا ان پر عمل کرنا
ساتھ اسکے واسطے ظاہر کرنے تحریف اُنکی کے اپنی کتاب کو اور بدل کرنے کے اسکے حکم کو
کہا نودی نے ظاہر یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو سنگسار کیا اعتراف سے اور اگر
جابر کی حدیث ثابت ہو تو شاید گواہ مسلمان تھے والا نہیں ہے کوئی اعتبار اُنکی گواہی کا نہیں

کہتا ہوں نہیں ثابت ہوا کہ وہ مسلمان تھے اور احتمال ہے کہ گواہوں نے باقی یہودیوں کو اسکی خبر دی ہو تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکا کلام سنا ہوا اور نہ حکم کیا ہو درمیان انکے مگر اس چیز کی سند سے جیسر خدا تعالیٰ نے آپکو اطلاع دی سو حکم کیا انکے درمیان وحی سے اور لازم کی ان پر حجت درمیان انکے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا و شہد شاہدین ابابہ اور یہ کہ انکے گواہوں نے گواہی دی تھی انکے علما کے پاس ساتھ اس چیز کے کہ مذکور ہوئی پر جب انہوں نے اس قصہ کو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچایا تو معلوم کیا قصہ کو جیسا کہ تھا سوراویوں نے جو دیکھا یاد رکھا اور نہ تھی سند حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی اس میں مگر جیسر خدا تعالیٰ نے آپکو اطلاع دی اور استدلال کیا ہے ساتھ انکے بعض مالکیہ نے اسپر کہ مجلوؤں کھڑا کر کے کوڑے مارے جاویں اور اگر عورت ہو تو بٹھا کر اس واسطے کہ اس میں ہے کہ وہ مرد اس عورت پر جبکا اسکو پتھر ملے سے بچاتا تھا اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے پس نہیں دلالت ہے اس میں اسپر کہ مرد کا کھڑا ہونا بطریق حکم کے تھا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اور پر سنگسار کرنے بیابا ہے ہوڑ کے اور اور پر اقتصار کرنے کے رجم پر سو اگر کوڑے مارنے کے اور یہ کہ کافروں کی نکاح صحیح ہیں اس واسطے کہ ثابت ہونا احصان کا فرع ہے ثبوت صحت نکاح کی اور یہ کہ کفار مخاطب ہیں ساتھ فروع شریعت کی اور یہ کہ یہود منسوب کرتے تھے طرف توریت کی وہ چیز جو اس میں نہیں اگرچہ اسکو توریت میں نہ بدلا ہو اور اس میں کفایت کرنا حاکم کا ہے ساتھ ایک ترجمان کو جسکا اعتماد ہوا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اسپر کہ لکھے پیغمبروں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے جبکہ ثابت ہو ہمارے واسطے قرآن یا حدیث کی دلیل سے جب تک کہ نہ ثابت ہو نہ اسکا ہماری شریعت سے یا انکے پیغمبر سے یا انکی شریعت سے اور بنا بر اسکے پس محمول ہو گا جو واقع ہوا ہے اس قصہ میں اسپر کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معلوم کیا تھا کہ یہ حکم توریت سے بالکل منسوخ نہیں ہوا رفتہ رفتہ اے اِذَا رَحَى الْمَرْأَةُ اِدْمَاسًا غَيْرَ بِالْاِثْنَيْنِ عِنْدَ الْحَاكِمِ وَالنَّاسِ هَلْ يَحِلُّ الْحَاكِمُ اَنْ يَنْبَغْتَ اِلَيْهَا فَيَسْكَتَهَا عَمَّا رَحَيْتَ بِرَ جب کوئی اپنی عورت یا غیر کی عورت کو زنا کا عیب لگاوے حاکم کو اور لوگوں کے روبرو کیا حاکم پر ہے کہ کسی کو اسکی طرف بھیجے اور اسکو پوچھے اس چیز سے جسکے ساتھ اسکو تہمت کی گئی **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ مِثْعُونٍ عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّ مَاءَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحَدُهُمَا اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ وَقَالَ الْآخَرُ وَهَوَا فَقَضَاهُمَا**

أَجَلَ يَارَسُولَ اللَّهِ فَأَقْضَيْتَ بَيْنَنَا يَاكَتَابُ اللَّهِ فَأَذِنَ لِي أَنْ أَتَكَلَّمَ قَالَ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا
 عَلَى هَذَا أَقَالَ مَالِكٌ وَالْعَسِيفُ الرَّجُلُ فَقَضَيْتُ بِيَامِهِ أَمْرًا أُقْبِلُ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلِيَّ ابْنَ الْحَجِّمِ
 فَأَقْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَبِجَارِيَةٍ لِي تُشْمُ ابْنِي سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ
 عَلَى ابْنِي جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيبَ عَامٍ وَأَمَّا الرَّجُلُ عَلَى أَمْرٍ أَنَّهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا قَضَيْنَ بَيْنَكُمْ بِكِتَابِ اللَّهِ أَمَّا عَمُّكَ
 وَجَارِيَّتُكَ فَوَدَّ عَلَيْكَ وَجَلَدَ ابْنَهُ مِائَةً وَعَلَى بِنْتِ عَامًا وَأَمَّا ابْنُكَ الْإِسْلَامِيُّ أَنْ
 يَأْتِيَ أَحَدَهُ مِنَ الْآخِرِينَ فَأَعْتَوَتْ رَجْمَهَا فَأَعْتَوَتْ فَجَعَلَهَا تَرْجِمُهُ الْبُيُوتُ وَرَبُّهَا
 ہے کہ دوسرے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جھگڑتے آئے تو دونوں میں سے ایک نے کہا کہ
 ہمارے درمیان خدا تعالیٰ کی کتاب سے حکم کرو اور کہا دوسرے نے اور وہ دونوں زیادہ بوجہ والا تھا
 ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان خدا کی کتاب سے حکم کیجئے اور مجھ کو اجازت
 دیجئے میں کلام کروں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کلام کر اس نے کہا کہ میرا
 بیٹا اس کے مان مزدور تھا کہا مالک نے عسیف مزدور کو کہتے ہیں سو اس نے اسکی عورت
 سے زنا کیا سو لوگوں نے مجھ کو خبر دی کہ میری بیٹی پر سنگساری ہے سو میں نے اس کا بدلہ
 دیا سو بکری اور اپنی ایک لونڈی پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھ کو خبر دی
 کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے اور سال بھر شہر بدر کرنا ہے اور سوائے اسکے کچھ نہیں کہ سنگساری
 تو اسکی عورت پر ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خبردار ہو البتہ میں تمہارا
 درمیان کتاب اللہ سے حکم کروں گا ایسے تیری بکریاں اور لونڈی تو پھیری گئی ہیں تجھ پر اور تیرے
 صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی بیٹی کو سو کوڑے مارے اور سال بھر شہر بدر کیا اور حکم کیا
 انیس کو کہ دوسرے کی عورت کے پاس جاوے سو اگر وہ زنا کا اقرار کرے تو اسکو سنگسار کرے
 تو اس نے اقرار کیا تو اس نے اسکو سنگسار کیا اس حدیث کی شرح پہلو گند
 چکی ہے اور حکم مذکور ظاہر ہے اس شخص کے حق میں جو غیر کی عورت کو عیب لگا دے اور ایسے
 اپنی عورت کو عیب لگانا سو شاید یہاں ہے اس نے اسکو اس سے کہ اسکا خاوند حاضر تھا اور اس نے
 نہ کار نہ کیا اور یہ جو کہا کیا امام پر ہے تو اشارہ کیا ہے ساتھ اسکے طرف اختلاف کی جو اس میں ہے
 اور جہاں پر کایہ نزل ہے کہ یہ امام کی رائے ہے اور کہا نو دی نے کہ صحیح تر ہمارے نزدیک و جو بے شک
 ہے اور حجت اس میں یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انیس کو اسکی عورت کے پاس بھیجا

اور لقطب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا فعل ہی نہیں ہے اس میں دلالت
 وجوب پر احتمال ہے کہ ہو سبب بھیجئے اسکے کا وہ چیز جو واقع ہوئی دونوں کے درمیان جہگڑے سے
 اور صلح ہونے سے حد پر اور مشہور ہونے قصے کے سے یہاں تک کہ مزدور کے والد نے تصریح
 کی ساتھ اسکے اور انکار کیا اسپر اسکے خاوند نے اور کہا ابن بطال نے کہ اجماع ہے علما کا اسپر کہ جو
 اپنی عورت کو یا غیر کی عورت کو زنا کا عیب لگا دے اور اسپر گواہ نہ لاوے واجب ہے اسپر حد مگر یہ
 کہ اقرار کرے اور مان لیوے مقذوف پس اسی واسطے واجب ہے امام پر کہ بھیجے کسی کو عورت کی طرف
 چوائس سے پوچھے اور اگر عسیف کے قصے میں عورت اقرار نہ کرتی تو مزدور کے باپ پر حد قذف واجب
 ہوتی اور متفرع ہوتا ہے اسپر یہ مسئلہ کہ اگر کوئی مرد اقرار کرے کہ اس نے کسی خاص عورت سے زنا
 کیا ہے اور عورت انکار کرے تو کیا واجب ہے اس مرد پر حد زنا کی حد قذف کی دونوں یا فقط حد قذف
 کی اول قول مالک کا ہے اور دوسرا ابو حنیفہ کا اور کہا شافعی اور صاحبین نے کہ اسپر زنا کی
 حد ہے اور حجت یہ ہے کہ اگر وہ درحقیقت سچا ہو تو اسپر حد قذف نہیں اور اگر وہ جھوٹا ہو تو اسپر
 حد زنا کی ہے اس واسطے کہ اس نے اپنے نفس پر زنا کا اقرار کیا سو اس سے پکڑا جاوے گا (فتح الباری)
باب من آذای اہلہ أو غلبہ دقن الشطان جو اپنے گہر والوں کو یا ان کے سوا
 غیر کو ادب سکھا دے سو بادشاہ کے یعنی نیر اسکے کہ بادشاہ نے اسکو اسکا اذن دیا ہو
 اور یہ باب معقود ہے واسطے بیان خلاف کے کہ کیا مالک کو جائز ہے کہ اپنے غلام پر آپ حد قائم
 کیسے بدو ن اذن بادشاہ کے یا اسکو اپنے غلام پر حد قائم کرنا جائز نہیں **وَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ**
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّيْتَ فَأَمَّا إِذَا أَحْدَاكَ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَنْزِلْ فَعَدَّ فَإِنْ
أَبَى فَلْيَقَاتِلْهُ وَفَعَلَهُ أَبُو سَعِيدٍ تَرْجُمَهُ اور کہا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 سے کہ فرمایا کہ جب کوئی نماز پڑھتا ہو اور کوئی چاہے کہ اسکے آگے سے گزرے تو چاہیے کہ اسکو
 ہٹا دے اور اگر نہ مانے تو اس سے لڑے اس واسطے کہ مقرر وہ شیطان ہے اور کیا اسکو ابو سعید
 نے **ف** اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ حدیث وارد
 ہوئی ہے ساتھ اسکے کہ نمازی کو اجازت ہے کہ لڑے اس سے جو اسکے آگے گزرنا چاہے
 دفع کرنے کے اور نہیں حاجت ہی اس میں بادشاہ کی اجازت کی اور کیا اسکو ابو سعید خدری نے
 اور نہ انکار کیا اسپر مردان نے بلکہ اس سے اسکا سبب پوچھا اور اسکو اسپر برقرار کہا (فتح الباری)
حَدَّثَنَا سَمُوعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ

صَلَّیْهِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَعْنٰی تَرْجَمَہ مغیرہ رض سے روایت ہے کہ سعد بن نے کہا کہ اگر میں کسی مرد کو اپنی عورت کے ساتھ پاؤں تو البتہ اسکو تلوار سے مار ڈالوں اس حال میں کہ نہ ہوں درگزر کرنے والا یا نہ ماری گئی ہو تلوار چڑائی سے یعنی بلکہ اپنی تیزی سے تو یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم تعجب کرتے ہو ستم کی غیرت سے البتہ میں اس سے زیادہ تر غیرت دار ہوں اور خدا تعالیٰ مجھ سے زیادہ تر غیرت دار ہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اسکو مارنا جائز نہیں اور اس پر قصاص آویگا اور یہ کہ نہیں جائز ہے معارضہ کرنا احکام شریعہ کا کسی (فتح)

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّعْرِیْضِ جو آیا ہے تعریض میں **ف** تعریض اس کلام کو کہتے ہیں جس کے واسطے دو بیچ ایک ہر ایک باطن سو قائل کا مقصود اسکا باطن ہوتا ہے اور ظاہر کرتا ہے ہر ایک ظاہر کا اور کتاب اللعان میں اسکا کچھ بیان ہو چکا ہے (فتح) **كَذٰلِكَ تَمْلِكُ الشَّيْطٰنُ مَا يَحْتٰجُ** مَالِکٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَاءَهُ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَمْرًا اِنِّیْ وَلَدْتُ غُلَامًا اَسْوَدَ فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ اَبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَا اَنْزَلْتَهَا قَالَ حَمْرٌ قَالَ هَلْ فِيْهَا اَوْرَقٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاِنِّیْ كَانَ ذٰلِكَ قَالَ اَرَاكَ عَرَفْتَنِيْ قَالَ فَكَلَعْتَ اَبْنَكَ هَلَا اَنْزَعَهُ عَرَفْتَنِيْ تَرْجَمَہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت میری عورت نے کالا لڑکا جنایے اور میں گم ما ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس کچھ اونٹ ہیں اس نے کہا ہاں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انکا رنگ کیا ہے اس نے کہا سرخ فرمایا کیا ان میں کوئی سفید اور سیاہ مخلوط رنگ والا ہے اس نے کہا ہاں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ کہاں سے آیا اس نے کہا بین گمان کرتا ہوں کہ اسکو کسی رگ نے کہنچا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سو شاید تیرے اس بیٹے کو یہی کسی رک نے کہنچا ہو **ف** استدلال کیا ہے ساتھ اس کے شافعی نے کہ اگر تعریض سے قذف کرے تو اسکو تصریح کا حکم نہیں یعنی اس پر حد قذف نہیں آتی سو پیروی کی ہے اسکی بخاری نے کہ وارد کیا ہے اس حدیث کو دو جگہ ہوں میں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو بیٹے سے جدا ہونے کی اجازت نہ دی اور حجت پکڑی ہے شافعی نے ساتھ اس کے کہ تعریض بچہ نکاح عدت والی عورت کی جائز ہے باوجودیکہ اسکو نکاح کا صریح پیغام کرنا حرام ہے سو اس نے دلالت کی اس پر کہ انکا حکم جدا جدا ہے اور حد دفع کی جاتی ہے شبہ سے اور تعریض میں دو لو امر کا اختلاف

ہوتا ہے بلکہ عدم قذف اس میں ظاہر ہے نہیں تو اسکو تعریف نہ کہا جاتا اور جو لوگ تعریف میں حد کے قائل نہیں وہ قائل ہیں کہ اس میں ادب سکھایا جاوے اور تعزیری جاوے اس واسطے کہ تعریف میں مسلمان کی ایذا ہے اور اجماع ہے اس پر کہ ادب جاوے اسکو جو پایا جاوے اجنبی عورت کے ساتھ کسی گھر میں اور دروازہ بند ہو اور ثابت ہو چکا ہے ابراہیم نخعی سے کہ تعریف میں سزا ہے اور جواب دیا ہے بعضے مالکیہ نے باب کی حدیث سے ساتھ اس کے کہ وہ گنوار فتوحے طلب کرنے کو آیا تھا اور اسکی مراد تعریف سے قذف نہ تھی اور حاصل اسکا یہ ہے کہ قذف تعریف میں سوا اس کے کچھ نہیں کہ ثابت ہوتی ہے اس شخص پر کہ پہچانا جاوے کہ اسکا ارادہ قذف کا ہے اور یہ قوی کرتا ہے اس بات کو کہ تعریف میں حد نہیں واسطے مشکل ہونے اطلاع کے ارادے پر والد اعلم (فتح) **باب** کہ التَّعْزِيرُ وَالْاَدَبُ کتنا ہے تعزیر دنیا اور ادب سکھانا **ف** تعزیر کبھی قول سے ہوتی ہے اور کبھی فعل سے اور مراد ترجمہ میں تاویب ہے اور تعزیر بسبب گناہ کے ہوتی ہے اور تاویب عام تر ہے (فتح) **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ لَيْسَارٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جَابِرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَجْلُدُ فَوْقَ عَشْرٍ جَلْدَاتٍ إِلَّا فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ ترجمہ ابو بردہ سے روایت ہے کہ اس نے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے کہ نہ کوئی کوڑے مارا جاوے دس کوڑوں سے زیادہ مگر کسی حد میں خدا تعالیٰ کی حدوں سے **حَدَّثَنَا** فَضِيلُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جَابِرٍ عَنْ سَمِعَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عُقُوبَةَ فَوْقَ عَشْرٍ بَابُ الْاِسْمِ **حَدَّثَنَا** مِنْ حُدُودِ اللَّهِ ترجمہ عبد الرحمن سے روایت ہے کہ اس نے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے کہ نہیں ہے سزاؤں کوڑوں سے زیادہ مگر کسی حد میں خدا تعالیٰ کی حدوں سے **حَدَّثَنَا** يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ بَكْرِ حَدَّثَنَا بَيْتُكَ أَنَّ لَيْسَانَ بْنَ سُلَيْمَانَ رَأَى جَابِرَ بْنَ جَابِرٍ فَقَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جَابِرٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بُرْدَةَ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَجْلُدُ فَوْقَ عَشْرَةٍ إِلَّا فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ ترجمہ ابو بردہ سے روایت ہے کہ میں نے

حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے کہ نہ کوئی کوڑے مارا جاوے دس کوڑوں سے زیادہ مگر کسی حد میں خدا تعالیٰ کی حدوں سے ف ظاہر اسکا یہ ہے کہ مراد ساتھ حد کے وہ چیز ہے جو وارد ہوئی ہے اس میں شارع سے عدد معین کوڑوں سے یا ضرب مخصوص سے یا سزا مخصوص سے مانند حد زنا اور چوری اور شراب اور قذف اور قتل اور قصاص اور ارتداد کے اور ننگے سوارے اور بہت چیزوں میں اختلاف ہو گیا انکی سزا کا نام حد ہے یا نہیں اور وہ انکار کرتا ہے انت سے اور اغلام کو زنا اور چوپائے سے زنا کرنا اور زنا کر دانا عورت کا چوپائے نہ سے اور کہا نا لہو اور مردار کا اختیار سے اور گوشت سور کا اور جادو اور کمالی سے نماز کا ترک کرنا اور رمضان میں روزہ نہ رکھنا اور بعضوں کا یہ مذہب ہے کہ مراد حد سے باب کی حد میں اللہ تعالیٰ کا حق ہے یعنی ہو گناہ چھوٹا ہو یا بڑا اور اختلاف ہے سلف کو اس حدیث کے معنی میں ہولیا ہے اُسکے ظاہر کو لیت اور احمد نے مشہور میں اور اسحاق اور بعض شافعیہ نے اور کہا مالک اور شافعی اور صاحبین نے کہ جائزہ ہے زیادہ کرنا وٹس کوڑوں پر پہر کہا شافعی نے کہ نہ پہنچے ادا نہ حد کو اور باقی لوگوں نے کہا کہ وہ امام کی را پر ہے جتنے کوڑے مناسب جانے اتنے زیادہ مارے جہا تک ہوا و یہ قول فقہار ہے نزدیک ابو ثور کے اور عمر سے روایت ہے کہ اس نے ابو موسیٰ کو لکھا کہ تعزیر میں بیس کوڑوں سے زیادہ نہ مارے جادین اور ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کوڑے کہ پہنچے اور عثمان سے تیس کوڑے آئے ہیں اور اسی طرح ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور مالک اور عطا سے روایت ہے کہ نہ تعزیر دیجاوے مگر اس کو جس سے گناہ مکر نہ ہوا اور اگر کسی سے ایک بار ایسا گناہ واقع ہوا جس میں حد نہیں تو اس پر تعزیر نہیں ہے اور ابو حنیفہ سے ہے کہ چالیس کو نہ پہنچے اس سے کم جتنو مناسب ہوں مارے اور ابن ابی لیلیٰ اور ابو یوسف سے ہے کہ پچانوین کوڑوں سے زیادہ نہ مارے اور ایک روایت مالک اور ابو یوسف سے اسی کوڑوں کی تواتر آئی ہے اور باب کی حدیث سے انہوں نے کئی جواب دیئے ہیں ایک یہ کہ وہ مقصود ہے کوڑوں پر اور اگر لاطعی وغیرہ سے مارے تو دنوں سے زیادہ مارنا جائز ہے اگر یہ کہ وہ منسوخ ہو ولایت کرتا ہے اجماع اسکے منسوخ ہونے پر اور رد کیا گیا ہے یہ ساتھ اسکے بعض تابعین اسکے ساتھ قائل ہیں اور وہ قول لکھت بن سعد کا اور کہا نووی نے کہ نہیں قائل ہے ساتھ اس حدیث کے کوئی اصحاب میں سے اور جمہور کا مذہب اسکو بخلاف ہے دفعہ **حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَكْرِ** **قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شَرِبَاءٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ**

قَالَ نَحْيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوَصَالِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَإِنَّكَ
يَا رَسُولَ اللَّهِ تَوَاحِلُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَيْكُمْ مِثْلِي رَأَيْتُمْ
يُطْعِمُونِي رَبِّي وَيَسْقِيَنِي فَأَمَّا أَبُو أَنْ يَنْتَهَوْا عَنِ الْوَصَالِ وَاصِلَ يَوْمٍ كَبُورٍ مَا شَأْنُكُمْ يَوْمًا
نَشْتَمُ رَأَى الْإِهْلَالَ فَقَالَ بَلَى تَأَخَّرَ لِي زَيْدٌ تَكْمُرُ كَالْمَنْكَلِ كَمَا تَمَّ حَيْثُ أَبَى أَنْ يَأْتِيَ شُعَيْبُ
وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَيُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ
سَعِيدٍ عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْجِمُهُ ابُو هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ رَوَاهُ
هِيَ كَمَنْعَ كَيْفَ حَضَرَتْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَطْعَمْ طَعْمَ رُزْءٍ تَوَاحِلُ مِمَّنْ حَضَرَتْ صَلَّى
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ كَيْفَ حَضَرَتْ أَبِي كَارِزَةَ رَكِبَتْهُ مِثْلُ حَضَرَتْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَطْعَمْ
كَمْ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ
أَصْحَابِ طَعْمَ كَمْ رُزْءٍ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ
رَكِبَتْهُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ
يَا بِي هُنَّ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ
هِيَ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ
أَوْ غَرَضُ اسْمِ حَدِيثٍ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ
كَمَا بِنِ الْبُحَالِ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ
حَضَرَتْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَطْعَمْ كَمْ رُزْءٍ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ
سَوَاسُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ
مَعَاوِضُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ
سَوْغُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ
رُزْءٍ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ
الْمِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ
وَأَلَهُ وَسَلَّمَ لَمْ يَطْعَمْ كَمْ رُزْءٍ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ
دِرَازٍ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ
تَرْجُمِينَ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ
رَهْتًا مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ مِثْلُ

۴ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

اور ضرب کے بطور تخفیف کے اور تشدید کے والد اعلم بان استفادہ ہوتا ہے اس سے جو ار
تغزیر کا ساتھ بھوکا رکھنے کے اور مانند اسکی امور معنوی سے (نہج) **حک** ثنا عیاش
ابن الولید قال حدثنا عبد اللہ بن علی عن الزہری عن سالیہ عن
عبد اللہ بن عمر انہم کانوا یضربون علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اذا شکر و اطعم ما جہا فان یبغی فی مکانہم حتی یؤذوا الی رجاہم ثم یرحمہ
عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ مقررہ لوگ مارے جاتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے زمانے میں جبکہ خریدین اناج تخمینے سے لینے بغیر قول اور باپ کے یہ کہ بچپن اسکو اپنے
مکان میں جہاں خرید اہا تک کہ جگہ دیوین اسکو اپنے مکان میں **ف** اس حدیث
کی شرح کتاب البیوع میں گزر چکی ہے اور استفادہ ہوتا ہے اس سے کہ جائز ہے تغزیر دینا اس کو
جو امر شرعی کی مخالفت کرے اور عقود فاسدہ کو استعمال میں لاوے ساتھ ضرب کے اور شروع
ہونا اقامت محتسب کا بازاروں میں اور ضرب مذکور محمول ہے اُسپر جو مخالفت کرے امر کی
بعد اسکے کہ اسکو معلوم ہو دفعہ **حک** ثنا عبد اللہ بن علی عن الزہری عن سالیہ عن
یونس عن الزہری قال اخبرنا عمرو بن عمار عن عائشہ قالت ما انتقم رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم لنفسہ فی شئ یؤتی الیکر حتی یشہک من حومات اللہ کینتقم اللہ
مرحمہ عائشہ رضی عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی جان کے واسطے
کسی چیز میں بدلہ نہیں لیا جو آپکی طرف لائی جاتی یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کی حرام کی چیزوں کی
حرمت پہاڑی جاتی سو بدلہ لیتے اللہ تعالیٰ کے واسطے **ف** اس حدیث کی شرح صفت
النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گزر چکی ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہیں اختیار
دیا گیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوامردن میں مگر کہ آسان تر کو اختیار کیا **باب**
من اظہر الفاحشۃ والنکطۃ والعھمة بغیر بیتہ جو ظاہر کرے بھائی کو اور آلودگی کو
اور تہمت کے بغیر گواہ کے **ف** اور مراد ساتھ اظہار فاحشہ کے یہ ہے کہ لاوے وہ چیز جو دلالت
کرے فاحشہ پر عادیہ بدون اسکے کہ ثابت ہو یہ گواہوں سے یا اقرار سے اور لفظ کے مستعملین
عیب لگایا گیا ساتھ بدی اور آلودہ کیا گیا اور تہمت سے مراد وہ شخص ہے جو متہم ہو ساتھ
اسکے بدون اسکے کہ تحقیق ہو اس میں اگرچہ عادیہ ہو دفعہ **حک** ثنا علی قال حدثنا
سفيان قال الزہری عن سہیل بن سعد شہدنا المتلاعنین وانا ابن خمس عشرۃ

ساتھ اسکے مگر اپنی بات سوسو اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے گیا اور آپ کو خبر دی اسکی جیسے اس نے اپنی عورت کو پایا تھا یہ مرد زرد رنگ کلم گوشت والا یعنی دبلا پتلا سیدھے بال والا اور جیسے اس نے دعوے کیا تھا کہ اسکو اس نے اپنی عورت کے ساتھ پایا وہ گندم گون ہوتا بہت گوشت والا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اہی بیان کر سوائے عورت نے بچہ جنما مشابہ اس مرد کی کہ اسکے خاوند نے ذکر کیا اس نے اسکو اپنی عورت پاس پایا سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں کے درمیان لغان کر دیا تو اس مرد نے ابن عباس سے کہا اسی مجلس میں کیا یہ وہی عورت ہے جسکو حق میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو بدوں گواہوں کے سنگسار کرنے والا ہوتا تو اس عورت کو سنگسار کرتا وہ ابن عباس نے نہ کہا کہ نہیں یہ وہ عورت ہے جو اسلام میں بدی یعنی زنا کو ظاہر کرتی تھی ف یعنی اس واسطے کہ ظاہر ہوا ہے شبہ اسکی بول چال میں اور شکل صورت میں اور جو داخل ہوتا ہے اوپر اسکے اور شاید راولوں نے اسکی پردہ پوشی کے واسطے اسکا نام نہیں لیا کہا کہ اس حدیث میں ہے کہ حد نہیں واجب ہوتی ہے کسی پر بغیر گواہوں کے یا اقرار کے اگرچہ متہم بھیالی کے کام سے کہا نووی نے معنی تظہر السور کے یہ ہیں کہ بدی اس سے مشہور ہوئی تھی اور پھیل گئی تھی لیکن نہ قائم ہوئے گواہ اور پر اس کے ساتھ اسکے اور نہ اس نے اقرار کیا سو دلالت کی اس نے کہ نہیں واجب ہوتی ہے حد مشہور ہونے سے ساتھ بدی کے (فتح)

باب دخی الحُصَنَاتِ عورتوں کو عیب لگانا اور زنا کی تہمت کرنا اور مراد محصنات سے آزاد اور پاکدامن عورتیں ہیں اور نہیں خاص ہے یہ ساتھ خاوند و ایون کے بلکہ کواری کا حکم ہی بالاجماع اسی طرح ہے وَالَّذِينَ يَوْمُونَ الْحُصَنَاتِ ثُمَّ امَّيَّا تَوَّابًا رَّبْعَةً شَهْدًا فَا حِلُّهُنَّ لَهُمْ تَمَكِّنِينَ حَلَّةً اِلَى غُفُورٍ اِنَّ الَّذِيْنَ يَوْمُونَ الْحُصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْاَيَةُ ترجمہ اور جو عیب لگاتے ہیں پرہیزگار عورتوں کو بہرہ لادین چار گواہ تو انکو انشی کوڑے مار و غفور رحیم تک جو لوگ بدکاری کی تہمت دیتے ہیں پرہیزگار غافل اور ایماندار عورتوں کو آخر آیت تک پہلی آیت بغلیگہ ہے حد قذف کے بیان کو اور دوسری اسکو کہ وہ کبیرہ گناہ ہے اس واسطے کہ جس گناہ پر عذاب یا لعنت کا وعدہ دیا گیا ہو یا اس میں حد شروع ہو وہ کبیرہ ہوتا ہے اور یہی معتمد ہے اور ساتھ اسکے مطابق ہوگی حدیث باب کی دونو آیتوں کو اور البتہ اجماع ہوا ہے اس پر کہ جو حکم بیا ہے مرد کے قذف کا وہی حکم بیا ہی عورت کے قذف کا ہے

اور اختلاف ہے سچ حکم قدف غلاموں کے (فتح) **حکم** ثنا جند العزیز بن محمد اللہ
 قال حدثني سليمان عن ثوبان عن زكريا عن أبي الغيث عن أبي هريرة عن النبي صلى
 الله عليه وسلم قال اجتنبوا السبع الموبقات قالوا يا رسول الله وما هن قال
 الشراك بالله والشح والشح والشح التي يحرم الله إلا بالحق وأكل الربو وأكل مال اليتيم
 والتولي يوم الزحف وقذف المحصات المؤمنات الغافلات ثم حمى البهريه رضي
 روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چوسات کبیرے گناہوں سے جو ایما
 کو پاک کر دیتے ہیں اصحاب نے کہا یا حضرت دسے کون گناہ ہیں فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ شریک
 کرنا اور جادو اور اُس جان کو مارنا جس کا مارنا خدا تعالیٰ نے حرام کیا ہے لیکن حق پر مارنا درست
 ہے اور بیاج کھانا اور یتیم لڑکے کا مال کھانا اور لڑائی کے دن کافروں کے سامنے سے بھاگنا
 اور غلامداری ایماندار عورتوں کو جو بدکاری سے واقف نہیں انکو عیب لگانا **ف** اس حدیث
 میں کبیرے گناہ فقط سات ہی فرمائی لیکن اور حدیثوں میں اور بھی ثابت ہیں اور معتمدان سے
 وہ چیز ہے جو وارد ہوئی ہے مرفوع بغیر تداخل کی وجہ صحیح سے اور وہ سات تو یہ ہیں جو اس
 حدیث میں مذکور ہیں اور انتقال کرنا ہے ہجرت سی اور زنا اور چوری اور عقوق اور جہولتی قسم اور الحاح
 کرنا حرم کعبے میں اور شراب پینا اور جہولتی گوہی اور چلی اور نہ بچنا پیشاب سے اور غنیمت میں
 خیانت کرنا اور باغی ہونا امام سے اور جدا ہونا جماعت سے سو یہ بیس کبیرے گناہ ہیں اور
 متفاوت ہیں مرتبے انکے اور جو تعداد اس سے مجمع علیہ ہے وہ قوی تر ہے مختلف فیہ سے مگر جسکو
 قرآن نے مضبوط کیا یا اجماع نے پس ملحق ہوگا ساتھ اُس چیز کے جو ادر ہے اور جمع ہوگا مرفوع
 اور موتوں سے جو اُس کے قریب ہے اور حاجت بڑیگی اس وقت جواب کی اس سے کہ اس حدیث میں
 فقط سات ہی کبیرے گناہوں کو کیوں ذکر کیا سب کبیرے گناہوں کو کیوں نہیں ذکر کیا اور
 جواب یہ ہے کہ معنوم عدد کا حجت نہیں اور یہ جواب ضعیف ہے اور ساتھ اسکے کہ پہلے حضرت صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہی سات معلوم ہوئے تھے اور معلوم ہوئے جو زیادہ ہیں اس سے پس واجب ہے
 لینا زاد کو یاد واقع ہوا ہے اقتصار بحسب مقام کے بہ نسبت سائل کے کہ اس وقت انہیں گناہوں
 کا ذکر نہ مصلحت ہوگا اور مانند اسکی اور ابن عباس رضی سے روایت ہے کہ کبیرے گناہ سات سو
 تک ہیں اور محمول ہے کلام اسکا بالغہ پر بہ نسبت اسکے جو کبیرے گناہوں کو فقط سات ہی میں
 حصر کرتا ہے اور جب یہ قرار پایا تو معلوم ہو گیا فاسد ہونا اُس شخص کے قول کا جو کبیرے گناہ کی

تعریف کرتا ہے ساتھ اسکے کہ کبیرہ وہ ہے جس میں حد واجب ہو اور بعضوں نے کہا کہ کبیرہ وہ ہے
 کہ ملحق ہو وعید ساتھ صاحب اسکے کہ نفس کتاب سے یا سنت سے اور اکثر لوگوں نے اول تعریف
 کو ترجیح دی ہے لیکن دوسری تعریف موافق تر ہے واسطے اس چیز کے کہ ذکر کیا ہے انہوں نے
 اسکو وقت تفصیل کبیرے گناہوں کے اور بعضوں نے کہا کہ کبیرہ وہ گناہ ہے کہ قرین ہو اس
 اسکے وعید یا لغت اور یہ شامل تر ہے اسکے غیر سے اسواسطے کہ جس میں حد ثابت ہوئی ہے
 نہیں خالی ہے وار دہونے وعید کے سے اسکے فعل پر اور داخل ہے اس میں ترک کرنا واجبات
 فوری کا مطلق اور مترادف کا جبکہ تنگ ہو وقت اور ابن صلال نے کہا کہ کبیرے گناہ کے واسطے
 کئی علامتیں ہیں ایک واجب ہونا حد کا ہے اور ایک وعدہ دینا ہے اس پر عذاب کا ساتھ
 کے اور مانند اسکی کے کتاب میں یا سنت میں اور ایک وصف کرنا اسکے صاحب کا ہے ساتھ
 ملحق کے اور ایک لعنت ہے اور یہ وسیع تر ہے پہلی تعریفوں سے اور سب سے بہتر تعریف قول قطبی
 کا ہے مفہم میں کہ جس گناہ پر بولا گیا ہے ساتھ نفس کتاب کے یا سنت کے یا اجماع کے کہ وہ کبیرہ
 ہے یا عظیم ہے یا خبر دی جاوے اس میں ساتھ شدت عقاب کے یا معلق کیاوے اس پر حد یا سخت
 ہو سکا اور اس کے تودہ کبیرہ گناہ ہے بنابر اسکے پس سزاوار ہے تلاش کرنا اس چیز کا کہ وارد
 ہوئی ہے اس میں وعید یا لعن یا فسق قرآن میں یا صحیح حدیثوں میں یا احسان میں اور جو اجماع
 ساتھ اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے اس میں نفس قرآن میں اور صحیح یا حسن حدیثوں میں اس پر کہ وہ کبیرہ
 ہے سو چھانٹ کر پہنچیں گے وہاں سے انکی گنتی معلوم ہو جاوے گی اور کہا حلیمی نے کیا اسکوئی گناہ
 نہیں مگر کما میں صغیرہ اور کبیرہ ہے اور کبھی صغیرہ بلیٹ کر کبیرہ ہو جاتا ہے اور کبیرہ فاحشہ ہو جاتا
 ہے مگر کفر اسکی کوئی قسم صغیرہ نہیں (فتح) باب قَدْ فِی الْعَبْدِ غُلَامٌ کُوْبَدَ کَارِیْ کِی
 بہت کرنا ف اور حکم لونڈی اور غلام کا اس میں برابر ہے اور ترجمہ میں اضافت طرف مفعول
 کو ہے بدلیل حدیث باب کے اور احتمال ہے کہ فاعل کی طرف اضافت ہو اور حکم اسکا یہ ہے
 کہ اگر غلام قذف کرے تو اس پر آدمی حد سے بہ نسبت حد آزاد کے مرد ہو یا عورت اور یہ قول جمہور
 کا ہے اور عمر بن عبد العزیز اور زہری اور ایک تھوڑی جماعت سے ہے کہ اسکی حد انتہی کوڑے
 ہیں۔ (فتح) حَلَّکَ تَمَامُ مَسَدَہُ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ سَعْدٍ عَنْ فُضَّیْلِ بْنِ غَزْوَانَ
 عَنْ ابْنِ ابْنِ لُغَمٍّ عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْقَسِمِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُولُ
 مَنْ قَذَفَ مَمْلُوکًا وَهُوَ یَرِیُّ مَا قَالَ جُلِدَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ کَمَا قَالَ

۱۲ اس واسطے کہ اکثر ان گناہوں میں حد نہیں ہے اور کہا با فضی کبیرے کہ کبیرہ وہ گناہ ہے جس میں حد واجب ہو۔

ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جو اپنے غلام کو بدکاری کا عیث لگا دے اور وہ پاک ہو اس سے جو اس نے کہا تو اسکو قیامت کے دن کوڑے مارے جائیں گے مگر یہ کہ درحقیقت ایسا ہی ہو جیسا اس نے کہا یعنی پس اسکو قیامت دن کوڑے نہ مارے جائیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ غلام کو اختیار ہو گا کہ قیامت کے دن کہ خواہ اس سے حد لے لوے یا معاف کر دیوے کہا ہلکتے اجماع ہے اس پر کہ اگر آزاد ہو غلام کو قذف کرے تو اس پر حد واجب نہیں اور دلالت کرتی ہے اس پر یہ حدیث اس واسطے کہ اگر اسکو مالک پر دنیا میں حد واجب ہوتی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکو ذکر کرتے جیسا ذکر کیا کہ اسکو آخرت میں کوڑے مارے جائیں گے اور سو اسکو کچھ نہیں کہ خاص کیا ہے اسکو ساتھ آخرت کے واسطے جدا کرنے آزاد لوگوں کے غلاموں سے سوا یہ آخرت میں سو ملکیت انکی ان سے دور ہو جائیگی اور برابر ہو جائیگی حد و دین اور بدلایا جائیگا واسطے ہر ایک کے ان میں مگر یہ کہ معاف کیا جاوے اور نہیں کسی بیشی ہوگی فضیلت میں مگر ساتھ تقویٰ کے اور اسکو اجماع میں جو اس نے نقل کیا ہے نظر ہے اس واسطے کہ عبدالرزاق نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ اگر ام ولد کو قذف کرے تو آزاد کو حد ماری جاوے اور یہی قول ہے حسن اور اہل ظاہر کا کہا ابن منذر نے اختلاف ہے اسکو حق میں جو ام ولد کو زنا کا عیب لگا دے سو مالک اور ایک جماعت نے کہا کہ اس میں حد واجبہ اور قیاس قول شافعی کا ہے بعد موت مالک کے اور اسی طرح ہر وہ شخص جو قائل ہے ساتھ اسکو کہ وہ آزاد ہو جاتی ہے مالک کے مرنے سے اور حسن بصری سے ہے کہ ام ولد کے قاذف پر حد نہیں اور کہا مالک اور شافعی نے کہ جو آزاد مرد کو قذف کرے غلام جان کر تو واجب ہے اس پر حد (فتح) باب ۱۱ کھل یا امر الامام رجلاً فیضرب الحدّ عائیاً عنہ وقد فعلہ عمر کیا حکم کرے امام کسی مرد کو سو مارے حد غائب اس سے تو کیا یہ مکروہ ہے یا نہیں اور البتہ کیا ہے اسکو عمر نے حکم ثنا محمد بن یوسف قال حد ثنا ابن عیینہ عن الزہری عن عُبَیدِ اللہ بن عبدِ اللہ بن عُبَیْدَہ عن ابیہم زَید بن خالد الجہنی قال اجاء رجل الى النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انشدک اللہ الا قضیت بکتا بکتاب اللہ فقام خصمہ وکان افقہ منہ فقال صدق قضی بکتا بکتاب اللہ واذن لی یا رسول اللہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم قل فقال ان ابی کان عسیفا فی اهل هذا فزنی یا عمر ففانکذبت منہ بما نکر شایع و خادم

وَإِنِّي سَأَلْتُ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيبَ عَاصِمٍ
وَأَنَّ عَلَى امْرَأَةٍ هَذَا الرِّجْمُ فَقَالَ وَالَّذِي كَفَيْتُنِي بَيْنَهُمَا لَا أَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللَّهِ الْمِائَةَ
وَالْعَاصِمَ رَدُّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَاصِمٍ وَبِأَنْتِ أَيْسُّ أَخْلُوعِكَ أَحْوَلُ قَرَّةً
هَذَا أَقْسَلُهَا فَإِنْ أَخَذَتْ فَارْجِعْهَا فَإِنْ أَخَذَتْ فَارْجِعْهَا تَرْجِمُهُ أَبُو بَرٍّ رَوَيْتُ عَنْ رِوَايَتِهِ
كَأَنَّكَ مَرَّ حَضْرَتِ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَيْسَ يَاسَ يَا سَوَاسُ لَنْ كَبَاكَ مِنْ تَجْهِدِ اللَّهِ تَعَالَى كَيْ قَسَمَ
وَيَكْرِ سَوَالِ كَرْتَا هُونِ مَكْرِيهِ كَيْ تَوَهَّاهُ دَرْمِيَانِ كِتَابِ اللَّهِ سَيْ حَكْمِ كَرْتَيْ تَوَهَّاهُ خَصْمِ أَتْهَا دَرْمِ
اِسْ سَي زِيَادَهُ تَرْجِمُهُ وَالْاِتْهَا سَوَاسُ لَنْ كَبَاكَ يَهِي سَجَاهُ سَي دَرْمِيَانِ خُذِ اللَّهُ تَعَالَى كَيْ كِتَابِ
حَكْمِ كَيْ جِيءِ اِدْرِجْ كَوَاجَا زَتْ هُوَ يَاحَضْرَتِ تَوَهَّاهُ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَنْ فَرَمَا يَ كَبَاكَ سَوَاسُ لَنْ
كَبَاكَ يَهِي اِبْطِيَا سَكَيْ كَهْرُ وَالْوَنِ مِينِ مَزْدُورِ تَهَا سَوَاسُ لَنْ اِسْ كِي عَوْرَتِ سَي زَنْ كَا كِيَا تَوَسِينِ لَنْ بَدَلَا
دِيَا اِسْ كَا سَوِ كِي اِدْرَا يَكْ لَوْنْدِي اِدْرِ پَرِ مِينِ لَنْ بَعْضُ اِهْلِ عِلْمِ سَي لَوِجْهَا تَوَا اِهْنُونِ لَنْ تَجْهَوَا
خَبَرِ دِي كَيْ مَقْرَرِ مِيرِ سَي بِيْطِيْ پَرِ سَوِ كُوْرَسَ سَي مِينِ اِدْرِ سَالِ پَرِ شَهْرِ پَرِ دَرِ كَرْنَا اِدْرِ يَهِي كَيْ اِسْ كِي عَوْرَتِ پَرِ
سَنْگَارِ كَرْنَا سَي تَوَهَّاهُ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَنْ فَرَمَا يَ كَيْ قَسَمَ سَي اِسْ كِي خِيْكَ قَالُو سِينِ مِيرِ
جَانِ سَي اَلْبَتَّ مِينِ حَكْمِ كَرْتَا دَرْمِيَانِ تَهَّاهُ كَيْ كِتَابِ اللَّهِ سَي سَوِ كِي اِدْرِ لَوْنْدِي تَجْهِيْ پَرِ مِيرِ
جَاوَسَ اِدْرِ تِيرِ سَي بِيْطِيْ پَرِ سَوِ كُوْرَسَ اِدْرِ سَالِ پَرِ شَهْرِ پَرِ دَرِ كَرْنَا سَي اِدْرِ اِسَ اِيْسِ اِسْ كِي عَوْرَتِ
پَرِ جَا اِدْرِ اِسَ سَي لَوِجْهَا سَوَا كَرِ اَقْرَارِ كَرِ تَوَا سَكُوْ سَنْگَارِ كَرِ سَوَا كَرِ اِيَا نَوَا اِيَا سَكُوْ سَنْگَارِ كَرِ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب الدیات کتاب دیت کے بیان میں ف دیت اس مال

کا نام ہے جو جان کے عوض دیا جاتا ہے یعنی خونبھا اور دار دکی ہے بخاری نے تحت میں
ترجمہ کے وہ چیز جو متعلق ہے قصاص سے اس واسطے کہ جس چیز میں قصاص ہے اس میں مال نہ
عفو کرنا بھی جائز ہے سو ہوگی دیت شامل تیرا اور اسکے سوا اور لوگوں نے کتاب القصاص
کہا ہے اور اسکے تحت میں دیت کو داخل کیا ہے اس واسطے کہ قتل عمد اصل قصاص ہے نہ
وَقَوْلُ اللَّهِ وَمَنْ يَقْتُلْ مَوْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ تَرْجِمُهُ اِدْرِ خُذِ اللَّهُ تَعَالَى لَنْ فَرَمَا
اِدْرِ جَوِ قَتْلِ كَرِ اِيَا نَذَارِ كَوِ جَانِ لَوِجْهَا كَيْ تَوَا سَكَا بَدَلَا دَرْنِخِ سَي اِدْرِ اِسَ اِيْتِ مِينِ
وَعِيْدِ شَدِيدِ سَي اِسْ كَيْ دَا سَطِ جَوِ قَتْلِ كَرِ سَلْمَانِ كَوِ جَانِ لَوِجْهَا كَرِ نَاتِقِ اِدْرِ سُوْرَةُ فِرْقَانِ كِي
تَفْسِيْرِ مِينِ اِسْ كَا مَفْضَلِ بَيَانِ هُوَ چُكَا سَي اِدْرِ بَيَانِ اِخْتِلَافِ كَا كَيْ قَاتِلِ كَيْ دَا سَطِ تَوَهَّاهُ

یا نہیں اور روایت کی ہے اسماعیل قاضی نے ساتھ سند حسن کے احکام قرآن میں
 کہ جب یہ آیت اتری تو اصحاب نے کہا کہ دوزخ دجیب ہوئی یہاں تک کہ یہ آیت اتری ان بعد لا یغفران بشرک
 بہ و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء ربہن کہتا ہوں اور اس پر اعتقاد کیا ہے اہل سنت نے اس میں کہ قاتل مومن کا
 خدا تعالیٰ کی مشیت میں ہے جو چاہے گا اسکے ساتھ کہ لگا دے یا نہ کرتی ہے اسکی حدیث عبادہ رفر کی
 جو بخاری اور مسلم میں ہے بعد اس کے کہ ذکر کیا قتل اور زنا وغیرہ کو اور جو اس سے کسی چیز کو پہنچا تو وہ خلا
 تعالیٰ کی مشیت میں ہے چاہے اسکو عذاب کو سے چاہے اس سے معاف کرے اور تائید کرتا ہے
 اسکی قصہ اس شخص کا جس نے بنی اسرائیل میں سے سواری کو مارا تھا رفر، **حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ**
بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شَرَحْبِيلٍ قَالَ قَالَ
عَبْدُ اللَّهِ قَالَ رَجُلٌ يَأْتِي رَسُولَ اللَّهِ أَكْثَرَ النَّاسِ أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ قَالَ أَنْ تَذْ عَنِ اللَّهِ نَدًا وَمَوْ
خَلَقَكَ قَالَ شَتَمَ أَكْثَرَ النَّاسِ كَقَتْلٍ وَلَكِنْ كَيْطَمَ مَعَكَ قَالَ شَتَمَ أَكْثَرَ النَّاسِ ثُمَّ قَالَ تَوَالِي
حِلْمَكَ جَارِكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ نَصْرًا يُقْرَأُ وَالَّذِينَ لَا يَذْ عَمُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ أَنْفُسَ
الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَهُمْ يَقْتُلُونَ خَلْقَ يَأْتِي أَكْثَرُ مَا تَرَاهُمْ عِبَادُ اللَّهِ مِنْ حُودُودِ سِرِّقَاتٍ
 ہے کہ ایک مرد نے کہا یا حضرت کون گناہ خدا تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا ہے فرمایا کہ تو خدا تعالیٰ
 کے ساتھ شریک ٹھہرے اور حالانکہ اس نے تم کو یہ کیا ہے اس نے کہا کہ ہر کون فرمایا کہ تو اپنی
 اولاد کو قتل کرے واسطے اس خوف کے کہ تیرے ساتھ کھاوے اس نے کہا ہر کون فرمایا کہ تو اپنے
 ہمسائے کی عورت سے نہ ناکرے سو خدا تعالیٰ نے اسکی تصدیق قرآن میں اتاری اور جو نہیں
 پکارتے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور جو دعوہ کو اور نہیں خون کرتے کسی جان کا جو حرام کی اللہ تعالیٰ نے
 مگر ساتھ حق کے اور نہیں بدکاری کرتے اور جو کسی یہ کام وہ بڑے گناہ سے **ف** یہ کہ تو اپنی
 اولاد کو قتل کرے کہا کہ مانی نے کہ اسکا کوئی مضموم نہیں اسواسطے کہ قتل مطلق عظم ہے تین کہتا ہوں
 نہیں منع ہے کہ ہو گناہ بڑا غیر سے اور بعض افراد اسکا بعض سے بڑا ہوا درود عظم ہے اسکی
 یہ ہے کہ اس نے جمع کیا ہے ساتھ قتل کے ضعف اعتقاد کو اس میں کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے رزق دینے
 والا رفر، **حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ**
الْعَاصِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عَسَمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْ بَرًّا بِالْمُؤْمِنِ
فِي قُصَّةٍ مِنْ دِينِهِ مَا لَمْ يُصِيبْ دَاخِرًا مِمَّا تَرَاهُمْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَزْرَمٍ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم نے فرمایا کہ ہمیشہ رو اپنے اپنے میں کی راہ سے کشائش اور امن امان میں ہے جیتک کہ ناحق

خون نہ کیا ہو ف ایک روایت میں ہے اپنی گناہ سے سو مہنوم اول کا یہ ہو کہ ناحق خون کرنے سے اسکا دین اس پر تنگ ہو جاتا ہے سوا میں اشارہ ہے ساتھ وعید کے ایماندار کے قتل کرنے پر جان بوجہ کے ساتھ اس چیز کے کہ وعدہ دیا جاتا ہے ساتھ اس کے کافر کو اور مہنوم دوسرے کا یہ ہے کہ وہ گناہ کے سبب تنگ ہو جاتا ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف بعید ہونے عفو کی اس سے واسطے ہمیشہ رہنے اس کے تنگی مذکور میں کہا ابن عمر نے کہ کثرت دین فرار ہونا نیک عملوں کا سبب یہاں تک کہ جب قتل آتا ہے تو نیک عملوں میں تنگی ہو جاتی ہے اس واسطے کہ وہ اس کے گناہ کو دور نہیں کرتے اور کثرت دین گناہ میں یہ ہے کہ وہ توبہ سے مغفرت کو قبول کرے یہاں تک کہ جب قتل آتا ہے تو قبول ہوتا تو یہ گناہ جاتا ہے اور یہ تفسیر بنا بر و ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ہے کہ قاتل کی توبہ قبول نہیں ہے (فتح) **حک** ثنا محمد بن یعقوب قال ثنا اسحاق قال سمعت ابا جحید عن عبد اللہ بن عمر قال ان من و خطا الامور التي لا تحجز بينك او كتم نفسك فيها سفل للدم الحرام بغير حذر ترجمہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہلاک کرنے والے امروں سے جس سے کوئی راہ نکلنے کی نہیں اس کے واسطے جو اپنی جان کو انہیں ڈالے یہاں ناخون حرام کا ہے ناحق ف اور مراد اس قتل کہ تا اسکا ہے جس طور سے کہ ہو اور درطہ اس چیز کو کہتے ہیں جس سے آدمی نجات نہ پاوے اور شاید یہ قول ابن عمر کا کہنا چاہا ہے حدیث مذکور سے اس واسطے کہ یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

نے فرمایا کہ قاتل کشائش میں نہیں آتا اس سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سمجھا کہ اس نے اپنی جان کو درطہ میں ڈالا اور اسکو ہلاک کیا اور ثابت ہو چکا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ اس نے ایک مرد سے کہا جس نے ناحق ایک آدمی کو مارا تھا کہ تو بہشت میں داخل نہیں ہوگا اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ سب دنیا کا دور دراز آسان تر اسد تھالے پر مسلمان آدمی کے قتل کرنے سے کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ ثابت ہو چکی ہے یہی قتل جو پائے کے ناحق اور وعید اس میں ہو کیا حال ہے آدمی کے قتل کرنا کیا حال ہے مسلمان کا پیر کیا حال ہے متقی کا (فتح) **حک** ثنا جحید اللہ بن مؤسے عن الاعمش عن ابی وائل عن عبد اللہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اول ما يقضه بين الناس في الدنيا ما ترجمہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اول فیصلہ آدمیوں کے درمیان قیامت کے دن خونوں میں ہوگا ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ناحق خون کرنا خدا تعالیٰ کو نہایت ناپسند ہے اور ایسا سخت گناہ ہے کہ قیامت کے دن پہلے پہل خونوں کے

مقدمات رجوع ہو کر فیصلہ ہو گا لیکن معاملات میں اور عبادات میں پہلے پہل نماز سے سوال ہو گا اس سے معلوم ہوا کہ ناحق خون کرنا بڑا سخت گناہ ہے اس واسطے کہ اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوتی ہے ابتدا ساتھ اس میں چیز کے (فتح) **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي خَالٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَطَاةٍ بْنُ يَزِيدٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَدِيٍّ حَدَّثَنَا أَنَّهُ قَالَ قَالَ الْمَقْدَادِيُّ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْكَنْدِيِّ حَلِيفَ بَنِي زُهْرَةَ حَدَّثَنَا وَكَانَ شَهِيدًا بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي لَقِيتُ كَافِرًا فَأَقْتُلْنَا فَضَرَبَ يَدِي بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا ثُمَّ لَا ذَرْبَ لِي فَقَالَ أَكَلْتُمُ اللَّهُ عَاقِلَةً بَعْدَ أَنْ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْتُلْهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِنَّهُ طَرَحَ أَحَدَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ ذَلِكَ بَعْدَ مَا قَطَعَهَا عَاقِلَةً قَالَ لَا تَقْتُلْهُ فَإِنَّ قَتْلَكُمْ فَإِنَّهُ بِمِثْلِكَ قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ وَأَنَّ بِمِثْلِكَ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ كَلِمَتِي قَالَ ثُمَّ رَجِمَهُ مَقْدَادِيُّ بْنُ عَمْرِو كُنْدِي سَئِدٌ رَوَيْتُ عَنْهُ**

جنگ بدین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ موجود تھا کہ اس نے کہا یا حضرت میں ایک کافر سے ملا سو ہم ایک دوسرے سے لڑے سو اس نے تلوار سے میرا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر اس نے ایک درخت کی پناہ لی اور کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کے واسطے مسلمان ہوا کیا میں اس کو قتل کروں بعد اس کے کہ اس نے یہ کلمہ کہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مت قتل کر اس کو کہا یا حضرت سو مقرر اس میرا ایک ہاتھ کاٹ ڈالا پھر ہاتھ کاٹنے کے بعد یہ کہا کیا میں اس کو قتل کروں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو مت قتل کر سو اگر تو اس کو مارے گا تو وہ تیرے مارنے سے پہلے بجائے تیرے ہو گیا ہے اور تو بجائے اس کے ہو جاوے گا جیسے وہ کافر کلمہ پڑھنے سے پہلے تھا

ف کہا کہ مانی نے کہ قتل نہیں ہے سبب اس لیے ہونے ہر ایک کے بجائے دوسرے کے اور مراد لازم اشکابہ مانند قول اس کے کہ مباح ہو جاوے گا خون تیرا اگر تو نے مافرمائی کی کہا خطابی نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کافر مباح الدم ہے ساتھ حکم دین کے اسلام لانے سے پہلے اور جب مسلمان ہو جاوے تو اشکابہ خون حرام ہو جاتا ہے مسلمان کی طرح سو اگر مسلمان اس کے بعد اس کو قتل کرے تو اشکابہ خون مباح ہو جاتا ہے ساتھ حق قصاص کے مانند کافر کی ساتھ حق دین کے اور نہیں مراد ہے کہ وہ کافر ہو جاتا ہے جیسا خارجی لوگ کہتے ہیں کہ مسلمان کیسے گناہ سے کافر ہو جاتا ہے اور حاصل اشکابہ اتحاد و نون منزلوں کا ہے باوجود اختلاف ماخذ کے پس اول یہ کہ وہ مثل تیری ہے خون کے محفوظ ہوئے ہیں اور ثانی یہ کہ تو اس کے برابر ہے خون رائگان ہونے میں اور بعضوں نے کہا کہ اس کے معنی یہ

ہیں کہ تو قاتل ہو جاوے گا جیسا وہ قاتل تھا اور یہ تفریض ہے اس واسطے کہ مراد تغلیظ ہے ساتھ
ظاہر لفظ کے بجز باطن اس کے کے اور سو اس کے کچھ نہیں کہ مراد یہ ہے کہ ہر ایک دونوں سے قاتل
ہے یہ مراد نہیں کہ وہ اس کے قتل کرنے سے کافر ہو جاتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں
کہ تو اس کے قتل کے قصد کرنے سے گنہ گار ہے جیسا کہ وہ تیرے قتل کے قصد سے گنہ گار ہوا سو تم
دونوں ایک حالت میں ہو گناہ سے اور بعضوں نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تو اس کے نزدیک حلال الدم
ہے پہلے اس سے کہ تو مسلمان ہووے کہ تو اس کی مثل کفر میں تھا جیسا کہ وہ تیرے نزدیک حلال الدم تھا
اس سے پہلے اور بعضوں نے کہا کہ مغفرت کی گئی ہے اس کی ساتھ گو اسی توحید کے جیسا کہ تو خبتا گیا ہے
ساتھ حاضر ہونے کے بدر میں اور بعضوں نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تو بجائے اس کے ہے مباح
الدم ہونے میں اور سو اس کے کچھ نہیں کہ مراد چھڑکانا ہے اس کے قتل کرنے سے نہ یہ کہ جب کافر
کہے کہ میں مسلمان ہوا تو اس کا خون حرام ہو جاتا ہے اور لعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ کافر کا خون
مباح ہے اور مسلمان جس نے اس کو قتل کیا ہے اگر جان بوجہ کے اس کو قتل نہ کیا ہو اور نہ پہچانتا ہو
کہ وہ مسلمان ہے اور سو اس کے کچھ نہیں کہ قتل کیا ہو اس کو تاویل سے تو وہ بجائے اس کے مباح الدم
نہیں ہوتا اور بعضوں نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ اس کے برابر ہے سچ مخالفت حق کے اور ارتکاب
کرنے گناہ کے اگرچہ مختلف ہے نوع کہ ایک کفر ہے اور ایک گناہ اور بعضوں نے کہا کہ مراد یہ ہے
کہ اگر تو اس کے قتل کو حلال جان کر اس کو قتل کرے گا تو تو اس کے برابر ہی کفر میں اور استدلال کیا گیا ہے
ساتھ اس حدیث کے اور صحت اسلام اس شخص کے جو کچھ کہ میں اللہ کے واسطے اسلام لایا اور اس
زیادہ کہے اور اس میں نظر ہے کہ وہ کفایت کرتا ہے کف میں علاوہ اس کے
بعض طریقوں میں وارد ہوا ہے کہ اس نے لا الہ الا اللہ کہا تھا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے
اس پر کہ جائز ہے سوال کرنا مسنون کا ان کے واقع ہونے سے پہلے بنا براس کے کہ پہلے گزر چکی ہے
ترجیہ اس کی اور جو بعض سلف سے اس کی کرہت منقول ہے تو یہ محمول ہے اس پر جس کا واقع ہونا نہایت
کم اور نہایت نادر ہوا اور اس پر جس کا واقع ہونا عاۓہ ممکن ہو تو اس کا سوال کرنا جائز ہے تاکہ معلوم
کرے **وَقَالَ جَبْرِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى**
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَقْدَادِ إِذْ كَانَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ يُحِبُّ إِيمَانَهُ مَعَ قَوْمٍ كُفَّارٍ نَّكَاطِرُ
إِيمَانِهِ فَكُنْتُ لَكَ كُنْتُ أَنْتَ تُحِبُّ إِيمَانَكَ بِمَكَّةَ كُنْتُ لَكَ حَبِيبٌ ابْنُ عَبَّاسٍ يَرْوِي عَنْ
ہے کہ حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقداد سے فرمایا کہ جبکہ ایک مرد ایماندار ابنو ایمان کو

قوم کفار میں چھپاتا تھا کہ اس نے اپنی ایمان کو ظاہر کیا اور مقدار نے اسکو مار ڈالا سو اسی طرح تو بھی اس کے پہلے مکے میں اپنے ایمان کی چھپاتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک چھوٹا لشکر بھیجا اس میں مقدار بھی تھا کافر انکو دیکھ کر بھاگ گئے ایک مرد انہیں بہت مالدار تھا وہ ٹھہرا رہا سو اس نے کہا اشہدان لا الہ الا اللہ مقدار نے اسکو مار ڈالا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اسکا ذکر ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے مقدار تو نے قتل کیا اس مرد کو جس نے لا الہ الا اللہ کہا تو اسکا جواب دیکھا **باب** **قول** **لله** **ومن** **احياها** **قال** **ابن** **عباس** **حق** **قتلها** **الا** **يجزى** **حتى** **الناس** **منه** **جميعا** **خذ** **اللعن** **لے** **فرمایا** **کہ** **جس** **کسی** **جان** **کو** **زندہ** **کر** **یا** **تو** **گویا** **اس** **نے** **سب** **لوگوں** **کو** **جلایا** **اور** **کہا** **ابن** **عباس** **نے** **کہ** **حرام** **ہے** **قتل** **کرنا** **اسکا** **مگر** **حق** **سے** **کہ** **زندہ** **ہوں** **اس** **سے** **سب** **آدمی** **ف** **اور** **مراد** **اس** **آیت** **سے** **ابتدا** **اسکی** **ہے** **اور** **وہ** **قول** **اللہ** **تعالیٰ** **کا** **من**

قتل نفسا بغیر نفس اور متاد فی الارض فکا قتل الناس جميعا جو مار ڈالے کسی جان کو بغیر عوض کے اور بدولت زہری کرنے کے تو گویا اس نے مار ڈالا سب لوگوں کو اور جس نے جلایا ایک جان کو تو گویا جلایا سب لوگوں کو اور اس پر تطبیق کہاتی ہے پہلی حدیث باب کی اور وہ قول اسکا ہے کہ مگر کہ آدم کے بیٹے پر اس کے خون کا حصہ پڑتا ہے اور باقی سب حدیثین بیچ تعظیم امر قتل کی ہیں یعنی قتل کرنے کا بڑا بھاری اور بہت بڑا سخت گناہ ہے اور مبالغہ کرتا ہے پھر زجر کرنے کے اس سے اور اختلاف کیا ہے سلف نے اس میں کہ کیا مراد ہے اس آیت میں سب آدمیوں کے قتل کرنے اور زندہ کرنے سے سو کہا ایک گروہ نے کہ اس کے معنی یہ ہیں

..... کہ مسلمان کے قتل کرنا بڑا سخت اور بہت بھاری گناہ ہے یہ قول حسن اور مجاہد اور قتادہ کا ہے اور بعضوں نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ سب لوگ اس کے مدعی ہونگے اور بعضوں نے کہا کہ واجب ہے اس پر قصاص مسلمان کے قتل کرنے سے برابر اس کے کہ واجب ہوتا ہے اس پر اگر سب آدمیوں کو قتل کرے اور اختیار کیا ہے طبری نے کہ مراد ساتھ اس کے تعظیم عقوبت کی ہے اور شدت وعید کی اس طور سے کہ قتل ایک کا اور قتل کرنا سب کا برابر ہے بیچ واجب ہونے غضب اللہ تعالیٰ کے اور اس کے عذاب کے اور اس کے مقابل یہ ہے کہ جس نے کسی کو قتل نہ کیا تو زندہ ہو کر اس سے سب لوگ واسطے سلامت ہونے ان کے کے اس سے اور کہا ابن تین نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جس کے واسطے قصاص واجب ہو اور وہ اس سے معاف کر دیے تو اسکو اتنا ثواب ملتا ہے جتنا سب لوگوں کے زندہ کرنے سے اور بعضوں نے کہا کہ واجب ہوتا ہے شکر اس کا

سب لوگوں پر اور گویا اس نے سب پر احسان کیا اور کہا ابن بطال نے کہ سو اس کے کچھ نہیں کہ اختیار کیا ہے اس کو اس واسطے کہ نہیں پایا جاتا کوئی جی کہ قائم ہو قتل کرنا اس کا دنیاوی ضرر میں مقام قتل کرنے تمام نفسوں کے اور نہ زندہ کرنا اس کا دنیاوی نفع میں تمام زندہ کرنے تمام آدمیوں کے (فتح) محل ثنا
 قِيَصَهُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
 عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْهَا
 ترجمہ عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں قتل کیا جاتا کوئی جی
 مگر کہ آدم کے بیٹے پر اس کے خون کا حصہ پڑتا ہے **ف** قاتل کا نام قابیل ہے اور مقتول کا نام ہابیل
 ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ اُس وقت کوئی مسکین نہ تھا جب صدقہ کیا جاوے نفع اُس وقت قربانی
 کرنا تھا سو اگر قبول ہوتا تو آسمان سے آگ اُترتی اور اس کو جلا ڈالتے والا نہ جلاتے سو قابیل کی قربانی قبول
 نہ ہوئی آگ نے اس کو نہ جلایا اور ہابیل کا صدقہ قبول ہوا اس رشک سے اُس نے اس کو مار ڈالا اور قابیل
 آدم علیہ السلام کا سب سے پہلا صلیبی بیٹا ہے بہشت میں پیدا ہوا تھا اور جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا
 اُس وقت قابیل پچیس برس کا تھا اور ہابیل بیس برس کا اور ہابیل کے معنی ہیں مبتلا اور جب ہابیل
 قتل ہوا تو آدم علیہ السلام غمگین ہوئے تو خدا تعالیٰ نے ان کے گہر میں شیش علیہ السلام کو پیدا کیا اور اس کے
 معنی ہیں عطیۃ اللہ اور انہیں سے آدم علیہ السلام کی اولاد پہلی اور ذکر کیا ہے اہل علم نے کہ حضرت حوا اس
 بار جنین چالیس بیٹے ہر بار میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتے تھے پہر جب آدم علیہ السلام فوت ہوئے
 اُس وقت انکی اولاد چالیس ہزار آدمی تھے اور نہ باقی رہا طوفان میں کوئی مگر اولاد نوح علیہ السلام کی اور وہ
 شیش علیہ السلام کی نسل سے ہیں اور کشتی میں ان کے ساتھ اتنی آدمی تھیں اور بقاء وجود اسکے پس نہ باقی رہی
 مگر اولاد نوح علیہ السلام سو بڑے لوگ ان سے یہاں تک کہ زمین بہر گئی اور یہ جو کہا اس واسطے کہ قتل
 کی رسم پہلے اسی سے شروع ہوئی تو یہ اصل ہے اس میں کہ بد کرنا اُس چیز پر کہ حلال ہو حرام ہے اور یہ
 میں ہے کہ جو بد رسم نکالے تو جتنا گناہ کرے والے کو ہو گا اتنا گناہ اس کو ہو گا جس نے پہلے رسم بد نکالی
 روایت کی ہے اس کو مسلم نے سورج حدیث بحوالہ ہے اُس شخص کے حق میں جس نے اُس گناہ سے توبہ نہ کی
 (فتح) محل ثنا ابوالولید قال حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ وَقَدْ رَأَى عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَارِي عَنْ أَبِيهِ
 سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ
 بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ ترجمہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
 کہ میرے بعد لوگ کافر نہ ہوں گے مگر کہ تم میں سے بعض بعضوں کی گردن ماریں **ف** اس حدیث

کے معنی میں آئے قول ہیں ایک یہ کہ وہ ظالم ہے دوم یہ کہ وہ حلال جاننے والوں کے حق میں
تیسرا یہ کہ کفر کر کے والے ساتھ حرام ہونے خون کے اور حرمت مسلمانوں کے اور حقوق دین کے
چوتھا یہ کہ یہ فعل کافروں کا سلسلہ ہے یا نچوان بھیا رہنے والے چٹا خدا تعالیٰ کی نعمت کا کفر کر کے
والے ساتواں یہ زجر ہے اس کے ظالم معنی مراہم ہیں آٹھواں یہ کہ ایک سر کے کو کافر نہ کہو (نسخہ)
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَرْثَدٍ قَالَ سَمِعْتُ
أَبَا زُرْعَةَ ابْنَ عَمْرِو بْنِ أَبِي جَرِيٍّ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حُجَّةِ الْوَدَاعِ اسْتَنْصَيْتُ
النَّاسَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ قَابَ بَعْضٍ رَوَاهُ أَبُو بَكْرٍ وَأَبُو عُبَيْدٍ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حُجَّةِ الْوَدَاعِ رَوَاهُ أَبُو بَكْرٍ وَأَبُو عُبَيْدٍ
میں فرمایا کہ لوگوں کو چپکا کر نہ بیٹ جائیو میرے بعد کافر ہو کر کہ بعض بعضوں کی گروں مارو روایت
کیا ہے اسکو ابو بکر اور ابن عباس نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چپکا کر لینے تاکہ خطبہ
سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُزَيْمَةَ
عَنِ الشَّيْخِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكِبَارُ وَالْإِشْرَاقُ
بِاللَّهِ وَعَفْوُ الْوَالِدَيْنِ أَوْ قَالَ الْإِيمَانُ الْغَمُوسُ شَكُّ شُعْبَةٍ وَقَالَ مُعَاذُ حَدَّثَنَا
شُعْبَةُ قَالَ الْكِبَارُ وَالْإِشْرَاقُ بِاللَّهِ وَالْإِيمَانُ الْغَمُوسُ وَعَفْوُ الْوَالِدَيْنِ أَوْ قَالَ
وَقَتْلُ النَّفْسِ تَرْجِمَةُ جَدِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو سے روایت ہو کہ کبیرے گناہ یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ
شکر کرنا اور مان باب کی نافرمانی کرنا یا فرمایا جہوٹی تم کھانا شعبہ راوی کو شک ہے اور کہا معاف
نے کہ حدیث بیان کی ہم سے تعبیر نے کہا کبیرے گناہ شرک کرنا ہے ساتھ اللہ تعالیٰ کو اور
جہوٹی تم اور مان باب کی نافرمانی یا کہا اور قتل کرنا جان کا ف اور غرض اس سے قتل جان
کا ہے **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّامِدِ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَيْدُ اللَّهِ**
بْنُ أَبِي بَكْرٍ سَمِعَ أَكْثَرًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكِبَارُ تَرْجِمَةُ
وَقَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ الْكِبَارُ الْكِبَارُ وَالْإِشْرَاقُ بِاللَّهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَعَفْوُ الْوَالِدَيْنِ وَقَوْلُ الزُّوْرِ أَوْ
قَالَ وَشَهَادَةُ الْوَدَّ تَرْجِمَةُ النَّاسِ رَوَاهُ أَبُو بَكْرٍ وَأَبُو عُبَيْدٍ سے روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ کبیرے گناہ ہوں میں بہت بڑے گناہ یہ ہیں خدا تعالیٰ کا شرک یا مقرر کرتا اور جان کا قتل
کرنا اور مان باب کی نافرمانی اور ایذا رسالی اور جہوٹی بابت یا فرمایا اور جہوٹی گواہی ف

اس حدیث کی شرح ادب میں گزرجی ہے **مَحَلُّ تَنَاغُطٍ** وین ذرّۃ قال اخبرنا
 هُشَيْمٌ قَالَ اخبرنا حُصَيْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو ظَبْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ
 حَارِثَةَ يَحْدِثُ قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْحَرَّةِ مِنْ بَعْثِنَةِ فَهَبْنَا
 الْقَوْمَ فَهَبْنَا مِنْهُمْ قَالَ وَلَحِقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ رَجُلًا مِنْهُمْ قَالَ فَلَمَّا عَشِينَا
 قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ فَكُفَّ عَنْهُ الْأَنْصَارِيُّ وَطَعْنَتْ بُرْعَى مَحَلَّهٖ فَنَلَتْهُ قَالَ نَلَسْنَا
 قَدَمَنَا بَلَعْنَا ذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَالَ يَا اُسَامَةُ أَقْتُلْتَهُ بَعْدَ مَا كَانَ
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا كَانَ مُتَعَوِّذًا قَالَ أَقْتُلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلَهَ
 إِلَّا اللَّهُ قَالَ فَمَا زَالَ يَكْنِي رَأْسَهُ تَمَلُّيْتُ إِلَى كَمَا كُنْتُ أَسْأَلُ قَبْلَ ذَلِكَ الْيَوْمِ
 ترجمہ اسامہ بن زید روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہکو گروہ حرقہ کی طرف پہنچا جو قوم
 جہینہ کی ایک نلخ ہے تو صبح ہوئے ہی ہم ان پر ٹوٹ پڑے سو ہم نے انکو شکست دی کہا اور میں
 اور ایک انصاری مرد ایک مرد کو ان میں سے ملے یعنی ہم نے اسکو پایا سو جب ہم اسکو گھیرا تو
 اس نے زبان سے لا الہ الا اللہ کہا سو انصاری اس سے باز رہا اور میں نے اسکو اپنا نذرہ مارا
 یہاں تک کہ میں نے اسکو قتل کیا کہا سو جب ہم مدینہ میں آئے تو یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے فرمایا اے اسامہ کیا تو نے اسکو قتل کر ڈالا لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد میں نے کہا یا حضرت ابو
 تو اپنے بچاؤ کے واسطے کلمہ پڑھا تھا یعنی وہ بچا مسلمان : تھا فرمایا کیا تو نے اسکو قتل کر ڈالا لا الہ
 الا اللہ کہنے کے بعد وہ ہمیشہ رہے اس کلمے کو کہہ رہے یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کہ میں آج سے
 پہلے اسلام نہ لایا ہوتا تو ایک روایت میں ہے کہ کیا تو نے اسکا دل چیر کے دیکھا تھا یعنی
 تجھکو حرف ظاہر پر عمل کرنے کی تکلیف دی گئی ہے اور جو آدمی زبان سے بولے دل کا حال معلوم
 کرنے کی کوئی راہ نہیں اور نہ دل کا حال کسی طریق سے معلوم ہو سکتا ہے سو حضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے اس پر انکار کیا کہ تو نے ظاہر پر عمل کیوں نہیں سو فرمایا کہ تو نے اسکا دل کو نہیں
 چیرا تا کہ تو دیکھتا کہ اسکا دل میں ایمان تھا یا نہیں سو اسکا معنی یہ ہیں کہ جب تو دل کا حال
 معلوم نہیں کر سکتا تو کفایت کر ساتھ ظاہر کے اور جو زبان سے بولے اور اس میں دلیل ہے
 اوپر مرتب ہونے احکام کے اسباب ظاہر پر سو اسے باطنہ کے اور اس میں محبت ہے اس کے
 واسطے جو ثابت کرتا ہے کلام نفسی کو اور یہ جو کہا کہ میں نے آرزو کی کہ میں آج سے پہلے مسلمان
 نہ ہوا ہوتا یعنی میں آج مسلمان ہوا ہوتا اس واسطے کہ اسلام پہلے کتنا ہوں کو ڈھانڈتا ہے سو

کہا کہ یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اُس نے آرزو کی کہ ہوتا یہ وقت لول داخل ہونے اسکے کا اسلام میں تاکہ بخوف ہوتا ایسے فعل کی جرات سے اور یہ مراد نہیں کہ اُس نے آرزو کی کہ میں اس سے پہلے مسلمان ہوتا اور گویا اُسامہ نے اپنی پہلے سب نیک عملوں کو اس فعل کے مقابلے میں حقیر جاتا واسطے اُس چیز کے کہ سنی افکار شدید سر اور سو اس کے کچھ نہیں کہ وارد کیا ہے اُسکو بطور مبالغہ کے اور اس حدیث میں اس بات کا ذکر نہیں کہ اُسکی دیت دلوائی یا نہیں اُسکو اس واسطے ذکر نہیں کیا کہ سامع کو اُسکا علم تھا یا یہ واقعہ دیت اُس نے سے پہلے کلمہ ہے یا اسامہ کو اصل قتل کا اذن تھا پس نہ لازم ہوگی ضمان اس چیز کی کہ تلف ہو نفس سے اور مال سے مانند طبیب کی یا اُسکا کوئی والی مسلمان نہ تھا جو اُسکے دیت کا مستحق ہوتا کہا تو طبی نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کلمہ کو کئی بار مکرر فرمایا اور اُسامہ کا عذر قبول نہ کیا تو اس میں سخت جھڑکی ہے ایسے فعل کے کرنے سے اور یہی قصہ اسامہ رضی کی قسم کا سبب تھا کہ میں اس کے بعد کے مسلمان سے نہیں لڑونگا اسی واسطے جنگ جمل اور صفین میں علی کے ساتھ نہ ہوئے (فتح) **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنِ الصَّنَابِغِيِّ عَنْ عَمَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ إِنِّي مِنَ النَّبَإِ الَّذِينَ بَالَعُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ عَلَى الْأَشْرِكِ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا تَزْنِي وَلَا تَسْرِقَ وَلَا تَقْتُلِ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ وَلَا تَنْتَهَبِ وَلَا تَعْصِيَ بِالْجَنَّةِ إِنَّا فَعَلْنَا ذَلِكَ فَإِنْ عَشِينَا مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا كَانَ قَضَاءُ ذَلِكَ إِلَيَّ بِاللَّهِ تَرْجُمَهُ عِبَادَهُ رَضِيَ رَوَيْتُ بِرُكْنٍ مِنْ أَنْ يَقْبُولَ** ہوں جنھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی یعنی عقبہ کی رات کو پہنچے آپ تو بیت کی اسپر کہ نہ شریک کریں ساتھ اللہ تعالیٰ کے کسی چیز کو اور نہ زنا کریں اور نہ جوری کریں اور نہ قتل کریں اُس جان کو جو اللہ تعالیٰ نے حرام کی اور نہ اوچک لیون چیز کسی کی اور نہ بیفرمانی کریں بدست بہشت کے اگر ہم ان کاموں کو کریں اور اگر ہم ان چیزوں سے کسی چیز کو ڈھانچیں یعنی اگر ان سے کوئی چیز واقع ہو تو اُسکا حکم خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے **ف** ظاہر اسکا یہ ہے کہ یہ بیعت اس کیفیت سے عقبہ کی رات واقع ہوئی اور حالانکہ نہیں ہے اس طرح بلکہ یہ کیفیت عورت کی بیعت میں واقع ہوئی **حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْفٍ عَنْ فَرَجِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَّ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا** اگر روایہ لاؤموسے سے **عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** ترجمہ عبد اللہ سے روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو ہم پر ہتھیار اٹھاوے وہ ہم سے نہیں روایت کیا ہے اُسکو ابو موسیٰ

نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **ف** یعنی ہمارے طریقے پر نہیں اور مراد اس سے
 زجر اور تشدید ہے نہ یہ کہ وہ مسلمان نہیں رہتا اور مراد وہ شخص ہے جو اٹھاوے تھیار مسلمانوں
 پر لڑنے کے واسطے اس واسطے کہ اس میں داخل کرنا عیب کا ہے اور اس کے اور جو انکی جو کیدی
 کے واسطے تھیار اٹھاوے وہ مراد نہیں (فتح) **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا**
عَمْرُو بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي يُوْنُسَ عَنْ الْحَسَنِ بْنِ الْأَخْنَفِ بْنِ قَلْبِشٍ قَالَ ذَهَبْتُ إِلَى أَنْصَرِ
هَذَا الرَّجُلِ فَلَقِيَنِي أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ أَيْنَ تُرِيدُ فَقُلْتُ أَنْصَرُ هَذَا الرَّجُلِ قَالَ ارْجِعْ فَإِنِّي
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا لَقِيَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفٍ مَا فَالِقَاتِلُ
وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ قَالَ إِنَّهُ كَانَ
 حَرْصًا عَلَى قَتْلِ صَاحِبِهِ مَرَّجَمَهُ اخف نہ روایت ہو کہ میں گیا تاکہ علی کی مدد کروں یعنی
 جمل میں تو ابو بکر مجھ سے ملا تو اس نے کہا کہ کہاں کا ارادہ کرتا ہے میں نے کہا کہ اس مرد کی مدد
 کرتا ہوں کہا پلٹ جا سو مقررہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عتاب فرماتے تھے
 کہ جب دو مسلمان مقابلہ کریں تلواریں لیکر تو قتل کرنے والا اور جو قتل ہوا دونوں دوزخ میں
 ہیں میں نے کہا یا حضرت بہلا قتل کرنے والا تو اس واسطے دوزخی ہوا کہ ظالم تھا مگر جو قتل
 ہوا اس کا کیا وقور تھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ بھی اپنے ساتھی کے مارنے
 پر حریص اور مستعد تھا یعنی اس کا قابو ہوا نہیں تو ضرور مارتا **ف** دونوں آگ میں ہیں یعنی
 اگر خدا تعالیٰ نے اس کو دوزخ پر جاری کیا اس واسطے کہ دونوں نے ایسا فعل کیا ہے کہ اس کے سبب
 مستحق ہوئے عذاب کے اور کس خطابی نے کہ یہ وعید اس شخص کے حق میں ہے جو لڑے عداوت
 دنیاوی سے یا طلب ملک کے واسطے مثلاً اور ایسے جو باغیوں سے لڑے یا حملہ کرنے والے کو دفع
 کرے اور اس کو قتل کر ڈالے تو وہ اس وعید میں داخل نہیں ہوتا اس واسطے کہ اس کو شرع نے اس
 حالت میں لڑنے کی اجازت دی ہے وسیاتی شرح الحدیث فی کتاب الفتن انشاء اللہ تعالیٰ
 (فتح) **بَابُ قَوْلِهِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ فِي الْقَتْلِ الْأَمْرُ**
 خدا تعالیٰ نے فرمایا اے ایمان والو لکھا گیا ہے کہ تم پر بلا برابر ماری گیموں میں
 لڑا دینے آزاد کے اور غلام بدلے غلام کے اور عورت بدلے عورت کے آخر آیت تک
بَابُ سُؤَالِ الْقَاتِلِ حَتَّى يُقْتَلَ وَالْأَشْكَارُ فِي الْحُدُودِ سوال کرتا قاتل سے یہاں تک
 کہ توار کے اور قرار کرنا حد میں **ف** میں کہتا ہوں اور آیت مذکورہ اصل ہے اس میں

کہ قصاص میں مساوات اور برابری شرط ہے اور یہ قول جمہور کا ہے اور کوفیوں نے انکی مخالفت کی ہے سوائہ انہوں نے کہا کہ قتل کیا جاوے آزاد کو بدے غلام کے اور مسلمان کو بدے کافر کے اور متک کیا ہے انہوں نے اس آیت سے دیکھا علیہم فیہا ان النفس بالنفس یعنی لازم کیا ہے اپنے انہیں کہ قتل کیا جاوے جان کو بدے جان کے کہا اسماعیل قاضی نے احکام قرآن میں کہ دو آیتوں میں تطبیق اولی ہے سو محمول ہے نفس مکافیہ پر یعنی جو اُسکے برابر ہو اور تا یہ کہ تا ہے اسکی اتفاق انکا اسپر کہ اگر آزاد غلام کو قذف کرے تو اُسپر حد قذف کی واجب نہیں اور یہ حکم خود آیت سے لیا جاتا ہے اسواسطے کہ اُسکے آخرین فمن تصدق به فهو كفارة له اور نہیں نام رکھا جاتا ہے کافر کا صدقہ کرنے والا اور نہ مکفر عنہ کہ وہ اُسکے واسطے کفارہ ہو جاتا ہے اور اسی طرح غلام اپنے زخم سے اس واسطے کہ حق اُسکے مالک کا ہے اور کہا ابو ثور نے کہ جب اتفاق ہے اسپر کہ نہیں قصاص ہے درمیان غلاموں کے اور آزادوں کے اس خبر میں جو جان سے کم ہے یعنی ہاتھ پاؤں وغیرہ میں تو جان میں بطریق اولی قصاص نہ ہو گا کہا ابن عبد البر نے اجماع ہے اسپر کہ غلام قتل کیا جاوے بدے آزاد کے اور عورت قتل کی جاوے بدے مرد کے اور مرد اُسکے بدے قتل کیا جاوے مگر یہ کہ وار دہوا ہے بعض اصحاب سے مانند علی کی اور تابعین سے مانند حسن بصری کی کہ جب مرد عورت کو قتل کرے اور عورت کے وارث اُس مرد کا قتل کرنا چاہیں تو واجب ہے اُن پر ادھی دیت والا اُنکے واسطے پوری دیت ہے اور نہیں ثابت ہو علی سے ولیکن وہ قول بعض فقہا بصرہ کا ہے اہد ولالت کرتا ہے مکانات پر درمیان مرد اور عورت کے یہ کہ انکا اتفاق ہے اسپر کہ ہاتھ کٹا ہوا اور کانا اگر قتل کرے اُسکو ثابت جان بوجہ کے تو البتہ واجب ہے اسپر قصاص اور نہیں واجب ہے اُسکے واسطے بسبب آنکھ اور ہاتھ اُسکے کے دیت اور قول اُسکا ترجمہ میں سوال کرتا قاتل سے ہنا تک کہ اقرار کرے جو تہم ہو ساتھ قتل کے اور نہ قائم ہوں اسپر گواہ رہے) **حَدَّثَنَا حُجَّاجُ بْنُ مِثْرَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُثَيْمٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ يَهُودِيًّا رَضَّ رَأْسَ كَارِيزٍ بَيْنَ شَجَرَتَيْنِ فَقِيلَ لَهُ مَنْ نَعَلَ بِكَ هَذَا أَفْلَانٌ أَوْ فُلَانٌ كَحَتَّى سَبَّحَ إِلَيْهِ يَهُودِيٌّ مَرَّةً فَأَقْبَلَ بِهِ الشَّيْخُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَ يَزْلُ بِدِحْقٍ أَقْبَلَ بِهِ فَرَضَّ رَأْسَهُ بِالْحِجَارَةِ** ترجمہ انس رضی سے روایت ہو کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر کچلا دو پتھر دن میں تو اُس سے کہا گیا کہ تیرے ساتھ کس نے یہ کام کیا ہے فلا نے یا فلا نے نے یہاں تک کہ نام لیا گیا ہو یہودی

کا تو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لایا گیا سو ہمیشہ ہی اس سے پوچھتے یہاں تک کہ اس نے
 اقرار کیا سو کچلا گیا سر اس کا پتھروں سے اس حدیث میں ہے کہ لائق ہے حاکم کو یہ کہ استدلال کرے
 اہل جنائت پر اور ترمی کرے ساتھ اس کے یہاں تک کہ اقرار کریں تاکہ ان کے اقرار کو لیا جاوے اور برخلاف
 اس کے ہے جبکہ تو یہ کہتے آدین اس واسطے کہ اعراض کرے اس شخص سے جو نہ تصریح کرے
 ساتھ جنائت کے اس واسطے کہ واجب ہے قائم کرنا حد کا اسپر جبکہ اقرار کرے اور سیاق قصہ کا تقاضا
 کرتا ہے کہ یہودی پر گواہ قائم نہیں ہوئے ہوتے اور سو سے اس کے کچھ نہیں کہ لیا اس کے اقرار کو
 اور اس میں ہے کہ واجب ہے مطالبہ ساتھ خون کے مجروحانیت سے اور اشارہ سے اور اس میں
 دلیل ہے اوپر جواز وصیت غیر بالغ کے اور دعویٰ کرنا اس کا ساتھ دستہ اور خون کے اور
 اس میں رد ہے اس شخص پر جو انکار کرتا ہے قصاص لینے سے ساتھ غیر تلوار کے یعنی جو کہتا
 ہے کہ تلوار کے سوا کسی چیز سے قصاص لینا درست نہیں اور قتل کرنا مرد کا بدلے عورت کے اور
 یہ جو کہا کہ اس یہودی کا سر کچلا گیا پتھروں سے تو جواب دیا ہے اس سے بعضے حنفیہ نے
 ساتھ اس کے کہ نہیں دلالت ہے اس حدیث میں اوپر مماثلت کے قصاص میں اس واسطے کہ عورت زندہ
 ہتی اور قصاص زندہ میں نہیں ہوتا اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے سوا اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا
 تھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساتھ قتل کرنے یہودی کے بعد مرنے اس کے اس واسطے
 کہ حدیث میں ہے کہ کیا تجھ کو فلا نے قتل کیا ہے سو دلالت کی اسپر کہ وہ اسی وقت مر گئی تھی
 پھر جب مر گئی تو یہودی سے اس کا قصاص لیا گیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اسپر کہ واجب
 ہے قصاص ذمی کا فر پر اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں ہے اس میں تصریح ساتھ ہونے
 اس کے ذمی احتمال ہے کہ معاہدہ یا متاسن ہو رہے، **باب** اِذَا قُتِلَ بِحِجْرٍ اَوْ بَعْضِ اجْب
 قتل کرے پتھر یا لاشی سے **ف** اس میں کوئی حکم بیان نہیں کیا واسطے اشارہ کرنے کے
 طرف اختلاف کی لیکن وارد کرنا حدیث کا اشارہ کرتا ہے طرف ترجیح قول جہور کے کی (ستر)
حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي رَافٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَرَجْتُ جَارِيَةً عَلَيْهَا أَوْضَاعٌ بِالْمَدِينَةِ قَالَ فَمَا هَاجُوْنِي
بِحِجْرٍ قَالَ فَجِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَيَّرْتُهُ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَلَا تَقْتُلِي قَتْلَكَ رَأْسُهَا فَأَعَادَ عَلَيْهَا قَالَ فَلَا تَقْتُلِي قَتْلَكَ كَرَفَعْتُ رَأْسَهَا
فَقَالَ لَهَا ابْنِي الثَّالِثَةَ فَلَا تَقْتُلِي فَخَفَضْتُ رَأْسَهَا فَدَعَا بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ فَقَتَلَهُ بَيْنَ النَّجْمَيْنِ ثُمَّ جَمَعَ النِّسَاءَ رَوَيْتُ هِيَ كَمَا يَكُنِي لُطَى مَكِّي مَدِينَةٍ مِنْ أَوَّلِ النَّبِيِّ
 چاندی کا زیور تھا سو ایک یہودی نے اسکو پتھر مارا سودہ لڑکی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
 پاس لائی گئی اور حالانکہ اسمین کچھ زندگی باقی تھی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا
 کہ کیا فلا نے نے تجھ کو قتل کیا ہے تو اس نے اپنا سر اٹھائے نہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے اس سے دوبارہ کہا تجھ کو فلا نے نے قتل کیا ہے اس نے اپنا سر اٹھایا یعنی نہیں سو پتھری با
 اس سے کہا گیا کہ فلا نے نے تجھ کو قتل کیا ہے تو اس نے اپنا سر پست کیا یعنی ہاں سو حضرت صلی
 علیہ وآلہ وسلم نے اسکو بلوایا اور اسکو دو پتھروں کے درمیان کچلا **ف** اور یہ حدیث حجت
 ہے جمہور کے واسطے کہ قاتل کو قتل کیا جاوے اس چیز سے جس سے اس نے قتل کیا اور متک
 کیا ہے انہوں نے اس آیت کی وان عاقبتہم فاعقبوا بئس ما عاقبتہم بہ اور اس آیت کی فاعتدوا
 علیہم بئس ما اعتد سے علیکم اور خلاف کیا ہے کونیون نے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے
 اس حدیث سے لا قود الا بالسیف اور یہ حدیث ضعیف ہے روایت کیا ہے اسکو بزار اور ابن عدی نے
 ابوبکرہ کی حدیث سے اور ذکر کیا ہے بزار نے اختلاف کو باوجود ضعیف ہونے سند اسکی کے اور کہا
 ابن عدی نے کہ اسکے سب طریقے ضعیف ہیں اور بر تقدیر ثبوت ہونے اسکی کے وہ انکے قاعدے کے
 برخلاف ہے اسمین کہ سنت کتاب کو مستوخ نہیں کرتی اور نہ اسکی منحصر ہوتی ہے اور حجت پکڑی
 ہے انہوں نے ساتھ منع ہونے کے شد سے اوردہ صحیح ہے لیکن محمول ہے نزدیک جمہور کو ادر
 غیر مماثلت کے قصاص میں واسطے تطبیق دینے کے دو نو لیلون میں کہا ابن منذر نے کہ کہا
 اکثر علماء نے کہ جب قتل کرے اس چیز سے جس سے غالباً قتل کیا جاتا ہو تو وہ قتل عمد ہے یعنی
 جان بوجہ کے مارنا اور کہا ابن ابی یلی نے کہ اگر قتل کرے پتھر یا لاٹھی سے تو دیکھا جاوے اگر
 اسکو پکڑا یا ہو تو وہ عمدہ ہے نہیں تو نہیں اور کہا عطا اور طاؤس نے کہ شرط عمدگی یہ ہے کہ ہتھیار
 سے اور کہا حسن بصری اور شعبی اور نخعی اور حکم اور ابو حنیفہ نے اور جو انکے تابع ہیں کہ شرط عمدگی یہ
 ہے کہ لوہے سے قتل کیا ہو اور اختلاف ہے اسکے حق میں جو لاٹھی سے قتل کرے پر قصاص
 لیا جاوے اس سے ساتھ ضرب لاٹھی کے اوردہ نہ مرے تو کیا اسکو مکرر مارا جاوے سو بعض
 نے کہا کہ مکرر نہ مارا جاوے اور بعضوں نے کہا کہ اگر نہ مرے تو تلواری سے قتل کیا جاوے اور اسی
 طرح جو پہوکار کھ کے قتل کرے اور کہا ابن عمر نے مستثنیٰ ہے مماثلت سے وہ چیز جس میں
 گناہ ہو مانند شراب اور اغلام اور جلا نے کی اور عیسوی جہیز میں شامغیہ کو خلاف ہے اور پہلی دو نو

میں اتفاق ہے لیکن بعضوں نے کہا کہ قتل کرے ساتھ اپنی چیز کے کہ اس کے قائم مقام ہو اور جو لوگ مانعین ہیں انکی دلیلوں سے حدیث اُس عورت کی جس نے اپنی سوکن کو خیمہ کی چوب ماری اور اس کو مار ڈالا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں دیت پھیرائی ہے (فتح) **کتاب قول اللہ ان النفس بالنفس** الاية خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ جان بدلے جان کے **ف** اور غرض بیان کرنے اس آیت کے سے یہ ہو کہ وہ حدیث کے لفظ کے مطابق ہے اور شاید اُس نے ارادہ کیا ہے کہ بیان کرے کہ اگرچہ وہ اہل کتاب کو حق میں وارد ہوئی ہے لیکن اس کا حکم جیسے وہ دلالت کرتی ہے بدستور ہے ہماری شریعت میں یعنی اسلام میں پس اصل ہے قصاص میں پیم قتل عمد کے (فتح) **حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَدَّادٍ شَاكَ الْأَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَّا بِأَحَدٍ ثَلَاثِ النَّفْسِ بِالنَّفْسِ وَالثَّيِّبِ الزَّانِي وَالْمُفَارِقِ لِدِينِهِ الثَّارِكِ الْجَمَاعَةِ** ترجمہ عبد اللہ بن مسعود رضی سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں حلال ہے خون اُس مسلمان کا جو گواہی دیتا ہو اس کی کہ کوئی لائق بندگی کے نہیں سوا خدا تعالیٰ کے اور اسکے کہ میں پیغمبر ہوں خدا تعالیٰ کا لگہ ساتھ ایک چیز کے تین چیزوں سے ایک تو جان بدلے جان کے دوسری نکاح آدمی جو حرام کاری کرے تیسری جس نے اپنا اسلام کا دین چھوڑا مرتد ہوا اور مسلمانوں کے گروہ سے الگ ہوا **ف** ظاہر لاجل سے معلوم ہوتا ہے کہ ان تین صورتوں میں قتل کرنا مسلمان کا مباح ہے اور یہ نسبت تحریم قتل غیر انکو کی ہے اگرچہ ان تین صورت میں قتل کرنا واجب ہے حکم میں اور قول اُس کا جان بدلے جان کے یعنی قتل کرے جان بوجہ کہ ناحق قتل کیا جاوے اُس کی شرط سے اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور نکاح اناکار یعنی حلال ہے قتل کرنا اُس کا ساتھ رجم کے اور یہ جو کہا جماعت کا چھوڑنے والا تو مراد ساتھ جماعت کو جماعت مسلمانوں کی ہے یعنی علیحدہ ہوا ان سے یا چھوڑا انکو یعنی مرتد ہو گیا کہا ابن دقیق العید نے کہ مرتد ہونا سبب ہر واسطے مباح ہونے خون مسلمان کے بالاجماع مرد میں یا دریا پیر اگر عورت ہو سو اُس میں اختلاف ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کو واسطے جہور کے اس میں کہ حکم عورت کا حکم مرد کا سا ہے واسطے برابر ہونے دونوں کے زنا میں اور اس حدیث میں دلیل ہے اسکے واسطے جو گمان کرتا ہے کہ نہ قتل کیا جاوے کوئی جو اسلام میں داخل ہوا سو ان تین چیزوں کے جو شمار ہو میں

مانند ترک نماز کے اور نہیں جواب دیا اُس نے اُسکا اور تابع ہوا ہے اُسکا طبی اور کہا ابن دقیق
 العید نے کہ لیا جاتا ہے اسکے قول سے جس نے جماعت کو چھوڑا کہ مراد اس سے وہ شخص ہے جو
 اجماع کا مخالف ہو سو ہوگا تک اسکے واسطے جو قائل ہے کہ مخالف اجماع کا کافر ہے اور منسوب ہے
 یہ بعضے لوگوں کی طرف اور نہیں ہے یہ قول پہل اس واسطے کہ مسائل اجماعی کہی تو صاحب شرع سے
 متواتر ہوئے ہیں مانند وجوب نماز کی مثلاً اور کہی متواتر نہیں ہوئی سو اول کا منکر کافر ہے واسطے مخالفت
 تواتر کے نہ واسطے مخالفت اجماع کے اور دوسرے سے کافر نہیں ہوتا اور کہا ہمارے شیخ نے ترمذی کی
 شرح میں کہ صحیح بیہ تکفیر منکر اجماع کے معقد کرنا اُسکا ہی ساتھ انکار کرنے اُس چیز کے کہ اُسکا واجب
 ہونا دین سے بدایت معلوم ہو مانند یا پنج نمازون کی یا انکار اُسکا جبکہ وجوب تواتر سے معلوم ہو اور
 اس قسم کے قول ساتھ حدوث عالم کے اور البتہ حکایت کی ہے عیاض وغیرہ نے کہ اجماع ہے
 اور تکفیر اُس شخص کے جو قائل ہو ساتھ قدیم پچھل عالم دنیا کے اور گمان کیا ہے بعضے فلسفیوں نے کہ صحیح
 بیہ حدوث عالم کے نہیں تکفیر کیا جاتا اس واسطے کہ وہ از قبیل مخالفت اجماع کے ہے اور تک کیا
 ہے اُس نے ہمارے اس قول سے کہ منکر اجماع کا مطلق کافر نہیں یہاں تک کہ ثابت ہو نقل ساتھ
 اسکے متواتر صاحب شرع سے اور یہ تک ماقط ہے اس واسطے کہ حدوث عالم دنیا کا اُس
 قبیلے سے ہے کہ جمع ہوا ہے اس میں اجماع اور تواتر نقل اور کہا نووی نے قول اُس کا التا کر
 لدینہ عام ہے ہر شخص میں کہ مرتد ہو جس وقت کہ ہو سو واجب ہو قتل کرنا اُسکا اگر نہ رجوع
 کرے طرف اسلام کی اور قول اُسکا المفارق للجماعة شامل ہے ہر خارج ہونے والی کو جماعت کے
 ساتھ بدعت کے یا نفعی اجماع کے مانند روافض اور خوارج وغیرہ کی اور کہا قرطبی نے قول اُسکا
 المفارق للجماعة ظاہر اُسکا یہ ہے کہ یہ نعت ہے تارک دین کی اس واسطے کہ جب مرتد ہوا
 تو خارج ہو جماعت مسلمین سے لیکن ملحق ہے ساتھ اُسکے ہر شخص جو خارج ہو جماعت مسلمین سے
 اگرچہ نہ مرتد ہو مانند اس شخص کی کہ باز رہے قائم کرنے سے اور اُسکے جب کہ واجب ہو اور
 رطے اُس پر مانند باعینون اور دہر نون اور مجاہدین کی خوارج وغیرہ سے پس شامل ہے اُن کو
 لفظ مفارق جماعت کا بطریق عموم کے اند اگر یہ نہ تو نہیں صحیح ہوگا حصر اس واسطے کہ لازم آتا ہے
 کہ نفعی اُن لوگوں کی جو مذکور ہوئی اور خون اُنکا حلال ہے اور اس میں شبہ اس واسطے کہ اصل خلعت
 تیسری مرتد ہونا ہے سو ضرور ہے موجود ہونا اُسکا اور جہاں ہونے والا جماعت سے بغیر مرتد ہونے
 کے نہیں رکھا جاتا ہے نام اُسکا مرتد پس لازم آوے گا خلف عصر میں اور تحقیقی جواب میں یہ ہے

کہ جس شخص کے حق میں ہے کہ واجب ہے قتل عین اسکا اور جن کو اس نے ذکر کیا ہے انہیں سے کسی کا قتل کرنا تو صرف حالت محاربہ اور مقلے میں مباح ہے اس دلیل سے کہ اگر قیدی ہو تو نہیں جائز ہے قتل کرنا اسکا بند کر کے اتفاقاً غیر محاربین میں اور راجح قول یہ محاربین میں ہی ہے لیکن لازم آتا ہے اس سے قتل کرنا تارک نماز کا اور تعرض کیا ہے ابن دقیق العید نے اس کے واسطے سو کہا اس نے کہ استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ تارک نماز قتل کیا جاوے نماز کے چھوڑنے سے اس واسطے کہ وہ نہیں ہے یتیموں اور یتیموں سے میں کہتا ہوں اور تارک نماز میں اختلاف ہے سو مذہب احمد اور اسحاق اور بعض اکیہ اور شافعیہ سے ابن خزمۃ ابو الطیب اور منصور فقیہ اور ابو جعفر ترمذی کا یہ ہے کہ اسکو نماز کے ترک سے کافر کہا جاوے اگرچہ اس کے فرض ہونے سے انکار نہ کرے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ قتل کیا جاوے اسکو بطور حد کے اور مذہب حنفیہ کا اور موافق ہوا ہے انکو مرنی کہ نہ قتل کیا جاوے اور نہ اسکو کافر کہا جاوے اور قوی دلیل جو اس کے نہ کافر ہونے پر ہے عبادہ رحم کی حدیث ہے مرفوعہ کہ پانچ نمازین فرض کیا ہے انکو اللہ تعالیٰ نے بندوں پر اچھی حدیث اور اس میں ہے کہ جو نمازین نہ پڑھے تو انہیں اس کے واسطے نزدیک اللہ تعالیٰ کے کوئی عہد چاہے اسکو عذاب کرے اور چاہے اسکو ہمیشہ میں داخل کرے روایت کیا ہے اسکو مالک اور اصحاب سنن نے اور صحیح کہا ہے اسکو ابن حبان وغیرہ نے اور متک کیا ہے امام احمد نے اور جو ان کے موافق ہے ساتھ ظاہر ان حدیثوں کے کہ وارد ہوئی ہیں ساتھ تحفیر اسکی کے اور حل کیا ہے انکو اس شخص نے جو ان کے مخالف ہے اور حلال جاننے والے کے واسطے تطبیق کے درمیان حدیثوں کے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعض شافعیہ نے واسطے قتل تارک نماز کے اس واسطے کہ وہ تارک ہے اپنے دین کا جو عمل ہے اور جو زکوۃ کا تارک ہو اسکو انہوں نے کافر نہیں کہا اس واسطے کہ ممکن ہے لینا اسکا اس سے قہر اور زبردستی سے اور نہ قتل کیا جاوے تارک روزے کا اس واسطے کہ ممکن ہے کہ اسکو روزہ توڑنے والی چیزوں سے منع کیا جاوے پس اسکو حاجت پڑیگی کہ روزے کی نیت کرے یعنی جب اسکو کہانے پینے کی چیزوں سے روکا جاوے تو خواہ مخواہ روزے کی نیت کرے گا اس واسطے کہ وہ اس کے وجوب کا متقصد ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکا اس پر کہ آزاد نہ قتل کیا جاوے بڑے غلام کے اس واسطے کہ انہیں شکار کیا جاتا ہے غلام کو جبکہ حر ہکاری کرے اگرچہ بیابا ہو حکایت کیا ہے اسکو ابن تین نے اور انہیں کسی کے واسطے یہ کہ خدا کرے جسکو اللہ تعالیٰ نے جمع کیا ہے مگر ساتھ دلیل کے کتاب ہی یا سنت ہی اور بر خلاف تیسری خصلت کی ہے اس واسطے کہ اجماع معتبر ہے

اسپر کہ غلام اور آزاد مترادف ہونے میں برابر ہیں اور کہا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں کہ مستثنیٰ کیا ہے
بعضوں نے یتیموں سے قتل کرنا حلال کرنے والے کا واسطے کہ جائز ہے قتل کرنا اسکا واسطے ہٹا
اسکے اپنے اہل مال سے اور کبھی جواب دیا جاتا ہے اس سے کہ وہ داخل ہے مفارق بین یا مراد یہ
ہے کہ نہیں حلال ہے قتل کرنا اسکا جان بوجہ کے ان مضمون سے کہ نہیں حلال ہے قتل کرنا اس کا
مگر بطور دفع کرنے کے اور عمدہ جواب دہا ہے اور البتہ حکایت کی ہے ابن عربی نے اسباب قتل کے
دس ہیں اور نہیں خارج ہوتا ہے کوئی ان یتیموں میں سے کسی حال میں واسطے کہ جو جادو کرے یا
بیغیر کو برکے دہ کافر ہو جاتا ہے پس وہ داخل ہے تارک دین میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول
خدا تعالیٰ کے انفس بالانفس اور برابر ہونے نفسوں کے قتل میں سو قصاص لیا جاوے ہر مقول
کا اسکے قاتل سے برابر ہے کہ آزاد ہو یا غلام اور تک کیا ہے ساتھ اسکے حنفیہ نے
اور دعوے کیا ہے انہوں نے کہ آیت مائدہ کی جو مذکور ہے ترجمہ میں ناسخ ہے بقرہ کی آیت کے
کتب علیکم القصاص فی القتلۃ الا یہ اور کہا جمہور نے کہ آیت بقرہ کی مفسر ہے آیت مائدہ کے واسطے
سو قتل کیا جاوے غلام بدلے آزاد کے اور نہ قتل کیا جاوے آزاد کو بدلے غلام کے واسطے ناقص
ہونے اسکے کے اور کہا شافعی نے کہ غلام اور آزاد کے درمیان بدلا نہیں مگر یہ کہ آزاد چاہے
اور حجت جمہور کی یہ ہے کہ غلام ایک اسباب ہے سو نہیں واجب ہوگی اس میں مگر قیمت اگر قتل
خطا ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ عموم اسکے کے اسپر کہ جائز ہے قتل کرنا مسلمان کا بدلے
کافر متا من اور محابد کے اور البتہ پہلے گزر چکی ہے شرح حدیث علی کی کہ نہ قتل کیا جاوے
مسلمان بدلے کافر کے اور اس حدیث میں ہے کہ جائز ہے وصف کرنا شخص کا باعتبار ما کان
کے اگرچہ اس سے انتقال کیا ہو واسطے مستثنیٰ کرنے مترد کے مسلمان سے (فتح) **کتاب**
مَنْ اقْتَادَ بِحُجْرَةٍ حُكْمَ كَرِّهِ سَاحِلَ الْبَحْرِ سَاحِلَ الْبَحْرِ سَاحِلَ الْبَحْرِ سَاحِلَ الْبَحْرِ
مِنْ حَلِّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَيْسَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ
ابْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ يَهُودِيًّا قَتَلَ جَارِيَةً عَلَى أَوْصَاحِهَا فَقَتَلَهَا بِحُجْرَةٍ فَجَاءَ إِلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَهَارَ فَقَالَ أَمَّا أَنْتَ فَلَا تَنْتَهِ عَنْ بَرَأْسِهَا أَنْ لَا تُقْتَلَ
قَالَ الثَّانِيَةُ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ لَا تُقْتَلَ سَأَلَهَا الثَّالِثَةُ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ لَا تُقْتَلَ
فَقَتَلَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحُجْرَةٍ مِنْ حُجْرَتِهَا مِنْ رِجْلِ يَهُودِيٍّ سَمِعْتُ
قَتَلَ كَيْسَارَ لِرُكْلِي كَوَّاسَ جَانْدِي كَيْسَارَ لِرُكْلِي كَوَّاسَ جَانْدِي كَيْسَارَ لِرُكْلِي كَوَّاسَ جَانْدِي

[illegible]

مقتول کے وارثوں کے واسطے خدا تعالیٰ نے مکے سے ہاتھی والوں کو روکا تھا تو یہ اشارہ ہے طرف قصہ حبشہ کی جو مشہور ہے بیان کیا ہے اسکو ابن اسحاق نے بطن سے اور اسکا حاصل یہ ہے کہ ابراہہ حبشی حب ملک یمن پر غالب ہوا اور وہ نصرانی تھا تو اس نے ایک عبادت خانہ بنایا اور لوگوں پر لازم کیا کہ اسکا حج کیا کریں اور عرب کے بعضے لوگوں نے اس کے دربانوں کو غافل پا کر اس میں پاخانہ پیشاب کیا اور بھاگا تو ابراہہ اس بات سے سخت غضناک ہوا اور خانے کے کھسے کو دھانے کا قصہ کیا سو اس نے ایک بہت بڑا شکر تیار کیا اور اپنے ساتھ ایک بڑا ہاتھی لیا سو حب مکے سے قریب ہوا تو عبد المطلب اس کی طرف نکلا اس نے تعظیم کی اور وہ خوب شکل تھا سو اس نے ابراہہ طلب کیا کہ اس کے اونٹ جو لوٹے گئے پہر دیئے جاویں تو ابراہہ نے اسکو کم ہمت جانا اور کہا کہ البتہ مجھ کو گمان تھا کہ تو نہ سوال کرے گا مجھ سے مگر اس امر میں جبین میں اٹھا تو عبد المطلب نے کہا میں گہرا ایک رب ہر وہ اسکو نگہ رکھیکا اس نے اسکو اس کے اونٹ پہر دیئے اور آگے بڑھا ابراہہ ساتھ شکر اپنے کے اور ہاتھی کو آگے کیا تو ہاتھی اپنے گھٹنوں پر بیٹھا اور وہ اس میں عاجز ہوئے اور خدا تعالیٰ نے ان پر پرندے بھیجے ہر ایک کے پاس تین تین کنکریاں تھیں ایک چوچ میں اور دو دو نو پاؤں میں سو انہوں نے انکو اپنے ڈالا سو نہ باقی رہا ان میں سے کوئی مگر کہ اسکو پتھر لگا اور ان پتھروں کا رنگ سیاہ تھا اور ان پر ندوں کا رنگ سبز تھا دریا سے نکلے تھے ان کے سر درندوں کے سر کی طرح تھے اور یہ جو کہا نہو بخیر النظرین تو نہیں ممکن ہے حمل کرنا اسکا ظاہر پر اس واسطے کہ مقتول کو کچھ اختیار نہیں بلکہ اختیار تو اس کے ولی کو ہے اور ایک روایت میں عفو آیا ہے تو مراد اس سے معاف کرنا دیت پر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے واسطے تین چیزوں میں اختیار ہے یا خون کے بدلے خون لیوے یا بالکل معاف کر دیوے یا دیت لیوے اور اگر قصاص یا دیت کے سوا کوئی اور بات کرے تو اسکو روکو اور اختیار کا مستحق کون ہے قاتل یا ولی مقتول کا اسکا بیان آگے آتا ہے اور اس حدیث میں ہے کہ ولی مقتول کا مختار ہے قصاص اور دیت میں اور جب ولی مقتول کا دیت اختیار کرے تو کیا واجب ہے قاتل پر قبول کرنا اسکا اس میں اختلاف ہے اکثر کا یہ مذہب ہے کہ واجب ہے اس پر قبول کرنا اسکا اور کہا مالک نے کہ نہیں واجب ہے مگر قاتل کی رضامندی سے اور استدلال کیا ہے اس نے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ومن قتل لہ اس طور سے کہ حق متعلق ہے مقتول کے وارثوں سے سو اگر بعضا وارث لڑکا ہو یا موجود نہ ہو تو نہیں جہے باقی وارثوں کے واسطے لینا قصاص کا یہاں تک کہ جو غائب ہو وہ حاضر ہو

اور جو لڑکا ہودہ بالغ ہو دے اور اس حدیث میں ہوا نفاصا ص کا ہے حرم مکہ میں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ میں یہ خطبہ پڑھا اور انہیں مقید کیا اس کو ساتھ غیر حرم کے (فتح) **حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٌ عَنْ عُمَرَ بْنِ عُبَادَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ قِصَاصٌ وَلَمْ يَكُنْ فِيهِمُ الدِّيَّةُ فَقَالَ اللَّهُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلِ إِلَى هَذِهِ الْآيَةِ فَمَنْ عَفَى لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَالْعَفْوُ أَنْ يَقْبَلَ الدِّيَّةُ فِي الْعَمْدِ قَالَ وَاتَّبَاعُ بِالْمَعْرُوفِ أَنْ يُطْلَبَ بِالْمَعْرُوفِ وَيُؤَدَّ بِإِحْسَانٍ** ترجمہ ابن عباس فرمے روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں نفاصا تھا یعنی خون کے بدلے خون لینا اور انہیں دیت نہ تھی سو خدا تعالیٰ نے اس امت سے کہا کہ لازم ہوا تم پر بدلہ لینا مارے گیون میں اس قول تک جو اس آیت میں جو حکم کو معاف ہوا اسکے بہائی مسلمان یعنی مقتول کے خون سے کچھ کہا ابن عباس فرمے کہ عفو یہ ہے کہ دیت کو قبول کرے عمد میں خون کے بدلے خون نہ لیوے کہا اور پیروی کرنا ہے موافق دستور کے یعنی مطالبہ کرے موافق دستور کے اور ادا کرے اچھی طرح سے **ف** حاصل کلام ابن عباس فرمے کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ قول خدا تعالیٰ کا وکُتِبْنَا عَلَيْهِمْ فَبِهَا يُعْذَرُ لَكُمْ لَكُمْ اسراریل پر تو دیت میں کہ جان بدلے جان کے ہے مطلق سو تخفیف کی خدا تعالیٰ نے اس امت سے ساتھ مشروع کرنے دیت کے بدلہ قتل کا اسکے واسطے جو مقتول کے وارثوں سے نفاصا معاف کر دیوے اور خاص کیا آزاد کو بدلے آزاد کے بس نہیں حجت ہے اس وقت ماندہ کی آیت میں اسکے واسطے جو متک کرتا ہے ساتھ اسکے بچہ قتل کرنے آزاد کے بدلے غلام کے اور مسلمان کے بدلے کافر کے اس واسطے کہ پہلے پیغمبروں کی شریعت سے متک کرنا اس وقت جائز ہے جبکہ نہ دار دہو ہماری شریعت میں جو اسکے مخالف ہو اور البتہ کہا گیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں نفاصا نہ تھا اس میں تو صرف دیت تھی سو ہماری شریعت میں یعنی اسلام میں دو نوا مر جمع ہوئے سو یہ شریعت متوسط ہے نہ اس میں افراط ہے نہ تفریط اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اس پر کہ اختیار نفاصا اور دیت لینے کا مقتول کے ولی کو ہے اور یہ قول جمہور کا ہے اور تقریر کی ہے اسکی خطابی نے اس طور سے کہ عفو آیت میں محتاج ہے بیان کا اس واسطے کہ ظاہر نفاصا کا یہ ہے کہ انہیں ہے کسی کا دوسرے برحق لیکن اسکے معنی یہ ہیں کہ جب کو معاف ہوا نفاصا ساتھ دیت کے تو مستحق دیت براتباع ہے ساتھ معروف کے یعنی مطالبہ کرنا اور قاتل پر ادا کرنا ہے دیت کا

ساتھ اچھی طرح کے اور مالک اور ثوری اور ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ اختیار قصاص میں یا دیت میں قاتل کے واسطے ہے اور حجت بکرمی ہے طحاوی نے ان کے واسطے ساتھ حدیث انس کے ربیع کے قصہ میں کتاب الد القصاص کہ اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اختیار نہیں دیا اور نہ بیان فرمایا اور ثقیب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس وقت فرمایا تھا جبکہ مقتول کے وارثوں نے قصاص چاہا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معلوم کر دیا کہ اگر مقتول کے وارث قصاص چاہیں تو قبول کیا جاوے اور اس میں تاخیر بیان کی نہیں ہے اور کہا مذہب وغیرہ نے کہ مستفاد ہوتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول سے نہو بخیر النظرین کہ جب وارث مقتول کا سوال کیا جاوے ساتھ معاف کرنے کے مال پر تو چاہی قبول کرے چاہے نہ قبول کرے اور خون کے بدلے خون لیوی اور ولی پر اتباع ادا لے گا ہے اس میں اور نہیں ہے اس میں وہ چیز جو دلالت کرے اوپر اگر اہ قاتل کے دیت پر اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس آیت کے اسپر کہ واجب قتل عمد میں قصاص ہے اور دیت اس کا بدل ہے اور بعضوں نے کہا کہ واجب خیار ہے اور یہ دو قول علما کے ہیں اور شافعی کے مذہب میں صحیح تر پہلا قول ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور جو تعدی کرے یعنی قتل کرے بعد قبول کرنے دیت کے تو اسکے واسطے عذاب ہے در ذناک کہا جمہور نے کہ مراد اس عذاب سے عذاب آخرت کا ہے اور ایسے دنیا میں سوائے اسکے واسطے ہے جس نے پہلے قتل کیا یہ قول جمہور کا ہے اور عکرمہ اور قتادہ وغیرہ سے ہے کہ لازم ہے قصاص اوپر اسکے اور نہیں قادر ہے ولی دیت لینے پر اور حدیث مرفوع میں ہے کہ میں نہیں معاف کرتا جو دیت لیکر قتل کرے اور ابن عباس رضی کا یہ مذہب ہے کہ یہ آیت مائدہ کی آیت مفسوخ نہیں ان النفس بالنفس بلکہ دونو محکم ہیں اور شاید اسکی رائے یہ ہے کہ آیت مائدہ کی مفسر ہے بقرہ کی آیت کے واسطے اور یہ کہ مراد نفس ہے اس آیت میں آزاد لوگ ہیں مرد اور عورتیں نہ غلام اور استدلال کیا ہے ساتھ اسکے جمہور نے اوپر حجاز لینے دیت کے سچ قتل عمد کے اگرچہ غیلہ ہو اور وہ یہ ہے کہ دغا بازی سے کسی شخص کو جھپی ملے میں لیجاوے جنگل میں یا کہین اور دھن اسکو مار ڈالے برخلاف مالکیہ کے اور ملحق کیا ہے اسکو مالک نے ساتھ محارب کے کہ اسکا اختیار اسکے نزدیک بادشاہ کی طرف ہے ولی مقتول کو دیت لینے کا اختیار نہیں اور یہ بنا بر اسکے اصل کی ہے کہ محارب کی قتل ہے جبکہ اسکو امام مناسبت دیکھے اور آد آیت میں تخییر کے واسطے ہے نہ تنویع کے واسطے اور اس حدیث میں ہے کہ حوا و

سے قتل کرے اس کا حکم قتل خطا کا ہے دیت کے واجب ہونے میں واسطے قول حضرت صلوات
 علیہ وآلہ وسلم کے کہ میں اُسکی دیت روگیا جیسا کہ اُسکے دو ستر طریق میں ہے اور استدلال کیا ہے
 ساتھ اُسکے بچنے والوں نے اور قتل کرنے اُس شخص کے جو بیاہ لیوے حرم مکہ میں بعد اُسکے کہ
 قتل کرے کسی کو جان بوجہ کے برخلاف اُسکے جو کہتا ہے کہ حرم مکہ میں قتل نہ کیا جاوے بلکہ اُسکو
 تنگ کیا جاوے اور پھانسی کے حرم سے اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ یہ حضرت صلوات علیہ وآلہ
 وسلم نے فرمایا سچ قصے مقتول خزانہ کے جو حرم میں قتل ہوا تھا اور یہ کہ قصاص شروع ہے
 اُسکے حق میں جو قتل کرے عمدہ اور نہیں معارض ہے اُسکو وہ چیز جو مذکور ہوئی ادب حرم
 کے سے اس واسطے کہ مراد ساتھ اُسکے تعظیم اُسکی ہے ساتھ حرام کرنے اُس چیز کے کہ اللہ
 تعالیٰ نے حرام کی اور قائم کرنا حد کا قاتل پر کچھ تعظیم حرم میں اس لئے ہے (نسخہ)
باب صَرْفِ طَلَبِ اَمِّ اَحْمَرَ یَغْیِرُ حَقِّ جَوِ طَلَبِ کرے خون کسی شخص کا ناحق یعنی کیا
 نے حکم اُسکا **حَدَّثَنَا ابُو الیمان قَالَ اخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ابِي حُسَيْنٍ**
قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ بْنُ جَبْرِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
اَبْغَضُ النَّاسِ اِلَى اللَّهِ ثَلَاثَةٌ مُلْحِدٌ فِي الْحَرَمِ وَمُبْتَغٍ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَمُطَلَبٌ
دَمَ اَحْمَرَ یَغْیِرُ حَقِّهِ رِقْدًا ترجمہ ابن عباس رضی سے روایت ہے کہ حضرت صلوات
 علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب لوگوں میں تین بڑے دشمن خدا تعالیٰ کے نزدیک تین شخص ہیں ایک
 تو حرم مکہ کی ریختن بکھری کرنے والا یعنی وہ کام کرنا جو وہاں حرام ہے دوسرا دین اسلام میں
 کفر کی رسم طلب کرنے والا تیسرا ناحق کسی شخص کا خون چاہنے والا صرف اسی کی خونریزی کے
 واسطے حرم میں بکھری کرنا یعنی وہ کام کرنا جو اُس میں حرام ہے جیسے قتل اور لڑائی اور
 شکار کرنا یا بکھری سے سب گناہ مراد ہیں چنانچہ عبداللہ بن عباس رضی کا یہی مذہب ہے کہ جیسے عباد
 حرم میں دونا ثواب ہے ویسی ہی گناہ کا یہی دونا عذاب ہے کہ حضور میں بے ادبی زیادہ تبری
 ہوتی ہے اور کفر کی رسمیں جیسے نوجہ کرنا سر پٹیا شگون بد لینا اور کہانت وغیرہ اور بعضوں نے
 کہا کہ مراد یہ ہے کہ ایک شخص کا کسی پر حق ہو اور وہ اُسکو اُسکے غیر سے طلب کرے جو اُس میں
 شریک نہ ہو مثل والد کی یا بیٹے کی یا قریبی کی اور بعضوں نے کہا کہ مراد باقی رکھنا حصلت جاہلیت
 کا ہے اور اُسکا پہلانا اور سنت جاہلیت کی اسم جنس ہے شامل ہے سر چیز کو حیران جاہلیت
 اعتماد کرنے سے کہ پہلے کو پہلے کے بدلے پکڑنا اور حلیف کو حلیف کے بدلے یا مراد یہ ہے

کہ جاہلیت کے وقت کے خون کا بدلا اسلام میں لینا اور مراد ساتھ الحاد کے فعل کبیر و گناہ کا ہو
 اور مراد مطلب سے مبالغہ کرنے والا ہے طلب میں یا مراد وہ طلب ہے جس پر مطلوب مرتب ہو نہ مجرد
 طلب یا ذکر کیا طلب کو تا کہ لازم آوے زجر فعل میں بطریق اولیٰ اور ناحق احتراز ہے اس خون
 سے جو باحق ہو جیسے قصاص (فتح) **بَابُ الْعَفْوِ فِي الْحَقِّ بِعَدْلِ الْمَوْتِ عَفْوُكَرَ مَا خِلَا مِنْ**
 بعد موت کے **ف** یعنی عفو کرنا وارث مقتول کا نہ عفو کرنا مقتول کا کہ وہ محال ہے اور جہاں
 ہے کہ سہیل بن اخل ہو اور سو اس کے کچھ نہیں کہ قید کیا ہے اسکو بعد موت کے واسطے کہ نہیں ظاہر
 ہوتا ہے اثر اسکا مگر بعد موت کے واسطے کہ اگر معاف کیا مقتول نے پھر مر گیا تو اس کے عفو کا
 اثر ظاہر نہیں ہوگا اس واسطے کہ اگر وہ زندہ رہتا تو ظاہر ہوگا کہ نہیں کوئی چیز اس کے واسطے جو معاف
 کرے کہا ابن بطلال نے اجماع ہے اس پر کہ عفو ولی کا تو صرف موت مقتول کے بعد ہوتا ہے اور پھر
 مرنے سے پہلے سو معاف کرنا مقتول کے واسطے ہے یعنی وہی ہے معاف کرے برخلاف اہل
 ظاہر کے کہ انہوں نے باطل کیا ہے مقتول کے معاف کرنے کو اور حجت جہور کی یہ ہے کہ جب
 ولی قائم مقام مقتول کے ہے سچ طلب کرنے اس چیز کے جس کا وہ مستحق ہے سو جب پھر ایسا جاوے
 اس کے واسطے معاف کرنا تو یہ ضلیل کے واسطے بطریق اولیٰ جائز ہوگا اور ابن ابی شیبہ و روایت
 کی ہے کہ جب عروہ بن مسعود نے اپنی قوم کو دعوت اسلام کی اور کسی نے اسکو تیر مارا اور وہ
 اس سے قتل ہوا سو اس نے اپنے قاتل کو خون معاف کیا مرنے سے پہلے تو حضرت صلوات اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے اسکو جائز رکھا (فتح) **حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ يَحْيَى بْنُ أَبِي ذَكْوَانَ الْوَاسِطِيُّ عَنْ**
عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ صَرَّحَ ابْلِيسُ يَوْمَ أُحُدٍ فِي النَّاسِ يَا عِبَادَ اللَّهِ أُخْرَاكُمْ فَجَعَلَتْ
أُولَاهُمْ عَلَى أُخْرَاهُمْ حَتَّى قَتَلُوا لِيَمَانَ فَقَالَ حَدِيفَةُ ابْنِي فَقَتَلُوهُ فَقَالَ حَدِيفَةُ
عَفَرَ اللَّهُ لَكُمْ قَالَ وَقَدْ كَانَ أَهْزَمَ مِنْهُمْ قَوْمٌ حَتَّى يَحْقُولُوا بِالطَّائِفِ مَرْجِمِهِ عَائِشَةُ رَضِيَ
 روایت ہے کہ جنگ احد کے دن شیطان نے لوگوں میں پکارا اے اللہ کے بندو لازم پکڑو انہو اور پھر
 بچھاڑی والوں کو تو لگے لوگ پھلون پر پٹے یہاں تک کہ قتل کیا انہوں نے یمان کو تو کہا حدیف
 نے میرا باپ قتل کیا تو حدیف نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمکو بخشے کہا اور انہیں سے
 ایک قوم کو شکست ہوئی یہاں تک کہ طائف میں جلے **ف** اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے
 اس نے جو کہتا ہے کہ اسکی دیت حاضرین پر واجب ہوئی تھی اس واسطے کہ معنی عفر اللہ لکم کے یہ

ہیں کہ میں نے متھے معاف کیا اور نہیں معاف کرنا اگر اس چیز سے جس کے مطالبہ کرنے کا وہ مستحق تھا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو اپنے پاس سے ویشی سو بخاری نے اپنی عادت کے موافق اس طریق کے اشارہ کر دیا ہے (فتح) **بَابُ قَوْلِ اللَّهِ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَاً الْآيَةَ** اور خدا تعالیٰ نے فرمایا اور نہیں کسی ایماندار کے واسطے یہ کہ قتل کرے کسی ایماندار کو مگر جو کہ **سُوفَ** یہ آیت حارث بن زید کے حق میں اُتری اسکو عیسیٰ ابن ابی ربیعہ نے قتل کیا کافر گمان کر کے اور حالانکہ وہ مسلمان ہو چکا تھا اور استدلال کیا گیا ہی ساتھ اس آیت کے اسپر کہ قصاص مسلمان سے خاص ہے ساتھ قتل کرنے اسکے کے مسلمان کو اور اگر مسلمان کافر کو قتل کرے تو اسپر کوئی چیز واجب نہیں ہوتی برابر ہے کہ کافر حربی ہو یا غیر حربی اسواسطے کہ آیات نے بیان کیا ہے مقتولوں کے احکام کو قتل عمد میں بہر بیان کیا خطا کو اور حربیوں کے حق میں فرمایا کہ جہان انکو پاؤ مار ڈالو پھر فرمایا کہ جس نے عہد دیا ہے انکی طرف کوئی راہ نہیں اور فرمایا اسکے حق میں جو دوبارہ محاربہ کرے کہ انکو مار ڈالو جہان پاؤ پھر خطا میں فرمایا کہ کسی ایماندار کے واسطے لائق نہیں کہ کسی ایماندار کو مارے مگر جو کہ **سُوفَ** تو اسکا مفہوم یہ ہے کہ اسکو جانہ ہے کہ قتل کرے کافر کو جان بوجہ کے سو خارج ہوا ذمی کافر ساتھ اس چیز کے کہ مذکور ہوئی اور ایماندار کے قتل خطا میں کفارہ اور خونبہا نہیں آیا اور کافر کے قتل میں اس سے کوئی چیز نہیں ٹہرائی تو اس سے معلوم ہوا کہ کافر کے قتل کرنے میں کوئی چیز واجب نہیں ہوتی اگرچہ ذمی ہو (نتیجہ)

بَابُ إِذَا قُتِلَ مَرْءٌ قَتِلَ بِهِ جِبْتًا جب قتل کے ساتھ ایک بار اقرار کرے تو اسکو قتل کیا جاوے **حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ أَخْبَرَنَا جَبَّانٌ قَالَ حَدَّثَنَا هَاشِمٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا** اَكْنُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ يَهُوذَا بْنَ رَاسَ حَارِبِيَّةً بَيْنَ شَجَرَيْنِ فَنَقِلَ لَهَا مِنْ فَعْلٍ بِكَ هَذَا أَخْلَانُ أَفْلَانُ حَتَّى سَمِعَ الْيَهُودِيَّ فَأَوْمَتْ بِرَأْسِهَا فَجَعَلَ بِالْيَهُودِيَّ فَأَعْرَفَ فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَضَ رَأْسَهُ بِالْحِجَارَةِ وَقَدْ قَالَ هَاشِمٌ كَجَرَيْنِ ثُمَّ رَجَعَ النَّبِيُّ

سے روایت ہو کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں سے کچلا تو اس سے پوچھا گیا کہ یہ کام تیرے ساتھ کس نے کیا ہے یعنی تمہارے کس نے قتل کیا ہے کیا فلاں فلاں یہاں تک کہ نام لیا گیا یہودی کا تو اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں یہ یہودی لایا گیا اس نے اقرار کیا تو اسکا سر پتھروں سے کچلا گیا اور کہا ہاشم نے دو پتھروں سے **ف** کہا ابن منذر نے کہ اگر مسلمان مسلمان کو جو کہ قتل کرے تو خدا تعالیٰ نے اسکے حق میں دیت کا حکم کیا ہے اور اجماع اہل علم کا اسپر اور اگر کافر کو قتل کرے

جس سے عہدہ بیان ہوا ہو تو اسکے عاقلہ پر دیت ہے سبب عہد کے یہ قول ابن عباسؓ اور شعبی اور بخاری وغیرہ کا ہے کہ مراد آیت وان کان من قوم بینکم و بینہم شیاق میں کافر ہے اور یہودی کے قصے میں حجت ہے واسطے جہنم کے کہ قتل میں ایک بار سے زیادہ اقرار شرط نہیں اور یہ ماخوذ ہے اطلاق حدیث سے کہ اس نے اقرار کیا اور نہیں ذکر کیا اس میں عدد کو اور اصل عدم اسکا ہے اور کوئی خون کا یہ مذہب ہے کہ شرط ہے مگر رہونا اقرار قتل کا دو بار واسطے قیاس کرنے کے اور شرط ہونے تک اقرار از زنا کے چار بار واسطے تابع ہونے عدد کو اہون کے دونوں جگہ میں (فتح) **بَابُ قَتْلِ الرَّجُلِ بِالْمَرْءَةِ** قتل کرنا مرد کو بدلتے عورت کے **حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتَلَ كَيْفَ دِيًّا بِجَارِيَةٍ قَتَلَهَا عَلَى أَذْنِهَا لَمْ يَأْتِ بِحِمِّهِ** انسؓ سے روایت ہے کہ مقررہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قتل کیا ہے یہودی کو بدلتے ایک لڑکی کے جب کو اس نے زیور پر مار ڈالا **تَهَافٌ** اور وجہ دلائی کی اس سے ظاہر ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف رد کی اسپر جو اسکو منع کرتا ہے (فتح الباری)

بَابُ الْقِصَاصِ بَيْنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ فِي الْجَرَاحَاتِ قصاص درمیان مردوں اور عورتوں کے زخمون میں **ف** کہا ابن منذر نے اجماع ہے اسپر کہ قتل کیا جاوے مرد کو بدلتے عورت کے اور عورت کو بدلتے مرد کے مگر ایک روایت علی بنی سے اور حسن اور عطاء سے اور مخالفت کی ہے حنفیہ نے اس چیز میں جو جان سے کم ہے اور حجت پکڑی ہے بعضوں نے ساتھ اسکے کہ ہاتھ ثابت نہ کاٹا جاوے بدلتے بیکار ہاتھ کے برخلاف نفس کے کہ قتل کیا جاوے تندرست جان کو بدلتے بیمار جان کے اتفاقاً اور جواب دیا ہے ابن قسار نے کہ بیکار ہاتھ بجائے مرد کے ہے کہ نہ بدلتا یا جاوے زندہ سے بدلتے مرد کے کہا ابن منذر نے جب اجماع ہے ہر قصاص نفس کے اور اختلاف ہے اس سے کم میں تو واجب ہے رد کرنا مختلف کا طرف متفق کی (فتح) **وَقَالَ أَهْلُ الْعِلْمِ يُقْتَلُ الرَّجُلُ بِالْمَرْءَةِ** اور کہا اہل علم نے کہ قتل کیا جاوے مرد کو بدلتے عورت کے **ف** مراد ساتھ اس کے جمہور سلف ہیں یا اشارہ کیا طرف اسکی کہ جو علی بنی سے روایت ہے وہ وہی ہے یا طرف اس کی کہ اس میں مخالف ہے مادر سے (فتح) **وَرَوَى عَنْ عُمَرَ ثَقَادُ الْمَرْءَةِ مِنَ الرِّجَالِ فِي كُلِّ عَمْدٍ يَبْلُغُ نَفْسَهُ قَتَادُ وَنَهَامِ الْجَحْرِ** ویدہ قال عمر بن عبد العزیز و ابو اہیم و ابو الزناد عن أصحابہ ترجمہ اور ذکر کیا جاتا ہے عمرؓ سے کہ بدلتا یا جاوے عورت سے مرد کا ہر قصور میں جو جان بوجہ کر کے پہنچے نفس کو اور جو اس سے کم ہے زخمون سے **ف** یعنی اگر عورت مرد کو مار

دی گئی اسکو اس جنس سے جو انہوں نے مقصور کیا تھا اور اس میں ہے کہ جتنے لوگ مقصور میں شریک
ہوں ہر ایک سے بدلایا جاوے جبکہ انکے افعال تمیز نہ ہوں برخلاف مقصور کرنے کے مال میں اس واسطے
کہ اسکے حصے ہو سکتے ہیں اس واسطے کہ شریک ہوں ایک جماعت جو تھائی دنیا کی چوری میں تو کسی کا
ہاتھ نہ کاٹا جاوے (فتح) **باب** مَنِ اخَذَ حَقًّا اَوْ اَقْتَصَّ دُونَ السُّلْطَانِ جَوَابًا حَقًّا لِّیُؤَدَّ
یَا بَدَلًا لِّیُؤَدَّ سَوَاءً یَا دِشَاهِ کَے **ف** اپنا حق لیوے یعنی قرضدار کی جہت سے بدوین حکم حاکم کے یا بدل لایوے
یعنی جب واجب ہو قصاص کسی پر نفس میں یا ہاتھ پاؤں وغیرہ میں تو کیا شرط ہے کہ اس مقدمہ کو حاکم
کے پاس پہنچا دے یا اسکو جائز ہے کہ اپنا حق پورا لیوے بدوین حکم حاکم کے اور یہی مراد ہے بادشاہ
سے ترجمہ میں کہا ابن بطال نے کہ اتفاق کا مومن کا سپر کہ نہیں جائز ہے واسطے کسی کے یہ کہ بدلا
لیوے اپنے حق سے سوا بادشاہ کے اور سوا اسکے کچھ نہیں کہ اختلاف تو اسکے حق میں ہے جو
قائم کرے حد کو اپنے غلام پر کما تقدم اور ایسے اپنا حق کا سو جائز ہے نیکے نزدیک یہ کہ مال سے حاصل کیا
حق لیوے جبکہ وہ اس سے انکار کرے اور گواہ نہ ہوں اور جواب دیا ہے اس نے باب کی حدیث سے
ساتھ اسکے کہ وہ معمول ہے تغلیظ اور زجر پر اطلاع سے لوگوں کی چھپی باتوں پر اور مراد اتفاق سے
اتفاق اہل مدینہ کا ہے ابو زنا کے زمانے میں اور ایسے جو اس نے جواب دیا ہے سوا اگر مراد یہ ہے
کہ نہیں عمل کیا جاتا ساتھ ظاہر حدیث کے تو اس میں نزاع ہے (فتح) **حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمِينِ قَالَ**
اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ الْأَعْرَجَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ بِرَّةَ أَنَّهُ سَمِعَ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خُنُّ الْأَخْرُؤَنِ السَّائِقُونَ وَبِأَسْنَادٍ وَهِيَ أَطْلَعَتْ فِي بَيْتِهِ
أَحَدٌ وَكَهْ تَأْذَنَ لَهُ أَخَذَ فَتَهُ بِحَصَاةٍ فَقَطَّاتٍ عَيْنُهُ مَا كَانَ عَلَيْكَ مِنْ حَنَانٍ مَرَّ حَمِيمٍ
ابو ہریرہ رضی سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہم دنیا میں تو سب سے پیچھے ہیں
اور آخرت میں سب سے آگے ہونگے کہ ہمارا اول فیصلہ ہوگا سب خلق سے پہلے اور اس کی روایت ہے کہ اگر
کوئی تیس گھنٹہ میں جہان کے بدوین تیری اجازت کے اور تو اسکو کنکرے سے ماری اور اسکی آنکھ
پوڑ دی تو تجھ پر کچھ گناہ نہ ہوگا **ف** اور یہی مراد ہے ترجمہ میں اور ذکر کیا ہے اول کہ اس واسطے
اسکے کہ اول حدیث کا **حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ حَمِيدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ جَبَلٍ**
أُطْلِعَ فِي بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَدَّ ذَايِلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مِنْ شِقْصٍ أَقْلَتْ مَرْحَلَتَكَ قَالَ آسَمُ بْنُ مَالِكٍ تَرْجَمَهُ حَمِيدٌ سَمِعَ رَوَايَتَهُ أَنَّ أَحَدَ مَرَدِّ
ترجمہ میں کہ گھنٹہ میں جہان کا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی طرف

دیت نہیں ہے **ف** کہا اسماعیلی نے اور نہ جب قتل کرے اسکو جان بوجہ کے یعنی نہیں ہے کوئی مفہوم واسطے قول اُسکے کے خطا اور جو ظاہر ہوتا ہے یہی کہ بخاری نے سوا اُسکے کچھ نہیں کہ مقید کیا ہے ساتھ خطا کے واسطے کہ اس میں اختلاف ہے کہا ابن بطال نے کہا اوزاعی اور احمد اور اسحاق نے واجب ہے دیت اُسکی اُسکے عاقلہ پر سوا اگر زندہ رہے تو دیت اُسکے واسطے ہے اور پُرانکے اور اگر مر جاوے تو وہ وارثوں کے واسطے ہے اور کہا جمہور نے کہ اس میں کوئی چیز واجب نہیں اور یہ قصہ عام کا اُسکے واسطے حجت ہے اس واسطے کہ نہیں منقول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قصے میں اُسکے واسطے کوئی چیز واجب کی ہو اور اگر کوئی چیز واجب تھا تو اسکو بیان کرتے اس واسطے کہ نہیں جائز ہے تاخیر کرنا بیان کا وقت حاجت سے اور اجماع ہے اس پر کہ اگر قطع کرے کوئی اپنے ہاتھ پاؤں وغیرہ سے تو نہیں واجب ہوتی ہے اس میں کوئی چیز برابر ہے جان بوجہ کر ہو یا خطا سے (فتح) **حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ ابِرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ أَسْمَعُكَ يَا عَامِرُ مَن هُنِيَا تَكُ فَحَدَّثَهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِّنَ السَّائِقِ قَالُوا عَامِرٌ فَقَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلَّا أَمْتَعْتَنَاهُ فَأَصِيبَ صَبِيحَةً لِّسَلَامَةٍ فَقَالَ الْقَوْمُ حَيْطَ عَمَلُهُ قَتَلَ نَفْسَهُ فَلَمَّا رَجَعْتُ وَهُمْ يَخْتَلِفُونَ أَنَّ عَامِرًا حَيْطَ عَمَلُهُ فَخِشْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ فِدَاكَ إِلَيَّ وَأُقْبِلُ زَعَمُوا أَنَّ عَامِرًا حَيْطَ عَمَلُهُ فَقَالَ كَذَبَ مَنْ قَالَهُ إِنَّ لَهُ لَأَجْرَيْنِ اثْنَيْنِ إِنَّهُ جَاهِدُكَ جَاهِدُكَ وَأَقْبِلُ قَتَلَ يَزِيدُ عَلَيْهِ رَحِمَهُ سَلَمَةَ رَوَيْتُ هُوَ كَهَمُ حَضْرَتِ صَلَواتِہِ عَلَیْہِہِ وَسَلَم کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے تو ان میں سے ایک مرد نے کہا کہ اسے عامر کہو اپنے شعروں سے کچھ سنا سو وہ راگ سے ان کو ہانکنے لگا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کون ہے یہ ہانکنے والا سرود سے لوگوں نے کہا عامر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خدا تعالیٰ اس پر رحم کرے تو لوگوں نے کہا یا حضرت کیون نہیں فائدہ دیا آپ نے کہو ساتھ اُسکے یعنی کہ اُسکے مرنے کی خبر دی اگر زندہ رہتا تو ہکو اس سے فائدہ ہوتا تو اسی رات کی صبح کو شہید ہوا تو لوگوں نے کہا کہ اسکا عمل اکارت ہوا اس نے اپنی جان کو آپ مارا یعنی حرام موت ملو جو جب میں پہرا اور لوگ چرچا کرتے تھے کہ عامر کا عمل اکارت ہوا تو میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تو میں نے کہا یا حضرت میرے سامن باپ آپ کا فدا لوگوں نے گمان کیا کہ عامر کا کیا اکارت ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جھوٹ کہا نہ**

وہ قول کہا مقرر اسکے واسطے تو دوسرا ثواب ہے مقرر وہ غازی تھا اور محنت کش اور کون قتل ہے کہ اجر کو اس پر زیادہ کرے یعنی کوئی ایسا شہید نہیں ہوا جس کا ثواب عامر کی شہادت سے زیادہ ہو اور اس طریق میں یہ مذکور نہیں کہ عامر نے آپ کو کس طرح مارا تھا اور ادب میں گزر چکا ہے کہ عامر کی تلوار چھوٹی تھی سو اس نے ایک یہودی پر تلوار ماری سو انکی تلوار الٹ کر ان کے زانو پر لگی تو وہ اسی صدمے سے مر گئے اور ایک روایت میں ہے کہ انکی تلوار الٹ کر ان کو لگی اور ان کو قتل کیا اور یہی مراد ہے ترجمہ میں روایت کیا ہے اس کو اسماعیلی نے اور بخاری نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے اس طرف کہ وار دہموی ہے اسکے بعض طریقوں میں وہ چیز جو ترجمہ باب کے مطابق ہے اور اعتراض کیا ہے اس پر کرمانی نے سو اس نے کہا کہ قول اس کا ترجمہ میں کہ اسکے واسطے دیت نہیں اس باب میں بے محل ہے لائق یہ تھا کہ اس کو پہلے ترجمہ میں لانا اذامات فی الصحاح فلا دیتہ علی المزاحمین اور یہ شاید اسکے ماثلون کا تصرف ہو اور کہا ظاہر یہ ہے کہ جو اپنی کو آب مار ڈالے اسکی دیت اسکی عاقبت پر ہے سو شاید بخاری نے ارادہ کیا ہے اس قول کے ترک کا نیز کہتا ہوں کہ ہاں بخاری کی یہی مراد ہے لیکن اسکے قائل پر جو ظاہر یہ ہے پہلے ہے اور میں گمان کرتا ہوں کہ مذہب ظاہر یہ کا صحیح بخاری کی تصنیف سے پیچھے ظاہر ہوا اس واسطے کہ صحیح بخاری مشل میں تصنیف ہوئی اور اس وقت داؤد ظاہر یہ کا پیشوا طالب علم تھا بیس سال کی عمر میں اور یہہ جو کرمانی نے کہا کہ اسکے واسطے لائق پہلا باب تھا تو یہ قول اس کا صحیح ہے لیکن اس کا اس باب میں ہونا زیادہ تر لائق ہے اس واسطے کہ جو هجوم میں مرجا سکے حق میں خلاف قوی ہے اس واسطے نہیں جرم کیا اس نے ساتھ نفی دیت کے برخلاف اسکے جو اپنی جان کو مارے کہ اس میں اختلاف ضعیف ہے سو جرم کیا اس میں ساتھ نفی کے اور یہ بخاری کے تصرفات کی خوبیوں سے ہے (فتح الباری)

باب اِذَا عَضَّ رَجُلٌ رَجُلًا فَوَقَعَتْ ثَنَائَاهُ جَبَّ كَوِي كَسِي مَرْدُو دَانَتُون سَے کالے اور اسکے دانت گر پڑیں **ف** یعنی کہا اس میں کوئی چیز لازم ہے یا نہیں **حَدَّثَنَا اَدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ زُرَّارَةَ بْنَ اَدْنٰی عَنْ عِمْرَانَ بْنِ مُهْصَنٍ اَنَّ رَجُلًا عَضَّ بِكَ رَجُلٍ فَكَوْنِيْدُهُ مِنْ فِئِهِ فَوَقَعَتْ ثَنَائَاهُ فَانْحَصَمُوا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِعِضِّ احْلُ كُ اَخَاهُ كَمَا لِعِضِّ الْفَحْلُ لَادِيَةَ لَكَ** ترجمہ عمار بن حصیب سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ایک مرد کا ہاتھ کاٹا کہا یا تو اس نے اپنا ہاتھ اسکے منہ سے کھینچا تو کالے دانت گر پڑا سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس

جھگڑتے آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی جہالتا ہے اپنے
 بھائی کا ہاتھ جیسے ادھڑ جہالتا ہے تم کو خون نہا نہ ملیگا یعنی اس نے اپنی بچاؤ کے واسطے اپنا ہاتھ
 کہنچا اگر تیرا دانت گر پڑا تو وہ کیا کرے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایسی صورت میں کچھ بدلا
 نہیں اور یہی مذہب ہے سب مامون کا **حکم** ثنا ابو عاصم عن ابن جحش عن عطاء بن
 صفوان بن یحییٰ عن ابیہ قال خرجت فی غزوۃ فقص رجل فانتزعت نذیتہ
 فأبطلها الشیخی صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ علیٰ ہذا سے روایت ہو کہ میں ایک جہاد میں نکلا
 تو ایک شخص نے دو سکر کا ہاتھ کاٹا کہا یا تو اسکا دانت گر پڑا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 اسکو باطل کیا اور اسکا بدلہ نہ دلوا یا **ف** اور لیا ہے ساتھ اس قصے کے جمہور نے سو کہا انہوں
 نے کہ نہیں لازم ہے معضوض پر قصاص اور نہ دیت اس واسطے کہ وہ حملہ کرنے والے کے حکم
 میں ہے اور نہ حجت پکڑی ہے جمہور نے ساتھ اجماع کے کہ جو دو سکر پر ہتھیار اٹھا دے تاکہ
 اسکو قتل کر کے اور اس نے اسکو اپنی جان سے ہٹایا اور ہتھیار اٹھانے والے کو قتل کیا تو نہیں ہے
 کچھ چیز اور اس کے پس اس طرح نہیں ضامن ہوتا ہے اس کے دانت کا ساتھ دفع کرنے اس کے اپنی
 بیان سے کہا انہوں نے اور اگر معضوض کسی اور چیز میں اسکو زخمی کرے تو ہی اس پر کچھ لازم نہیں
 آتی اور شرط را لگان ہونے کی یہ ہے کہ معضوض یعنی کاٹا گیا اس سے در دیاوے اور یہ کہ اسکو
 اپنے ہاتھ کا خلاص کرتا بدن اس کے ممکن ہو اور اگر اس کے منہ پر مارنے یا اسکی داڑھی اکھاڑنے
 سے ہاتھ چھوڑنا ناممکن ہو تو اسکا دانت نہ اکھاڑے اور باوجود ممکن ہونے خلاصی کے اس سے
 ساتھ ہلکی بات کے اگر بہاری بات کو اختیار کرے تو وہ معاف نہیں اور شافعیہ کے نزدیک طلاق
 معاف ہو ایک وجہ میں اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اگر دفع کرے اسکو بدن اس کے تو اس پر ضمان ہے
 اور مالک سے دو روایتیں ہیں مشہور یہ ہے کہ واجب بدلہ اور جواب دیا ہے انہوں نے اس
 حدیث سے کہ احتمال ہے کہ سبب معاف ہونیکا شدت کاٹنے کی ہو نہ کہنچنا ہاتھ کا تو کاٹنے والے کے
 دانت کا گر پڑنا خود اپنے فعل سے ہو گا نہ کاٹے گئے کے فعل سے اس واسطے کہ اگر یہ ہاتھ والے کے فعل
 سے ہوتا تو اسکو ممکن تھا کہ خلاص کرتا اپنے ہاتھ کو بدن دانت اکھاڑنے کے اور نہ جائز ہوتا دفع
 کرنا ساتھ اتقل کے باوجود ہلکی چیز کے اور بعضوں نے کہا کہ یہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے اسکو دوا
 عموم نہیں اور تعقیب کیا گیا ہے اسکا ساتھ اس کے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کے بعد اسی طرح حکم کیا جیسا کہ بخاری نے اجارے میں اس حدیث کے بعد نقل کیا ہے اور بعض

ماکھیہ نے کہا کہ کلٹنے والے کا فعل اور ہے اس نے اس کے عضو کا قصد کیا تھا اور معوض کا فعل
 اور ہے سو واجب ہے کہ دونوں میں سے ہر ایک ضامن ہو دوسرے کے قصد کا جیسے ایک نے دوسرے
 کی آنکھ پوڑی اور دوسرے نے اس کا ہاتھ کاٹا اور تعقیب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ قیاس ہے نفس کے
 مقابلے میں اور وہ قاسد ہے اور کہا جیے بن عمر نے کہ اگر مالک کو یہ حدیث پہنچتی تو اس کا خلاف نہ کرتا
 اور اس حدیث میں اور کئی فائدے بھی ہیں خدا نا ہے غضب اور یہ کہ جبکو عضو او سے جہا تک
 ہو سکے اسکو مٹا دے اس واسطے کہ غصہ ہی نے اس کے دانت اکھاڑنے تک نوبت پہنچائی اس واسطے
 کہ یہ قصد یعلیٰ اور اس کے مزدور کا ہے وہ مزدور پر غصہ ہوا اور غصے سے اس کا ہاتھ کاٹا اس نے
 اپنا ہاتھ پہنچا تو اس کا دانت گر پڑا اور اگر عضو نہ ہوتا تو یہا تک نوبت نہ پہنچتی اور یہ کہ جائز ہے
 مزدور رکھنا آزاد کا خدمت کے واسطے اور کفایت محنت کے جہاد میں نہ اس واسطے کہ اس کی طرف
 سے رہے کما تقدم فی الجہاد اور اس میں پہنچانا فوجدار سی مقصدی کا ہے طرف حاکم کی اور یہ کہ
 آدمی اپنے نفس کے واسطے بدلہ لے لے اور اس میں دفع کرنا حاکم کرنے والے کا ہے اور یہ کہ جب
 نہ ممکن ہو خلاص مگر ساتھ قصد کرنے کے اس کے نفس میں یا بعضے عضویں اور وہ اسکو کرے تو وہ
 معاف ہے اور علما کو اس میں اختلاف ہے اور یہ کہ جائز ہے تشبیہ دنیا آدمی کے فعل کو چوپائے کو فعل
 سے جبکہ مقصود نفرت و لانا ہو اس فعل سے (فتح) **باب** **ع** **النَّسِیْنِ بِاللَّسِیْقِ** دانت بدے
 دانت کے **ف** کہا بن بطلان نے کہ اجماع ہے اور اکھاڑنے دانت کے بدے دانت کے
 اور باقی ہڈیوں میں اختلاف ہے سو کہا مالک نے کہ اس میں بدلہ ہے مگر جو محفوظ ہو یا ہو مانند ماموسہ
 کی اور منقلہ کی اور ہاشمہ کی اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ آیت کے اور وجہ دلالت کی اس سے
 یہ ہے کہ پہلے پیغمبروں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے جبکہ ہمارے پیغمبر کی زبان پر بدولن انکار کے
 وارد ہوا اور البتہ دلالت کی قول خدا تعالیٰ نے السن بالن اور جاری ہونے قصاص کے ہڈیوں
 میں اس واسطے کہ دانت ہڈی ہے مگر جیسے اجماع ہے کہ اس میں قصاص نہیں یا واسطے خوف مر جانے
 کے یا واسطے عدم قدرت کے مانند بر اور کہا شافعی اور لیث اور حنفیہ نے کہ نہیں قصاص ہے
 ہڈی میں سو اہانت کے واسطے کہ ہڈی کے آگے حائل ہے چمڑا اور گوشت اور ہڈی کے ساتھ
 ہم مثل ہونا دشوار ہے اور اگر ممکن ہوتا تو البتہ حکم کرتے ہم ساتھ قصاص کے ولیکن نہیں پہنچتا
 طرف ہڈی کی یہا تک کہ پہنچے اسکو جو آگے اس کے ہے جبکی قدر معلوم نہیں اور کہا طحاوی نے
 اتفاق ہے اسپر کہ سر کی ہڈی میں قصاص نہیں سو باقی ہڈیاں ہی اس کے ساتھ ملحق ہونگی اور

تعاقد کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ وہ قیاس ہے سچ مقابلے نفس کے اس واسطے کہ باب کی حدیث میں ہے کہ اس نے دانت توڑا تھا سو حکم کیا ساتھ قصاص کے باوجودیکہ توڑنے میں ہم مثل ہونا ایک طور سے نہیں ہے نہ فتح **حکم** **ثَنَا الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ ابْنَ النَّظَرِ لَطَمَتْ جَارِيَةً فَكَسَرَتْ ثَنِيَّتَهَا فَأَتَوْا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَصَّ بِالْقَضَاءِ** ترجمہ انس سے روایت ہے کہ نصر کی بیٹی نے ایک لڑکے کو طمانچہ مارا اور اسکا دانت توڑ ڈالا اسکے مالک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قصاص کا حکم کیا یعنی دانت کے بدلے دانت توڑا جاوے **ف** ایک روایت میں ہے کہ کتاب اسکی قصاص ہے یعنی حکم اللہ کا قصاص ہے یا حکم کتاب اللہ کا قصاص ہے اور بعضوں نے کہا کہ یہ اشارہ ہے خدا تعالیٰ کے اس قول کی طرف **وَالْبَحْرُوحُ** قصاص اور بعضوں نے کہا کہ السن بالسن کی طرف بنا ہوا اسکے کہ شرع پہلے پیغمبروں کی ہمارے واسطے شرع جنت تک کہ نہ وارد ہوا سمین و چیز جو اسکی نسخ ہوا اور ایک روایت میں ہے کہ انس نے قسم کھائی کہ اسکا دانت نہیں توڑا جاوے گا سو اس لڑکے کے مالک دیت پر راضی ہوئے اور دیت قبول کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بعضے بندے اللہ تعالیٰ کے ایسے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ کے پھر دے سے پر کسی کام پر قسم کہا بیٹھیں تو خدا تعالیٰ انکی قسم کو سچا کر دیوے اور اگر کوئی کہے کہ انس نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر انکار کیوں کیا تو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ انکار نہیں بلکہ یہ اشارہ ہے طرف تاکید کی سچ طلب شفاعت کے یعنی انکے مالکوں کے پاس سفارش کریں تاکہ دیت کو قبول کر لیں اور بعضوں نے کہا کہ مراد انکار محض نہیں بلکہ کہا اسکو انس نے واسطے توقع اور امید کے اللہ تعالیٰ فضل سے کہ مدعیوں کے دل میں صلح ڈالے تاکہ وہ قصاص سے درگزر کر کے دیت قبول کر لیں اور ساتھ اسکے جرم کیا ہے طبعی ہے کہ مراد حکم کار دکرنا نہیں بلکہ نفی کرنی ہے اسکے وقوع کی سبب اس چیز کے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے لطف سے ساتھ اسکے سچ کاموں اسکے کے اور اعتماد کرنے سے اسکے فضل پر کہ نہ محروم کرے اسکو حسین اس نے اسکی قسم کھائی اور اس حدیث میں جواز قسم کا ہے اسمین جبکہ واقع ہو نیک گمان ہو اور ثنا اُس پر جسکے واسطے یہ واقع ہو جسکے فتنے سے امن ہو اور تحب ہونا عفو کا ہے قصاص سے اور شفاعت کرنا عفو میں اور یہ کہ اختیار قصاص یا دیت کا مستحق کے واسطے ہے مستحق علیہ پر اور ثابت کرنا قصاص کا عورتوں میں نہ خون میں اور دانتوں میں اور اسمین صلح کرنا ہے دیت پر اور جاری ہونا قصاص کا سچ توڑنے دانت کے

اور محل اسکا وہ ہے جیکہ ممکن ہو ہم مثل ہونا کہ سوہن کے ساتھ اسکا اتنا دانت کاٹا جاوے (فتح)

باب دیتہ الاصابہ انگلیوں کے دیت کا لینے کیا سب برابر ہیں یا مختلف ہیں **کَلَّ شَتَا**
اَدَمُ قَالَ خَلَّ شَتَا شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ هَذِهِ وَهَذِهِ سَوَاءٌ يَخْتَصِمُ الْخِنْصَرُ وَالْإِبْهَامُ ثُمَّ جَمَعَ ابْنُ عَبَّاسٍ سے روایت ہے
 کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اور یہ برابر ہے چھنگلی اور انگوٹھا خونہا میں برابر ہے
ف یعنی دیت سب انگلیوں میں برابر ہے چھوٹی ہو یا بڑی یا تھون کی ہو یا پاؤں کی اور
 آدمی کا پورا خونہا ہزار دینا یا دس ہزار درہم یا سو اونٹ ہے اور ایک انگلی کا خون بہا دسوان
 حصہ ہے پوری دیت کا لینے سو دینا یا ہزار درہم یا دس اونٹ کہا ترمذی نے کہ عمل اسٹی ہو نزدیک
 اہل علم کے اور یہی قول ہے ثوری اور شافعی اور احمد اور اسحاق کا اور یہی قول ہے تمام شہرہوں
 کے فقہاء کا اور قدیم زمانہ میں اسمین اختلاف تھا اور عمر رضی سے روایت ہے کہ انگوٹھے میں پندرہ اونٹ
 اور بنصرین نو اور خنصر میں چھ اور سبابہ اور وسطے میں دس دس اور موطا مالک میں ہے کہ جو نامہ
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمر بن حزم کے واسطے دیتوں میں کہا تھا اسمین کہ دس انگلیوں
 میں سو اونٹ ہیں اور ایک ہاتھ میں پچاس اونٹ ہیں اور ایک پیر میں پچاس اونٹ ہیں اور ہر
 انگلی میں دس اونٹ ہیں اور شعبی سے روایت ہے کہ میں شریح کے پاس تھا سولہ کے پاس ایک
 مرد آیا سو اس نے کہا شریح سے پوچھا شریح نے کہا کہ ہر انگلی میں دس اونٹ ہیں تو اس نے کہا
 سبحان اللہ کیا یہ اور یہ انگوٹھا اور چھنگلی برابر ہیں تو شریح نے کہا تیری کم غبی مقرر سنت نے قیاس
 کو منع کر دیا ہے یعنی سنت کے ہو قبیل کہ ناسخ ہے سنت کی پیروی کر اور بدعت نہ نکال خطابی نے
 کہا کہ انگلیوں اور دانتوں کے دیت باعتبار اشتراک ہے اسم میں نہ باعتبار معنی کے اور کہا کہ یہ
 حدیث اصل ہے ہر تصور میں جبکی کمیت اور انداز ضبط نہ ہو سکے اس واسطے کہ انگلیوں کا حال اور
 نفع اور قوت مختلف ہے اور انکی دیت برابر ہے اور اس طرح دانتوں کا حال بھی مختلف ہے
 اور انکی دیت برابر ہے اور اس طرح ان زخموں کا حال ہے جو ہڈی کھول دیوں کہ وہ مختلف ہیں
 اور انکی دیت برابر ہے (فتح) **باب** اِذَا أَصَابَ قَوْمٌ مِنْ رَجُلٍ هَلْ يُعَاقَبُ أَوْ يُقْتَلُ
مِنْهُمْ كُلُّهُمْ جب قتل کرین یا زخمی کرین ایک جماعت ایک شخص کو تو کیا واجب ہے قصاص یا نہ
 سب پر یا سب میں ہے ایک پر تا کہ اس سے بدل لایا جاوے اور باقی لوگوں سے جو اس کے ساتھ شریک
 ہوں دیت لی جاوے **ف** اور مراد ساتھ عقاب کے اس جگہ مکافات ہے اور نہ سب یا دانتا

کیا ہے بخاری نے ابن سیرین کے قول کی طرف کہ اگر دو آدمی کسی شخص کو ماریں تو ایک کو قتل کیا جاوے اور دوسرے سے دیت لی جاوے اور حیب زیادہ ہوں تو باقی دیت ان پر تقسیم کی جاوے مثلاً اگر دس آدمی ملکر ایک شخص کو قتل کریں تو ایک کو قتل کیا جاوے اور باقی نو آدمیوں سے نوان حصہ دیت کا لیا جاوے اور شعبی سے ہے کہ قتل کرے جسکو انہیں سے چاہے اور باقی لوگوں سے معاف کرے اور بعض سلف سے ہے کہ ساقط ہوتا ہے قصاص اور متعین ہوتی ہے دیت یہ اہل ظاہر محکی ہے اور معاویہ اور زہری اور ابن ربیع سے بھی ابن سیرین کے قول کے موافق آیا ہے اور جمہور کی حجت یہ ہے کہ جان حصی حصی نہیں ہو سکتی ہے سو نہیں ہوگا نابود ہونا جان کا ساتھ فعل بعض کے سوا بعض کے اور ہر ایک انہیں سے قاتل ہوگا اور اسی طرح اگر سب ملکر تھیراٹھا کر کسی مرد کو ماریں اور وہ اُس سے مر جاوے تو گویا سب اُسکو اٹھا یا بر خلاف اُسکے کہ روٹی کے کھانی میں شریک ہوں اس واسطے کہ روٹی ٹکڑے ٹکڑے ہو سکتی ہے ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی (نعم) وَقَالَ مَطْرِبٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ فِي رَجُلَيْنِ شَهِدَا عَلَى رَجُلٍ أَنَّهُ سَرَقَ فَقَطَعَهُ عَلَى ثَمٍّ جَاءَ ابْنُ خُزَّالٍ قَالَ أَخْطَا نَا فَابْطَلْ شَهَادَتُهُمَا وَآخِذْ بِدِيَرَةِ الْأَوَّلِ وَقَالَ كُنَّا لَعَلَّتُ أَنْتُمَا لَعَلَّتُمَا لَقَطَعْتُمَا ترجمہ اور کہا مطرف نے شعبی سے ان دو مردوں کے حق میں جنہوں نے گواہی دی ایک مرد پر کہ اُس نے چوری کی تو علی مرتضیٰ نے اُسکا ہاتھ کاٹا پھر دونوں اور شخص کو لاسے تو دونوں نے کہا کہ ہم سے خطا ہوئی گواہی دینے میں اول پر یہ ہے جس نے چوری کی تو علی مرتضیٰ نے دونوں کی شہادت کو باطل کیا اور اول کی دیت لی یعنی دوسرے پر انکی گواہی قبول نہ کی اور دونوں سے پہلے کی دیت لی اور فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ تم نے جان بوجہ کر یہ گواہی دی ہے تو تم دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالتا دیتا (نعم) قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَ لِي ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عَلِيًّا مَّا قُتِلَ غَيْلَةً فَقَالَ عُمَرُ لَوْ أَشْرَكَ نِيهَا أَهْلُ صَنْعَاءَ لَقَتَلْتُهُمْ وَقَالَ مُغِيرَةُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَرْبَعَةً قَتَلُوا صَبِيًّا فَقَالَ عُمَرُ مِثْلُكَ مُرَحِمٌ ابْنُ عُمَرَ مِنْ رِوَايَتِهِ ہے کہ ایک لڑکا پوشیدہ مارا گیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر صنعا والے سب اس میں شریک ہوتے تو میں سب کو قتل کرتا اور کہا معیر نے اپنے باپ سے کہ چار شخصوں نے ایک لڑکے کو قتل کیا تو اُسکی وفات یہ واقعہ صنعا کا ہے کہ ایک عورت نے اپنے بیٹے کو چند شخصوں سے جو اُسکے پیار تھے قتل کروایا اور اُسکا خاوند کہیں چلا گیا ہوا تھا تو یہ خبر عمر فاروق کو پہنچی تب انہوں نے یہ کہا وَاَقَادَ ابْنُ مَكْبُورٍ وَابْنُ الزَّيْدِ وَعَلِيُّ وَسُوَيْدُ بْنُ مَقْرِنٍ مِنْ لَطَمَةٍ وَاَقَادَ عُمَرُ مِنْ

والہ وسلم نے بطور قصاص کے کیا تھا نہ بطور تادیب کے اور یہ محبت ہے اس کے واسطے جو کہتا ہے
 کہ طمانچہ اور کوڑے کا بدلہ لایا جاوے اور قصاص قتل میں یہ حدیث ظاہر نہیں اور جواب دیا ہے ابن
 مسیر نے ساتھ اس کے کہ یہ استفادہ ہے جاری کرنے قصاص کے سے حقیر چیزوں میں اور جب تک
 قصاص سے تادیب کی طرف عدل نہیں کیا جاتا تو اسی طرح لائق ہے کہ جاری ہو قصاص سب
 لوگوں پر جو قتل میں شریک ہوں برابر ہے کہ تھوڑے ہوں یا بہت اس واسطے کہ حصہ ہر ایک کا
 ان میں کبیرہ گناہ ہے پس کس طرح نہ جاری ہوگا اس میں قصاص (فتح) **باب القسامۃ**
 یا بقیہ قسامت کے بیان میں **ف** قسامت کی معنی میں قسم کھانا مقتول کے ولیوں کا جبکہ
 دعویٰ کریں خون کا یا خیر خون کا دعویٰ کیا گیا وقال الاشعث بن قیس قال لی النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم شاہد اک او یملینہ ترجمہ اشعث بن قیس سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تیرے دو گواہ چاہئیں یا قسم اُسکی یہ ایک ٹکڑا ہے ایک حدیث کا جو پہلو
 گزیدہ چکی ہے **ف** اور اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ ذکر کرنے اس کے کہ اس طرف کہ سعید
 بن عبید کی حدیث کو یا بین ترجیح ہے کہ قسامت میں پہلے مدعا علیہم کو قسم دیجاوے کہ سیاتی
 انشاء اللہ تعالیٰ (فتح) وقال ابن ابی ملیکۃ لکم یقین بھامعویۃ ترجمہ اور کہا ابن ابی ملیکہ
 نے کہ نہیں بدل لیا تھا اُس کے یعنی قسامت کے معاویہ نے **ف** اور عبداللہ بن زبیر نے اُسکی ساتھ
 بدل لیا ہے (فتح) اور ایک روایت میں ہے کہ سعید بن عاص معاویہ کی حکم سے مقتول کے وارثوں
 سے پچاس آدمی سے قسم لی پہر قاتل کو اُن کے حوالے کر دیا (فتح) وکتب عمر بن عبد العزیز
 الی عدی بن اڑکھاۃ وکان اخص علی البصرۃ فقتل ووجد عند بیتی من بیوت السکاکین
 ان وجد اخصایہ بکتیۃ والا فلا تظلم الناس فان هذا لا یقضے فیہ الی یوم القیمۃ
 ترجمہ اور لکھا عمر بن عبدالعزیز نے عدی کی طرف اور اُسکو بصرہ پر حاکم کیا تھا ایک مقتول کے
 حق میں جو ردغن فرزندوں کے ایک گہر پاس پایا گیا کہ اگر اُس کے ساتھی یعنی اُس کے وارث گواہ یا بین
 تو نبہا والا لوگوں پر ظلم نہ کرنا اس واسطے کہ نہیں حکم کیا جاتا ہے اُس میں قیامت تک **ف** اور ایک
 روایت میں ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے قسامت میں بدلایا ہو اور شاید جب وہ مدینے پر حاکم تھے
 اُس وقت نہ لیا ہوگا پہر جب خود خلیفہ ہوئے تو قسامت کا بدل لایا اور عمر بن عبدالعزیز سے پہلے
 سالم بن عبداللہ نے قسامت سے انکار کیا سو ابن منذر نے اُس سے روایت کی ہے کہ
 کہتا تھا خرابی ہے اُس قوم کے واسطے جو قسم کھاتے ہیں اُس خیر سے جکوا نہوں نے نہیں دیکھا

روایت میں کہ مجیدہ عبداللہ بن ہاشم کے پاس آیا سو اسکو دیکھا کہ قتل کیا گیا ہے اپنے بہن بھائیوں کو
 ہے سو اس نے اسکو دفنایا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ
 کیا تم قسم کھاتے ہو کہ اپنے قاتل کے مستحق ہو اور ایک روایت میں ہے کہ کیا تم مستحق ہوتے ہو اپنے قاتل
 کے خون کے ساتھ قسم پچاس آدمیوں کے اور اس میں خلاص کرتا ہے مدعیوں کا ساتھ قسم کے
 اور یہ جو کہا کہ ہم یہودیوں کی قسموں سے راضی نہیں ہوتے تو یحییٰ بن سعید کی روایت میں ہے
 کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سو بری کرینگے تمکو یہود ساتھ پچاس قسموں کے یعنی
 خلاص کرینگے تمکو قسموں سے ساتھ اسکے کہ قسم کہا وینگے اور جب انہوں نے قسم کھالی تو ختم ہو جائیگا
 جگڑا اور نہ واجب ہوگی انپر کچھ چیز اور خلاص ہوئے تم قسموں سے تو انہوں نے کہا کہ ہم کانٹوں
 کی قسمیں کس طرح لیویں انکو کچھ پروا نہیں کہ ہم سب کو قتل کریں پھر تمہیں کھالیویں اور یہ جو کہا کہ
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقے سے سوا دنٹا اسکی دیت دی تو ایک روایت میں ہے
 کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پاس سے اسکی دیت دی اور مراد اپنے پاس سے
 یہ ہے کہ بیت المال سے جو جمع تھا واسطے بہترین مسلمانوں کے اور اسکو صدقہ کہا باعتبار
 انتفاع ساتھ اسکے مفت واسطے کہ اس میں قطع کرنا جگڑے کا ہے اور اصلاح کرنا ذات البین کا
 اور بعضوں نے کہا کہ مراد زکوٰۃ کا مال ہے کہ اسکو مصالح عامہ میں خرچ کرنا جائز ہے اور استدلال
 کیا ہے اس نے ساتھ اس حدیث کے اور برابر اسکے پس مراد عنایت سے ہونا اس مال کا ہے تحت
 امر اور حکم حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور واسطے احتراز کے ہیرا نے دیت اسکے سے یہود و بارہ
 یہ فعل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بنا برتقا ضعیف کرم اور حسن سیاست حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کے ہے اور واسطے حاصل کرنے مصالحت کے اور دفع کرنے مفید کے بطور تالیف و خاص کر وقت
 دشوار ہونے وصول کے طرف استیفاق کے اور کہا عیاض نے کہ یہ حدیث ایک اصل ہے اصل
 شرع سے اور ایک قاعدہ ہے قواعد احکام سے اور ایک رکن ہے ارکان مصالح بندوں کے سے
 اور یہ ہے اسکو تمام اماموں اور سلف نے اصحاب اعدا جین اور علما امت اور فقہا شہرہوں کے
 سے حجاز والوں اور شام والوں اور کوفہ والوں سے اگرچہ اختلاف کیا ہے بظہر صورت اخذ اسکے کے
 اور ایک گروہ نے اسکے لینے میں توقف کیا ہے سو نہیں دیکھا انہوں نے قسامت کو اور نہیں
 ثابت کیا انہوں نے شرع میں ساتھ اسکے کوئی حکم اور یہ مذہب حکم بن عتیہ اور ابی قلابہ اور سالم
 بن عبداللہ اور سلیمان بن عیسا اور قتادہ اور مسلم اور ابراہیم بن علیہ کا ہے اور اسکی طرف ہے

میل بخاری کی اور گزرجی ہے اول باب میں نقل اس شخص سے جو قسامت کو مشروع نہیں جانتا اور مختلف ہے قول مالک کا اسکے مشروع ہونے میں بیچ قتل خطاکے اور جوں کے ساتھ قتل نہیں انکو اختلاف ہے عذر میں کہ کیا واجب ہے اسکی دیت یا قصاص سو ندیب اکثر حجاز والوں کا یہ ہے کہ واجب ہے قصاص جیسا اسکی شرطیں پوری ہوں اور یہ قول زہری اور ربیعہ اور ابو زناد اور مالک اور لیث اور ازہمی کا ہے اور ایک قول شافعی کا اور احمد اور اسحاق اور ابو ثور کا اور مروی ہے یہ بعض اصحاب کے مانند ابن زبیر کے اور اختلاف ہے عمر بن عبد العزیز سے کہا ابو زناد نے کہ قتل کیا ہے ساتھ قسامت کے اور اصحاب عام تھے مقررین کہتا ہوں کہ وہ ہزار آدمی ہیں انہیں سے دو مختلف نہیں میں کہتا ہوں اور یہ ابو زناد نے خارجہ سے نقل کیا ہے والا ابو زناد کا میں اصحاب کو دیکھنا بھی شایع تھا کہ قاضی نے اور ثبت انکی حدیث باب کی ہے یعنی روایت بھی بن سعید کی کہ اسکا انا صحیح طریقوں سے مدفع نہیں ہوتا اور انہیں خلاص کرنا مدعیوں کا ہضم سے جیگا انہوں نے انکار کیا اور رد کیا انکو مدعا علیہم پر اور حجت بکڑی ہے انہوں نے حدیث ابو ہریرہ سے کہ گواہ مدعی پر میں اور تم مدعا علیہم مگر قسامت اور ساتھ قول مالک کے کہ اجماع ہے اماموں کا قدیم زمانے اور پچھلے میں کہ قسامت میں پہلے مدعیوں سے شروع کیا جاوے اور کہا انہوں نے سنت ہو مستقل اور اصل بسر خود واسطے زندگی لوگوں کے اور روکنے قہری کرنے والوں کے اور مخالف ہوئی ہے قسامت مال کی دعوں کو پس بند کی گئی ہے اور اس چیز کے کہ وارد ہوئی بیچ اسکے اور ہر اصل کی پیروی کی جاوے اور اسکے ساتھ عمل کیا جاوے اور نہ چوڑی جاوے ایک سنت ساتھ دوسری سنت کے اور جواب دیا ہے انہوں نے سعید بن جبیر کی روایت سے جو باب کی حدیث میں مذکور ہے ساتھ اسکے کہ وہ ہم سے اسکے راوی سے کہ ساقط کیا ہے اس نے بری کرنا مدعیوں کا ساتھ قسم کے اس واسطے کہ ان قسم کے رد کرنے کا ذکر نہیں اور شامل ہے روایت یحییٰ کی اور زیادتی فقہ کی پس واجب ہے قبول کرنا اسکا کہا قرطبی نے کہ اصل دعاوی میں ہے کہ قسم مدعا علیہ پر ہے اور حکم قسامت کا اصل یہ ہے منفرد واسطے مشکل ہونے اقامت گواہوں کے اور قتل کے اُس میں غالباً اُس میں قائم کرنا گواہوں کا قتل پر مشکل ہے واسطے کہ قاصد قتل کا قصد کرتا ہے تنہائی کو اور انتظار کرتا ہے مقتول کی غفلت کو اور مودید ہے ساتھ اسکے روایت صحیحہ جو بخاری اور مسلم میں ہے اور جو قسامت کے سوا ہے وہ باقی ہے اپنے اصل پر نہیں ہے یہ نکلتا اصل سے بالکل بلکہ اس واسطے کہ مدعا علیہ کا تو قول معتبر ہوتا ہے واسطے قوی ہونے اسکی جانب کے ساتھ شہادت اصل

کے اسکے واسطے ساتھ برادرت کے اس چہرے کے اس چہرے کی گئی۔ اور وہ موجود ہے قسامت
 میں مدعی کی جانب میں واسطے قوی ہونے اسکی جانب کے ساتھ لوث کے جو اسکے دعوے کو قوی
 کرتا ہے کہا خیاض نے جو قائل ہیں ساتھ دیت کے انکا مذہب یہ ہے کہ پہلے مدعا علیہم سے فرما دے
 مگر شائع اور احمد سوہ قائل ہیں ساتھ قول جمہور کے کہ پہلے مدعیوں کو قسم دیکھا دے اگر وہ قسم نہ کھاؤ
 تو پھر مدعا علیہم سے اور قائل ہیں ساتھ عکس اسکے کے اہل کو ذہ اور بیت اہل بصرہ سے اور بعض
 اہل مدینہ سے اور اوزاعی سو کہا کہ گاؤں والوں میں سے پچاس آدمی قسم کھا دیں کہ مجھے اس کی کو
 قتل نہیں کیا اور نہ ہمارا قاتل معلوم ہے سو اگر قسم کھا لیں تو بری ہو جائیں تو میں اور اگر کم ہوتا
 انکے عدد سے یا انکار کریں تو مدعی لوگ قسم کھا دیں ایک مردیر اور مستحق ہو جائے میں خون کے اور اگر
 کم ہو قسامت انکی عدد سے تو اسکو اسکا بدلہ دیت دیوے اور کہا کو فیوں نے کہ اگر قسم کھا دیں تو جواب
 ہے انپر دیت اور آیا ہے یہ عمر سے اور اتفاق سے سب کا اسپر کہ نہیں واجب ہوتی ہے قسامت سنا
 مجرد دعوے دیوں کے یہاں تک کہ قرین ہو ساتھ اسکے شبہ کہ غالب ہو گمان پر حکم کرنا ساتھ اسکے اور
 شبہ یہ ہے کہ یہاں کے کہ میرا خون فلا نے کے پاس ہے اور نہ ہو ساتھ اسکے کوئی اثر یا زخم یا گواہی
 دے وہ شخص جسکی گواہی سے نصاب پوری ہو مثل ایک کی یا جماعت غیر عدول کے یا گواہی
 دیوں دو عادل ساتھ ضرب کے پہر اسکے بعد چند روز جتیا ہے پہر مر جاوے بغیر تحمل افتادہ کے کہ
 واجب ہوتی ہے اس میں قسامت نزدیک مالک اور لیث نے اور کہا شافعی نے اس تیسری صورت
 میں کہ واجب ہے اس میں قصاص اور یا مقتول پایا جاوے اور اسکے قریب وہ شخص ہو جسکے ہاتھ
 میں کہ قتل کا ہو اور اس پر مثلاً خون کا نشان ہو اور نہ موجود ہو غیر اسکا کہ واجب ہے اس میں قسامت
 نزدیک مالک اور شافعی کے اور یا شبہ یہ کہ دگر رہا ہم لڑیں اور انکے درمیان ایک مقتول پایا جاوے
 کہ اس میں جمہور کے نزدیک قسامت ہو اور یا شبہ یہ کہ کسی محلے یا قبیلے میں کوئی مقتول پایا جاوے
 سو یہ واجب کرتا ہے قسامت کو نزدیک ثوری اور اوزاعی اور ابو حنیفہ اور انکے تابعین کے
 اور نہیں واجب کرتا قسامت کو نزدیک انکے سو اس صورت کے اور شرط اسکی انکے نزدیک یہ
 کہ مقتول میں کوئی اثر پایا جاوے اور کہا داؤد نے کہ نہیں جاری ہوتی ہے قسامت مگر عہد میں
 شہر والوں پر یا پڑے گاؤں والوں پر اور وہ مقتول کے دشمن ہوں اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ ان
 میں قسامت نہیں بلکہ وہ معاف ہے اور ساتھ اسکے قائل ہے شائع مگر یہ کہ ہو مثل اس قصہ
 کی جو باب کی حدیث میں ہے واسطے موجود ہونے عداوت کے اور اسناد لال کیا گیا ہے ساتھ

اس حدیث کے اور قصاص کے قسامت میں واسطے قول حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقتول قاتل
اور دوسری روایت میں دم صاحبکم اور کہا ابن دقیق العید نے کہ استدلال ساتھ قول حضرت صلے
علیہ وآلہ وسلم کے جو دوسری روایت میں ہے فی دفع برقتہ نبی تر ہے اس واسطے کہ یہ قول حضرت صلے
علیہ وآلہ وسلم کا مستعمل ہے اس میں قاتل کو مقتول کے دیون کے حوالے کیا جاوے اور قاتل کیا گیا
ہے ساتھ اس کے کہ یہ قصہ ایک ہو اور راویوں نے اس کے الفاظ میں اختلاف کیا ہے پس نہیں متقیم ہے
استدلال کرنا ساتھ کسی لفظ کے انہیں سے واسطے نہ تحقیق ہونے اس بات کے کہ یہی لفظ صادم ہے
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور تمک کیا ہو اس نے جو قاتل ہے کہ نہیں واجب ہے مگر حدیث ساتھ
اس حدیث کے جو روایت کی تھی نے اپنی جامع میں بھی سے کہ پایا گیا ایک مقتول عرب کرد گروہ
کے درمیان تو عمر نے کہا کہ دونوں جانب کو قہاس کر دو جو گروہ اس مقتول سے قریب تر ہوں اسے پچاس قسمیں
لو اور انکو دیت لگاؤ اور اسی طرح خود عمر فاروق نے قریب تر گاہن کے لوگوں سے قسم لی اس مقتول کے
حق میں جو دو گاہن کے درمیان پایا گیا اس کے پچاس دیون سے قسم لی پھر انہر دیت کا حکم کیا اور کہا کہ تمہاری
قسمیں تمہارے خون کو بچا یا تھے قصاص معاف ہوا لیکن ایک مسلمان کا خون عیش نہیں جاوے گا
اسکی دیت پھر اور یہ کہ کہا علی رجل منہم تو اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ قسامت سوا اس کے کچھ نہیں کہ
ایک مرد پر ہونی ہے اور یہ قول احمد اور مشہور قول مالک کا ہے اور کہا جہور نے شرط ہے کہ عین پر ہور اور
کہ ایک ہو یا زیادہ ایک ہو اور اختلاف ہے کہ کیا سب کو قتل کیا جاوے یا صرف ایک کو اور اس حدیث میں ہے
کہ قسم قسامت میں نہیں ہوتی ہے مگر ساتھ جرم قاتل کے اور اسکا طریق شاید ہے اور خبر دنیا معتد
آدمی کا ہا وجود ترینے کے جو اس پر دلالت کرے اور اس میں ہے کہ جیسے قسم متوجہ ہو اور وہ اس سے انکار
کرے تو نہ حکم کیا جاوے اس پر بہانہ کہ وار دہو قسم دوسرے پر یا نہ مشہور ہے نزدیک جہور کے اور
خفیہ کے نزدیک حکم کیا جاوے بدون رد کرنے قسم کے اور یہ کہ قسامت کی قسمیں پچاس میں اور اختلاف
ہے قسم کھانے والوں کے عدد میں سو کہا شافعی نے کہ ہمیں واجب ہوتا ہے حق بہانہ کہ وار
پچاس قسمیں کہا میں برابر ہے کہ کم ہوں یا بہت یعنی اس میں یہ ضرور ہے کہ قسمیں پچاس ہوں اور یہ
ضرور نہیں کہ قسم کھانے والے بھی پچاس ہوں اور اگر اتفاق پچا آدمی ہوں تو ہر ایک آدمی ایک قسم
اور اگر کم ہوں یا بے شمار انکار کین تو باقی لوگوں سے پچاس قسمیں لی جاویں اور اگر صرف ایک ہی مرد
ہو تو پچاس بار قسم کھاوے اور حق ہوگا اور کہا مالک نے کہ اس کے ساتھ عصبوں سے کوئی جو را جاوے
اور تو پچاس سے زیادہ ہوں تو انہیں سے پچاس آدمی قسم کھاویں اور کہا لیث کہ جس کسی سے نہیں

سنا کہ وہ تین آدمیوں سے کم ہوتے ہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اوپر مقدم کرنے بڑی عمر والے کے ہم عمر ہیں جبکہ اس میں لیاقت ہو نہ اس وقت جبکہ ان میں اسکی لیاقت نہ ہو اور اسی پر محمول ہے جو باب کی حدیث میں ہے حکم مقدم کرنے بڑی عمر والے کے سے اور اس میں تائیس اور تالی ہے مقتول کے وارثوں کے واسطے نہ یہ کہ وہ حکم ہے غائبوں پر واسطے کہ نہیں مقدم ہوئی صورت دعویٰ کی غائب پر اور سو اسکے نہیں کہ واقع ہوا ہے خبر دنیا ساتھ اس خبر کے کہ واقع ہوئی اور اس سے لیا جاتا ہے کہ مجرد دعویٰ نہیں واجب کرتا ہے مدعا علیہ کے حاکم کرنے کو واسطے کہ اسکے حاضر کرنے میں ضائع کرتا ہے انکی وقت کا بغیر موجب اور اگر ظاہر ہو وہ چیز جو قویٰ اور دعویٰ کو شبہ ظاہر سے تو راجح یہ ہے کہ یہ مختلف ہر ساتھ قرب اور بعد اور شدت ضرر اور سخت اسکی کے اور یہ کہ جائز ہے گفتا کہ ناساۃ لکننے کے اور ساتھ خبر واحد کے باوجود ممکن ہونے مشانہ کے اور یہ کہ قسم کھانا بدین طلب کرتے حاکم کے بیفائدہ ہے انکا کوئی اثر نہیں ہے واسطے قول یہودیوں کے انکے جواب میں واقعہ ملنا اور یہ جو کہا انہوں نے کہ ہم یہودیوں کی قسم سے راضی نہیں تو ہمیں بعید جانتا ہے انکے قسم کو واسطے کہ انکو معلوم تھا کہ وہ جھوٹی قسم کے کھانے سے پرہیز نہیں کرتے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ دعویٰ قسامت میں ضرور ہے کہ عداوت یا کینہ یا اشتباہ ہو اور اختلاف ہی اس دعویٰ کے کٹنے میں اگرچہ قسامت کو واجب نہیں کرتا سو احمد سے دور دایت ہے اور قائل ہے ساتھ اسکے شافعی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے سپر کہ مدعی اور مدعا علیہ قسم سے انکار کریں تو واجب ہر دیت بیت المال میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ جو قسامت میں قسم کہا وہی نہیں شرط ہے کہ ہو مرد بالغ اس واسطے کہ قول حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حمین بنکم مطلق ہے اور یہی ہے قول ہے ربیعہ اور لیث اور ثوری اور اداعی اور احمد کا ہے اور کہا مالک نے کہ عورتین دعویٰ قسامت میں داخل نہیں اس واسطے کہ مفسود قسامت میں قیل ہے اور وہ عورتوں سے نہیں سنی جاتی ہے اور کہا شافعی نے کہ نہ قسم کھانے سے قسامت میں مگر ناقص بالغ اور نہیں فرق ہے اس میں درمیان مرد اور عورت کے اور کہا ابن نمیر نے کہ نہ سب بخاری کا یہ ہے کہ اس نے قسامت کو ضعیف ٹھہرایا ہے اس واسطے باب کی ابتدا میں پہلے وہ حدیثیں لایا ہے جو دلالت کرتی ہیں اس پر کہ قسم مدعا علیہ کی جانب میں ہے میں کہتا یہودیوں اور جو ظاہر ہوتا ہے میرے واسطے یہ ہے کہ بخاری نے مطلق قسامت کو ضعیف نہیں ٹھہرایا بلکہ وہ شافعی کے موافق ہے اس میں کہ نہیں ہے اس میں بدلا اور مخالف ہے اسکو اس میں کہ جو اس میں قسم کہا دے وہ مدعی ہے بلکہ اسکی رائے یہ ہے کہ روایات اس میں مختلف ہیں انصار اور یہود و مسیحی

کے حصّے میں ہیں رہو گا مختلف طرف متفق علیہ کی کہ قسم دعا علیہ پر ہے ایسا واسطی وارد کی ہے
 اس نے روایت سعید کی قسامت کے باب میں اور طریق بھی کا دوسرے باب میں (المدامہ رقم)
حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْأَسَدِيُّ
 قَالَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ مِنْ آلِ إِبْنِ قَلَابَةَ قَالَ حَدَّثَنَا
 أَبُو قَلَابَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنَ زُرَّارٍ كُنِيَ مَالِئِ النَّاسِ ثُمَّ أَذِنَ لَهُمْ قَدْ خَلَوْا
 فَقَالَ مَا تَقُولُونَ فِي الْقِسَامَةِ قَالُوا نَقُولُ الْقِسَامَةُ الْقَوْدُ بِهَا حَقٌّ وَقَدْ أَقَادَتْ بِهَا الْخُلَفَاءُ
 قَالَ لِي مَا تَقُولُ يَا أَبَا قَلَابَةَ وَنُصِبَ فِي النَّاسِ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عِنْدَكَ رُؤُسُ الْأَجْنَاءِ
 وَأَكْثَرُ الْعَرَبِ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ خَمْسِينَ مِنْهُمْ شَهِدُوا عَلَيَّ رَجُلٍ مُحْصَنٍ بِدِينِهِ أَنَّهُ قَدْ زَنَى
 لَمْ يَرَوْهُ أَكُنْتُ رُجُومَهُ قَالَ لَا قُلْتُ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ خَمْسِينَ مِنْهُمْ شَهِدُوا عَلَيَّ رَجُلٍ مُحْصَنٍ
 أَنَّهُ سَرَقَ أَكُنْتُ تَقَطُّعَهُ وَلَمْ يَرَوْهُ قَالَ لَا قُلْتُ فَوَاللَّهِ مَا قَتَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ أَحَدًا إِلَّا فِي ثَلَاثِ خِصَالٍ رَجُلٌ قَتَلَ بِحِرَّةٍ نَفْسَهُ فَقَتَلَ أَوْ رَجُلٌ زَنَى
 بَعْدَ حَصْنٍ أَوْ رَجُلٌ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَارْتَدَّ عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ الْقَوْمُ أَوْ لَيْسَ
 قَدْ حَدَّثَكَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ فِي الشَّرْقِ وَسَمَرَ الْأَعْلَى
 ثُمَّ نَبَذَهُمْ فِي الشَّمْسِ فَقُلْتُ أَنَا أَحَدُكُمْ حَدَّثَ أَنَسُ حَدَّثَ نِسَاءً أَنَّ لَقَرًا مِنْ عَمَلِي
 ثَمَانِيَةَ قَدِ مَوَّاعِلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعُوهُ عَلَى الْإِسْلَامِ فَاسْتَوْحَمُوا
 الْأَرْضَ فَسَقَمَتْ أَجْسَادُهُمْ فَشَكُوا ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 لَهُمْ أَفَلَا تَخْرُجُونَ مَعَ رَاغِبِنَا فِي إِلَيْنَا فَتُصِيبُونَ مِنْ آيَاتِنَا وَأَبْوَابِهَا فَتَصَحُّوْنَ فَقَتَلُوا
 رَاغِبِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَرِدُوا النَّعْمَ فَبَايَعُوا ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ فِي أَثَرِهِمْ فَأَذَرَهُمْ كَوَافِحِي بِهِمْ وَأَمَرَ هُمْ فَطُغِعَتْ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ
 وَسَمِرَتْ أَعْيُنُهُمْ ثُمَّ نَبَذَهُمْ فِي الشَّمْسِ حَتَّى مَاتُوا قُلْتُ وَآيُ شَيْءٍ أَشَدُّ مِمَّا صَنَعَ هَؤُلَاءِ
 ارْتَدُّوا عَنِ الْإِسْلَامِ وَتَلَّوْا وَسَرُّوا فَقَالَ عُبَيْدَةُ بْنُ سَعِيدٍ اللَّهُ إِنْ سَمِعْتُ كَالْيَوْمِ قَطُّ
 فَقُلْتُ ارْتَدُّوا عَلَى حَدِيثِي يَا عُبَيْدَةُ فَقَالَ لَا وَلَكِنْ جِئْتُ بِالْحَدِيثِ عَلَى وَجْهِهِ وَاللَّهِ لَا يَزَالُ
 هَذَا الْجَنْدُ يُخَيِّرُ مَا دَا لَ هَذَا الشَّيْخُ بَيْنَ أَظْهَرِهِمْ قُلْتُ وَقَدْ كَانَ فِي هَذِهِ السَّنَةِ مِنْ رَسُولِ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ كَلْبُ نَفْسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَتَلَ ثَوْبًا عِنْدَهُ فَخَرَجَ رَجُلٌ مِنْهُمْ
 نَبَذَ أَيْدِيَهُمْ فَقَتَلَ فَخَرَجَ ثَوْبٌ فَقَاتَلَهُمْ بِأَصَابِهِمْ يَتَسَحَّطُونَ فِي الدَّمِ ثُمَّ جَعَلُوا لِي

هَذَا حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْأَسَدِيُّ

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَاحِبِنَا الَّذِي كَانَ يُحِبُّ ثِيَابَهُ
فَخَرَجَ بَيْنَ أَيْدِينَا فَادَّخَلْنِي بِهِ يَكْتَسِبُ فِي الدِّمِّ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ بَيْنَ تَطُوتُونَ أَوْ بَيْنَ تَرُونَ قَتَلَهُ فَقَالُوا نَرَى أَنَّ الْيَهُودَ تَكْتَسِبُهُ فَأَرْسَلَ إِلَى الْيَهُودِ
قَدْ عَاهَدْتُمْ فَقَالَ بَأَنَّهُمْ قَتَلْتُمْ هَذَا قَالُوا لَا قَالَ أَتَرْضَوْنَ كَقَتْلِ خَمْسِينَ مِنَ الْيَهُودِ مَا
تَسْتَوْهُ فَقَالُوا مَا يَبَالُونَ أَنْ يَقْتُلُوا نَاَجْمَعِينَ ثُمَّ يَنْفَلُونَ قَالَ أَتَسْتَفِيقُونَ الدِّيَّةَ
بِأَيِّمَانِ خَمْسِينَ مِنْكُمْ قَالُوا مَا كُنَّا الْخَلِيفَ فَوَدَّاهُ مِنْ عُنْدِهِ قُلْتُ وَقَدْ كَانَتْ هَذِهِ
خَلَعُوا خَلِيعًا لَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَطَرِقَ أَهْلَ بَيْتِ بْنِ الْيَمَنِ بِالْبَطْحَاءِ فَاتَّهَبَهُ رَجُلٌ
مِنْهُمْ فَخَذَّ فَرَسًا بِالسَّيْفِ وَقَتْلَهُ فَجَاءَتْ هَذِهِ قَالُوا فَخَذَّ وَالْيَمَانِي فَرَعَوْهُ إِلَى عَمْرِئِ بْنِ الْمُوسِمِ
وَقَالُوا قَتَلَ صَاحِبِنَا فَقَالَ إِنَّهُمْ قَدْ خَلَعُوهُ فَقَالَ يُقْسِمُ خَمْسُونَ مِنْ هَذِهِ بِخَطْعُوهُ
قَالَ فَاقْسَمَ مِنْهُمْ لِسَعَةٍ وَارْبَعُونَ رَجُلًا فَقَدِمَ رَجُلٌ مِنْهُمْ مِنَ الشَّامِ فَسَأَلُوهُ أَنْ يُقْسِمَ
فَأَتَدَّي يَمِينَهُ مِنْهُمْ بِالْفِ ذَرَاهِمَ فَادْخَلُوا مَكَانَهُ رَجُلًا آخَرَ قَدْ دَفَعَهُ إِلَى أَخِي الْقَتْلِ
فَقَرِئَتْ يَدُهُ بِيَدِهِ قَالَ فَاذْطَلَعْنَا وَالْخَمْسُونَ الَّذِينَ أَقْسَمُوا لِحَدِّهِ إِذَا كَانَ إِشْغَلُهُ
أَخَذَ نَهْمُ السَّمَاءِ قَدْ خَلَوْا فِي غَارٍ فِي الْجَبَلِ فَاتَّهَجَمَ الْغَارُ عَلَى الْخَمْسِينَ الَّذِينَ أَقْسَمُوا
فَمَاتُوا جَمِيعًا وَأَقْلَبَ الْقَرْنَيْنِ فَاتَّبَعَهُمَا جَهَنَّمُ فَكَسِرَ رَجُلٌ مِنْ أَخِي الْقَتْلِ فَعَاشَ حَقًّا لَا
شَقَّ مَاتَ قُلْتُ وَقَدْ كَانَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ أَقَادِرَ رَجُلًا بِالْقِسَامَةِ ثُمَّ نَدِمَ
بَعْدَ مَا صَنَعَ فَأَمَرَ بِالْخَمْسِينَ الَّذِينَ أَقْسَمُوا فَمَحَا مِنْ الدِّيُونِ وَسَيَّرَهُمْ إِلَى الشَّامِ
مَرْحَمَةُ ابْنِ قَلْبَابٍ سَمِعَ رَوَايَتَهُ أَنَّ خَلِيفَةَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْغَزِيِّ نَزَلَ إِلَيْكَ دُونَ ابْنِ تَحْتِ لَوْ كُنَ كَمَا وَسَطَ
ظَاهِرٌ كَمَا يَعْنِي ابْنِي خِلَافَتِي دُونَ وَاسْ وَقْتُ شَامٍ مِّنْ تَحْلِيَةِ ظَاهِرٍ كَمَا أُسْكُو كَمَا بَاهِرٌ نَزَلَ
شَارِعَ عَامٍ كِي طَرَفٍ بِرَ لَوْ كُنَ كَوَانِي كِي اجازت دی سو کہا کہ تم قسامت میں کیلئے ہو لوگوں
نے کہا کہ قسامت کا بدلا حق ہے اور بدلا ایسا ہے ساتھ اس کے خلفائے پہرچہسے کہا کہ تو اب بولنا
کیا کہتا ہے اور مجھ کو لوگوں کو مناظرہ کے واسطے منصوب کیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تا تو میں نے
کہا اسے امیر المؤمنین تھے پچاس نوجوان کے سردار اور عرب کے شریف لوگ موجود ہیں پہلا
بتلا تو کہ اگر انہیں سے پچاس مرد گواہی دیوں کسی مرد یا سے پر جو دمشق میں ہو کہ اس نے زنا
کیا ہے جبکہ انہوں نے نہ دیکھا ہو تو کیا تو اسکو سنگسار کرے گا اس نے کہا کہ نہیں میں نے
کہا پہلا بتلا تو اگر پچاس آدمی گواہی دیوں کسی مرد پر جو حمص میں ہو کہ اس نے چوری کی

تو پہلا تو اسکا ہاتھ کاٹے گا اور حالانکہ انہوں نے اسکو نہیں دیکھا اس نے کہا نہیں میں نے کہا سوستم ہے اللہ تعالیٰ کی نہیں قتل کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی (دنازی) کو کبھی مگر تین جھلٹوں میں ایک تو وہ مرد جس نے اپنے نفس کی جنایت سو کسی کو قتل کیا سو اس کے غور قتل کیا گیا دوسرا وہ مرد جس نے بیاہ کے بعد زنا کیا تیسرا وہ مرد جس نے خدا تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کو لڑائی اور دین اسلام سے مرتد ہوا تو لوگوں نے یعنی عتبہ نے کہا کہ کیا نہیں حدیث بیان کی اس نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چوری میں ہاتھ کاٹا اور آنکھوں میں گرم سلائی پیپر کے اندھا کیا پھر انکو سورج کی گرمی میں ڈالا یعنی یہاں تک کہ مر گئے یعنی اس رخ کی یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر گناہ میں بھی قتل کرنا جائز ہے اگرچہ نہ واقع ہو کفر تو پھر ان تین جھلٹوں پر کورہ میں تو نے قتل کو کیوں منع کیا اس نے کہا کہ میں تم سے اس رخ کی حدیث بیان کرتا ہوں کہ قوم عقل اور عین کے آٹھ شخص حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسلام کی بیعت کی سو انہوں نے مدینے کی آب و ہوا کو ناموافق پایا سو ان کے بدوں میں بیماری ہوئی تو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسکی شکایت کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ کیا تم باہر نہیں نکلتے ہمارے چرانے والے کے ساتھ اس کے اونٹوں میں سو پاؤں کے دودھ اور پشاب انہوں نے کہا کیوں نہیں سوکھو اونٹوں کی طرف نکلے اور اونٹوں کا دودھ اور پشاب پیکر چٹکے ہوئے تو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اونٹ چرانے والے کو مار ڈالا اور اونٹوں کو بانگ لے چلے سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر پہنچی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلاش کرنے والے کو انکے پیچھے بھیجا سو پائے گئے اور پکڑے گئے اور پکڑے آئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم کیا ساتھ ان کے سوائے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اور انکی انگلیوں میں گرم سلائی پیپر کے انگو اندھا کیا گیا پھر انکو سورج کی گرمی میں پھینکا یہاں تک کہ مر گئے میں نے کہا اور کون چیز سخت تر ہے ان لوگوں کے فعل سے اسلام سے مرتد ہونے اور قتل کیا چرواہے کو اور چوری کی تو کہا عتبہ نے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں نے آج کی طرح کبھی یعنی جیسا تجھ سے آج سنا تو میں نے کہا اے عتبہ کیا تو میری حدیث سوانکار کرتا ہو اور مجھ کو متہم کرتا ہے اس نے کہا کہ نہیں لیکن تو نے حدیث بیان کی اپنے طوطے پر گونے اس میں کچھ کمی بیشی نہیں کی بھیک بیان کی یعنی عتبہ نے ابو قلابہ کی تعریف کی اور اس کے ضبط کا اقرار کیا اور شاید عتبہ کا گمان یہ تھا کہ جائز ہے قتل کرنا گناہ میں اگرچہ نہ واقع ہو کفر پھر حب ابو قلابہ نے

ساری حدیث بیان کی تو غصہ کو یاد آیا کہ یہی حدیث ہے جو انس رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کی تھی، قسم ہے کہ ہمیشہ پیگی یہ فوج خیرین جب تک یہ شیخ ان کے درمیان جتنا رہے گا اور البتہ اس باب میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنت وارد ہوئی ہے چند انصاری حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر داخل ہوئے اور آپ کے پاس بات چیت کی (اور شاید یہ قصہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ کا ہے) تو انہیں سے ایک مرد ان کے آگے نکلا اور قتل کیا گیا اور باقی لوگ ان کے بعد نکلے ہوئے ناگہان انہوں نے اپنے ساتھی کو دیکھا کہ لہو میں لوثا ہے سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پہرے تو انہوں نے کہا یا حضرت ہمارا ساتھی جو ہمارے ساتھ بات کرتا تھا ہمارے آگے نکلا سو ناگہان ہم نے اس کو دیکھا کہ لہو میں لوثا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے سو فرمایا کہ کس پر تمہارا گمان ہے کس نے اس کو قتل کیا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہود کو بلایا بھیجا سو فرمایا کہ کیا تم نے اس کو قتل کیا ہے انہوں نے کہا نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم راضی ہو یہود کی پچاس قسموں سے کہ انہوں نے اس کو قتل نہیں کیا تو مقتول کے وارثوں نے کہا کہ وہ نہیں پروا کرتے کہ ہم سب کو مار ڈالیں پھر تم کھاؤ دین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم مستحق ہوئے یہودیت کی اپنی پچاس قسموں سے انہوں نے کہا کہ ہم قسم نہیں کہانے کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پچاس سے اس کی دیت دی تین نے کہا اور البتہ ہذیل کے قبیلے نے جاہلیت کے زمانہ میں اپنے ایک ہم قسم سے قسم توڑی تھی سو جو ہم کیا اس نے رات کو یمن کے ایک گہروالوں پر چپ کر لیئے تاکہ ان کی کوئی چیز چورادے تو گہروالوں میں سے ایک مرد نے اس کو ادھک لیا اور تلوار سے اس کو مار ڈالا پھر ہذیل کا قبیلہ آیا سو انہوں نے یمانی کو پکڑا جس نے اس کو تلوار سے مارا تھا اور اس کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پیش کر دیا سو عمر فاروق نے اس سے قسم توڑ ڈالی ہے تو عمر فاروق نے کہا کہ ہذیل میں سے پچاس آدمی قسم کھاؤ کہ انہوں نے اس سے قسم نہیں توڑی سو انہیں سے اثنالیس آدمیوں نے جھوٹی قسم کھائی اور ایک مرد ان میں کا شام سے آیا انہوں نے اس سے کہا کہ قسم کھاؤ اس نے اپنی قسم کا بدلہ ہر درہم دیا اور قسم نہ کھائی اور انہوں نے اس کی جگہ اور مرد کو داخل کیا سو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو مقتول کے بھائی کے حوالے کیا تو اس کا ماتھہ اس کے ماتھہ سے جوڑا گیا سو ہم چلے اور وہ پچاس آدمی جنہوں نے قسم کھائی تھی یہاں تک کہ جب نخلہ ایک

یہودیوں کا گمان

سو انہوں نے کہا ہمارا گمان ہے کہ یہودیوں نے اسے قتل کیا ہے

جگہ کا نام ہے ایک دن مساتہ پر کے سے امین تھے تو مینہ برسنے شروع ہوا سو کسب بہار
 کی ایک غار میں گھس گئے سنا کہ ان گر ٹہری فاریان پچاس آدمیوں پر جنہوں نے چوٹی قسم کھائی
 تھی سو سب مار گئے اور خلاص ہوئے دو تو قرین جنگ کے ساتھ جوڑے گئے تھے یعنی بھائی مقتول کا
 اور جس نے پچاس کی گنتی پوری کی تھی سو دوسرے کی بچھے ایک بچہ لگا اور مقتول کے بھائی کا پیر
 نوڑ ڈالسا وہ ایک سال زندہ رہا پھر مر گیا اور البتہ عبدالملک بن مروان نے بدلہ لیا تھا ایک مرد
 سے قسامت میں پیر بچتا یا بعد اپنی کرب کے سو حکم کیا ساتھ پچاس آدمیوں کے جنہوں نے قسم
 کھائی تھی سو ان کا نام دفتر سے کٹا گیا اور انکو شام کی طرف جلا وطن کیا ف اور حاصل
 دستہ غار کا یہ ہے کہ قاتل نے دعوے کیا تھا کہ مقتول چور ہے اور اُسکی قوم نے اُس سے
 قسم لیڑ ڈالی ہے تو اُسکی قوم نے اس سے انکار کیا سو انہوں نے چوٹی قسم کھائی کہ ہم نے اُس سے
 قسم نہیں توڑی سہلاک کیا انکو اللہ تعالیٰ نے ساتھ حنت قسامت کے اور خلاص ہوا مظلوم
 تنہا اور ظاہر مراد ابو قلابہ کی استدلال کرنا ہے ساتھ قصے عربیوں کے واسطے اُس چیز کے
 کہ دعوے کیا ہے اُسکا اسکو حصہ سے کہ حضرت حمزہ علیہ وآلہ وسلم نے تین خصلتوں
 کے سوا کسی کو بھی قتل نہیں کیا سو اعتراض کیا گیا ساتھ قصے عربیوں کے اور قصہ کیا
 مسترض نے چوتھی قسم کے ثابت کر لیا سو گمان کیا اس نے کہ عربیوں کے قصوں میں حجت کچھ
 جواز قتل اُس شخص کے جو نہیں مذکور ہے حدیث مذکور میں اور تھا متک کرنا ساتھ اُسکے حجاج
 ظالم اور عیبہ اُسکا دوست تھا سو رو کیا اسیر ابو قلابہ نے ساتھ اُسکے حب کا حاصل یہ ہے کہ
 مظہر وہ سوا اُسکے کچھ نہیں کہ مستوجب ہو قتل کے ساتھ اس سب کے کہ انہوں نے چوٹی کو قتل کیا
 اور دین اسلام سے مرتد ہو گئے اور یہ ظاہر ہے اس میں کچھ تھا نہیں اور سوا اُسکے کچھ نہیں کہ
 استدلال کیا ہے اُس نے اوپر ترک قصاص کے قسامت میں ساتھ قصے مقتول کے نزدیک یہود
 کے کہ ان میں قصاص کا ذکر نہیں قسامت میں بلکہ اور نہ اصل قصے میں قصاص کے ساتھ تصریح
 ہے جو عمدہ ہے یا یہاں میں نہیں وار د کیا ابو قلابہ نے قصہ عربیوں کا واسطے استدلال
 کرنے کے ساتھ یہ کہ اوپر ترک قسامت کے بلکہ واسطے رو کرنے کے اسیر جو متک کرنا ہے
 ساتھ اُسکے واسطے قصاص کے قسامت میں اور اس پر قصہ غار کا سوا اشارہ کیا ساتھ اُسکے اس
 طرف کہ عادت جاری ہے ساتھ ہلاک ہونے اُس شخص کے جو قسم کھاوے قسامت میں بغیر
 حکم کے جیسا کہ واقع ہوا ہے ابن عباس کی حدیث میں اس مقتول کے قصوں کے سبب

قصاص واقع ہوئے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغمبر ہونے سے پہلے اور اس پر اس کے
 کہ ایک سال نہ گزرا کہ اٹھالیس آدمی ہر گئے جنہوں نے قسم کھائی تھی اور یہ معلوم نہیں کہ عمر فاروق
 بذیل کے قصے میں کیا حکم کیا بدالیا یا دیت کا حکم کیا اور نہیں ظاہر ہوئی میرے واسطے و جب
 ابو قتلابہ ساتھ اسکے کہ قتل نہیں مشروع ہے مگر ان تینوں میں واسطے رد کرنے قصاص کے
 قصاص میں باوجودیکہ خود مارنا جان کا ہے بدلے جان کے اور وہ داخل ہے ان تینوں میں
 اور سو اس کے کچھ نہیں کہ نزاع تو اسکے ثبوت کے طریق میں ہے (فتح) **باب من اطلع**
فی بیت قوم ففیق اعینہ فلا دیۃ لہ جو کسی قوم کے گھر میں جہانکے اور وہ اسکی آنکھ
 پھوڑ ڈالیں تو اس میں دیت نہیں **ف** حدیث باب میں اسکی تصریح نہیں کہ اسکی دیت
 نہیں لیکن اس نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کی جو اسکے بعض
 طریق میں وارد ہوئی ہے (فتح) **حدیث ثمالی ابو النعمان قال حد ثنا حماد عن**
عبد اللہ بن ابی بکر بن انس عن انس ان رجلاً اطلع فی حجر فی بعض حجر النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فقام الیہ بمشقص او مشاقص وجعل یخجلہ لیطعنہ ثم رمی
 انس سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعض کو ہر لون میں
 سوراخ سے جہانکا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکی طرف چڑی پھل او الایر لیکر آئے
 اور اسکے ساتھ داؤ کرتے لگے کہ اسکو خافل یا کر زخمی کریں **حدیث ثمالی بن سعید**
قال حد ثنا لکث عن ابن شہاب ان سہل بن سعد الساعدی نے أخبرہ ان رجلاً
اطلع فی حجر فی باب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومع رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم مذری یحک بہ راسہ فلما رآہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
لو علمت انک تنظر فی عینک قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انما جعل الاذن من قبل البصر ثم رمیہ سہل بن سعد سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر کے دروازے میں سوراخ سے جہانکا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کے پاس لوہے کی کٹھی تھی اس سے اپنے سر کو کھینچتے تھے پر جب حضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے اسکو دیکھا تو فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ تو مجھکو دیکھتا ہے تو اس سے تیری آنکھ پھوڑ ڈالتا
 سو اس کے کچھ نہیں کہ آنے کی اجازت مانگنا تو صرف نظر ہی کے سبب ہیری گئی ہے **ف**
 لینے شرع میں جو حکم ہے گھر میں داخل ہونے کی اجازت مانگنے کا تو صرف اسی واسطے کہ آدمی

حدیث ثمالی بن سعید
 قال حد ثنا لکث عن ابن شہاب ان سہل بن سعد الساعدی نے أخبرہ ان رجلاً
 اطلع فی حجر فی باب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومع رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم مذری یحک بہ راسہ فلما رآہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
 لو علمت انک تنظر فی عینک قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 انما جعل الاذن من قبل البصر ثم رمیہ سہل بن سعد سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت

کی نظر نامحرم پر نہ پڑے اور جب تو نے جہانکا تو اذن مانگنے کا کیا فائدہ ہوا معلوم ہوا کہ بیگماری
گہرین جہانکنا سخت حرام ہے **حکم ثانی** علی بن عبد اللہ قال حَدَّثَنَا سُفْيَانُ
قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ امْرَأًا أَطْلَمَ عَلَيْكَ بَغْيًا رِاذِيًا لَخَنَنْتُ فَتًى صَحَابَةً فَقَطَّاتٌ عَيْتُهُ لَمْ يَكُنْ
عَلَيْكَ جُنَاحٌ ترجمہ ابو ہریرہ رضی سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر
کوئی مرد تیرے گہرین جہانکے بدون تیری اجازت کے پہر تو اُسکو کنکرے سے مارے سو تو اُسکی
آنکھ پر پوڑ ڈالے تو تجھ پر کچھ گناہ نہ ہوگا یعنی کچھ حرج نہیں **ف** ایک روایت میں ہے کہ جو
کسی قوم کے گہرین جہانکے بدون انکی اجازت کے ٹٹانکے واسطے حلال ہے کہ اُسکی آنکھ کو پوڑ
ڈالیں اور اس میں رہے اُس شخص پر جو حمل کرتا ہے جناح کو اس جگہ گناہ پر اور مرتب کرتا
ہے اُس پر وجوب دیت کو اس واسطے کہ نہیں لازم آتا اُسکے دور ہونے سے دور ہونا دیت کا اور
وجہ دلالت کی یہ ہے کہ ثابت کرنا حلت کا منع کرتا ہے ثبوت قصاص اور دیت کو اور یہ بھی غیر
میں اس سے صریح تھا چکا ہے ابو ہریرہ رضی سے کہ جو کسی کے گہرین جہانکے بدون انکی اجازت
کے سودہ اُسکی آنکھ پر پوڑ ڈالیں تو نہیں ہے دیت اور نہ قصاص اور وہ راگن ہے اور ان
حدیثوں میں بہت فائدے ہیں باقی رکھنا سر کے ہالون کا ہے اور تربیت انکی اور رکھنا آلہ کا
جسکے ساتھ اپنی جان سے مودی جانور دن کو دفع کرے ادا اسکے ساتھ کھلی واسطے دفع کرنی
میل کے اور اس میں مشروع ہونا استیذان کا یعنی اذن مانگنا اُس سے جو بند دروازہ والے گہر
کے اندر ہوا اور منع ہے جہانکنا اُس پر سوراخ کے اندر سے اور یہ کہ مشروع ہے کرنا کنگھی کا اور
یہ کہ اجازت مانگنا نہیں خاص ہے ساتھ غیر عارم کے بلکہ مشروع ہے اُس پر خوشگاہو اگرچہ
مان ہو یا بہن اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے تیر مارنے اُس شخص کے جو جاسوسی کرے
اور اگر خفیہ سے نہ ہٹے تو جائز ہے ساتھ ثقیل کے اور یہ کہ اگر اس سے اُسکا نفس یا بعض
ملاک ہو تو وہ بدکار مالکیہ کا مذہب قصاص ہے اور یہ کہ نہیں جائز ہے قصد کرنا عین اور نہ غیر
اُسکے کا اور انہوں نے علت یہ بیان کی ہے کہ گناہ نہیں دفع ہوتا ہے گناہ سے اور جواب
دیا ہے جمہور نے کہ ما ذون فیہ جب ثابت ہو اذن تو نہیں نام رکھا جاتا ہے گناہ اگرچہ ہے
یہ فعل کہ اگر اس سے مجروح ہو تو گناہ جاتا ہے گناہ اور اتفاق ہے سب کا اور دفع کرنے کے لئے
والے کے اگرچہ مدفع کا نفس مارا جاوے اور وہ بغیر سبب مذکور کے گناہ ہے پس یہ ملحق ہے

ساتھ اسکے باوجود ثابت ہونے لفظ کے بچہ اسکے اور جواب دیا ہے انہوں نے حدیث سے
 ساتھ اسکے کہ وہ وارد ہوئی ہے بطور تغلیظ اور ڈرانے کے اور موافق ہوا ہے جمہور کو ان میں سے
 نافع اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اور اعتبار قدر اس چیز کے کہ بھینکی جاوے ساتھ کنگری
 کے جو بھینکی جاتی ہے واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حدیث میں فخذتہ سو اگر
 اسکو چتر مارے جو قتل کرے یا تیر مثلا تو تعلق بچرنا ہے ساتھ اسکے قیاس اور ایک وجہ میں
 نہیں ہے بلکہ مطلق اور اگر نہ دفع ہو مگر ساتھ اسکے تو جائز ہے اور مستثنیٰ ہے اس سے وہ شخص کہ
 اسکے واسطے اس گہر میں بی بی ہو یا محرم یا متاع سوارادہ کرے اطلاع کا اور اسکے سونخ ہے
 کنکرے مارنا اسکو واسطے شبہ کے اور بعضوں نے کہا کہ نہیں ہے اس میں کچھ فرق اور بعضوں نے
 کہا جائز ہے اگر نہ ہو گہر میں سوا حرم اسکے کے اور بعضوں نے کہا کہ جائز ہے مطلق اس واسطے کہ
 بعض حالات ایسے ہیں کہ مکروہ ہے اطلاع اور اسکے (فتح) **باب** العاقلة باب ہر عاقلہ
 کے بیان میں **ف** عاقل جمع ہے عاقل کی اور وہ دینے والا ہے دیت کا اور دیت کا نام
 عقل رکھا گیا اس واسطے کہ اونٹ باند ہے جلتے تھے ولی مقتول کے صحن میں پرہیت ہوئی
 استعمال یہاں تک کہ عقل دیت پر بولا گیا اور مرد کے عاقلہ اسکے قرابتی ہیں باپ کی طرف سے
 اور وہ عصبی اسکے ہیں یعنی چچا اور بھتیجے وغیرہ اور اٹھانا عاقلہ کا دیت کو ثابت ہے ساتھ سنت
 کے اور اجماع ہے اہل علم کا اور اسکے اور وہ مخالف ہے واسطے ظاہر اس آیت کے ولاتر وازدہ
 وزیر آخرے لیکن یہ حکم اٹھانے کا دیت کو مخصوص ہے اسکے عموم سے اس واسطے کہ نہیں
 مصلحت ہے اس واسطے کہ اگر قاتل پر دیت ڈالی جاوے تو عنقریب ہے کہ اسکے تمام مال پر کہ پورے
 خطا ہونے سے اسکو امن نہیں اور اگر دیت نہ لی جاوے تو البتہ راگناں ہو گا دم مقتول کا میں
 کہتا ہوں احتمال ہے کہ بھیدا میں یہ ہو کہ اگر صرف قاتل کو چٹی لگائی جاوے یہاں تک کہ محتاج
 ہو جاوے تو البتہ رجوع کرے گا امر طرف راہدار کے بعد محتاج ہونے کے سو پھیر لی گئی اسکے
 عصبوں پر اس واسطے کہ ایک کے محتاج ہونے کا احتمال اکثر ہے احتمال محتاج ہونے جماعت کے
 سے اور اس واسطے کہ جب یہ اس سے مکر رہا تو ہو گا ڈرانا اسکا عود سے ایسے فعل کی طرف عجات
 سے زیادہ تر باعث طرف قبول کی ڈرانے اسکے سے نفس اپنے کو اور علم نزدیک اللہ تعالیٰ کے
 اور عاقلہ الرجل اسکا قبیضہ ہے سو پہلے پہل قریب تر شاخ سے شروع کیا جاوے پھر اگر عاجز
 ہوں تو جوڑا جاوے طرف انکی جو قریب تر طرف انکی اور وہ آزاد بالغ مرد دن پر ہے جوان سے

واکہ وسلم نے اس میں ایک بردے کا حکم کیا غلام یا لونڈی ف ایک رعایت میں ہے کہ
 وہ عورت مرگئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم کیا کہ اسکی میراث اسکے بیٹوں اور خاوند
 کے واسطے ہے اور یہ کہ دیت اسکے عصبوں پر ہے اور ایک ایت میں اتنا زیادہ ہے کہ فرمایا
 دس اونٹ یا سو بکری دیوے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک غرہ دیوے غلام ہو یا لونڈی
 یا گھوڑا یا بچہ اور نقل کیا ہے ابن منذر نے طاؤس اور مجاہد اور عروہ سے کہ مراد غرہ سو غلام یا
 یا لونڈی یا گھوڑا اور کہا اہل ظاہر نے کفایت کرتی ہے وہ چیز کہ واقع ہو اس پر اسم غرہ کا اور
 غرہ دراصل کہتے ہیں اس سفیدی کو جو گھوڑے کی پیشانی میں ہوتی ہے اور حدیث میں آدمی کے
 واسطے ہی استعمال کی گئی ہے اور غرہ بولا جاتا ہے نفیس چیز پر آدمی ہو یا کچھ اور خیر ہو مرد ہو
 یا عورت اور کہا مالک نے کہ کالا لونڈی غلام جنین کی دیت میں کافی نہیں یعنی بلکہ گورے
 رنگ کا ہے اس واسطے کہ اگر غرہ میں معنی زائد نہ ہوتے تو اسکو ذکر نہ کرتے اور کہا جاتا ہے کہ
 وہ اکیلا ہوا ہے ساتھ اسکے اور تمام فقہا کہتے ہیں کہ اگر کالا غلام نکالے تو ہی جائز ہے اور جواب
 دیا ہے انہوں نے ساتھ اس وجہ کے کہ مراد معنی زائد سے یہ ہیں کہ نفیس اور قیمتی ہو سو واسطے
 تفسیر کیا ہے اسکو لونڈی یا غلام سے اس واسطے کہ آدمی سب جائداد خیر من سے اشرف و بنابر
 اسکے جہود کے قول پر کہ تر وہ چیز جو کافی ہے غلام یا لونڈی سے وہ چیز ہے جو سالم ہو عیبوں
 کہ ثابت ہوتا ہے ساتھ انکے پھیر دینا بیع میں اس واسطے کہ عیب پر چیز نہیں ہے خیار سے یعنی
 بہتر یعنی رجحان یہ ہے کہ کفایت کرتا ہے غلام اگرچہ پہنچے ساٹھ برس کی عمر کو یا زیادہ کو جب تک
 کہ نہ پہنچے طرف عدم استقلال کے ساتھ بڑھاپے کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے
 اوپر نہ واجب ہونے قصاص کے جبکہ بھارتی سے قتل کرے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے اس میں قصاص کا حکم نہیں کیا اور سوا اسکے کچھ نہیں کہ حکم کیا ہے ساتھ دیت کے
 اور جو قتل بالمشغل میں قصاص کا قائل ہے اس نے جواب دیا ہے ساتھ اسکے کہ چوب جنمو کی
 مختلف ہوتی ہے کبھی بڑی ہوتی ہے کبھی چھوٹی اور بعضی غالباً قتل کر ڈالتی ہیں اور بعضی غلام
 قتل نہیں کرتی اور مطلق ہونا مثلت کا قصاص میں تو صرف اس وقت مشروع ہے جبکہ
 واقع ہو قتل ساتھ اس چیز کے کہ غالباً قتل کر ڈالے اور اس جواب میں نظر ہے اس واسطے کہ ظاہر
 یہ ہے کہ اس میں قصاص کو تو صرف اس واسطے واجب نہیں کیا کہ ایسی چیز میں قصد قتل نہیں ہوتا
 اور شرط قصاص کی عدا اور قصد ہے اور یہ سوا اسکے کچھ نہیں کہ شبہ عمدہ ہے پس نہیں ہے محبت و

اسکے واسطے قتل یا مشغل کی اور عکس اس کی (فتح) **حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ**
حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ الْغُبَرِيِّ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ اسْتَشَارَهُمْ
فِي إِفْلَاحِ الْمَرْأَةِ فَقَالَ الْمُغِيرَةُ قُضِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْغُرَّةِ وَعَبْدُ أَوْامَةٍ قُضِيَ
بِحُجَلِ بْنِ مُسْلَمَةَ أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُضِيَ بِهِ تَرْجَمَهُ مَعِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ
 روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے مشورہ طلب کیا پھر حکم اس عورت کے جس کے پیٹ میں بچہ تھا
 اور اسکے پیٹ سے بچہ نکال دیا پھر پڑے سو معیرہ نے کہا کہ حکم کیا ہے اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 ساتھ ایک بردے کے غلام ہو یا لونڈی ہو گواہی دی محمد بن مسلمہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے اس کی موجودگی میں اس کے ساتھ حکم کیا ہے **ف** ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ عمر فاروق
 نے کہا کہ لاجو تیرے ساتھ گواہی دیوے تو محمد بن مسلمہ آیا سو اس نے اس کی گواہی دی (فتح)
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ تَشَدَّدَ النَّاسَ مِنْ بَيْعِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُضِيَ فِي الشَّقِطِ فَقَالَ الْمُغِيرَةُ أَنَا سَمِعْتُهُ قُضِيَ فِيهِ بِغُرَّةِ
عَبْدِ أَوْامَةٍ قَالَ أَتَيْتُ مَنْ يَشْهَدُ مَعَكَ عَلَى هَذَا فَقَالَ حُجَلُ بْنُ مُسْلَمَةَ أَنَا أَشْهَدُ
 علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمثل هذا ثم حمه عروه ربه سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے
 قسم کے ساتھ پوچھا کہ کون ہے جس نے سنا ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم کیا ہے بچے
 میں جو عورت کے پیٹ سے گرے تو کہا معیرہ نے کہ میں نے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 سے حکم کیا اس میں ساتھ ایک بردے کے غلام ہو یا لونڈی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لاجو گواہی دیو
 ساتھ تیرے اور اسکے تو محمد بن مسلمہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 ساتھ ایسے حکم کے **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا حُجَلُ بْنُ سَابِقٍ قَالَ حَدَّثَنَا ذَا أَلَدَةٍ**
قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَحْكُمُ تَحْتِ عُمَرَ أَنَّهُ
اسْتَشَارَهُمْ فِي إِفْلَاحِ الْمَرْأَةِ مِثْلَهُ تَرْجَمَهُ مَعِيرَةُ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مشورہ
 لیا ان سے پھر حکم اس عورت کے کہ کوئی اس کو مارے اور اسکے پیٹ سے بچہ نکال دے مثل
 اس کی **ف** کہا ابن دقیق العید نے کہ یہ حدیث اصل ہے بیچ نہایت کرنے دیت عورت
 کے پیٹ کے بچے کے اور یہ کہ واجب اس میں ایک بردہ ہے غلام ہو یا لونڈی اور یہ اس وقت
 ہے جبکہ اسکے پیٹ سے بچہ مرا ہو اگرے بسبب مار کے اور تصرف کیا ہے فقہانے ساتھ
 قید کرنے کے بردے کی عمر میں اور یہ حدیث کے مقتضی سے نہیں ہے اور مشورہ طلب کرنا

عمر کا اصل ہے بیچ سوال امام کے حکم سے جیکہ اسکو معلوم نہو یا اسکو شک ہو یا ثبوت کا ارادہ ہو اور اس میں ہے کہ بعضے خاص واقعی اکابر پر پوشیدہ رہتے ہیں اور جانتے ہیں انکو جو ان سے کم ہوں اور اس میں رد ہے مقلد پر جیکہ استدلال کیا جاوے اس پر ساتھ اس حدیث کے جو اس کے منجھ ہو اور جواب دیوے کا اگر یہ صحیح ہوئی تو مثلاً میرا امام اسکو جانتا اس واسطے کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے شخص سے اسکا پوشیدہ رہنا جائز ہے تو پھر اس سے پیچھے ہے اس سے پوشیدہ رہنا اسکا زیادہ جائز ہوگا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول عمرؓ کے کہ اس پر گواہ لا اس شخص نے جو دیگر متا ہے اعتبار عدد کو روایت میں اور شرط کرتا ہے کہ نہیں قبول ہے روایت میں کمتر دو سے جیسا کہ اکثر گواہیوں میں ہے اور یہ استدلال ضعیف ہے جیسا کہ کہا ابن دقیق العید نے کہ اس واسطے کہ مقرر ثابت ہو چکا ہے قبول کرنا ایک کی خبر کا چند جگہوں میں اور طلب کرنا عدد کا خاص خبری صورت میں نہیں دلالت کرتا ہے اور پر معتبر ہونے اس کے کہ ہر واقعہ میں واسطے جواز مانع خاص کے اس صورت میں باوجود سبب کے جو تقاضا کرے ثابت کر نیکی اور زیادتی استظهار کو خاص کر جیکہ قائم ہو قرینہ اور البتہ تصریح کی عمرؓ نے ابو موسیٰؓ کے قصے میں کہ ارادہ کیا ہے اس نے زیادہ ثبوت کا اور یہ جو کہا املاص المرۃ تو یہ صریح تر ہے اس میں ضرور ہے منفصل ہونا بچے کا مردہ اور البتہ شرط کی ہے فقہانی بیچ واجب ہونے پر دے کے جدا ہونا بچے کا پیٹ سے مر کر بسبب مار کے اور اگر جدا ہو زندہ پھر مر جاوے تو واجب ہے اس میں قصاص یا دیت پوری اور اگر اسکی مان مر گئی اور وہ جدا نہوا تو نہیں واجب ہے اس پر کوئی چیز نزدیک شافیہ کے واسطے ہونے یقین وجود بچے کے کہ ہے یا نہیں اور بنا بر اس کے کیا معتبر نفس انفصال ہے یا تحقق حصول بچے کا پیٹ میں اس میں رد قول ہیں اور ظاہر ہوتا ہے اثر اسکا جبکہ اسکا پیٹ حیرا جاوے اور اس کے پیٹ میں بچہ نظر آوے اور اس وقت جیکہ مثلاً بچے کا سر نکلے بعد مار کے اور مان مر جاوے اور وہ جدا نہوا اور ابو داؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ قال قلت غلاما قد بنت شعرہ یعنی اس نے لڑکا ڈال جس کے بال اوگے تھے سو یہ حدیث صریح بیچ انفصال کے یعنی لڑکا اس کے پیٹ سے باہر گر پڑا تھا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ حکم مذکور خاص ہے ساتھ لڑکے آزاد عورت کے اس واسطے کہ یہ قصہ اسکے حق میں وارد ہوا ہے اور البتہ تصرف کیا ہے اس میں فقہاء نے سو کہا شافیہ نے کہ واجب پہنچے لوندی کے دسواں حصہ ہوا اسکی مان کی قیمت کا جیسا کہ آزاد عورت کے بچے میں دسواں حصہ ہوا اسکی مان کی دیت کا اور اس پر کہ حکم مذکور خاص ہے

ساتھ اس کے جیسے اسلام کے ساتھ حکم کیا جاوے یعنی مسلمان کہا جاوے اور نہیں تعرض کیا اور اس
 اس بچے کے جو یہودی ہو یا نصرانی اور یہ کہ قتل مذکور نہیں جاری ہے بچے کے اور استدلال
 کیا گیا ہے ساتھ اس کے اور ذمہ تک بندی کی کلام میں اور محل مکر وہ ہونے کا وہ ہے جو طاهر تکلف
 ہو لیکن جیکہ ہو بیچ باطل کرنے کے یا حق کرنے باطل کے اور ایسے اگر ہو ساتھ انجام کے اور
 وہ حق بات ہو یا میل ح میں تو اس میں کرمیت نہیں ہے بلکہ کہی مستحب ہوتا ہے جیسا کہ ہوا میں
 اذعان مخالف کا واسطے فرمانبرداری کے اور جو بعض اوقات حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 صادر ہوا ہے تو وہ اتفاق واقع ہوا ہے واسطے بڑے ہونے بلاغت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کے نہ قصداً (فتح) باب جنین المرأة وإن العقل علی الوالد وعصبۃ
 الوالد لا علی الولد عورت کے پیٹ کا بچہ اور یہ کہ اس کی دیت والد پر ہے اور والد کے عصبون
 پر نہ ولد پر ف کہا ابن بطال نے کہ مراد یہ ہے کہ قتل کی گئی عورت کی دیت قتل کرنے والی
 عورت کے والد پر ہے اور اس کے عصبون پر تین کہتا ہوں اور قاتل کا باپ اور اس کے باپ کے
 عصبے میں سورہ مطابق ہے باب کی پہلی حدیث کے لفظ کو اور یہ کہ دیت اس عورت کے
 عصبیات پر ہے اور نیز بیان کیا ہے اس کو دوسری حدیث کے لفظ نے کہ حکم کیا کہ اس کی دیت
 اس کے عاقل پر ہے اور سو اس کے کچھ نہیں کہ ذکر کیا ہے اس کو ساتھ لفظ والد کے واسطے اشارہ
 کرنے کے طرف اس چیز کی کہ وار د ہوئی ہے قصے کے بعض طریقوں میں اور یہ جو کہا نہ ولد
 پر تو مراد یہ ہے کہ لڑکا عورت کا جبکہ نہ ہو اس کے عصبون سے تو نہیں ہے ایسے دیت اس کی
 اس واسطے کہ دیت تو عصبون پر ہے سو آذوی الارحام کے اور اسی واسطے نہیں دیت لی عاتی
 ہے ان بہایون سے جو مان کی طرف سے ہوں اور حدیث اس کو جاہتی ہے کہ جو عورت کا وہ
 ہوتا ہے ایسے اس کی دیت نہیں آتی اور ایسے ب علما کا اتفاق ہے (فتح) حدیث
 عبد اللہ بن یوسف قال حدثنا الیث عن ابن شہاب عن سعید بن المسیب عن
 ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضی فی جنین امرأۃ من بنی النجیان
 بغیرۃ عبدی او امۃ ثم ان المرأة التي قضی علیہا بالغیرۃ توفیت فقضی رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم ان میزانیہا بسنیہا ونزجہا وان العقل علی عصبۃہا
 ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم کیا ایک عورت کو
 پیٹ کے بچے میں جو قوم بنی النجیان سے تھی ساتھ ایک بری کے غلام ہو یا لونڈی پر جس

وہ حق بات ہو یا میل ح میں تو اس میں کرمیت نہیں ہے بلکہ کہی مستحب ہوتا ہے جیسا کہ ہوا میں

عصبون اس عورت کا ہے

کی حضرتین اور سفر میں سو قسٹم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ نہیں کہا بھیسو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 کبھی نہ کیوں جو بیٹے کی کہ تو نے یہ اس طرح کیوں کی اور نہ کسی چیز کے واسطے جو میں نے نہ کی کہ تو نے
 یہ اس طرح کیوں نہ کی **ف** کہا ابن بطال نے سو اس کے کچھ نہیں کہ ام سلمہ نے آزاد کی شرط کی
 اس واسطے کہ جمہور علماء کہتے ہیں کہ جو نابالغ آزاد سے یا غلام سے بدون اجازت اس کے مالک کو
 مدد لیوے کسی کام میں اور وہ دونوں اس کام سے ہلاک ہو جاویں تو وہ ضامن ہے غلام کی قیمت کا
 اور اس پر دیت آزاد کی سو وہ اس کے عصبوں پر ہے اور اس فرق میں نظر ہے اور بعضوں نے کہا
 کہ یہ فعل محمول ہے اس پر کہ وہ سب کی مان ہیں بنا براس کے پس نہیں فرق ہے درمیان آزاد اور
 غلام کے اور کہا کرمانی نے شاید غرض ام سلمہ کی آزاد کے منع کرنے سے اکرام ہے آزاد کا اور
 پہنچانا عوض کا اس واسطے کہ وہ بر تقدیر ہلاک ہونے اس کے اس عمل میں نہیں ضامن ہوتے ہیں
 اسکو برخلاف غلام کے کہ اسکا بدلہ اس پر ہے اگر ہلاک ہو اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ جائز ہے خدمت
 لینا آزاد آدمی سے اور ہسالیوں کی اولاد سے حبسین بڑی مشقت ہو اور نہ اس سے تلف کا خوف
 ہو اور نہ سبب انحرام سلمہ کی انش کے قصے سے یہ ہے کہ دونوں خدمت لینا ہے چوتھے لوگ
 سے اس کے دلی کو اذن سے اور وہ جاری ہے اور پر عرف کے جائز ہے سچ اس کے اور خاص کیا ام سلمہ
 نے غلاموں کو اس واسطے کہ عرف جاری ہے اور پر راضی ہونے مالکوں کے ساتھ خدمت لینے کی
 ان کے غلاموں سے ہلکے کام میں حبسین مشقت نہ ہو برخلاف آزادوں کے کہ نہیں جاری عادت
 ساتھ نصرت کرنے کے سچ ان کے ساتھ خدمت کے جیسا کہ عرف کیا جاتا ہے غلاموں میں اور
 اس پر قصہ انش کا سو وہ یہ ہے کہ وہ مان کی پرورش میں تھا سو اس کی مان لینے ام سلیم کی مصلحت
 دیکھی کہ انش حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کیا کیے اس واسطے کہ اس میں دنیا اور آخرت
 دونوں کا نفع ہے اور اسکا خاندان بھی اس کے ساتھ تھا سو کبھی حاضر کرنا ابو طلحہ کی طرف نسبت کیا گیا
 اور کبھی ام سلیم کی طرف اور کہا کرمانی نے کہ مناسبت حدیث کی ترجمہ یہ ہے کہ خدمت مستلزم
 ہے اعانت کو **بَابُ الْعَدْنِ جَبَّارٌ وَالْبُدْنَ جَبَّارٌ** کان کا بدلہ نہیں اور کو میں کا
 بدلہ نہیں **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ**
سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَجَّاءُ جَبَّارٌ وَالْبُدْنَ جَبَّارٌ وَالْعَدْنُ جَبَّارٌ وَفِي
الرَّكَازِ الْخُمْسُ ترجمہ ابو ہریرہ رضی سے روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

کہ جانور کے زخم کا بدلہ نہیں لینے اگر کسی کا جانور بلا تعدی مالک کے کسی کو مار ڈالے یا زخمی کرے تو اس کے مالک پر دُعا نہیں اور اگر مزدور کنواں کھودے میں مرجاوے تو بدلہ نہیں اور اسی طرح اگر مزدور کہان کھودے میں مرجاوے تو بدلہ نہیں لینے کہنا اسے بدلے پر کچھ عوض اور دُعا نہیں اور گڑے خزانے پانی میں یا پھون حصہ ہے بیت المال کا ف مراد جانور سے وہ جانور ہے جو اپنے مالک سے چھوٹ جاوے سو جو اس حالت میں نقصان کرے اس کا ڈانڈا اس کے مالک پر نہیں اور مراد کنوئیں سے قدیمی کنواں ہے جس کا کوئی مالک معلوم نہ ہو کہ اگر کوئی آدمی یا جانور اس میں گر کر مرجاوے تو کسی پر کچھ چیز اور اسی طرح اگر کوں کہو دسینے ملک میں یا بے آباد زمین اور اس میں کوئی آدمی وغیرہ گر کر مرجاوے تو اس پر کچھ بدلہ نہیں جبکہ وہ اس کا سبب ہو اور اسی طرح اگر کسی کو کنواں کھودنے کے واسطے یا کہان کھودنے کے واسطے مزدور رکھے اور کنواں یا کہان پھٹ پڑے اور مزدور بکمر جاوے تو کہنا اسے بدلے پر کچھ بدلہ اور دُعا نہیں اور جو مسلمانوں کے راہ میں یا غیر کے ملک میں کنواں کھودے اور اس میں کوئی گر کر مرجاوے تو واجب ہے بدلہ اس کا کہنا اسے بدلے کے عصیوں پر اور کفارہ اس کے مال میں اور اگر آدمی کے سوا کوئی اور چیز اس میں مرجاوے تو واجب ہے بدلہ اس کا کہنا اسے بدلے کے مال میں اور ملحق ہے ساتھ کنوئیں کے ہر گڑھ یا بنا تفصیل مذکور کے اور مراد زخم سے ہر چیز ہے جو تلف ہو خاص زخم ہی مراد نہیں بلکہ مثل ہے حکم تلف اور نقصان کو نفس میں ہو یا مال میں مخالفت کی ہے اس میں خفیہ نے سو کہا انہوں نے کہ کنواں کہنا اسے والا ضامن ہے مطلق واسطے قیاس کرنے کے اس پر جو چاہے پر سوار ہو اور نہیں جائز ہے اقتباس کرنا ساتھ نفس کے اور اسی طرح اگر مزدور رکھے کسی کو کچھ پر چڑھنے کے واسطے اور وہ کچھ سے گر کر مرجاوے تو اس کا بھی یہی حکم ہے کچھ چھانز والے پر کچھ بدلہ اور دُعا نہیں (فتح) **بَابُ الْعَجَائِزِ جَبَّارِ** جانور کے مارنے کا بدلہ نہیں **ف** اس کے واسطے جدا باب باندھا ہے اس واسطے کہ اس میں وہ تفریعات ہیں جو زیادہ ہیں کنوئیں اور کہان پر (فتح) وَقَالَ ابْنُ سَيُوثٍ كَانُوا يُضَيِّقُونَ مِنَ مَرَدِّ الْعِثَانِ تَرَجِمَهُ اور کہا ابن سیرین نے کہ نہ بدلہ لیتے تھے لوگ چوپائے کے لات مارنے سے یعنی اگر چوپایہ کسی کو لات مارے تو اس کے مالک پر اس کا تاوان نہیں اور بدلہ لیتے تھے لگام کے پیرنے سے یعنی اگر آدمی چوپا سے پر سوار ہو اور اس کی لگام کو مروڑے اور وہ اپنی پیر سے کوئی چیز تلف

کر ڈالے تو لازم ہے اس پر بدلا اور ڈانڈا سکاف اور اگر وہ بدو ان کے چہرے کے
 کسی چیز کو تلف کرے تو اس پر کچھ بدلہ نہیں (فتح) وَقَالَ تَحَادُّ لَا يُضْمَنُ مِنَ التَّحَدُّ إِلَّا أَنْ يَخْبُو
 إِنْسَانٌ الذَّاتُ مَرَجْمَةٌ اور کہا حادثے کہا نہیں بدلہ ہے اس پر لات مارنے سے مگر یہ کہ کوئی آدمی
 چوپائے کو چوکے اور چہرے بکڑی وغیرہ سے وَقَالَ تَحَادُّ لَا يُضْمَنُ مَا عَاقَبَتْ أَنْ يَخْبُو
 فَتَضَرَّبَ بِبِجْلِهَا مَرَجْمَةٌ اور کہا شرح نے نہیں ڈانڈا ہے مالک پر چوپائے کے دولتی مارنے
 کا یعنی کوئی شخص چوپائے کو مارے اور چوپایہ اسکو دولتا مارے وَقَالَ الْحَكَمُ دَحْدَادٌ إِذَا
 سَاقَ الْمَكَارِثِ سَاقًا أَعْلَى رَأْسٍ أَوْ فَكَّهَا لَأَسْتَنِي عَلَيْهِ مَرَجْمَةٌ اور حکم اور کہا کہ
 جب ہانکے کرایہ کرنے والا گدھے کو حسیہ عورت سوار سوار اور عورت گریڈے تو اس پر کچھ چیز نہیں
 یعنی اس پر بدلا اور ڈانڈا نہیں وَقَالَ الشَّيْبَانِيُّ إِذَا سَاقَ دَابَّةً فَأَتَتْهَا فَهُوَ ضَامِنٌ لَهَا
 أَصَابَتْ وَإِنْ كَانَ خَلَقَهَا مَثْرَسًا لَمْ يَضْمَنْ مَرَجْمَةٌ اور کہا شیبانی نے جب چوپا گواہانکے
 سوار کو مشقت میں لے لے یعنی اور وہ تنگ ہو کر کسی آدمی کو تلف کرے تو وہ ضامن ہے یعنی وہ
 ہے اس پر تاوان اسکا جو اس نے تلف کیا اور اگر اس کے پیچھے آرام سے معمولی چال سے چلتا ہو تو
 اس پر تاوان نہیں فَتَحَا بِنُ بَطَالٍ نے کہ فرق کیا ہے حنفیہ نے اس چیز میں کہ تلف کرے
 چوپایہ اپنے ہاتھ پاؤں سے سو کہا انہوں نے کہ اگر چوپایہ اپنے ہاتھ اور منہ سے کوئی چیز تلف
 کرے تو اسکا بدلہ واجب ہے اور اگر اپنے پیر اور دم سے کوئی چیز تلف کرے تو اسکا بدلہ نہیں سو
 بخاری نے اشارہ کیا ہے اس طرف کہ یہ قول انکار دو ہے ساتھ اس چیز کے کہ نقل کیا ہے اسکو
 کوئی گناہوں سے جو اس کے مخالف ہے اور حجت بکڑی ہے طحاوی نے اس کے واسطے ساتھ اس کے
 کہ نہیں ممکن نگہبانی پیر اور دم کے برخلاف ہاتھ اور منہ کے اور حجت بکڑی ہے اس نے ساتھ
 روایت سفیان بن حسین کے از رجل جبار یعنی پاؤں کا بدلہ نہیں اور کہا خفاط نے کہ یہ روایت
 غلط ہے اور اگر صحیح ہو ہاتھ ہی مخالف ہے ساتھ قیاس کے پاؤں پر اور ہر ایک دونوں سے مفید ہے
 ساتھ اس کے جبکہ اس کے ساتھ دالے کے واسطے چہرہ ناہوا اور نہ سبب ہونا اور احتمال ہے کہ کہا
 جاوے کہ حدیث از رجل جبار مختصر ہے اس حدیث سے العجاہ جبار اس واسطے کہ وہ ایک فرد ہے
 عجاہ کے فرد سے اور دوسرے لوگ نہیں قائل ہیں ساتھ تخصیص عموم کے مفہوم سے سو نہیں
 حجت اس کے واسطے اس کے اور کہا یہ بھی ہے کہ یہ زیادتی وہم ہے اور نزدیک حنفیہ کو خلاف
 ہے سو کہا اکثر نے کہ نہیں ضامن ہے سوار اور کہنے والا اس کے پیر اور دم میں مگر یہ کہ

اسکوراہ میں کھڑا کرے اور اسپر ہانکنے والا پیچھے سے سو بعضوں نے کہا کہ ضامن ہے اسکا جو تلف کرے اپنے ہاتھ اور پاؤں سے اس واسطے کہ لات مارنا اسکے سامنے ہے سو ممکن ہے احترام اس اور راجح نزدیک اُنکے یہ ہے کہ وہ لات مارنے سے ضامن نہیں اگرچہ اسکو دیکھتا ہو اس واسطے کہ نہیں اُسکے پاؤں پر وہ چیز جس سے اسکو منع کرے سو نہیں ممکن ہے چنانچہ اس سے برخلاف منہ کے کہ منع کرتا ہے اسکو لگام سے (فتح) **كُلُّ شَيْءٍ مُسْلِمٌ قَالِ حَلَّ شَتَا شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَجْمَاءُ عَقْلُهُنَّ جَبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جَبَارٌ وَالْبِثْرُ جَبَارٌ وَفِي الْبُكَازِ الْحُمْسُ** ترجمہ ابو ہریرہ رضی عنہ روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چوپائے کی دیت معاف ہے یعنی اُسکے تلف کا بدلہ نہیں اور جو تلف کرے اسکی دیت اور چٹی نہیں اور اگر مزدور کنعان کہو دے مین مر جاوے تو کھدوانے والے پر بدلہ نہیں اور اگر مزدور کھان کہو دے مین مر جاوے تو کھدوانے والے پر بدلہ نہیں اور اگر طے سال مین پانچواں حصہ مال کا ہے **ف** ایک روایت میں ہے کہ جانور کے زخم کا بدلہ نہیں تو ذکر جرح کا نہیں بلکہ مراد ساتھ اُسکے تلف کرنا اسکا ہے جس وجہ سے کہ ہو برابر ہے کہ زخم سے ہو یا کسی اور وجہ سے اور البتہ استدلال کیا ہے ساتھ اطلاق اُسکے کے اس لئے جو کہتا ہے کہ نہیں بدلہ ہے اسکا جو چوپایہ تلف اور نقصان کرے برابر ہے کہ تنہا ہو یا اُسکے ساتھ کوئی ہو در برابر سے کہ اسپر سوار ہو یا ہانکنے والا یا لپیٹنے والا اور یہ قول ظاہر یہ کہ ہے لیکن اگر اسکو چیرے یا لگام مڑے یا اور کسی طرح سے اسکو باعث ہو اور بٹر کاوے اور وہ اسکو تلف کر ڈالے تو اسپر بدلہ ہے اور کہا شافعیہ نے کہ اگر چوپائے کے ساتھ کوئی آدمی ہو تو واجب ہے اسپر ڈانڈ جو تلف کرے چوپایہ اپنے ہاتھ پاؤں مطلق ہر صورت مین اور ہر حال مین اور حکایت کیا ہے اسکو ابن عبد البر نے جمہور سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ نہیں فرق ہے بچہ تلف کرنے چوپائے کے کہیتی وغیرہ کورات مین اور دن مین اور یہ قول حنفیہ کا ہے اور کہا جمہور نے کہ اگر دن مین کہیتی وغیرہ کو تلف کرے تو بدلہ نہیں اور اگر رات کو اُسکے قصور سے ہو تو جاوے اور کسی کا کچھ نقصان کرے تو وہ اسکا ضامن ہے اس واسطے کہ ابو داؤد اور نسائی وغیرہ میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کسی کا جانور رات کو کسی کا نقصان کرے تو واجب ہے بدلا اسکا چوپائے کے مالک پر اور واجب ہے باغ والوں پر نگہبانی انکی دن کو اور مویشی والوں پر نگہبانی انکی رات کو اور اشارہ کیا ہے طحاوی نے کہ یہ حدیث منسوخ ہے ساتھ

حدیث باب کے اور تقاب کیا ہے اسکا علمائے کثیر احتمال سے ثابت نہیں ہوتا باوجود معلوم ہونے تاریخ کے بلکہ حدیث باب کی عام ہے اور مراد اس سے خاص ہے یعنی ایک حال میں جانور کے تلف کا بدلہ نہیں اور ایک حال میں ہے دفعہ، **باب** اِشْمَ مَنْ قَتَلَ ذِمِّيًّا غَيْرَ جُرْمٍ جو عہد و پیمان والے کافر کو مار ڈالے بغیر قصور کے اسکا گناہ **ف** یہ قید اگرچہ حدیث میں مذکور نہیں لیکن معلوم ہے شرع کے قاعدے سے اور ذمی شوبہ طرف ذمہ کے اور ذمہ کے معنی میں عہد و پیمان **حک** ثَنَا قَيْسُ بْنُ خَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاهِدَةً لَكُمْ يَكُفِّرْ رَأْسَهُ الْجَنَّةِ وَإِنْ رَجَعَهَا تَوَجَّهَ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا ترجمہ عبد السدین عمر و رضی سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو قول قرار دالی جان کو مار ڈالے گا وہ بہشت کی بونہ سونگے گا اور مقرر بہشت کی خوشبو چالیش برس کی ماہ سے معلوم ہوتی ہے **ف** معاہد اور ذمی اس کا فر کیا کہتے ہیں جو مطیع اسلام ہو اور امام نے اسکو پناہ دی ہو اور مراد ساتھ اس کے وہ شخص ہے جس سے مسلمانوں نے عہد و پیمان کیا ہو اور یہ ہے کہ عقد جزیہ پر ہو یا صلح پر یا دشنام سے یا کسی مسلمان نے اسکو امان اور پناہ دی ہو اور یہ ہے کہ بہشت کی خوشبو نہ پاویگا تو مراد ساتھ اس نفی کے اگرچہ عام ہے لیکن مراد اس سے تخصیص کرنا گناہ کسی وقت خاص کے یعنی ایک وقت خاص میں وہ بہشت کی بونہ پاویگا اس واسطے کہ دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ جو مر جاو مسلمان کی حالت میں یعنی با ایمان مر جاو اگرچہ کبیرے تائب و تائبین میں ہو تو اسکو مسلمان کہا جاتا ہے اور وہ دوزخ میں ہمیشہ نہیں بھیگا بلکہ انجام انہ کا بہشت ہو آخرین بہشت میں داخل ہوگا اگرچہ اسکو اس سے پہلے عذاب کیا جاوے اور یہ جو فرمایا کہ چالیس برس کی راہ سے تو ایک روایت میں ہے کہ ستر سال کی راہ سے اور ایک روایت میں ہے کہ پانچ سو برس کی راہ سے اور ایک روایت میں ہے کہ ہزار برس کی راہ سے تو کہا کر مانی لئے کہ مقصود مبالغہ کرنا ہے کثرت میں اور جو ظاہر ہوتا ہے میری واسطے چھ تین کے یہ ہے کہ کہا جاوے کہ چالیس سال اکثر زمانہ ہے جو پاویگا ساتھ اس کے خوشبو بہشت کی وہ شخص جو موقف میں ہے اور ستر سال اس سے زیادہ ہے یا ذکر کیا گیا ہے واسطے مبالغہ کے اور پانچ سو ہزار سال اکثر ہے اس سے اور مختلف ہے ساتھ اختلاف اشخاص اور اعمال کے سوچو پاویگا کہ دروغ و غف سے وہ انہ میں سے ہے جو پاویگا اسکو و سپہ سافت سے اس واسطے کہ ہوا نہ ہو

پاؤں کا اُسکا اور اک زیادہ ہوگا اُس سے جو اُسکو قریب پاؤں کا اور اُسکی قوت سونگھنے کی نہایت تیز ہوگی پس یہ مختلف ہے باعتبار اختلاف مراتب اور درجات کے اور کہا ابن عربی نے کہ بہشت کی خوشبو نہیں پائی جاتی ہے طبیعت سے اور نہ عادت سے اور سوا اسکے کچھ نہیں کہ پائی جاتی ہے ساتھ اُس چیز کے کہ پیدا کر گیا اللہ تعالیٰ اور اُسکی سے جو جبکہ اللہ تعالیٰ چاہے گا کہہی تو وہ اُسکو تیرہ برس کی راہ سے پاؤں کا اور کہہی پانچ سو برس کی راہ سے اور استدلال کیا ہے مہلب نے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ مسلمان جب معاہد اور ذمی کافر کو مار ڈالے تو اُس کو انکے بدلے قتل نہ کیا جاوے اس واسطے کہ حدیث میں صرف آخری منکر کو ذکر کیا ہے دنیاوی منکر کو ذکر نہیں کیا (فتح) **بَابُ لَا يُقْتَلُ الْمُسْلِمُ بِالْكَافِرِ** نہ قتل کیا جاوے مسلمان کو بدلے کافر کے **ف** اس باب میں اشارہ ہے اس طرف کہ نہیں لازم آتا ہے وعید شد سے اوپر قتل کرنے ذمی کے جو اس سے پہلے باب میں مذکور ہے یہ کہ ہر مسلمان کو اُسکے بدلے اور قصاص میں مارا جاوے جبکہ قتل کرے اُسکو مسلمان جان بوجہ کے اور یا اشارہ ہے اس طرف کہ جبکہ نہیں قتل کیا جاتا ہے مسلمان کو بدلے کافر کے تو نہیں جائز ہے اُسکے واسطے قتل کرنا ہر کافر کا بلکہ حرام ہے اُس پر قتل کرنا ذمی اور معاہد کا بغیر استحقاق کے (فتح) **حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُثَيْمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ كَالٍ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَحْفَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَلِيًّا هَلْ عِنْدَ كُمْ شَيْءٌ مِمَّا لَيْسَ فِي الْقُرْآنِ قَالَ الْعَقْلُ وَفِكَائُ الْأَسِيرِ وَالْأَقْبَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ** ترجمہ ابو جحیفہ سے روایت ہے کہ میں نے علی سے کہا کہ کیا تمہارے پاس کچھ چیز ہے جو قرآن میں نہیں کہا کہ بیان دیت کا اور چہرہ قیدی کا اور یہ کہ نہ قتل کیا جاوے مسلمان کو بدلے کافر کے **ف** یہ جو کہا کہ نہ قتل کیا جاوے مسلمان کو بدلے کافر کے تو لیا ہے اُسکو جہوہ نے کہ مسلمان کو کافر کے بدلے مارنا جائز نہیں مگر یہ کہ لازم آتا ہے مالک کے قول سے زمین میں اور جو اُسکے معنی میں ہے کہ جب قتل کرے کسی سے چھیکر یہ کہ قتل کیا جاوے اگرچہ مقتول ذمی ہو مستثنیٰ ہونا اس صورت کا عموم منع قتل مسلم کے سے بدلے کافر کے اور نہیں مستثنیٰ ہے حقیقت میں اس واسطے کہ اُسمین معنی ہیں اور وہ فساد ہے زمین میں اور مخالفت کی خفیہ نے سو کہا انہوں نے کہ قتل کیا جاوے مسلمان کو بدلے ذمی کافر کے جبکہ قتل کرے اُسکو ناحق اور نہ قتل کیا جاوے مسلمان کو بدلے مستامن کے یعنی جو بادشاہ اسلام سے امان لیکر

دارالاسلام میں تجارت وغیرہ کے واسطے آوے اور عشر دینا قبول کرے اور شعبی اور ثعلبی کی روایت ہو کہ قتل کیا جاوے مسلمان کو بدلے یہودی اور نصرانی کے سوائے مجوسی کے اور حجت یکریمی ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ مراد کافر سے اس حدیث میں وہ کافر ہے جو حرم ہو اس واسطے کہ دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے دلائل عہد فی عہدہ پس تقدیر کلام کی ہے کہ نہ قتل کیا جاوے مسلمان کو اور نہ عہد واسے کو بدلے کافر کے اس واسطے کہ یہ عطف خاص کا ہے عام پر پس یہ تقاضا کرتا ہے اسکی تخصیص کو اس واسطے کہ جس کافر کے بدلے عہد واسے کو قتل کیا جاتا ہے وہ حربی ہے نہ مساوی اسکا اور نہ اعلیٰ پس نہ باقی رہیگا جو قتل کیا جاوے بدلے عہد واسے کے مگر حربی پس واجب ہے کہ جس کافر کے بدلے مسلمان کو قتل نہیں کیا جاتا وہ حربی ہو تا کہ عطف محطوف برابر ہو جاوے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ حدیث کل طریقین سے ضعیف ہے اور نیز اصل عدم تقدیر ہے اور کلام مستقیم ہے بدین اس کے جبکہ جملہ کو متانفہ ہٹیرایا جاوے اور تائید کرتا اسکی یہ کہ حدیث صحیح میں صرف پہلے جملے کو ذکر کیا ہے اور بر تقدیر تسلیم عطف کے پس مشارکت اصل نفی میں ہے نہ ہر وجہ سے اور کہا سمعانی نے کہ نہیں صحیح ہے حل کرنا اسکا مستامن پر اس واسطے کہ عبرت ساتھ عموم لفظ کے ہے یہاں تک کہ قائم ہو۔ لیل تخصیص پر اور کہا شافعی نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ قتل کیا جاوے مسلمان کو بدلے کافر کے قصاص میں اور نہ قتل کیا جاوے عہد واسے کو جب تک کہ اسکا عہد باقی ہو اور کہا کہ جب حضرت سلمہ الد علیہ السلام نے انکو معلوم کروایا کہ ان کے اور کافروں کے درمیان قصاص نہیں تو انکو معلوم کروایا کہ اہل ذمہ اور عہد والوں کے خون انہیں حرام ہیں نا حق سو فرمایا کہ نہ قتل کیا جاوے مسلمان کو بدلے کافر کے اور نہ عہد واسے کو اس کے عہد میں اور نیز حجت یکریمی حنفیہ نے ساتھ حدیث ابن عمر کے کہ حضرت سلمہ الد علیہ السلام نے قتل کیا مسلمان کو بدلے کافر کے کہا دارقطنی نے کہ اسکا راوی ابراہیم ضعیف ہے اور کہا بیہقی نے کہ اس کے راوی نے اس میں خطا کی ہے پس نہیں حجت یکریمی جاوگی ساتھ اس چیز کے جس کے ساتھ مفرد ہو جو جائیکہ برسل ہو اور جو جائیکہ مخالف اور بر تقدیر تسلیم منسوخ ہے اس واسطے کہ حدیث باب کی لا یقتل مسلم بکافر فتح مکہ کے دن کی ہے دفعۃ الباری

باب اِذَا لَطَمَ الْمُسْلِمُ يَهُودِيًا عِنْدَ الْغَضَبِ رَوَاهُ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَبَّ سُلْمَانُ يَهُودِيٍّ كَوْغَصَتْهُ كَيْ دَقَّتْ طُلُوحُ مَارِءٍ لَعْنَةُ نَبِيِّنَ وَاجِبٌ

اسمیں قصاص جیسا کہ اہل ذمہ سے ہوا اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس طرف کہ مخالف کی رائے یہ ہے کہ طمانچہ میں قصاص ہے سو جب نہ قصاص لیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واسطے ذمی کے مسلمان سے تو اس نے دلالت کی اس پر کہ نہیں جاری ہے قصاص لیکن سارے کونے والے طمانچہ میں قصاص کو نہیں دیکھتے تو یہ اعتراض خاص ہے ساتھ اسکے جو ان میں سے اسکا قائل ہے دفعہ اردایت کیا ہے اسکو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بعض جیسا کہ احادیث انبیاء میں گزر چکا ہے موسیٰ کے قصے میں کہ یہودی نے کہا کہ میرے واسطے عہد و پیمان ہے **حَلَّ ثَنَا ابْنُ نَعِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَخْتَارُوا بَيْنَ الْأَنْبِيَاءِ** ترجمہ ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب پیغمبروں سے مجھ کو بہتر نہ کہو **حَلَّ ثَنَا ابْنُ نَعِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ لَطِمَ وَجْهَهُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ رَجُلًا مِّنْ أَصْحَابِكَ مِّنَ الْأَنْصَارِ لَطَمَ فِي وَجْهِی قَالَ ادْعُوهُ فَادْعُوهُ قَالَ لِمَ لَطَمْتَ وَجْهَهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّی مَرَدْتُ بِالْيَهُودِ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ وَالَّذِی اصْطَفَى مُوسَىٰ عَلَى الْبَشَرِ قَالَ فَقُلْتُ اَعْلَمْتُكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَذْتُ غَضَبَةً فَلَطَمْتُهُ قَالَ لَا تَخْتَارُونِ مِنْ بَيْنِ الْأَنْبِيَاءِ فَإِنَّ النَّاسَ يُصَعَّقُونَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيقُ فَإِذَا أَنَا مَعَى أَحَدٍ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرَشِ فَلَا أَدْرِیْ أَفَأَنْ قَبْلِی أَمْ مَجْزِی بِصَعْقَةِ الطَّوْرِ** ترجمہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی مرد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا کہ البتہ اُسکے منہ پر طمانچہ مارا گیا تھا سو اس نے کہا اے محمدؐ میرے اصحاب سے ایک انصاری مرد نے میرے منہ پر طمانچہ مارا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسکو بلاؤ لوگوں نے اسکو بلایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو نے اُسکے منہ پر طمانچہ کیوں مارا اس نے کہا یا حضرت میں یہودی پرگزرا تھا سو میں نے اس سے سنا کہتا تھا قسم ہے اُسکی جس نے موسیٰؑ کو سب آدمیوں سے برگزیدہ کیا یعنی موسیٰؑ سب عالم سے بہتر ہیں تو میں نے کہا کہ کیا محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی بہتر ہیں سو مجھ کو غصہ آیا تو میں نے اسکو طمانچہ مارا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا کہ ہر کو سب پیغمبروں سے بہتر اور افضل نہ کہو اس واسطے کہ لوگ قیامت کو دن پہنچ کر
ہو جاویں گے یعنی صور کے آواز سے تو اول اول میں ہوش میں آؤں گا تو ناگہان میں ہوشی کو اس
طرح پر دیکھوں گا کہ عرش کا پایہ پکڑے میں سو میں نہیں جانتا کہ موسیٰ مجھ سے پہلے ہوش میں گئے
یا کہ وہ طور کی بیہوشی کی بجائے ہو گئی **ف** اور اس حدیث میں طلب تعدد کے کی ہے مسلمانوں پر
اور اٹھانا اس کا طرف حاکم کی اور سننا حاکم کا ایک دعوے کو اور سیکھنا اس شخص کا جو نہ پہچانتا ہو حکم جو
پوشیدہ ہو اور اس کے اس سے اور کفایت کرنا ساتھ اس کے مسلمان کے حق میں اور یہ کہ فی حبیبی
بات کہ جس کا اس کو علم ہو تو جانز ہے واسطے مسلمان کے کہ اس کو اس پر تعزیر دیوے (فتح الباری)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب استنباط المعانی والمرتکبین وقوالہم تو بطلب کرنا معانی
اور مرتکبین سے اور ثنائیں **باب** انہم من اشرك بالله وعقوبتہ فی الدنیا والآخرۃ
وقال الله تعالی ان الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ وَلَئِنْ أَشْرَکْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ
الْخَاسِرِیْنَ **باب** بیچ گناہ اس شخص کے جو شرک کرے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور شر اس کی دنیا اور
آخرت میں اور خدا تعالیٰ نے فرمایا بیشک شرک بڑا ظلم ہے اور اگر تو نے شرک کیا تو تیرا کیا کار
ہو گا اور البتہ تو لوٹنا پانے والوں سے ہو گا **ف** کہا ابن بطال نے کہ پہلی آیت دلالت کرتی
ہے اس پر کہ شرک سے بڑا کوئی گناہ نہیں اور اصل ظلم کی رکھنا چیز کا ہے بیچ غیر ظلم اس کی کے یعنی
چیز کا بیچ رکھنا اور شرک اصل ہے اس کی جن پر رکھا چیز کو اپنی غیر ظلم میں اس واسطے کہ ظہیر ایا ہے
اسنے اس کے واسطے جن اس کو عدم سے وجود کی طرف نکالا مساوی اور برابر سو نسبت کیا نعمت کو ظر
غیر اس شخص کی جن نعمت عطا کی اور دوسری آیت میں خطاب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے
اور مراد اس سے آپ کی امت ہو اور ضبط مذکور مقید ہے ساتھ مرنے کے شرک پر واسطے دلیل اس
آیت کے قیمت و ہر کافر و شک حبطت اعمالہم (فتح) **کَلَّا تَنَالِحْنَا قَیْبَتُنَا** سَعِیدٌ قَالَ
کَلَّا تَنَاجِرُ عَنْ الْإِعْمَاشِ عَنْ إِِبْرَاهِیمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ
الْآیَةُ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَفُّوا عَنْ نَبِیِّهِمْ شَقِیْکَ عَلٰی أَهْلِ الْاَنْحَابِ رَسُوْلُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا اَیْنَ اَلَمْ یَلِیْسَ اَیْمَانُهُ بِظُلْمٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ اَلَمْ یَلِیْسَ بِذٰلِكَ اَلَا تَسْمَعُوْنَ لِیْ قَوْلِ ثَعْلَبَانَ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ
ترجمہ عبداللہ بن سعد رحمہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ جو لوگ ایمان لائے اور اپنے

میں ظلم کو نہ ملایا انکو قیامت میں امن امان ہے تو یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ پر بہت بھاری پڑی اور انہوں نے کہا کہ ہم لوگوں میں سے کون ایسا ہے جو اپنی جان پر کچھ ظلم اور گناہ نہیں کرتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کہ اُسکا مطلب یوں نہیں کیا گئے

تقمان کا قول نہیں سنا کہ مقرر شرک کرنا بڑا ظلم ہے **ف** ظلم بجا چیز کہنے کا نام ہے اور کفر بھی بجا کام ہے تو اصحاب ظلم کے معنی کو عام سمجھا تھا اس واسطے کہ ہر لے کہ آدمی اگر کفر اور کبیرے گناہوں سے بچے تو ہر ایک صغیرے گناہ سے نہیں بچ سکتا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس آیت میں ظلم سے مراد شرک ہو گناہ مراد نہیں جو تم کہہ رہے ہو چنانچہ حدیث کے بعض طریقوں میں ظلم کی تفسیر موجود ہے کہ مراد اُس سے شرک ہے اور اسی طرح مروی ہے ایک جماعت اصحاب اور تابعین سے اور عکرمہ سے روایت ہے کہ وہ خاص ہے اُسکے ساتھ جس نے ہجرت نہیں کی اور کہا طبری نے ٹھیک بات یہ ہے کہ وہ سارے مسلمانوں کے واسطے ہے اور کہا طبری نے واسطی رد کرنے کے اُس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ لبس کا لفظ اس بات کو انکار کرتا ہے کہ ظلم کو اس جگہ شرک کے ساتھ تفسیر کیا جاوے اس علت ہو کہ لبس کے معنی میں غلط اور وہ نہیں صحیح ہے اس جگہ اس واسطے کہ کفر اور ایمان جمع نہیں ہوتا اور جواب دیا ہے اُس نے ساتھ اس کے کہ مراد ساتھ الذین امنوا کی عام تر ہے مومن خالص وغیرہ سے اور حجت پکڑی ہے اُس نے ساتھ اس کے کہ اسم اشارہ ساتھ صلہ اپنے کے تقاضا کرتا ہے کہ اس کا مابعد من قبلہ کے واسطے ثابت ہو پس واجب ہے کہ ظلم عین شرک کا واسطے کہ اس سے پہلی آیت میں شرک کا ذکر ہے اور یہاں پر معنی لبس کے سولیس ایمان کا ساتھ ظلم کے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے وجود کی تصدیق کرے اور اس کے ساتھ اُس کے غیر کی عبادت کو ملاوے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ قول خدا تعالیٰ کا و مایومن اکثر ہم بالعدا وہم مشرکون اور پہچانی گئی ساتھ اس کے مناسبت اس آیت کے ذکر کیلئے کی مرتد کے باب میں اور اسی طرح وہ آیت جس کے باب کو شروع کیا اور یہاں پر آیت دوسری تو کہا انہوں نے کہ وہ قضیہ شرطیہ ہے نہیں مستلزم ہے وقوع کو اور بعضوں نے کہا کہ خطاب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے اور مراد امت ہے (فتح) **كُلُّ شَيْءٍ مُّسَدَّدٌ قَالَ حَلَّ شَيْءٍ مُّسَدَّدٌ** **الْمُفَضَّلُ قَالَ حَدَّثَنَا الْجَرِيرِيُّ عَنْ** **وَحَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَمْعِيلُ بْنُ** **ابِرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ الْجَرِيرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ** **قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبِرُّ الْكِبَارُ إِثْرُ الْإِشْرَافِ بِاللَّهِ وَعَقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَشَهَادَةُ**

الزُّوْرُ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ ثَلَاثًا أَوْ قَوْلُ الزُّوْرِ قَدَا زَالَ يَكُونُ مُهْلِكَةً فَلَنَالِبَتْهُ سَكَنَاتُ تَرْجَمَ
 ابو بکرہ رحمہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کبیرے گناہوں میں بہت بڑے
 گناہ یہ ہیں خدا تعالیٰ کا شریک مقرر کرنا اور مان باپ کی نافرمانی اور جھوٹی گواہی اور جھوٹی گواہی
 تین بار فرمایا یا فرمایا جھوٹی بات پر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ اُسکو مکرر کہتے رہے یہاں تک کہ
 مرنے لگتا کہ کاش حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چپ ہوتے **ف** اس حدیث کی شرح ادب میں گذر
 چکی ہے **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ بَرَاهِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا**
شَيْبَانُ عَنْ فِرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَسِيرٍ وَقَالَ جَاءَ أَخْبَرَانِي إِلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَالْكِبَايَرُ قَالَ الْإِشْرَافُ بِاللَّهِ قَالَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ
ثُمَّ عَقَوْنِي الْوَالِدَيْنِ قَالَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ إِلَيْهِ الْغَمُوسُ قُلْتُ وَمَا إِلَيْهِ الْغَمُوسُ
قَالَ الَّذِي فِي يَدَيْهِ يَقْطَعُ مَا لَمْ يَأْمُرْ بِهِ مُسْلِمٌ هُوَ فِيهَا كَاذِبٌ ترجمہ عبد اللہ بن عمرو سوسوڑی کہ کیا
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سوائس نے کہا یا حضرت کبیرے گناہ کیا ہیں فرمایا کہ خدا تعالیٰ
 کا شریک مقرر کرنا اس نے کہا پھر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر مان باپ کی نافرمانی اس نے
 کہا پھر کیا فرمایا پھر جھوٹی قسم میں نے کہا اور کیا ہے جھوٹی قسم فرمایا جو چہین بوسے مال کسی مسلمان کا جھوٹی
 قسم کھا کر **حَدَّثَنَا خَلَادُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا سَفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي**
وَائِلٍ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَخَذَ بِمَا عَمَلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ مَنْ
أَحْسَنَ فِي الْإِسْلَامِ لَمْ يَأْخُذْ بِمَا عَمِلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَنْ أَسَاءَ فِي الْإِسْلَامِ أَخَذَ بِالْأَوَّلِ
 فالآخری ترجمہ ابن مسعود رحمہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا یا حضرت کیا ہم کو مواخذہ ہو گا اس عمل کا
 جو ہم نے جاہلیت کے وقت میں کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسو اسلام میں نیکی کی اُسکو
 جاہلیت کے عمل کا مواخذہ نہیں ہو گا اور جس نے اسلام میں بدی کی تو اُسکو پہلے اور پچھلے دنوں کا مواخذہ
 ہو گا یعنی جو بدی اسلام سے پہلے کی اور جو بدی پیچھے کی **ف** کہا خطابی نے کہ ظاہر اسکا خلاف ہے
 اس چیز کا جو پیر امت کا اجماع ہے کہ اسلام پہلے سب گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور خدا تعالیٰ نے فرمایا
 کہ کہہ کافروں سے کہ اگر باز رہیں تو انکی مغفرت ہوگی پہلے گناہوں سے اور نئے اس حدیث کے ہم
 ہیں کہ کافر جب اسلام لاوے تو اُسکو مواخذہ نہیں ہوتا اُسکے گزرے گناہوں کا پھر اگر مسلمان ہووے
 نہایت بدی کرے اور سخت گناہوں پر سوار ہووے اور حالانکہ وہ اسلام پر بدستور ہووے تو سوائس کے ترجمہ
 کہ اُسکو مواخذہ ہو گا اس گناہ پر جو اس نے اسلام میں کیا اور جہر کی وجہ سے اُسکو اُس پر جو اس نے کفر کی

حالت میں بدی کی اور اسکا حاصل یہ ہے کہ اس نے تاویل کیا ہے اول مواخذہ کو ساتھ تکبیت اور رد لانے کے اور آخر کو ساتھ عقوبت کے اور اولے قول خطابی کے غیر کا ہے کہ مراد ساتھ اسارت کے حدیث میں کفر ہے اس واسطے کہ وہ نہایت ہے بدی کی اور اشد ہے گناہوں میں بہر جب مرتد ہو جاوے اور کفر پر مر جاوے تو ہوگا وہ مثل اس شخص کی جو مسلمان نہیں ہوا اسکو سب اگلے گناہوں کا عذاب ہوگا اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ وارد کرنے اس حدیث کے بعد حدیث اکبر الکبائر الشکر کے اور وارد کیا ہے ہر ایک کو ابواب المرتدین میں اور نقل کیا ہے ابن بطال نے مہلب کے کہ معنی اس حدیث باب کے یہ ہیں کہ جو نیکی کرے اسلام میں ساتھ تہادی اور ہمیشگی کرنے کے اسکی محافظت پر اور قائم ہونے کے ساتھ شرطوں اسکی کے تو نہیں مواخذہ ہوگا اسکو اس عمل کا جو کفر کی حالت میں کیا اور جزو بدی کی اسلام میں یعنی اسکے عقید میں ساتھ ترک توحید کے تو بیکرا جاوے گا ساتھ ہر گناہ کے جو پہلے کیا اور نہیں ہے اسارت اس جگہ مگر کفر واسطے اجماع کے اسپر کہ نہیں مواخذہ ہے مسلمان براس عمل کا جو اس نے کفر کی حالت میں کیا اور ساتھ اسکے جرم کیا ہے محب طبری نے اور بعضوں نے کہا کہ معنی احسان کے اخلاص ہیں جبکہ داخل ہوا وہ میں اور ہمیشہ رہنا اور اسکے موت تک اور اسارت بدکاری اسکے برخلاف ہے اس واسطے کہ اگر اسکا اسلام خالص نہ ہو تو منافق ہوگا سونہ مٹے گا اس سے جو عمل کیا اس نے جاہلیت میں پس جو اجاد گناہ ناق متاخر اسکا ساتھ اگلے کفر اسکے کے اور عذاب ہوگا اسکو سب پر اور حاصل اسکا یہ ہے کہ حمل کیا ہے خطابی نے قول اسکے کو فی الاسلام اس صفت پر جو خارج ہے اسلام کی ہایت سے اور حمل کیا ہے اسکو اس کے خیر نے اس صفت پر جو نفس اسلام میں ہے اور یہ با وجہ ہے اور امام احمد سے منقول ہے کہ جو گناہ اسلام سے پہلے کیا کرتا تھا اگر اسلام میں بھی اٹکو بدستور کرتا رہا تو اسکو ان گناہوں پر مواخذہ ہوگا اس واسطے کہ جب اس نے اصرار کیا تو اس نے توبہ نہ کی اور سو اس کے کچھ نہیں کہ توبہ تو اس نے کفر سے کی ہے پس نہ ساقط ہوگا اس سے گناہ اس نافرمانی کا واسطے اصرار کرنے اسکے کے اور یہ نقل قدح کرتی ہے خطابی کی وغیرہ کے اجماع میں اور اختلاف اس مسئلے میں مبنی ہے اسپر کہ توبہ بچانا ہو گناہ پر ساتھ الگ ہونے کے اس سے اور نیت کرنے کے کہ پھر نہ کرے گا اور کافر جب کفر سے توبہ کرے اور نہ نیت کرے کہ پھر گناہ نہ کرے گا تو نہیں ہوتا ہے اس سے نائب سونہیں ساقط ہوتا ہے اس سے مطالبہ اسکا اور جواب جہوں کی طرف سے یہ ہو کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ مسلمان کے اور ایسے کافر سو وہ ہوتا ہی اسلام سے اس دن کی طرح کہ اسکی مان لے اسکو جفا اور حدیث میں دلالت کرتی ہیں اور اس کے مانند

حدیث اسامہ کو کہ اس نے کہا کہ یہاں تک کہ میں نے آمدن کی کہ آج مسلمان ہوا ہوتا رشتہ الباری) **باب** حکم المرنین والمرتنان مرتد مرد اور عورت کا حکم یعنی کیا دونوں برابر ہیں یا نہیں بلکہ مستأبم اور ان سے توبہ طلب کرتا **ف** کہا ابن منذر نے کہ کہا جہوہ نے کہ قتل کیا جاوے مرتد عورت کو اور کہا علی بن ابی طالب نے کہ غلام بنائے عورت اور کہا عمر بن عبد العزیز نے کہ دوسری زمین سچی جاوے اور کہا ثوری نے کہ قید کی جاوے اور قتل نہ کی جاوے اور یہ قول عطا کا ہے اور کہا ابو ضیفہ رحمہ نے کہ قید کیا جاوے آزاد عورت کو اور لونڈی کے مالک کو حکم کیا جاوے کہ اسکو جبر کرے (فتح) **وَقَالَ ابْنُ عَجَلَانَ وَابْنُ عَجَلَانَ بِقَتْلِ الْمُرْتَدَّةِ وَكَاسْتِنَاخِزَمٍ** اور کہا ابن عمر اور زہری اور ابراہیم نخعی نے کہ قتل کیا جاوے مرتد عورت کو **ف** ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ اگر مرد اور عورت مرتد ہو جاوے تو ان سے توبہ طلب کی جاوے اگر توبہ کریں تو فیہا والاد ولہو کو قتل کیا جاوے اور در قطنی نے جابر رحمہ سے روایت کی ہے کہ ایک عورت مرتد ہو گئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے قتل کرینکا حکم کیا اور یہ رد کرتا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول نہیں کہ آپ نے مرتد عورت کو قتل کیا ہو (فتح) **وَقَالَ اللَّهُ كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا كَفَرُوا وَابْعَدُوا بَيْنَهُمْ إِلَى قَوْلِهِ وَاللَّيْلُ لَكُمْ الْغَالُونَ** اور خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ کس طرح ہدایت کرے گا اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو کافر ہوئے بعد ایمان اپنے کے یعنی مرتد ہوئے اس قول تک اور یہی لوگ ہیں گمراہ **ف** نسائی نے ابن عباس رحمہ سے روایت کی کہ ایک انصاری مرد مسلمان ہوا پھر مرتد ہوا پھر سچا یا سو اس نے اپنی قوم کو کہلا بھیجا تو انہوں نے عرض کیا کہ یا حضرت کیا اس کے واسطے توبہ ہے تو یہ آیت اتری اس قول تک **وَالَّذِينَ تَابُوا إِلَى اللَّهِ فَتُوبَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ وَأَشْرُؤُا لِّلَّذِينَ آمَنُوا فِي حَيَاتِهِمْ وَلَاقِيهِمْ فِي حَيَاتِهِمْ** اور خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم کہتا مانو ایک گروہ کا ان لوگوں سے جو دی گئی کتاب تو تم کو ایمان کے بعد پھر کافر دین گے **ف** کہا عکرمہ رحمہ نے کہ یہ آیت شناس بن قیس یہودی کے حق میں اتری کہ اس نے انصاریوں کو پرانی ٹرائیاں جو ان کے درمیان ہوئی تھیں یاد دلا کر بھڑکایا یہاں تک کہ قریب تھا کہ ان کے درمیان کشت خون ہو تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگر انکو نصیحت کی سو انہوں نے پہچان لیا کہ یہ شیطان کا وسوسہ ہے پھر آپس میں معاف کیا اور پھر اس حال میں کہ سننے والے اور اطاعت کرنے والے تھے اور اس آیت میں ہے اور اس آیت میں اشارہ ہے طرف تحذیر کے اہل کتاب کی دوستی سے اس واسطے کہ انکی دوستی میں خوف ہو دین ایمان کے فتنے کا (فتح) **وَقَالَ ابْنُ عَجَلَانَ**

ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ اٰمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ اٰمَنُوا كَذٰلِكَ تُكَلِّمُ الَّذِي يُغْفِرُ لَكُمْ
 وَلَا يَهْدِيكُمْ سَبِيْلًا اور خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ مقرر جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان
 لائے پھر کافر ہوئے پھر زیادہ ہو گئے کفر میں تو انکو اللہ تعالیٰ ہرگز نہیں بخشے گا اور نہ انکو راہ دکھلاوے گا
ف اور اب استدلال کیا ہے ساتھ اس نیت کو جو قابل ہے کہ زندیق کی توبہ نہ قبول کی جائے
 وَقَالَ مَنْ يَرْتَدِّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهِ فَنُؤْفِكْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِي يَقُوْمُ بِيَحْيٰهُمْ وَيُجَيِّبُوْنَكَ وَقَالَ وَلٰكِنْ
 مَنْ شَرَحَ بِالْكَفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ عَذَابٌ مُّزِيْدٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ لِّمَ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ
 اسْتَحْبَبُوْا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَیْكَ الْاٰخِرَةُ لَا جَرَمَ يَقُوْلُ حَتّٰى اَتَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلٰی قَوْلِهِ
 ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا نَدَبُوْۤا اَنْتُمْ جَاهِلُوْنَ فَاَوْصَبُوْۤا اِنَّ رَبَّكَ
 مِنْۢ بَعْدِ هَٰذَا لَعَفُوٌّ رَّحِيْمٌ وَقَالَ وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْۤاكُمْ حَتّٰى يُوْذُوْكُمْ عَنْ
 دِيْنِكُمْ اِنْ اسْتَطَاعُوْۤا وَمَنْ يَرْتَدِّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهِ فَمِمَّتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ
 حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ
 یعنی اور خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ جو مرتد ہو تم میں اپنے دین سے سو عنقریب اللہ تعالیٰ ایک قوم لاوے گا
 جنکو وہ چاہے گا اور وہ انکو چاہینگے اور فرمایا لیکن جسے کشادہ کیا ساتھ کفر کے سینہ تو اپنے غضب سے
 اللہ تعالیٰ کا اور انکے واسطے عذاب ہے بڑا یہ اس سبب کہ انہوں نے جاہل اور مقدم کیا دنیا کی زندگی
 کو آخرت پر ضرورہ آخرت میں ٹوٹا پانی بولے میں خدا تعالیٰ کے اس قول تک پہنچ رہے ہیں کہ ان لوگوں
 کے واسطے جنہوں نے ہجرت کے بعد مبتلا ہونے کے پہر جہاد کیا اور مقرر تیرا رب اس کے بعد
 البتہ بخشش والا ہے رحم کرنے والا اور خدا تعالیٰ نے فرمایا اور ہمیشہ تم سے ملے رہینگے یہاں تک کہ
 پھر دین تکو اپنے دین سے اگر ان سے ہو سکے اور جو مرتد ہو جاوے تم میں اپنے دین سے اور
 مرجاوے کفر کی حالت میں تو یہی لوگ ہیں کہ اکارت ہوئے عمل انکے دنیا اور آخرت میں اور یہی
 لوگ ہیں رہنے والے دوزخ کے وہ اُس میں ہمیشہ رہینگے **ف** اور غرض ان سب آیتوں سے
 یہ قول خدا تعالیٰ کا ہے ان استطاعوا من یرتد منکم عن دینہ فیمت وہو کافر انہ اس واسطے کہ وہ
 مقید کرتا ہے یہ مطلق اس چیز کو جو پہلی نیت میں ہے من یرتد منکم عن دینہ الخ کہا ابن بطال نے کہ
 اختلاف ہے مرتد کی توبہ میں کہ اس سے توبہ طلب کی جاوے پھر اگر توبہ کرے تو بہتر والا قتل کیا
 جاوے اور یہ قول جمہور کا ہے اور بعضوں نے کہا کہ واجب قتل کرنا اسکا فی الحال یہ تو احسن
 اور غاویس کا ہے اور یہی قول ہے اہل ظاہر کا اور اس پر دلالت کرتا ہے نصرت بخاری کا اس واسطے

کہ اس نے مدولی ہے ان آیتوں سے جنہیں توبہ طلب کر نیکاً ذکر نہیں اور ساتھ اس آیت کے جس میں ہے
 کہ توبہ فائدہ نہیں دیتی اور ساتھ عموم اس حدیث کے کہ جو اپنا دین بدل ڈالے یعنی اسلام سے مرتد
 ہو جاوے اسکو مار ڈالو اور ساتھ قصے معاذ کے جو اس کے بعد ہے اور نہیں کیا اس کے سوا کچھ اور کہا طحاوی
 نے کہ مذہب ان لوگوں کا یہ ہے کہ جو اسلام سے مرتد ہو جاوے اسکا حکم حربی کا فرمایا ہے جبکہ دعوت
 اسلام پہنچ چکی ہو کہ اسکو قتل کیا جاوے دعوت سے پہلے اور سوا اس کے کچھ نہیں کہ توبہ طلب کرتا تو اس
 شخص سے مشروع ہے جو بدو ن بصیرت کے اسلام سے مرتد ہو جاوے اور جو اسلام سے بصیرت کے ساتھ
 مرتد ہو تو اس کے واسطے توبہ نہیں ہے لیکن اگر جلدی توبہ کر لے تو اسکی راہ چھوڑی جاوے اور اس کے
 کام کو خدا تعالیٰ کے سپرد کیا جاوے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اگر دراصل مسلمان ہو تو اس
 توبہ طلبی کی جاوے والا توبہ طلب کی جاوے ادا استدلال کیا ہے ابن قسار نے جمہور کے قول کے واسطے
 ساتھ اجماع سکوتی کے اس واسطے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مرتد کے حق میں کہا کہ کیوں نہیں قید کیا تم نے
 اسکو تین دن اور کہلائی اسکو مردن ایک روٹی شاید وہ توبہ طلب کرتا اور خدا تعالیٰ اسکی توبہ
 قبول کرتا اور کسی صحابی نے اس سے انکار نہ کیا تو گویا کہ انہوں نے سمجھا کہ قتل کر نیکاً حکم اس وقت
 ہے جبکہ رجوع نہ کرے اور خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر توبہ کریں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں تو انکو
 چھوڑ دو اور اختلاف ہے کہ توبہ ایک بار کافی ہے یا تین بار ہونا ضرور ہے اور کیا ایک مجلس میں
 یا ایک دن میں یا تین دن میں اور علی رضی اللہ عنہ سے ہے کہ ایک مہینہ (فتح) **حَدَّثَنَا أَبُو النَّعْمَانِ**
مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا هُذَيْفَةُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي يُونُسَ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ أُنِيَ عَلَى بَدْنَاءِ رِقَةٍ
فَأَخْرَجَهُمْ فَبَلَغَ ذَلِكَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَوْ كُنْتُ أَنَا لَمْ أَخْرِجَهُمْ لَفَتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَعْدَبُوا بَعْدَ ابْنِ اللَّهِ وَكَتَلْتَهُمْ لِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقتُلُوهُ ترجمہ عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے پاس
 زندیق یعنی بے دین لوگ لائے گئے تو علی رضی اللہ عنہ نے انکو جلا ڈالا سو یہ خبر ابن عباس کو پہنچی تو کہا کہ
 اگر میں ہوتا تو انکو نہ جلاتا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ نہ عذاب کرو
 خدا تعالیٰ کے خاص عذاب سے یعنی آگ کو کیونہ جلاؤ بلکہ میں انکو قتل کرتا اس واسطے کہ حضرت صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو اسلام چھوڑ کر اپنا دین بدلے اسکو مار ڈالو **ف** اور طبرانی نے
 اوسط میں روایت کی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ ایک قوم دین اسلام سے مرتد ہو گئی سو
 انکو بلا پیچا اور انکو کھانا کھلایا پھر انکو اسلام کی طرف بلایا انہوں نے نہ مانا سو علی رضی اللہ عنہ نے ایک

گڑھا کھدوایا اور انکی گردین کٹوا کر انکو اس گڑھے میں ڈلوایا پھر انپر لکڑیاں ڈال کر انکو جلایا اور ایک روایت میں ہے کہ کسی نے علی مرتضیٰ سے کہا کہ ایک قوم مسجد کے دروازے پر ہے وہ دعوے کرتے ہیں کہ تو انکا خدا ہے علی مرتضیٰ نے انکو بلایا سو کہا کہ تمکو خرابی تم کیا کہتے ہو انہوں نے کہا کہ تو ہمارا رب ہے اور ہمارا خالق ہے اور رازق ہے تو علی مرتضیٰ نے کہا تمکو خرابی میں تو ایک بیٹہ جیسو تم ہو کہانا کہا تاہوں جیسا تم کہاتے ہو اور پانی پیتا ہوں جیسا تم پیتے ہو سو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور توبہ کرو انہوں نے نہ مانا سب طرح تین دن کیا انہوں نے نہ مانا پھر انکو جلو اڈا اور زندیق اصل میں اس شخص کو کہتے ہیں جو زمانے کو قدیمی جانے اور زمانے کے ہمیشہ ہونے کا قائل ہے اور تحقیق یہ ہے کہ اصل زندیق ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو دیوانہ اور مانی اور مزدک کے تابعدار ہیں اور حاصل انکے قول کا یہ ہے کہ روشنی اور اندھیرا دونو قدیمی چیزیں ہیں اور کہ وہ دونو آپس میں ملگئیں تو سارا جہان دونو سے پیدا ہوا سو جو یہ ہے اندھیرے سے ہے اور جو نیک ہے روشنی سے ہے پھر بولا گیا ہے زندیق ہر اس شخص پر جو ظاہر میں مسلمان ہو اور دل میں کافر ہو ظاہر میں کہے کہ میں مسلمان ہوں اور باطن میں کافر ہو اور یہ حدیث عام ہے خاص کیا گیا ہے اس سے وہ شخص جو بدل ڈالے دین کو باطن میں اور نہ ثابت ہو یہ اس پر ظاہر میں اس واسطے کہ جاری ہونگے اس پر ظاہر کے اور اسی طرح مخصوص ہے اس سے جو بدل ڈالے اپنے دین کو ظاہر میں لیکن ساتھ کراہ کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اور قتل کرنے مرتد عورت کے مانند مرتد مرد کی اور خاص کیا ہے اسکو خفیہ نے ساتھ مرد کے اور متک کیا ہے انہوں نے ساتھ حدیث نبی کے عورت کے قتل کرنے سے اور حمل کیا ہے جمہور نے نبی کو اس عورت پر جو دراصل کافر ہو جبکہ نہ مباشر ہو لڑائی میں اور نہ قتل میں اس واسطے کہ حدیث نبی کے بعض طریقوں میں ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لڑائی میں عورت قتل ہوئی دیکھی تو فرمایا کہ یہ تو نہ لڑتی تھی پھر منع کیا عورتوں کے قتل کرنے سے اور قتل کیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں مرتد عورت کو اور اصحاب عام موجود تھے سو کسی نے انکار نہ کیا اور حجت پکڑی ہے جمہور نے ساتھ قیاس کے کہ اصلی کافر عورت غلام بنائی جاتی ہے سو وہ مجاہدین کے واسطے غنیمت ہوتی ہے اور مرتدہ غلام نہیں بنائی جاتی نزدیک انکے پس نہیں ہے غنیمت سچ اسکے پس نہ ترک کیا جاوے گا قتل کرنا اسکا اور واقع ہوا ہے معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث جبکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو میں کی طرف حاکم کر کے بھیجا کہ جو عورت اسلام سے مرتد ہو جاوے سو اسکو دعوت کرنا سو اگر توبہ کرے

تو بہتر والا اسکو مار ڈالنا اور اسکی مذہب سے ہے اور یہ حدیث نص ہے بیچ محل نزاع کے پس واجب ہے رجوع کرنا طرف اسکی اور تائید کرتا ہے یہ کہ حرام کاری اور چوری اور شرابخوری وغیرہ حدود میں مرد اور عورتیں سب شریک ہیں اور زمانہ کی صورتوں سے ہے سنگسار کرنا بیاہے کا یہاں تک کہ مر جاوے خواہ مرد ہو یا عورت سو یہ صورت مخصوص ہے اس حدیث کے عموم سے جس میں عورتوں کا قتل کو ناجائز آیا ہے پس اسے صریح مرد عورت کا قتل کرنا ہی اس سے مستثنیٰ ہے اور متسک کیا ہے ساتھ اس کے بعضے شافعیہ بایچ قتل کرنے ہر اس شخص کے جو کفر کے ایک دین کے دوسرے دین کی طرف انتقال کرے برابر ہے کہ اس دین والے جزیہ دیتے ہوں یا نہ اور جواب دیا ہے بعضے حنفیہ نے ساتھ اس کے کہ عموم حدیث کا مبتدل میں ہے نہ تبدیل میں اس پر تبدیل سو وہ مطلق ہے اسی میں عموم نہیں اور بر تقدیر تسلیم کے وہ بالاتفاق مسترک الظاہر ہے کافر کے حق میں اگرچہ اسلام لاوے اس واسطے کہ وہ داخل ہے بیچ عموم حدیث کی اور حالانکہ نہیں ہے مراد اور نیز انہوں نے محبت پکڑی ہے ساتھ اس کے کہ کفر ایک مذہب ہے سو اگر یہودی نصرانی ہو جاوے یا بت پرست یہودی ہو جاوے تو وہ کفر کے دین سے نہیں نکلتا بلکہ کافر کا کافر ہی رہتا ہے پس ظاہر ہوا کہ مراد یہ ہے کہ جو بدل ڈالے دین اسلام کو اور دین سے تو اسکو قتل کر ڈالو اس واسطے کہ دین در حقیقت اسلام ہی ہے خدا تعالیٰ نے فرمایا ان الدین عند اللہ الاسلام اور جو دین کہ اس کے سوا ہے وہ

بدعی کے زعم میں ہے اور یہ یہ جو خدا تعالیٰ نے فرمایا ومن یتبع غیر الاسلام دنیا فلن یقبل منه تو محبت پکڑی ہے اس سے بعضے شافعیہ نے سو کہا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ دین اسلام کے سوا اور کسی دین پر کافر کو برقرار نہ رکھا جاوے اور جواب یہ ہے کہ یہ ظاہر ہے اس شخص کے حق میں جو دین اسلام سے مرتد ہو جاوے کہ اسکو اس پر برقرار نہ رکھا جاوے سلیمان لیکن نہ قبول کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ نہ برقرار رکھا جاوے ساتھ جزیہ کے بلکہ عدم قبول اور خسران تو صرف آخرت میں ہے سلیمان نے مانا کہ مستفاد ہوتا ہے عدم قبول سے نہ برقرار رکھنا دنیا میں لیکن مستفاد یہ ہے کہ نہ برقرار رکھا جاوے اور اس کے پس اگر رجوع کرے اس دین کی طرف جس پر پہلے تھا اور اس میں جزیہ کو ساتھ برقرار رکھا گیا تھا تو وہ قتل کیا جاوے اگر اسلام نہ لاوے باوجود ممکن ہونے اس کے ساتھ اس کے کہ نہ ہم اسکو قبول کریں اور نہ اسکو قتل کریں اور تائید کرتا ہے اسکی کہ اس کے بعض طریقوں میں اسلام کی تخصیص آچکی ہے اخرج الطبرانی ابن عباس سے کہ جو دین اسلام کو اور کسی دین سے بدل ڈالے تو اسکی گردن مارو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے قتل کرنا

کہ ہم نہیں حاکم کرتے اپنی عمل پر جو اسکو چاہے لیکن تو اسے موسیٰ یا فرمایا اور عبداللہ بن قیس بن
 کی طرف جاہل اسکے چہ معاذ رضہ کو پہنچا سو جب معاذ اس کے واسطے تکیہ ڈالا کہا اور تر اور ناگہان دیکھا
 کہ اس کے پاس مرد ہے بندہ ہوا معاذ نے کہا یہ کیا ہے ابو موسیٰ نے کہا کہ یہ یہودی تھا سو مسلمان
 ہوا پر یہودی ہو گیا کہا بیٹھہ معاذ نے کہا میں نہیں بیٹھوں گا یہاں تک کہ قتل کیا جاوے یہ حکم
 اور اس کے رسول کا ہے تین بار کہا سو حکم کیا اسکے قتل کر لیا سو قتل کیا گیا پر دہن نے ذکر کیا تہجد
 کی نماز کا سو ایک کہہ کہ میں تو کچھ رات تہجد کی نماز پڑھتا ہوں اور کچھ رات سوتا ہوں اور میں امید رکھتا ہوں
 اپنی سونے میں ثواب کی جو امید رکھتا ہوں اپنے قیام میں **ف** اور مرد تکیہ سے وہ ہے جو سونے والے
 کے سر کے تلے رکھا جاتا ہے ادا ایک لیت میں ہے کہ پہر دوڑنے اسکو لکڑیوں میں جلا دیا سو اس سے
 لیا جاتا ہے کہ معاذ اور ابو موسیٰ کی اسے یہ تہی کہ جائز ہے عذاب کرنا آگ سے اور جائز ہے جلا کر مردی کا
 آگ سے واسطے بالغہ کرنے کے اسکی امانت میں اور ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ اس سے پہلے اس سے توبہ
 طلب کی گئی تھی پس نہیں حجت ہو اس میں اسکے واسطے جو کہتا ہے کہ قتل کیا جاوے مرتد کو بغیر طلب کرنے
 توبہ کے اس واسطے کہ معاذ رضہ نے اکتفا کیا ساتھ اس چیز کے جو پہلے گذری کہ ابو موسیٰ نے اس سے توبہ
 طلب کی تھی اور روایت کی معاذ رضہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم کیا ساتھ طلب کرنے توبہ
 مرتد کے اور اس حدیث میں اور فائدے بھی ہیں حاکم کرنا دوسرے داروں کو ایک شہر پر اور تقسیم کرنا ایک
 شہر کو دو حاکموں کے درمیان اور یہ کہ مکروہ ہے سوال کرنا حکومت کا اور حرص کرنا اور اس کے اور منع
 کرنا حریص کو اس سے اور ملاقات کرنا باہمیوں کا اور علماء دین کا اور حاکموں کا اور اگر ام کرنا مہمان کا اور
 جلدی کرنا طرف انکار منکر کے اور قائم کرنا حد کا جس پر واجب ہو اور سباج چیزوں پر نیت سے ثواب ملتا ہے
 جبکہ ہوں وسائل واسطے مقاصد واجبہ یا مندوبہ کے واسطے کامل کرنے کسی چیز کے دونوں اور مقصود
 اس جگہ قصداً یہودی کا ہے جو مسلمان ہوا تھا پر مرتد ہو گیا تھا (فتح) **بَابُ قَتْلِ مَنْ ابْنِ**
قَبُولِ الْفَرِائِضِ وَمَا نُسِبُوا إِلَى الرَّذَّةِ قَتْلُ كَرْنَا اس شخص کا جو انکار کرے فرضوں سے اور منسوب ہوتا
 انکا طرف مرتد ہونے کی **ف** یعنی جائز ہے قتل کرنا اس شخص کو جو باز رہے الزام احکام واجبہ سے
 اور ان کے ساتھ عمل کرنے سے کہا مہلت جو باز رہے فرائض کے قبول کرنے سے اس میں دیکھا جاوے
 اگر مثلاً زکوٰۃ کے واجب ہونے کے ساتھ اقرار کرے تو اس سے جبراً لیا جاوے اور اگر مع ذلک لڑے
 تو اس سے لڑائی کی جاوے یہاں تک کہ رجوع کرے اور کہا مالک نے موطائین کہ اہل ہمارے نزدیک یہ ہے
 کہ جو خدا تعالیٰ کے کسی فرض سے باز رہے اور مسلمان اس سے نہ لے سکیں تو واجب ہے ان پر جہاد

اس شخص کو جو باز رہے الزام احکام واجبہ سے

کرنا سہا تھا اسکے اور مراد اسکی یہ ہو چکا تھا کہ اس کے فرض ہونے کا نہیں ہے خلاف بیچ اسکے اور
منسوب ہونا انکا طرف روت کی یعنی بولا گیا ان پر نام مرتدون کا اور مامصدر یہ ہے یعنی منسوب ہونا
انکا طرف روت کی اور یہ تین گروہ ہو گئے تھے ایک گروہ کو پیرت پرست ہو گئے تھے اور ایک گروہ مسلمہ
کذاب اور اسود عسکی کی تابع ہو گئے تھے اور وہ اہل ہما اور اہل صنعا وغیرہ ایک جماعت تھی اور
ان دونوں نے پیغمبری کا دعویٰ کیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال کے پہلے پہر اسود جو حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں مارا گیا اور مسلمہ کذاب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں خالد بن ولید کے
ساتھ سوارا گیا اور ایک گروہ بدستور سلمان ہے لیکن انہوں نے زکوٰۃ سے انکار کیا اور انہوں نے
کہا کہ زکوٰۃ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کے ساتھ خاص ہے اور ایک گروہ بدستور اسلام
اور احکام اسلام پر قائم رہا اور وہ جمہور اہل اسلام تھے اور کہا ابو محمد بن حزم نے ^{میں} والنحل میں کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال کے بعد عرب کے لوگ چار قسم ہو گئے تھے ایک گروہ تو بدستور باقی
رہا اس چیز پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں تھے یعنی بدستور اسلام پر ہے اور
وہ جمہور اہل اسلام تھے اور دوسرا گروہ بھی اسلام پر باقی رہا لیکن انہوں نے کہا کہ ہم قائم کرتے ہیں
احکام اسلام کو۔ مسوا زکوٰۃ کے اور وہ لوگ بھی بہت تھے لیکن وہ بہ نسبت پہلے گروہ کے قلیل
تھے اور تیسرا گروہ وہ لوگ ہیں جو کہ ہم کہلاتے ہو گئے تھے جیسے طلحہ اور سجاح کے ساتھی اور ان
دونوں نے بھی پیغمبری کا دعویٰ کیا تھا اور وہ لوگ کم تھے بہ نسبت پہلوں کے لیکن ہر قبیلہ میں شخص
تھا جو مرتد کا مقابلہ کرے اور ایک گروہ نے توقف کیا سو انہوں نے تینوں فرقوں میں سے کسی
کی فرمانبرداری نہ کی اور انتظار کی انہوں نے کہ کس کا غلبہ ہو سو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انکی طرف لشکر
بھیجا اور فیروز اور اسکے ساتھی اسود کے شہروں پر غالب ہوئے اور اسکو قتل کیا اور مسلمہ بیابان
قتل ہوا اور طلحہ اور سجاح پر مسلمان ہوئے اور اکثر لوگوں نے جو مرتد ہوئے تھے اسلام کی طرف پھر رجوع
کیا سو ایک سال نہ گزرا تھا کہ سب اسلام کی طرف پھر آئے اور واسطے اللہ تعالیٰ کے ہے
حمد (فتح) **حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَكْزَرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ عَنِ عَقِيلِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ لَخَبَرَنِي**
عَبِيدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَةَ أَنَّ أَبَاهُ هَرِيرَةَ قَالَ لَمَّا تَوَقَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَأَسْتَحْلَفَ أَبُوبَكْرٍ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ يَا أَبَا بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ
وَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُحْرِتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
فَمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسُهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ فَسَأَلَ

[illegible]

قتل کے جائز ہونے میں اور کہا عیاض نے کہ حدیث ابن عمرؓ کی لغو ہے بیچاڑنے کے اس شخص سے جو نماز پڑھے نہ زکوٰۃ دیوے مثل اس شخص کی جو نہ اقرار کرے ساتھ شہادتین کے اور حجت پکڑنا عمر کا ابو بکرؓ پر اور جواب ابو بکرؓ کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ ہمیں سنا دو نونے حدیث میں منساہ اور زکوٰۃ کو واسطے کہ اگر سنا ہوتا اسکو عمر نے نہ حجت پکڑتے ابو بکرؓ پر اور اگر سنا ہوتا اسکو ابو بکرؓ نے تو زد کرتے ساتھ اس کے عمر پر اور نہ محتاج ہوتے طرف احتجاج کی ساتھ عموم قول اس کے کے الاجتہاد میں کہتا ہوں کہ اگر ضمیر اسلام کی طرف ہو تو جو ثابت ہوگا کہ وہ حق اسلام سے اس میں جائز ہوگا اس واسطے اتفاق کیا ہے اصحاب نے اور پڑنے کے اس شخص سے جو زکوٰۃ سے انکار کرے اور مراد ساتھ فرق کرنے کے یہ کہ نماز کا اقرار کرے اور زکوٰۃ سے انکار کرے بطور انکار اس کی فرضیت کے ہو یا مانع ہو ساتھ اعتراف فرضیت اس کی کے اور سوا اس کے کچھ نہیں کہ اول حدیث میں کفر کا لفظ بولنا کہ شامل ہو دو قسم کو جو انکار کرے اس کے فرض ہونے سے اس کے حق میں تو باعتبار حقیقت کے ہے اور دوسرے دن کے حق میں بطور مجاز اور تغلیب کے ہے اور سوا اس کے کچھ نہیں کہ لڑے ان سے صدیق اور نہ معذور کہا انکو ساتھ جہالت کے واسطے کہ انہوں نے لڑائی کو قائم کیا تھا سو تیار کر کے بیچا طرف ان کی اس شخص کو جو انکو بلاوے طرف رجوع کی سوجب انہوں نے اصرار کیا تو ان سے لڑائی کی کہا مازری نے کہ ظاہر سیاق کا یہ ہے کہ عمر فاروقؓ رضی موافق تھے اور قتال اس شخص کے جو نماز سے انکار کرے سوا انام دیا انکو صدیق نے ساتھ زکوٰۃ کے واسطے دہر ہونے دونوں کے کتاب اور سنت کے ایک چکر اور یہ جو کہا کہ زکوٰۃ حق مال کا ہے تو یہ اشارہ ہے طرف اس دلیل کی جو فرق کو منع کرے کہ حق جان نماز ہے اور حق مال کا زکوٰۃ ہے سو جس نماز پڑھی اس نے اپنی جان کو بچایا اور جس زکوٰۃ دی اس نے اپنے مال کو بچایا اور اگر نماز پڑھی تو لڑائی کی جاوے اس سے ترک نماز پر اور جو زکوٰۃ نہ دیوے اس سے قہر ایجاد اور اگر لڑے تو اس سے لڑائی کی جاوے اور یہ جو کہا بکری کا بچہ تو کہا بکری کا بچہ مراد یہ ہے کہ وہ چھوٹے تھے سو انکی جان مر گئی بعض سال میں سو زکوٰۃ بچا دی ان سے ساتھ سال مارنے اگرچہ انکی پادشہ سے کوئی چیز باقی نہ رہی ہو یا اکثر بڑی بکریاں مر جاویں اور چھوٹی پیدا ہوں ہر سال ہر گز سے جاتی بکریوں پر اور چھوٹیوں پر اور کہا بعض مالکیہ نے کہ عناق اور جذع کفایت کرتا ہے قلیل اونٹوں کی زکوٰۃ میں عنکی زکوٰۃ بکریوں کے ساتھ دیکھائی ہے اور بکریوں میں بھی جبکہ جذع ہو اور ایک روایت میں عناق کے بدلے سی کا ذکر آیا ہے جس سے اونٹ کا اٹھنا باندھا جاتا ہے

یعنی واجب ہو لینا دھننگے کا ساتھ دینا و نمونہ زکوٰۃ کے اس واسطے کہ زکوٰۃ تکمیل کرنے والوں کی عادت تھی کہ
 رسی کیو اور دو نمونہ کو جوڑ کر اسکے ساتھ باندھتے تاکہ جدا جدا ہوں سو فرمایا کہ اگر یہ دسی نہ دینگے تو یہی
 اُن سے ڈرونگا اور بعضوں نے کہا کہ مراد چیز واجب ہے اگرچہ تھوڑی اور خلیل ہو اور یہ جو کہا کہ میں نے
 پہچانا کہ وہ حق ہے یعنی ظاہر ہوا انکے واسطے کہ ابو بکر رحمہ اللہ کا احتجاج صحیح ہے نہ یہ کہ عمرؓ نے تقلید کی اور
 اس حدیث میں اور یہی فائدہ ہے میں اجتہاد کیا تو ازل میں اور رد کرنا انکا طرف اصول کی اور مشاعرہ
 اسپر اور رجوع کرنا طرف راجح قول کی اور ادب مناظرہ میں ساتھ اس طور کے کہ کسی کو صریح نہ کہا
 جاوے کہ تو خطا میں ہے اور رجوع کرنا طرف مہربانی کی اور شروع کرنا پیچ قائم کرنے حجت کو یہاں تک
 کہ ظاہر ہو واسطے مناظرہ کرنے والے کے سوا اگر عتقاد کرے بعد ظاہر ہونے حجت کے سو اس وقت
 مستحق ہے اور اغلاظ اور سخت گوئی کا بحسب اس کے حال کے اور اس میں قسم کھانا ہے چیز پر واسطے
 تاکید اسکی کے اور یہ کہ منع ہے لڑنا اُس شخص سے جو لا الہ الا اللہ کہے اگرچہ اس سے زیادہ نہ کہی
 اور وہ اسی طرح ہے لیکن کیا اسکے ساتھ مسلمان ہو جاتا ہے یا نہیں راجح یہ ہے کہ نہیں ہوتا
 بلکہ واجب ہے باز رہنا اسکی لڑائی سے یہاں تک کہ آزمایا جاوے پھر اگر رسالت کی گواہی دیوے
 اور احکام اسلام کا التزام کرے تو حکم کیا جاوے ساتھ اسلام اسکی کے اور اسی کی طرف اشارہ
 ہے ساتھ قول اسکے کے الّا یحق الاسلام کہا بنغوی نے کہ کافر حبیب ہو دشمنی یا تنوی نہ اقرار کرتا
 ساتھ توحید خدا تعالیٰ کے پھر جب لا الہ الا اللہ کہے تو حکم کیا جاوے ساتھ اسلام اسکے کے پھر
 حیر کیا جاوے اسپر اوپر قبول کرنے جمیع احکام اسلام کے اور نیز ارہو و ہر دین سے جو دین اسلام
 کے مخالف ہو اور ایہ جو خدا تعالیٰ کی توحید کا قائل ہو اور پیغمبری کا منکر ہو تو نہ حکم کیا جاوے
 ساتھ اسلام اسکے کے یہاں تک کہ محمد رسول اللہ کہے اور اگر اسکا پہرہ عقائد ہو کہ حضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم فقط عرب کے واسطے پیغمبر تھے تو ضرور ہے کہ کہے کہ سب خلق کی طرف پیغمبر ہیں اور
 اگر کافر ہو ساتھ انکار کرنے واجب ہے یا مباح جاننے حرام کے سو محتاج ہے کہ اس اعتقاد سے رجوع
 کرے اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لا الہ الا اللہ اس جگہ ہونا
 ساتھ شہادتین کے اس واسطے کہ وہ اسپر علم ہو گیا ہے اور تائید کرتا ہے اسکی یہ کہ اس حدیث کی
 دوسرے طریقوں میں صریح آچکا ہے یہاں تک کہ گواہی دین اسکی کہ کوئی لائق عبادت کو نہیں
 سوا خدا تعالیٰ کے اور محمد رسول ہے اللہ کا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ زکوٰۃ
 نہیں ساقط ہوتی ہے مرتد سے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ مرتد کافر ہے اور کافر سے

زکوۃ کا مطالبہ نہیں ہوتا اس سے تو فقط ایمان کا مطالبہ ہوتا ہے اور نہیں ہے صدیق کے فعل میں حجت واسطے اس چیز کے چونکہ وہ ہوئی اور سو اس کے کچھ نہیں کہ اس میں تو قتال ہے اس شخص سے جو زکوۃ سے انکار کرے جو لوگ اصل اسلام کے ساتھ قائل تھے اور شبہ و زکوۃ کو منہ کیا تھا انکو کفر کا حکم نہیں دیا گیا حجت کے قائم کرنے سے پہلے اور البتہ اختلاف کیا صحابہ نے انہیں بعد غالب ہونے کے اوپر ان کے کیا ان کے مال لے لے جاوین اور انکی جو روٹو کون کو قید کیا جاوے مانند کافروں کی یا نہ مانند باغیوں کی سو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی راہ یہ تھی کہ کافروں کی طرح انکا مال لوٹا جاوے اور ان کے جو روٹو کون کو قید کیا جاوے اور عمل کیا صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کے اور مناظرہ کیا ان سے عمر رضی اللہ عنہ بیچ اس کے کما سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ دوسرا قول ہے اور انکی خلافت میں اور لوگ بھی ان کے ساتھ موافق ہو گئے تھے اور قرار پایا اجماع اوپر اس کے اس شخص کے حق میں جو انکار کرے کسی فرض سے ساتھ شبہ کے پس مطالبہ کیا جاوے اس سے ساتھ رجوع کے پہر اگر لڑے تو اس کے ساتھ لڑائی کی جاوے اور اس پر حجت قائم کی جاوے سو اگر رجوع کرے تو نہی والا معاملہ کیا جاوے ساتھ اس کے کافر کا کہا عیاض نے متفق ہوتا ہے اس قصے سے کہ اگر حاکم کسی امر میں اجتہاد کرے جس میں نص نہ ہو تو واجب ہے فرمان برداری اسکی بیچ اس کے اگرچہ بعض مجتہد اسکی خلاف کے معتقد ہوں پہر اگر یہ مجتہد جو اس کے مخالف ہے حاکم ہو جاوے تو واجب ہے اس پر عمل کرنا ساتھ اس چیز کے جس کا خود معتقد ہو اور اسکو پہلے حاکم مجتہد کی مخالفت کرنی جائز ہے اس واسطے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صدیق رضی اللہ عنہ کی راہ سے کی فرمانبرداری کی پہر جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ خود خلیفہ ہو گئے تو اپنے اجتہاد پر عمل کیا اور اصحاب وغیرہ سب اہل عصر ان کے لئے انکی موافقت کی اور یہ اجماع سکوتی ہے پس شرط ہے اسکی احتجاج میں دور ہونا موانع کا اور کہا خطابی نے کہ اس حدیث میں ہے کہ جو اسلام کو ظاہر کرے اس پر اسلام کے احکام جاری کیو جاوین اگرچہ نفس الامر میں کافر ہو اور محل خلافت کا تو وہ ہے جبکہ اسلام ہو اس کے اعتقاد فاسد پر اور ظاہر کرے رجوع کو کیا اس سے قبول کیا جاوے یا نہیں اور جسکی باطن حال کی خبر نہ ہو تو نہیں خلافت سے بیچ جاری کرنے احکام ظاہرہ اور اس کے (فتح) باب ۱۰ اِذَا عَزَّزَ الدِّقُّ وَخَفِيَ لَا بِسَبِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَكِنْ بِصِدْقِ قَوْلِهِ الشَّامُ عَلَيْكَ حِينَ تَعْرِضُ كَرَّ ذِي وَغَيْرِهِ لِيَعْنِي مَعَاهِدًا وَجَوَاسِمًا ظَاهِرًا كَرَّ سَبِّ حَضْرَتِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَرَّ اِدْرَنَ نَصْرًا كَرَّ مَنَاقِبَ قَوْلِ اسْ كَرَّ تَبِيعَ مَوْتِ بَرَّ كَرَّ يَعْنِي اِدْرَ سَاطَه تَقْبِصَ حَضْرَتِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ

والدہ وسلم کے تو اسکا کیا حکم ہے اور براؤ تعریض سے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بُرا
 کہے ساتھ لفظ غیر صریح کے **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِقَاتٍ** أَبُو الْحَسَنِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ
 قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ
 يَقُولُ مَرَّ يَهُودِيٌّ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ السَّامُ عَلَيْكَ فَقَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 أَنْتَ دَقَنْتَ مَا يَقُولُ قَالَ السَّامُ عَلَيْكَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا نَقْتُلُكَ قَالَ لَا إِذَا سَلَّمْتُمْ عَلَيَّ
 أَهْلَ الْكِتَابِ يَقُولُوا وَعَلَيْكُمْ ترجمہ انرف سے روایت ہے کہ ایک یہودی حضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم پر گذرنا تو اُس نے کہا کہ تجھ کو موت ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور تجھ پر یعنی جسکا
 توستی ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کیا کہتا ہے کہا ہے اُس نے
 السام عليك یعنی تجھ پر موت پڑے اصحاب نے کہا یا حضرت کیا ہم اُس کو قتل نہ کر دالین فرمایا جب
 اہل کتاب تم کو سلام کریں تو اُنکے جواب میں کہا کرو وعلیکم ف اس حدیث کی شرح استیذان میں
 گذری اور اعتراض کیا گیا ہے کہ اس لفظ میں گالی کو ساتھ تعریض نہیں اور جواب یہ ہے کہ مراد اُسکی
 تعریض سے وہ جہر ہے جو تصریح کو مخالف ہو اور نہیں مراد ہے تعریض اصطلاحی اور وہ استعمال کرنا
 لفظ کا ہے اُسکی حقیقت میں اشارہ کرے ساتھ اُسکے طرف اور منہ کی جو اسکا مقصود ہو (فتح)
حَدَّثَنَا أَبُو كَثِيمٍ عَنْ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُمَرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَشَادُّ
 رَفِطٍ مِنَ الْيَهُودِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكُمْ فَقُلْتُ بَلْ عَلَيْكُمْ السَّامُ
 وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللَّهَ رَفِيقُ الْحَيْثِ الرَّفِيقُ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ قُلْتُ أَوَلَمْ تَسْمَعِي مَا قَالُوا قَالَ
 قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ ترجمہ عائشہ رف سے روایت ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت نے حضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت مانگی سو انہوں نے کہا السام عليك یعنی تمہری پڑی تو میں نے
 کہا بلکہ تمہرے موت اور لعنت خدا تعالیٰ کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ مقرر خدا
 تعالیٰ نے نبی کریم کے والدہ سے اور یہ کام میں نرمی کو پسند رکھتا ہے یعنی کہا کیا آپ نے نہیں سنا جو انہوں
 نے کہا فرمایا میں نے اُنکے جواب میں کہا وعلیکم ف کہا ابن مسیر نے کہ حدیث باب کو مطابق ہے
 ترجمہ کو بطریق اولیٰ اس واسطے کہ جرح اشد ہو گالی سے اور شاید بخاری نے اس مسئلے میں کو فیوں کا
 مذہب اختیار کیا ہے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اُس نے کوئی حکم بیان نہیں کیا اور نہیں
 لازم آتا ترک قتل اُس شخص کی سے جو یہ کہ واسطے مصلحت تالیف کو یہ کہ نہ واجب ہو قتل اُسکا

جہاں کوئی مصلحت نہ ہو اور البتہ قتل کیا ہے ابن منذر نے اتفاق اُس پر کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صریح گالی دیوے واجب ہے قتل کرنا اُس کا اور قتل کیا ہے ابو بکر فارسی نے جو تائبین میں سے ایک المم ہے کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دیوے ساتھ اُس چیز کے جو صریح قذف ہو تو کافر ہو جاتا ہے ساتھ اتفاق علماء کے پہر اگر توبہ کرے تو نہیں ساقط ہوتا اُس سے قتل اس واسطے کہ اسکی قذف کی حد قتل ہے اور حد قذف کی توبہ سے ساقط نہیں ہوتی اور مخالفت کی ہے اُسکی قفال نے سو کہا کہ گالی دینے سے کافر ہو جاتا ہے اور ساقط ہو جاتا ہے قتل اسلام اور اگر تعزیر کرے تو کہا خطابی نے کہ نہیں جانتا میں خلاف بیچ واجب ہونے اُسکے قتل کے جبکہ یہ مسلمان یعنی اتفاق ہے اس پر کہ اُس کا قتل کرنا واجب ہے کہا ابن بطال نے اختلاف ہے علماء کا اُس شخص کے حق میں جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دیوے سو اس پر اہل عہد اور اہل ذمہ مثل یہود کے تو کہا ابن قاسم نے مالک سے کہ قتل کیا جاوے مگر یہ کہ اسلام لاوے اور اگر مسلمان ہو تو اُس کو قتل کیا جاوے بغیر طلب کرنے توبہ کے اور قتل کیا ہے ابن منذر نے لیث اور شافعی اور احمد اور اسحاق سے مثل اُسکی یہود کے حق میں اور جو اُسکی مانند ہو اور اور اہل مالک سے کہ مسلمان ہو تو مرتد ہو جاتا ہے اُس سے توبہ طلب کی جاوے اور کوفیوں سے ہے کہ اگر ذمی ہو تو اُس کو تعزیر و بجاوے اور اگر مسلمان ہو تو مرتد ہو جاتا ہے اور کہا عیاض نے اس میں خلاف ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودیوں کو اس قصے میں کیوں قتل کیا عدم تضریر کے واسطے یا مصلحت تالیف کے واسطے اور قتل کیا گیا ہے بعض مالکیہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودیوں کو اس قصے میں تو اس واسطے قتل نہیں کیا تھا کہ اُن پر اُسکے ساتھ گواہ قائم نہیں ہوئے تھے اور نہ انہوں نے اُس کا اقرار کیا تھا سونہ حکم کیا اُنکے حق میں اپنے علم سے اور بعضوں نے کہا اس واسطے کہ انہوں نے گالی کو ظاہر نہیں کیا تھا بلکہ انہی زبان کو پھرتھا اور بعضوں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کو گالی پر محمول نہیں کیا بلکہ موت کی دعا پر جس سے کیو جارہا نہیں اس واسطے اُنکے جواب میں کہا: علیکم یعنی موت ہی اترنے والی ہے ہم پر اور تم پر یہ یہ بدعا نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودیوں کو مصلحت تالیف کے واسطے قتل نہ کیا اور یا اس واسطے کہ انہوں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برا نہیں کہا تھا یا دونوں کے واسطے اور محبت پکڑی ہے طحاوی نے اپنے ساتھیوں کے واسطے باب کی حدیث سے اور تائید کی ہے اُسکی ساتھ اُسکے کہ اگر یہ کلام کسی مسلمان

سے صادر ہوتا تو مرتد ہو جاتا اور ایسے صادر ہونا اسکا یہودی سے سو جس کفر پر کہ وہ مین وہ سخت
 ہے اس سے پہلے اس واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو قتل نہ کیا اور تعقب کیا گیا
 ساتھ اس کے کہ نہیں محفوظ ہیں خون ان کے مگر ساتھ عہد کے اور نہیں ہے عہد مین یہ شرط کہ وہ حضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دیوں اسکا عہد ٹوٹ گیا سو ہو گیا کافر بدین عہد کے سو معاف
 ہو گا خون اسکا مگر یہ کہ اسلام لاوے اور تائید کرتا ہے اسکی یہ کہ اگر فرض کیا جاوے کہ جو چیز
 ان کے عقائد مین حلال ہے اس پر انکو مواخذہ نہیں تو پھر کہا جاوے گا کہ اس سے لازم آتا ہے کہ اگر وہ
 کسی مسلمان کو قتل کر ڈالیں تو اس پر بھی انکو مواخذہ ہو اس واسطے کہ ان کے عقائد مین مسلمانوں
 کے خون حلال مین اور باوجود اسکے اگر کوئی ان مین سے کسی مسلمان کو مار ڈالے تو اسکے بدلے
 قتل کیا جاتا ہے (فتح) **حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سَفْيَانَ**
وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَسْمَرَ يَقُولُ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْيَهُودَ إِذَا سَلَمُوا عَلَيَّ أَحَدًا كَرِهْنَا أَنْ يَقُولُوا
سَلَامًا عَلَيْكُمْ تَقُولُ عَلَيْهِمْ تَرْجِمُهُ ابْنُ عَمْرِو بْنِ عُمَرَ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے فرمایا کہ جب یہودی کسی کو تم مین سے سلام کریں تو سو اس کے کہہ نہیں کہ کہتے مین تمیر موت
 پڑے سو ان کے جواب مین کہا کہ علیک یعنی تمیر ہی پڑے **بَابُ فَيَبَابُ تَرْجِمُهُ**
 خالی ہے اور یہ پہلے فصل کے ہے پہلے باب ہی اور اسکو پہلے باب سے تعلق ہے باین وجہ
 کہ ظہیر یہ ہے کہ اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ دار دیگر نے اسکے کے طرف ترجیم اس قول کی
 کہ ترک کرنا قتل یہودیوں کا مصلحت تالیف کے واسطے تھا کہ جب نہ مواخذہ کیا پھر نے انکو
 جس نے اسکو مارا یا شک کہ زخمی کیا ساتھ بد دعا کرنے کے اور اس کے تاکہ ہلاک ہو بلکہ اسکی تکلیف
 پر صبر کیا بلکہ اسکے حق مین دعا خیر کی تو جو تکلیف کہ زبان سے گالی وغیرہ کے ساتھ دی اس پر
 صبر کرنا بطریق اولیٰ ہے اور لیا جاتا ہے اس سے ترک کرنا قتل کا تعریض سے بطریق اولیٰ
 (فتح) **حَدَّثَنَا حَمْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا ثَنِي شَقِيقٌ**
قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْجِي بَيْنًا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ
طَرَبَهُ قَوْمُهُ فَأَذْمَوْهُ فَهُوَ يَسْتَبِيحُ الدَّمَ مَكْرًا وَنَجْمًا وَهُوَ يَقُولُ دَبَّ اغْضِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ
لَا يَعْلَمُونَ ترجمہ عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کی طرف دیکھا ہوں ایک پیغمبر کی حکایت کرتے تھے کہ انکی قوم نے انکو مارا اور انکو زخمی اور

نبی نے ان مین سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی

خون آلودہ کیا سودہ لہو کو اپنے چہرے سے پونچھتے تھے اور کہتے تھے الہی میری قوم کو بخش دے
 اس واسطے کہ وہ نہیں جانتے نادان ہیں **ف** اور مراد اس کی توح علیہ السلام ہیں جیسا کہ دوسری
 روایت میں آیا ہے اور پہلے گزر چکا ہے احادیث الانبیاء کہ جنگ احد کے دن حضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کے چہرے پر زخم لگا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کس طرح بہلا ہوگا اس قوم کا
 جنہوں نے اپنے پیغمبر کو زخمی کیا اور یہ بھی فرمایا کہ الہی میری قوم کو بخش دے اس واسطے کہ وہ نہیں
 جانتے **فتح** **کتاب** قتال الکفار ہرج والمجدین بعد اقامۃ الحجۃ علیہم وقل یا اللہ
 وما کان للہ لیضلّ قوماً بعد اذ ہداهم حتی یمیتن لہم ما یتقون لڑنا خارجیوں اور
 ملحدوں کے بعد قائم کرنے حجت کے اور ان کے اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے گمراہ کر کے کسی قوم کو بعد ازاں
 کہ انکو ہدایت کی بیانتک کہ بیان کرے ان کے واسطے جس سے بچیں **ف** خارجی لوگ ایک گروہ
 ہے بدعتیوں کا اور نام رکھا گیا انکا خارجی واسطے نکلنے ان کے دین سے اور نکلنے ان کے
 مسلمانوں کے بہتر شخص پر اور اتفاق ہے اہل اجارہ کا اسپر کہ خارجیوں نے عثمان کا خون طلب نہیں
 کیا بلکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کئی باتوں کو برا جانتے تھے اور آپ کو اس سے زیادہ تر پاک جانتے تھے اور اصل
 انکی یہ ہے کہ بعضے عراق والوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعضے قرابتیوں کی خصلت اور چال طعن
 سے انکار کیا جنکو عثمان رضی اللہ عنہ نے بعضے بعضے شہر دن پر حاکم کیا ہوا تھا سو انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں
 اسوجہ سے طعنہ دیا اور یہی لوگ جنہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ پر اسوجہ سے طعن کیا انکو قرار یعنی قاری لوگ کہا جاتا تھا
 اس واسطے کہ وہ قرآن کی تلاوت اور عبادت میں سخت کوشش کرتے تھے لیکن وہ قرآن کو اور وجہ پر
 تاویل کرتے یعنی اصل مطلب کو چھوڑ کر کچھ اور معنی اس سے مراد لیتے تھے اور تنہا ہوتے تھے اپنی
 رائے سے اور زیادتی کرتے تھے زہد اور خشوع وغیرہ میں سوجب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہوئے تو دوسرے لوگ
 علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو کر رہے اور انکا اعتقاد یہ تھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے تابعدار کافر ہیں اور انکا
 اعتقاد یہ بھی تھا کہ امام بحق علی رضی اللہ عنہ ہیں اور کافر ہے جو ان سے لڑا اہل جنگ جل سے جن کے
 رئیس طلحہ اذہبیر تھے یعنی طلحہ اور زبیر وغیرہ ان کے ساتھ والوں کو کافر جانتے تھے اس واسطے کہ دونوں
 نے پہلے علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کی پھر ان کے کی طرف نکلے اور عائشہ سے ملاقات ہوئی عائشہ رضی اللہ عنہا نے
 ہی اس سال حج کیا تھا سو اس کے اتفاق کیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو طلب کیا جاوے اور
 ان سے قصاص لیا جاوے اور سارے لوگ اتفاق کر کے بصرے کی طرف نکلے اور لوگوں کو اسکی طرف
 بلایا سو یہ خبر علی رضی اللہ عنہ کو پہنچی وہ بھی انکی طرف لشکر سمیت گئے سو واقع ہوئی درمیان انکی لڑائی جو

مشہور ساتھ جنگ جل کے اور خلیاب ہوئی علی مرتضیٰ رحمہ اور قتل ہوئے طلحہ اور زبیر زچ اس کے
 کے پس ہی گروہ ہے جو عثمان بن عفان کا قصاص چاہتے تھے یعنی طلحہ اور زبیر اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے
 ساتھ دانے بالاتفاق اور اسی طرح معاویہ ہی ملک شام میں قائم ہوا اور وہ اس وقت شام کا حاکم
 حضرت عثمان بن عفان کی طرف سے علی مرتضیٰ نے اسکو کہا بیجا کہ اہل شام انکی بیعت کریں تو معاویہ رحمہ
 نے یہ بہانہ کیا کہ عثمان بن عفان مظلوم مارے گئے سو وجہیہ کہ اول صلیبی انکے قاتلون سے قصاص
 لیا جاوے اور علی مرتضیٰ کو سب سے زیادہ ترقوت ہی قصاص لینے کی اور التماس کی علی مرتضیٰ سے کہ اسکو پھر
 قابو دیں اور علی مرتضیٰ کہتے تھے کہ اول میری بیعت کر جیسے اہل لوگوں کی پھر میرے آگے یہ مقدمہ
 فیصل کر دے کہ جو رجوع کریں حکم کر دو گا انہیں ساتھ حق کے سوجب درویش ہوا اور علی مرتضیٰ
 لشکر نیکر نکلے شام والوں سے لڑنے کو اور معاویہ شام سے لشکر نکلا علی مرتضیٰ سے لڑنے کو سو دونوں
 لشکر مقام صفین ملے اور دونوں میں مقابلہ ہوا سو دونوں کے درمیان ایک مہینہ لڑائی ہوتی رہی اور
 قریب ہی کہ شام والے یعنی معاویہ کا لشکر مغلوب ہو جاوین اور شکست کھاوین ہوا انہوں نے قرآن کے
 اٹھایا نیز ان پر اور بیکار کہ ہم تمکو قرآن کی طرف بلاتے ہیں یعنی جو قرآن ہمارے اور تمہارے درمیان
 فیصلہ کرے وہ تمکو منظور ہے اور یہ عمر بن عاص کے مشورہ سے ہوا اور وہ معاویہ کے ساتھ تھا سو
 علی مرتضیٰ کے ساتھ والوں میں سے بہت لوگوں نے لڑائی چھوڑ دی دیندار ہونے کے سبب خاص کر فاروق
 نے: رحمت بگڑی انہوں نے ساتھ اس آیت کے الم تر اے الذین اوتوا الفیبا من الکتاب یدعون
 لکے کتاب اللہ حکیم ۱۰۴ الایۃ سو علی مرتضیٰ اور اسکے ساتھ والوں نے شام والوں کو کہا بیجا ہوا انہوں نے
 کہا کہ ایک نصف تم ہیچو اور ایک ہم ہیچتے ہیں اور حاضر ہو ساتھ ان دونوں کے جو لڑائی کے ساتھ مباشر
 نہیں ہوا سو انکی رعایت کے ساتھ حق ہو سب لوگ اسکی فرمانبرداری کریں سو علی اور اسکے ساتھ والوں
 نے یہ کو قیہ کیا اور انکار کیا اس سے اس گروہ نے جو خارجی ہو گئے تھے اور کہا علی مرتضیٰ نے دریا
 بسنے، معاویہ کے ذشتہ منصفی کا عراق اور شام والوں میں ہذا قضا علیہ امیر المؤمنین علی معاویہ یعنی
 یہ ہر دو ذشتہ حبیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ معاویہ فیصلہ کیا تو اہل شام نے کہا کہ امیر المؤمنین نے حکم
 علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہاں لیا اور فاجیوں نے اس سے یہی انکار کیا پھر فیصلہ ہوا اس پر کہ دونوں نصف
 اور انکے ساتھی ایک مدت معین کے بعد یعنی آئندہ سال کو ایک مکان میں میں آدمین جو شام
 اور عراق کے درمیان ہے اور دونوں لشکر اپنے اپنے شہر دن کی طرف پلٹ جاوین یہاں تک کہ واقع
 ہو حکم منصفی کا سو معاویہ شام کی طرف پلٹ گیا اور علی مرتضیٰ عراق کی طرف پلٹ آئے بدون کسی فیصلہ

سو جدا ہوئے علی مرتضیٰ سے خارجی اور وہ آٹھ ہزار سے زیادہ تھے اور ایک مکان میں اترے
 جسکو حور اکہا جاتا ہے اور ان کا سردار عبدالسد بن گواہ تھا تو علی مرتضیٰ نے انکی طرف ابن
 عباسؓ کو بھیجا ابن عباسؓ نے ان سے مناظرہ کیا سو بہت لوگوں نے ان میں سے توبہ
 کی پھر علی مرتضیٰ نے انکی طرف نکلے انہوں نے علیؓ کی اطاعت کی اور انکے ساتھ کوفہ میں
 داخل ہوئے پھر انہوں نے مشہور کیا کہ علیؓ نے منصفی سے توبہ کی تو علیؓ نے خطبہ پڑھا
 اور اس سے انکار کیا تو انہوں نے مسجد کی طرف سے بکارا لا حکم الا للہ یعنی ہمیں حکم ہے
 مگر اللہ کا تو علی مرتضیٰ نے کہا کہ یہ کلمہ حق ہے اور مراد اس سے باطل ہے پھر انہوں نے آہستہ
 آہستہ وہاں سے نکلنا شروع کیا یہاں تک کہ مائیں میں جمع ہوئے علی مرتضیٰ نے انکو کہلا
 بھیجا کہ توبہ کریں پھر اصرار کیا اور باز رہے توبہ کرنے سے اور کہا کہ ہم باز نہیں رہیں گے یہاں تک
 کہ علی مرتضیٰ ہمارے نفس کو کافر کہیں اس سبب کہ وہ منصفی پر راضی ہوئے اور توبہ کریں منصفی
 سے پھر انہوں نے اجماع کیا اسپر کہ جو انکے عقیدہ کے مخالف ہو وہ کافر ہے اور اسکا مال اور جان
 مباح ہے سو جو مسلمان انپر گزرتا اسکو مار ڈالتے تھے علی مرتضیٰ کو یہ خبر پہنچی سو علیؓ نے شکر
 لیکر انکی طرف نکلے اور نہروان میں انپر چاڑھے اور نہ باقی رہا ان میں سے کوئی مگر کم دس آدمی
 سے اور علیؓ نے انکے شکر سے صرف دس آدمی قتل ہوئے تھے یہ خلاصہ ہے اول حال انکے
 کا پھر باقی چہے رہے یہاں تک کہ انہیں سے عبدالرحمن بن ملجم نے علی مرتضیٰ کو شہید کیا بعد
 اسکے کہ صبح کی نماز میں داخل ہوئے پھر ہمیشہ ان سے کچھ نہ کچھ لوگ باقی چلے آئے اور کہا اب لوگو
 بن عربی نے کہ خارجی لوگ دو قسم ہیں ایک وہ لوگ ہیں گمان کرتے ہیں کہ عثمانؓ اور علیؓ اور جو لوگ
 کہ جنگ جمل اور صفین میں تھے اور سب لوگ جو منصفی پر راضی ہوئے تھے وہ سب کے سب
 کافر ہیں اور دوسرے اگر وہ گمان کرتا ہے کہ جو کبیرہ گناہ کرے وہ کافر ہے ہمیشہ دوزخ میں رہے گا
 اور بعضوں نے کہا کہ جو صغیرے گناہ پر اصرار کرے وہ مانند اسکی ہے جو کبیرے گناہ کرے کہ وہ
 یہی ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور بعضوں نے انکار کیا ہے پانچ نمازوں سے اور کہا کہ فقط صبح اور
 عشا کی نماز فرض ہے اور جائز ہے نکاح کرنا پوتی سے اور بیابخی اور بختیعی سے اور بعضوں نے
 کہا کہ سورہ یوسف قرآن سے نہیں اور بعضوں نے کہا کہ جولا الہ الا اللہ کہے وہ خدا تعالیٰ کے
 نزدیک مومن ہے اگرچہ دل سے کافر ہو اور کہا انہوں نے کہ واجب ہے نماز عورت پر حیض کی
 حالت میں اور جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرے وہ کافر ہے اور انکا یہ اعتقاد ہے کہ اگرچہ

سے لڑنا مسلمانوں سے یعنی عام مسلمانوں سے جو ان کے اعتقاد کے مخالف ہیں اور جانتے ہی قتل کرنا ان کا اور لڑنا ان کے مال کا اور قید کرنا اور لڑائی غلام بنانا ان کے جو رزق ملکوں کا وغیرہ ذلک اور کہا غزالی نے دیسپٹین کہ خارجیوں کے حکم میں رد و جہ ہیں ایک یہ کہ وہ مرتدوں کی طرح ہیں دوسری یہ کہ وہ باغیوں کی طرح ہیں اور تہجید دی ہے رافضی نے ادل وجہ کو اور نہیں ہے یہ کہ جاری ہر خارجی میں سو مقررہ دو قسم ہیں ایک وہ قسم ہے جس کا ذکر پہلے گذرا اور دوسرا اگر وہ وہ ہے جو طلب ملک کے واسطے نکالنا واسطے بلانے کی طرف اعتقاد اپنی کی اور یہ بھی دو قسم ہیں ایک وہ لوگ ہیں جن کے واسطے غصہ دین کی سبب ظلم حاکموں کے اور ترک کرنے کے عمل کے ساتھ سنت نبویہ کو سو یہ لوگ اہل حق ہیں اور انہیں سے ہیں حسن بن علی رضا اور اہل بدینہ جنگ حرہ میں اور دوسرا اگر وہ ہے جو فقط طلب ملک کے واسطے نکلے برابر ہے کہ ان میں شبہ ہو یا نہ اور وہ باغی لوگ ہیں و سیاتی حکیم فی کتاب الفتن و بالمد التوفیق (فتح) وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا هُمْ يَسْرُءُ خَلْقَ اللَّهِ وَقَالَ لَهُمْ انْظُرُوا إِلَى آيَاتِ كُرْكِتٍ فِي الْكُفَّارِ تَجْعَلُوهَا عَلَى الْمُؤْمِنِينَ تَرَجِمَهُ اور تھے ابن عمر دیکھتے انکو بدتر سب خلق اسہ سے اور کہا کہ وہ جیسے ان آیتوں کی طرف جو کافروں کے حق میں آتیں سو پھیرایا انہوں نے انکو مسلمانوں پر فٹ اور صحیح مسلم میں ابوذر رضی کی حدیث میں ہے کہ وہ بدتر ہیں سب خلق سے **حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ بْنُ عُمَارَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا خَيْثَمَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ غَفْلَةَ قَالَ عَلِيُّ إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا فَوَاللَّهِ لَا أُنْجِسُ مِنَ الشَّيْءِ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكْذِبَ عَلَيْهِ وَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيمَا بَنَيْتُ وَبَنَيْتُكُمْ فَإِنْ أَلْهَبَ خِلْعَةً وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَسَيُخْرِجُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ حَدَّاتِ الْأَسْنَانِ سُمَّاءُ الْأَسْلَامِ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ لَا يَكْبَارُونَ وَإِنَّمَا هُمْ خَنَاجِعُ هُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ الشَّجَرُ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَإِنَّمَا الْقِيَمَةُ لَهُمْ فَأَقْتُلُوهُمْ فَإِنْ قَتَلْتَهُمْ أَجْرُ الْمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ** ترجمہ علی مرتضیٰ نے اسے روایت ہی کہا کہ جب میں تم سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی حدیث بیان کروں سو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی البتہ میرا آسمان سے گر پڑنا مجھکو زیادہ تر محبوب ہے اس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چھوٹ بولوں یعنی وہ سچ ہے اور جب میں تم سے

حدیث بیان کروں اس چیز میں جو میرے اور تمہارے درمیان ہے یغنائے نفس سے سو
 لڑائی فریب کا اور دغا..... اور البتہ میں نے حضرت صلوات
 علیہ وآلہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ غریب ایک قوم پیدا ہوگی آخر زمانے میں کم عمر ناقص عقل کلام
 کرینگے بہتر لوگوں کا سا کلام انکا ایمان نہ اترے گا انکے نزدیک سے بچنے لینے کے دل میں ایمان
 کا کچھ اثر نہ ہوگا نکل جاوینگے دین سے جیسے تیر نکل جاتا ہے شکار سے سو جہان کہیں تمہان سے
 کوڑا نکو قتل کر دے سو البتہ انکے قتل کرنے میں قتل کرنے والوں کو ثواب ہے قیامت کو دن ف
 یہ جو کہا جبکہ میں تمہیں بیان کروں یعنی جب میں تم سے حضرت صلوات علیہ وآلہ وسلم کی حدیث بیان
 کروں تو اسکا..... صریح بیان کرتا ہوں اُس میں کوئی تعرض اور توریہ نہیں کرتا اور جب میں حضرت
 صلوات علیہ وآلہ وسلم سے بیان نہ کروں بلکہ اپنی طرف سے بیان کروں تو یہ توریہ کرتا ہوں تاکہ دغا کروں
 ساتھ اس کے جس سے رُؤن اور ایک روایت میں ہے کہ علی مرتضیٰ رضی عنہ کی عادت تھی کہ جب کسی نہر
 یا تالے پر گزرتے تو کہتے صدق اللہ و رسولہ تو لوگوں نے کہا اسے امیر المؤمنین تم ہمیشہ یہ کلمہ کہتے ہو
 تو کہا کہ جب میں تم کو حضرت صلوات علیہ وآلہ وسلم کی حدیث بیان کروں الخ اور علی مرتضیٰ رضی عنہ
 لڑائی کی حالت میں کہتے تھے اور جب واقع ہوتا انکے واسطے کوئی امر..... ہم دلتے کہ انکے پاس
 کوئی اثر ہے سو خوف کیا انہوں نے اس واقعہ میں کہ مبادا لوگ گمان کریں کہ قصہ پستان والے کا
 اسی قبیل سے ہے تو انکو واضح کر دیا کہ اس امر میں انکے پاس نص صریح ہے اور بیان کیا انکے واسطے
 کہ جب وہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث بیان کریں تو اُس میں توریہ اور تعرض نہیں کرتے اور جب
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث بیان کریں بلکہ اپنی طرف سے بیان کریں اور صدق اللہ و رسولہ
 کہیں توریہ اس واسطے کرتے ہیں تاکہ دھوکا اور فریب دیوں اسکو جس سے لڑتے ہوں اس واسطے استدلال
 کیا ساتھ اس حدیث کے الحرب خدعة پس سبب اس کلام کا اور یہ جو کہا بہتر لوگوں کا سا کلام لینے
 قرآن اور بعضوں نے کہا احتمال ہے کہ مراد اس سے وہ بات ہو جو ظاہر میں اچھی ہو اور باطن میں
 برخلاف ہو جیسے قول انکا لا حکم الا للہ اور مراد یہ ہے کہ زبان سے ایمان لاوینگے دل سے نہ لاوینگے
 اور ایک روایت میں ہے کہ عبیدہ نے تین بار قسم دیکر علی مرتضیٰ رضی عنہ سے پوچھا کیا تو نے یہ حدیث
 حضرت صلوات علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے علی رضی عنہ نے تین بار قسم کہا کہ ہاں کہا کہ ہاں کہا کہ ہاں کہا کہ ہاں
 اسکے کچھ ہمیں کہ حلف کی اس نے تاکہ سو کہہ دے امر نزدیک سامع کے تاکہ ظاہر و باطن حضرت صلوات علیہ وآلہ
 وسلم کا اور یہ کہ علی رضی عنہ انکے ساتھ ہی حق پر ہیں اور تاکہ قسم لینے والے کو اطمینان ہو واسطے دکر کرنی

تو ہم اس چیز کے کہ اشارہ کیا طرف اسکی علی مرتضیٰ نے نہ لے کر اسی نفا ہے سودہؓ اور اس نے حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس میں کوئی چیز منصوص نہ تھی ہو (فتح) **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى**
قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِاهِيمَ
عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَعَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُمَا اتَّيَا أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ فَسَأَلَاهُ عَنِ الْكُرْ وَدِيَةِ
أَسْمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا أَدْرِي مَا الْكُرُ وَدِيَةُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَخْرُجُ فِي هَذِهِ الْأَقَةِ وَلَمْ يَقُلْ مِنْهَا تَوَلَّيْتُمْ حَقِيرُونَ صَلَوَاتُكُمْ
مَعَ صَلَوَاتِهِمْ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يَجَادِرُ حُلُوقَهُمْ أَرْجَا جَرَهُمْ يَمْرُؤُونَ مِنَ الَّذِينَ
كَمُرُوقِ اللَّهِ سَمِيعِ الرَّحْمَةِ فَيَنْكُلُ الرَّاحِي إِلَى سَهْمِهِ إِلَى تَضْلِيلِهِ إِلَى رِصَافِهِ فَيُثَمَّادِي
فِي الْعَوَقَةِ هَلْ عَلِقَ بِهَا مِنْ الدَّمِ شَيْءٌ ترجمہ ابو سعیدؓ نے روایت ہے کہ دو نو نے
ابو سعید خدری سے پوچھا خاجیوں کے حال سے کیا تو نے کچھ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے
اس نے کہا میں نہیں جانتا کہ حورو یہ کیا ہیں اور کون ہیں میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
سنا فرماتے تھے کہ نکلے گی اس امت میں اور نہیں کہا اس سے ایک قوم کہ تم اپنی نماز کو انکی نماز کے ساتھ
حقیر جانو گے یعنی بہ نسبت اسکی بڑھنگو قرآن کو ان کے حلق یا زخروں سے پیچھے نہ اترے گا نکل
جادینگے دین سے جیسے نکل جاتا ہے تیر نشانی سے سو تیر مارنے والا تیر کی طرف دیکھے اور اس کے پل
کی طرف دیکھے اور اس کے بازو کی طرف دیکھے سونشک کرے تیر کے سر میں کہ کیا کوئی چیز ہو سوسو اسکو
لگی رہی یا نہیں یعنی دین اسلام سے صاف نکل جادینگے کوئی لگاؤ نہیں رہیگا **ف** اور ایک روایت
میں ہے کہ اپنے روزے کو ان کے روزیکے ساتھ حقیر جانوں گے اور اس حدیث میں اشارہ ہے ابو سعید
سے اس طرف کہ خارجی لوگ کافر ہیں اور وہ غیر اس امت سے ہیں اور فوقہ جگہ تانت کی ہے تیر سے
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَلَمَةَ أَنَّ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهَّابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ أَبِي حَكْثَةَ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَذَكَرَ الْكُرْ وَدِيَةَ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْرُؤُونَ
مِنْ الْأَسْلَامِ مَرُوقِ الشَّهِمِ مِنَ الرَّحْمَةِ تَرْجَمَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ روایت ہے اور ذکر کیا حورو
کو سو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نکل جادینگے دین سے جیسے نکل جاتا ہے تیر شکار
ف بخاری اس حدیث کو ابو سعید کی حدیث کے پیچھے لایا تو اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ توقف
ابو سعید کا جو مذکور ہے محمول ہے اس پر جسکی طرف میں نے اشارہ کیا کہ نہیں نص کی حدیث مرفوع
میں اور برنام ان کے کے ساتھ خاص اس سہم کے یعنی خارجیوں کو حورو یہ کہنا نص حدیث میں نہیں ہے

نہ یہ کہ حدیث اُنکے حق میں وارد نہیں ہوئی (فقہ) **باب** مَنْ تَرَكَ قِتَالَ الْخَوَارِجِ لِمُتَالَفٍ
 وَالْإِيْتِافِ النَّاسِ عَنْهُ جُوزَ لَمْ يَكُنْ مِنْ خَارِجِيٍّ سِوَى دَلِيلِ الْفِتَنِ كَيْفَ كَرِهَ لَمْ يَكُنْ مِنْهُمْ
 نَبِيٌّ كَرِيمٌ **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ابْنِ زُهَيْرٍ
 عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ جَاءَ
 عَبْدُ اللَّهِ ذُو الْخُوَصِرَةِ الْقُسَيْمِيُّ فَقَالَ اْعْدِلْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ
 إِذَا كُنَّا أَعْدِلُ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ائْتِنِي فَإُضْرِبَ عَنْقَهُ قَالَ دَعْنِي فَإِنَّ لِي أَصْحَابًا
 يُحِبُّونَ أَحَدَكُمْ صَلَوَاتُهُ مَعَ صَلَوَاتِهِ وَصِيَامُهُ مَعَ صِيَامِهِ يُمِرُّونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يُمِرُّونَ
 الشَّهْرَ مِنَ الرَّمِيَةِ يُنْظَرُ فِي قَلْبِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ فِي بَطْنِهِ فَلَا يُوجَدُ
 فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ فِي رِصَافِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ فِي نَصِيَّتِهِ فَلَا يُوجَدُ
 فِيهِ شَيْءٌ قَدْ سَبَقَ الْقُرْآنُ وَاللَّهُ أَعْلَمُ أَيْتَهُمْ رَجُلٌ إِحْدَى يَدَيْهِ أَوْ قَالَ تَلْدِيئِهِ مِثْلُ تَلْدِيئِ
 الْمَرْءِ أَوْ قَالَ مِثْلُ الْبُضْعَةِ تَلْدِيئِهِ رَجُلٌ جَوْنٌ عَلَى حِينٍ فَمِنْ قَدَمِهِ مِنَ النَّاسِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ
 أَشْهَدُ سَمِعْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيًّا قَاتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهُ
 جَحَى بِالْجُلِّ عَلَى الثَّمَتِ الَّذِي نَفَتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَانْزَلَتْ فِيهِ وَمِنْهُمْ
 مَنْ يُكَلِّمُكَ فِي الصَّدَقَاتِ ثُمَّ جُمِعَ أَبُو سَعِيدٍ خُدْرِيٌّ مِنْ رِوَايَتِهِ بِرُكُوسٍ حَالَتِ بَيْنَ كَيْفَ حَضَرَ
 صَلَواتِ عَلَيْهِ وآلِهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ مَالِ الْقِسْمِ كَرْتِ تَبَيَّنَ تَوَعُّدُ الْعَدُوِّ الْخَوَارِجِ أَيْ سَوَاسِ كَيْفَ بَنِي عَمْرِو بْنِ
 بَدْرٍ بَانِثٌ بِكُوَيْبِ كَيْفَ تَوَعُّدُ صَلَواتِ عَلَيْهِ وآلِهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَكْتُمُ حُبَّتِ أَكْرَمِينَ عَدْلٍ نَكْرُونُ
 تَوَعُّدِ دِيَانِ كُونِ عَادِلٍ بِيْدَا هُوَ كَا تَوَعُّدِ فَا رَوْقِ ضَلَّ كَيْفَ كَيْفَ حَضَرَ أَكْرَمِينَ هُوَ تَوَاسُكِي كَرْدَنِ كَا
 دَلُونِ حَضَرَ صَلَواتِ عَلَيْهِ وآلِهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَكْتُمُ حُبَّتِ أَكْرَمِينَ هُوَ تَوَاسُكِي كَرْدَنِ كَا
 يَكْتُمُ أَسْكِي نَسْلٍ سَيِّدَا هُوَ كَيْفَ كَيْفَ مَنَ سَيِّدَا هُوَ كَيْفَ كَيْفَ مَنَ سَيِّدَا هُوَ كَيْفَ كَيْفَ مَنَ سَيِّدَا هُوَ
 جَلَنَ كَا دَرِ اِبْنِ رُزْ سَيِّدَا هُوَ كَيْفَ كَيْفَ مَنَ سَيِّدَا هُوَ كَيْفَ كَيْفَ مَنَ سَيِّدَا هُوَ كَيْفَ كَيْفَ مَنَ سَيِّدَا هُوَ
 جَيْسِي تَشَارِكِي سَيِّدَا هُوَ كَيْفَ كَيْفَ مَنَ سَيِّدَا هُوَ كَيْفَ كَيْفَ مَنَ سَيِّدَا هُوَ كَيْفَ كَيْفَ مَنَ سَيِّدَا هُوَ
 سَيِّدَا هُوَ كَيْفَ كَيْفَ مَنَ سَيِّدَا هُوَ كَيْفَ كَيْفَ مَنَ سَيِّدَا هُوَ كَيْفَ كَيْفَ مَنَ سَيِّدَا هُوَ كَيْفَ كَيْفَ مَنَ سَيِّدَا هُوَ
 كَوِيْرَا هُوَ سَيِّدَا هُوَ كَيْفَ كَيْفَ مَنَ سَيِّدَا هُوَ كَيْفَ كَيْفَ مَنَ سَيِّدَا هُوَ كَيْفَ كَيْفَ مَنَ سَيِّدَا هُوَ
 كَا كَيْفَ كَيْفَ مَنَ سَيِّدَا هُوَ كَيْفَ كَيْفَ مَنَ سَيِّدَا هُوَ كَيْفَ كَيْفَ مَنَ سَيِّدَا هُوَ كَيْفَ كَيْفَ مَنَ سَيِّدَا هُوَ
 جَيْسِي عَوْرَتِ كَا لِسْتَانِ يَا تَرَا يَا جَيْسِي كُوْشَتِ كَا تَوَعُّدِ جَنْبَشِ كَيْفَ كَرَسِي كَا رَا دِيْوَنِ كَيْفَ عَمْدِي تَرَا كَرْدِي

خروج کرینگے یعنی علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے باغی ہونگے) وہ لوگ اختلاف اور پھوٹ کے زمانے میں ظاہر ہوئے ابوسعید رحمہ اللہ اس حدیث کے راوی نے کہا البتہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ حدیث میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ خارجی لوگ پیدا ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انکو قتل کیا اور میں ہی اُس لڑائی میں اُنکے ساتھ موجود تھا لایا گیا وہ مرد اُنص صفت پر جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائی ہے یعنی جس نشانی کا مرد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا اسی نشانی کا آدمی اُس قوم میں موجود تھا سورہ اتری کہ اُن میں سے بعضے طعن کرتے ہیں تمہیکو تقسیم صدقات میں **ف** یہ جو فرمایا اسکو چھوڑا درست مار تو اُسکا ظاہر یہ ہے کہ اُسکے نہ مارنے کا سبب یہ ہے کہ اُسکے چند ساتھی ہوئے صفت مذکور پر اور یہ نہیں چاہتا ہے اُسکے نہ مارنے کو باوجود اسکے کہ اُس نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایسی بے ادبی کی اور اُسکے رد پر وایسا سخت کلام کیا سوا احتمال ہے کہ مصلحت تالیف کے واسطے اُسکو قتل نہ کیا ہو جیسا کہ بخاری نے اُسکو سمجھا اسواسطے کہ صفت کی اُنکے ساتھ عبادت کی باوجود ظاہر کہنے اسلام کے سوا اگر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُنکے قتل کی احانت دیتے تو یہ اُنکے سوا سے اور لوگوں کے اسلام میں داخل ہونے کی نفرت کا سبب ہوتا لوگ اسلام میں داخل ہو کر نفرت کرتے اور یہ جو کہا کہ اُنکے حلق سے نیچے نہ اترے گا تو اُسکے معنی یہ ہیں کہ اُنکی قرارت کو خدا نہیں بلند کرتا اور نہیں قبول کرے گا اور بعضوں نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ قرآن کے ساتھ عمل نہ کریں گے سوا اُنکو اُسکے پڑھنے کا ثواب نہ ملیگا اور کہا نووی نے کہ اُسکے معنی یہ ہیں کہ اُنکا قرآن میں کچھ حصہ نہیں مگر گزرنا اُسکا اُنکی زبان پر اُنکے حلق تک نہ پہنچے گا چہ جائیکہ اُنکے دل میں پہنچے اسواسطے کہ مطلوب سمجھنا اُسکا ہے ساتھ واقع ہونے اُسکے کے دل میں اور یہ مثل قول اُنکے ظنی ہے کہ اُنکا ایمان اُنکے زخروں سے نیچے نہ اترے گا یعنی زبان سے کلمہ پڑھینگے اور اُسکو دل سے نہ پہنچے گا اور ایک روایت میں ہے کہ مسلمانوں کو قتل کرینگے اور بیت پرستوں کو چھوڑینگے اور ایک روایت میں ہے کہ اُسکا بازو ہوگا اور ہاتھ نہ ہوگا اسکے بازو پر جیسے عورت کا پستان اسپر سفید بال ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسری صفت اُنکی فرمائی کہ اُنکے سر منڈی ہونگے اور ایک روایت میں ہے کہ قتل کرے گا اُنکو وہ گردہ جو تنی سے قریب تر ہوگا اور اُس میں ہے کہ ابوسعید نے کہا کہ وہ غم ہوا عراق والو جنہوں نے خارجیوں کو قتل کیا یعنی علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اُنکے ساتھی اور اسحاق بن راہویہ نے اپنی سند میں روایت کی ہے حبیب بن ابی ثابت سے کہ میں ابو داؤد

پاس آیا سو میں نے کہا کہ خبر دی جھکوان لوگوں کے حال سے جبکہ علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا کس با
 میں وہ علی رضی اللہ عنہ سے جدا ہوئے اور کس سبب انکار کیا جائز ہو تو اس نے کہا کہ جب ہم حنفیہ ہیں
 تھے تو سخت ہوئی لڑائی اہل شام میں سو انہوں نے قرآن کو اٹھا یا سو ذکر کیا اس نے قصہ منصفی
 کا سو کہا خاریجیوں نے جاکھا اور اترے حرور امین سو علی رضی اللہ عنہ نے انکو کہلا بھیجا تو انہوں نے رجوع
 کیا سو انہوں نے کہا کہ اگر اس نے قصیدہ کو قبول کیا تو ہم اس سے لڑینگے اور اگر اسکو توڑ
 دالا تو ہم اس کے ساتھ شامل ہونگے پھر انہیں سے ایک فرقہ پھوٹ نکلا لوگوں کو قتل کرنے لگے
 سو علی رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انکے بارے میں حدیث بیان کی اور حاکم اور
 طبرانی وغیرہ نے عبد اللہ بن شداد کے طریق سے روایت کی ہے کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جب وہ
 سے خط کتابت کی اور دونوں نے دو منصفوں کو مقرر کیا تو اکٹھے ہزار آدمی نے قراء سے ان سے
 بغاوت کی اور حرور امین اترے کوفے کی جانب میں اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اسیر چہر کی دی سو کہا
 انہوں نے کہ تو نے پیراہن آمار ڈالا جو اللہ تعالیٰ نے جھکوپہ بنایا تھا اور تو انگ ہوا اس نام سے
 جو خدا تعالیٰ نے تیرا نام رکھا تھا پیراہن نے منصف پیرایا مردوں کو خدا تعالیٰ کے حکم میں
 اور حالانکہ نہیں ہے حکم کسی کا سو اللہ تعالیٰ کے تو یہ خبر علی رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے لوگوں
 کو جمع کیا اور ایک بڑا قرآن منگوا یا سو اسکو ہاتھ مارنے لگے اور کہنے لگے اے قرآن لوگوں سے
 بات کر تو لوگوں نے کہا کہ وہ آدمی نہیں وہ تو صرف سیاہی اور کاغذ ہے اور ہم کلام کرتے
 ہیں ساتھ اسکے جو اس سے ہم نے روایت کی سو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے اور لوگوں کے
 درمیان خدا تعالیٰ کی کتاب منصف ہے خدا تعالیٰ ایک مرد کے عورت کے حق میں فرماتا
 ہے فان ختم شقاق بینہما فابغوا حکما من اہل الایۃ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت بہت بڑی
 قدر والی ہے ایک مرد کی عورت سے اور انہوں نے عیب کیا بچپیر اس میں کہ میں نے معاویہ سے خط
 و کتابت کی اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سہیل بن عمرو سے خط کتابت کی اور
 البتہ تمہارے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہتر حال چلتی ہے پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما کو انکی طرف
 بھیجا تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان سے مناظرہ کیا تو چار ہزار نے ان میں سے رجوع کیا اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ
 نے باقی لوگوں کو کہلا بھیجا کہ تو یہ کریں انہوں نے نہ مانا تو انکو کہلا بھیجا کہ تم جہان چاہو رہو اور تمہارا
 اور تمہارے درمیان یہ عہد و پیمان ہے کہ نہ قتل کرو کسی کو ناحق اور نہ رہزنی کرو اور نہ ظلم کرو
 اور اگر تم نے کیا تو جاری ہوگی تمہاری طرف لڑائی اور ایک روایت میں ہے کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے

لڑائی کی بعد کہا کہ جس نشانی کا مرد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا تھا اس نشانی کا مرد لاشوں میں تلاش کرو سو لوگوں نے اسکو لاشوں میں تلاش کیا سو نہ پایا پھر علی مرتضیٰ نے خود ہٹے یہاں تک کہ آئے اُن لاشوں پر جو ایک دور کی بڑی تھیں سو کہا کہ انکو الگ کر دو اُنہوں نے اسکو لاش کے تلے پایا زمین سے لگا ہوا تپیدہ ابو سعید رضی سے اسی طرح ایک اور قصہ بھی خارجیوں کے حق میں آیا ہے جو اُس قصے کے مخالف ہیں اور اس میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی رضی سے فرمایا کہ جا اسکو قتل کر ڈال سو علی مرتضیٰ نے گئے اور اسکو نہ پایا وہ اُنکے جانے سے پہلے کہیں چلا گیا اور ممکن ہے کہ یہ وہی پہلا مرد ہو اور یہ قصہ پہلے قصے سے متراخی ہوا اول اسکے مارنے سے منع کیا پھر اسکے مارنے کی اجازت دی واسطے دور ہونے علت منع کے اور وہ تالیف ہے اور شاید اسلام کے پہلے جانے کے بعد تالیف کی حاجت نہ رہی ہوگی اور اس حدیث میں اور یہی بہت قاعدے ہیں اس میں بڑی فضیلت ہے علی مرتضیٰ کے واسطے اور یہ کہ یہی تھے امام بحق اور یہ کہ وہی تھے حق پران لوگوں کی لڑائی میں جن سے لڑے جنگ جمل اور صفین وغیرہ میں اور یہ کہ مراد ساتھ حصر کے کاغذ میں انکے اس قول میں ما عندنا الا القرآن والصحیفة مفیدہ ساتھ کتابت کے نہ یہ کہ نہیں پاس اُنکے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی چیز اس چیز سے جس پر خدا تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دی آئندہ زمانے کے حالات سے مگر جو اس کاغذ میں ہے سو البتہ مثال میں طریقے اس حدیث کے بہت چیزوں پر جن کا عالم علی رضی کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے تھا اس قسم سے کہ متعلق ہے ساتھ خوارج وغیرہ کے اور ثابت ہو چکا ہے علی مرتضیٰ کے کہ وہ خبر دیتے تھے کہ انکو بد لوگوں کا قتل کریگا اور احتمال ہے کہ ہونے والی مقتصد ساتھ مختص ہونے اُنکے ساتھ اُسکے یعنی اُس میں اور کوئی اُنکے ساتھ شریک نہیں ہونے وارد ہوگی حدیث باب کی اس واسطے کہ اُس میں اور لوگ بھی اُنکو شریک ہیں اگرچہ اُنکے پاس زیادتی ہے اور اُنکے واسطے کہ وہ صاحب قہرین سو اُنکی کوشش اُسکے ساتھ غیر سے زیادہ ہوگی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جسکے اعتقاد میں اللہ سے بغاوت جائز ہو اُس سے لڑائی نہ کی جاوے جب تک کہ اُسکے واسطے لڑائی کو قائم نہ کرے یا اُسکے واسطے مستعد نہ ہو اور حکایت کیلئے طبری نے اس پر اجماع کو اسکے حق میں کہ نہ تکفیر کی جاوے اُسکی اعتقاد اُسکے سے اور عمر بن عبدالعزیز سے روایت ہے کہ اُس نے لکھا بیچ باز رہنے کے خارجیوں کے لڑنے سے جب تک کہ ناحق خون ریزی نہ کریں یا مال لیویں سو اگر کریں تو اُن سے لڑو اگرچہ میری اولاد ہوں اور عطا و رضی سے ہے جبکہ رہنمائی کریں اور ڈاکہ ماریں اُس میں ہے کہ نہیں جائز ہے قتال

خارج کا اور قتل کرنا انکا مگر بعد قائم کرنے حجت کے اور انکے باین طور کہ انکو بلایا جاوے کہ حق کھینچ
 رجوع کریں اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری نے ترجمہ میں ساتھ آیت کے جو اس میں مذکور ہے
 اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اس شخص کے واسطے جو قائل ہے ساتھ تکفیر خارج کے یعنی
 خارجی لوگ کافر ہیں اور یہی معلوم ہوتا ہے بخاری کی کاریگری سے کہ انکو متحدوں کے ساتھ جوڑا اور
 تاویل کرنے والوں کو ان سے الگ جدا باب میں بیان کیا اور ساتھ اسکے تصریح کی ہے ابو بکر بن
 عربی نے ترمذی کی شرح میں سو کہا صحیح یہ ہے کہ وہ کافر ہیں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے فرمایا کہ دوسے لوگ نکل جائینگے اسلام سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ
 میں انکو قتل کروں گا قوم عاد کا سا قتل کرنا اور قوم عاد کی کفر سے ہلاک ہوئی اور اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ بدترین سب خلقت ہیں اور نہیں بچے جاتے ساتھ اسکے مگر کافر لوگ
 اور اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دوسے لوگ خدا تعالیٰ کے نزدیک سب خلقت سے
 زیادہ دشمن ہیں اور اس واسطے کہ جو انکے عقائد کے مخالف ہو انکو کافر جانتے ہیں اور نخل فی النار
 شمار کرتے ہیں سودہ بطریق اولے کافر ہونگے اور اسی کی طرف میل کی ہے تقی الدین سبکی نے سوائے
 کہا کہ جو شخص خارجیوں کو کافر کہتا ہے اسکی حجت یہ ہے کہ دوسے لوگ بڑے بڑے اصحاب کو کافر جانتے
 ہیں اور یہ یغلبہ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے
 واسطے ہیبت کے ساتھ گواہی دی اور یہ حجت میری نزدیک صحیح ہے اور جو انکو کافر نہیں کہتا اسکی
 حجت یہ ہے کہ اسکو کافر کہنا چاہتا ہے کہ انکو اس شہادت مذکور کا قطعی علم حاصل ہو اور اس میں نظر
 اس واسطے کہ ہم قطعی جانتے ہیں کہ جنکو وہ کافر کہتے ہیں وہ پاک ہیں مرتے دم تک اور یہ کافی ہے انکی
 تکفیر میں ہمارے اعتقاد میں اور تائید کرتی ہے اسکی یہ حدیث کہ جو اپنے بھائی مسلمان کو کافر کہے
 تو دو تو سے ایک اسکے ساتھ ہوتا ہے اور البتہ تحقیق ہو چکا ہے کہ دوسے لوگ ایک جماعت صحابہ
 کو کافر جانتے ہیں جنکے ایمان کا ہم کو قطعی علم حاصل ہو چکا ہے سو وجہ یہ کہ انکو کافر کہا جاوے
 ساتھ مقتضی حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور اسکی نظیر وہ شخص ہے جو بت کو سجدہ کرے
 اور محل طور سے اسلام کا معتقد ہو اور فرائض کو ادا کرے کہ یہ عقائد اسلام کا اسکو بت کے سجدہ کرنے
 سے نجات نہیں دیتا اور نہ عمل کرنا ساتھ وجہات کے اور اکثر اہل سنت کا یہ مذہب ہے کہ خارجی لوگ
 فاسق ہیں اور حکم اسلام کا جاری ہے پورا انکے واسطے کہ وہ کلمہ گو ہیں اور ارکان اسلام پر پستی
 کرتے ہیں اور مسلمانوں کو جو کافر کہتے ہیں تو تاویل سے کہتے ہیں کہا خطابی نے اجماع ہے مسلمانوں

کا اسپر کہ خارجی لوگ باوجود گمراہ ہونے کے ایک فرقہ ہے مسلمانوں سے جائز ہے نکاح
 کرنا ان سے اور کہا نا ان کے ذبح کیے جانور کا اور نہ کافر کہا جاوے انکو جب تک کہ اصل اسلام کے
 ساتھ متک کرتے ہوں اور کہا ابن بطال نے کہ جمہور علما کا یہ مذہب ہے اور کہا قرطبی نے کہ انکو
 کافر کہنا ظاہر تر ہے حدیث میں ہے جو لوگ خارجیوں کو کافر جانتے ہیں ان کے قول پر ان سے لڑنا
 اور ان کے جو روئے کون کو قید کرنا جائز ہے اور یہ قول ایک گروہ اہل حدیث کا ہے خارجیوں کو اسو
 میں اور جو لوگ انکو کافر نہیں کہتے ان کے قول پر آکا حکم باغیوں کا حکم ہے اگر لڑائی کو قائم کریں تو
 ان سے لڑائی کیجاوے واللہ اور اس حدیث میں نشانی ہے پیغمبری کی نشانیوں سے کہ جس طرح
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا اسی طرح واقع ہوا اور یہ اس واسطے کہ جب خارجیوں نے اپنے
 مخالفوں کو کافر کہا تو ان کے خون کو حلال جانا اور مشرکوں سے لڑنا چوڑا دیا اور اس حدیث میں
 ہے کہ لڑنا خارجیوں سے اولے ہے مشرکوں کے قتال سے اس واسطے کہ ان کے لڑنے میں حفاظت
 اہل اسلام کا ہے اور مشرکوں کی لڑائی میں طلب کرنا نفع کا ہے اور حفاظت اہل مال کا اولے ہے اور
 اس میں مذہب ہے عمل کرنے سے سائنہ ظاہر جمیع آیات کے جو تاویل کے قابل ہیں جنکے ظاہر پر عمل کرنی
 سے اجلاع سلف کی مخالفت لازم آتی ہے اور اس میں ڈرنا ہے غلو اور مبالغہ کرنے سے بیچ دینا
 کے اور شدت کرنے سے عبادت میں جسکی شارع نے اجازت نہیں دی اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم نے شریعت کی تعریف کی ہے ساتھ اسکے کہ وہ سہل و آسان ہے اور رحمت دی مسلمانوں کو
 کہ مسلمانوں کے ساتھ نرمی کریں اور کافروں کے ساتھ سختی کریں اور خارجیوں نے اسکا
 عکس کیا اور یہ کہ جائز ہے لڑنا اس شخص سے جو امام پر خروج کرے اور امام عادل کی طاعت
 سے نکلے اور جو قائم کرے لڑائی کو اور لڑے اعتقاد قاسد پر اور جو راہزنی کرے اور راہ میں
 ڈرنا دے اور زمین میں فساد کرے اور جو حاکم ظالم کی فرمانبرداری سے نکلے اور جو ارادہ کو غالب
 ہونے کا اسکے مل پر یا اہل پر یا نفس پر تو وہ معذور ہے اس سے لڑنا جائز نہیں اور اسکو جائز ہے
 کہ اپنے اہل اور جان اور مال سے اسکو مٹا دے بقدر طاقت اپنی اس کے اور اس میں جواز قتل خواج کا
 ہے ساتھ پہلی شرطوں کے اور ثابت ہونا اجر کا اسکے واسطے جو انکو قتل کرے اور یہ کہ بعض علما
 دین سے نکلے ہیں بدون قصد کرنے کے اور بدون اسکے کہ اسلام کے سوا کوئی اور دین اختیار
 کریں اور اس میں ہے کہ خارجی لوگ امت محمدی کے سب بدعتی فرقوں سے بدتر ہیں بلکہ یہود اور
 نصاریٰ سے بھی بدتر ہیں اور یہ مبنی ہے ان کے کفر پر کہ خارجی لوگ مطلق کافر ہیں (فتح الباری)

وہ اُسکو بڑھاتا ہے اُس قرارت پر جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھکو اس طرح نہیں بڑھائی
یعنی دوسری طرح بڑھاتا تھا اور مجھکو اور طرح سے یاد تھا سو میں قریب تھا کہ نماز میں اُسکو بیٹھوں
سو میں نے اُسکو جہلت دی یہاں تک کہ اُس نے سلام پیر پیروی سوجیا اُس نے سلام پیر پیروی تو میں نے
اپنی یا اُسکی چادر اُسکے گلے میں ڈالی سو میں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھکو یہ سورہ
بڑھائی میں نے اُس سے کہا کہ تو چھوٹا ہی سو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی مقرر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
مجھکو یہ سورہ بڑھائی جو میں نے تجھکو بڑھاتے رہتا سو میں اُسکو کہتا ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی طرف چلا سو میں نے کہا یا حضرت میں نے اُسکو سورہ فرقان بڑھاتے سنا اُس قرارت سے
جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھکو نہیں بڑھائی اور آپ ہی نے مجھکو سورہ فرقان بڑھائی ہے
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چھوڑ دے اُسکو اے عمر اے ہشام پڑھ سو اُسکو حضرت صلی
علیہ وآلہ وسلم پر پڑا اُس قرارت سے جس طرح میں نے اُسکو بڑھاتے سنا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا اسی طرح اتری ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عمر تو پڑھ سو میں نے پڑھا حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسی طرح اتری پھر فرمایا کہ یہ قرآن اتار اگیا ہے عرب کی سات بولیوں
میں سوائیں سے پڑھو جو تمکو آسان معلوم ہو **ف** اس حدیث کی شرح کتاب فضائل القرآن میں گور
چکی ہے اور مناسبت اُسکی ساتھ ترجمہ کے اس وجہ سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ مواخذہ کیا
عمر کو ساتھ تکذیب ہشام کے اور نہ اُسکے گلے میں چادر ڈالنے اور نہ اس سے کہ عمر نے ارادہ کیا ایفاء
اُسکو بلکہ سچا کہا ہشام کو اُس چیز میں جو اس نے نقل کی اور معذور کہا عمر کو انکار میں اور نہ زیادہ کیا اُسکو
اد پر بیان کرنے حجت کے سچ جابر ہونے دونو قرأتوں کے رفتہ **حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ**
أَبِي هَيْمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ حَزَلٍ ثَنَا وَكِيعٌ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ
أَبِي هَيْمٍ عَنْ عُلْفَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْسُوا بِأَمَانَتِهِمْ
يُظْلِمُوا شَيْءٌ ذَلِكَ عَلَى أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوا إِنَّا لَمُظْلِمُونَ لِنَفْسِهِ فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ كَمَا تَظُنُّونَ إِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لَقَمْنٌ لِابْنِهِ
يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ترجمہ عبدالبن سعد ورض سے روایت ہو کہ جب
یہ آیت اتری کہ جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم سے نہ ملایا تو یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے اصحاب پر بہت بھاری پڑی اور کہا کہ ہم لوگوں میں کون ایسا ہے جو اپنی جان پر کچھ ظلم
اور گناہ نہیں کرتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اُسکا مطلب یوں نہیں جیسا تم نے گمان

میں یہ حدیث مجھ پر پڑی

کیا وہ مطلب تو یوں ہے جیسا تقمان نے اپنے بیٹے سے کہا تھا اسے بیٹا اسد تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہرنا
مقرر شرک کرنا بڑا ظلم ہے **ف** اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور وجہ داخل ہونے اسکے کی
ترجمہ میں اس جہت سے ہے کہ نہ مواخذہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب کو اس پر کہ انہوں نے
آیت میں ظلم کے معنی عام سمجھے کہ ظلم گناہ کو ہی شامل ہے بلکہ انکو معذور رکھا اس واسطے کہ وہ ظاہر ہے تاویل
میں ہر آنکے واسطے بیان کیا کہ ظلم سے مراد شرک ہے گناہ مراد نہیں رفتہ **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ**
قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرُ بْنُ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي خُشْنُ بْنُ النَّبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ
عِثْبَانَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ
ابْنُ الدُّخْنِ فَقَالَ رَجُلٌ مِمَّا ذَاكَ مُنَافِقٌ لَا يَحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقَوُّوا يُقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَتَّبِعِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ قَالَ بَلَى قَالَ فَإِنَّهُ
لَا يَأْتِي فِي عِبَادَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا أَحْرَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ النَّارَ ترجمہ عثبان بن مالک رضی اللہ عنہ
ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اول دن میں میرے پاس تشریف لائے تو ایک مرد نے کہا کہ
مالک بن دخن تو ہم میں سے ایک مرد ہے کہ وہ منافق ہے خدا تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت
نہیں رکھتا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے اسکو نہیں سنا لا الہ الا اللہ کہتا اس حال میں
کہ اس سے خدا تعالیٰ کی رضا مندی چاہتا ہے کہا کیوں نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
سو مقرر شان یہ ہے کہ نہیں لاویگا اسکو کوئی بندہ قیامت کے دن مگر کہ خدا تعالیٰ اگ کو اس پر
حرام کریگا **ف** اس حدیث کی شرح ابواب المساجد میں گزر چکی ہے اور مناسبت اسکی اس
جہت سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ مواخذہ کیا ان لوگوں پر جنہوں نے مالک
بن دخن کے حق میں کہا جو کہا بلکہ ان کے واسطے بیان کیا کہ احکام اسلام کے ظاہر پر جاری ہیں باطن
پر نہیں کہ اسکو خدا تعالیٰ سمجھ لیوگا **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ**
عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ فُلَانٍ قَالَ تَذَاَرَأَ أَبُو عُبَيْدٍ النَّخْشِ وَحَبَّانُ بْنُ عَجِيَّةَ فَقَالَ أَبُو
عُبَيْدٍ لَنَا حُبٌّ لِحَبَّانٍ لَقَدْ عَلِمْتُ الَّذِي جَاءَ صَاحِبَكَ عَلَى الدِّمَاءِ يُعْنِي عَلِيًّا قَالَ مَا هُوَ
لَا أَبَاكَ قَالَ شَيْءٌ سَمِعْتُهُ يَقُولُ قَالَ مَا هُوَ قَالَ نَعْنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَالزُّبَيْرُ وَآبَا مَرْثِدٍ وَكُنَّا فَارِسَ فَقَالَ أَطْلُقُوا حَتَّى نَأْتِيَ رَوْضَةَ حَاجٍ قَالَ أَبُو سَكَّةَ هَكَذَا
قَالَ أَبُو عَوَانَةَ فَإِنَّ فِيهَا امْرَأَةً مَعَهَا صَحِيْبَةٌ مِنْ حَلِيبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى الشَّيْخَيْنِ فَاتَوَيْنِ
بِحَاثَاتِنَا فَطَلَقْنَا عَلَى فَرَسَيْنَا حَتَّى دَخَلْنَاهُ مَا حَيْثُ قَالَ كُنَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّيْخَ

عَلَى بَعِيرٍ لَهَا وَتَدَّكَ كَتَبَ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ بِمَسِيرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَهَذَا
 ابْنُ الْكِتَابِ الَّذِي مَعَكَ قَالَتْ مَا سَعَى لِكِتَابٍ فَأَخْتَنَا بِهَا بَعِيرٌ هَذَا بَشْعَيْنَا فِي رَحْلِهَا
 فَمَا وَجَدَ نَاشِئًا فَقَالَ صَلَاحِي مَا نَرَى مَعَهَا كِتَابًا قَالَ فَقُلْتُ لَقَدْ عَلِمْنَا مَا لَكِ بِرَسُولِ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسَمَ خَلْفَ عَلِيٍّ وَالَّذِي يُخَلِّفُ بِهِ لَتُخْرِجَنَّ الْكِتَابَ أَرَأَيْتَ كَيْفَ
 فَاهَرَتْ إِلَى حُجْرَتِهَا هِيَ مُحْتَجِزَةٌ بِكِسَاءٍ فَخَرَجَتْ الْمُصْحِفَةُ فَأَتَتْ بِهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ خَانَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنِينَ دَعْنِي فَاحْبِرِي
 عُنُقَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا حَاطِبُ مَا مَلَكَكَ عَلَيْكَ مَا صَنَعْتَ
 فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لِي إِلَّا أَكُونُ مُؤْمِنًا بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ وَلَكِنِّي أَرَدْتُ أَنْ تَكُونِ لِي
 عِنْدَ الْقَوْمِ يَدٌ يَدٌ فَمَنْ يَخْلُفُ عَنْ أَهْلِي وَمَالِي وَلَيْسَ مِنْ أَخْصَابِكَ أَحَدٌ إِلَّا لَهُ هُنَالِكَ
 مِنْ قَوْمِهِ مَنْ يَدُ نَعْمَ اللَّهُ بِهِ عَنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ قَالَ صَدَقَ فَلَا تَقُولُوا لَنَا إِلَّا خَيْرًا
 قَالَ فَغَادَ عُمَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ خَانَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنِينَ دَعْنِي فَلَا تَحْبِرِي
 عُنُقَهُ قَالَ أَوَلَيْسَ مِنْ أَهْلِ بَنِي رُوْمَيْلٍ رَيْكَ كَعَلَّ اللَّهُ أَطْلَمَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ (اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ
 لَقَدْ أَوْجَبْتُ لَكُمْ الْجَنَّةَ فَأَعْرَضْتُمْ عَنَّا) فَقَالَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ
 خَاضِعٌ أَصَحُّ وَلَكِنْ كَذَا قَالَ أَبُو عَوَانَةَ حَاجِرٌ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَحَاجِرٌ نَصِيفٌ وَهُوَ مَوْضِعٌ
 وَهَشِيمٌ يَقُولُ خَاضِعٌ تَرْجَمَ فَلَانَ سَے روایت ہو کہ جبکہ اکیا ابو عبد الرحمن اور حبان نے سوا ابو
 عبد الرحمن نے حبان سے کہا البتہ میں نے معلوم کی وہ چیز جسے تیرے ساتھی یعنی علی رضی کو خویز
 پر ولیکر کیا حبان نے کہا وہ کیا ہے تیرا باپ نہو ابو عبد الرحمن نے کہا ایک چیز ہے میں نے
 علی رضی کو کہتے سنا حبان نے کہا وہ کیا ہے ابو عبد الرحمن نے کہا کہ علی رضی نے کہا کہ حضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو اور زبیر اور ابو مرثد کو پہنچا اور ہم سب سوار تھے سو فرمایا چلو یہاں تک
 کہ روضہ حاج میں جسکو کہا ابو سلمہ نے اسی طرح کہا ابو عوانہ نے سودان ایک عورت ہے
 اسکے پاس خط سے حاطب کا مشرکین کی طرف سوا سکو میرے پاس لے آؤ سو ہم اپنے گھوڑوں
 پر چلے نہاں تک کہ ہم نے اسکو پایا جہاں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارا پایا اپنے اونٹ
 پر چلتی تھی اور حاطب نے ہمارے والوں کو لکھا تھا حال حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چلنے کا انکی طرف
 یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہاری طرف چلنے کا ارادہ رہتے ہیں ہم نے کہا کہاں ہے وہ
 خط جو تیرے پاس ہے اس نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں سو ہم نے اسکو اونٹ کے ساتھ

بٹھلایا پھر ہنسنے اسکے کجاہے میں خطا ڈھونڈا تو ہنسنے کچھ چیز نہ پائی تو میرے دونوں ساتھی نے کہا کہ ہم اسکے پاس خط نہیں دیکھتے تو میں نے کہا البتہ مجھ کو معلوم ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جھوٹ نہیں بولا پھر قسم کھائی علی رضے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی البتہ خط نکال یا میں تجھ کو تنگ کر دوں گا سو وہ اپنے تہ بند باندھنے کی جگہ کی طرف جھکی اور وہ کمر میں چادر باندھے تھی سو آؤ خط نکالا تو ہم اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے تو عمر فاروق رضے نے کہا یا حضرت البتہ اُس نے اور اُس کے رسول اور مسلمانوں کے خیانت کی حکم ہو تو اُسکی گردن مار دوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے حاطب کیا چیز باعث ہوئی تجھ کو اس پر جو تو نے کیا تو اُس نے کہا یا حضرت جھکو کیا ہے کہ میں اس اور اس کے رسول کے ساتھ ایماندار نہ ہوں ولیکن میں نے ارادہ کیا کہ کفار تکہ پر کچھ احسان اور منت رکھوں کہ دفع اور دور کی جاوے تکلیف ساتھ اُس کے میرے اہل اور مال سے اور آپ کے اصحاب میں سے کوئی ایسا نہیں مگر کہ اُس کے واسطے وہ ان اُسکی قوم میں سے وہ شخص ہے جسے سب اللہ تعالیٰ اُس کے اہل اور مال سے تکلیف دور کرے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس نے سچ کہا سو نہ کہو اُسکو مگر نیک کہا سو عمر فاروق رضے نے پہر پہلی بات دوہرائی سو کہا یا حضرت البتہ اُس نے خدا تعالیٰ اور اُس کے رسول کی اور مسلمانوں کی خیانت کی مجھ کو حکم ہو تو اُسکی گردن مار دوں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا یہ جنگ بدر والے اصحاب میں سے نہیں ہے اور تجھ کو کیا معلوم ہے کہ شاید خدا تعالیٰ اس جنگ بدر والے گروہ پر البتہ آگاہ ہو چکا سو خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ کرو جو تمہارا چچی چاہے سو البتہ میں تمہارے واسطے بہت کو واجب کیا تو عمر فاروق رضے کی دو آؤ آنکھ سے بہتا آؤ جاری ہو یعنی بہت رو یعنی یہ سب اس خطا کے کہ حاطب کو واجب القتل جانکر اُس کے مارنیکا ارادہ کیا سو کہا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے کہا ابو عبد اللہ بخاری نے کہ خاخ صحیح تر ہے ولیکن کہا ابو عوانہ نے حاج اور حاج تصحیف ہے اور وہ ایک جگہ ہے ویریا نکا اور مدینے کے اور کہا بشیم نے خاخ و خوزیری یہ یعنی مسلمانوں کی خوزیری یہ ہوا اس کے مشرکوں کے خون تو بالاتفاق منسوب ہیں جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکتے سکتے جہاں کا ارادہ کیا تو بعض اصحاب سے چپکے کہا اور لوگوں میں مشہور ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیر مکر کا ارادہ رکھتے ہیں یہ بات حاطب نے سنی اور اہل مکہ کو چپکے کہا اور ایک عورت کو خط دیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی سے معلوم ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ خط راہ سے پکڑ منگوایا

پھر حاطب کو بلوایا اور فرمایا کہ یہ خط تو نے لکھا تھا اس نے کہا ہاں اور ایک روایت میں ہے کہ حاطب نے کہا یا حضرت قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں نے شک نہیں کیا جس دن سے میں مسلمان ہوا اور یہ جو فرمایا کہ اس نے سچ کہا تو احتمال ہے کہ معلوم کیا ہو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدق اُسکا اس چیز سے کہ اُس نے ذکر کی عذر سے اور احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی سے معلوم ہوا ہو اور یہ جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پہلی بات دوہرائی تو یہ صریح ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ دو بار کہا سو پہلی بار میں تو معذور تھے اس واسطے کہ اُسین اُسکا عذر نہیں ظاہر ہوا تھا اور دوسری بار میں تو اُسکا عذر واضح ہو چکا تھا کہ اُس نے اپنے اہل اور مال کی حفاظت کے واسطے یہ کام کیا تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اُسکی تصدیق کی تھی اور منع فرمایا کہ اُسکو کوئی مگر نیک تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات دوہرانے میں اشکال ہے اور جواب یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے گمان کیا تھا کہ اُسکا سچا ہونا اپنے عذر میں نہیں دفع کرتا جو واجب ہے اُسپر قتل سے اور مراد اعملو ما شئتم سے یہ ہے کہ مقرر گناہ اُنکے واقع ہونگے بخش گئے یہاں تک کہ اگر مثلاً کوئی فرض ترک کریں تو اُنکو اُسکا مواخذہ نہیں ہوگا اور اس میں اشعار ہے ساتھ اس کے کہ جو مباشر ہو بعض اعمال صالحہ کا تو اُس کے بدلے اُسکو بہت ثواب ملتا ہے جو مقابل ہو گناہوں کو جو حاصل ہوں بہت فرضوں کے ترک کرنے سے اور اس حدیث میں اور یہی فائدہ ہے میں ہوا اُس کے جو پہلے گزرے یہ کہ ایماندار اگرچہ پیچھے ساتھ نیک عمل کے اس رتبے کو کہ اُس کے واسطے بہشت واجب ہو جاوے لیکن تاہم گناہ میں واقع ہونے سے معصوم نہیں ہو سکتا کہ حاطب داخل ہوا ان لوگوں میں جن کے واسطے اللہ تعالیٰ بہشت کو واجب کیا اور باوجود اس کے واقع ہوا اُس سے جو واقع ہوا اور اس میں تعجب ہے اُسپر جو تاویل کرتا ہے کہ مراد ساتھ قول خدا تعالیٰ کے اعملو ما شئتم یہ ہے کہ وہ محفوظ ہیں گناہ میں واقع ہونے سے اور اس میں رد ہے اُس شخص پر جو کہتا ہے مسلمان کو ساتھ ارتکاب گناہ کے اور اُسپر جو یقین کرتا ہے ساتھ اس کے کہ وہ ہمیشہ اگ میں رہیگا اور اُسپر جو یقین کرتا ہے کہ ضرور ہے کہ اُسکو عذاب ہو اور یہ کہ جس سے خطا واقع اُسکو لائق نہیں کہ اُس سے انکار کرے بلکہ اُسکا اقرار کرے اور عذر کرے تاکہ دو گناہ جمع نہ ہوں اور یہ کہ جائز ہے تشدید سچ طلب خلاص حق کے اور تہدید ساتھ اُس چیز کے کہ نہ کرے اُسکو تہدید کیا گیا واسطے ڈرانے اُس شخص کے کہ اُس سے حق نکالنا چاہیے اور یہ کہ جائز ہے پہاڑ زاجا سوس کے پردہ کا اور البتہ استدلال کیا ہے ساتھ اُس کے جو جائز کہتا ہے اُس کے قتل کرنے کو بلکہ یہ سے اس واسطے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اُس کے قتل کی اجازت مانگی اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسکا ورد نہ کیا مگر اس واسطے

کہ وہ بدر والوں میں سے تھا اور بعضوں نے مفید کیا ہے اُسکو ساتھ اس کے کہ یاس سے مکرر واقع ہو اور معروف مالک سے یہ ہے کہ امام اُسین اجتہاد کرے اور نقل کیا طحاوی نے اجماع کہ مسلمان جاسوس کا خون مباح نہیں اور کہا شافعیہ اور اکثر نے کہ اُسکو تغیر دیا جو سے اور اگر باعزت آدمی ہو تو اُس سے معاف کیا جاوے اور اسی طرح کہا اوزاعی اور ابو حنیفہ نے کہ اُسکو در پہنچا یا جاوے ساتھ نہر کے اور دراز کیا جاوے جس اُسکا اور یہ کہ معاف کی جاوے ذلت شریف آدمی کی اور کہا بعضوں نے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس سے اس واسطے درگزر کی تھی کہ خدا تعالیٰ نے آپکو وحی سے اطلاع دی کہ وہ اپنے عزیز میں پہچا ہے سو اُسکا غیر اُسکی مانند نہ ہوگا تو جواب دیا ہے قرطبی نے کہ یہ گمان خطا ہے اس واسطے کہ احکام اللہ تعالیٰ کے اُس کے بندوں میں جاری ہوتے ہیں اُن کے ظاہر پر اور خدا تعالیٰ نے اپنی پیغمبر کو منافقوں کے حال سے خبر دی جو آپکی خدمت میں حاضر تھے اور نہ حلال کیا آپ کے واسطے قتل کرنا اُنکا باوجود اس کے واسطے ظاہر کرتے اُن کے اسلام کو اور یہی حکم ہے ہر اُس شخص کا جو ظاہر کرے اسلام کو اور بظاہر مسلمان ہو کہ اُس پر احکام اسلام کے جاری ہونگے اور اس حدیث میں نشانی ہے پیغمبر کی نشانیوں سے کہ خدا تعالیٰ نے آپکو بذریعہ وحی کے حاطب کے قصے سے خبر دی اور اس میں مشورہ دینا ہے بڑے آدمی کا امام کو ساتھ اس چیز کے کہ ظاہر ہو اُس کے واسطے راہ سے جب کافر مسلمانوں پر عائد ہو اور امام کو اُس میں اختیار ہے چاہے مانے چاہے نہ مانے اور یہ کہ جائز ہے معاف کرنا گناہگار سے اور یہ کہ گناہگار کا کوئی ادب نہیں عزت نہیں اور اجماع ہے اس پر کہ اجنبی عورت کی طرف دیکھنا حرام ہے برابر ہے کہ مسلمان ہو یا کافر اور اگر اُسکی نافرمانی کے سبب اسکی حرمت ساقط ہوتی تو اُسکو نہ گناہ کرنے کے ساتھ تہدید نہ کرتے اور یہ کہ جائز ہے بخشنا تمام گناہوں کا جو جائز الوقوع ہوں اُس شخص سے کہ خدا تعالیٰ چاہے برخلاف اہل بدعت کے جو اُس سے انکار کرتے ہیں لیکن محل معاف کا برائے صحابی سے وہ گناہ ہے جس میں حد نہ ہو جیسے کہ زنا وغیرہ میں ہے اور یہ کہ جائز ہے بخشنا اُن گناہوں کا جو موخر ہوں اور دلالت کرتا ہے اس پر دُعا کرنا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چند حدیثوں میں اور البتہ وارد ہو گئیں چند حدیثوں میں وہ عمل جنکے کرنے والوں کو وعدہ دیا گیا ہے کہ اُس کے گلے پھیلے سب گناہ بخشے جاوینگے اور یہ کہ نہیں لائق ہے قائم کرنا حد اور تادیب کا حاکم کو روبرو مگر اُسکی اجازت سے اور اس میں فضیلت عمر کی مادر سب اہل بدر کی (منہج الباری)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عن النّوّح حلیہ

کتاب الاکثر کتابہ زبردستی کے بیان میں

وہ لازم کرنا ہے غیر پر وہ چیز جسکو وہ نہ چاہے یعنی زبردستی اور اگر اہ کی شرطیں چاہیں اول یہ کہ ہو فاعل اسکا قادر و پروا واقع کرنے اس چیز کے کہ ڈرایا جاتا ہے ساتھ اس کے اور امور عاجز ہو اس کے دفع کرنے سے اگرچہ ساتھ بھگنے کے ہو دوسری یہ کہ غالب ہو اس کے گمان پر کہ اگر وہ باز رہا تو واقع کرے گا یہ ساتھ اس کے تیسری یہ کہ جس چیز کے ساتھ ڈرایا جاتا ہے وہ فوری ہو یعنی اس وقت واقع ہو نیوالی ہو اور اگر کہے کہ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تجھ کو کل مار ڈنگا تو وہ مکرہ نہیں گنا جاتا چوتھی یہ کہ نہ ہو ظاہر امور سے وہ چیز جو دلالت کرے اس کے اختیار پر مثل اس شخص کی جو زبردستی کیا گیا نہ کر نے پر سوا پنا ذکر داخل کیا اور ممکن ہو اس کو اپنے لیتا سوتلادی کر دینا تاکہ کہ انزال ہو اور مثل اس شخص کی کہ اس سے کہا گیا کہ تین طلاق دے اور اس نے ایک طلاق دی اور اسی طرح عکس اسکا اور نہیں فرق ہے درمیان اگر اہ کے قول میں اور فعل میں نزدیک جہو کے اور مستثنیٰ ہے فعل سے ہمیشہ حرام ہے جیسا کسی کو ناحق قتل کرنا اور اختلاف ہے مکرہ میں کہ کیا تکلیف دیا جو دے ساتھ ترک فعل اس چیز کے کہ اگر اہ کیا گیا ہے اوپر اس کے یا نہ سو کہا شیخ ابواسحاق شیرازی نے کہ اجماع ہے اس پر کہ جو قتل کرنے پر زبردستی کیا جاوے وہ مامور ساتھ بچنے کے قتل کرنے سے اور دفع کرنے کے اپنے نفس سے اور یہ کہ وہ گناہ ہوتا ہے اگر قتل کرے اس کو جس کے قتل کرنے پر زبردستی کیا گیا اور یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ مکلف ہے بیچ حالت اگر اہ اور اسی طرح واقع ہو اسے غزالی وغیرہ کی کلام میں اور انکا کلام تقاضا کرتا ہے تخصیص خلاف کو ساتھ اس چیز کے کہ موافق ہو باعث اگر اہ کا باعث شرع کو مانند اگر اہ کی قتل کافر پر اور اگر اہ کی اسلام پر اور اس پر جس چیز میں باعث اگر اہ کا باعث شرع کے مخالف ہو مانند اگر اہ کی قتل پر تو نہیں خلاف ہے بیچ جائز ہونے تکلیف کے بیچ اس کے اور جس فعل سے کوئی چارہ نہوا نہیں اختلاف ہے جیسا کہ کوئی پیار سے گرایا جاوے افزدہ کسی شخص پر پڑے اور اس کو قتل کرے اس واسطے کہ نہیں ہے اس کے واسطے کوئی اختیار نہ کرنے میں اور وہ تو اس حالت میں صرف اہ ہے اور نہیں نزع ہو آئین کہ وہ غیر مکلف ہے اور اختلاف ہے اس چیز میں کہ ڈرایا جاتا ہے ساتھ اس کے موافق ہے قتل پر اور تلف عضو پر اور سنت مابراہیں طویل پر دفعہ **کتاب** وَقَوْلُ اللَّهِ (الْأَمِنْ الْكُفْرَةَ وَقُلُوبُهُ مَطْمَئِنِّ بِالْإِيمَانِ وَلَكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ هَدًى كَعَلَيْهِمْ عَذَابُ اللَّهِ الْآلَاءِ عَذَابُ اللَّهِ) نے فرمایا کہ مگر جو زبردستی کیا گیا اور حالانکہ شکن بچنے والا ہو اسکا دل ساتھ ایمان کے لیکن جو کہوے ساتھ کفر کے سینہ یعنی واسطے قبول کرنے کفر کے تو انہیں عذاب اللہ تعالیٰ کا

ف یہ استثناء ہے مقدم ہے گویا کہ کہا گیا کہ انہیں غضب اللہ تعالیٰ کا مگر جو زبردستی کیا گیا
 اس واسطے کہ کفر ہوتا ہے ساتھ قول اور فعل کے بدون اعتقاد کے اور کہی ہوتا ہے ساتھ اعتقاد
 کے پس استثنایا گیا اول اور وہ مکرہ ہے اور یہ وعید شدید ہے اُسکے حق میں جو مرتد ہووے
 اختیار سے اور اپنے جو زبردستی کیا جاوے اور اُسکے تو وہ معذور ہے ساتھ آیت کے اس واسطے
 کہ استثنائات سے نفی ہے سو یہ تقاضا کرتا ہے اُسکو کہ نہ داخل ہو جو زبردستی کیا گیا کفر پر
 تحت وعید کے اور مشہور یہ ہے کہ یہ آیت عمایین یا سو کے حق میں اُتری کہ اُنکو مشرکین کہنے
 پکڑا اور سخت عذاب کیا تو عماد نے زبان سے کہا کہ میں نے کفر کیا ساتھ محمد کے اور جولائے
 بات کافروں کو خوش نگئی انہوں نے اُنکو چھوڑ دیا پھر عمار حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس
 آئے اور آپ کو خبر دی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنے دل کو کس طرح پاتا ہے
 کہا کہ آرام پکڑنے والا ساتھ ایمان کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر پھر کریں تو یہی
 اس طرح کر لیا اور طبری نے ابن عباس رضی سے روایت کی اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ خبر دی اللہ
 تعالیٰ نے کہ جو ایمان کے بعد مرتد ہو جاوے اُس پر خدا تعالیٰ کا غضب ہے اور اپنے جو زبان سے
 زبردستی کیا جاوے اور دل سے مخالف ہو یعنی اس کے دل میں ایمان ہو تا کہ اُسکے ساتھ کافر کی
 نجات پاوے تو اُس پر کوئی حرج نہیں اور سو اُسکے کچھ نہیں کہ بندوں کو مواخذہ ہوتا ہے اس کا
 جو اُنکے دل میں اعتقاد ہو دفعہ (وَقَالَ اَلَا اَنْ تَقُوْا مِنْهُمْ تَقَاةً وَهِيَ تَقِيَةٌ) اور خدا تعالیٰ
 نے فرمایا مگر یہ کہ تم پکڑو اُن سے بچاؤ اور یہ تَقِيَةٌ اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ نہ پکڑے مسلمان
 کافر کو رفیق نہ باطن میں نہ ظاہر میں مگر واسطے تَقِيَةٍ کے ظاہر میں کہ اُسکے واسطے جائز ہے کہ اُسکو
 ظاہر میں دوست پکڑے اور دل سے اُسکے ساتھ دشمنی رکھے وَقَالَ اِنَّ الدِّينَ تَوْفِيْقُ الْمَلٰٓئِكَةِ
 ظَالِمِيْ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فَيَمْكُنُوْكُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ قَالُوْا اَلَمْ تَكُنْ
 اَرْضَ اللّٰهِ وَاَسْعَةً فَهَكَجُوْا فَاِنَّهَا اِلٰى قَوْلِهِ عَفُوًّا غَفُوْرًا وَقَالَ وَاَلَا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ
 مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ اِلٰى قَوْلِهِ نَصِيْرًا قَالَ اَبُو
 عَبْدِ اللّٰهِ فَعَدَّ اللّٰهُ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ الَّذِيْنَ لَا يَمْتَنِعُوْنَ مِنْ تَرْكِ مَا مَرَّ اللّٰهُ بِهِ وَالْمَكْرُوْهُ
 لَا يَكُوْنُ اِلَّا مُسْتَضْعَفًا غَيْرَ مُسْتَضْعَفٍ مِنْ فِعْلِ مَا مَرَّ بِهِ اور خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ جن
 لوگوں کی فرشتوں نے جان قبض کی اس حال میں کہ اپنی جان پر ظلم کرنے والے ہیں تو فرشتوں
 نے کہا کہ کس چیز میں تھے تم انہوں نے کہا کہ تہی ہم عاجز کیئے گئے زمین میں تو انہوں نے کہا

کیا اللہ تعالیٰ کی زمین کشادہ نہ تھی تاکہ تم اُس میں ہجرت کر سکتے آخر آیت تک اور خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ مگر جو بے بس ہیں مردوں اور غورتوں سے اور لڑکوں سے جو کہتے ہیں آخر آیت تک کہا ابو عبد اللہ بخاری نے سو معذور رکھا اللہ تعالیٰ نے عاجز کیے کیون کو جو نہیں باز رہتے ترک اُس چیز کی سے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم کیا یعنی مگر جیکہ مغلوب ہوں اور جو زبردستی کیا گیا ہو نہیں ہوتا ہے مگر بیچارہ نہ باز رہنے والا افضل اُس چیز کے سے کہ حکم کیا گیا ہے ساتھ اُس کے یعنی جو حکم کرے ساتھ اُس کے وہ شخص جس کو قدرت ہو اوپر واقع کرنے بدی کے ساتھ اُس کے یعنی اس واسطے کہ نہیں قادر ہے اوپر باز رہنے کے ترک امر خدا تعالیٰ سے جیسا کہ نہیں قادر ہے مگر وہ اوپر باز رہنے کے فعل حکم اگر اہ کرنے والے سے سو وہ مکرہ کے حکم میں ہے پہلی آیت سورہ میں پیچھے پہلی آیت سے اور سو اُس کے کچھ نہیں کہ اول اُس کو نقل کیا واسطے اشارہ کر کے طرف اُس چیز کی جو مجاہد سے مروی ہے کہ یہ آیت اُس کے چند آدمیوں کے حق میں اتنی جو ایمان لائے تھے تو مدینے سے مسلمانوں نے اُن کو لکھا کہ تم ہجرت کرو الا تم مسلمان نہیں ہو سونکے تو اُن کے لوگوں نے اُن کو راہ میں پکڑ لیا اور اُن پر جبر کیا یہاں تک مجبور ہو کر کافر ہو گئے (فتح) وَقَالَ الْحَسَنُ الرَّقِيقَةُ الرَّقِيقَةُ یعنی اور کہا حسن بصری رہنے کے تقیہ جائز ہے مسلمان کے واسطے قیامت تک لیکن اگر کسی کے قتل کرنے پر زبردستی کیا جاوے تو اُس میں معذور نہیں **ف** اور معنی تقیہ کے ڈرنا ہے ظاہر کرنے اُس چیز کے سے کہ دل میں ہوا اعتقاد وغیرہ سے اور کہا ابن عباس رضی نے کہ تقیہ زبان سے ہے اور دل قرار پکڑنے والا ہے ساتھ ایمان کے (فتح) وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِيمَنْ يُكْرِهُهُ اللّٰهُ طَلَقٌ فَيُطَلَّقُ كَيْسَ لَيْشَمٌ وَبِهِ قَالَ ابْنُ عَسَمَرٍ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَالشَّعْبِيُّ وَالْحَسَنُ یعنی اور کہا ابن عباس رضی نے اُس کے حق میں جبر پر زبردستی کرین سو وہ طلاق دیکو کہ نہیں ہے کچھ چیز یعنی طلاق واقع نہیں ہوتی اور یہی قول ہے ابن عمر اور ابن زبیر اور شعبی اور حسن **ک** کہا ابن بطلال نے کہ اجماع ہے ہمارے کہ جو زبردستی کیا جاوے کفر یہاں تک کہ اُس کو خوف ہو اپنی جان کے قتل ہونیکا اور اور وہ کفر کرے اور اُس کا دل آرام پکڑنے والا ہو ساتھ ایمان کے تو اس پر کفر کا حکم نہیں کیا جاتا اور نہیں جہاں ہوتی ہے اس سے عورت اُسکی مگر محمد بن حسن نے کہا کہ وہ مرتد ہو جاتا ہے اور اُسکی عورت اُس سے جدا ہو جاتی ہے اور اس قول کے رد کرنے کی کچھ حاجت نہیں اس واسطے کہ وہ نصوص کے مخالف ہے اور کہا ایک قوم نے کہ محلِ رخصت کا قول میں ہے نہ فعل میں

سو اگر بت کو سجدہ کرے یا کسی مسلمان کو ناحق قتل کرے یا سور کہا جاوے یا زنا کرے تو وہ اس میں
 معذور نہیں ہے اور یہ قول اور داعی کا ہے اور ایک قوم نے کہا کہ اگر اہ قول اور فعل میں برابر
 ہے اور اختلاف ہو اگر اہ کی حد میں سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں ہے مرد امین اپنے
 نفس پر جبکہ قید کیا جاوے یا بے اختیار دین میں باندھا جاوے یا عذاب کیا جاوے اور کہا تشریح
 نے کہ چار چیزیں اگر اہ میں قید اور مار اور وعید اور بٹیری اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
 نہیں کوئی ایسا کلام جو مجھ سے دو کوڑے ہٹا دے مگر کہ میں اسکو کہوں گا یعنی پس شامل ہے یہ کلمہ
 کفر کو بھی اور یہ قول جمہور کا ہے اور کوفیوں کے نزدیک اس میں تفصیل ہے اور اختلاف ہے
 مکرہ کی طلاق میں سو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ واقع نہیں ہوتی اور نقل کیا ہے اس میں ابن بطال نے
 اجماع اصحاب کا اور کوفیوں کے نزدیک واقع ہوتی ہے (فتح) وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 أَلَا عَمَّالٌ بِالنِّبْتَةِ یعنی اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عملوں کا اعتبار نیتوں سے
 ہے ف یہ حدیث پوری کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور شاید اشارہ کیا ہے بخاری نے
 ساتھ وارد کرنے کے اس کے اس جگہ طرف رد کی اس شخص پر جو فرق کرتا ہے اگر اہ میں درمیان
 قول اور فعل کے واسطے کہ عمل فعل ہے اور جبکہ نہیں اعتبار ہے اسکا بدون نیت کے جیسے کہ
 دلالت کرتی ہے اس پر حدیث تو مکرہ کی کوئی نیت نہیں بلکہ اسکی نیت نہ کرنا فعل کا ہے جیسے اگر اہ
 کیا گیا اور ترک کرنا کسی چیز کا فعل ہے صحیح قول پر اور سننے ہے اس سے قتل پس نہیں ساقط
 ہوتا ہے قصاص قاتل سے اگر زبردستی کیا جاوے قتل کرنے پر واسطے کہ اس پر مقدم کیا ہے
 اپنے نفس کو مقتول کے نفس پر اور نہیں جائز ہے کسی کے واسطے کہ اپنی جان کو بچا دے قتل سے
 ساتھ اس طور کے کہ اپنے غیر کو قتل کرے (فتح) كَانَ شَاكِحًا يَحْتَبِرُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْكَلْبِيُّ
 عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ أَسَاةٍ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ
 عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَهُمْ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو
 فِي الصَّلَاةِ اللَّهُمَّ اجْعَلْ عِيَّاشَ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَالْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ الْمُسْتَضْعِفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطْءَكَ عَلَى مُضَرَ وَابْعَثْ
 عَلَيْهِمْ سِنِينَ كَسَنِي يُؤْمِنُ بِمَا تَرَى جَمْعُ الْبُؤْهِرَةِ رَضِيَ رَوَيْتُ عَنْ هَذِهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 وسلم نماز میں دعا کرتے تھے اے الہی نجات دی عیاش بن ابی ربیعہ کو اور سلمہ بن ہشام کو اور ولید
 بن ولید کو اے الہی نجات دے دے ہوئے بے روز مسلمانوں کو اے الہی اپنا سخت عذاب ڈال مضری کی

کی قوم پر اور آپس رسات برس کا محظوظ ال جیسے یوسف علیہ السلام کے وقت میں محظوظ ہوا تھا ف
یہ دعا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشا کی نماز میں کرتے تھے یا ہر نماز میں رکوع کے بعد قوسے میں
اور پہلے گزرجکی ہے سورہ آل عمران کی تفسیر میں جو متعلق ہے ساتھ شروع ہونے قنوت کے
نازلہ میں اور تعلق حدیث کا ساتھ اگر اہ کے اس وجہ سے ہے کہ وہ لوگ زبردستی کیے گئے تھے اور پر
رہنے کے ساتھ مشرکوں کے یعنی مشرک لوگ انکو نکلنے نہیں دیتے تھے اس واسطے کہ دبا ہوا کمزور
ہیں ہوتا ہے مگر مکرہ کما تقدم اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اگر اہ کفر پر اگر کفر ہوتا تو انکو واسطے
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا نہ کرتے اور انکا نام مومن نہ رکھتے دفعہ **ف** مَنْ اخْتَارَ
الضَّرْبَ وَالْقَتْلَ وَالْهَوَانَ عَلَى الْكُفْرِ جَوَاضِعًا لِمَا هُوَ عَلَيْهِ مَارَ كُوَادِرَ قَتْلٍ كُوَادِرَ خَوَارِي كُوَادِرَ كُفْرٍ
کے **ف** اختیار کیا بلال وغیرہ نے مار اور ذلت کو اور کفر کے یعنی کفر زبان سے نہ کہا
مار منظور کی اور چونکہ یہ حدیث اُسکی شرط پر نہیں تھی اس واسطے کفایت کی مصنف نے ساتھ اس
چیز کے کہ دلالت کرتا ہے اس کے **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَوْشِبٍ الطَّلَافِيُّ
قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي قَلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةً الْإِيمَانِ أَنْ
يَكُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ وَأَنْ يَكُونَ
أَنْ يُعَوِّدَ فِي الْكُفْرِ مَا يَكْفُرُ أَنْ يُقَدَّ فِي النَّارِ ترجمہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تین خصلتیں ہیں جس میں کوئی ہو تو وہ ایمان کی شیرینی کا مزہ پاوے گا
ایک یہ کہ اُسکے نزدیک اللہ تعالیٰ اور اُسکا رسول تمام عالم سے زیادہ تر محبوب ہو اور یہ کہ محبت
کرے آدمی سے اس طرح کہ نہ چاہتا ہو اُسکو مگر خدا تعالیٰ ہی کے واسطے یعنی محبت میں دنیا کا
اور یہ کہ بُرا جانے کفر میں پہرہ لٹ جانے کو جیسے اُسکو بُرا لگتا ہے اگ میں ڈالا جائے **ف** اور
تیسرے ترجمہ کی اس حدیث سے یہ ہے کہ برابر کیا ہے اُسکو اس میں بیچ بُرا جاننے اُسکے کہ کفر کو
اور بیچ بُرا جاننے اُسکے کہ اگ میں داخل ہونے کو اور قتل اور مار اور خواری آسان تر ہے نزد
مومن کے داخل ہونے اگ کے سے پس ہوگا آسان تر کفر سے اگر اختیار کرے شدت کو ذکر کیا
ہے اُسکو ابن بطال نے اور تعاقب کیا ہے اُسکا ابن تین نے ساتھ اس کے کہ علما کا اتفاق ہے
کہ اختیار کیا جاوے قتل کو اور کفر کے اور سو اُسکے کچھ نہیں کہ ہوگی محبت اُس شخص پر جو قائل ہے
کہ کلمہ کفر کا اولے ہے صبر کرنے سے قتل پر اور ایک قوم نے اُس سے منع کیا ہے اور اجماع ہے اس پر کہ

جائز ہے داخل ہونا ہلاک کی جگہوں میں جہاد میں رفتہ) **حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا**
عَبَادٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ يَقُولُ لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَإِنَّ
عَمْرَ مَوْثِقِي عَلَى الْإِسْلَامِ وَلَوْ أَنْفَضَ أَحَدُهُمَا نَعْلَهُ لَبُعْثَمَنَ كَانَ مُحَقَّقًا أَنْ يُقْفَضَ
ترجمہ سعید بن زید روایت ہے کہ میں نے البتہ آپ کو دیکھا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مجھ کو اسلام پر باندھا ہوا
تھا یعنی اسلام لانے پر اس واسطے کہ اس وقت عمر مر اسلام لائے تھے اور اگر جدا ہوتا احد کا پہاڑ
اس چیز سے کہ تم نے عثمانؓ کے ساتھ کی یعنی ظلم سے تو لائق ہی تھا کہ جدا ہوتا **ف** یعنی عثمانؓ
نے اختیار کیا قتل کو اوپر لانے اس چیز کے کہ راضی تھے اور گزر چکی ہے یہ حدیث پہر باب اسلام
سعید بن زید کے اور وہ ظاہر ہے ترجمہ باب میں اس واسطے کہ سعید اور اسکی بی بی عمر رضی اللہ عنہا نے
اختیار کی خواری کفر پر اور ساتھ اسکے ظاہر ہوگی مناسبت حدیث کے ترجمہ سے اور کہا کرمانی نے
کہ عثمانؓ نے اختیار کیا قتل کو اس چیز پر کہ انکے قاتل راضی تھے تو اختیار کرنا انکا قتل کو کفر پر
بطریق اولیٰ ہوگا رفتہ) **حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ حَدَّثَنَا**
قَلْبَسٌ عَنْ خَبَابِ بْنِ الْأَدِثِ قَالَ شَكُونَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ
مُتَوَسِّلٌ بَرْدَةً لَهُ فِي خِلْعَانِ الْكُتْبَةِ فَقُلْنَا أَلَا تَسْتَنْصِرُ إِلَّا نَدُّنَا عَنْكَ فَقَالَ قَدْ كَانَ مِنْ
قَبْلِكُمْ يُخَذُّ النَّجْلُ فَيُحْمَرُّ لَهُ فِي الْأَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيهَا قَيْحَاءٌ بِالْمِيشَارِ فَيُوضَعُ شَوْارِبُ نِسَاءِ
فَيُجْعَلُ نِصْفَيْنِ وَيُمِشَطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيدِ مَا دُونَ كُحْرٍ وَعُظْرَةٍ كَمَا يَصْنَعُونَ ذَلِكَ عَنْ
دِينِهِ وَاللَّهِ كَيْفَ تَنْتَهِي هَذَا الْأَمْرَ حَتَّى يَسِيرَ إِلَيْكَ مِنَ صَنْعَاءٍ إِلَى حَضَرٍ مَوْتٌ لَا يَخَافُ
إِلَّا اللَّهَ وَالذَّنْبَ عَلَى عَنَانِهِ وَلَكِنَّكُمْ كَسْتُمْ تَجْعَلُونَ ترجمہ خبابؓ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس شکایت کی کہ ہم نے مشرکین بکے سے بہت تکلیف پائی اور حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی چادر سے تکیہ کیے تھے کہ جس کے سائے میں تو بیٹھے کہا کیا آپ مدد نہیں
مانگتے کیا ہمارے واسطے دعا نہیں کرتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ تم سے
آگے دے لوگ تھے کہ ایک مرد بیکڑا جاتا اور اس کے واسطے زمین میں گڑھا کھودا جاتا پھر اس میں ڈالا جاتا
پھر آ رہ لایا جاتا اور اس کے سر پر کھاجاتا سو اسکا بدن چیر کے دو ٹکڑے کر دیا جاتا اور اسکا گوشت
ہڈی یا پٹھے تک دوسے کی کنگھی سے نوچا جاتا تھا ایسی سختی ہی اسکو اپنے دین سے نہ پھیرتی تھی
اور قسم ہے اللہ تعالیٰ کی مقرر خدا اپنے دین کو پورا اور کامل کرے گا یہاں تک کہ سوار چلے گا شہر صَنْعَاءَ
حضرت موت کے شہر تک سو اُخذ تعالیٰ کے کسی سے نہ ڈرے گا اور نہ خوف کرے گا اپنی بکر پر بگڑ پڑے

سے ولیکن تم تو جلدی کرتے ہو **ف** ایسے کیوں ہے صبر اور جلدی کہتے ہو تم سے اگلے
دینداروں پر تو ایسی ایسی مصیبتیں گذرین کہ وہ چیر ڈالے گئے تم پر تو ایسی سختی کہی نہیں گذری
باقی دین کا غلبہ سو خدا تعالیٰ اپنے وعدے کے موافق کرے گا ملک میں ایسا امن ہوگا کہ آدمی
در تک اکیلا چلا جاوے گا چنانچہ پہلے وعدہ فاروق اعظم کی خلافت میں پورا ہوا اور اس حدیث
کی شرح سیرت نبوی میں گذر چکی ہے اور داخل ہونا اسکا ترجمہ میں اس وجہ سے کہ طلب
کرتا خباب کا دعا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کافروں پر دلالت کرتا ہے اس پر کہ کفار نے
ان پر بڑا ظلم کیا تھا اور طرح طرح سے تکلیف دی تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب
کے سوال سے کافروں پر بد دعا اس واسطے نہ کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم تھا کہ
تقدیر میں لکھا گیا ہے کہ وہ سخت مصیبتوں میں مبتلا ہونگے اور کفار کے ہاتھ سے نہایت تکلیفیں
پاؤں گے پھر آخر میں انکو وہی ہوگی اور بہت اجر ملیگا اور اس پر جو لوگ کہ پیغمبروں کے سوا ہیں سو جب
ہے ان پر دعا کرنی وقت ہر حادثے کے اس واسطے کہ انکو اطلاع نہیں ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو اطلاع دیجی اور یہی حدیث میں تصریح ساتھ اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ان کے واسطے دعا کی تھی بلکہ احتمال ہے کہ دعا کی ہو اور یہ جو کہا کہ تم سے آگے وہ لوگ انہوں
تلی ہے ان کے واسطے اور اشارہ ہے اس طرف کہ صبر کریں یہاں تک کہ مدت مقررہ گذرے
اور انہی کی طرف اشارہ ہے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخر حدیث میں ولیکن
تم تو جلدی کرتے ہو اور کہا ابن بطال نے اجماع ہے اس پر کہ جو زیر دستی کیا جاوے کفر برادر
اختیار کرے قتل کو تو اسکو خدا تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا ثواب ہے بہ نیت ان کے جو سخت
کو اختیار کرے اور اگر کفر کے سوا کسی اور چیز پر اگر ادا کیا جاوے جیسے مثلاً سورا کا کھانا یا شراب
پینا تو فعل اولے ہے یعنی اسکا کھانا اولے ہے اور کہا بعض مالکیہ نے کہ بلکہ گناہ گار ہوتا ہے
نہ کہانے سے اگر اس کے سوا اور چیز سے منع کیا جاوے اس واسطے کہ وہ مثل مضطر کے ہو جاتا ہے
کہ اسکو مردار کا کھانا حلال ہے جبکہ اسکو خوف ہو کہ مر جاوے گا (فتح) **ک** فی بیع المکرم
و تخیر فی الحق و غیرہ بیع مکرم کی اور مانند اسکی کے حق میں اور اس کے غیر میں **ف** کہا تھا
کہ استدلال کیا ہے بخاری نے ساتھ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں مذکور ہے اور پر جائز ہونے
بیع مکرم کے اور حدیث ساتھ بیع مضطر کے اشہ ہے اس واسطے کہ مکرم بیع پر وہ شخص ہے جو چیز
بیچنے پر مجبور کیا جاوے خواہی نخواستہ اور یہود اگر اپنی زمینوں کو بیچتے تو ان پر بیع لازہ و مجبر

بلکہ مضطر ہو کے یہ سچ گئے تھے یمن کہتا ہوں بخاری نے ترجمہ میں صرف بکرہ ہی کو بیان نہیں کیا بلکہ اس کے ساتھ دتخوہ بھی کہا سو مضطر بھی داخل ہو گا اور شلید یہ اشارہ ہے طرف رو کرنے کے اسپر جو نہیں صحیح جانتا مضطر کی سچ کو اور کہا ابن منیر نے ترجمہ باندھا ہے ساتھ حق وغیرہ کے اور نہیں ذکر کیا مگر پہلے شق کو اور جواب یہ ہے کہ مراد اسکی ساتھ حق کے دین ہے اور مراد غیرہ سے وہ چیز ہے جو اس کے سوا ہے جسکی سچ لازم ہوتی ہے اس واسطے کہ یہود مجبور کیئے گئے تھے اپنے مال کے بچنے پر نہ واسطے دین کے کہ انپر تھا اور جواب دیا ہے کہ ماتی نے کہ مراد حق سے جلا وطن کرنا ہے اور مراد غیرہ سے جلیات یمن یا حق سے مراد مالی چیزیں ہیں اور غیرہ سے مراد جلا ہے یمن کہتا ہوں احتمال ہے کہ مراد غیرہ سے دین ہو پس ہو گا یہ خاص بعد عام کے اور جب سچ سمجھ صورت مذکور میں اور وہ سبب غیر مالی ہے تو بیع دین میں اور وہ سبب مالی ہے بطریق اولیٰ ہے (فتح) **حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَا كُنْخُنُ فِي الْمَسْجِدِ إِذْ خَرَجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْطَلِقُوا إِلَى يَهُودَ فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتَّى جِئْنَا بَيْتَ الْمَدَنَةِ اسْتَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَادَاهُمْ يَامَعْشَرَ يَهُودَ اسْلُوا فَقَالُوا أَقَدْ بَلَغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ ذَاكَ أُرِيدُ ثُمَّ قَالُوا الثَّانِيَةَ فَقَالُوا أَقَدْ بَلَغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ ثُمَّ قَالَ الثَّالِثَةَ فَقَالَ اسْلَمُوا إِنَّمَا الْأَرْضُ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَجْلِبَكُمْ كَهَمَّ وَجَلَّ مِنْكُمْ بِمَالِهِ شَيْئًا قَلِيلَةً وَالْأَفْغَلُ اسْلَمُوا إِنَّمَا الْأَرْضُ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ** ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم مسجد میں بیٹھے تھے کہنا کہان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم پر نکلے سو فرمایا کہ چلو یہودی کی طرف سو ہم آپ کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ ہم ان کے مدرسے میں پہنچے سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہڑے ہو اور انکو پکارا اے یہود کے گروہ اسلام لاؤ تاکہ دین و دنیا میں سلامت رہو تو انہوں نے جواب میں کہا کہ البتہ آپ نے خدا تعالیٰ کا حکم پہنچایا اب ابوالقاسم حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری یہی مراد ہے اپنے ہر قول سے کہ اسلام لاؤ کہ اگر تم اقرار کرو کہ میں نے تمکو خدا تعالیٰ کا حکم پہنچایا تو تمہارے حج مساقط ہو پھر دوسری بار یہ کہنا تو انہوں نے کہا کہ البتہ تم نے خدا تعالیٰ کا حکم پہنچایا اے ابوالقاسم پھر تیسری بار کہا سو فرمایا کہ جان لو کہ تمہاری زمین امدت خالصہ اور اسکے رسول کی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ تمکو وطن سے نکالوں سو جو شخص کہ تم لوگوں میں سے ہے اپنا کچھ مال یا دے تو چاہیئے کہ تمکو بیدار کرے اور نہیں تو جان

عن ابن ماجہ عن ابن عمر عن عائشہ قالت قلت یا رسول اللہ
 لیستأخض الشَّعَاءُ فی البصاعین قال نعم قالت فان البکس شئنا من فکسکے فکسکے
 قال سکا تھا اذ خاثر جمہ عائشہ رضی عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم حکم طلب کیا جاوے عورتوں سے انکے نکاح میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا
 مان میں نے کہا کہ کنواری سے اجازت مانگی جاتی ہے سو وہ شرماتی ہے اور جب کہتی ہے
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسکا چپ رہنا اسکی اجازت ہوتی ہے اور اس حدیث
 میں تقویت ہے پہلی حدیث کے مضمون کی اور ارشاد ہے طرف سلامتی کی عقد کے باطل کرنا
 اور نہیں خلاف ہے ہم صحت جبر کرنے والی کے چھوٹی نابالغ لڑکی پر جسے اسکے ولی کو جائز
 ہے کہ جبراً اسکا عقد کر دیوے اور اگر کنواری بالغ ہو تو اس میں خلاف ہے کما تقدم بیانہ
 فی النکاح **باب** اذا اکره کتہ وکب عبداً اذ باعہ لم یجبر یسہ قال بعض الناس
 فلان نذر المشتري فيه نذر اهل الجار بوعده وكذلك ان ذنبا يجب مجبر کیا جاوے
 تاکہ غلام کو سبہ کرے یا اسکو بیچے تو نہیں جائز ہے اور یہی قول ہے بعض لوگوں کا کہا
 اور اگر مشتری اس میں کوئی نذر کرے تو وہ جائز ہے اسکے گمان میں اور اس طرح اگر مدبر
 کرے ف نہیں جائز ہے یعنی یہ اور بیع اور غلام باقی ہے اسکے ملک میں اور یہ جو
 کہا کہ اگر نذر مانے تو جائز ہے یعنی گزرنے والی ہے اس پر اور صحیح ہے بیع جو صادر ہو والی
 ہے ساتھ اکراہ کے اور اس طرح سبہ بھی اور اسکے گمان میں یعنی اسکے نزدیک اور اس طرح
 اگر مدبر کرے یعنی صحیح ہوتا ہے مدبر کرنا کہا میں بطلان نے کہ کوئی واسطے جمہور کے موافق
 ہوں کہ بیع مکہ کی باطل ہے اور یہ تقاضا کرتا ہے کہ بیع ساتھ اکراہ کے نہیں نقل کرتی ہے
 ملک کو سو اگر اسکو تسلیم کریں تو باطل ہوگا قول اسکا کہ نذر مشتری کی اور مدبر کرنا اسکا منع کرتا
 ہے ... اول کے تصرف کو بیع اسکے اور اگر کہیں کہ وہ ملک کو نقل کرے والا ہے تو یہ نہیں
 نے کیون خاص کیا ہے اسکو ساتھ آزاد کرنے اور سبہ کے سو غیر ان دونوں کے تصرفات سے
 کہا کہ بانی نے ذکر کیا ہے مثل شیخ نے کہ مراد ساتھ قول بخاری کے ان بابوں میں بعض الناس
 سے خفیہ میں اور اسکی غرض یہ ہے کہ انہوں نے تناقض کیا ہے اس واسطے کہ اگر بیع اکراہ کی
 نقل کرنے والی ملک کو طرف مشتری کی تو صحیح ہونگے سب تصرفات اسکے پس نہ خاص ہوگا اثر
 ساتھ نذر اور تدبیر کے اور اگر کہیں کہ وہ ملک کو نقل نہیں کرتی تو نذر اور مدبر کرنا بھی صحیح نہ ہوگا

اور اس میں حکم ہے اور تخصیص میں تخصیص کے کہا کہ اس کے اجماع ہے علما کا اس پر کرم اور یہ
اکراہ سے جائز نہیں اور ذکر کیا جاتا ہے ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ اگر آزاد کرے اس کو مشتری یا مدبر کرے
تو جائز ہے اور اسی طرح مہوبہ اور شاید اس نے اس کو بیع فاسد پر قیاس کیا ہے اس واسطے کہ
انہوں نے کہا کہ تصرف مشتری کا بیع فاسد میں نافذ ہے (فتح) **حَدَّثَنَا أَبُو النَّعْمَانِ قَالَ**
حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَسْرِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ جُلَّامٍ مِنَ الْأَنْصَارِ دَبْرَ مُلُوكٍ كَأَنَّ
لَهُ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَبَكَمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ كَيْشَرِيهِ
مَتَى فَاشْتَرَاهُ نَعِيمُ بْنُ النَّخَّامِ بَنِي مِائَةِ دِرْهَمٍ قَالَ قَسَمْتُ بِجَابِرٍ يَقُولُ
عَبْدًا أَقْبَطِيًّا مَاتَ عَامًا أَوَّلَ تَرَجُمِهِ جَابِرٌ رَضِيَ رَأْيَهُ مِنْ رَأْيِ الْأَنْصَارِيِّ مَرَّةً
اپنے غلام کو مدبر کیا اور اس کے سوا اس کے پاس اور کچھ مال نہ تھا تو یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو پہنچی سو فرمایا کون ہے جو اس کو مجھ سے خریدی تو نعیم نے اس کو آٹھ سو اور ہم سے
خریدا کہا سو میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ تھا کہ وہ قبطنی غلام تھا اول سال میں مراف
کہا ابن بطلال نے اور دجہرہ کی ساتھ اس کے قول مذکور پر یہ ہے کہ جبکہ اس غلام مدبر کے
سوا اس کے پاس کچھ مال نہ تھا تو اس کا مدبر کرنا حماقت اور سفاهت ہوگی اس کے فعل سے سو
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے اس فعل کو اس پر رو کیا اگرچہ ملک اس کی غلام کے واسطے
صحیح تھی تو جو اس کو شرافا سے خریدی اور غلام کا اس کی ملک ہونا صحیح نہ ہو جب اس کو مدبر
کرے یا آزاد کرے تو ادا کرے کہ اس کے فعل کو رو کیا جاوے اس سبب کہ اس کی ملک غلام
کے واسطے صحیح نہیں ہوئی (فتح) **بَابُ مِنَ الْأَكْوَاعِ كَوْنُهَا وَاحِدًا بَابُ إِكْرَاهِ**
كَرَّاهَا وَكَرَّاهَا أَكْرَاهُ یعنی منجملہ اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے بیچ کر ہیبت اکراہ کے
وہ چیز ہے جس کو آیت تخلیک ہے اور وہ مذکور ہے اسمین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ شان نزول آیت
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا كُنْتُمْ لَدَيْهِ عِبَادًا مُخْلِصِينَ قَالَ كُنْتُمْ لَنَا سَيِّدًا مِمَّنْ خَلَقْنَا
قَالَ كُنْتُمْ لَنَا سَيِّدًا مِمَّنْ خَلَقْنَا سَلَامٌ عَلَى النَّبِيِّ وَآلِهِ الطَّيِّبِينَ وَكَانَ الشَّيْبَانِيُّ
وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَسَنٍ السُّوَّائِيُّ وَلَا أَظُنُّهُ إِلَّا ذَكَرَهُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ يَأْتِيهَا
الَّذِينَ آمَنُوا إِلَّا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَزُولُوا السَّيِّئَاتِ كَوْنُهَا الْآيَةُ قَالَ كَانُوا إِذَا مَاتَ الرَّجُلُ
كَانَ أَقْرَبَ لِيَاوُذَ أَخِي بِأَمْرٍ أَيْ أَنْ شَاءَ بَعْضُهُمْ تَزَوُّجَهَا وَإِنْ شَاءَ أُخِي أَوْ جَوْهَا وَإِنْ شَاءَ
لَمْ يُزَوَّجْ هَافَهُمْ أَخِي بَهَا مِنْ أَهْلِهَا فَذَلَّتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي ذَلِكَ

نیز جہ ابن عباسؓ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں اسے ایمان والوں نہیں حلال تم کو
یہ کہ وارث بنو عورتوں کے زبردستی آخر آیت تک کہا ابن عباسؓ نے دستور تھا کہ جب مرد مر جاتا
تو اسکے وارث اسکی عورت کے زیادہ حقدار ہوتے اگر انہیں سے بعضا چاہتا تو اس سے نکاح کرتا
اور اگر چاہتے تو اسکو کسی کے نکاح میں دیکتے اور اگر چاہتے تو اسکو کسی کے نکاح میں نہ دیتے
تو وہ اسکے زیادہ تر حقدار ہوتے اسکے گہ والوں سے سو آیت اس بارے میں اتری کہا مہلب نے
اس سے استفاد ہوتا ہے کہ جو کوئی بندر کہے عورت کو اس امید پر کہ مر جاوے اور اسکا وارث بنے
تو یہ اسکے واسطے حلال نہیں ساتھ نص قرآن کے اور نہیں لازم آتا نص سے اسکے نہ حلال
ہونے پر یہ کہ نہ صحیح ہو میراث مرد کی اس عورت سے حکم ظاہر میں **قَالَ اِذَا اسْتَكْرَهَتْ**
الْمَرْءَ عَلَى الْاِثْنِ فَلَا حِلَّ عَلَيْهِمَا لِقَیْ لِهٖ وَمَنْ یُکْرِهْهُنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ اِکْرَاهِهِنَّ
عَفُوٌّ رَّحِیْمٌ ترجمہ جب مجبور کی جاوے عورت زنا پر تو نہیں ہے اسپر کوئی حد واسطے
قول اللہ تعالیٰ کے اور جو انکو مجبور کرے یعنی بدکاری پر تو مقرر اللہ تعالیٰ بعد مجبور ہونے
انکے کے بخشش والا ہے مہربان یعنی ان عورتوں کے واسطے اور اشکال کیا گیا ہے معلق
کرنا مغفرت کا انکے واسطے اس واسطے کہ جو مجبور کی جاوے زنا پر وہ گناہ نہیں اور جواب دیا
گیا ہے ساتھ اسکے احتمال ہے کہ ہوا کر اہ مذکور کم اس چیز سے کہ اعتبار کیا گیا ہے شرعاً سو بہت
وقت کم ہوتا ہے اس حد سے جسکے ساتھ معذور رہی جاتی ہے پس مناسب ہوا معلق
کرنا مغفرت کا کہا بیضاوی نے اگر اہ نہیں منافی ہے مواخذہ کو میں کہتا ہوں یا ذکر مغفرت اور رحمت
کا نہیں متلزم ہے گناہ کے مقدم ہونے کو جیسا فرمایا من اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ ان اللہ
غفور رحیم کہا طبری نے استفاد ہوتی ہے اس سے وعید شدید اسکے واسطے جو انکو مجبور کرے اور یہ
ذکر کرنے رحمت اور مغفرت کے تعریف ہے یعنی باز آو اسے زبردستی کرنے والو اس واسطے کہ جب ہ
باوجود مجبور ہونے کے ماخوذ ہیں اگر خدا تعالیٰ کی رحمت نہ ہوئی تو پھر تمہارا کیا حال ہو گا اور مناسبت
اسکے واسطے ترجمہ کی یہ ہے کہ آیت میں دلالت ہے اس پر کہ جو عورت زنا پر مجبور کی جاوے اسپر کچھ گناہ
نہیں پس لازم آتا ہے اس سے کہ نہ واجب ہوا سپر حد دفعہ (وَقَالَ النَّبِیُّ حَدَّثَنِي نَافِعٌ اَنَّ صَفِیَّةَ
اَبِی عُبَیْدٍ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ عَبْدًا مِنْ رَفِیقِ الْاِمَارَةِ وَقَعَ عَلَیْ وَلِیْدَةٍ مِنَ الْخُسُوفِ فَاسْتَكْرَهَهَا
حَتّٰی اَنْتَضَرَهَا فَنَجَلَهَا عَنْ الْحِلِّ وَنَفَاةً وَلَمْ یَحْجِلِ الْوَلِیْدَةَ مِنْ اَجْلِ اَنَّهُ اسْتَكْرَهَهَا
وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِی الْاَمَةِ اِلَیْکُمْ یَفْتَرِعُهَا الْحُسَّ یُعِیْمُ ذٰلِكَ الْحُكْمُ مِنَ الْاَمَةِ الْعَدُوِّ رَاۤیَ یَعْدِلُ

[illegible]

یا کچھ چیز پر یہ گریہ کرے یا بول یا بین تیرے باپ یا بھائی مسلمان کو قتل کر دینا تو اسکو محسوس کی جائیگا
 ہے واسطے دلیل قول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ مسلمان بھائی ہے مسلمان کا
 کہا کرانی نے کہ مراد ساتھ حل عقدہ کے فسخ کرنا ہے اسکا اور سفید کیا ہے بھائی کو ساتھ اسلام کے
 تاکہ شامل ہو قریب اور بعید کو وسعہ دیکھ لیجئے اسکا گناہ کرنے جائز نہیں تاکہ خلاص کرے اپنے
 باپ یا بھائی کو اور کہا ابن بطالہ نے کہ مراد بخاری کی یہ ہے کہ چوڑا یا جاوے ساتھ قتل یا بھائی
 کے یا قتل بھائی مسلمان کے اگر نہ کرے کوئی چیز گناہوں سے یا اقرار کرے اپنے نفس پر قرض
 کا جو اسپر نہ ہو یا کوئی چیز کی وہ یہ کرے بدن خوشی دل کے یا کوئی گناہ کہو لے یعنی طلاق
 دیوے یا آزاد کرے بغیر اختیار کے تو اس کے واسطے جائز ہے کہ یہ سب گناہ کرے تاکہ اسکا
 باپ یا بھائی مسلمان قتل سے نجات پاوے اور دلیل اس پر وہ حدیثیں ہیں جو اس کے بعد بابتین
 نہ کوہین موصول درمعلق رنتم) وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ يُؤْتَلَّى لَهُ لَتَشْرِبَنَّ الْخَمْرَ أَوْ لَتَأْكُلَنَّ اللَّيْلَةَ
 أَوْ لَتَقْتُلَنَّ ابْنَكَ أَوْ أَبَاكَ أَوْ ذَا رَحِمٍ كَمْ لَيْسَ لَكَ هَذَا الْيَسْرُ بِمُضْطَرِّئَةٍ نَّاقِضَةٍ
 فَقَالَ إِنَّ قِتْلَ لَكَ لَتَقْتُلَنَّ أَبَاكَ أَوْ ابْنَكَ أَوْ كَتَبَ يَعْنِي هَذَا الْعَبْدُ أَوْ يُقَرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ أَوْ يَهْتَبِ
 يَأْزِمُهُ فِي الْقِيَاسِ وَلَكِنَّا سَتَحْسِنُ وَنَقُولُ الْبَيْعُ وَالْهَبَةُ وَكُلُّ عَقْدَةٍ فِي ذَاتِهَا بَاطِلٌ
 فَتَرَوْا بَيْنَ كُلِّ ذِي حَرَمٍ وَغَيْرِهِ بَغَائِرَ كِتَابٍ وَلَا سُنَّةٍ تَرْجِمُهُ أَوْ كَمَا بَعْضُ لَوْ كُنْ
 نے کہ اگر اس سے کہا جاوے کہ تو شراب پی یا مردار کھا یا بین قتل کر دینا تو اس سے بیٹے کو یا باپ کو یا
 قرابتی کو تو اسکو جائز نہیں واسطے کہ یہ مضطر نہیں پر مناقضہ کیا سو کہا اگر اس سے کہا جاوے
 کہ البتہ میں قتل کر دینگا تیرے باپ کو یا بیٹے کو یا اس غلام کو بیچ ڈال یا دین کا اقرار کر یا بیہ کا تولازم
 اسکو یہ قیاس میں ولیکن بہتر جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بیع اور ہبہ اور ہر عقد ہمیں باطل ہے
 فرق کیا ہے انہوں نے درمیان ہر محرم اور غیر اس کے کے بغیر کتاب اور سنت کے یعنی نہیں کتاب
 اور سنت میں یہ چیز جو دلالت کرے اوپر فرق کے درمیان دونوں کے ف یعنی اگر کوئی ظالم
 کسی مرد کو قتل کر نیکارا دہ کرے سو مثلاً اس مرد کے بیٹے سے کہے کہ اگر تو شراب نہ پیو گناہ رواہ
 نہ کھاو گناہ تو میں تیرے باپ کو قتل کر ڈالوں گا یا تیرے بیٹے یا قرابتی کو قتل کر دینگا تو نہیں گناہ
 ہوتا ہے نزدیک جہور کے اور کہا ابو حنیفہ نے کہ گناہ ہوتا ہے اس واسطے کہ نہیں ہے مضطر
 اور یہ جو کہا کہ انہوں نے فرق کیا ہے یعنی مذہب حنفیہ کا قریب متول میں بر خلاف ان کے مذہب کے
 ہے اجنبی میں سو اگر کسی مرد سے کہا جاوے کہ اس مرد اجنبی کو قتل کر یا یہ چیز بیچ ڈال اور وہ کرم

تاکہ اسکو قتل سے بچا دے تو لازم ہے اسکو بیع اور اگر یہ اسکو کہا جاوے اس کے قرابتی کے حق میں تو نہیں لازم آتا ہے اسکو جو اس نے عقد کیا اور حاصل اسکا یہ ہے کہ اصل ابو حنیفہ کا لازم ہے سب میں واسطے قیاس کے لیکن مستثنیٰ ہے اس سے قرابتی بطور استحسان کے اور بخاری کی رائے یہ ہے کہ نہیں فرق ہے اس میں درمیان قرابتی اور اجنبی کے واسطے حدیث مسلم کی ہر مسلمان بھائی ہے دوسرے مسلمان کا اور مراد ساتھ اس کے برادری اسلام کی ہے نہ نسب کی اسی واسطے شہادت فی ابراہیم علیہ السلام کے قول سے کہ یہ میری بہن ہے اور مراد بہن اسلام کی ہے والا نکاح کرنا بہن سے ابراہیم علیہ السلام کے دین میں بھی حرام تھا اور یہ اجوت واجب کرتی ہے بھائی مسلمان کی حمایت کو اور دفع کرنے کو اس سے پس نہ لازم آویگا اسکو جو عقد کیا اس نے اور نہیں گناہ اس پر اس چیز میں جو کہا دے اور بیوے واسطے دفع کرنے کے اس سے تخلیف کو رفتح) وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُنَاهُ يَمُّ لَأُمِّهِ هَلْ ذَاكَ أَخِي وَذَلِكَ فِي اللَّهِ تَرْجُمُهُ اور حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بی بی کو کہا کہ یہ میری بہن ہے اور یہ خدا تعالیٰ کے مقدمے میں ہے یعنی سبب شیعہ نے اس کے ساتھ اس کے طرف سلامتی کی اس چیز سے کہ ارادہ کیا تھا اس ظالم نے ان سے یا انکی بی بی سے وَقَالَ النَّبِيُّ إِذَا كَانَ الْمُسْتَحْلِفُ ظَالِمًا فَنِيَّةُ الْكَالِفِ وَإِنْ كَانَ مَظْلُومًا فَنِيَّةُ الْمُسْتَحْلِفِ ترجمہ کیا نخی نے کہ جب قسم لینے والا ظالم ہو تو معتبر نیت قسم کھانے والی کی ہے اور اگر مظلوم ہو تو معتبر نیت قسم لینے والے کی ہے **ف** کہا ابن بطال نے قول نخی کا دلالت کرتا ہے کہ معتبر اس کے نزدیک نیت مظلوم کی ہے ہمیشہ اور یہی مذہب مالک اور جمہور کا اور ابو حنیفہ رف کے نزدیک معتبر نیت قسم کھانے والی کی ہے ہمیشہ اور مذہب شافعی کا یہ ہے کہ اگر قسم حاکم کے پاس ہو تو قسم کا اعتبار حاکم کی نیت پر ہے اور وہ راجع ہے طرف نیت صاحب حق کی اور اگر غیر حکم میں ہو تو اعتبار قسم کھانے والے کی نیت کا ہے اور کہا ابن بطال نے کہ قسم لینے والے کا مظلوم ہونا اس صورت میں ہے کہ اس کے واسطے حق ہو کسی مرد کی طرف اور وہ انکار کرے اور اسکا کوئی گواہ نہ ہو اس سے قسم بیوے تو قسم کا اعتبار اسی کی نیت پر ہے یعنی جو وہ نیت کرے اس کے موافق قسم کھاوے قسم کھانے والی کی نیت کا اعتبار نہیں ہو نہیں فائدہ دیتا اسکو اس میں توریہ رفتح) **حکایت** ثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ عَنِ عَقِيلِ بْنِ شَرَاهِبٍ أَنَّ سَالِمَ بْنَ أَبِي خَبْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ

مطلق اور نافذ ہوتی ہے ظاہر اور باطن میں یا باطل ہے مطلق یا صحیح ہے ساتھ گناہ کے اور جو اس کو جائز رکھتا ہے اس کے واسطے دلیلین ہیئت میں بخلاف ان کے قول اللہ تعالیٰ کا ہے وخذ بیدک ضغنا فاضرب به ولا تخش اور عمل کیا حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساتھ اس کے ضعیف کے حق میں جسے زنا کیا تھا اور بخلاف اس کے قول اللہ تعالیٰ کا ہے ومن حق اللہ یجزل له محرجا اور حیلون میں جگہ نہ نکلنے کی ہے تنگی کے مقاموں سے اور اسی قبیل سے ہے شروع ہونا انشاء اللہ تعالیٰ کہنے کا اور واسطے کہ اس میں خلاصی ہے حاشا ہونے سے اور اس طرح شب طین اس واسطے کہ انہیں سلامتی ہے واقع ہونے سے حرج میں اور بخلاف ان کے حدیث ابو سعید اور ابو ہریرہ کی کہ یہ میل کچور کو درہموں سے پیر درہموں سے عدم کچور مولے اور جو اس کو باطل کہتا ہے اس کی دلیل مقدمہ صحابہ سبت کا ہے اور یہودیوں کا چربی کو گچھلا کر بیچنا اور اس کا مول کہنا اور حدیث ابن محفل اور محفل کی اور اصل اختلاف علماء کا اس بات میں ہے کہ کیا معتبر عقود کے لفظین میں ان کے لفظ میں یا ان کے معنی سو جو ادل کے ساتھ قائل ہیں انہیں نے حیلون کو جائز کہا ہے پر اختلاف ہے بعضوں نے تو کہا کہ ظاہر باطن نافذ ہو گئے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ ظاہر نافذ ہوتے ہیں نہ باطن اور جو درہم کے ان کے معنیوں کے ساتھ قائل ہے وہ ان کو باطل کہتا ہے اور نہیں جائز کہتا ہے اس سے مگر اس چیز کو جس میں لفظ معنی کے موافق ہو جس پر قرآن حالی ولالت کرین اور البتہ مشہور ہے کہ خفیہ حیلون کے ساتھ قائل ہیں اس واسطے کہ ابو یوسف نے ان میں کتاب لکھی ہے لیکن معروف ان کی ہیئت اماموں سے تقید عمل کرنے کی ساتھ ان کی ہے بقصد حق کے اور کہا صاحب محیط نے کہ اصل حیلون میں یہ قول خدا تعالیٰ کا ہے وخذ بیدک ضغنا الا یہ یعنی پکڑ اپنے ہاتھ میں چٹرون کا مٹھا اور تم میں جھوٹا نہو اور ضابطہ اس کا یہ ہے کہ اگر یہود واسطے بہانے کے حرام سے اور دور ہونے کے گناہوں سے تو خوب ہے اور اگر کسی مسلمان کو حق باطل کرنے کے واسطے ہو تو وہ بہتر نہیں بلکہ وہ گناہ اور تعدی ہے رفتہ **باب** فی ترک الخجل

باب یہی بچہ ترک کرنے حیلون کے **ف** کہا ابن منیر نے کہ داخل کیا ہے بخاری نے ترک کو ترجمہ میں تاکہ نہ وہم پیدا ہو یعنی پہلے ترجمہ سے جائز ہونا حیلون کا بتا رہا ہوں اور سوا اسکے کچھ نہیں کہ پہلے اسے حیلے کو مطلق چھوڑا ہے واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ حیلون سے بعض حیلہ جائز ہے پس ترک کیا جاوے مطلق رفتہ **وَاِنَّ یُحِلُّ اَقْرَبَ مَا تَوَدَّ فِي الْاَمَانِ وَكَسْبِهِ** اور ہر ایک مرد کے واسطے وہی ہے جو اس نے نیت کی فہمونی **ف** یہ بخاری کی قضاہت ہے نہ حدیث یہی کہا ابن منیر نے کہ بخاری اور فراخی کی ہے بخاری نے بچہ استنباط کے اور شہور نزدیک

اماموں کے عمل کو تا حدیث کا ہے عبادات پر جو عمل کیا ہے اسکو بخاری نے عبادات اور معاملات
 دونوں پر اور تابع ہوا ہے مالک کے بیچ سب ذرائع کے اور اعتبار مقاصد کے سو اگر فاسد ہو لفظ اور صحیح ہو
 مقصد تو لغو کیا جاوے لفظ اور عمل کیا جاوے ساتھ مقصد کے تصحیح میں یا ابطال میں کہا اور استدلال
 کرنا اس حدیث سے اور سب ذرائع کے اور باطل کرنے جیلوں کے قوی دلائل سے ہے اور وجہ تہم کی یہ ہے
 کہ حذف مقدار اعتبار ہے سو مفسر اعتبار کے عبادات میں کافی ہونا نکالے اور بیان مراتب کے
 اور معاملات میں اور اس طرح قسمیں رد کرنا طرف مقصد کی اور گزر چکا ہے اول کتاب میں تصحیح کرنا بخاری کا
 ساتھ داخل ہونے سب احکام کے اس حدیث میں **كُلُّ شَيْءٍ اَبُو النَّعْمَانِ قَالَ كُلُّ شَيْءٍ اَبُو النَّعْمَانِ**
زَيْدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ عَنْ كَلْبَةَ بِنْتِ وَثَّاقٍ سَمِعَتْ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ يُحْكِمُ
قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَإِنَّمَا
لِلْإِحْرَامِ مَا كُوهَ فَمَنْ كَانَتْ هَجْرُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ هَاجَرَ إِلَى دُنْيَا يَصِيبُهَا
أَوْ أَهْرَاقَ يَزِدَّ وَجْهًا فَهَجْرُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ ترجمہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے
 حضرت علیہ السلام سے سنا فرماتے تھے کہ اگر کوئی عملوں کا اعتبار نیتوں سے ہے اور ہر ایک
 مرد کے واسطے وہی ہے جو اس نے نیت کی یعنی کوئی عمل بدون نیت کر ٹھیک نہیں سو جب کسی ہجرت اس
 نعلے اور اسکے رسول کے واسطے ہوئی تو اسکی ہجرت خدا اور اسکے رسول کے واسطے ہو چکی ہے
 یعنی اسکا ثواب پاویگا اور جب کسی ہجرت دنیا کے واسطے ہوئی کہ اسکو پاوے یا کسی عورت کے واسطے کہ اس
 نکاح کرے تو اسکی ہجرت اسی کی طرف ہوئی ہے اسکے واسطے اس نے ہجرت کی یعنی دنیا اور عورت
 اسکا مفہوم یہ ہے کہ جو کچھ نیت نہ کرے اسکو کچھ حاصل نہیں ہوتا اور دار دہوتا ہے اس پر جو غیر کی
 طرف سے حج کی نیت کرے اور خروج نہ کیا ہو اس واسطے کہ وہ خود اسکی طرف سے صحیح ہوتا ہے اور فرض
 اسکے سر سے ساقط ہو جاتا ہے ساتھ اس حج کے نزدیک منافعی اور احمدا اور اسحاق اور ابن زبیر کے
 اور کہا باقی لوگوں نے کہ صحیح ہوتا ہے غیر کی طرف سے اور نہیں ساقط ہوتا ہے حج فرض اسکے سر سے
 اس واسطے کہ اس نے نیت کی اور دلیل پہلے قول کے مقصد شہرہ کا ہے کہ فرمایا اول اپنی طرف سے حج کر
 پھر شہرہ کی طرف سے حج کر اور جواب دیا ہے انہوں نے کہ حج مستثنیٰ ہے باقی عبادات سے اس واسطے
 حج فاسد میں گزر نیک حکم ہے نہ اسکے غیر میں اور مستثنیٰ ہے عموم حدیث سے وہ چیز جو حاصل بقول
 الہی کی جہت سے ساتھ مقصد کے بدون عمل کے جیسے کہ بیمار کے واسطے اجر حاصل ہوتا ہے اسکی
 بیماری کے سبب صبر پر واسطے ثابت ہونے حدیثوں کے ساتھ اسکے اور اس طرح مستثنیٰ ہے اس

روایت ابی النعمان

صَلَاةٍ لَكَ إِذَا أَحَدٌ شَاحَتْ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ جَمَعَ الْيَوْمَ رِيَّةً رَغُزَةً رَوَيْتَ بِهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَأَلَّهُ وَسَلَّمَ نَزَلَ فَرَايَا كَهَنِينَ قَبُولَ كَرَامَاتِ تَعَالَى نَمَازَ كَسَى كِي جَبِيحَ بَلَّ وَضُوهُهُ بِيَانَتَكَ كَدُخْرُكَ رِ
فَاسْ هَدِثَ كِي شَرْحَ كِتَابِ الطَّهَارَةِ مِينَ كَذَرِي كَهَا بِنَ بَطَالِ لَنَا سَمِينَ رُوِيَ عَنْهُ اُسْ شَخْصٌ
جَوَ كَهْتَلَبَ كَهْ جَوَانِثِرَ قَدَسَ مِينَ كُوزَارَ اسْ كِي نَمَازِ صَحِيحَ هِيَ اسْ وَاسْطَ كَهْ وَهْ اسْ كِي حُذْرُ كُولا يَابَ
اَوْرَ تَعْقِبَ كِيَا كِيَا هِيَ اسْ كَا سَا تَهْ اسْ كِي كَهْ حُدُثَ نَمَازَ كَهْ دَرِيَانِ مِينَ اسْ كِي وَاسْطَ مَعْدَبَ سُوْدَه
مَانَدَ جَمَاعَ كِي خُجْمِ مِينَ كَهْ اَكْرَ اسْ كِي دَرِيَانِ عَارِضَ هُوَ تُوَا اسْ كُو فَا سَدَ كَرْدِيَا هِيَ اَوْرَ سِي طَرَحَ اسْ كِي اَخْوِي
اَوْرَ كَهَا بِنَ حَرْمَ لَ كَهْ اَكْرَ طَهَارَتِ يَقِيْنِي هُوَ يَا حُدُثَ يَقِيْنِي هُوَ سُوْ حَسْبِي حَقِيْقَتِ ثَابِتِ هُوَ اسْ كُو حِيلَ سَ
لَفِي كَرْنَا اسْ كُو طَلَّ كَرْنَا هِيَ اَوْرَ حَسْبِي حَقِيْقَتِ مُنْتَفِي هُوَ تُوَا اسْ كُو حِيلَ سَ ثَابِتِ كَرْنَا اسْ كَا بَاطِلَ كَرْنَا هِيَ
اَوْرَ كَهَا بِنَ نَتِيْرَ لَ اَشَارَهَ كِيَا هِيَ بَخَارِي لَ سَا تَهْ اسْ بَابِ كِي طَرَفَ رَدَ كَرِي كِي اُسْ شَخْصَ بِرَ جَوَ قَائِلَ هِيَ
سَا تَهْ صَحِيحَ هُوَ نَمَازُ اُسْ شَخْصَ كِي كَهْ جَوَ كُوزَارَ اَوْرَ خِيَرِ قَدَسَ مِينَ اَوْرَ اُكَا كُوزَ مَانَا اسْ كِي سَلَامَ كَرِي كِي طَرَحَ
هِيَ سَا تَهْ اسْطَرَحَ كَهْ كَهْ يَهْ حِيلَ هِيَ وَاسْطَ صَحِيحَ كَرْنِ نَمَازَ كَهْ سَا تَهْ حُدُثَ كَهْ اَوْرَ اسْ كِي تَقْرِيرِ يُونِ هِيَ
كَهْ بَخَارِي لَ بَنَا كِي هِيَ اَسِيرَ كَرْنَا سَ نَكَلْنَا رَكْنَ هِيَ اسْ كَا بِسَ نَهِيْنِ صَحِيحَ هِيَ سَا تَهْ حُدُثَ كَهْ اَوْرَ جَوَ اسْ كُو
صَحِيحَ كَهْتَلَبَ هِيَ اسْ كِي رَا كِي هِيَ كَهْ نَمَازَ سَ نَكَلْنَا اسْ كِي ضِدَّ هِيَ بِسَ صَحِيحَ هِيَ سَا تَهْ حُدُثَ كَهْ اَوْرَ جَبِ يَهْ بَاتِ
مَقْرَرِ هُوِي تُوَ ضَرُوْرَ هِيَ تَحْقِيْقَ هُوَ نَا اسْ بَاتِ كَا كَهْ سَلَامَ رَكْنَ دَاخِلَ هِيَ نَمَازِ مِينَ نَهْ ضِدَّ اسْ كِي اَوْرَ سَ تَهْ لَالِ
كِيَا هِيَ اسْ لَ جَوَ اسْ كِي رَكْنَ هُوَنِيَا قَائِلَ هُوَ سَا تَهْ اسْ كِي كَهْ وَهْ تَحْرِيْمَ كَهْ مُقَابِلَ مِينَ وَاقِعَ هُوِي هِيَ
اسْ حُدُثَ مِينَ تَحْرِيْمَا التَّكْبِيْرَ وَتَحْلِيْلَا التَّسْلِيْمَ اَوْرَ جَبِ اسْ كِي بِهَلِي طَرَفَ رَكْنَ هِيَ تُوَا اسْ كِي اَخْرَ طَرَفَ بِهِي
رَكْنَ هُوِي اَوْرَ تَا مَيْدَ كَرْنَا هِيَ اسْ كِي يَهْ كَهْ سَلَامَ عِبَادَاتِ كِي حَبْسَ سَ هِيَ اسْ وَاسْطَ كَهْ وَهْ اَللَّهُ تَعَالَى كَا
ذَكَرَ هِيَ اَوْرَ اسْ كِي بِنْدُوْنِ كَهْ وَاسْطَ دَعْلَبَ سُوْدَ قَائِمَ هُوَ كَا حُدُثَ فَا حَشْ مَقَامَ ذَكَرَنِيَكِ كَهْ اَوْرَ
مَرْفُوعِيْنِي كَهْ كَهْ سَلَامَ وَاجِبِ اَرَكْنَ نَهِيْنِ اَوْرَ كَهَا بِنَ بَطَالِ لَنَا سَمِينَ رُوِيَ عَنْهُ اَبُو حَنِيفَةَ بِرَ كَهْ جَبِ كَا
وَضُوْ نَمَازِ مِينَ لُوثَ جَا رَدَهْ وَضُوْ كَرِي كَهْ اَسِيرَ بَنَا كَرِي اَوْرَ كَهَا مَالِكِ اَوْرَ شَا فَعِي لَ كَهْ اَزْ سَرُوْ نَمَازِ شَرْعَ
كَرِي اَوْرَ حَبْسَ بِكُرِّي هِيَ اُنْهَوْنِ لَ سَا تَهْ اسْ حُدُثَ كَهْ اَوْرَ اسْ كِي بَعْضَ طَرَقِ مِينَ هِيَ لَاصِلُوْ
اَلَا بَطُورَ سُوْ نَهِيْنِ خَالِي هِيَ كَهْ وَهْ بِهَرَنَ كِي حَالَتِ مِينَ مَصْلِي هِيَ يَا غَيْرَ مَصْلِي سُوَا كَرِي كَهْ مِينَ كَهْ وَهْ نَمَازِي
هِيَ تُوْدَ كِيَا جَا وَاسْطَ قَوْلِ حَضْرَتِ صَلَّيْ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَهْ لَاصِلُوْ اَلَا بَطُورَ اَوْرَ كَهَا كَرْمَالِي لَ رَجَبِ
لَيْنَ اسْ كِي كَهْ تَرْجَبِ سَ يَهْ هِيَ كَهْ اُنْهَوْنِ لَ حَكْمَ كِيَا هِيَ كَهْ اسْ كِي نَمَازِ صَحِيحَ هِيَ سَا تَهْ حُدُثَ كَرْنِ كَهْ
جَهَانِ اُنْهَوْنِ لَ كَهَا كَهْ وَضُوْ كَرِي كَهْ بَنَا كَرِي اَوْرَ جَهَانِ اُنْهَوْنِ لَ حَكْمَ كِيَا هِيَ سَا تَهْ صَحْتِ اُسْ كِي كَهْ

باوجود عدم نیت کے وضو میں اس علت سے کہ وضو عبادت نہیں (فتح) **باب فی الزکوۃ**
 وَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ وَلَا يُجَمِّعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ بِأَسْبَغِ زَكَاةٍ مِنْ بَعْضِ
 بَعْضٍ تَرَكَ جِلْدَ كَسَاةٍ سَاقِطٍ كَرِهَ مِنْ بَادِرٍ كَرِهَ جِدَا جِدَا كَسَاةٍ جِلْدَ جِلْدٍ
 اور نہ جمع کیا جاوے جب کہ بے جانوڑوں کو واسطے خوف زکوۃ کے **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ**
الْأَنْصَارِيُّ قَالَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَتْمَةَ ثَمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَتَيْسٍ أَنَّ أَتَيْسًا حَدَّثَهُ
أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهُ فِي رِضْوَةِ الصَّدَقَةِ الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَلَا يُجَمِّعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ تَرْجُمَهُ النَّاسُ رَفِئَةً
 روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے آپ کے واسطے زکوۃ کا حکنا ملکہا جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے مقرر کیا تھا اور نہ اٹھا کیا جاوے جب کہ بے جانوڑوں کو اور نہ جدا جدا کیا جاوے
 لکھے جانوڑوں کو واسطے خوف زکوۃ کے **ف** اس حدیث کی شرح زکوۃ میں گذری (فتح)
حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ ابْنِ سَهْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ
طَلْحَةَ بْنِ حَبِيبٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ أَنَّ
فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبِرْنِي مَاذَا فَرَضَ اللَّهُ عَلَى مِنَ الصَّلَاةِ فَقَالَ الصَّلَاةُ أَلَا
الْأَخْبَرُ إِلَّا أَنْ تَطُوعٌ شَيْئًا قَالَ أَخْبِرْنِي مَاذَا فَرَضَ اللَّهُ عَلَى مِنَ الصِّيَامِ قَالَ
شَهْرٌ رَمَضَانَ لَا تَطُوعٌ شَيْئًا قَالَ أَخْبِرْنِي مَاذَا فَرَضَ اللَّهُ عَلَى مِنَ الزَّكَاةِ
قَالَ فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرَائِعِ الْإِسْلَامِ قَالَ وَالَّذِي
أَكْرَمَكَ لَا أَنْتَ طُوعٌ شَيْئًا وَلَا أَنْقُصُ مَا فَرَضَ اللَّهُ عَلَى شَيْئًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفَلَمْ أَنْ صَدَقَ أَنْ دَخِلَ الْجَنَّةَ إِنَّ صَدَقَ تَرْجُمَهُ طَلْحَةُ
 روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا پرگندہ سروا لاسو اس نے کہا یا حضرت
 مجھ کو دو کیا فرض کیا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نمازوں سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 فرمایا پانچ نمازیں مگر یہ کہ تو کچھ نفل نماز پڑھے پھر اس نے کہا خبر دو مجھ کو کیا فرض کیا ہے اللہ
 تعالیٰ نے مجھ پر روزوں سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کے مہینے کے
 روزے مگر یہ کہ تو نفل روزہ رکھے پھر اس نے کہا خبر دو کیا فرض کیا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ
 زکوۃ سے کہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو احکام اسلام کی خبر دی اس نے کہا
 قسم ہے اُسکی جس نے آپ کو اکرام کیا کہ میں کچھ نفل عبادت کروں گا اور نہ گناہوں کا اس سے جو اس

تعالے نے چھپر فرض کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مراد کو بیچا اگر یہ بیچا ہے بہشت
 میں داخل ہوگا اگر وہ چاہے **ف** اس حدیث کی شرح نماز میں گزری **وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ**
فِي تَحْشِيرِ نَزْوِيَّةٍ بَعْدَ حَقَّتَانِ كَانِ أَهْلُهَا مُتَعَمِّدًا أَوْ وَكَبَرًا أَوْ احْتِمَالًا فِيهَا قِرَاءَةً
مِنَ الزَّكَاةِ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ ترجمہ اور کہا بعض لوگوں نے کہ ایک سو بیس اونٹوں میں
 دو حقے میں سو اگر انکو ہلاک کر ڈالے جان بوجہ کے یا سبہ کر دے یا کوئی حیلہ کرے اس میں اگر
 بھلا گئے کے زکوۃ سے تو اس پر کچھ چیز نہیں **ف** کہا میں بطلال نے اجماع ہے علما کا یہ
 کہ جائز ہے مرد کو سال گزرنے سے پہلے نصرت کرنا اپنے مال میں سا تہ بیع اور سبہ اور بیع کر
 جبکہ نہ نیت ہو بھلا گئے کی زکوۃ سے اور اجماع ہے اس پر کہ جب سال گزر جائے تو نہیں حلال ہے
 حیلہ کرنا ساتھ اسکے کہ جدی و جدی کرے کھٹے جانوروں کو یا برعکس کرے پہر اختلاف ہو سکا
 مالک نے کہ اگر سال گزرنے سے پہلے ایک ہیسہ کوئی چیز اپنے مال سے فوت کرے واسطے بھاگنوس کے
 زکوۃ سے تو لازم ہے اسکو زکوۃ وقت گزرنے سال کے واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
خَشِيَةَ الصَّدَقَةِ اور کہا ابو حنیفہ نے کہ اگر سال گزرنے سے پہلے ایک دن کوئی چیز اپنی مال
 سے فوت کرے اور اسکی نیت زکوۃ سے بھاگنا ہو تو یہ نیت اسکو ضرر نہیں کرتی اسواسطے کہ نہیں
 لازم ہے اسکو یہ مگر بعد گزرنے سال کے اور **خَشِيَةَ الصَّدَقَةِ** کے معنی اسی وقت اسکی طرف
 متوجہ ہوتے ہیں یعنی سال گزرنے کے بعد کہا مہلبی کہ مقصود بخاری کا یہ ہے کہ جو حیلہ
 کوئی زکوۃ کے ساقط کرنے کے واسطے کرے اسکا گناہ اس پر ہے اسواسطے کہ جب حضرت صلی
 علیہ وآلہ وسلم نے جانوروں کو جمع اور متفرق کرنے سے منع فرمایا تو اس سے یہ معنی سمجھ گئی اور
 طلحہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کا فرض کسی حیلہ سے ساقط کرے وہ مراد کو
 نہیں پہنچے گا اور بعض خفیہ نے کہا کہ یہ جو بخاری نے ذکر کیا ہے ابو یوسف کی طرف منسوب ہے
 اور کہا محمد نے مکر وہ ہے اسواسطے کہ اس میں باطل کرنا فقیر دین کے حق کا ہے اور نقل کیا ہے ابو جعفر
 کہیر نے محمد بن حسن سے کہ جو حیلہ کرے ساتھ اسکے مسلمان تاکہ خلاص ہو ساتھ اسکے حرام سے
 یا گنہ سے ساتھ اسکے طرف حلال کی تو اسکا کچھ ڈر نہیں اور اگر حیلہ کرے تاکہ باطل کرے ساتھ اسکے
 حق کو یا ثابت کرے ساتھ اسکے باطل کو تو مکر وہ تحریمی ہے اور ذکر کیا شافعی نے کہ اس کو منظر
 کیا محمد سے اس عورت میں جنو اپنی خاوند کو مجبور کیا مجبائی پر اور وہ باز نہ ابدائی سے تو اس عورت
 نے اپنے خاوند کے بیٹے سے زنا کر لیا اسکو اپنے نفس پر قادر کیا کہ وہ کنکے نزدیک اپنی خاوند پر

حرام ہو جاتی ہے بنا بر قول اُنکے کے کہ حرمت مصاہرت کی ثابت ہوتی ہے زنا سے تو مین سے
 مجھ سے کہا کہ نہ تاہمین حرام کرتا حلال کو اس واسطے کہ وہ اسکی ضد ہے اور نہ مین قیاس کی جاتی
 ہے چیز اپنی ضد پر تو محمد نے کہا کہ جامع ہے دو نوگو تو مین نے کہا کہ فرق عدو کے درمیان یہ
 ہے کہ پہلی عورت تعریف کی گئی تھی ساتھ اُسکے اور اُس نے اپنی شر نگاہ کو بچایا اور دوسری
 مذمت کی گئی اور اُس پر سنگ سا کرنا واجب ہوا اور لازم آتا ہے کہ جب تین طلاق دالی زنا
 کرے تو اپنے خاوند کے واسطے حلال ہو جاوے اور جسکے پاس چار عورتیں ہیں پھر پانچویں سے
 زنا کرے تو ایک چارمین سے حرام ہو جاوے آخر مناظرۃ تک اور شاید ابو یوسف نے اس سے
 رجوع کیا ہے اور یہ جو ترجمہ میں کہا کہ ہلاک کرے تو یہ حیلہ نہیں بلکہ اسکی صورت یہ ہو کہ ذبح کرے
 دو حقون کو شلاد اور نفع اٹھاوے اُنکے گوشت سے پس ساتھ ہوگی زکوۃ ساتھ حقون کے اور جو ان سے
 کم ہیں وہ دینے کو نیکے (فتح) **حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا**
مَعْمَرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ
كَذَلِكَ كَيْفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَجَاةً أَفْرَقَ يَفْرُقُ مِنْهُ صَاحِبُهُ وَيُطْلَبُ وَيَقُولُ أَنَا لَمْ تَزَكَّ
قَالَ وَاللَّهِ لَنْ يَزَالَ يُطْلَبُ حَتَّى يَبْسُطَ يَدَهُ فَيُلْقِيَهَا فَأَهْ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَارَبَ النَّعَمَ لَمْ يُعْطِ حَقَّهَا سَلَطَ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَتُخْبِطُ وَتُجْعَلُ
بِإِخْفَافِهَا وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ فِي دُجُلٍ لَمَّا بَلَغَ خَافَ أَنْ يُجَبَّ عَلَيْهِ الصَّدَقَةُ فَبَاغَمَهَا
بَابِلَ مِثْلَهَا أَوْ بَعَثَهَا إِلَى بَيْتِهَا أَوْ بَدَّلَهَا مِنْ الصَّدَقَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَلَا شَيْءَ
عَلَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ إِنَّ لِي أَبْلَةً قَبْلَ أَنْ يَحُولَ الْحَوْلُ يَوْمَ أَوْ بَسْمَةً جَارَتْ عَنْهُ
 ترجمہ البوریرہ رقم سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے
 دن ہر ایک کا خزانہ یعنی جس مال کی زکوۃ نہ دی ہو گنجا سانپ ہو جاوے گا اسکا مالک اس سے
 بھاگے گا اور وہ اسکے پیچھے دوڑے گا اور کہے گا کہ میں تو تیرا خزانہ ہوں فرمایا تم ہے اللہ تعالیٰ
 کی ہمیشہ رہیگا اسکے طلب میں یہاں تک کہ بنا ماتمہ دراز کرے اسکے منہ میں ڈالے گا سوسانپ
 اسکو نغمہ کرے گا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب اونٹوں اور گائیوں اور بکریوں
 کا مالک انکی زکوۃ ادا نہ کرے تو اسکو اُس پر قیامت کے دن قابو دیا جاوے گا سودہ اپنی باؤن
 سے اسکے منہ کو کھل ڈالے اور کہا بعض لوگوں نے اس مردے حق میں جسکے پاس اونٹ
 ہوں سوڑے کہ اُس پر زکوۃ واجب ہو پھر انکو چھڑالے دیسے تو ان سے یا بکریوں یا گائیوں

اور نہ موت سے اس واسطے کہ جب نذر موت سے ساقط ہوتی تو زکوٰۃ بطریق مسقط نہ ہوگی
اس واسطے کہ زکوٰۃ اُس سے زیادہ تر ہو کہ ہے اس واسطے کہ جب ولی پر نذر کا ادا کرنا لازم کیا
اُسکی مان کی طرف سے تو زکوٰۃ کا ادا کرنا جو خدا تعالیٰ نے فرض کی اشد ہے لازم ہونے میں
(فتح) وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِذَا بَلَغْتَ الْإِدْلَ عَشْرِينَ فِيهَا أَرْبَعُ شَيَاطِينٍ فَإِنْ وَكَّهَهَا أَقْبَلَ
لِتَكُونَ أَوْ يَاعَهَا فَرَارًا أَوْ حَتِيًّا لِأَلَّا يَسْقُطَ الثَّكْلُ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَكَذَلِكَ إِنْ كُنْتُمْ تَكُونُونَ
فَمَا تَفْلَاشْتُمْ فِي مَالِهِمْ حَتَّى يَكُونُوا لَكُمْ كَيْفَ يَكُونُونَ لَكُمْ كَيْفَ يَكُونُونَ لَكُمْ كَيْفَ يَكُونُونَ لَكُمْ
چار بکریاں زکوٰۃ دینی آتی ہے پہر اگر انکو بخش دے سال گزرنے سے پہلے یا بیچنے والے واسطے
بھل گئے کے زکوٰۃ سے یا حید کرے واسطے ساقط کرنے زکوٰۃ کے تو نہیں ہے اس پر کوئی چیز
اور اس طرح اگر انکو تلف کرے پہر مر جاوے تو نہیں ہے کوئی چیز اس کے مال میں **ف**
پہلے گزر چکا ہے تنازع بیچ صورت تلف کے اور جواب دیا ہے بعض حنفیہ نے ساتھ اس کے
کہ سو اس کے کچھ نہیں کہ واجب ہوتی ہے کوٰ مال میں جبکہ واجب ہو زمین یا جو متعلق ہو
اُس کے حقوق سے اور جو مر گیا اُس کے ذمہ میں کوئی چیز باقی نہیں رہی جس کا وفا کرنا اُس کے وارثوں
پر واجب ہو اور کلام توحیل کے حلال ہونے میں ہے بیچ لازم ہونے زکوٰۃ کے جبکہ بھل گئے
میں کہتا ہوں اور حرف مسئلے کا یہ ہے کہ جب قصد کرے ساتھ بیچنے اُس کے بھل گئے کا زکوٰۃ
سے یا اُس کے یہ کرنے سے حید اور ساقط کرنے زکوٰۃ کے اور جو قصد کرے کا نہیں رجوع
کرے بعد اُس کے تو وہ گنہگار ہے ساتھ اس قصد کے لیکن کیا تاثیر کرتا ہے یہ قصد بیچ باقی
رہنے زکوٰۃ کے اُس کے ذمہ میں یا عمل کیا جاوے ساتھ اُس کے باوجود گناہ کے یہ جگہ ہے مسئلہ
کے کاٹنے کے کہا کرمانی نے کہ اس باب میں تین فروع ہیں جامع ہے انکو ایک حکم اور وہ
یہ ہے کہ جب دور ہو جاوے ملک اسکی اس چیز سے کہ واجب ہے اُس میں زکوٰۃ سال گزرنے
سے پہلے تو ساقط ہوتی ہے زکوٰۃ برابر ہے کہ ہو ساتھ قصد فرار کے زکوٰۃ سے یا نہ پہر اُس کے
بعد تشبیح کی جو اُسکو جائز کہتا ہے اُس نے مخالفت کی ہے تین حدیثوں کی (فتح الباری)
بَابُ الْحَيْكَلَةِ فِي النِّكَاحِ كُلِّ مَنٍ حَيْدُ كَرْنَا حَتَّى تَمُوتَ قَالَ حَدَّثَنَا
يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَنِي عَنْ شُعْبَةَ بْنِ أَبِي حَفْصَةَ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِعَيْرِ صِدَاقٍ وَنِكَحٍ أَخْتِ النَّبِيِّ وَنِكَحٍ أَخْتِ بَعْضِ النَّاسِ

اِنْ اِخْتَلَّ حَقٌّ تَنَزَّجَ عَلَى الشَّغَارِ فَهُوَ جَائِزٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ وَقَالَ فِي الْمُتَعَةِ الْفَكَاحُ
 فَاسِدٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ وَقَالَ بَعْضُهُمُ الْمُتَعَةُ وَالشَّغَارُ جَائِزٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ مَرْحُومٌ
 عبدالمدین عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا شغار سے بینہ
 نافع سے کہا شغار کیا ہے کہا کہ کسی مرد کی لڑکی سے نکاح کرے اور اپنی بیٹی اسکو نکاح کر دے تو
 بدوین مہر کے اور نکاح کرے کسی مرد کے بہن سے اور اپنی بہن اسکو نکاح کر دے تو بدوین
 مہر کے اور کہا بعض لوگوں نے کہ اگر حیلہ کرے یعنی ساتھ اس شرط کے یہاں تک کہ نکاح
 کرے شغار پر تو جائز ہے اور شرط باطل ہے اور کہا متعہ میں کہ نکاح فاسد ہے اور شرط باطل
 ہے اور کہا بعضوں نے کہ متعہ اور شغار جائز ہے اور شرط باطل ہے یعنی دونوں میں ف
 اور ظاہر یہ ہے کہ حیلہ شغار میں مقصود مالدار مرد کے حق میں جو کسی محتاج کی لڑکی سے نکاح کرنا
 چاہے سو باز رہے محتاج یا مہر میں زیادتی کرے لودہ مالدار اس سے دعا کرے سو اس سے
 کہے کہ لڑکی بیٹی مجھکو نکاح کر دے اور میں اپنی بیٹی تجھکو نکاح کر دیتا ہوں سو غیبت کرے
 اس میں محتاج واسطے سہولت اس کام کے اور اس کے پر جب اس شرط پر عقد واقع ہوا اور اس سے
 کہا جاوے کہ عقد صحیح ہے اور لازم ہے ہر ایک کو مہر مثل تو وہ محتاج چیتا ہے اس واسطے
 کہ نہیں ہے قدرت اُنکو اور مہر مثل کے مالدار کی بیٹی کے واسطے اور حاصل ہوا واسطے
 مالدار کے مقصود اُسکا ساتھ نکاح کرنے کے واسطے سہولت مہر مثل کے اور اس کے موجب
 اصل سے باطل ہے تو یہ حیلہ بھی باطل ہوگا اور یہ جو کہا ایک جگہ میں فاسد اور دوسری جگہ
 میں باطل تو یہ بنا بر حقیقہ کے قاعدے کی ہے کہ جو اپنے اصل سے مشروع ہو وہ باطل
 ہے اور جو اصل سے مشروع ہو اور وصف ہی مشروع ہو وہ فاسد ہے پس نکاح مشروع ہے
 باصلہ اور بضع کا مہر لہذا اس میں وصف ہی مہر فاسد ہوگا اور نکاح صحیح ہوگا برخلاف متعہ
 کے کہ جب اُسکا مشروع ہونا ثابت ہوا تو ہو گیا غیر مشروع باصلہ اور دوسری بعضہم سے مراد فرما
 کہ اُس نے جائز رکھا ہے نکاح موقت کو اور لغو کیا ہے وقت کو اس واسطے کہ وہ شرط فاسد ہے
 نکاح شرط فاسد سے باطل نہیں ہوتا اور دیکھا ہے اسیر علمائے ساتھ فرق مذکور کے کہا ابن
 بطال نے کہ نہیں ہوتا ہے بضع یعنی شرمگاہ مہر نزدیک کسی کے علمائے اور انہوں نے تو صرف
 یہ کہا ہے کہ نکاح منعقد ہوتا ہے ساتھ مہر مثل کے جبکہ بسکی شرطین بانی جادین اور مہر نہیں
 ہے لیکن بیچ اُسکے سودہ ایسا ہے جیسا کوئی نکاح کرے بغیر مہر کے پھر ذکر کرے مہر کا پس نہ کر

بضع کا کالعدم ہے اور یہ بھل اسکا ہے جو ذکر کیا ہے ابو زید وغیرہ خفیہ نے اور تعقب کیا ہے
سمعی نے سو کہا کہ نہیں ہے شکار مکر وہ کج حبین ہمارا اختلاف ہے اور البتہ ثابت ہو چکا
ہے اس میں نہی اور نہی جاسکتی ہے کہ نہی عنہ فاسد ہوا واسطے کہ عقد شرعی تو وہی ہے جو شرع
کے ساتھ جائز ہو اور جب منع ہوا تو شروع نہ ہوگا اور معنی کے جہت سے یہ ہے کہ وہ منع کرتا ہے تمام
ایجاب کو بضع میں خاوند کے واسطے اور نکاح نہیں منع ہوتا ہے مگر ساتھ ایجاب کامل کے اور
وجہ ہمارے قول کی کس منع کرنا ہے یہ ہے کہ جس چیز نے واجب کیا ہے خاوند کے واسطے نکاح
ایسی چیز نے واجب کیا ہے عورت کے واسطے مہر کو اور جبکہ نہ حاصل ہو کمال ایجاب کا تو نہیں
صحیح ہوگا اس واسطے کہ وہ ٹھیرا یا گیا ہے عین اس چیز کا کہ واجب کیا ہے اس کو خاوند کے واسطے
مہر واسطے عورت کے تو وہ مانند اس شخص کی ہے جس نے ٹھیرا یا چیز کو کسی کے واسطے ایک عقد
پہر ہو ہو ایسی چیز کو کسی اور شخص کے واسطے ٹھیرا یا سو نہیں کامل ہوگا عقدا دل اور قبہ بضع کا
نہیں داخل ہوتا تحت ملک میں کے تاکہ مہر ہو سکے (فتح) **حکم ثانی** **مَسَدٌ قَالَ حَلَّ ثَنَا**
يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُسَافٍ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ
عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَلِيًّا قِيلَ لَهُ إِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ لَا يَرَى بِمَنْعَةِ النِّسَاءِ بَأْسًا فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ عَنْهَا يَوْمَ حَيْبَوَ عَنْ حُجُومِ الْحِمَى الْإِنْسِيَّةِ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ
إِنْ اُتْحَالَ حَتَّى تَمْنَعَ فَالْكَاهِنُ فَاسِدٌ وَقَالَ بَعْضُهُمُ التَّكَاهُلُ جَائِزٌ وَالشَّرْطُ بِأَحْسَنِ
مَرَجِهِ عَلَى مَرْتَضَى رَفَضَ رَفَضَ رَفَضَ کہ کسی نے ان سے کہا کہ ابن عباس عورتوں کے منع کے
ساتھ کچھ ڈھین دیکھتے تو علی مرتضیٰ نے کہا کہ مگر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا ہے
متعہ سے جنگ خیبر کے دن اور منع کیا ہے خانگی گدھوں کے گوشت سے اور کہا بعض لوگوں نے
کہ اگر متعہ میں جیلہ کرے تو نکاح فاسد ہے یعنی اگر عقد کیا نکاح متعہ کا اور فساد نہیں متلزم ہے
باطل ہونے کو واسطے ممکن ہونے اسکی اصلاح کے ساتھ لغو کرنے شرط کے سو جیلہ کرے اس کے
صحیح ہوئے نہیں جیسا کہ کہا بیچ بیاج زیادتی کے کہ اگر حذف کی جاوے اس سے زیادتی تو صحیح ہوتی
ہے بیچ اور کہا بعضوں نے کہ نکاح جائز ہے اور شرط باطل ہے یعنی اور یہ قول زور کا ہے
ثَابِتٌ مَا يَكُرُّهُ مِنَ الْإِحْتِيَالِ فِي الْبُيُوتِ وَلَا يَمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيَمْنَعَ بِهِ فَضْلُ
الْكَلَاءِ جو کر وہ ہے جیلہ کرنا بیوتوں میں اور نہ منع کیا جاوے حاجت سے زیادہ پانی کو تاکہ منع
کیا جاوے ساتھ اس کے حاجت سے زیادہ گہاس کو **حکم ثانی** **مَسَدٌ قَالَ حَلَّ ثَنَا**

سَالَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْزَجِيِّ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَعَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُمْتَعُ قَضَلُ التَّكَايُ لِيُمْتَعُ بِهِ
قَضَلُ الْكَلَاءِ

ترجمہ

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ منع کیا جاوے حاجت کے زیادہ پانی
کو نہ منع کیا جاوے اس کے ساتھ اس کے حاجت کے زیادہ گھاس کی **ف** کہا پہلے نے مراد وہ ہے کہ اس کے واسطے
کنوآن ہو اور اس کے گرد گھاس ہو مباح یعنی کسی کی ملک نہ ہو سو ارادہ کرے کہ وہ خاص ہو و ساتھ
سو منع کرے حاجت کے زیادہ پانی سے غیر کے جانور دن کو پانی پینے سے روکے اور وہ پانی اس کی حاجت
سے زیادہ ہو اور سو اس کے کچھ نہیں کہ اس کو گھاس کی حاجت ہو اور وہ اس کو منع نہیں کر سکتا اس واسطے
کہ وہ اس کی ملک نہیں سو منع کرتا ہے پانی سے تاکہ اس کے واسطے گھاس زیادہ ہو یعنی جب اس نے
پانی نہ دیا تو کسی کا جانور دن نہ چریگا تو گھاس اسی کے واسطے رہیگا اس واسطے کہ اونٹ وغیرہ جانور
نہیں بے پرواہ ہیں پانی سے بلکہ جب گھاس چرین تو پیاس لگتی ہے اور کنوئین کے سوا اور
پانی وہاں سے بعید ہو سو اعراض کریگا ملک اس گھاس سے تو اس چیلے سے کنوئین والے
کے واسطے گھاس وافر ہوگا اور اس حدیث میں اور معنی ہی ہے اور وہ یہ ہے کہ کہی ایک معنی حدیث
کا خاص کیا جاتا ہے اور باقی سے سکوت کیا جاتا ہے اس واسطے کہ ظاہر حدیث کا اختصاص نہی کا
ہے ساتھ اس صورت کے جبکہ ارادہ کرے ساتھ اس کے گھاس کے منع کرینکا اور ایسا اگر یہ ارادہ ہو
تو نہیں ہے منع کرنے کے گھاس کے سے اور حدیث کے معنی یہ ہیں کہ نہ منع کیا جاوے حاجت سے زیادہ
پانی کسی وجہ سے اس واسطے کہ جب نہ منع کرے سبب غیر کے تو لائق تر ہے کہ نہ منع کرے سبب افسر اپنے
کے اور یہ جو کہا کہ حاجت سے زیادہ تو اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ اگر حاجت سے زیادہ پانی اس کے پاس
ہو تو کنوئین والے کو اس سے منع کرنا جائز ہے اور کہا ابن مسیر نے کہ وجہ مطابقت نہر جسکی یہ ہے کہ
جو کنوئین کے جنگل میں ہو اس کے کھودنے والے کو جائز ہے کہ خاص ہو و ساتھ اس پانی کے جو اس کی حاجت
سے زیادہ ہو ویر خلاف گھاس مباح کی کہ نہیں اختصاص ہے اس کے ساتھ اس کے سوا اگر حلیہ کرے کنوئین والا
اور دعوے کرے کہ کنوئین میں اس کی حاجت سے زیادہ پانی نہیں ہے تاکہ اس کے گرد گھاس بڑھے سو اس
کہ جانور دن کا مالک اس وقت محتاج ہوگا کہ اور پانی کی طرف انکو لے جاوے اس واسطے کہ جانور پیاس کے

ساتھ نہیں چرسکتے تو البتہ داخل ہوگا نہی میں اور اسکا تمام یہ ہے کہ کہا جاوے کہ کنوئین والا دعویٰ کرتا ہے کہ کنوئین میں اسکی حاجت سے زیادہ پانی نہیں تاکہ جو گھاس کا تجلج ہو سکے کنوئین کا پانی اُس کے خریدنے تک اپنے مویشی کو بلا دے سو ظاہر ہوگا اسوقت کہ اُس نے عید کیا ہے ساتھ انکار کرنے کے اوپر حاصل ہونے بیع کے تاکہ تمام سود ادا اسکی بیچ لینے والے کنوئین کے پانی کے اور بڑھانے گھاس کے اور اسکے دفع) **باب** مَا يَكُنُّهُ مِنَ التَّخْشِشِ جو مکروہ ہے بخش سے **ف** مراد کراہت سے کراہت تحریم ہے اور یہ اشارہ طرف اس چیز کی کہ وارد ہوئی ہے اسکے بعض طریقوں میں ساتھ اس لفظ کے کہنی عن البخش اور اسکی شرح بیوع میں گذری **حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ عَنِ الْبَخْشِ** ترجمہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت ہے کہ حضرت علیہ السلام نے منع فرمایا بخش سے **ف** بخش انکو کہتے ہیں کہ دو آدمی سودا کر رہیں تیسرا آدمی اگر اس جنس کا زیادہ مول لگاوے اور اسکے ارادہ نہورفتہ) **باب** مَا يَكُنُّهُ مِنَ التَّخْلَاعِ فِي الْبَيْعِ جو منہم ہے دعا کرنا بیع میں و قَالَ أَيُّوبُ يُخَادِعُونَ اللَّهَ كَمَا يُكَايِدُ عُونُ أَدِمِيًّا لَوْ أَنَّهُ إِلَّا مُرْعِبًا فَكَانَ أَهْوَنَ عَلَى ترجمہ کہا ایوب نے دغا بازی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے گویا کہ دغا بازی کرتے ہیں آدمی سے اگر کہل کہا از زیادہ مول شیعہ بغیر دغا بازی کی تو البتہ آسان تر ہوتا بھی پس یعنی واسطے کہ دین دغا بازی کا کہ نہیں پھر آیا گیا **ف** اداسی واسطے فوری باور دغا باز زیادہ تر دشمن ہیں لوگوں کے نزدیک اس شخص جو کہل کھا گناہ کرے اور حدیث ابن عمر کی کہ جب تو سودا کرے تو کہہ لا خلاۃ تو ظاہر یہ ہے کہ یہ حدیث وارد ہوئی ہے بجائے شرط کے یعنی اگر بیع میں دغا ظاہر ہوا تو وہ صحیح نہیں تو گویا کہ اُس نے کہا کہ بشرط اسکے کہ نہواسمین فریب کہا جائے کہ نہیں داخل ہے ضائع محرم میں تا اپنی جنس کی اور اسکی بعد تعریف کرنی کہ وہ معاف ہے اور نہیں ٹوٹتی ہے ساتھ اُس کے بیع دفع) **حَدَّثَنَا إسماعیل بن علقمہ قال حدثني مالك عن عبد الله بن دينار عن ابن عمر أن رجلاً ذكّر بالشِّيبَةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يُخْدَعُ فِي الْبَيْعِ فَقَالَ إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَافَ بَيْنَهُمَا** ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت علیہ السلام سے ذکر کیا کہ بیعون میں اس سے دغا ہوتا ہے تو حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تو سودا کیا کرے تو یوں کہا کر کہ نہیں ہے فریب اور دغا یعنی بشرط اسکی کہ نہواسمین دغا **ف** اور تحقیق ہے کہ نہیں لازم آتا گناہ سے عقد میں باطل ہونا اسکا ظاہر حکم میں سوشافیہ جائز رکھتے ہیں عقود

کو ظاہر پر اور کہتے ہیں باوجود اسکے کہ جو حیل کرے ساتھ مکر اور فریب کے وہ باطن میں گناہ گار
 ہوتا ہے اور ساتھ اسکے حاصل ہوگی خلاصی اشکال سے (فتح) **کَاب** طَلَيْتُهُ مِنَ الْإِحْتِيَالِ
 لِلْوَلِيِّ فِي الْيَتِيمَةِ الْمَرْغُوبَةِ وَالْأَيْكُمِلُ صَدَلًا فَجَاوِزٌ مَنَعَ هِيَ حَيَاةً كَرْنِي سِي دَلِي كِي داسے
 یتیم لڑکی میں جو مرغوب اور محبوب ہے اور یہ کہ نہ پورا دیوے مہر اسکا **حَلَّتْ** ثَنَا أَبُو الْيَمَانِ
 قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ كَانَ عُرْوَةُ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ وَإِنَّ خِفْتُمْ إِلَّا
 تُفْسِطُوا فِي الْيَتَمَى فَإِنْ كُنْتُمْ مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ قَالَتْ هِيَ الْيَتِيمَةُ فِي تَحْرِيرِهَا فَإِنْ غَبَّ
 فِي مَالِهَا وَجَمَالِهَا يُرِيدُ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا بِأَدْنَى مِنْ سُنَّتِ نِسَاءِهَا فَهِيَ أَعَزُّ نِكَاحٍ هِيَ
 إِلَّا أَنْ تُفْسِطُوا أَهْلًا فِي إِكْمَالِ الصَّدَقِ ثُمَّ اسْتَفْتَى النَّاسَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا نَزَلَ اللَّهُ وَلَيْسَتْ تُفْسِدُكَ فِي النِّسَاءِ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ تَرْجُمَةً عَرَبِيَّةً
 روایت ہے کہ اُس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا نشان نزول اس آیت کا اور اگر تم ڈرو کہ نہ انصاف کرو یتیم
 لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کرو جو خوش لیکن تمکو عورتوں سے یعنی سو اُنکے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا
 کہ مراد اُس سے یتیم لڑکی ہے اپنی دلی کی بدورش میں سو غربت کرتا ہے اسکے مال میں اور
 جمال میں چاہتا ہے کہ اُس سے کاح کرے تھانگہ کر کے بیکری کی عورتوں کے معمولی مہر سے سو منع کیے گئے
 اُنکے نکاح سے مگر یہ کہ انصاف کریں اُنکے واسطے مہر کے پورا کرنے میں یعنی تو لوگ اس سے باز
 آئے پھر اسکے بعد لوگوں نے اسکا حکم حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا سو خدا تعالیٰ نے
 یہ آیت اتاری اور پوچھتے ہیں تجھ کو حکم عورتوں کے بارے میں پس ذکر کی حدیث **ف** کہا اِز
 بطلان نے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہیں جائز ہے دلی کو یہ کہ نکاح کرے یتیم لڑکی سے ساتھ کثیر
 مہر اسکے سے اور نہ یہ کہ دیوے اسکو عروض سے و مہر جو نہ وفا کرے ساتھ قیمت مہر مثل اسکی کے
 اور کہا ابو بکر بن طلیب نے کہ معنی آیت کے یہ ہیں کہ اگر تم ڈرو کہ نہ انصاف کرو گے یتیم لڑکیوں کے حق
 میں جنکا کوئی دلی نہیں جو تم سے اُنکے حق کا مطالبہ کریں اور نہ امن ہو تمکو ترک قیام سے ساتھ
 حقوق اُنکے کے واسطے عاجز ہونے اُنکے کے اس سے تو نکاح کرو اُن عورتوں سے جو قادر ہیں
 اپنے کام کی تدبیر پر یا جنکے دلی ہیں جو تمکو روکین اپنے ظلم کرنے سے (فتح) **کَاب** إِذَا غَضِبَ
 جَارِيَةٌ فَزَعَمَ أَنَّهَا مَاتَتْ نَقَضَ بَيْعَتَهُ الْجَارِيَةُ الْمَيْتَةَ ثُمَّ وَجَدَهَا صَاحِبَهَا فَهِيَ لَهُ وَبُرْدُ
 الْبَيْعَةِ وَلَا تَكُونُ الْبَيْعَةُ مِمَّا وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ الْجَارِيَةُ لِلْغَاصِبِ الْإِخْنُ الْقِيَمَةُ
 وَفِي هَذَا الْإِحْتِيَالِ لَيْسَ إِشْتَرَا جَارِيَةٍ رَجُلٍ لَا يَبِيعُهَا نَقَصَ بِهَا إِذَا غَضِبَ بِأَنَّهَا مَاتَتْ حَتَّى

يَا خَيْرَ رَجُلٍ قِيَمَتُهَا يُطَيَّبُ لِلْعَاصِبِ جَارِيَةً غَيْرَهُ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 أَمْوَالُكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ وَلِكُلِّ غَادِرٍ لَوْ أَنْتُمْ الْقِيَمَةُ ثُمَّ جُمِعَ كَوْمِي كَوْمِي كَوْمِي كَوْمِي
 جھین لیوے پر گمان کرے کہ وہ مرگئی سو حکم کیا گیا ساتھ قیمت لونڈی مردہ کی ہر اسکے مالک
 نے اسکو پایا تو وہ مالک کے واسطے ہے اور غاصب کو قیمت پیر دیو اور وہ قیمت اسکا مول
 ہوگا اور کہا بعض لوگوں نے کہ لونڈی غاصب کے واسطے ہے اسواسطے کہ مالک نے اسکی قیمت غاصب
 سے لے لی ہے اور اس میں حید کرنا ہے اس کے واسطے جو کسی مردکی لونڈی کی نہایت خواہش رکھے
 اور اسکا مالک اسکو نہ بیچے سو اسکو اس سے جھین لیوے پر یہ حجت کر سکے کہ وہ مرگئی تاکہ اسکا
 مالک اسکی قیمت لیوے سو چلاں کرتا ہے غاصب کے واسطے غیر کی لونڈی کو اور حضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے مال پر حرام ہیں اور مرد غا باز کے واسطے ایک جہنم کا قیامت کے
 دن ف نقصہ احتمال ہے کہ معلوم ہو لینے حکم کرے قاضی غاصب پر ہر اسکا مالک اسکو
 پاوے یعنی اطلاع پاوے اسپر کہ وہ نہیں مری تو وہ اس کے واسطے ہے یعنی مالک کے واسطے
 اور نہ ہوگی وہ قیمت اسکا مول لینے واسطے نہ جاری ہونے بیع کے درمیان ان کے اور سوا
 اس کے کچھ نہیں کہ اس نے قیمت لی تھی واسطے ہونے لونڈی کے اور جب عذر دور ہوگا تو وہ جب
 ہوگا رجوع کرنا طرف اصل کی اور یہی حکم ہے اور مال کا کھانہ کی چیز ہو یا کوئی غیر اور دعویٰ کری
 کہ وہ فاسد ہو گئی اور یہی حکم ہے حیوان ماکول اللحم سو اسکو ذبح کر کے کہا لیوے اور یہ جو کہا کہ
 حلال کرے غاصب کے واسطے غیر کی لونڈی کو یعنی اور اس طرح مال غیر کا کہا ابن بطال نے کہ ابوحنیفہ
 نے اس مسئلے میں جہور کی مخالفت کی ہے سو حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ نہیں جمع
 ہوتی ہے چیز اور بدل اسکا ایک شخص کی ملک میں اور جہور کی حجت یہ ہے کہ نہیں حلال ہے
 مال سلمان کا مگر اس کے دل کی خوشی سے اور سوا اس کے کچھ نہیں کہ واجب ہوئی تھی قیمت ہنار صدق
 دعویٰ غاصب کے کہ لونڈی مرگئی سو جب ظاہر ہو گیا کہ وہ زندہ ہے مری نہیں تو وہ باقی ہے مالک
 کی ملک میں اسواسطے کہ نہیں جاری ہوا ورنہ کے درمیان عقد صحیح ہو واجب ہوا کہ مالک کی طرف
 پیرری جاوے اور فرق کیا ہے انہوں نے درمیان ثمن اور قیمت کے باین طور کے کہ ثمن وہ ہے
 جو ہر پہ مقابلے اس چیز کے جو قائم ہو اور قیمت وہ ہے جو ہر ہک ہوئی چیز کی ہو اور اس طرح بیع
 فاسد میں اور فرق درمیان غضب اور بیع فاسد کی یہ ہے کہ بائع راضی ہوا ہے ساتھ لینے مول
 کے عوض اپنی جنس کے اور اذن دیا ہے مشتری کو ساتھ تصرف کرنے کے ہر اس کے سوا اصلاح

اس بیع کی یہ ہے کہ جس کی قیمت لیوے اگر فوت ہوئی اور غاصب کو مالک نے اذن نہیں دیا سو نہیں جائز ہے اسکے واسطے کہ غاصب خواہ مخواہ اسکا مالک بنے مگر یہ کہ مالک اسکی قیمت کے ساتھ راضی ہو ورنہ نہیں کہتا ہوں اور محل پہلی صورت کا نزدیک حنفیہ کے یہ ہے کہ دعویٰ کرے حقدار غاصب پر ساتھ لونڈی کے تو غاصب جواب دیکو کہ وہ مرگئی سو اسکو سچا جانے یا جھوٹا جانے سو غاصب گواہ قائم کرے یا اس سے قسم طلب کرے اور وہ قسم کھانے سے انکار کرے تو اس وقت غاصب پر قیمت کا مستحق ہو گا واسطے راضی ہونے مدعی کے ساتھ مبادلہ کے اس قدر یہ جہاں اُسکی دعویٰ کیا ہے اور اگر قیمت لیوے ساتھ قول غاصب کے باوجود قسم اسکی کے کہ وہ مرگئی تو مدعی کو اس وقت اختیار ہے جبکہ غاصب کا جھوٹ ظاہر ہو چاہے بدستور رہے بدلے پر اور چاہے لونڈی کو پھر لیوے اور اسکی قیمت اسکو پھر دیکو اور استدلال کیا ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ مالک مالک ہوا ہے منصوب کے بدل کا رقبے اور بدن سے سودور ہوئی ملک اسکی بدل سے اسواسطے کہ وہ نقل کے قابل ہے پس نہیں واقع ہوا ہے حکم واسطے تعدی محض کے بلکہ واسطے ضمان مشروط کے اگرچہ پیدا ہوا ہے اس سے خارج ہونا لونڈی کا ملک کی ملک سے ساتھ حیل کے اور اگرچہ مرتب ہوا ہے گناہ غاصب پر ساتھ اس کے اسواسطے کہ وہ نہیں منافی ہے عقد کے صحیح ہونے کو رفتہ) **حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ غَادِرٍ كَوْنٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُعْرِفُ بِهِ ثُمَّ رَجَمَهُ ابْنُ عُمَرَ** سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر دغا باز کا ایک جھنڈا ہو گا قیامت کے دن کہ اس کے ساتھ وہ پہچانا جاوے گا **و** اور حجت پکڑنا بخاری کا ساتھ اس حدیث کے ظاہر ہے اس واسطے کہ دعویٰ غاصب کا کہ وہ مرگئی خیانت ہے اور دغا ہے بھائی سلمان کے حق میں **مَا فِي كَلِّ شَا** **حَدَّثَنَا ابْنُ كَثِيرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَحَقُّ بِجُحْتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَأَقْضِي لَهُ عَلَى تَحْوِ مَا أَسْمَعُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْئًا فَلَا يُلْخَنُ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ ثُمَّ رَجَمَهُ ابْنُ عُمَرَ** سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سو اس کے کچھ نہیں کہ میں بندہ ہوں اور البتہ تم جبراً انیصل کرو گے اتنے ہوئے کہ باس اور شاید کہ تم لوگوں میں بعض آدمی ہوشیار اور خوش تقریر ہوتا ہے اپنی ملکیت

گی دلیل گئے بیان میں یہ نسبت دوسرے آدمی کی سو میں فیصلہ کر دیتا ہوں جیسا کہ اس
 سنتا ہوں سو جس شخص کو میں اُسکے بھائی کے حق سے کچھ کاٹ کے دلا دوں تو وہ شخص
 نہ لیوے بیگانے حق کو سو اُسکے کچھ نہیں کہ میں اُسکو دوزخ کا ٹکڑا دیتا ہوں **ف** یہ باب
 بجائے فصل کے ہے پہلے باب کے اور اُسکا تعلق اُسکے ساتھ نہایت ظاہر ہے واسطے دلائل
 کرنے اُسکے کہ اسپر کہ حکم حاکم کا نہیں حلال کرتا اس چیز کو جو اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول
 نے حرام کی اور اس واسطے کہ اُسکو اُسکے لینے سے منع کیا جبکہ اُسکو معلوم ہو کہ وہ نفس الامر
 میں غیر کا حق ہے اور جدا کیا ہے اُسکو پہلے باب سے اس واسطے کہ وہ شامل ہے حکم مذکور کو
 اور اُسکے غیر کو یعنی عام ہے پہلے باب سے وسیعاً شرح فی الاحکام اور یہ جو فرمایا میں بندہ
 ہوں یعنی ایک بندوں میں سے سب سے بڑا نہ جانے غیب کے اور یہ جو فرمایا خوش تقریر ہو تا ہے تو
 مراد یہ ہے کہ جب زیادہ تقریر کرنے والا ہو گا تو قادی ہو گا کہ حجت میں دوسرے میں سے غالب تر
 ہو اور یہ جو فرمایا کہ میں اُسکو دوزخ کا ٹکڑا کاٹ دیتا ہوں یعنی اگر اُس نے اُسکو لیا باوجود
 علم اُسکے کے کہ وہ اسپر حرام ہے تو دوزخ میں داخل ہو گا (فتح) **باب فی النکاح**
ف غنقریب گذر چکا ہے باب الحمیۃ فی النکاح اور ذکر کیا ہے اُس میں
 شغار اور متعہ کو اور ذکر کی اس جگہ وہ چیز جو متعلق ہے ساتھ گواہی جو بیوی کے نکاح میں
حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ
عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نِكَاحَ الْبِكْرِ
حَتَّى تَشْتَاذَنَ وَلَا الثَّيْبَ حَتَّى تَشْتَاخَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ إِذْ نَهَاكَ
قَالَ إِذَا سَكَتَتْ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنَّ لَمْ تَشْتَاذَنَ الْبِكْرُ وَلَمْ تُزَوَّجْ فَأَحْثَالُ
رَجُلٍ فَأَقَامَ شَاهِدًا مِّنْ زَوْرٍ أَنَّهُ تَزَوَّجَهَا بِرِضَاهَا فَانْتَبَتِ الْقَاضِي نِكَاحَهَا وَالزَّوْجُ
يَعْلَمُ أَنَّ الشَّهَادَةَ بَاطِلَةٌ فَلَا يَأْسُ أَنْ يَطَّاهَا وَهُوَ تَزْوِيجٌ صَحِيحٌ تَرْجُمَهُ
 ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہ نکاح کیا جاوے
 کنواری عورت کا جب تک کہ اسکا اذن نہ لیا جاوے اور نہ نکاح کیا جاوے بیوہ عورت کا
 جب تک کہ اُسکا حکم نہ لیا جاوے سو کسی نے کہا یا حضرت کنواری کا اذن کس طرح ہو یعنی وہ شہر
 سے کاہنیکو بتلا دیگی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب چاہے تو یہی اُسکا اذن ہے
 اور بعض لوگوں نے کہا کہ اگر کنواری عورت سے اجازت نہ لی جاوے اور نہ نکاح کیا جاوے

اور حید کرے کوئی مرد اور دو گواہ جو طے قائم کرے کہ مقرر اس نے اس سے نکاح کیا ہے اسکی
 رضامندی سے اور قاضی گواہوں کی گواہی سے اسکا نکاح ثابت کرے اور خاوند جانتا ہو کہ گواہی
 جو طے ہے تو نہیں ہے کچھ ذکر اس سے وطی کرے یعنی نہیں گناہ گار ہوتا ساتھ اسکے باوجود یکہ
 وہ جانتا ہے کہ اسکے گواہوں نے ہوت کہا اور وہ نکاح صحیح ہے **ف** اس حدیث کی شرح
 نکاح میں گندری **حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا**
يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ وَلَدِ جَعْفَرٍ خُوفَتْ أَنْ يُزَوِّجَهَا وَلَهَا وَهْيَ
كَارِهَةٌ فَأَرْسَلَتْ إِلَى شَيْخَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَجَعْفَرِ بْنِ جَارِيَةَ قَالَ فَلَا تَخْشَى
فَإِنَّ خَشْيَتِي بِنْتِ خَلَامٍ أَنْتُمْ يَا أَبَوَاهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ فَرَدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ذَلِكَ قَالَ سُفْيَانُ وَأَمَّا عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَيَقُولُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ خَشْيَاءَ تَرْجَمَهُ
 قاسم سے روایت ہو کہ ایک عورت نے اولاد جعفر سے خوف کیا کہ اسکا ولی اسکا نکاح کر دے
 اور حالانکہ وہ اس سے راضی نہ تھی اسن انصاری دو بڑھوں یعنی عبدالرحمن اور جعفر کو کہلا ہوا
 کہ نہیں جائز ہے کسی کو میرے نکاح سے کچھ چیز تو دوونے کہا کہ تو کچھ خوف نہ کر اسواسطے کہ خنساء
 خدام کے بیٹے کو اسکے باپ نے نکاح کر دیا اور وہ راضی نہ تھی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 اسکا نکاح رد کیا **حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ**
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُشْخَرُ إِلَّا بِمُحْتَمَلٍ لُشْتَا عَمْرٍَا
وَلَا تُشْخَرُ إِلَّا بِكُلِّ مُحْتَمَلٍ لُشْتَا ذَنْ قَالَوْا كَيْفَ إِذْ نَهَا قَالَ أَنْ تَسْكُتَ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ
إِنْ اِحْتَالَ إِنْسَانٌ بِشَاهِدَةٍ زَوْجٍ عَلَى تَزْوِيجِ امْرَأَةٍ ثَيِّبٍ بِأَمْرِهَا فَانْتَبَتِ الْقَاضِي نِكَاحًا
إِيَّاهُ وَالزَّوْجُ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَمْ يَتَزَوَّجْهَا قَطُّ فَإِنَّهُ يَسْعَاهُ هَذَا النِّكَاحُ وَلَا بَأْسَ بِالْمُقَامِ لَهُ
 صحابہا ترجمہ ابو ہریرہ رضی سے روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہ نکاح کیا جاوے
 بیوہ عورت کا جب تک کہ اسکا حکم نہ لیا جاوے اور نہ نکاح کیا جاوے کنواری کا یہاں تک کہ اس کی
 اجازت کس طرح ہو فرمایا یہ کہ جب پہلے جیب اس سے اجازت طلب کی جاوے تو وہ جب
 رہے اور بعض لوگوں نے کہا کہ اگر کوئی مرد حید کرے ساتھ دو جو طے گواہوں کے کسی بیوہ عورت
 کے نکاح پر اسکی اجازت سے یعنی دو جو طے گواہ قائم کرے کہ اس نے ایک شوہر دیدہ عورت
 سے نکاح کیا ہے اسکی رضامندی سے اور ثابت کر دیوے قاضی دو نو گواہوں کی شہادت سے
 نکاح کرنا اس عورت کا اس مرد سے اور حالانکہ خاوند جعلی جانتا ہو کہ اس نے اس سے کبھی نکاح

میں جاوے تو گونے کہا کہ اسکی اجازت

نہیں کیا تو اسکو اس نکاح میں گنجائش ہے اور اسکو اسکے ساتھ رہنا اور اس سے صحبت کرنا جائز ہے
ف کہا مہلبی اتفاق ہے علما کا اسپر کہ واجب ہے اجازت لینا بیوہ عورت سے اور اصل
اس میں قول اللہ تعالیٰ کا ہے فلا تفصلون ان یکن ازواجہن اذا تراضوا بینہم یعنی نہ رو کو ان کو
یہ کہ نکاح کریں اپنے خاوندوں سے جبکہ آپس میں راضی ہوں سوائے دلالت کی کہ نکاح موقوف
ہے زوجین کی رضامندی پر اور حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساتھ اجازت لینے کو
بیوہ عورت سے اور رد کیا نکاح اس عورت کا جو زبردستی نکاح کی گئی بدون اسکی رضامندی کے تو
حنفیہ کا قول ان سے خارج ہے (فتح) **کحل** ثنا ابو عاصم عن ابن جریج عن ابن ابی ملیکۃ
عن ذکوان عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البکر لستأذن
قلت ان البکر کسبیۃ قال اذھا صاۃھا و قال بعض الناس ان ہوئے رجل جاریۃ
یتیمۃ او بکرۃ فآبت فاحمال بھا ھدی ذور علی انہ تزوجھا فاذا رکت قرخت
الیتیمۃ فقیل القاضی شہادۃ الزور والنزوح یعلم ببطلان ذلک حل لہ لوطی
ترجمہ عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کنواری عورت سے
اجازت لیجاوے یعنی نکاح کے وقت میں نے کہا کہ کنواری تو شرماتی ہے وہ کیونکر کہے گی
فرمایا کہ اسکی اجازت اسکا چپ رہنا ہے اور کہا بعضے لوگوں نے کہ اگر کوئی مرد کسی یتیم لڑکی
یا کنواری عورت سے رغبت کرے یعنی نکاح کی اور وہ نہ مانے تو وہ حید کرے اور دو جوئے
گواہ لاوے اسپر کہ اسوائے سے نکاح کیا سو وہ یتیم لڑکی یا کنواری عورت سے ہے اور وہ پہلے نابالغ تھی
سو قاضی نے جوٹی گواہی قبول کی اور خاوند جعلی جانتا ہو کہ باطل ہے تو ہمال ہے اسکو اس سے
وطی کرنی **ف** کہا کرمانی نے کہ پہلی صورت کنواری عورت کے خیمین ہے اور دوسری شوہر
دیدہ کے حق میں اور تیسری نابالغ لڑکی کے حق میں اور عائشہ بن قین عن سکون کا ایک ہے اور وہ یہ
حکم حاکم کا جاری ہوتا ہے ظاہر اور باطن میں حلال کرتا ہے حرام کو اور حرام تو نہ ہے حلال کو اور
فائدہ وارد کرنے کے کا مبالغہ کرنا ہے طعن میں اسواسطے کہ اس میں باعث ہوتا ہے خاوند کو
یقینوں صورتوں میں اوپر دلیر کرنے کے گناہ عظیم پر باوجود علم حرام ہونے اسکے کے اور کہا ابن
بطلان نے کہ نہیں حلال ہے یہ نکاح نزدیک کسی کے علما سے اور حکم قاضی کا ظاہر عدالت گواہوں
سے ظاہر میں نہیں حلال کرتا خاوند کے واسطے جو حرام کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اوپر اسکے اور
اتفاق ہے اسپر کہ نہیں حلال ہے اسکو کہنا غیر کے مال کا ایسی گواہی سے اور نہیں ہے کوئی فرق

درمیان کہائے حرام کے اور وطی فرج حرام کے اور حجت خفیہ کی یہ ہے کہ اذن لینا صحت
نکاح کے واسطے شرط نہیں اگرچہ واجب ہے اور جب ایسا ہو تو گویا قاضی نے اس خاوند کا از سر نو
نکاح کیا پس یہ ہوگا اور یہ قول تنہا ابو حنیفہ کا ہے اور حجت اسکی اثر علی کلہ ہے شاہد اک
زوجہ اک یعنی تیرے دونوں گواہوں نے تیرا نکاح کر دیا اور مخالفت کی ہے اسکی صاحبین نے اور
کہا ابن تین نے کہ ابو حنیفہ نے کہ اگر دو چہوٹے گواہ گواہی دیں طلاق پر اور قاضی طلاق
کا حکم کر دیوے تو عورت حاکم کے حکم سے مطلقہ ہو جاتی ہے اور اسکو اور خاوند سے نکاح کرنا
جائز ہے اور جب حاکم کے واسطے نکاح اور طلاق میں ولایت ہے تو اسکا حکم ظاہر اور باطن
میں نافذ ہوگا اور جبکہ محرم کے نکاح کر دینے اور مال غیر کے نقل کرنے میں ولایت نہیں ہے
تو اسکا حکم صرف ظاہر میں نافذ ہوگا نہ باطن میں اور حجت جمہور کی یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا ہے من قضیت لمن حق اخیہ شیئاً فلا یأخذہ اور یہ عام ہے اموال اور شرف و مکان
میں سو اگر حکم حاکم کا پلٹ دیتا چیزوں کی حقیقت کو تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم بطریق
اولے ہوتا میں کہتا ہوں ساتھ ہر حجت پکڑی ہو شامعی نے اور حجت پکڑی ہے ابو حنیفہ نے کہ جدائی
لعان میں واقع ہوتی ہے ساتھ قضا قاضی کے اگرچہ لعان کرنے والا باطن میں چھوٹا ہو اور
جواب دیا گیا ہے ساتھ اسکے کا اثر مقدم علی مرتضیٰ سے ثابت نہیں اور وہ موقوف ہے
اور جب اصحاب خلافت ہو تو نہیں ہوتا ہے قول بعض کا حجت بغیر مرجع کے اور ساتھ اسکے کہ
جدائی لعان میں ثابت ہوئی ہے نص سے اور حاکم معلوم نہیں کہ لعان کرنے والا چھوٹا ہے (فتح)
کتاب ما یکرہ من احتیال المرءۃ مع الزوج والضرار وما نزل علی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فی ذلک جو مکروہ ہے حید کرنا عورت کے سے ساتھ خاوند کے اور سو کتون کے اور
جو آثار ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بیچ اسکے ف کہا ابن تین نے
کہ ترجمہ کے معنی ظاہر میں لیکن نہیں بیان کی جو چیز اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آتری
اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے لم یحرم ما حل لک میں کہتا ہوں کہ اسکی مراد میں اختلاف ہے
اور جو صحیح میں ہے وہ شہد ہے اور یہی زینب کے قصے میں واقع ہوا ہے اور بعضوں نے کہا کہ ماریہ کے
حرام کرنے میں اور یہ ہے کہ آیت دو لو امر من اتری (فتح) **حَدَّثَنَا** عُبَيْدُ بْنُ سَمِيعٍ
قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيهِ عَن عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحُلَاةَ وَيُحِبُّ الْعَسَلَ وَكَانَ اِذَا صَلَّی الْعَصْرَ اَجَازَ عَلَی سَائِرِ فِئْدَتُو

مِنْهُمْ فَدَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ فَاسْتَبَسَّ عِنْدَهَا الْكُرْمًا كَانَ يَحْتَبِسُ فَسَأَلَتْ عَنْ ذَلِكَ
فَقِيلَ لِي أَهْدَتْ أَمْرًا مِنْ قَوْمِ بَاعِلَةَ عَسَلٍ فَسَقَتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مِنْهُ شَرِبَةً فَقُلْتُ أَمَا وَاللَّهِ لَنُخْتَالِنَ لَهُ فَتَنَ كَوْنَتْ ذَلِكَ لِسُودَةَ وَقُلْتُ إِذَا دَخَلَ
عَلَيْكَ فَإِنَّهُ سَيَذْكُرُ نَوْمَ نِكَاحٍ فَقُولِي لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَكَلْتُ مَغَافِرَ فَإِنَّهُ سَيَقُولُ
لَا أَفْقُولِي لَهُ مَا هَذِهِ الرَّيْحُ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَدُّ عَلَيْهِ
أَنْ تُوَجَّعَ مِنْهُ الرَّيْحُ فَإِنَّهُ سَيَقُولُ سَقَيْتَنِي حَفْصَةُ شَرِبَةً عَسَلٍ فَقُولِي لَهُ جَرَسَتْ
نَحْلَةُ الْعَرْفُطِ وَسَأَقُولُ ذَلِكَ وَقُولِي لَهُ أَنْتِ يَا صَفِيَّةُ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَى سُودَةَ قَالَتْ
تَقُولُ سُودَةُ وَالَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَقَدْ كُنْتُ أَنْ أُنَادِيَهُ بِالَّذِي قُلْتَ لِي وَإِنَّهُ
لَعَلَى الْبَابِ قَرَّامِنِكَ فَلَمَّا دَارَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَكَلْتُ
مَغَافِرَ قَالَ لَا قَالَتْ فَمَا هَذِهِ الرَّيْحُ قَالَ سَقَيْتَنِي حَفْصَةُ شَرِبَةً عَسَلٍ قَالَتْ جَرَسَتْ
نَحْلَةُ الْعَرْفُطِ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَى قُلْتُ لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ وَدَخَلَ عَلَى صَفِيَّةَ فَقَالَتْ لَهُ مِثْلَ
ذَلِكَ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ قَالَتْ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا أَسْقَيْتَ مِنْهُ قَالَ لَا حَلَبَةَ
لِي بِهِ قَالَتْ تَقُولُ سُودَةُ سُبْحَانَ اللَّهِ لَقَدْ حَرَّمْنَا قَالَتْ قُلْتُ لَهَا اسْكُنِي مَرْجَمَ
عَالَمِي رَفِيعَ سَعْدِ ابْنِ هَيْبَةَ هِيَ كَحَضْرَتِ صَلَّيْهِ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَحَبَّتِ رَكْعَتَيْنِ تَبْتَدِئُ بِشِيرِينِي سَعْدِ ابْنِ هَيْبَةَ
رَكْعَتَيْنِ تَبْتَدِئُ بِشِيرِينِي سَعْدِ ابْنِ هَيْبَةَ هِيَ كَحَضْرَتِ صَلَّيْهِ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَأَسْمَحُولٍ تَحَاكَ حَبِ عَصْرِ كِي نَمَازِ بِرُطْبَةٍ تَوْبِي تَوْبِي
بِرُطْبَةٍ تَوْبِي تَوْبِي قَرِيبَ بُوَيْهَاقِ سَوَايَكِ دُنْ عَصْرِ كِي بَعْدَ حَفْصَةَ بِرُطْبَةٍ تَوْبِي تَوْبِي قَرِيبَ بُوَيْهَاقِ سَوَايَكِ دُنْ عَصْرِ كِي بَعْدَ حَفْصَةَ بِرُطْبَةٍ تَوْبِي تَوْبِي
زِيَادَةَ هَيْبَةَ سَوَايَكِ دُنْ عَصْرِ كِي بَعْدَ حَفْصَةَ بِرُطْبَةٍ تَوْبِي تَوْبِي قَرِيبَ بُوَيْهَاقِ سَوَايَكِ دُنْ عَصْرِ كِي بَعْدَ حَفْصَةَ بِرُطْبَةٍ تَوْبِي تَوْبِي
شَهْدِ كِي كِي تَحْفَةَ بِيحَا تَحَا تَحْفَةَ بِيحَا تَحْفَةَ بِيحَا تَحْفَةَ بِيحَا تَحْفَةَ بِيحَا تَحْفَةَ بِيحَا تَحْفَةَ بِيحَا تَحْفَةَ بِيحَا تَحْفَةَ بِيحَا تَحْفَةَ بِيحَا
فَتَمَّ هِيَ اللَّهُ تَعَالَى كِي الْبَتَّةَ حَضْرَتِ صَلَّيْهِ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كِي الْبَتَّةَ حَضْرَتِ صَلَّيْهِ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كِي الْبَتَّةَ حَضْرَتِ صَلَّيْهِ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
سَعْدِ ابْنِ هَيْبَةَ سَوَايَكِ دُنْ عَصْرِ كِي بَعْدَ حَفْصَةَ بِرُطْبَةٍ تَوْبِي تَوْبِي قَرِيبَ بُوَيْهَاقِ سَوَايَكِ دُنْ عَصْرِ كِي بَعْدَ حَفْصَةَ بِرُطْبَةٍ تَوْبِي تَوْبِي
هَوْنَكِي سَوَايَكِ دُنْ عَصْرِ كِي بَعْدَ حَفْصَةَ بِرُطْبَةٍ تَوْبِي تَوْبِي قَرِيبَ بُوَيْهَاقِ سَوَايَكِ دُنْ عَصْرِ كِي بَعْدَ حَفْصَةَ بِرُطْبَةٍ تَوْبِي تَوْبِي
جَسْمِيْنِ بُوَيْهَاقِ سَوَايَكِ دُنْ عَصْرِ كِي بَعْدَ حَفْصَةَ بِرُطْبَةٍ تَوْبِي تَوْبِي قَرِيبَ بُوَيْهَاقِ سَوَايَكِ دُنْ عَصْرِ كِي بَعْدَ حَفْصَةَ بِرُطْبَةٍ تَوْبِي تَوْبِي
أَوْ حَضْرَتِ صَلَّيْهِ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِرُطْبَةٍ تَوْبِي تَوْبِي قَرِيبَ بُوَيْهَاقِ سَوَايَكِ دُنْ عَصْرِ كِي بَعْدَ حَفْصَةَ بِرُطْبَةٍ تَوْبِي تَوْبِي
أَسَدِ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَرَاوَيْتُ كِي مَجْهُوْلُ حَفْصَةَ بِيحَا تَحْفَةَ بِيحَا تَحْفَةَ بِيحَا تَحْفَةَ بِيحَا تَحْفَةَ بِيحَا تَحْفَةَ بِيحَا تَحْفَةَ بِيحَا تَحْفَةَ بِيحَا
عَرْفُطِ كُوَيْهَاقِ سَوَايَكِ دُنْ عَصْرِ كِي بَعْدَ حَفْصَةَ بِرُطْبَةٍ تَوْبِي تَوْبِي قَرِيبَ بُوَيْهَاقِ سَوَايَكِ دُنْ عَصْرِ كِي بَعْدَ حَفْصَةَ بِرُطْبَةٍ تَوْبِي تَوْبِي

سے بلیٹ آئے اور ابن شہاب سکھے سالم سے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ تو عبدالرحمن کی حدیث سونپٹو تھے
حکم ابن ابی ایمن قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ
 ابْنُ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّهُ سَمِعَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ يُحَدِّثُ سَعْدًا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ الْوَجْعَ رَجُلًا وَعَذَابُ عَذَابٍ بِبَعْضِ الْأُمَمِ ثُمَّ بَقِيَ مِنْهُ بَقِيَّةٌ
 فَتَنَزَّاهُ لَكَرَّةٍ وَتَأْتِي الْأُخْرَى فَمَنْ مَعَهُمْ بِأَرْضٍ فَلَا يَقْدِرُ مِنْ عَلَيْهِ وَمَنْ كَانَ بِأَرْضٍ
 وَقَعَهَا فَلَا يَخْرُجُ فَرَادًا مِنْهُ ثُمَّ رَجَعَهُ اسامہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ
 وسلم نے ذکر کیا دبا کو سو فرمایا کہ رجز ہے یا فرمایا عذاب ہے کہ عذاب ہوا اس سے بعضی امتوں کو
 پہر اس میں کچھ خیر باقی رہی سو ایک بار جاتی ہے اور دوسری آتی ہے یعنی دبا سو جو کسی زمین
 میں گھسنے تو دھان نہ جاوی اور جو اس زمین میں ہو جہاں دبا پڑے تو نکلے واسطے پہلے گئے اس سے
وقت اور طاعون سے بھاگنے میں حیلہ کرنے کی یہ صورت ہے کہ مثلاً تجارت یا زیارت
 کے واسطے نکلے اور اس کی نیت ساتھ اس کے دبا سے بھاگنے کی ہو اور استدلال کیا ہے ابن
 باقلانی نے ساتھ قصے عمر کے اس پر کہ اصحاب مقدم کرتے تھے خبر واحد کو قیاس پر اس واسطے کہ اب
 اصحاب اتفاق کیا رجوع پر واسطے اعتماد کرنے کے عبدالرحمن کی حدیث پر جو خبر واحد ہے
 بعد اسکے کہ انہوں نے مشقت اٹھائی چلنے میں مدینے سے شام تک پہر پلٹ آئے اور شام
 میں داخل ہوئے (فتح) **باب فی اللہ والشفعة** وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنَّ وَهْبَ
 هِبَةَ أَلْفٍ دِرْهَمٍ وَالَّذِي نَكْتُ عِنْدَهُ سَنَيْنَ وَاحْتَالَ فِي ذَلِكَ ثُمَّ رَجَعَ الْوَاهِبُ
 فِيهَا فَلَا زَكَاةَ عَلَى وَاحِدٍ مِنْهُمَا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ خَالَفَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فِي لُطْفَةِ وَاشْقَطَ الزَّكَاةَ بَابٌ هِبَةٌ وَشَفْعَةٌ مَن لِيَعْنِي كَسَطُهَا دَخَلَ هَوَايَا هِبَةٍ هِبَةٍ
 اور جدے جدے اور کہا بعض لوگوں نے کہ اگر ہبہ کرے ہزار درہم یا زیادہ یہاں تک کہ کسی
 سال اسکے پاس رہیں اور اس میں حیلہ کرے پہر ہبہ کرنے والا اس میں رجوع کرے تو نہیں واجب
 ہے زکوۃ کسی پہر دو زمین سے کہا اور ابو عبد اللہ بخاری نے سوائس نے حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کی مخالفت کی ہبہ میں اور ساقط کیا زکوۃ کو **وقت** پہر اس میں حیلہ کرے یعنی ساتھ اس
 طور کے کہ مواطاة کرے ساتھ موموبہ کے اوپر اسکے والا پس نہیں تمام ہوتا ہے ہبہ مگر ساتھ
 قبض کرنے کے اور جب قبض کرے تو اس کو اس میں تصرف کر نیکا اختیار ہوتا ہے اور نہیں چلنے
 ہے ہبہ کرنے والے کو رجوع کرنا چاہے اسکے بعد تصرف کے پس نہیں ہے کوئی چارہ موالات

ساتھ اسکے کہ اس میں تصرف نہ کرے تاکہ تمام موحیدہ اور کہا ابن بطال نے کہ جب مویہوب اسبہ کو فیض کرے تو وہ اسکا مالک ہو سو جب اسکے پاس اس پر سال گذر جاوے تو واجب ہے اس پر زکوۃ بیچ اسکی نزدیک تمام علماء کے اور اس پر اس میں رجوع کرنا پس نہیں جائز ہے نزدیک جمہور کے مگر اس چیز میں جو اپنے بیٹے کو بیہ کرے سو اگر رجوع کرے اس میں باپ بعد سال کے تو واجب ہے اس میں زکوۃ بیٹے پر تین کہتا ہوں اور اگر سال سے پہلے رجوع کرے تو صحیح ہوتا ہے رجوع اور از سر نو سال کو شمار کرے اور اگر اسکو زکوۃ کے ساقط کرنے کے واسطے کرے تو زکوۃ ساقط ہو جاتی ہے اور وہ گنہ گار ہوتا ہے باوجود اسکے اور جو حیدہ کرنے کو مطلق باطل کہتا ہے اسکے قول پر اسکا رجوع صحیح نہیں اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ بیہ میں رجوع کرنا منع ہے خاص کر جبکہ اسکے ساتھ حیدہ ہو زکوۃ کے ساقط کر نیکا اور بیہ جو کہا کاس نے مخالفت کی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یعنی اس نے خلاف کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہر حدیث کا اور وہ منع کرنا ہے رجوع کرنے سے بیہ میں اور کہا ابن تین نے مراد اسکی یہ ہو کہ ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہو کہ جو والدین کے سوگے ہے اسکے بیہ میں رجوع کرے اور نہ رجوع کرے باپ اپنی بیٹے کے بیہ میں اور وہ خلاف ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کا کہ فرمایا کہ نہیں حلال کیو کہ بیہ کرے کوئی چیز پر اس میں جو بیہ کرے مگر باپ کو اس چیز میں جو اپنے بیٹے کو دے اور جو اپنے بیہ کی چیز میں رجوع کرے وہ مثل کتے کی ہے کہ تے کر کے چاٹے میں کہتا ہوں بنا برائے پس سوائے اسکے کچھ نہیں کہ روایت کیا ہے بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کو واسطے اشارہ کرنے کہ طرف اس چیز کی کہ اسکے بعض طریقوں میں واقع ہوئی ہے اور وہ ابو داؤد میں ہے اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ زکوۃ واجب ہے مویہوب پر جتنی مدت اسکے پاس مال رہا (مترجم) **مَحَلُّ ثَمَّاءُ ابْنِ نَعْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَفِيْنٌ عَنْ اَيُّوبَ السَّخْتِيَّانِي عَنْ عِكْرَمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَائِلُ فِي هَبَةٍ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِي قَبْعِهِ كَيْسَ لَنَا مَثَلُ الشَّوْءِ** ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی بیہ کی چیز کا پیر لینے والا کتے کی مثل ہے جو اپنی تے کو پیر گل جاتا ہے ہمارے واسطے برسی کہاوت نہیں **مَحَلُّ ثَمَّاءُ حَدَّثَنَا اللَّهُ بْنُ مَخْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَخْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ إِنَّمَا جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّفْعَةَ فِي كُلِّ مَالٍ يُقْسَمُ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَصَرَفَتِ الطَّرِيقُ فَلَا شُفْعَةَ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ الشُّفْعَةُ لِلْجَوَارِمِ فَقِيلَ إِنْ مَاشَدُ دَهْ فَأَبْطَلَهُ وَقَالَ إِنْ**

اشترى كائناً فحاف أن يأخذ الجار بالشفعة فاشترى ستمائة من مائة منهم ثم اشترى
الباقي وكان الجار الشفعة في السهم الأول فلا شفعة له، في باقي الدار وكذا أن يتخالف
في ذلك ثم حرمه جابر بن عبد الله بن عمر بن الخطاب عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم
أنه يبرأ من شفعة كواش خير من جوقهم نہیں ہوئی اور حب حدین واقع ہوں اور پیری جاوین
راہین تو نہیں ہے شفعة اور کہا بعض لوگوں نے شفعة جو ار یعنی ہمسائے کے واسطے ہے یعنی شریک
ہے شفعة ہمسائے کے واسطے جیسا کہ شروع ہے شریک کے واسطے پر قصد کیا اس طرف اس چیز کی
جس کو سخت کیا سو اس کو باطل کیا یعنی جس جگہ کہا کہ نہیں شفعة ہو ہمسائے کے واسطے اس صورت میں اور
وہ صورت یہ ہو اور کہا اگر خریدے یعنی ارادہ کر سارا گھر خریدنے کا سو خوف کرے کہ ہمسایہ شفعا لیوے
تو خریدے ایک حصہ سو حصہ میں پھر خریدے باقی کو اور ہمسائے کے واسطے پہلے حصے میں شفعة تھا سو نہیں
شفعة ہو اس کے واسطے باقی گھر میں اور اس کو جائز ہے کہ اس میں حیلہ کرے **ف** کہا میں بطلان نے
کہ اصل یہ مسئلہ اس طور سے کہ کسی نے ابو حنیفہ سے پوچھا کہ میں ایک گھر خریدنے کا ارادہ کرتا ہوں
اور ہمسائے کے شفعة سے ڈرتا ہوں سو امام ابو حنیفہ نے کہا کہ اس کے سو حصے شریک سے ایک حصہ
خرید کہ تو اس کے مالک کا شریک ہو جاوے گا پھر اس سے باقی سارا گھر خرید لینا تیرا حق شفعة مقدم ہو
ہمسائے کے شفعة سے اور پہلے ایک حصہ خریدنے کو اس واسطے کہا کہ ہمسایہ اس کو حقیر جان کر نہ خریدے گا
اور یہ مسئلہ حدیث کے مخالف نہیں فقط اس میں الزام ہے ناقض کا کہ وہ ہمسائے کے واسطے شفعة
کے قائل ہیں پھر اس کو اس حیلہ سے ساقط کرتے ہیں اور مشہور یہ ہے کہ یہ حیلہ ابو یوسف کا ہے اور محمد کے
نزدیک سخت مکروہ ہے یہ حیلہ کرنا واسطے ساقط کرنا شفعة کے پھر سو اس کے کچھ نہیں کہ محل اس کا
اس شخص کے حق میں ہے جو حیلہ کرے شفعة واجب نہیں پہلے اور ایسے بعد اس کے جیسا کہ شفعة والے
سے کہ لے یہ مال اور شفعة والے سے مطالبہ نہ کر اور وہ رضی ہو جاوے اور مال لے لیوے تو اس کا شفعة
بالاتفاق باطل ہو جاتا ہے **فتح مکن شكا علی بن عبد الله قال حل ثنا سفیان عن**
ابراہیم بن ملیسرة قال سمعت عمر بن الشریذ يقول جاء المسور بن مخرمة
فوضع يده على منكبي فأنطلقت معه إلى سعد فقال أبو رافع للمسور ألا تأمر هذا
الشيء مني بنبي الذي في كاره فقال لا أريدك على أربعمائة إماماً مقطعة وإمسا
مخبة قال أعطيت خمسمائة نقداً فممنعة ولو لا أني سمعت النبي صلى الله عليه وسلم
يقول الجار أحق بسبقه ما بعثتك أو قال ما أعطيتك قلت لسفیان إن معمر أم يقل

هَكَذَا قَالَ لِكُتِبَ لِي هَكَذَا وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَبِيعَ الشُّفْعَةَ فَلَمْ
 أَنْ يَتَّجِلْ حَتَّى يُطْلَ الشُّفْعَةَ فَيَهَبَ الْبَائِعُ الشُّرَى لِمَنْ أَرَادَ وَحَيْثُ هَادِلٌ فَعَمَّا لَيْدٍ وَبِعَوْنِ الشُّرَى الْفَقْرَ
 دَرَاهِمَ فَلَا يَكُونُ لِلشُّفْعَةِ شَرَحُهُ عَمْرٍ وَبِشَرِيهِ رَوَايَتُهُ كَمَا سَوَّيَا تَوَسَّلَ إِيَّاهُ مِيرَ
 مَوْنَدُ هَبْ بِرُكْحَا سَوِيْنِ أَسْكَ سَاحَ سَعْدِ كِي طَرَفِ جَلَا تَوَابُورِ اِنْفَعِ لَمْ سَوَّرَ كَمَا كَيْتَا تَوَهْبِيْنِ حَكْمِ
 كَرْتَا اسْكُو كَهْ خَرِيْدَ سَ مَجْهَ سَ مِيرَ اَكْهَرُ جَوَّ اسْكِي جَوِيْلِي مِيْنِ سَ تَوَاسَّ لَمْ كَمَا كِي مِيْنِ اسْكُو جَارِ سَوَّ سَ
 زِيَادَهُ نَهِيْنِ دُوْكََا مَتَفَرِّقَ يَا كَبَا سَتُطُوْنِ سَ اَبُوْرَ اِنْفَعِ لَمْ كَمَا كِي مَجْهَكُو يَا خُجْوَ مَلَا تَحَا سَوِيْنِ لَمْ
 اُسْكُوْنَه لِيَا اُوْرَا اَكْرَمِيْنِ لَمْ حَضْرَتُ صَلَّيْهِ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمُ سَ نَهْ سَنَا مَوْتَا فَرَمَاتُ سَ تَهْ كَهْ مَسَا يَهْ زِيَادَهُ
 حَقْدَارُ سَ اِبْنِ لَمْ هُوَ مَكَانِ كَاتُوْمِيْنِ اُسْكُوْتِيْ كَهْ تَهْ نَهْ يَتَجَا يَا كَبَا مِيْنِ تَجْهَكُوْنَه دِيْتَا مِيْنِ لَمْ
 سَفِيَانِ سَ كَمَا كِي مَعْمَرُ لَمْ يَهْ نَهِيْنِ كَبَا سَفِيَانِ نَ سَ لَمْ كَمَا لِيَكِيْنِ لَمْ سَ مَجْهِيْ طَرَحِ كَبَا
 اُوْرُوْ سَلَّيْ قَلَّتْ كَا قَا لْ عَلِيْ بِنِ مَدِيْنِيْ سَ اُوْرُ كَبَا بَعْضُ لُوْكَوْنِ لَمْ كَهْ حَبِ اَرَادَهُ كَهْ شَفْعَهُ كِي خُجْوَ
 كَاتُوْ اسْكُو جَانَزُ سَ كَهْ حِيْدُ كَرَسَ تَا كَهْ بَا طَلْ كَهْ شَفْعَهُ كُو سَوَّ بَائِعِ اِبْنَا كَهْ مَشْتَرِيْ كُو مَبِيْ كَرَسَ اُوْرُ
 اسْكِي حَدِيْنِ بِيَانِ كَهْ اُوْرُوْ كَهْ اُسْكُو دِيْدِيُوْ اُوْرُ مَشْتَرِيْ اُسْكُو عَوْضُ اُسْكُو شَلَا مَرَا دَرَاهِمِ دِيُوْ
 تَوْنَه مَوْكََا شَفْعِيْ كَهْ وَاَسْطَ اَسْمِيْنِ شَفْعَتُ فِ لَيْعَنَ اُوْرُ شَرْطُ كَرَسَ كَهْ عَوْضُ نَهْ كُوْرُ شَرْطُ نَهْ اُوْرُ
 اَكْرَهْ مَوْتَا تَوْ شَفْعَهُ وَاَلَا اُسْكُو تَمِيْتُ سَ لِيْتَا اُوْرُ سَوَّ اُسْكُو كَهْ مَبِيْنِ كَهْ سَا قَطُ مَوَّ سَ شَفْعَهُ اِسْ صَوْرَتُ
 مِيْنِ اَسْوَا سَ كَهْ مَبِيْ نَهِيْنِ سَ مَعَاوِضَهْ مَحْضُ سَوَّ شَا بَهْ مَوْكََا اَرْتُ كُو اُوْرُ كَبَا اِبْنِ مِيْنِ لَمْ كَهْ مَرَا دُ خَا رِيْ
 كِي يَهْ كَهْ بِيَانِ كَرَسَ كَهْ حَضْرَتُ صَلَّيْهِ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمُ لَمْ مَسَلْ سَ كَهْ وَاَسْطَ حَقِ مَبِيْرَا
 سَ نَهِيْنِ حَلَالُ سَ اُسْكُو بَا طَلْ كَرْنَا اُسْكَا اُوْرُ كَبَا مَبِيْ كَهْ مَسَابِتُ ذِكْرِ حَدِيْثِ اَبُوْرَ اِنْفَعِ كِي يَهْ
 كَهْ حِيْنِ خَبِيْرُ كُو حَضْرَتُ صَلَّيْهِ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمُ لَمْ كَهْ شَخْصُ كَا حَقِ مَبِيْرَا سَ اُسْكَا بَا طَلْ كَرْنَا كَهْ
 حَلَالُ نَهِيْنِ نَهْ حِلَّ سَ نَهْ غَيْرُ اُسْكُو سَ دَفْتَرُ (حَلَّ شَنَا مَحْلُ بِنِ يُوْسُفَ قَالَ حَلَّ شَنَا
 سَفِيْنُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بِنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عَسْمَرٍ دِيْنِ الشَّرِيْدِ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ اَنْ سَعْدُ اَسَا
 بَيْتَا يَارَ عِمَاْنَةَ مِثْقَالٍ فَقَالَ لَوْلَا اَنْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّيْ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْبَارُ
 اَحَقُّ بِسَقِيْدِ مَا اَعْطَيْتُكَ وَقَالَ لِبَعْضِ النَّاسِ اِنْ اَشْتَرِيْ نَصِيْبَ دَارٍ فَاَرَادَ
 اَنْ يُطْلَ الشُّفْعَةَ وَهَبَ لِابْنِ الصَّغِيْرِ وَلَا يَكُوْنُ عَلَيْهِ يَمِيْنُ تَرْجَمَهُ اَبُوْرَ اِنْفَعِ
 رَوَايَتُهُ كَهْ سَعْدُ لَمْ اُسْكُو كَهْ جَارِ سَوَّ شَقَالِ مَوْلُ وَاَلَا يَا تَوَابُورِ اِنْفَعِ رَضُ لَمْ كَمَا كِي اَكْرَمِيْنِ لَمْ
 حَضْرَتُ صَلَّيْهِ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمُ سَ نَهْ سَنَا مَوْتَا فَرَمَاتُ سَ تَهْ كَهْ مَسَا يَهْ زِيَادَهُ تَرْجَمَدَارُ سَ اِبْنِ

لگے ہوئے مکان کا تو میں تجھ کو نہ دیتا اور بعض لوگوں نے کہا کہ اگر گھر کا ایک حصہ خریدی اور چاہا
 کہ شفعہ کو باطل کرے تو اپنے چھوٹے لڑکے کو سہہ کر دے اور نہ ہوگی اس پر قسم **ف** ایسا سو لڑ
 کہ اگر بڑے کو سہہ کرے تو واجب ہوگی اس پر قسم سو حید کہ اس کے ساتھ کہنے میں کہ چھوٹا بالغ لڑکے
 کو سہہ کر دے کہا ابن بطال نے یہ اس واسطے کہا کہ جو اپنے بیٹے کو کوئی چیز سہہ کر دے تو یہ اس نے
 مباح کام کیا اور جو سہہ چھوٹے بیٹے کے واسطے ہو اس کو باپ قبول کرتا ہے اپنے بیٹے کے واسطے
 اپنے نفس سے اور اشارہ کیا ساتھ قسم کے اس طرف کہ اگر اجنبی کو سہہ کرے تو جائز ہے شفعہ کو واسطے
 کہ اجنبی کو قسم دیوے کہ کیا یہ سہہ حقیقی ہے اور وہ جاری ہو جائے اپنی شرط سے اور چھوٹا قسم نہیں
 دیا جاتا اور مالک کے نزدیک اس کی طرف سے باپ قسم کھاوے اور مالک سمجھتا ہے کہ مومنین چیزیں شفعہ
 نہیں ہے (نعم) **باب** **اِخْتِيَالِ الْعَامِلِ لِيُفْهَدَ لَهُ** کہ حید کرنا عامل کا مالک اس کو تحفہ بھیجا
 جاوے **حَدَّثَنَا** **عَبْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ** قَالَ **حَدَّثَنَا** **أَبُو إِسْمَاعِيلَ** عَنْ **هَشَامِ بْنِ**
أَبِيهِ عَنْ **أَبِي تَمِيمٍ الشَّامِيِّ** قَالَ **سَمِعْتُ** **رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**
رَجُلًا عَلَى صَدَقَاتِ بَنِي سُلَيْمٍ يُدْعَى ابْنُ اللَّثْبَةِ فَلَمَّا جَاءَ حَاسِبًا قَالَ هَذَا
مَالُكُمْ وَلِهَذَا هَدَيْتُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلْ أَجَلَسْتَ فِي بَيْتِ
أَبْنِكَ وَأَمَّا حَتَّى تَأْتِيكَ هَدِيَّتُكَ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا ثُمَّ خَطَبَنَا مُحَمَّدٌ اللَّهُ وَأَنَّنِي
عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَا بَعْدُ فَإِنِّي أَسْتَعِيزُ الرَّجُلَ مِنْكُمْ عَلَى الْعِلِّ قَوْلًا لِي اللَّهُ فَإِنِّي قَبُولُ
هَذَا مَالُكُمْ وَلِهَذَا هَدَيْتُهُ أَهْدَيْتُ لِي أَفَلَا جَلَسْتُ فِي بَيْتِ أَبِيهِ وَأَقْرَبْتُهُ تَأْنِيَةً هَدَيْتُهُ
وَاللَّهُ لَا يَأْخُذُ أَحَدٌ مِنْكُمْ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا لَقِيَ اللَّهَ يَحْمِلُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَلَا أَعْرِفُ
أَحَدًا مِنْكُمْ لَقِيَ اللَّهَ يُحْمِلُ كَيْفَ رِغَاءٍ أَوْ نَفَرَةٍ تَبْعَرُ بِشَيْءٍ رَفَعَتْ يَدَهُ حَتَّى رَوَى بِيَاضُ
إِبْرَاهِيمَ يَقُولُ اللَّهُمَّ هَلْ بَلَغْتُ بَصَرِي عَلَى سَمْعِي أَذُنِي تَرْجُمُهُ أَبُو عَمِيرَةَ عَنْ رِوَايَتِهِ
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرد کو قوم بنی سلیم رکوع تحصیل کرنے پر حاکم کیا ابن لبیب
 کہا جاتا تھا سو جب آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے حساب کیا اس نے کہا یہ تمہارا
 مال ہے اور یہ میرا ہے جو مجھ کو تحفہ بھیجا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو کیوں نہ بیٹھا
 اپنی ماں باپ کے گھر میں تاکہ تیرا تحفہ تیرے پاس آتا اگر تو سچا ہے تو ہم پر خطبہ پڑھا اور خدا تعالیٰ
 کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا حمد اور صلوٰۃ کے بعد سو میں کسی مرد کو تم میں سے حاکم کرتا ہوں عمل پر
 اس چیز سے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اس پر حاکم کیا ہے سو وہ آتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ تمہارا مال ہے

اور یہ بدیہ ہے جو بھکو تحفہ پہنچا گیا سو کیوں نہ بیٹھا اپنے مان باب کے گہر میں تاکہ اسکا ہدیہ
 اُسکے پاس آتا اور قسم اسد تعالے کی نہیں لیگا تم میں کوئی چیز ناحق مگر کہ ملیگا اسد تعالے سے
 اس حال میں کہ قیامت کے دن اُسکو اپنی گردن پر اٹھائے ہو گا سو میں نہ پہچانوں کیونکہ تم میں سے
 کہ ملے اسد تعالے سے اس حال میں کہ اونٹ کو اٹھائے ہو جسکے واسطے آواز ہو یا گائے کو کہ اُسکے
 واسطے آواز ہو یا بکری کو کہ چلائی تہ ہو پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ اٹھایا یہاں تک کہ
 آپکی بغلون کی سفیدی دیکھی گئی فرماتے تھے اے ابی کیا میں نے تیرا حکم پہنچا یا میری دونوں آنکھوں نے دیکھا
 اور میرے دونوں کان نے سنا اس حدیث کی پوری شرح کتاب الاحکام میں آئیگی اور مطابقت
 اسکی ترجمہ سے اس حجت سے ہے کہ مالک ہونا اُسکا تحفہ بھیجے چیز کو سوا اُسکے کچھ نہیں کہ تھا واسطے علت
 ہونے اُسکے کے عامل سوا اُس نے عقدا کیا کہ جو اُسکا تحفہ پہنچا گیا وہ صرف اُسی اکیلے کا حق ہے
 سوا اور حقداروں کے جن کے حقوق میں اُس نے عمل کیا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکے
 واسطے بیان کیا کہ جن حقوق کے سبب اُس نے عمل کیا ہے وہی سبب ہیں اُسکی طرف تحفہ بھیجنے کا اور
 یہ اگر وہ اپنے گہر میں بہتا تو اُسکو کوئی چیز تحفہ نہ بھیجی جاتی سو نہیں حلال ہے اُسکے واسطے کہ
 اُسکو حلال جلنے مجھ داس بات یہ کہ وہ اُسکی طرف بطور ہدیہ کے پہنچا اس واسطے کہ یہ تو صرف
 اُسی وقت ہوتا ہے جبکہ محض اُسکا حق ہو اور کسی کا اس میں حق نہ ہو کہا مہلب کے کہ حید کرنا عامل
 کا تاکہ اُسکو ہدیہ پہنچا جاوے واقع ہوتا ہے ساتھ اس طور کے کہ سہولت کرے بعضے اُس شخص کے
 جس پر حق ہو پس اس واسطے فرمایا کہ کیوں نہ بیٹھا اپنے مان باب کے گہر میں اور دیکھتا کہ اُسکو تحفہ پہنچا جا
 ہے یا نہیں سوا اشارہ کیا اس طرف کہ اگر نہ ہوتی امید کہ وہ حق سے کچھ چوڑیگا تو اُسکو تحفہ نہ بھیجتا
 سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہدیہ کا لینا واجب کیا اور اُسکو مسلمانوں کے مال کے ساتھ
 جوڑا اور نیسے حیرت نہیں دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ تحفہ اس سے لے لیا ہو کہا ابن بطال
 نے کہ دلالت کی حدیث نے اس پر کہ تحفہ عامل اور حاکم کے واسطے ہوتا ہے واسطے شکر معروف اُسکے
 کے یا واسطے محبت اگر طرف اُسکی یا واسطے اس امید کہ کچھ حق میں سے چوڑیگا سو حضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ کیا اس طرف کہ وہ اُس چیز میں جو اُسکو تحفہ بھیجی گئی مثل اور مسلمانوں کے
 سے اُسکو اس میں کچھ زیادتی نہیں اور یہ کہ نہیں جائز ہے اکیلا اور مقدم ہونا ساتھ اسکے غیروں پر اور
 ظاہر یہ ہے کہ تیسری صورت اگر واقع ہو تو نہیں حلال ہے عامل کے جزا لینے کچھ حق سے چوڑی دینا
 اور جو اس سے پہلے ہے وہ طرف احتمال میں ہے (فتح) **كُلُّ شَيْءٍ اَبُو نَعِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا**

سَفِينُ عَزَائِرِ اِهِيَمَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ عَنْ اَبِي رَافِعٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكُفَّارُ أَحْوَبُ سَقْبِهِ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِذَا اشْتَرَى دَارًا بِعِشْرِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ
 فَلَا بَأْسَ أَنْ يَتَخَالَ حَيْثُ يَشْتَرِي الدَّارَ بِعِشْرِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ وَيُقَدُّ لِسِتْعَةِ
 أَلْفِ دِرْهَمٍ وَشِعْمَانَةِ وَشِعْمَيْنِ وَيُقَدُّ كَدَيْنَارًا يَبْقَى مِنَ الْعِشْرِينَ أَلْفًا
 فَإِنْ طَلَبَ الشَّفِيعُ أَخَذَ هَا بِعِشْرِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ وَإِلَّا فَلَا سَبِيلَ لَكُ عَلَى الدَّارِ فَإِنْ
 اسْتَحَقَّتِ الدَّارُ رَجْعَ الْمُشْتَرِي عَلَى الْبَائِعِ بِمَا دَفَعَ إِلَيْهِ وَهُوَ سِتْعَةُ أَلْفِ دِرْهَمٍ
 وَشِعْمَانَةِ وَشِعْمَيْنِ دِرْهَمًا وَدَيْنَارًا فَإِنَّ الْبَيْعَ حَيْثُ اسْتَحَقَّ انْتَقَصَ الصَّرْفُ
 فِي الدَّيْنَارِ فَإِنْ وَجَدَ بِهَذِهِ الدَّارِ عَيْبًا وَلَمْ تَسْتَحَقَّ فَإِنَّهُ يَرُدُّهَا عَلَيْهِ بِعِشْرِينَ
 أَلْفَ دِرْهَمٍ **ترجمہ** ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمسایہ
 زیادہ تر حقدار ہے اپنے لگے مکان کا اور کہا بعضے لوگوں نے کہ اگر کوئی بیس ہزار درہم سے
 گہر خریدا چاہے تو نہیں بچے کچھ ڈر کہ حیلہ کرے یعنی واسطے ساقط کرنے شفعہ کے جبکہ خریدے
 گہر کو بیس ہزار درہم سے اور بائع کو ایک کم دس ہزار درہم دے گا اور جو بیس ہزار درہم سے باقی ہے
 دس ہزار اور ایک درہم اسکے بدلے اسکو دینا دے دے یعنی بطور بیع صرف کی اس سے یعنی
 گویا اس نے ایک اشرفی دیکھ کر دس ہزار درہم مول لیا پھر اگر شفعہ والا شفعہ کا مطالبہ کرے تو اسکو
 بیس ہزار درہم سے لیگا اور پوری قیمت اسکو دینی پڑے گی یعنی اگر راضی ہو ساتھ اس مول کے
 جبہ عقد واقع ہوا والا اسکو گہر کی طرف کوئی راد نہیں یعنی واسطے ساقط ہونے شفعہ کے
 اس واسطے کہ وہ باز نہ رہے بل مول سے جبہ عقد واقع ہوا اور اگر ظاہر ہو کہ وہ گہر بائع کے
 سوا کسی اور کا حق ہے تو رجوع کرے مشتری بائع پر ساتھ اس چیز کے جو اسکو دی
 یعنی ایک اشرفی اور ایک کم دس ہزار درہم یعنی اس واسطے کہ یہی قدر ہے جو اس نے بائع کو دے
 تھا اور نہ رجوع کرے اس پر ساتھ اس چیز کے کہ دفع ہوا ہے اس پر عقد اس واسطے کہ بیع یعنی
 جو چیز بکلی حب مستحق ہوئی واسطے غیر کے یعنی وہ غیر کا حق نکلا تو ٹوٹ گئی بیع صرف جو واقع ہوئی
 تھی درمیان بائع اور مشتری کے گہر مذکور بین ساتھ دینار کے یعنی بیع صرف کہ وہ بیع نقد
 کی ہے ساتھ نقد کے باطل ہوئی اس واسطے کہ بیع صرف مبنی تھی اور بیع گہر کے اور گہر کی بیع
 باطل ہوئی تو جو اس پر مبنی ہے وہ بھی باطل ہوا پھر اگر اس گہر میں کوئی عیب پاوے یا وہ
 نظام ہو اس میں حق کسی کا تو رد کرے اسکو اور اس کے بیس ہزار درہم سے یعنی اور یہ تنقیر

ہے ظاہر ف اور اسنو واسطہ کے پیچھے یہ کہا سو جائز رکھا ہے اس غابازی کو درمیان
مسلمانوں کے اور فرق انکے نزدیک یہ ہے کہ بیع اول یعنی ہے اور خریدنے گہر کے اور
و بیع ٹوٹ گئی ہے اور لازم آتا ہے نہ قبض کرنا مجلس میں سو نہیں جائز ہے اسکے واسطے گویا
کہ لیوے مگر جو اسکو دیا اور وہ درہم اور دینا وہ ہے برخلاف رد کرنے کے ساتھ عیب کے
اس واسطے کہ بیع صحیح ہے اور سو اس کے کچھ نہیں کہ منہ ہوتی ہے مشتری کے اختیار ہے اور اس پر
بیع صرف کی سو واقع ہوئی تھی صحیح سو نہیں لازم آتا اسکے منہ ہونے سے باطل ہونا اس کا
کہ ابن بطال نے کہ خاص کیا ہے قدر کو سونے اور چاندی سے ساتھ مثال کے اس واسطے
کہ چاندی اور سونے کا کم و بیش بچا درست ہو جبکہ دست بدست ہو سونا کیا ہے قائل نے
اپنے اصل کو اوپر اسکے سو جائز رکھا ہے اس بچا دس درہم ہون اعداد ایک شرفی کا بدلی گیارہ
درہم ہون کے دس درہم بدلے دس درہم اور ایک شرفی بدلے ایک درہم کے اور اس واسطے
صورت مذکور میں ایک شرفی کو بدلے دس ہزار درہم کے ہیرا یا ہے تاکہ بہاری جانی شفعہ
والا اس مول کو جب عقد واقع ہوا سو چوڑ دیوے شفعہ کو اور ساقط ہو شفعہ اسکا اور نہیں
اتفاقات ہر طرف اس چیز کی کہ نقد دے اس واسطے کہ مشتری نے تجاوز کیا ہے واسطے بائع
کے نزدیک عقد کے اور خلاف کیا ہے مالک نے بیع اسکے سو کہا کہ رعایت امین نقد کی ہے
جو حاصل ہوا ہے بائع کے ہاتھ میں بیع اسکے لیوے شفعہ والا بدلیل اجماع کے اس پر
وہ استحقاق اور رد کرنے میں ساتھ عیب کے نہ رجوع کرے مگر ساتھ اس چیز کے جو اس نے دی
اور کہا مہلکے کہ مناسبت اس حدیث کی واسطے اس مسئلے کو یہ ہے کہ جب حدیث نے ولایت کی
اس پر کہ ہمایہ زیادہ تر حقدار ہے ساتھ بیع کے غیر اسکے سے واسطے رعایت اسکے حق کے تو لازم
ہے کہ ہو حق یہ کہ نرمی کی جاوے ساتھ اسکے مول میں اور نہ قائم کیا جاوے اس پر عرض کو
ساتھ اکثر کے اسکی قیمت سے اور البتہ سمجھا صحابی نے جو حدیث کا راوی ہے اس قدر کو سو مقدم
کیا ہمارے کو عقد میں ساتھ مول کے کہ دفع کیا ہے اسکو طرف اسکی اوپر اسکے جن دفع کیا
ہے طرف اسکی اکثر اس سے بقدر جو تھا اسکی کے واسطے رعایت جار کے جبکی رعایت کا
شارع نے حکم کیا ہے (نعم) قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَجَازَ هَذَا الْجَدَّ اعْمَ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ ثُمَّ
کہا ابو عبد بخاری نے سو جائز رکھا ہے اس نے اس غابازی کو درمیان مسلمانوں کے ف
یعنی جیلہ کرنا کہ واقع کرے شرک شفعہ والے کو بیع غیبیہ کے اگر لیوے وہ شفعہ کو یا باطل

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب التعلیل کتاب التعلیل کے بیان میں

عبر کرنا گننے کا ہر سے باطن کی طرف یعنی خوابوں کا مطلب بیان کرنا **باب اول** مابعدی
 بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرَّؤْيَا الصَّالِحَةُ پہلے پہل جو شروع کیے گئے
 حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتھ اسکے وحی سے نیک خواب ہے **ف** رو یا وہ چیز ہے
 جسکو آدمی دیکھتا ہے اور کہا بعض علماء نے کہ یہی آتی ہے رو یا ساتھ مٹے رویت کی یعنی آنکھ سے
 دیکھنا مانند قول اللہ تعالیٰ کی **وَمَا جَلْنَا الرَّؤْيَا لِنَاسٍ إِلَّا لِمَنْ شَاءَ** کہا اس نے کہ مراد اس سے
 وہ چیز ہے جو حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج کی رات میں دیکھی عجائب چیزوں سے
 اور معراج شب بیداری کی حالت میں ہوئی میں کہتا ہوں کہ یہی ہے معتدکہ معراج بیداری کی حالت
 میں ہوئی جاتے اور حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب کچھ انہیں انکھوں سے دیکھا لیکن
 بعضوں نے کہا کہ مراد اس آیت میں رو یا سے خواب ہے اول معتمد ہے اور کہا مازری نے کہ بہت
 ہوا ہے کلام لوگوں کا یہ حقیقت خواب کا کہ وہ کیا چیز ہے اور مسلمانوں کے سوا اور لوگوں نے
 اس میں بہت قیل قال کی ہے منکر وہ اس واسطے کہ انہوں نے قصد کیا ہے وقوف کا اور حقائق کے
 کہ نہیں بدرک ہیں عقل سے اور نہیں قائم ہے اس پر کوئی برہان اور صحیح وہ چیز ہے جس پر اہل
 ہین کہ خدا پیدا کرتا ہے سونے والے کے دل میں اعتقادات جیسا کہ پیدا کرتا ہے انکو جائز کے
 دل میں پر جب اسکو پیدا کرے تو ہیرا ہے اسکو علامت اور چیزوں پر جسکو دوسرے حال میں
 پیدا کرتا ہے اور جو واقع ہو اس سے اور خلاف اعتقاد کے تو اسکی مثال وہ چیز ہے جو واقع ہوتی ہے
 واسطے جلیگے کے اور اسکی نظیر یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے پیدا کیا ہے ابر کو علامت اور پر ہینہ کے
 اور کہی خلاف موتا ہے اور یہ اعتقادات کہی واقع ہوتے ہیں درختے کی حاضری میں سو
 واقع ہوتی ہے اسکے بعد وہ چیز جو خوش لگے یا شیطان کے روبرو سو واقع ہوتی ہے اسکے
 بعد وہ چیز جو بری لگو اور ضرر کرے اور علم خدا تعالیٰ کے نزدیک ہے پر تمام خوابیں مختصر ہیں
 دو قسم میں ایک قسم سچی خواب ہے اور وہ پیغمبروں کا خواب ہے اور نیک بندوں کا انکے مابعد ارواح
 اور کہی کہی انکے سوا اور لوگوں کے واسطے یہی واقع ہوتا ہے اور وہ قسم دہی ہے جو واقع ہوتا ہے
 بیداری میں موافق اسکے کہ واقع ہوتا ہے خواب میں اور دوسری قسم اڑتی خوابیں ہیں اور وہ قسم تہم
 ہیں ایک شیطان کا ہیل ہے تاکہ غلبہ ہو خواب دیکھنے والا جیسے دیکھے کہ اسکا سر کاٹا گیا اور وہ اگر

پیچھے چلتا ہے یا دیکھے کہ وہ کسی خوفناک چیز میں واقع ہوتا ہے اور نہیں پاتا جو اسکو خلاص
 کرے دوسری قسم یہ کہ دیکھے کہ کوئی فرشتہ اسکو حکم کرتا ہے کہ مثلاً حرام کام کرے اور مانند کسی
 جو محال ہے از رو عقل کے تیسری یہ کہ بیداری میں اس کے دل میں کوئی خطرہ گذرے یا کسی
 چیز کی آرزو کرے پہر خواب میں ہو ہو اسکو دیکھے اور اسے طرح دیکھتا اس چیز کا کہ جاری ہو
 عادت ساتھ اس کے بیداری میں یا غالب ہو اسکی نراج بر اور واقع ہوتا ہے مستقبل سے
 غالب اور حال سے بہت اور ماضی سے کم (فتح) **حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَكْرِ قَالَ حَدَّثَنَا**
اللَّيْثُ عَنْ عَقِيلِ بْنِ ابْنِ شَرَابٍ **وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا**
عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ أَخْبَرَنِي فَاخِرَةُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا
قَالَتْ أَوَّلُ مَا بَدَأَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةِ
فِي النَّوْمِ وَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ بِهِ مِنْهُ فَلَقَ الصَّبْرَ فَكَانَ يَأْتِي حِرَاءً فَيَتَحَنَّنُ
فِيهِ وَهُوَ التَّعَبُ الدَّلِيلُ ذَوَاتِ الْعَدَدِ وَيَذُرُّ دِلَّالَكَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى خَدِيجَةَ
فَيَقْرُودُ لِمِثْلِهَا حَتَّى يَخْفُفَ الْحَقُّ وَهُوَ فِي غَارٍ حِرَاءٍ فَجَاءَهُ الْمَلِكُ فِيهِ فَقَالَ اقْرَأْ
فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِيٍّ فَأَخَذَنِي فَعَطَفَنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدُ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ
فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِيٍّ فَعَطَفَنِي الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدُ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ
فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِيٍّ فَعَطَفَنِي الثَّلَاثَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدُ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ
بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ حَتَّى بَلَغَ مَا لَا يَعْلَمُ فَرَجَعَهَا تَرْجِعُ بَوَادِرُهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى
خَدِيجَةَ فَقَالَ زَلُّونِي زَلُّونِي فَرَمَلُونَهُ حَتَّى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوَغُ فَقَالَ يَا خَدِيجَةُ
مَا لِي وَأَخْبَرَهَا الْخَبْرَ وَقَالَ قَدْ خَشِيتُ عَلَى فَقَالَتْ لَهُ كَلَّا أَبْشِرْ فَوَاللَّهِ لَا يُخْزِيكَ اللَّهُ
أَبَدًا إِنَّكَ لَتَصِلَ الرَّحِمَ وَتَصْدُقَ الْحَدِيثَ وَتَحْمِلُ الْكُلَّ وَتَقْرَأَ الضَّعِيفَ وَتُعِينَ
عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ ثُمَّ انْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيجَةُ حَتَّى أَتَتْ بِهِ وَدَقَّةَ بِنْتُ تَوْفَلِ بْنِ إِسْدِينَ
عَبْدَ الْعُزْرِيِّ بْنِ قُصَيٍّ وَهُوَ ابْنُ عَسِمٍ خَدِيجَةُ أَخُو أَبِيهَا وَكَانَ إِمْرَأً تَنْصَرُّ فِي
الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعَرَبِيَّ فَيَكْتُبُ بِالْعَرَبِيَّةِ مِنَ الْإِنْجِيلِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ
يَكْتُبَ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ كَمَى فَقَالَتْ لَهُ خَدِيجَةُ أَيْسَرُ ابْنِ عَسِمٍ أَمَعَمٌ مِنْ ابْنِ
أَخِيكَ فَقَالَ وَرَقَةُ بْنُ أَخِي مَا تَرَى فَأَخْبَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأَى كَيْ
فَقَالَ وَرَقَةُ هَذَا النَّامُوسُ الَّذِي أُتِيَ عَلَى مَوْصِيَّائِي فِيهَا جَزَاءُ الْكَافِرِينَ حَيًّا

حِينَ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْخِرْ حَتَّىٰ لَمْ يَقَالَ وَرَقَّةٌ
لَعَنَهُمُ اللَّهُ يَأْتِي رَجُلٌ قَطْبًا بِمَا جِئْتُ بِهِ إِلَّا عَوْدِي وَإِنْ يَدُ رَكْنِي يَوْمَكَ أَنْصَرَكَ نَصْرًا
مُؤَدَّرًا ثُمَّ لَمْ يَلْشَبْ وَرَقَّةٌ أَنْ تُؤْفَى وَفَقَرُ الْوَحْيِ فَاتَرَدَّدَ حَتَّىٰ حَزَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِيمَا بَلَغْنَا حُرْنًا عَدْلًا مِنْهُ مَرَّارًا كَيْ يَأْتِدَى مِنْ رُؤُسِ شَوَاهِقِ الْجِبَالِ فَكُلَّمَا أَوْفَى
بِذُرْوَةِ حَبَلٍ لَكِي يُلْقَى نَفْسَهُ مِنْهُ تَبَدُّلًا لِيُجَبِّرِيْلُ فَقَالَ يَا أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ حَقًّا
فَيَسْكُنُ لِدَاكَ جَاشِعٌ وَتَقَرُّ نَفْسُهُ فَيَرْجِعُ فَإِذَا طَالَتْ عَلَيْهِ قَاتَرَةُ الْوَحْيِ عَدَلَ الْمَثَلِ
ذَلِكَ فَإِذَا أَوْفَى بِذُرْوَةِ الْجَبَلِ تَبَدُّلًا لِيُجَبِّرِيْلُ فَقَالَ لَهُ مِثْلُ ذَلِكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ
فَالِقُ الْأَصْبَاحِ ضَوْءُ الشَّمْسِ بِالنَّهَارِ وَضَوْءُ الْقَمَرِ بِاللَّيْلِ ثُمَّ رَجَعَهُ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
هِيَ كَمَا كَانَتْ أَوَّلَ مَا جَاءَتْهُ مِنْهُ كَمَا كَانَتْ سَاحَتُهُ صَلَاتُهُ عَلَيْهِ وَالْوَاسِعَةُ وَحْيُ سَيِّدِنَا
خَوَابُ هِيَ سَوْنٌ يَنْ دِيكْتِي هِيَ كَوْنِي خَوَابُ مَرَكَّةٌ صَبَحُ كِي رُشْنِي كِي طَرَحُ ظُهُورِيْنَ أُنِي
يَعْنِي خَوَابُ دِيكْتِي سَوْنِيكُ هَوْنِي أَوْ حَرَامِيَّاتُ كِي غَارِيْنَ يَأْتِي أَوْ رَأْسِيْنَ يَهْتَرِيْنَ عِبَادَتِ
كَرْتِي أَوْ رَأْسِيْكَ وَسَطِيْ خَرْجِيْ لِيْتِيْ بِرَحْمَتِيْ كِي طَرَفِيْ يَهْرَتِيْ أَوْ رَأْسِيْ أَوْ رَأْسِيْ كَا خَرْجِيْ لِيْتِيْ
كَأَبِيْ دِيْنِيْ يَاجَبْرِئِلُ حَقِّيْ أَيْ أَوْ رَأْسِيْكَ حَرَاكِيْ غَارِيْنَ يَهْتَرِيْنَ سَوْنِيْكَ كِي يَاسُ فَرَشْتِيْ
أَيْ سَوْنِيْكَ لِيْتِيْ صَلَاتُهُ عَلَيْهِ وَالْوَاسِعَةُ هِيَ كَمَا كَانَتْ سَاحَتُهُ صَلَاتُهُ عَلَيْهِ وَالْوَاسِعَةُ وَحْيُ سَيِّدِنَا
كَدِيْنِيْ تَوْبَتِيْ هَيْنِيْ يَهْرَتِيْ لِيْتِيْ مَجْهُوْلِيْكَ أَوْ رَأْسِيْكَ دَا بَا يَهْتَرِيْكَ كِي مَجْهُوْلِيْكَ نَهْرَتِيْ يَهْرَتِيْ
مَجْهُوْلِيْكَ دَا بَا يَهْتَرِيْكَ تَوْبَتِيْ هَيْنِيْ كِي مَجْهُوْلِيْكَ دَا بَا يَهْتَرِيْكَ تَوْبَتِيْ هَيْنِيْ كِي مَجْهُوْلِيْكَ
كَدِيْنِيْ تَوْبَتِيْ هَيْنِيْ يَهْرَتِيْ لِيْتِيْ مَجْهُوْلِيْكَ أَوْ رَأْسِيْكَ دَا بَا يَهْتَرِيْكَ تَوْبَتِيْ هَيْنِيْ كِي مَجْهُوْلِيْكَ
مَجْهُوْلِيْكَ دَا بَا يَهْتَرِيْكَ تَوْبَتِيْ هَيْنِيْ يَهْرَتِيْ لِيْتِيْ مَجْهُوْلِيْكَ أَوْ رَأْسِيْكَ دَا بَا يَهْتَرِيْكَ تَوْبَتِيْ
سُورَةُ الْقُرْآنِ يَعْنِيْ پَرِئِيْ رُبُّكَ نَامُ حَسْبِيْ يَهْرَتِيْ لِيْتِيْ مَجْهُوْلِيْكَ أَوْ رَأْسِيْكَ دَا بَا يَهْتَرِيْكَ
رُبُّكَ بَرِّكَ هِيَ حَسْبِيْ قَلَمِيْ كِي سَبِيْكَ عِلْمِيْ دَا بَا يَهْتَرِيْكَ كِي حَسْبِيْكَ بَرِّكَ هِيَ حَسْبِيْ قَلَمِيْ
عَلَيْهِ وَالْوَاسِعَةُ هِيَ كَمَا كَانَتْ سَاحَتُهُ صَلَاتُهُ عَلَيْهِ وَالْوَاسِعَةُ وَحْيُ سَيِّدِنَا
خَدِيْجَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا هِيَ كَمَا كَانَتْ سَاحَتُهُ صَلَاتُهُ عَلَيْهِ وَالْوَاسِعَةُ وَحْيُ سَيِّدِنَا
وَالْوَاسِعَةُ هِيَ كَمَا كَانَتْ سَاحَتُهُ صَلَاتُهُ عَلَيْهِ وَالْوَاسِعَةُ وَحْيُ سَيِّدِنَا
خَبَرِيْ أَوْ رَأْسِيْكَ مَجْهُوْلِيْكَ دَا بَا يَهْتَرِيْكَ تَوْبَتِيْ هَيْنِيْ يَهْرَتِيْ لِيْتِيْ مَجْهُوْلِيْكَ
بَشَارَتِيْ هِيَ سَوْنِيْكَ كِي خَدِيْجَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا هِيَ كَمَا كَانَتْ سَاحَتُهُ صَلَاتُهُ عَلَيْهِ

برادری سے سلوک کرتے ہیں اور سچ بات کہتے ہیں اور بوجہ اٹھاتے ہیں اپنے محتاجوں کی خبر لیتے ہیں اور مہانوں کی ضیافت کرتے ہیں اور حق مصیبتوں میں مدد کرتے ہیں پھر خدیجہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے چلین یہاں تک کہ آپ کو ورقہ میں نفل کے پاس لائیں اور وہ خدیجہ رض کا چچیر بھائی تھا اور وہ مرد جاہلیت کے زمانے میں اپنے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغمبر ہونے سے پہلے نصرانی ہو گیا تھا اور وہ عربی کتاب لکھتا تھا سو لکھتا عربی میں انجیل سے کہ وہ سریانی زبان میں ہے جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ نگہی اور وہ بڑا بوڑھا اندھا ہو گیا تھا سو خدیجہ رض نے اس سے کہا اے میرے چچا کے بیٹے اپنے بھتیجے سے سن کیا کہتا ہے تو ورقہ نے کہا اس نے بھتیجا کیا دیکھا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو خبر دی جو دیکھا تو کہا ورقہ نے کہ یہ وہ فرشتہ ہی جو موٹی براتر تھا کاش میں اس وقت جوان ہوتا میں زندہ ہوتا جبکہ تیری قوم تمہکو نکالے گی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا دے مجھ کو نکال دینگے ورقہ نے کہا مان نہیں لایا کہی کوئی مرد جو تولا با مگر کہ لوگوں کو اس سے عداوت ہوئی اور اگر میرے دن نے مجھ کو پایا تو میں تیری قوی مدد کروں گا پھر نہ دیر کی ورقہ سب نے کہ مر گیا اور وحی بند ہوئی یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمت غلبین ہوئے دکھا رہی نے یزید جملہ اس چیز کے تے کہ پہنچی ہو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر سے اس قصہ میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سب کے کئی بار گئے کہ آپ کو اونچے پہاڑ کی چوٹی سے گرا دین سو جب پہاڑ کی چوٹی پر چڑھتے تاکہ آپ کو دالین تو حیرل علیہ السلام آپ کی واسطے ظاہر ہوتے سو کہتے اسے محمد مقرر تو اللہ تعالیٰ کا سچا پیغمبر ہے تو آپ کی بیقراری کو سکون ہوتی اور آپ کا جی قرار پکڑتا تو پلٹے بہر جب وحی کا بند ہونا آپ پر دراز ہوتا تو یہاں سی طرح کہتے سو جب پہاڑ کی چوٹی پر چڑھتے تو حیرل آپ کے واسطے ظاہر ہوتے اور آپ کے اسی طرح کہتے کہنا ابن عباس نے کہ الا صبح کے مغنے میں روشنی سورج کی دن کو اور روشنی چاند کی رات کو ف یہ جو کہا کہ صبح کی روشنی کی طرح ٹھیک ہوتی سو شبیہ دی اس کو ساتھ بیٹھے روشنی صبح کی سو اس کے غیر کے واسطے کہ پیغمبری کے سورج کی ابتدا خوابوں سے ہوئی پھر ہمیشہ یہ روشنی کشادہ سوتی گئی یہاں تک کہ پیغمبر کا آفتاب نکلا سو جبکہ باطن نوری تھا وہ تصدیق میں ابو بکر رض کی مثل ہو گا اور جبکہ باطن کالا ہو وہ ابوہل کی طرح ہوا دیاتی سب لوگ ان دونوں میں کے درمیان ہیں اور دراپہاڑ کی غار کو اس واسطے خاص کیا تھا کہ اس میں تین عبادتیں حاصل ہوتی تھیں خلوت

اور عبادت اور غاسلے کعبے کو دیکھتا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میں رمضان کے مہینے میں عبادت کیا کرتے تھے اور کفار قریش ہی اس طرح کرتے تھے جیسے کہ عاشورے کا روزہ رکھتے تھے اور انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس امر میں نزاع نہ کی اور شاید کہ یہ امور شرع سے ان کے نزدیک باقی تھا اور اختلاف ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میں کیا عبادت کرتے تھے اور کیا کسی سابق شرع کے موافق عبادت کرتے تھے یا نہیں جہور کا قول یہ ہے کہ کسی سابق شرع کے طور پر عبادت نہیں کرتے تھے اس واسطے کہ اگر یہ پایا جاتا تو منقول ہوتا اور کیا عبادت کرتے تھے بعضوں نے کہا کہ عبادت کرتے تھے ساتھ اس چیز کے کہ ڈالی جاتی طرف اپنی اوزار معرفت سے اور بعضوں نے کہا ساتھ اس چیز کے کہ حاصل ہوتی آپ کو سچی خوابوں سے اور بعضوں نے کہا کہ فکر ذکر میں مشغول رہتے تھے اور ترجیح دی ہے ایک قوم نے پہلے قول کو یعنی کسی سابق شرع کے طور پر عبادت کرتے تھے ابراہیم علیہ السلام کی شرع پر یا نوح علیہ السلام کی یا کسی اور پیغمبر کی شرع پر اور ابو داؤد طیاسی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعتکاف کیا سو موافق پڑا یہ رمضان کے مہینے کو سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن نکلے اور اسلام علیکم سنا فرمایا سو بیٹے گمان کیا کہ وہ جن سے ہے سو اس نے کہا کہ بشارت ہو اس واسطے کہ سلام خیر ہے پھر دوسرے دن جبریل علیہ السلام کو دیکھا آفتاب کے پائے پر کھڑا مشرق میں تھا اور ایک غز میں سو میں اس سے ڈرا الحدیث ادا میں ہے کہ پھر جبریل علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کلام کیا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے ساتھ آشنائی ہوئی اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس وحی آئی اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر چالیس برس کی تھی مشہور قول پر اور یہ جو جبریل علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو متین بارہ دلوچا تو اس میں اشارہ ہے کہ آپ کے واسطے متین بارہ غمی واقع ہوگی پھر فراخی ہوگی سو اس طرح ہوا کہ پہلی بار کفار قریش نے آپ کو پہاڑ کے درے میں بند کیا دوسری بار جبکہ نکلے اور کفار نے ان کو قتل کا وعدہ کیا یہاں تک کہ حبشی کی طرف بہاگ پھر تیسری بار قصد کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کرنے کا یہاں تک کہ آپ نے ہجرت کی اور احتمال ہے کہ مناسبت یہ ہو کہ جو دین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں وہ نقیل ہے باعتبار نیت اور قول اور عمل کے یا بحجت توحید اور احکام اور اخبار غیب کے جو ماضی اور آئندہ آلودالی ہیں اور اشارہ کیا ساتھ متین بارہ چوڑ دینے کی طرف حصول تسخیر اور تسخیل اور تخفیف کی دنیا میں اور برزخ میں اور آخرت میں آپ پر اور آپ کی امت پر اور

اور یہ جو کہا کہ کیا میری قوم مجھ کو نکال دیگی تو اُس سے لی جاتی ہے شدت مفارقت وطن کی نفس پر
 واسطے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ قول درقہ سے سنا تو گہلے اور احتمال ہے کہ گہرا نا
 اس جہت سے ہو کہ آپ ﷺ کے آپ کی قوم ایمان سے محروم رہی یا دونوں امر کے واسطے اور اگر کوئی کہے
 کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیوں شک کیا اسکے ثبوت میں یہاں تک کہ درقہ کی طرف رجوع
 کیا اور خیریت سے لشکارت کی اور جب جائز ہے شک کرنا باوجود معائنہ جبریل علیہ السلام کے
 جواب پر اترے تھے تو پھر کیوں کر انکار کیا جاوے گا اس پر جو شک کرے اُس چیز میں جو حضرت صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے تو جواب یہ ہے کہ جاری ہے عادت اللہ تعالیٰ کی ساتھ اسکے کہ جب
 چاہتا ہے کہ خلق کی طرف کوئی حکم پہنچا دے تو پہلے تائیس کرتا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کا سچی خوابوں کو دیکھنا اس قسم سے تھا سو جب ناگہان آپ کے پاس وہ امر آیا جو عادت کے
 مخالف ہے تو طبع بشری کو اُس سے نفرت ہوئی اور اس حالت میں تامل کرنے پر قادر نہ ہوئے
 واسطے کہ بغیر طبع بشری کو بالکل دور نہیں کرتی سو نہیں تعجب ہے اس سے کہ گہرا اُس
 چیز سے کہ مالوف نہوا اور اس سے طبیعت نفرت کرے یہاں تک کہ جب اُس سے الفت ہو جاوے
 تو اُس پر قائم ہو سو واسطے اپنے اہل کی طرف رجوع جسے لگاؤ حاصل کرنے کی عادت تھی تو خیریت
 نے اُس خوف کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آسان کر دیا پر ارادہ کیا خیریت نہ لے تا یہ لینے
 کا ساتھ چلنے کے طرف درقہ کی واسطے معرفت خیریت نہ کی ساتھ صدق حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کے اور معرفت درقہ کی پہر جب درقہ کا کلام سنا تو یقین کیا ساتھ حق کے اور اعتراف
 کیا ساتھ اُس کے اور حاصل جواب یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُس کے ثبوت میں شک
 نہ ہوا تھا بلکہ صرف بشریت کے سبب اور عادت مالوف کے مخالف ہونے کے سبب طبع کو
 اُس سے کچھ نفرت ہوئی تھی سو وہ خیریت نہ کی تسکین اور تسلی دینے سے دور ہوئی پہر زیادہ
 ثبوت کے واسطے درقہ سے پوچھا پہر اُسکی تائید سے پورا الطینان ہوا اور غرض اُس سے یہاں
 قول ہے کہ جو خواب دیکھتے تھے صبح بکروشن کی طرح ٹھیک ہوتی تھی اور یہ جو کہا کہ نیک خوابین
 تو ایک روایت میں اسکے بدلے سچی خوابین آیا ہے اور دونوں کے معنی ایک ہیں بہ نسبت اور
 آخرت کو پیغمبروں کے حق میں اور اس پر بہ نسبت امور دنیا کے تو نیک خواب دراصل خاص
 ہے سو پیغمبروں کی سب خوابین سچی ہیں اور کہی نیک ہوتی ہیں اور یہ اکثر ہے اور کہی نیک
 نہیں ہوتیں بہ نسبت دنیا کے جیسا کہ واقع ہوا ہے خواب میں جنگ احد کے دن اور پہر

پیغمبرِ دین کے سوا اور لوگوں کی خوابیں تو اُنکے درمیان عمومِ خصوص ہے اگر ہم تفسیر کریں
صادقہ کو ساتھ اسکے کہ وہ تعبیر کی محتاج نہیں اور اگر کہیں کہ صادقہ وہ ہے جو پریشانی خوابوں
کے سوا ہے تو صالحہ مطلق خاص ہے (فتح) باب دُرُیَا الصَّلَاحِیْنَ نیکوں کا خواب
ف اضافت اسمین فاعل کے واسطے ہے واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
باب کی حدیث میں کہ دیکھتا ہے اُسکو مرد اور شاید کہ جمع کیا ہے اُسکو واسطے اشارہ کرنے
کے اس طرف کہ مراد ساتھ رجل کے جنس ہے وَقَوْلِهِ لَقَدْ صَدَّقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الْوُزُّوْا
بِالْحَقِّ اِلٰی فَتَحَاتَّقِیْا البتہ اللہ تعالیٰ نے سچ دکھلایا اپنے رسول کو خواب مطابق واقعہ کی
آخر آیت تک ف طبری وغیرہ نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے حدیبیہ میں خواب دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے
میں داخل ہوئے سر نہ اٹاتے پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ میں قربانی
ذبح کی تو اصحاب نے کہا کہ آپ کا خواب کہاں ہے تو یہ آیت اتری مجمل میں دن ذلک
فتحا قریباً سومر اد ساتھ ذلک کے قربانی ذبح کرنا ہے حدیبیہ کے دن اور مراد ساتھ فتح کے فتح
خیبر ہے سوا کے جدا ہونے رجوع کیا اور خیبر کو فتح کیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
خواب کی تصدیق یہ ہوئی کہ آپ نے آئندہ سال عمرہ کیا اور اس آیت میں انشاء اللہ تعالیٰ جو کہو
تو یہ اشارہ ہے اس طرف کہ نہیں واقع ہوتی ہے کوئی چیز مگر خدا تعالیٰ کی مشیت سے اور عصبوں
نے کہا یہ بطور تعلیم کے ہے کہ جو آئندہ کوئی کام کرنا چاہے وہ انشاء اللہ تعالیٰ کے سہ سے
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ ابْنِ اسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِثْرُ الزُّجْلِ الصَّالِحِ جُزْءُ مِيزَانِ
وَأَمْرٍ بَعِيْنٍ جُزْءٌ هَذَا النَّبِيُّ تَرْجُمَهُ النَّاسُ رَوَيْتُ عَنْ رُوَيْدِ بْنِ حُرَيْثٍ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَرَأَى كَأَنَّكَ خَلَاكَ خَلَاكَ خَلَاكَ خَلَاكَ خَلَاكَ خَلَاكَ خَلَاكَ خَلَاكَ خَلَاكَ خَلَاكَ خَلَاكَ
یہ حدیث مفید کرتی ہے اس چیز کو جو دوسری روایت میں ہے رَوَا الْمُؤَسَّسُ جَزْءُ كُنْهُ اسْمِ جَسَدِهِ
کی قید ہے اور نہ نیک مرد کی کیا مہلت ہے کہ مراد غالب خوابیں ہیں نیکوں کی والا نیک مرد
بھی اڑتی خواب بھی بچھتا ہے لیکن وہ مادر ہے واسطے کم ہونے قابو شیطان کے اوپر
اُنکے برخلاف عکس اُنکے کہ سچ انہیں نہایت کم ہے واسطے غلبے شیطان کے اوپر اُنکے
اور لوگ اسمیں تین رجوں پر ہیں ایک پیغمبر لوگ میں اور اُنکی خوابیں سب سچی ہیں اور کبھی واقع ہوتی

ہے اس میں وہ چیز جو تعبیر کی محتاج ہو دوسرے نیک لوگ ہیں اور انکی غالب خوابیں سچی ہیں اور
 کبھی واقع ہوتی ہے ان میں وہ چیز جو تعبیر کی محتاج نہیں اور جو لوگ انکے سوا ہیں بعض خوابیں
 انکی سچی ہوتی ہیں اور بعض پریشان ہوتی ہیں اور وہ لوگ تین قسم ہیں ایک مستور ہیں غالب ہے
 برابر ہونا حال کا انکے حق میں دوسری قسم فاسق لوگ ہیں اور غالب خوابیں انکی پریشان ہوتی ہیں
 اور ان میں سچ کم ہوتا ہے تیسری قسم کافر لوگ ہیں اور انکی خوابوں میں سچ نہایت کم ہے اور جو راستگو
 ہوا انکی خواب بھی سچی ہوتی ہے اور کبھی بعضے کافروں سے بھی سچی خواب واقع ہوئی ہے
 جیسے کہ یوسف علیہ السلام کے ساتھیوں کا خواب تھا اور انکے بادشاہ کا خواب تھا کہا قاضی نے
 کہ ایماندار نیک کا خواب ہے جو پیغمبری کے اجزا کی طرف منسوب ہوتا ہے اور معنی اس کے
 صالح ہونے کے مستقیم ہونا اسکا ہے اور انتظام اسکا اور فاسق کا خواب پیغمبری کے اجزا سے
 نہیں گنا جاتا اور کافر کا خواب تو بالکل یائین نہیں گنا جاتا کہا قرطبی نے کہ جو مسلمان نیک سچا
 ہو وہی ہے جسکا حال پیغمبر کے حال کے مناسبت سے سوا کر ام کیا گیا ساتھ نوع کے اس چیز سے
 کہ اگر ام کیا گیا تھا اس کے پیغمبروں کو اور وہ اطلاع دینا ہے غیب پر اور جو کافر اور فاسق اور
 مخلط ہوا اسکا حال پیغمبروں کے حال کے مناسب نہیں اگرچہ انکی خواب بھی سچی ہوتی ہے
 جیسا کہ بہت بھوٹا آدمی کہی سچ کہتا ہے، ورنہ نہیں ہے کہ جو غیب کی خبر دے انکی پیغمبری
 کے حصوں سے ہوتا ہے کاہن اور بخومی کی اور قید مرد کو واسطے غالب کی ہے اسکا کوئی مفہوم
 نہیں اس واسطے کہ عورت نیک کی خواب کا بھی یہی حکم ہے اور البتہ مشکل جانا گیا ہے ہونا خواب
 کا ایک حصہ پیغمبری سے باوجود یکہ پیغمبری موقوف ہو گئی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کے مرنے سے تو جواب میں کہا گیا ہے کہ خواب کو پیغمبری کا حصہ کہنا بطور مجاز کے ہے
 والا درحقیقت پیغمبری کا حصہ وہی خواب ہے جو پیغمبری کی خواب ہو اور بعضوں نے کہا کہ مراد یہ ہے
 کہ پیغمبری کے موافق ہوتا ہے نہ یہ کہ وہ پیغمبری کا حصہ باقی ہے اور بعضوں نے کہا کہ
 وہ حصہ پیغمبری کے علم کا اس واسطے کہ پیغمبری اگرچہ بند ہو گئی ہے لیکن اسکا علم باقی ہے اور کہا
 ابن بطال نے کہ یہ جو فرمایا کہ خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے حصوں میں سے تو یہ بات بھلا
 ہے اگرچہ اس کے ہر حصے میں ایک حصہ ہے سو ممکن ہے کہ کہا جاوے کہ لفظ نبوت کا ماخوذ
 ہے نبی سے اور لغت میں اس کے معنی ہیں اعلام کرنا سو اس کے معنی یہ ہیں کہ خواب خبر صادق ہے
 اللہ تعالیٰ سے نہیں ہے اس میں کذب جیسی کہ نبوت سچی ہے اللہ تعالیٰ سے نہیں جائز ہے

اُس پر کذب و مشابہ ہوئی خواب نبوت کو خبر کے سچے ہونے میں کہا مازری نے احتمال ہے کہ ہر مراد ساتھ نبوت کے اس حدیث میں خبر ساتھ غیب کے نہ غیر اُس کا اگرچہ ساتھ اُس کے انداز اور تشبیہ ہے سو غیب کی خبر دنیا ایک شہرہ نبوت کا ہے اور وہ نہیں ہے مقصود لذاتہ اس واسطے کہ صحیح ہے کہ معوث ہو پیغمبر جو مقرر کرے شریعت کو اور بیان کرے احکام کو اگرچہ نہ خبر دی ہو اپنی ساری عمر میں ساتھ غیب کے اور نہیں ہوتا ہے یہ قاضی اُسکی پیغمبری میں اور نہ باطل کرنے والا واسطے مقصود کے اس سے اور خبر ساتھ غیب کے پیغمبر کے نہیں ہوتی ہے مگر سچی اور نہیں واقع ہوتی ہے مگر حق اور ایسے مخصوص عدد کا سو وہ اُس چیز سے ہے کہ اطلاع دی ہے اللہ تعالیٰ نے اُس پر اپنے پیغمبر کو اس واسطے کہ پیغمبر صاحب جانتے ہیں پیغمبری کے حقائق سے جسکو آپ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا کہا ابو بکر بن عربی نے کہ پیغمبری کے حصّوں کی حقیقت نہیں جانتا ہے مگر فرشتہ یا پیغمبر اور سوا اُس کے کچھ نہیں کہ جو قدر کلام ارفا کیلئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان کرین کہ خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے حصّوں میں کئی بجلا اس واسطے کہ اس میں اطلاع ہے غیب پر ایک وجہ سے اور ایسے تفصیل نسبت کی سو جہاں ہے ساتھ درجہ پیغمبری کے کہا مازری نے نہیں لازم ہے عالم بریہ کی پہلے ہر چیز کو بطور اجال اور تفصیل کی سو ہٹیرائی ہے اللہ تعالیٰ نے واسطے عالم کے حد جو کھڑا ہو دے نزدیک اُس کے سو بعض چیز کی مراد کو مجمل اور مفصل طور سے جانتا ہے اور بعض کو بطور اجال کو جانتا ہے نہ بطور تفصیل کے اور یہ بھی اسی قبیل سے ہے اور بعضے لوگوں نے اس عدد کی مناسبت میں کلام کیلئے سو بعضوں نے کہا کہ خواب میں دلائل میں اور دلائل میں بعضی جلی میں اور بعضی خفی سو کثر عدد میں وہ جلی ہے اور اکثر عدد میں وہ خفی ہے اور جو اُس کے درمیان جتے اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جبر نے کہ پیغمبری کے واسطے کئی قاعدے ہیں دنیاوی اور اخروی بطور خصوص کے اور عموم کے ان میں بعضے معلوم ہوتے ہیں اور بعضے معلوم نہیں ہوتے اور پیغمبری اور خواب کے درمیان کوئی نسبت نہیں مگر بیچ ہونے اُس کے کہ حق سو ہو گا مقام پیغمبری کا نسبت مقام خواب کے بحسب ان اعداد کے راجح طرف درجہ پیغمبروں کے نسبت اُسکی جو ان میں اعلیٰ آئندہ محض وہ ہے کہ اُسکی پیغمبری کے ساتھ رسالت بھی جمع ہو انتر اس چیز کا ہے جو وارد ہوئی ہے عدد سے اور ایسے نسبت اُسکی طرف ان پیغمبروں کی جو رسول نہیں مگر اُس چیز کا ہے جو وارد ہوئی ہے اُس سے اور جو اُس کے درمیان ہے اور ایسی واسطے حدیث

میں نبوت کو مطلق بیان کیا ہے اور کسی معین پیغمبر کی پیغمبری کے ساتھ خاص نہیں کیا اور
 الہام الہی پیغمبری کا حصہ ہے یا نہیں اسکی بحث آئندہ آویگی انشاء اللہ تعالیٰ (فتح) **کتاب**
 الرؤیا میں خواب اسکی طرف سے **ف** یعنی مطلق اگرچہ مفید ہے حدیث میں
 ساتھ نیک خواب کے سو وہ بہ نسبت اس چیز کے ہے کہ شیطان کا دخل نہیں اور ایچیز میں
 شیطان کا دخل ہے تو انکی نسبت اسکی (ف) مجازی ہے باوجودیکہ کل بہ نسبت خلق اور تقدیر کے
 اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور نسبت خواب کی طرف اللہ تعالیٰ کی واسطے بزرگی کے ہے
 اور احتمال ہے کہ اشارہ ہو طرف اس چیز کی جو اسکے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے کما
 سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ (فتح) **حک** ثنا أحمد بن یونس قال حدثنا زهير قال حدثنا
 يحيى وهو ابن سعيد سمعت أبا سلمة قال سمعت أبا قتادة عن النبي صلى الله عليه
 وسلم قال الرؤيا من الله والحلم من الشيطان ترجمہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور پریشان خواب شیطان کی
 طرف سے **ف** اور ایک روایت میں ہے کہ نہ بیان کرے خواب کو مگر عالم پر یا ناصح یعنی
 خیر خواہ پر اس واسطے کہ عالم حق الامکان اسکی نیک تاویل کرتا ہے اور ایسے چرنا صحت ہو سوراہ
 دکھلاتا ہے طرف اس چیز کی جو اسکو فائدہ دے اور بدد کرے اور ایک روایت میں ہے کہ جب
 بری خواب دیکھے تو چاہیے کہ اپنی بائیں طرف تہک تہکاوے تین بار اور پناہ مانگے اللہ تعالیٰ
 کی اسکی بدی سے کہ وہ مقرر اسکو ضرر نہ کرے گا اور ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی بری خواب
 دیکھے تو چاہیے کہ پناہ مانگے اللہ تعالیٰ کی اسکی بدی سے اور شیطان کی بدی سے اور تین
 بار تہوکے بائیں طرف اور اسکو کسی سے بیان نہ کرے سو مقرر وہ اسکو ضرر نہ کریگی اور کہا ابو
 عبد الملك نے کہ نسبت کیا گیا پریشان خواب کو طرف شیطان کی واسطے ہونے اسکے اسکی
 خواہش اور مراد پر اور کہا ابن باقلانی نے کہ پیدا کرتا ہے اللہ تعالیٰ نیک خواب کو فرشتے کی حاضری
 میں اور پیدا کرتا ہے پریشان کو شیطان کو روبرو میں اس واسطے نسبت کیگی طرف اسکی اور بعضوں
 نے کہا اس واسطے اسکی طرف منسوب ہے کہ وہی ہے جو ہر کا خیال دل میں ڈالتا ہے اور نہیں ہے
 اسکے واسطے حقیقت نفس الامر میں (فتح) **حک** ثنا عبد الله بن يوسف قال حدثني
 الليث قال حدثني ابن الهادي عن عبد الله بن حنبل عن أبي سعيد الخدري عن النبي صلى الله عليه
 وسلم قال الرؤيا من الله والحلم من الشيطان ترجمہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور پریشان خواب شیطان کی

فَلْيَحْذَرِ اللَّهُ عَلَيْهَا أَتْلِفَ ثَبَٰهًا وَإِذَا رَأٰى سَيِّئًا يَخِذْ ذٰلِكَ مِمَّا يَمْكُرُ ۚ فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلْيَسْتَعِذْ
 بِاللَّهِ مِنَ شَرِّهِ ۚ هَٰذَا لَا يَذُنُّ لَكُ ۤهَآ إِلَّا خَطَرٌ ۚ فَإِنَّمَا لَا تُنْصَرُ ۚ ثُمَّ جِئَهُ ابْنُ مَرْثَدَةَ خَدْرَىٰ ۚ هَٰذَا هِيَ رَوَايَتُ هِيَ
 کہ اُس نے حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جب کوئی تم میں خواب دیکھے جو
 اُسکو اچھی معلوم ہو تو سو اس کے کچھ نہیں کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے سو اس پر خدا تعالیٰ کی
 حمد کی اور اُسکو بیان کرے اور جب اس کے سو اور خواب دیکھے جو اُسکو بُری معلوم ہو تو سو اس
 اس کے کچھ نہیں کہ وہ شیطان کی طرف سے ہے اور چاہیے کہ خدا تعالیٰ کی بنا پر کڑا سکی بدی سے
 اور نہ ذکر کرے اُسکو کسی سے سو مقررہ وہ اُنکو نہ ضرر کریگی **ف** نیک خواب کے تین ادب ہیں
 اس پر خدا تعالیٰ کی حمد کرے اور اُسکی بشارت یوں اور اُسکو بیان کرے لیکن اُس سے جس سے
 محبت رکھتا ہو نہ اُس سے جسکو بُرا جانتا ہو اور بُری خواب کے چار ادب ہیں خدا تعالیٰ کی بنا پر مانگے
 اُسکی شتر سے اور شیطان کے شتر سے اور یہ کہ اپنی بائیں طرف تھوکے تین بار جبکہ خواب کے جاگے
 اور اُسکو بالکل کسی سے ذکر نہ کرے اور ایک روایت میں نماز کا ذکر بھی آیا ہے یعنی خواب کے جاگے
 تو نماز پڑھے اور ایک آیت میں ہے کہ کروٹ بھی بدل ڈالے اور بعضوں نے کہا کہ آیۃ الکرسی بھی
 پڑھے کہ شیطان قریب نہیں آتا اور حکمت بناہ مانگنے کی تو واضح ہے اور وہ مشروع ہے نزدیک
 ہر کام کے جو اُسکو بُرا معلوم ہو اور اس پر شیطان بناہ مانگتا سو وہ اس چیز کے جو واقع ہوئی ہے
 حدیث کے بعض طریقوں میں کہ وہ خواب شیطان کی طرف سے ہے اور یہ کہ وہ خیال ڈالنا ہے
 اس کے آدمی کے دل میں تاکہ اُسکو غمگین کرے اور اُسکو ڈراوے اور اس پر تھوکتا سو حکم کیا گیا ہے
 ساتھ اُس کے واسطے رد کرنے شیطان کے جو حاضر ہوا ہے بُری خواب میں واسطے تحقیر اُسکی کے
 اور ہتقدار کی اور خاص کیا گیا ہے ساتھ اُس کے بائیں طرف کو واسطے کہ وہ محل ہے گندگیوں کا
 اور مانند اُسکی کا اور تین بار تھوکتا تاکہ رد کرنے واسطے ہے اور البتہ وارد ہوئی ہے حدیث ساتھ
 ان تین لفظوں کے نفث اور نفث اور بصبغ سو بعضوں نے کہا کہ نفث اور نفث کے ایک معنی ہیں
 اور نہیں دونوں ملے ساتھ تھوک کے اور کہا ابو عبیدہ نے کہ شتر کا نفث میں تھوڑی تھوک اور نفث
 میں نہیں ہوتی اور بعضوں نے کہا کہ عکس اُسکا ہے اور آیا ہے ابو سعید خدری کی حدیث میں چار چھوٹے
 میں ساتھ سورہ الحمد کے کہ اُس نے اپنی تھوک کو جمع کیا کہا عیاض غل نے فائدہ تھوکتے کا تبرک
 لینا ہے ساتھ اس طوبی کے اور ہوا اور نفث کے واسطے مباشر رقبہ کی جو مقدار کے واسطے ذکر نیک کے
 جیسا کہ تبرک لیا جائے غسل اُس چیز کے سے جو مکھی جاتی ہے ذکر اور اسما سے لیکن منہ نہیں

ہوتا ہے ساتھ رطوبت ذکر کے کما تقدم اور مطلوب اس جگہ مانگنا اور رد کرنا شیطان کا ہے اور اظہار حقارہ اور استقذار اسکے کا اور جامع تینوں لفظ کو حل کرنا بھول براس واسطے کہ وہ ہونک ہے اسکی تہوک لطیف ہوتی ہے سو باعتبار لفظ کے اسکو نفث کہا جاتا ہے اور باعتبار تہوک کے اسکو لباق کہا جاتا ہے اور یہ جو کہا کہ اسکو ضرر نہیں کریگی تو اسکی معنی یہ ہیں کہ ہیرایا ہے خدا تعالیٰ نے جو مذکور ہوا سب واسطے سلامتی کے مکر وہ سے جو مرتب ہوتی ہے خواب پر جیسا کہ ہیرایا ہے صدقہ کو سب نگہ رکھنے مال کے کا اور ایسے نماز سو اس واسطے کہ آمین توجہ ہے طرف اللہ تعالیٰ کی اور پناہ پکڑنا طرف اسکی اور ساتھ اسکے کامل ہوتی ہے رغبت اور صحیح ہوتی ہے طلب واسطے قریب ہونے نازی کے اپنے رب وقت سجدہ کے اور ایسے کر وٹ بدلنا سو واسطے نیک فال کے ہے ساتھ بدلنے اس حال کے جیسے وہ ہے کہا نووی نے لائق ہے یہ کہ ان سب چیزوں کے ساتھ عمل کیا جاوے جیسے حدیث شامل ہے اور اگر بعضی چیزیں کو ہی کرے تو کافی ہے سچ دفع کرنے بدی اسکی کے ساتھ حکم اللہ تعالیٰ کے میں کہتا ہوں کہ نہیں دیکھا میں نے کسی حدیث میں اقتصار کرنا ایک پرمان البتہ اشارہ کیا ہے مہلکے کہ صرف اخوذ پڑھنا کفایت کرتا ہے سچ دفع کرنے اسکی بدی کے اور شاید لیا ہے اس نے اسکو اس آیت سے فاستعذ بالله من الشیطان الرجیم پس حاجت ہو ساتھ پناہ مانگنے کے صحیح ہونا توجہ کا اور نہیں کافی ہے گزارنا اخوذ کا زبان پر کہا قرطبی نے مفہم میں کہ نماز ان سب چیزوں کی جامع ہے اور صفت اخوذ کی یہ ہے اخوذ بما عادت بہ ملائکہ اللہ درسلہ من شرو یا می ہذہ ان یصیبنی فیہا ما اکر فی دینی و دنیا سے اور اگر خواب میں ڈری تو اس طور سے اخوذ پڑے اخوذ بکلمات اللہ التامات من شر غصبہ و عذابہ و شر عبادہ و من ہزات الشیاطین جان محضرون اور لیکن سچی خواب اس سے مخصوص اور مستثنیٰ ہے کہ آمین اخوذ باللہ نہ پڑے لیکن کر وٹ بدلنا اور نماز پڑھنا منع نہیں اور کہا حکیم ترمذی نے کہ سچی خواب حق ہے خبر دیتی ہے حق سے اور وہ بشارت اور انداز اور عتاب ہے تاکہ ہو مدگار اس چیز پر جسکی طرف بلایا گیا اور غالب حال پہلے لوگوں کا خواب میں نہیں لیکن اس امت میں کم ہو گئیں واسطے بہت ہونے اس چیز کے کہ لای اسکو بغیر اسکے اور واسطے کثرت ان لوگوں کے کہ آپکی امت میں ہیں صدیقوں اور الہام والوں اور اہل یقین سے سو کفایت کی انہوں نے ساتھ کثرت الہام اور الہام والوں کے کثرت خوابوں سے جو اول لوگوں میں تھیں اور کہا عیاض نے کہ خواب نیک احتمال ہے کہ راجع ہو طرف حسن ظاہر اسکی کی اور صدق اسکے کی جیسی کہ

خواب احتمال رکھتی ہے بدی ظاہر کو یا بُری تاویل کو اور ایسے چھپانا اُسکا باوجودیکہ کہی صادق ہوتی ہے سو چھپائی گئی ہے حکمت اسکی اور احتمال ہے کہ ہر واسطے خوف تعجیل اشتغال خواب دیکھنے والے کے ساتھ مکروہ تفسیر اسکی کے واسطے کہ کہی اُسہیں دیر ہوتی ہے سو حبث خبر دی ساتھ اُسکے کسی کو تو دور ہوتی ہے تعجیل ڈرا سکی کی اور باقی رہتا ہے جبکہ نہ تاویل کہے اُسکی کوئی دیکھا اس طعم کے کہ اُسکی تاویل نیک ہو یا امید کے کہ وہ پریشان خوابوں سے ہو سو اُسہیں تسکین ہوتی ہے اُسکے دل کو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ اُسکو ذکر نہ کرے ایسے کہ جو خواب کی تعبیر کرے وہی ہوتا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اُسکے ایسے کہ وہم کو تاثر ہے نفوس میں واسطے کہ ہو کنا اور جو اُسکے ساتھ مذکور ہے دور کرتا ہے اُس کو ہم کو جو واقع ہوتا ہے نفس میں خواب اور سیطرح منع کرنا کہ جب کو بُرا جانے اُس سے خواب کو بیان نہ کرے اور حکم کرنا کہ خواب اُس سے بیان کرے جس سے محبت رکھتا ہو اور یہ جو ابو سعید کی حدیث ہے سو اُسکے کچھ نہیں کہ وہ شیطان ہی سے ہے تو ظاہر اسکا حصر ہے کہ نیک خواب نہیں شامل ہوتی ہے اُس چیز پر جو خواب دیکھنے والے کو بُری معلوم ہو اور تائید کرتا ہے اسکی مقابلہ نیک خواب کا ساتھ پریشان خواب کے اور منسوب کرنے اُسکے کے طرف شیطان کی بنا براُسکے پس اہل تعبیر کے قول میں کہ سچی خواب کبھی ہوتی ہے بشارت اور کبھی انداز نظر ہے واسطے کہ انداز غالباً ہوتا ہے اُس چیز میں کہ بُرا جانتا ہے اُسکو دیکھنے والا اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اُسکے کہ انداز نہیں مستلزم ہے وقوع مکروہ کو اور کہا قرطبی نے مفہم میں کہ ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ یہ قسم خواب یعنی چیز بتویل اور تخویف اور تحذیر ہیں وہی امور ہے کہ اُسہیں پناہ مانگی جاوے یعنی اعوذ پڑھنے کا صرف اسی خواب میں حکم ہے واسطے کہ وہ شیطانی خیالات سے ہے سو خواب دیکھنے والا اُس سے خدا تعالیٰ کی پناہ مانگے صدق دل سے اور کرے جو حکم کیا گیا ہے ساتھ اُسکے حقوق اور کر وٹ بدلنے وغیرہ سے تو خدا تعالیٰ اُسکے خوف کو دور کر دیتا ہے اور نہیں پہنچتی ہے اُسکو کوئی چیز اور بعضوں نے کہا کہ حدیث اینی عموم پر ہے اُس چیز میں کہ بُرا جانے اُسکو خواب دیکھنے والا شامل ہے اُسکو جسہیں شیطان کا سبب ہو اور فعل امور مذکورہ کا مانع ہے واقع ہونے مکروہ میں جیسے کہ آیا ہے کہ عاذ دفع کرتی ہے بلا کو اور صدق دفع کرتا ہے بری موت کو اور یہ سبب خدا تعالیٰ کی تقدیر سے ہے لیکن یہ سبب عادات میں نہ پیدا کرنے والے اور ایسے وہ چیز کہ دیکھتا ہے اُسکو خواب میں کہی اور اُسکو خوش لگتی ہے لیکن نہیں پاتا اُسکو بیداری میں اور نہ وہ چیز جو اُسپر دلالت کری تو یہ داخل

ہے اور قسم میں اور وہ چیز وہ ہے کہ مشغول ہوا دل اسکا ساتھ اس کے سونے سے پہلے ہر حاصل ہوتا ہے سونا تو وہ اسکو اس میں دیکھتا ہے سو یہ نہ نفع دیتی ہے نہ ضرر کرتی ہے (فتح) **باب**
الرؤیا الصالحة جن من ستة واربعین جن من النبوة نیک خواب ایک حصہ ہے
 پیغمبری کے چھیالیس حصوں سے **ف** باب باندھا ہے ساتھ تفسیر حدیث کے اور شاید کہ آخر
 حل کیا ہے دوسری روایت کو جبکہ یہ لفظ ہے رؤیا المؤمن اس حدیث مفید پر جواب میں ہے
حل ثنا مسند قال حدثنا عبد الله بن يحيى بن ابي كثير وكثيره عليه خيرا القيت
 باليامة عن ابيه قال حدثنا ابو سامة عن ابي قتادة عن النبي صلى الله عليه وسلم
 قال الرؤيا الصالحة من الله والحلم من الشيطان فاذا احلم فليعود منه
 وليبصق عن شماله فانها لا تضره وعن ابيه قال حدثنا عبد الله بن ابي قتادة عن
 ابيه عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله ترجمہ ابو قتادہ رضی سے روایت ہے کہ حضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نیک خواب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور پریشان خواب
 شیطان کی طرف سے ہے سو جب کوئی پریشان خواب دیکھے تو چاہیے کہ اس سے پناہ
 مانگے خدا تعالیٰ کی اور اپنی بائیں طرف تھوڑے سو مقرر وہ خواب اسکو ضرر نہ کریگی اور خدا
 ہے اس کے باپ ابو قتادہ رضی سے مثل اسکی **ف** اور وجہ داخل ہونے اس کے کی اس باب میں
 اشارہ کرتا ہے اس طرف کہ نیک خواب اس واسطے پیغمبری کا ایک حصہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف
 سے برخلاف اس خواب کے کہ وہ شیطان کی طرف سے ہو کہ وہ پیغمبری کا ایک حصہ نہیں ہے اور باوجود
 اس کے بخاری نے اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کی جو اس حدیث کے بعض طریقوں میں سے
 کہ ایماندار کا خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھیالیس حصوں میں سے (فتح) **حل ثنا**
مسند بن کثیر قال حدثنا عبد الله بن مسعود عن قتادة عن انس بن مالك عن عبد الله
 ابن الصامت عن النبي صلى الله عليه وسلم قال رؤيا المؤمن من جن ستة واربعين
 جن من النبوة رواه ثابت وحميد واسحاق بن عبد الله وشعب بن ابي
 عن النبي صلى الله عليه وسلم ترجمہ عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایماندار کا خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھیالیس حصوں میں سے
 روایت کیا ہے اسکو ثابت وغیرہ نے انس رضی سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یعنی بدون
 واسطہ عبادہ رضی کے **حل ثنا** یحییٰ بن قزحہ قال حدثنا ابراهيم بن سعد عن الزهري

عَنْ سَعِيدِ بْنِ السَّبْيِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ
جُزْءٌ مِنْ سِتِّهِ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النَّبِيِّ وَتَرْجُمُهُ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رُوَيْتِ هُوَ أَنَّ حَضْرَتَ صَلَ
اَللّٰہِ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ایماندار کا خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھیالیس حصوں کا کل تینا
ابراہیم بن خنظلہ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالْأَمْرُ رَوَى عَنْ يَزِيدَ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
حَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الرُّؤْيَا بَ
الصَّالِحَةِ جُزْءٌ مِنْ سِتِّهِ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النَّبِيِّ وَتَرْجُمُهُ أَبُو سَعِيدٍ خُدْرِيّ سے روایت
ہے کہ حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نیک خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھیالیس
حصوں میں۔ **ف** اس حدیث کو سب یقون میں نبوت کا ذکر ہے رسالت کا ذکر کسی طریق
میں نہیں ہے اور شاید کہ جمید ائمہ میں یہ ہے کہ رسالت زیادہ ہوتی ہے نبوت پر ساتھ پہنچتے
احکام کے واسطے مکلفوں کے برخلاف نبوت مجرد کے واسطے کہ وہ اطلاع ہو بعض غیبی چیزوں
پر اور کہیں بعض پیغمبر کے پیغمبر کی شریعت کو برقرار رکھتا ہے ولیکن نہیں لاتا ساتھ حکم جہ
کے جو موخالف پہلے پیغمبر کے سوبجاتی ہے اس سے ترجیح اس قول کی کہ جو حضرت صلوات
علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھے سو حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم اُنکو کوئی حکم کریں جو ظاہر شرع
مقررہ کے مخالف ہو تو نہیں ہوتا ہے وہ حکم شروع اسکے حق میں اور نہ اُنکے غیر کے حق میں
تاکہ واجب ہو اسکے حق میں پہنچانا اُنکا وسیاتی بیانہ انشاء اللہ تعالیٰ (فتح) **کتاب**
مُبَشِّرَاتٍ باب ہے مبشرات یعنی بشارت دنیویٰ و آخرتی کے بیان **ف** یہ شیخ مشرکی اور
وہ بشارت ہے اور البتہ دار دمواسیہ سے قول اللہ تعالیٰ کے ہم البشر فی الحیوة الدنیا
کہ وہ نیک خواب میں **کلُّ شَيْءٍ نَافِلٍ لِّكَ قُلِّ أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَزِيمٍ** قَالَ
سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
لَكُمْ مِنْ النَّبِيِّ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوا وَسَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ **ترجمہ**
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ ہمیں
باقی رہی نبوت کو کوئی چیز سوا مبشرات کے یعنی بشارت دنیویٰ و آخرتی کے اچانک کہا اور
کیا میں مبشرات حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نیک خواب خود میں **ف** اسی طرح ذکر کیا
ساتھ لفظ کے جو دلالت کرتا ہے اس پر واضح ہے واسطے تحقیق کرنے وقوع اسکے کے اور مراد تعقیب
ہے بغیر باقی رہی اور بعضوں نے کہا کہ وہ ان پر ظاہر ہے اس واسطے کہ حضرت صلوات اللہ علیہ

والدہ وسلم نے اسکو اپنے زمانے میں فرمایا اور لام نبوت میں عہد کے واسطے ہے اور مراد نبوت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ انہیں باقی کوئی چیز نبوت کے بعد جو میرے ساتھ خاص ہے مگر بشارت پہر تفسیر کیا اسکو ساتھ نیک خوابوں کے اور ناسخ کی روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں باقی رہے گا میرے بعد نبوت سوا کچھ سو انیک خوابوں کے اور یہ حدیث تائید کرتی ہے پہلی تاویل کی اور ظاہر اشتنا کا یہ ہے کہ خواب نبوت ہی باوجود اس کے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ خواب ایک حصہ ہی پیغمبری کا اور حالانکہ اس طرح انہیں واسطے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ مراد تشبیہ دینا ہے خواب کو ساتھ نبوت کی یا اس واسطے کہ حدیث کا انہیں مستلزم ہے نبوت و صف کو اس کے واسطے جیسے کوئی بلند آواز سے لا الہ الا اللہ کہے تو اسکو نودن نہیں کہا جاتا اور نہ یہ کہ اسکو اذان دی اگرچہ وہ اذان کا ایک حصہ ہے اور کہا جاتا ہے کہ انکو بشارت کہنا باعتبار اقل کے ہو واسطے کہ بعضی خوابیں ڈرانے والی ہوتی ہیں اور کہا میں تین دن کے کہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ میری موت وحی کا آنا بند ہو گیا اور انہیں باقی رہی کوئی چیز جس سے آئندہ کا حال معلوم ہو مگر خوابیں اور وارد ہوتا ہے اس پر الہام آخر کہ اس میں خبر دنیا ہے آئندہ چیزوں کی اور وہ پیغمبروں کے واسطے بہ نسبت وحی کے مثل خواب کی ہے اور پیغمبروں کے سوا اور لوگوں کو یہی ہوتا ہے جیسا کہ عمر فاروق کے حق میں وارد ہوا ہے اور البتہ بہت دلیلوں نے غیبی چیزوں کی خبر دی جو جس طرح آہوں نے خبر دی اسی طرح واقع ہوا اور جواب یہ ہے کہ حضور خاتم النبیین اس واسطے کہ وہ شامل ہے عام مسلمانوں کو بخلاف الہام کے کہ وہ خاص کہا گیا ہے ساتھ بعضوں کے اور باوجود خاص ہونے کے وہ نادار نہایت کم ہے سو ذکر خواب کا واسطے شامل ہونے اکثر واقع ہونے اس کے کہ ہے اور پیدا ہیں کہ الہام حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں کم تھا اور آپ کے بعد اسکی کثرت ہوئی غالب ہونا وحی کا ہے طرف حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیداری میں اور واسطے ارادہ ظاہر کرنے معجزات حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوناسب ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں آپ کے سوا کسی شخص کے واسطے اس سے کوئی چیز واقع نہ ہو چاہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فوت ہونے سے وحی بند ہو گئی تو واقع ہوا الہام اس کے واسطے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ خاص کیا واسطے امن ہونے کے پس سب سے اس کے اور الہام کے وقوع سے اسکا ناباوجود کثرت اور شہرت اسکی کے مکارہ ہے (فتح) باب رؤیا لیسف علیہ السلام باب بیچ خواب یوسف علیہ السلام

کے قولہ اذ قال یوسف لایبیک یا بیتی اینی ترایت احد عشر کونکے بنا
 والشمس والقمر راہم اینی ساجدین اینی قولہ اذ ربک علیکم حکیم وقولہ
 یابیت ہذا تاویل رؤیای میں قبل اینی قولہ واخبرنی بالصالحین ترجمہ جب کہا
 یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ کے باب میں نے خواب میں دیکھا گیارہ ستاروں کو
 اور سورج اور چاند کو میرے واسطے سجدہ کرتے خدا تعالیٰ کے اس قول تک تیسرا چنانچہ
 ہے حکمت والا اور خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اے یاب یہ بیان ہے میری اس پہلی خواب کا
 البتہ میرے رب نے اسکو سچ کیا اس قول تک اور ملا مجھ کو نیک بختوں میں **ف** اور مراد یہ ہے
 کہ معنی اس کے اس قول کے کہ یہ تعبیر ہے میری خواب کی یعنی جسکا ذکر سورہ کی ابتدا میں ہو چکا
 ہے اور وہ تارون اور چاند اور سورج کا دیکھنا ہو جب یوسف علیہ السلام کے ماں باب اور
 بھائی مصر میں پہنچے اور وہ بادشاہی کے دربار میں تھا تو سب نے یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا
 اور یہ انکی شریعت میں جائز تھا سو ہوئی تعبیر سجدہ کرنے والوں میں اور ہونا اسکا حق سجدہ میں
 اور یہ تعبیر چالیس سال کے بعد واقع ہوئی اور بعضوں نے کہا کہ انسی سال کے بعد دفتر کا باب
 رؤیا ابراہیم علیہ السلام باب ہے یہ خواب ابراہیم علیہ السلام کے وقولہ قلما یبلغ معنی
 الشی قال یا بیتی اینی ازی فی المنام اینی اذ تجک اینی قولہ انا کذلک تجری الحسین
 ترجمہ اور خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ جب پہنچا اسکے ساتھ دوڑنے کو تو کہا اے شیامین مجھ کو دکھانا
 ہوں خواب میں کہ مجھ کو دکھ کر تا ہوں سو دیکھ تیری کیا ہے تو بولا اے باب کہ تو مجھ کو حکم دیتا ہے
 تو مجھ کو پاؤں گا اگر خدا تعالیٰ نے چاہا صبر کرنے والا خدا تعالیٰ کے اس قول تک کہ ہم اس طرح
 بدلا دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو ف بعضوں نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام نے نذرانی ہتی کہ اگر
 خدا تعالیٰ نے انکو سارہ سے بیٹا دیا تو اسکو قربانی کرینگے سو جب لکھ بیٹا پیدا تو خواب میں دیکھا
 کہ اپنی نذر پوری کر اور یہ قصہ شاید ماخوذ ہے بعض اہل کتاب سے اور احمد کے نزدیک ہے کہ جب ابراہیم
 علیہ السلام نے مناسک کو دیکھا تو شیطان انکے سامنے ہوا نزدیک سعی کے تو ابراہیم علیہ السلام
 اس سے آگے بڑھ گئے تو حیرت میں علیہ السلام انکو عقبہ کی طرف لے گئے پھر شیطان انکو سامنے آیا
 تو ابراہیم علیہ السلام نے اسکو مات کنکر مان مارا یہاں تک کہ جاتا رہا اور اسماعیل علیہ السلام پر
 سفید پیر میں تھا اور وہاں اسکو بیٹائی پر لٹایا تو کہا اے باب اس کے سوا میرا کوئی اور پیر نہیں
 نہیں شبہ میں تو مجھ کو دنادے سوا اسکو آمارے تو پیچھے سے آواز آئی کہ اے ابراہیم تو نے

خواب کو سجا کیا سو پہر کر نظر کی تو دیکھا کہ ایک سعید وجہ ہے سینگون والا تو ابراہیم علیہ السلام نے اسکو ذبح کیا اور ابن عباس رضی سے روایت ہے کہ ابتداء اسلام میں اس دینے کے سنگ کعبہ کے قربے پر لٹکے تھے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے دفنائے گئے سو یہ آثار قوی حجت ہے کہ ذبیح اسماعیل علیہ السلام ہیں اور بعض آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ ذبیح اسحاق ہیں روایت کیا ہے اسکو ابن ابی حاتم نے سب سے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اسحاق سے کہا کہ ہمارے ساتھ جاؤ کہ ہم قربانی کریں اور ابراہیم علیہ السلام نے سی اور چھری لی بہانہ کہ جب پہاڑوں کے درمیان پہنچو تو کہا اسے باپ تیری قربانی کہاں ہے ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ تو اسے بٹلینے خواب میں دیکھا کہ تجھکو ذبح کرتا ہوں کہا کہ مجھکو مضبوط باندھ لے تاکہ میں نہ ٹریوں اور اپنے کپڑوں کو بچاتا تاکہ انپر لہو کی چھینٹ نہ پڑے کہ سارہ اسکو دیکھ کر غمگین ہوگی اور اسے حلق پر چلیدی چھری چلانا تاکہ بھیر آسان ہو سو ابراہیم علیہ السلام نے یہ کام کیا اور روتے تھے اور چھری انکے حلق پر چلائی چھری نے کچھ نہ کاٹا اور خدا تعالیٰ نے انکے حلق پر تانبے کی تختی ڈالی پھر اسکو بینا پراندہ حالٹایا اور اسکی گردن پر چھری چلائی سو یہی مطلب ہے خدا تعالیٰ کے اس قول کا قلما استلموا تلک للجبین ولودیان یا ابراہیم قد صدقت الذی یا سوتا کہاں دیکھا کہ ایک دنبہ ہے سو اسکو اپنے بیٹے کو بدے ذبح کیا اور شاید سدی نے اسکو اہل کتاب سے یہاں سے یعنی یہ روایت ضعیف ہو اور صحیح پہلا قول ہے اور روایت کی طبری نے سدی کے طریق سے کہ ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم کے شہر دن سے ہجرت کر کے شام کی طرف چلے اور سارہ سے ملے اور وہ حران کے بادشاہ کی بیٹی تھی سو وہ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ایمان لائی تو ابراہیم علیہ السلام نے اس کے نکاح کیا سو جب مصر میں داخل ہوئے تو ظالم بادشاہ نے انکو لونڈی بخشی اور حضرت سارہ کے گھر میں اولاد نہوتی تھی اور ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ انکو نیک بیٹا دیو تو اسکی قبولیت میں نہری ہوئی بہانہ کہ بڑے ہوئے سو جب سارہ کو معلوم ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام نے ماجرہ سے صحبت کی تو غمگین ہوئیں اُسپر جو فوت ہوئی ان سے اولاد سے ہر ذکر کیا قصہ فرشتوں کے اسنے کا سبب ہلاک کرنے قوم لوط کے اند انہوں نے بشارت دی سارہ کو ساتھ اسحاق کے تو اسے واسطے کہا ابراہیم علیہ السلام نے الحمد للہ الذی وہب لی علی الکبر اسماعیل و اسحاق اور کہا جاتا ہے کہ دونوں کے درمیان تین سال کافرق ہے اور جو پہلے گزرا کہ قصہ ذبیح کا ہے میں تھا تو یہ حجت قوی ہے کہ ذبیح اسماعیل ہیں اسواسطے کہ سارہ اور اسحاق کے میں نہ تھے واللہ اعلم

نیک خواب دیکھے تو یہ اس کے واسطے بشارت ہو ساتھ ہدایت اس کی کے طرف ایمان کی مثلاً یا تو یہ
 کے یاد کرنے کے باقی رہنے سے کفر و فسق پر اور کہی دیکھتا ہے وہ چیز جو دلالت کرتی ہے اوپر
 رضا مندی کے ساتھ اس چیز کے جسمین وہ ہے اور یہ مکر اور غور ہے لغو یا بد من و ملک
 رفته بقولہ و دخل معہ اللجن یقینان الی قولہ فلما جاءہ الرسول قال اذجع الی
 ذریک ترجمہ واسطے قول اسد قل کے اور داخل ہوئے ساتھ یوسف علیہ السلام کے
 قید خانے میں دو جوان اس قول تک کہ پلٹ جا اپنے بادشاہ کی طرف وہ دونوں
 ایک باورچی تھا اور ایک شربت پلانے والا تو بادشاہ نے دونوں کو تہمت دی کہ دونوں نے
 کہا نے پینے میں زہر ملائے کا ارادہ کیا سو بادشاہ نے دونوں کو قید کی یہاں تک کہ شربت
 پلانے والا خلاص ہوا اور باورچی سولی پر لٹایا گیا واذکر ائتمل من ذکر اُمّیہ قرین
 و یقرؤ اُمّیہ یسّیان اور اذکر افعال ہے ذکر سے یعنی یاد کیا اور امت کے معنی زمانہ
 ہیں اور پڑھا جاتا ہے امہ اس کے معنی میں یسّیان اور مراد اس آیت کی تفسیر ہے واذکر
 بعد امہ وقال ابن عباس یحضر ذن الاعناب والذھن یحضر ذن شہرہ و ترجمہ اور
 کہا ابن عباس نے کہ بخور شنگے انگوروں کو اور تیل کو یعنی اس آیت کی تفسیر شہرہ بانی من بعد
 ذلک عام فیہ یفات الناس دنیہ یعصرون اور بخور شنگے کو شراب کہا باعتبار انجام کے اور یحضر ذن
 کے معنی میں نگہبانی کرو گے یہ لفظ ہی اسی رکوع میں واقع ہوا ہے حکم شہرہ عبد اللہ بن
 حکم بن اسماء قال حدثننا جویریۃ عن مالک عن الزھری ان سید بن المسیب
 و ابا عبد اللہ خبرا عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کنت
 فی السحین ما لبثت یوسف ثم اتانی الذاری لاجبۃ قال ابو عبد اللہ یعنی لو کنت
 لاجبۃ فی ازل ما وریعت لکما وخرۃ ترجمہ ابو ہریرہ رضی عنہ سے روایت ہے کہ حضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں قید خانے میں رہتا جتنی دیر یوسف علیہ السلام رہتا
 پر محکوم ہوتا تو میں اس کی بات قبول کر لیتا کہا ابو عبد بخاری نے کہ اگر میں ہوتا تو البتہ میں
 اس کی بات مان لیتا اول بار میں یعنی فوراً اس کے ساتھ نکل کر جاتا مکرار نہ کرتا ف یعنی
 جب بادشاہ نے یوسف علیہ السلام کو قید خانے سے بلائے کے واسطے ایچی بھیجا تو یوسف علیہ
 السلام نے فرمایا کہ اپنے بادشاہ کی طرف پلٹ جا اور اس سے ان عورتوں کا حال پوچھ جنہوں نے
 اپنے ہاتھ کاٹے تھے اور قید خانے سے نکلنا منظور نہ کیا جب تک کہ ان کی پاک دامنی ثابت نہ ہو

باب مَنْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ جَوْ حَضْرَتِ صَلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلم
تو خواب میں دیکھے **حکایت** ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ قَاسِمٍ رَوَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ يُونُسَ بْنِ الْأَعْمَرِيِّ قَالَ
كَانَ ثَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَاهُ رَأَى قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ رَأَى
فِي الْمَنَامِ قَسِيمَانِ فِي الْيَقَظَةِ وَلَا يَمُوتُ الشَّيْطَانُ بِي ثُمَّ جَمَعَ أَبُو سَلَمَةَ

سے روایت ہو کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا فرماتے ہو کہ جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا
تو وہ مجھ کو جاگتے بھی دیکھے گا اور شیطان میری صورت نہیں بگاڑ سکتا اس حدیث کو دو معنی ہیں
ایک کہ مجھ کو قیامت میں دیکھے گا یا یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی تک تھی اور ایک روایت
میں شک کے ساتھ ہے یعنی اس نے مجھ کو دیکھا جیسے جاگتے دیکھا اور ایک روایت میں ہے سو
اس نے مجھ کو جاگتے دیکھا اور پہلے لفظ کے یہ معنی ہیں کہ وہ دیکھے گا اپنی بیماری میں تفسیر اس چیز کی جو
دیکھی اس واسطے کہ وہ حق ہے اور غیب ہے جس میں وہ ڈالا گیا اور دوسری روایت تشبیہ ہے اور اس کے
معنی یہ ہیں کہ اگر وہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جاگتے دیکھتا تو مطابق ہوتا اس کو جو خواب میں دیکھا
سو ہوگا اول دیکھنا حق اور حقیقت اور ثانی حق اور تشبیل اور یہ سب اسی وقت ہے جبکہ حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو صورت معروف میں دیکھے اور اگر بخلاف آپ کی صفت کر دیکھے تو وہ مثال ہے پہر اگر
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی طرف متوجہ دیکھے تو یہ خواب دیکھنے والے کے واسطے بہتر ہے
اور اگر بالعکس ہو تو بالعکس ہے اور اگر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھے ساتھ صفت معلوم کے
تو وہ ادراک حقیقی ہے اور اگر غیر صفت پر دیکھے تو یہ مثال ہے اس واسطے کہ ہنسک یہ بات ہے
کہ پیغمبروں کے بدن کو زمین متغیر نہیں کرتی اور بعضوں نے خلاف کیا ہے سو کہا کہ خواب
کی کوئی حقیقت نہیں اور بعضوں نے گمان کیا ہے کہ وہ حقیقت سر کی آنکھ سے واقع ہوتی ہے
کہا نووی نے کہ کہا عیاض نے کہ یہ جو کہا کہ البتہ اس نے مجھ کو دیکھا یا حق کو دیکھا تو احتمال ہے کہ
ہو مراد ساتھ اسکے یہ کہ جو دیکھو آپ کو آپ کی صورت میں آپ کی زندگی میں تو اس کی خواب حق ہوگی اور
جس نے آپ کو دیکھا آپ کو غیر صورت میں اس کی خواب تاویل ہوگی اور کہا کہ یہ ضعیف ہے بلکہ صحیح یہ ہے
وہ آپ کو حقیقت دیکھتا ہے برابر ہے کہ ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی صفت معروف پر
اس کو غیر پر اور نہیں ظاہر ہوا میرے واسطے قاضی کی کلام سے جو اسکے مخالف بلکہ ظاہر اس کی
قول سے یہ ہے کہ وہ آپ کو حقیقت دیکھتا ہے دونوں حال میں لیکن پہلی صورت میں ہوتی ہے خواب
اس تم سے کہ نہیں محتاج ہے طرف تاویل کی اور دوسری صورت میں خواب محتاج ہے طرف

تاویل کی کہا قرطبی نے کہ اختلاف یہ حدیث کے معنی میں سو ایک قوم نے کہا کہ انہی ظاہر پر ہے سو جنہو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اس نے آپ کو حقیقہ دیکھا مثل اس شخص کی جس نے آپ کو جاگتے دیکھا اور یہ قول خالد کا ہے اور اس سے لازم آتا ہے کہ نہ دیکھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی مگر اس صورت پر حسین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا اور یہ کہ نہ دیکھیں آپ کو دو دیکھنے والے ایک ان میں دو مکانوں میں اور یہ کہ زندہ ہوں اب اور نکلیں اپنی قبر سے اور چلیں بانٹارون میں اور مات کریں لوگوں سے اور لازم آتا ہے اس سے کہ آپ کی قبر آپ کے بدن سے خالی ہو سو نہ باقی رہی آپ کی قبر میں کوئی چیز پس زیارت کی جاوے گی مجھ اور سلام کیا جاوے غائب کو اس واسطے کہ جانتے ہیں کہ دیکھی جاوے رات اور دن میں ساتھ اتصال اوقات کے اپنی حقیقت پر اپنی غیر قبر میں اور یہ بڑی سخت جہالت ہے اور کہا ایک گروہ نے کہ اُس کے معنی یہ ہیں کہ جس نے آپ کو دیکھا اس نے آپ کو دیکھا..... آپ کی اصلی اور حقیقی صورت میں اور اس سے لازم آتا ہے کہ جو دیکھی آپ کو غیر صفت میں یہ کہ ہو خواب اس کی پریشان خوابوں سے اور یہ معلوم ہے کہ وہ دیکھتا ہے خواب میں اس حالت پر جو مخالف ہو حالت اُسکی کو دنیا میں احوال لائقہ سے ساتھ اُسکے اور واقع ہو یہ خواب حق جیسے کہ مثلاً دیکھی جاوے کہ آپ کو اپنی جسم سے گہر کو بہر اپنی تونیہ دلالت کرتا ہے اور پر ہوتے اس گہر کے ساتھ خیر کے اور اگر قادر ہو شیطان اور یہ تمثیل کسی چیز کے اُس چیز سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس پر تھے یا اُسکی طرف منسوب تھی یا اُسکی طرف منسوب ہو تو البتہ معارضت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عدم قول کو کہ شیطان میری صورت نہیں بکڑھ سکتا پس اولے یہ ہے کہ منظر ہو خواب آپ کا اور اس طرح دیکھنا کسی چیز کا آپ سے سودہ ابلغ ہو حرمت میں اور لائق ہو ساتھ شہادت کے جیسا کہ معصوم ہیں شیطان سے اپنے جلگے میں اور صحیح یہ ہے کہ اس حدیث کو یہ ہے کہ مقصود یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیکھا ہر حالت میں باطل نہیں ہے اور نہ پریشان خواب بلکہ فی نفس الامر حق ہے اور اگر خواب میں اپنی غیر صورت پر دیکھے جاوے تو تصور اس صورت کا نہیں ہے شیطان سے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور تاہم کہتا ہے اس کے قول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ اُس حق دیکھا یعنی دیکھا حق کو کہ قصد کیا گیا ہے اعلام دیکھنے والے کا ساتھ اُسکے اور کہا ابن بطال نے کہ یہ خوف فرمایا کہ وہ مجھ کو جاگتے دیکھ گیا تو مراد اس سے تصدیق اس خواب کی ہے بیارحی میں اور دست اُسکی اور خارج ہونا اس کا حق ہے اور یہ مراد نہیں کہ وہ قیامت میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اس واسطے کہ قیامت کے دن تو سیامت آپ کو دیکھی جیسا کہ خواب میں دیکھا

اور جنہوں نے دیکھا یعنی تو خواب میں دیکھنے کو کچھ زیادتی نہیں لگی اور کہا ابنِ تہین نے کہ مراد یہ ہے کہ جو ایمان لایا ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ دیکھا واسطے ہونے انکے کے غائب آپ سے تو انکے ساتھ انکو بشارت ہوگی کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایمان لایا وہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیداری میں ہی ضرور دیکھیں گے اور حاصل اسکا چہ جواب میں اہل جواب یہ ہے کہ وہ تمثیل اور تشبیہ پر ہے کہ اور دلالت کرتا ہے اس پر قول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دوسری روایت خکا غار مانی فی البقعة دوسرا جواب ہے کہ دیکھنا بیداری میں تاویل اسکی بطور حقیقت کے یا تعبیر کے تیسرا جواب یہ ہے کہ وہ خاص ہے ساتھ اہل عصر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ لوگ ایمان لائے ساتھ آپ کے پہلے اس سے کہ آپ کو دیکھیں جو تھا جواب یہ ہے کہ دیکھنا ایکوشیشے میں جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پاس تھا اور یہ بعید تر تاویل ہے پانچواں یہ کہ دیکھنا آپ کو قیامت کے دن ساتھ زیادہ خصوصیت کے نہ مطلق وہ شخص جو دیکھنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسدن ان لوگوں میں سے جنہوں نے آپ کو خواب میں نہیں دیکھا چھٹا یہ کہ وہ دیکھے گا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا میں حقیقت اور آپ سے بات کرے گا اور اس میں اشکال ہے جو پہلے گذرا کہا قرطبی نے کہ جو خواب میں دیکھا جاتا ہے وہ مثالیں ہیں واسطے مرئیات کو نہ حقیقت انگلی لیکن یہ مثالیں کہی تو مطابق بڑی ہیں اور کہی انکے معنی واقع ہوتے ہیں سو پہلی قسم ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حاشہ کو خواب میں دیکھنا اور اس میں ہے سونا گہان وہ تو ہی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی کہ آپ نے دیکھا جلتے جو اپنے خواب میں دیکھا بعینہ اور دوسری قسم ہے دیکھنا گلے کا جو خرکی جاتی تھی اور مقصود ساتھ ثانی کے تشبیہ کرنا ہے اور معانی ان امرون کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیکھنے کے فوائد میں سے ہے تسکین شوق بائی کا واسطے ہونے انکے صادق آپ کی محبت میں اور یہ جو فرمایا کہ شیطان میری صورت نہیں پکڑا سکتا تو اس کے معنی میں کہ میرے مشابہ نہیں ہو سکتا یعنی نہیں ہوتا میری صورت میں اور ایک روایت میں ہے کہ میری صورت میں دیکھا نہیں جاسکتا یعنی اللہ تعالیٰ نے اگرچہ شیطان کو قدرت دی ہے کہ وہ جو صورت چاہے بن سکتا ہے لیکن نہیں قدرت دی اسکو خدا تعالیٰ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت پکڑ سکے اور البتہ یہ بھی مذکور ہے کہ ایک جماعت کا سوا انہوں نے کہا کہ محل حدیث کا یہ ہے جیکہ دیکھے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

در سلم کو خواب میں اصلی صورت پر حسین قبض ہوگا اور انہیں سے بعضوں نے ننگہ کیا ہے غرض کہ
 سو کہا انہوں نے کہ دیکھو آپ کو اس صورت پر حسین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح قبض ہوئی
 یہاں تک کہ اعتبار کو ماسے سفید بالوں کا جو بیس کو نہیں پہنچے تھے اور صواب تکمیل ہے ہر حالت میں
 بشرطیکہ وہ آپ کی حقیقی صورت ہو کسی وقت میں برابر ہے کہ جوانی میں ہو یا زچہ لیت میں یا کہ لیت
 میں یا آخر عمر میں اور کہا مازری نے کہ اختلاف کیا ہے محققین نے اس حدیث کی تاویل میں سو
 قاضی ابوبکر رحمہ اللہ کا یہ مذہب ہے کہ مراد ساتھ اس حدیث کے یہ ہے کہ جس نے دیکھا تو اس کا ذیابحہ
 ہے نہیں ہے پریشان خوابوں سے اور نہ تشبیہات شیطان سے اور نہ تائید کرتا ہے اس کی قول حضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ شیطان میری صورت نہیں کر سکتا اور اور لوگوں کا نہ سب یہ ہے کہ حدیث
 محمول ہے اپنے ظاہر پر اور مراد یہ ہے کہ جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اس نے آپ کو
 پایا اور یہ محال نہیں اور ایسے غیر صفت پر دیکھنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یا دیکھوں مختلف
 میں کچھ نظر آتا تو یہ غلطی ہے آپ کی صفت میں اور خیل ہے واسطے صفت کو جو مخالف نفس الامم کو
 اور کہی بعض خیالات مرئی خیرین گمان میں آتی ہیں واسطے ہونے اس چیز کے کہ تخیل ہے مرئی
 ساتھ اس چیز کے کہ دیکھی جاتی ہے عادت میں ہو ہوگی ذات حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دیکھی
 گئی اور صفات آپ کی خیالی غیر مرئی اور نہیں شطربے ادراک میں تحدیق انکھوں کا اور نہ قریب ہونا
 مسافت اور نہ ہونا مرئی کا ظاہر زمین پر یا مدفون اور سوا اسکے کچھ نہیں کہ شرط ہے کہ موجود ہو اور ظاہر
 ہوتی ہے اس واسطے توفیق در بیان اس چیز کے کہ ذکر کی انہوں نے کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کو دیکھی ایک صفت پر یا اکثر پر جو خاص ہے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تو اسے حضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اگرچہ باقی صفات مخالف ہوں اور بنا براسے پس تفاوت ہے خواب اسکا
 جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھو جو جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کامل حدیث میں دیکھا تو
 اسکی خواب حق ہے جو محتاج بقبیر کی نہیں اور اس پر اتارا گیا ہے قول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کا سو مقرر اس نے حق دیکھا اور چون چون کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات سو
 سوداغل ہوگی تاویل بحسب اسکے اور صحیح ہوگا اطلاق کہ جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا
 جس حالت میں ہو تو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حقیقہ دیکھا تنبیہ اہل قبیر نے جائز رکھا
 ہے دیکھا خدا تعالیٰ کا خواب میں اور نہیں جاری کیا انہوں نے خلاف جو حضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کی خواب میں ہے اور بعضوں نے کہا کہ اسکی قبیر کرنی جائز ہے کہی ساتھ بادشاہ کے

اور کہی ساتھ سردار کے اور کہا غزالے کے معنی رات کے یہ نہیں کہ اس نے میرا بدن اور جسم دیکھا اور
 مراد یہ ہے کہ اس نے مثال دیکھی کہ ہو گئی یہ مثال کہ ادا ہوں ساتھ اس کے معنی جو میرے نفس میں
 ہیں اسکی طرف اور یہ کہ کبھی حقیقی ہوتا ہے اور کبھی خیالی اور نفس غیر مثال خیالی کہ ہے سو جو شکل اسکی
 خواب میں دیکھی نہیں بے روح حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بلکہ وہ مثال ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کی تحقیق پر اور کہا طبعی نے کے معنی حدیث کے یہ ہیں کہ جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا جس صفت
 کہ ہو سو چاہیے کہ بشارت لیوے اور جانے کہ اس نے دیکھا ہے خواب سچا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے
 ہے اور وہ بشارت دینے والا ہے نہ باطل کہ وہ پریشان خواب ہے کہ وہ منسوب ہو طرف شیطان
 کی اس واسطے کہ شیطان میری صورت نہیں بچ سکتا اور یہ طرح قول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
 اس نے حق دیکھا یعنی وہ خواب حق ہے نہ باطل اور اسی طرح قول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
 فقد رآنی اس واسطے کہ جب شرط اور جزو و لوازم ہوں تو دلالت کرتا ہے نہایت پر کمال میں
 تو اس نے ایسا خواب دیکھا کہ اس کے بعد کچھ چیز نہیں اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جبر سے کہ یہ جو حضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا تو اس سے کیا جاتا ہے کہ جبکہ
 دل میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت متماثل ہو اور باب قلوب سے اور متصور ہوا اس کے واسطے علم
 سر میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے کلام کرتے ہیں تو یہ حق ہو گا بلکہ زیادہ تر سچا
 غیر دل کے دیکھنے سے واسطے اس چیز کے احسان کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اوپر ان کے دل کے
 روشن کرنے سے اور یہ مقام جسکی طرف اس نے اشارہ کیا ہے وہ الہام ہے اور وہ منجملہ صفات
 وحی پیغمبرین کے ہے لیکن میں نے کسی حدیث میں نہیں دیکھا کہ وہ بھی پیغمبری کا حصہ ہے
 جیسے نیک خواب کی وصف کی اور بعضوں نے کہا فرق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ خوابوں کے قواعد
 مقرر ہیں اور ان کے واسطے تاویلات مختلف ہیں اور ہر ایک آدمی کو خواب آتی ہے برخلاف الہام
 کے کہ وہ نہیں واقع ہوتا ہے مگر واسطے خواص کے اور نہ اس کے واسطے کوئی قاعدہ مقرر ہے جس کے
 ساتھ اس کے اور شیطانی خیال کے درمیان تمیز اور فرق کیا جاوے اور تعجب کیا گیا ہے اس کا
 ساتھ اس کے کہ اہل معرفت نے ذکر کیا ہے کہ جو خطرہ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو وہ دل میں قرار
 پکڑتا ہے اور مضطرب نہیں ہوتا اور جو خطرہ کہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہو وہ دل میں قرار نہیں
 پکڑتا سو اگر یہ ثابت ہو تو ہو گا فائق واضح اور باوجود اس کے سو تصریح کی ہے اماموں نے ساتھ
 اس کے کہ احکام شرعی الہام سے ثابت نہیں ہوتے اور کہا ابو المنظر بن سمعان نے بعد اس کے

کہ حکایت کی ابو زید ابوسے حنفی سے کہ الہام وہ چیز ہے جو پلاسے دل کو واسطے علم کے جو بلا و
 طرف عمل کے کی بدولت رہے شہدائے کے اور چہرہ علما کا یہ قول ہے کہ نہیں جائز ہے عمل کرنا
 اسکے مگر وقت تک کو بے سبب دلیلوں کے مبالغہ کے باب میں اور بعض بدعتیوں سے مردی ہے
 کہ وہ محبت پر اور محبت اہل سنت کی وہ آیتیں ہیں کہ دلالت کرتی ہیں اور اعتبار کرنے حجت کو
 اور رعیت و ملائکہ کے اور تفکر کے آیات میں اور اعتبار اور نظر کے دلائل میں اور دلالت کرتی
 ہیں اور بدعت آرزوؤں اور مباحس اور ظنون کے اور وہ بہت ہیں مشہور اور ساتھ اسکے کہ
 خطرہ کہنی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور کبھی شیطان کی طرف سے اور کبھی ہوتا ہے نفس سے
 اور جس چیز میں یہ احتمال ہو کہ وہ حق نہیں تو اسکو حق نہیں کہا جاتا اور ایسے یہ جو خدا تعالیٰ نے
 فرمایا فالہم ہا فجوزوا و تقوا ما تو اس کے معنی یہ ہیں کہ معلوم کرو یا اسکو طریق علم کا اور وہ حجتیں
 ہیں اور ایسے رحمی کرنا طرف غل کی یعنی شہد کی کہی کہ تو اسکی نظیر آدمی میں وہ چیز ہے جو متعلق
 ہے ساتھ کاریگریوں کے اور حسمیں اصلاح معاش کی ہے اور فراست کو ہم مانتے ہیں لیکن وہ
 حجت نہیں واسطے کہ ہوا اسکی تحقیق نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے یا غیر کی طرف سے
 کہا ابن سمانی نے انکار الہام کا مردود ہے اور جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کسی بندہ کو
 اکرام کرے لیکن تمیز حق اور باطل کے درمیان یہ ہے کہ جو شریعت محمدی کے موافق ہو اور انہو
 کتاب اور سنت میں جو اسکو رد کرے تو وہ مقبول ہے والا مردود ہے اور واقع ہوتا ہے بغیر
 اور شیطان سے اور انہیں انکار کرتے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو اکرام کرے ساتھ یا تو
 نور کے جس سے اس کے دل کا نور زیادہ ہوا جسکو ساتھ اسکی نظرقوی ہوا اور سو اس کے کچھ نہیں
 کہ انکار کرتے ہیں ہم کہ رجوع کرے اپنے دل کی طرف ساتھ کسی قول کے جس کے اصل کو نہ پہچانتا ہو
 اور ہم نہیں گمان کرتے کہ وہ حجت ہو اور سو اس کے کچھ نہیں کہ وہ نور ہے خاص کرتا ہے اللہ تعالیٰ
 ساتھ اس کے جسکو چاہے اپنی بندوں سے سو اگر شرع کے موافق ہو تو شرع ہے حجت ہوگی اور اس
 لیا جاتا ہے کہ اگر کوئی خواب میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کو کسی چیز کا حکم کریں تو کیا اس پر اسکا بجالانا واجب ہے اور یا اسکو ظاہر شرع پر پیش کرنا ضرور
 ہے یا نہیں معتد یہ ہے ضرور ہے کہ اسکا ظاہر شرع پر پیش کیا جائے نہ کہ حدیث کا
 مِجْلِسِ اَمْرِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي شَيْبَةَ عَنْ اَبِي
 قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَأَى فِي النَّامِ فَقَدْ رَأَى فَلَئِنْ السَّيِّطَانِ

لَا يَنْجَلِي فِي دُرِّهَا النَّوْمُ مِنْ حُزْنٍ وَسَّيِّئَةٍ وَأَرْغَبُ مَقَرٍّ الشُّبُوحُ ثُمَّ رَجَعَهُ الرَّسُولُ
 روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا تو بیشک اس نے
 مجھ کو دیکھا اس واسطے کہ شیطان مجھ سے نہیں بن سکتا اور ایماندار کا خواب ایک حصہ ہے پیغمبری
 کے چھیا لیس حصوں سے وقت کہا طبیعت نے کہ اس حدیث میں شرط اور جزا ایک ہے سو یہ
 دلالت کرتی ہے کہ اگر پر نہایت وبالغہ کے لئے جسے مجھ کو دیکھا تو البتہ اس پر میری حقیقت کو دیکھا
 کمال طور پر بغیر شبہ اور شک کے اس میں جو دیکھا بلکہ وہ خواب کمال ہے اوتہ مایہ کرتی ہے اس کی
 حدیث ابو حنیفہ کی فقہاء ہی الحق یعنی اس نے حق دیکھا نہ باطل اور وہ رد کرتا ہے اس چیز کو
 جو پہلو گزری اس شخص کے کلام سے جس تکلف کیا ہے بیچ تاویل قول حضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کے من رانی فی المنام نیرانی فی البقعة اور ظاہر یہ کہ مراد یہ ہے کہ من رانی فی المنام
 یعنی جو مجھ کو دیکھے جس صفت پر کہ ہو تو چاہیے کہ وہ بشارت لے اور جانے کہ اس نے سچا خواب
 دیکھا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے نہ باطل کہ وہ پریشان خواب ہو اس واسطے کہ شیطان میری
 صورت نہیں بن سکتا دفعہ **حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَكْزَرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ
 أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ الرَّؤْيَا الطَّاهِيَةُ مِنْ اللَّهِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَمَنْ رَأَى شَيْئًا يَكُونُ لَهُ
 فَلْيَنْفُتْ عَنْ شَيْئِهِ تَلَا تَأْوَلِيَتَهُ ذَمِيرُ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهَا لَا تَنْصُرُهُ وَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَوَلَّى**
 بی ترجمہ الی قتادہ رضی سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نیک خواب
 اللہ کی طرف سے ہے اور پریشان خواب شیطان کی طرف سے ہے سو جو خواب میں کچھ
 چیر دیکھے جو اس کو بڑی معلوم ہو تو چاہیے کہ اپنی بائیں طرف تھک تھکا دے یقیناً بارہ اور
 چپے کہ پناہ مانگے خدا تعالیٰ کی شیطان سے کہ وہ اس کو ضرر نہ کرے گی اور مقرر شیطان میری
 صورت میں نظر نہیں آ سکتا **حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَكْزَرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ
 أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ مَنْ رَأَى فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ نَابِعُ يُونُسَ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيُّ ثُمَّ رَجَعَهُ الرَّسُولُ**
 روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھ کو دیکھا تو بیشک اس نے حق دیکھا
 یعنی سچ مجھ کو دیکھا تبابت کی ابن زید کی یونس ابن ابی زہری نے **حَدَّثَنَا
 عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَكْزَرٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَكْزَرٍ**

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو خواب میں ایک رات معلوم ہوا کہ جیسے کے پاس ہوں تو میں نے
 ایک مرد دیکھا کہ ہوں رنگ جیسی کہ تو نے بہت اچھی گپیوں رنگ مرد دیکھے ہوں اس کے کندھوں
 تک بال ہیں جیسی کہ تو نے بہت اچھے کندھوں تک بال دیکھے ہوں البتہ اُس مرد نے اُن بالوں
 میں کنگھی کی ہے تو اُن سے بانی پکتا ہے دو مردوں پر تکیہ دیے یا یوں فرمایا کہ دو مردوں کے
 کندھوں پر تکیہ دیے وہی شخص غلے کے کعبے کا طواف کرتا ہے تو میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے تو
 فرشتے نے کہا کہ یہ مسیح ہے مریم کا بیٹا پر مینے ناگہان ایک اور مرد دیکھا نہایت گھنگرا ہے بال والا
 داسنی آنکھ کا کا نا اسکی کافی آنکھ جیسے بیولا انگور تو میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے تو فرشتے نے
 کہا یہ مسیح و جمال ہے **ف** اس حدیث کی شرح آئندہ آویگی انشاء اللہ تعالیٰ **حَدَّثَنَا**
يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عَبَّاسٍ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي أَرَيْتُ
الْأَلَيْلَةَ فِي الْمَنَامِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَتَابَعَهُ سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ وَابْنُ أَبِي الزُّهْرِيِّ
وَسُقَيْنَ ابْنُ مُحَسِّنٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَآبَاهُ هُذَيْفَةُ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مُعْتَبِرٌ وَاسْتَحَقَّ ابْنُ يَحْيَى عَنِ الزُّهْرِيِّ
كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مَعَهُ لَا يُسْنِدُهُ
 حتیٰ کان بعد ترجمہ ابن عباس رہنے سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 پاس آیا تو اُس نے کہا کہ میں نے رات کو خواب میں دیکھا اور بیان کیا حدیث کو اور متابعت
 کی اسکی سیلمان نے اتنے یعنی یہ حدیث ہی اس کے مطابق ابن عباس سے ہے اور دوسری
 روایت میں ابن عباس سے ہے اور تیسری روایت میں زہری سے صرف
 ابو ہریرہ سے روایت کی ہے اُس نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور عمر بن الخطاب سے
 انہیں بیان کرتا تھا پر با اسناد بیان کرتا تھا **ف** اور فرق اس کے درمیان یہ ہے کہ پہلی
 روایت فقط ابن عباس سے ہے اور دوسری دونوں سے اور تیسری صرف ابو ہریرہ سے ہے اور یہ
 حدیث پوری مع شرح کے آئندہ آویگی انشاء اللہ تعالیٰ **رَفَعَهُ** **بَابُ** **الرُّؤْيَا بِاللَّيْلِ**
وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ عَنْ ابْنِ سِيرِينَ رَوَى النَّهَارِ مِثْلَ رَوَى اللَّيْلُ **وَنَازِلٌ** **وَرَأَى** **وَرَأَى** **وَرَأَى**
 ابن عون نے ابن سیرین سے کہ خواب دن کا رات کی خواب کی مانند ہے **ف** اور یہ

حکم ہے غلام کا اپنے مالک کے واسطے جیسا کہ خواب لڑکے کا اسکے مان باب کے واسطے ہے اور نقل کیا ہے ابن بطال نے اتفاق اس پر کہ نیک عورت کا نیک خواب داخل ہے حضرت صلوات علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث میں کہ ایماندار کا خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے جیسا کہ حسن حصون میں سے (فتح) حَلَّ ثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدٍ بِنْتُ ثَابِتٍ أَنَّ أُمَّ الْعَلَاءِ امْرَأَةً مِنْ الْأَنْصَارِ بَالَعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا أَقْسَمُوا لَهَا بِأَجْرِيَّتِ قُرْعَةً قَالَتْ فَطَارَ لَنَا عُمَرُ بْنُ مَطْعُونٍ وَأَتَرْنَا فِي بَيَاتِنَا كَوَجَمٍ وَجَعَهُ الَّذِي تَوَفَّى فِيهِ فَلَمَّا تَوَفَّى غُسِّلَ وَكُفِّنَ فِي ثَوْبَيْهِ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَقُلْتُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ يَا الشَّائِبُ فَشَهِدْتُكَ عَلَيْكَ لَقَدْ أَرَمَكَ اللَّهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَأَيْدِ رَبِّكَ إِنَّ اللَّهَ أَرَمَهُ فَقُلْتُ يَا بَنِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَنْ يُكْرِهُ اللَّهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا هُوَ فَوَلَّاهُ لَقَدْ جَاءَهُ الْيَقِينُ وَاللَّهُ إِنِّي لَا أَرْجُو لَهُ الْخَيْرَ وَاللَّهُ مَا أَدْرِي وَأَنَا رَسُولُ اللَّهِ مَاذَا يُفْعَلُ بِي فَقَالَتْ وَاللَّهِ لَا أَدْرِي بَعْدَكَ أَحَدًا أَبَدًا تَرَجَمَهُ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ سُرُورِيَّتِ

ہے کہ اسکو ام العلاء نے خبر دی (اور اس نے حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی تھی) کہ انصاریوں نے ہاجرین کو بانٹا قرعہ ڈال کر سو عثمان بن مظعون کا نام ہمارے قرعہ میں نکلا یعنی وہ ہمارے حصے میں آئے اور ہم نے اسکو اپنے گہروں میں اتارا سو وہ ہمارے ہوئے اس ہجری سے جب میں انکا انتقال ہوا پر جب فوت ہوا اور نہلائے گئے اور کفنائے گئے اپنے کپڑوں میں تو حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ام العلاء نے کہا سو میں نے کہا تجھ پر خدا تعالیٰ کی رحمت ہوا کہ ابوالسائب سو میں تجھ پر گواہ ہوں البتہ خدا تعالیٰ نے تجھ کو اکرام کیا تو حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تجھ کو کیا معلوم ہے کہ خدا تعالیٰ نے اسکو اکرام کیا تو میں نے کہا یا حضرت میرے مان باب آپ پر خدا سو کون ہے جسکو خدا اکرام کر گیا یعنی جیسا کہ نیک بندی پر خدا تعالیٰ نے رحمت نہ کی تو پھر کس پر رحمت کر گیا تو حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ اسکو تو موت آئی اور البتہ میں اس کے واسطے بہتری کا امیدوار ہوں اور قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں نہیں جانتا اور حالانکہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں کہ میرے ساتھ کیا جا رہا سو ام العلاء نے کہا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں اس کے بعد کہی کسی کو پاؤں کہوں گی

ف اس حدیث کی شرح جنازوں میں گزری سکنی تھا ابوالیمان قال اخبرنا شعبہ
 عن الزهري عن ابي اذهرى ما اذهرى ما يفعل به قالت واخوتني فميت ترايت
 لعنن عني اخبرني فاختبرت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ذاك عملك ترجمہ
 حدیث بیان کی ہم سے ابو الیمان نے اُس نے کہا کہ خبر دی کہو شیعہ کے ساتھ اسکے اور کہا میں
 نہیں جانتا کہ اسکا کیا حال ہو گا ام العلاء نے کہا سو مجھ کو اس بات پر غمگین کیا سو میں سوئی
 تو پھر خواب میں عثمان کے واسطے بہر جاری دیکھی تو پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اسکا عمل ہے **بَابُ الْحُلُمِ مِنَ الشَّيْطَانِ**
فَاِذَا احْلَمَ فَلْيَبْصُرْ عَنْ كَيْسَارِهِ وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ پریشان خواب شیطان کی طرف سے
 ہے اور جب کوئی پریشان خواب دیکھے جو اسکو بُری معلوم ہو تو چاہیے کہ اپنی بائیں طرف
 تھک تھکا دے اور خدا تعالیٰ سے پناہ مانگے شیطان سے **حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ يَكْرِجَ عَنْ يَكْرِجَ**
قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ ابْنِ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ اَبَا
مَتَا دَةَ الْاَنْصَارِيِّ وَكَانَ مِنَ اصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي سَابِقِهِ
قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الرَّؤْيَا مِنَ اللهِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ
وَإِذَا احْلَمَ احْلَمَ كَمَا يَكُونُ هُوَ فَلْيَبْصُرْ عَنْ كَيْسَارِهِ وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ
مِنْهُ فَلَئِنْ قَضَيْتَهُ تَرَاهُ تَوَقَّاهُ وہ رضے روایت ہے اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کے اصحاب اور آپ کے سواروں میں سے تھا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا
 فرماتے تھے کہ نیک خواب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور پریشان خواب شیطان کی طرف سے
 ہے سو جب کوئی پریشان خواب دیکھے جو اسکو بُری معلوم ہو تو چاہیے کہ اپنی بائیں طرف تھک
 تھکا دے اور پناہ مانگے اللہ تعالیٰ کی شیطان سے سو وہ خواب اسکو ہرگز ضرر نہ کرے گی
ف اور منسوب کرنا پریشان خواب کا طرف شیطان کی اسوجہ سے ہے کہ وہ شیطان
 کی صفت کے مناسب ہے کذب اور ہویل وغیرہ سے برخلاف بھی خواب کے
 سوا اسکی نسبت خدا تعالیٰ کی طرف تشریف اور بزرگی کے واسطے ہے اگرچہ ہر چیز خدا
 تعالیٰ کی تقدیر اور اسکی پیدائش سے ہے اور اسکی لطیفہ یہ ہے کہ سب آدمی خدا تعالیٰ کی
 پیدائش میں اگرچہ گناہگار ہوں جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْرُوا عَلَىٰ انْفُسِكُمْ**
رَتَّبُوا كَمَا تَابَ اللَّيْثُ بَابُ هُوَ دُوْدُهُ کے بیان میں **ف** یعنی جب خواب میں دودہ

دیکھئے تو اسکی کیا تعبیر ہے کہا تہا ہونے دودہ دلالت کرتا ہے اور فطرت کے اور سنت کے اور قرآن کے اور علم کے تین کہتا ہوں اور بعضی حدیثوں میں اسکی تاویل فطرت کے ساتھ آئی ہے جیسے کہ طبرانی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور اشربہ میں گزر چکا ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دودہ کو لیا تو جبریل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ شکر ہے اللہ تعالیٰ کا جس نے آپ کو پیدائشی دین کے واسطے راہ دکھلائے اور ذکر کیا ہے دینوری سننے کہ دودہ جو اس حدیث میں مذکور ہے خاص ساتھ دودہ اونٹوں کے اور یہ کہ اُسکے دیکھنے والے کے واسطے مال حلال ہے اور علم اور حکمت اور گلے کا دودہ ازرائی کی نشانی ہے اور مال حلال اور فطرت ہی اور بکری کا دودہ مال ہے اور سرور اور صحت بدن کے اور دودہ وحشی جانوروں کا شک ہے دین میں رفتہ، **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَتَنَا أَنَا نَا شِمْنَا نَتَيْتُ بِقَدَحٍ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتَّى أَتَى لَادَى التَّوَيِّ يَخْرُجُ فِي أَظْفَارِي ثُمَّ أُعْطِيتُ فَضْلِي عَمْرٍو قَالُوا أَفَمَا أَذْكَتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْعِلْمُ** ترجمہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا پہرے کے سامنے دودہ کا ایک پیالہ لایا گیا سو میں اُس سے دودہ پیا یہاں تک کہ میں نہ بکھتا ہوں کہ تراوت اور تازگی بھوٹ نکلی میری ناخون سے یعنی نہایت آسودہ ہو گیا پہرے میں اپنا جو ٹھکانا دودہ عمرہ کو دیا لوگوں نے کہا کہ یا حضرت آپ نے اس خواب کی کیا تعبیر کی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسکی تعبیر علم ہے **ف** کہا ابن ابی جبرہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علم کی تعبیر دودہ سے کی واسطے اعتبار کرنے کے ساتھ اُس چیز کے کہ بیان کی گئی آپ کے واسطے اول امر میں جبکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے دو پیالے لائے گئے ایک پیالہ شراب کا اور ایک دودہ کا سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دودہ کو لیا تو جبریل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ آپ نے پیدائشی دین لیا آخر حدیث تکب اور اس حدیث میں مشروعیت خواب بیان کرنے کی ہے آپ جو اُس سے کمتر ہوا اور ڈاننا علم کو سائل کو اور اپنے ساتھیوں کو آزمانا اسکی تاویل میں اور ادب سے ہے یہ کہ رد کے طالب اسکی علم کو اپنے معلم کی طرف اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ مراد نہ تھی کہ اصحاب اسکی تعبیر کریں اور سوا

اسکے کچھ نہیں کہ مراد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسکی بقیہ پوچھیں سو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد کو سمجھا اور آپ سے پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی بقیہ انکو بتلانی اور لائق ہے کہ ہر حالت میں اسی ادب پر چلے اور یہ کہ کوئی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دودھ پیا تاکہ اسکی تازگی آکر ناخون سے پھوٹ نکلی اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا جوٹھا دودھ عمر کو دیا تو اس میں اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ حاصل ہوئی عمر کے واسطے علم باللہ سے اس طور سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقدمے میں کسی کی ملامت سے نہیں ڈرتے تھے اور یہ کہ بعضی خواب دلالت کرتی ہے ماضی اور حال اور استقبال پر انداس خواب کی تاویل ماضی پر ہوئی اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ خواب تمثیل ہے اس امر کی کہ واقع ہوا اس واسطے کہ علم آگے پیچھے سے حاصل ہو چکا تھا اور اس طرح عمر فاروقؓ کو ہے تو اس خواب کا فائدہ نسبت کا بیان کرتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کو اور عمر فاروقؓ کے علم کو ایک دوسرے سے کیا نسبت ہے (فتح) باب اِذَا جَرَى اللَّيْنُ فِي اطْرَافِهِ وَاطْرَافُهَا جَبَلٌ جَارِيٌّ يَدُودُهُ يَنْتَبِهُ وَاللَّيْنُ اطْرَافُهَا جَبَلٌ جَارِيٌّ يَدُودُهُ يَنْتَبِهُ

وَاللَّيْنُ اطْرَافُهَا جَبَلٌ جَارِيٌّ يَدُودُهُ يَنْتَبِهُ

عَلَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَمْرٍو

عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا بَنَاتُكُمْ أُنْتِ بِمَدْحٍ لَكِنَّ كَثْرَتَ مِنْهُ حَتَّى رَأَيْتِي لَا رَيَّْ لِي بِمَدْحٍ مِنْ أَطْرَافِي فَأَعْطَيْتُ فَضْلِي عَنْ

ابْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ مَنْ حَوْلَهُ فَمَا أَوَّلَتْ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْعِلْمُ سَرَّ جَمْعِهِ

عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ میرے سامنے دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا تو میں نے اس سے دودھ پیا یہاں تک کہ میں دیکھتا ہوں کہ تراوت میری گلیوں سے پھوٹ نکلی پھر میں نے اپنا جوٹھا باقی دودھ عمر بن خطابؓ کو دیا تو آپ کے گرد والوں نے کہا کہ یا حضرت! آپ نے اسکی کیا تاویل کی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسکی تاویل علم ہے باب الفنیص فی التمام خواب میں کرتے کہ دیکھنا حَلَّ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي عَمْرٍو

نزدیک سامعین کے اور نہیں پوشیدہ ہے کہ اسکا محل یہ ہے جبکہ عجب اور خود پسندی سے امن ہو
 اور اس حدیث میں فضیلت ہے عمر کی کہ انکا دین نہایت کامل تھا اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ صدیق
 اکبر سے افضل ہوں اس واسطے کہ حدیث میں اسکی تصریح نہیں آتی حال ہے کہ صدیق اُن لوگوں میں ہوں
 جو سامنے کیے گئے یا اُس سے پہلے سامنے کیے گئے ہوں یا انکا کرتا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کرتے سے بھی
 دراز تر ہو جبکہ سامنے ہوئے یا انکی فضیلت معلوم ہونے کے سبب انکے ذکر سے سکوت کیا گیا ہو
 اور باوجود ان احتمالات کے پس وہ معارض ہے صحیح حدیثوں کو جو دلالت کرتے ہیں اور پر فضل ہوتے
 صدیقؓ کی عمر سے اور یہ حدیثیں معنی کے اعتبار سے متواتر ہیں پس انہیں یہ ہے اعتماد اور قوی تر یہ
 احتمال ہے کہ ابو بکرؓ اُن لوگوں میں ہوں اور مراد حدیث سے تنبیہ کرنا ہو اس پر کہ عمر اُن لوگوں میں
 ہے جنکو دین میں بڑا حصہ حاصل ہوا اور سامعین نہیں ہے تصریح ساتھ اسکی کہ وہ فضیلت عمر
 میں منحصر ہے کہا ابن عربی نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی دین کے ساتھ تعبیر کی
 اس واسطے کہ دین حیات کے متر کو چھپاتا ہے جیسے کہ کپڑا بدن کے تر کو چھپاتا ہے اور اس پر عمر کے
 سوا جو لوگ تیر سو جہاں کا کرنا چھاتی کو پہنچتا تھا وہ شخص وہ ہے جو بچاتا ہے اپنی دل کو نفس سے اگرچہ
 گناہ کرتا ہو اور جو اس پیچھے پہنچتا تھا اور اسکی شرکاء ہنگامی تھی وہ شخص وہ ہے جو نہیں
 دُٹا نکتا اپنے پاؤں کو چلنے سے طرف گناہ کی اور جو اپنے پاؤں کو دُٹا نکتا ہے وہ شخص وہ ہے
 جو چھپا یا گیا ہے ساتھ تقویٰ کے جمیع وجوہ سے اور جو گھسیٹا ہے کپڑے کو اس سے زیادہ
 ہے ساتھ نیک عمل کے اور کہا ابن ابی جریر نے کہ مراد ساتھ ناس کے اس حدیث میں سلمان
 ہیں واسطے تعبیر کرنے کے ساتھ دین کے اور ظاہر یہ ہے کہ مراد حاصل امت محمدی ہے بلکہ
 بعض مراد ساتھ دین کے عمل ہے ساتھ احکام اس کے اور حرص کرنا اور بجالانے امر و
 نہی کے اور بچنے کے منع کی پیروی سے اور عمر فاروق کے واسطے اس میں مقام عالی تھا اور حدیث سے
 لیا جاتا ہے کہ جو دیکھا جاوے کہ تے میں خوبی وغیرہ سے تو تعبیر اسکی ساتھ دین پہننے والے
 اس کے ہے اور کہی ہوتا ہے نقص کپڑے کا واسطے نقص ایمان کے اور کہی ہوتا ہے
 نقص اسکا بسبب نقص عمل کے (فتح) **بَابُ الْخُضْرِ فِي الْمَنَامِ وَالرُّؤْيَا وَالْخُضْرَاءُ وَخَوَابِ**
سَبْرَ رَنَگ اور سبْر بَلْغ کو دیکھنا ف بعضوں نے کہا کہ سبْر بَلْغ سے مراد اسلام ہے واسطے
 تانگی اور خوبی اسکی کے اور نیز تعبیر کی جاتی ہے ساتھ سبْر رَنَگ فاضل کے اور کہی اسکی تعبیر
 قرآن اور کتب علم و نحو سے کی جاتی ہے (فتح) **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَعْفَرِيُّ قَالَ**

حَدَّثَنَا حَرْمِيُّ بْنُ سَعْدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَلِيمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَلِيمٍ قَالَ قَالَ قَلْبُ بْنُ
عَبَادٍ كُنْتُ فِي حَلْقَةٍ فِيهَا سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ وَابْنُ عُمَرَ وَخَمْرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ فَقَالُوا هَذَا
رَجُلٌ مِمَّنْ أَهْلُ الْجَنَّةِ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّهُمْ قَالُوا لَكَ أَكَلْتَ أَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ كَأَن يَنْبَغِي لَهُمْ
أَنْ يَقُولُوا مَا لَيْسَ لَهُمْ بِهِ عِلْمٌ إِنَّمَا رَأَيْتُ كَأَنَّمَا عَمُودٌ وَضِعَ فِي رُوضَةٍ خَضِرَاءَ فَضُيَّبَ
فِيهَا وَفِي رَأْسِهَا عُرْوَةٌ وَفِي سَعْلِهَا مِئْصَفٌ وَالْمِئْصَفُ الْوَصِيفُ يَقِيلُ إِرْقَةٌ قَرِيبَةٌ
حَتَّى أَخَذَتْ بِالْعُرْوَةِ فَقَصَصَتْهَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَهُوَ آخِذٌ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى تَرَاهُمْ قَيْسُ بْنُ عُبَادٍ رَوَيْتُ هَذَا مِنْ أَيْكٍ مَجْلِسٍ مِنْ مَجْلِسَاتِهَا
جَسَدُ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ أَوْ رَأْسُ عُمَرَ تَحْتَهُ سَعْدُ بْنُ سَلَامٍ لَمْ يَكُنْ سَجَانُ الْمَدَانِ لَوْلَا لَقَدْ تَخَاكُنَا
جَسَدًا أَنْكَوْهُمُ نَهْنِ سَوَاكُ كَچھ نہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا جیسے ایک ستون ہے رکھا گیا
سبز باغ میں سوائیں کھڑا کیا گیا اور اس کے سر میں ایک سی دستاویز ہے اور اس کے نیچے ایک غلام
ہے تو کسی نے مجھ سے کہا کہ اس پر چڑھ سو میں اس پر چڑھا یا شک کہ میں نے رستی کو پکڑ لیا سو میں نے
اُس خواب کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر
عبداللہ بن سلام اس حالت پر کہ اسلام کی مضبوط رستی پکڑے ہو گا یعنی مسلمان مرگیا اور
اس حدیث میں فضیلت ہو واسطے عبداللہ بن سلام کے اور اس میں تعبیر خوابوں سے ہے معرفت
اختلاف طرق اور تاویل عمود اور جبل اور سبز باغ اور عروہ کے اور اس میں نشانی ہے پیغمبری کی
نشانیوں سے کہ عبداللہ بن سلام شہید نہ مر گیا جو بطرح آپ فرمایا تھا اسی طرح واقع ہوا معاویہ کے
زبانے اپنی گہرین فوت ہوئے **بَابُ كَشْفِ الْمَرْءَةِ فِي الْمَنَامِ** کہونا عورت کو خواب میں
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ
قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ فِي الْمَنَامِ مَرَّئِينَ إِذَا رَجُلٌ يَخْلُكُ
فِي مَرْقَةٍ خَيْرٌ يَقُولُ هَذِهِ إِعْرَافُكَ فَالْكَشْفُ فَإِذَا هِيَ أَنْتَ فَاذْهَبِي أَنْ يَكُنْ هَذَا
مِنْ عِنْدِ اللَّهِ يُبَيِّنُ تَرَاهُمْ عَائِشَةُ روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ تو مجھ کو خواب میں دکھائی گئی دو بار اور ناگہان میں دیکھا کہ ایک مرد تجھ کو اٹھائے ہو ریشمی
ٹکڑے میں سویوں کہتا ہے کہ یہ تیری عورت ہے سوئیوں کو تو ناگہان میں نے دیکھا کہ
وہ صورت تیری ہی ہے سو میں کہتا ہوں کہ اگر یہ خواب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے تو خدا تعالیٰ
یوں ہی کریگا یعنی تو میرے نکاح میں آدگی **بَابُ الْخَيْرِ فِي الْمَنَامِ** خواب میں ریشمی

عبداللہ بن سلام

روایت گزرنے کے تو انہوں نے کہا کہ یہ مرد پیغمبر سے ہے تو میں اس کے کہا کہ انہوں نے یہ کہا کہ عبداللہ بن سلام

کیڑا دیکھنا حکایت الحجل قال أخبرنا ابن معاوية قال أخبرنا هشام بن عمرو عن
ابن عمر عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أريتك قبل أن أتزوجك كراهين
رايتك الملك يحملك في سرقية من حجر فقلت له أكشف فإذا هو أنت فقلت إن يكن
هكذا من عند الله يمضيه ثم أريتك يحملك في سرقية من
حجر فقلت أكشف فكشف فإذا هو أنت فقلت إن يكن
هكذا من عند الله يمضيه ترجمہ عائشہ رضی سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا کہ تو مجھ کو خواب میں دکھلائی گئی پہلے اس سے کہ میں تجھ سے نکاح کروں دوبار میں نے
فرشتے کو دیکھا تجھ کو ریشمی ٹکڑے میں اٹھائے ہو تو میں نے فرشتے سے کہا کہ اس کا چہرہ کہوں موجب
اسی نیرا چہرہ کہولا تو ناگہان میں نے دیکھا کہ وہ صورت تیری ہی ہے تو میں نے کہا کہ اگر یہ خواب خدا تعالیٰ
کی طرف سے ہے تو یوں ہی کر گیا ہے تو مجھ کو خواب میں دکھلائی گئی فرشتہ تجھ کو اٹھائے ہو ریشمی ٹکڑے
میں سوینے کہا کہ اس کا چہرہ کہوں سو اس نے کہولا تو کہا دیکھتا ہوں کہ وہ صورت تیری ہی ہے
تو میں نے کہا کہ اگر یہ خواب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے تو خدا تعالیٰ یوں ہی کر گیا ف کہہا ہن
بطلان نے کہ عورت کو خواب میں دیکھنا مختلف ہے کئی وجوہ پر ایک کہ نکاح کرے خواب دیکھنے
والا حقیقہ اس عورت سے جس کو دیکھے یا اسکے مشابہ سے اور ایک یہ کہ دلالت کرے اوپر حاصل ہونے
دنیا کے یا مرتبے کے یا کشادگی رزق کے اور یہ اصل آنزدیک معبرین کے سچ اسکے اور کہہی
دلالت کرتی ہے عورت ساتھ اس چیز کے کہ قرین ہو ساتھ اسکے خواب میں فتنے پر جو حاصل
ہو دیکھنے والے کے واسطے اور یا پھر ریشمی کیڑا سودا دلالت کرتا ہے پکڑنا انکا واسطے عورتوں کے
خواب میں اوپر نکاح کے اور مالدار سی کے اور زیادتی کے بدن میں اور کل ملبوس یعنی کپڑا
دلالت کرتا ہے اوپر جسم پہننے والے اسکے واسطے کہ وہ اُسے شامل ہوتا ہے خاصکر اور
لباس عرف میں دلالت کرتا ہے اوپر قدر لوگوں اور احوال انکے کے (فتح) **کتاب**
المقائیم فی الید خواب میں کنجیوں کو ہاتھ میں دیکھنا کہا اہل تعبیر نے کہ کنجی نال ہے اور
عزت ہے اور بادشاہی ہے سو جو خواب میں دیکھے کہ اس کی کنجی سے دروازہ کھولا تو اس کی ہر ادھل
ہوگی خوفناک آدمی کی مدد سے اور جب دیکھے کہ اسکے ہاتھ میں کنجی ہے تو وہ ہنسیگا بڑی بادشاہی
فتح) **کتاب ثنائی سید بن عقیل** قال حدثنا الليث قال حدثني عقیل عن ابن شہاب
قال أخبرني سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ يَقُولُ بَعَثْتُ بِجَمَاعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا أَنَا نَامٌ أَوْ نِيَفًا لَتَرَى خَزَائِنَ الْأَرْضِ
فَوُضِعَتْ فِي يَدَيَّ قَالَ مُحَمَّدٌ وَبَلَّغْنِي أَنَّ جَمَاعِ الْكَلِمِ أَنَّ اللَّهَ يَجْمَعُ الْأُمُورَ الْكَثِيرَةَ الَّتِي
كَانَتْ تَكْتُمُ فِي الْكُتُبِ قَبْلَهُ فِي الْأَمْرِ الْوَاحِدِ وَالْأَمْرَيْنِ أَوْ تَخْرُجُ ذَلِكَ تَرْجُمَهُ الْبُؤْسُ بِرَبِّهِ رَضِيَ
روایت ہے کہ میں نے حضرت صلوٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ میں بھیجا گیا ہوں ساتھ جوامع
الکلم کے اور بھگوانستہ حاصل ہوئی رحمت اور جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ بھگوانستہ زمین کے خزانوں کی
کنجیاں دیکھیں اور میرے ہاتھ میں بھی گئیں کہا محمد نے اور بھگوانستہ بھی کہ جوامع الکلم یہ ہیں کہ مقرر اللہ
تعالیٰ جمع کرتا ہے بہت حکمون کو جو پہلی کتابوں میں لکھی جاتے تھے ایک یا دو امر میں یا مانند اسکی
یعنی جوامع الکلم اسکو کہتے ہیں جسکے لفظا توڑے اور معانی بہت ہوں **بَابُ التَّخْلِيقِ بِالْعَرَبِيَّةِ**
وَالْحَلَقَةِ خَوَابِیْنِ دَسْتَاوِیْرٍ اَدْرِ حَلَقَةٍ كَوْبُ كَرْنَا فِ اَهْلِ تَعْبِيرٍ كَمَا كَلَفَا دَرُ عَرُوهَ مَجْهُولَةٍ دَلَالَتِ
کرتا ہے اور قوی ہونے کے دین میں جو اسکو بکڑے اور خالص ہونا اسکا یہ اسکے حل ثنائی
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَزْهَرُ عَنْ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ وَحْدَنِي خَلِيفَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَعَاذُ
قَالَ اخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا قَلْبُ بْنُ عَمِيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ رَأَيْتُ
كَانِي فِي مَرَوْضَةٍ عَمُودٍ فِي اَعْلَى الْعَمُودِ عَرُوهَ وَقِيلَ لِي اِرْقُ قُلْتَ لَا اَسْتَطِيعُ فَاَقَامَنِي
وَصَيْفٌ فَرَقَعَ ثِيَابِي فَرَقِيتُ فَاَسْتَمْسَكْتُ بِالْعَرُوهَ فَاَنْتَبَهْتُ وَاَنَا مُسْتَمْسِكٌ بِهَا
فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تِلْكَ الرُّوضَةُ الْاِسْلَامُ وَتِلْكَ
الْعَمُودُ عَمُودُ الْاِسْلَامِ وَتِلْكَ الْعَرُوهُ الْوُفْقُ لَا تَزَالُ مُسْتَمْسِكًا بِاِلْسَلَامٍ
حَتَّى تَمُوتَ تَرْجُمَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ فَسَ رَوَايَتِ هِيَ كَمَا كَسَبْتَنِي خَوَابِیْنِ دِيكَمَا كَسَبْتَنِي مِنْ اِيكٍ
بَاغٍ مِنْ هَوْنِ بَاغٍ كَسَبْتَنِي اِيكٍ سَتُونِ هِيَ اَدْرِ سَتُونِ كَسَبْتَنِي اِيكٍ حَلَقَةٍ هِيَ تَوَكَّسِي نَسَبْتَنِي
كَمَا كَسَبْتَنِي تَوَكَّسِي نَسَبْتَنِي اِيكٍ سَتُونِ هِيَ اَدْرِ سَتُونِ كَسَبْتَنِي اِيكٍ حَلَقَةٍ هِيَ تَوَكَّسِي نَسَبْتَنِي
تَوَكَّسِي نَسَبْتَنِي اِيكٍ سَتُونِ هِيَ اَدْرِ سَتُونِ كَسَبْتَنِي اِيكٍ حَلَقَةٍ هِيَ تَوَكَّسِي نَسَبْتَنِي
كُو حَضَرْتُ صَلَوَاتِهِ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ بِيَانِ كُو حَضَرْتُ صَلَوَاتِهِ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ بِيَانِ
كَابَاغٍ هِيَ اَدْرِ سَتُونِ اِسْلَامٍ كَسَبْتَنِي هِيَ اَدْرِ حَلَقَةٍ مَضْبُوطَةٍ دِينِ كَسَبْتَنِي اَدْرِ تَوَا اِسْلَامٍ كُو
هَمِيشَه بَكْرِي هِيَ كَامَرَتِي دَمِ تَكِ **بَابُ عَمُودِ الْفُسْطَاكِ تَحْتَ وَبِنَادِيَةِ خَمْسَةِ كَسَبْتَنِي**
تَكِي كَسَبْتَنِي دِيكَمَا كَسَبْتَنِي اَسْبَابِیْنِ كُو حَدِيثِیْنِ اِيكِي اَدْرِ لَعْنَتِي اِنِ دُو نَوَابِی كُو جَمْعِ
كِيَا هِيَ اَدْرِ مَعْمُودِي هِيَ كَسَبْتَنِي اَسْبَابِیْنِ كُو حَدِيثِیْنِ اِيكِي اَدْرِ لَعْنَتِي اِنِ دُو نَوَابِی كُو جَمْعِ

کی کہ آئی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں دیکھا عمود کتاب یعنی جو بی بی کی کہی گئی آپ کے سر کے پنجے سے تو میں اُسکو دیکھتا رہا سونا گہاں کیا دیکھتا ہوں کہ شام میں اُسکا عہد مقرر کیا گیا ہے خبردار ہوا اور جب فتنے فساد واقع ہوئے اس وقت ایمان شام میں ہوگا اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے معراج کی رات ایک سفید ستون دیکھا جیسے کہ وہ علم ہے اس کو فرشتے اٹھائے ہیں میں نے کہا کہ تم کیا اٹھائے ہو انہوں نے کہا کہ عمود کتاب ہو کہ حکم ہوا کہ اُسکو شام میں رکھیں روایت کیا ہے اُسکو طہرانی وغیرہ نے بہت طریقوں سے اور شاید بخاری نے ترجمہ لکھا تھا اور حدیث کے واسطے سفید جگہ چوڑی تھی سو اُسکو نہ میر ہوا کہ حدیث لکھی اور ترجمہ میں عمود حیمہ ہے اور حدیث میں عمود کتاب ہے تو یہ اشارہ ہے اس طرف کہ جو خیمے کا ستون خواب میں دیکھے تو وہ تعمیر کرے جیسے کہ اس حدیث میں واقع ہوا اور یہ قول علما تفسیر کا ہے کہا انہوں نے کہ جو خواب میں ستون دیکھے تو تعمیر کرے اُسکو دین سے یا ساتھ اس مرد کے کہ اعتماد کرے اُسپر بیچ اُسکے اور تفسیر کیا ہے انہوں نے عمود کو ساتھ دین اور بادشاہ کے اور جو دیکھے کہ اُسپر خیمہ مارا گیا تو وہ بادشاہی پاوے گا یا کسی بادشاہ سے جھگڑے گا تو اُسپر فتحیاب ہوگا فتح

باب الاستبراق ودخول الجنة فی المنام خواب میں استبرق کو دیکھنا اور بہشت میں داخل ہونا اس ترمذی وغیرہ کی روایت میں آیا ہے جیسے میرے ہاتھ میں ایک ٹکڑا ہے استبرق کا سو شاید بخاری نے اشارہ کیا ہے ترجمہ میں طرف اس روایت کی اور نسائی کی روایت میں دونوں لفظ کو جمع کیا ہے اور استبرق بھی ایک قسم ہے ریشمی کپڑے کی **سُكُنٌ ثَمَانٌ مَعْلَى بُنْ** اسید قال حَدَّثَنَا وَهْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَارِضٍ عَنِ ابْنِ عَسَا قَالَ كَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ فِي يَدِي سَرَقَةً مِنْ حَرِيرٍ لَا أَهْوَى بِهَا إِلَى مَكَانٍ فِي الْجَنَّةِ إِلَّا طَارَتْ بِي إِلَيْهِ فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ فَقَصَصَتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَأَيْتَ أَخَاكَ دَجُلًا صَالِحًا أَوْ قَالَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ رَجُلًا صَالِحًا ترجمہ ابن عمر رضی روایت ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ جیسے میرے ہاتھ میں ریشمی ٹکڑا ہے نہیں قصد کرتا میں ساتھ اس کے کسی مکان کی طرف بہشت میں مگر کہ مجھ کو اُسکی طرف لے اُڑتا ہے سو میں نے اس خواب کو حنفیہ سے بیان کیا حنفیہ نے اُسکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر تیرا بھائی نیک مرد ہے یا یوں فرمایا کہ عبد اللہ نیک مرد ہے

ایک روایت میں عبد اللہ بن عمر رضی سے اتنا زیادہ ہے کہ کہا عبد اللہ نے کہ میں نے خواب میں

دیکھا کہ دو فرشتے میرے پاس آئے سوا انہوں نے چاہا کہ مجھ کو درخ کی طرف لیجا دیں تو میں نے
یہ خواب اپنی بہن حفصہؓ کی بیان کیا حفصہؓ حضرت علیؓ کی بیوی تھیں کیا تو حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ عبداللہ اچھا مرد ہے اگر رات کو تہجد کی نماز پڑھتا تھا ابن عمرؓ نے اور حبیب بن سونا تھا تو صبح
تک نہ اٹھتا تھا تو اس کے بعد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رات کو بہت تہجد کی نماز پڑھا کرتے تھے (فتح)
باب القید فی المنام خواب میں قید کو دیکھنا ف یعنی جو خواب میں دیکھے کہ وہ مقید ہے تو اس کی
کیا تعبیر ہے اور ظاہر اطلاق حدیث کا یہ ہے کہ تعبیر اس کی ثابت رہا ہے دین میں تمام وجوہ میں لیکن
خاص کیا ہے اس کو اہل تعبیر نے ساتھ اس کے جیکوہان اور کوئی قرینہ ہو جیسا کہ مسافر ہو یا بیمار ہو اس کی
کہ وہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ ہنگام سفر اور بیماری دراز ہوگی اور اگر قید میں صفت زائدہ دیکھے جیسے کہ
کوئی شخص اپنے پاؤں میں چاندی کی قید دیکھے کہ وہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ نکاح کریگا اور اگر سونے
کی قید ہو تو یہ دلالت کرتا ہے کہ وہ مال طلب کرے گا اور اگر پتیل سے ہو تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر
وہ مکروہ امر کے واسطے یا مال فوت ہونے کے واسطے ہے اور قلعی سے ہو تو وہ اس کے واسطے
ہے جس میں ہستی ہو اور اگر رتھی سے ہو تو دین کے کسی اور امر کے واسطے ہے (فتح) **حَدَّثَنَا**
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَبَّاحٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ قَالَ سَمِعْتُ عَوْفًا قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ
أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اقْتَرَبَ الزَّهْمَانِ
لَمْ تَكُنْ تَكْذِيبُ دُؤْبِ الْمُؤْمِنِ وَدُؤْبِ الْمُؤْمِنِ جُرٌّ مِنْ سِنَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُرٌّ مِنَ النَّبِيِّ
فَإِنَّهُ لَا يَكْذِبُ قَالَ مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَقُولُ هَذِهِ قَالَ وَكَانَ يُقَالُ الدُّؤْبُ تَكْذِيبُ حَدِيثِ
النَّفْسِ وَتَحْوِيلِ الشَّيْطَانِ وَبُشْرَى مِنَ اللَّهِ فَمَنْ رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلَا يَقْصُصْهُ
عَلَى أَحَدٍ وَلْيَقُمْ فَلْيَصِلْ قَالَ وَكَانَ يَكْرَهُ الْعُلَّ فِي الثَّوْمِ وَكَانَ يُجَبِّرُهُمُ الْقَيْدُ
وَيُقَالُ الْقَيْدُ نَبَأٌ فِي الدِّينِ وَرَوَاهُ قَتَادَةُ وَيُونُسُ وَهَشَامٌ وَأَبُو هَلَالٍ عَنِ ابْنِ
سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَذْرَجَهُ بَعْضُهُمْ كَلًّا
فِي الْحَدِيثِ وَحَدِيثُ عَوْفِ ابْنِ وَ قَالَ يُونُسُ لَا أَحْسِبُهُ إِلَّا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِي الْقَيْدِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ لَا تَكُونُ الْأَغْلَالُ فِي الْأَعْنَاقِ تَرْجِمَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ
روایت ہے کہ حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب زمانہ قریب آئے گا تو ہمیں قریب ہے
کہ ایماندار کا خواب جھوٹ ہوگا اور ایماندار کا خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھالیس حصوں میں
اور کہا محمد بن سیرین نے اور میں کہتا ہوں کہ جو پیغمبری سے ہو وہ جھوٹ نہیں ہوتا کہا ابن سیرین

اور کہا جاتا تھا کہ خواب تین قسم سے خیال نفس کا اور ڈرانا شیطان کا اور بشارت اللہ تعالیٰ کی طرف سے سوچو خواب میں کچھ چیز دیکھے جو اُسکو بری معلوم ہو تو اُسکو کسب سے بیان نہ کرے اور چاہیے کہ اُٹھ کر نماز پڑھے کہا اور مکر وہ رکھتے تھے پھانسی کو خواب میں اور قید اُنکو خوش لگتی تھی یعنی دیکھنا قید کا خواب میں اور کہا جاتا تھا کہ قید کی تعبیر ثابت رہنا ہے دین میں اور دوایت کیا ہے اُسکو قتادہ اور یونس اور شہام اور ابو ہلال نے ابن سیرین سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور مدرج کیا ہے بعضوں نے سب کو حدیث میں یعنی سب کو مرفوع ٹھہرایا ہے اور حدیث عوف کی زیادہ تر بیان کرنے والی ہے یعنی اس واسطے کہ اُس نے جدا کیا ہے مرفوع کو موقوف سے خاص کر تصریح کی ہے اس میں ساتھ قول ابن سیرین کی تین یہ کہتا ہوں کہ وہ دلالت کرتا ہے اختصاص پر برخلاف اسکے کہ کہا ہے اس میں کہ کہا جاتا تھا کہ اس میں احتمال ہے برخلاف اول حدیث کے کہ تصریح کی ہے ساتھ مرفوع ہونے اسکے کہ اور کہا یونس نے کہ نہیں گمان کرتا میں اُسکو مگر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قید میں کہا ابو عبد اللہ بخاری نے کہ نہیں ہوتی ہے پھانسی مگر گردنوں میں فت کہا خطابی نے کہ اس حدیث کے معنی میں دو قول ہیں ایک یہ کہ بہار کی موسم میں جب رات دن برابر ہو جاتے ہیں تو خواب سچا ہوتا ہے اس واسطے کہ اُس وقت غالباً آدمی کی طبیعت صاف ہوتی ہے دوسرا یہ کہ جب قیامت قریب آوے گی تو مسلمان کا خواب سچا ہوگا اگر یگانہ کہتا ہوں کہ اس حدیث میں مومن کی قید آئی اور حبس وقت میں کہ طبیعتیں برابر اور معتدل ہوتی ہیں وہ وقت مومن کے ساتھ خاص نہیں کافر کی طبیعت بھی معتدل ہوتی ہے تو لازم آتا ہے کہ اُسکا خواب بھی جھوٹ نہ ہو پس معلوم ہوا کہ مراد بحثنے اخیر میں یعنی اخیر زمانے میں قیامت کے قریب مسلمان کا خواب سچا ہوگا اگر یگانہ برابر اسکے اس میں تین قول ہیں ایک یہ کہ جب دین کا علم جاتا رہے گا اکثر عالموں کے مرنے سے اور مشکل ہے ہونا پیغمبری کا اس امت میں تو پیغمبری کا بدلہ اُن کو سچی خواہیں دیجائیں تاکہ تازہ کرے اُنکے واسطے جو علم کہ پُرانا ہوا دوسرا یہ کہ جب ایماندار کم ہو جاویں گے اور غالب ہوگا کفر اور جہل اور فسق اُن لوگوں پر جو موجود ہونگے تو لگاؤ پیدا کیا جاوے گا ایماندار سے اور مددی جادگی اُسکو ساتھ سچی خوابوں کے اسکے اکرام اور تسلی کے واسطے اور بنابر ان دونوں قول کے نہیں خاص ہے یہ ساتھ زمانے معین کے بلکہ چون چون قریب ہوگا فارغ ہونا دنیا کا اور دین معدوم ہونے لگے گا تو سچے مسلمان کی خواب بہت سچی

جاری ہوئے عمل کا اثر تھا

ہوگی اور تیسرا قول یہ ہے کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ زمانے جیسے علیہ السلام کے اور اول قول ان تینوں میں اولے ہے اور کہا داؤدی نے کہ مراد زمانے کے قریب ہونے سے یہ ہے کہ جلدی جلدی گزر جاوے گا اور یہ قیامت کے قریب ہوگا یا تا تک کہ سال مہینے کے برابر ہوگا اور بعضوں نے کہا کہ مراد اس سے زمانہ مہدی کا ہے وقت کشادہ ہونے رزق کا اور خیر کے اس واسطے کہ یہ زمانہ چین اور آرام کے سبب کم اور چھوٹا معلوم ہوگا اور یہ جو کہا نہیں قریب ہے تو اُس میں اشارہ ہے طرف غلبہ صاق کی خواب پر اگرچہ ممکن ہے کہ اس سے کوئی چیز چھوٹی نہ ہو اور راجح یہ ہے کہ مراد نفی کذب کی ہے اس سے بالکل اور پہلے گزر چکا ہے کہ نہیں ہوتا ہے حصہ پنجمیری کا مگر وہ خواب کہ مسلمان صالح اور صادق سے واقع ہوں اور مطلق حدیث میں محمول ہیں اور پر اس کے واسطے کہ وہی مسلمان ہے جس کا حال پنجمیر کے حال کے مناسب ہے تا ہے پس اگر ارام کیا جاتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ ارام کیا جاتا ہے ساتھ اس کے پنجمیر کو اور وہ خبردار کرنا ہے کسی غیبی چیز پر اور ایسے کافر اور منافق اور کاذب اور مغلط سو اگرچہ انکی خواب بعضے وقت میں سچی ہوتی ہے ولیکن وہ نہ وحی سے ہوتی ہے نہ پنجمیری سے واسطے کہ نہیں ہے یہ بات کہ جو کسی چیز میں سچا ہوا اسکی خبر پنجمیری ہو کہ ہی کا ہن سچ بات کہتا ہے اور کہی بخومی کوئی بات بتلاتا ہے اور وہ ٹھیک بڑتی ہے لیکن یہ نہایت نادر اور کم سے اور کہا ابن ابی جبرہ نے کہ حدیث باب کے معنی یہ ہیں کہ اخیر زمانے میں مسلمان کا خواب جھوٹ نہوگا یعنی واقع ہوگا غالباً اس وجہ پر کہ نہ محتاج ہو طرف بتگیری کی پس نہ داخل ہوگا اُس میں کذب برخلاف ماقبل اس کے کہ اسکی تعبیر کہی پوشیدہ ہوگی سو بیان کرتا ہے اسکو تعبیر کرنے والا تو نہیں واقع ہوتی ہے جس طرح اس نے کہا پس صادق آتا ہے داخل ہونا جھوٹ کا اس میں اس اعتبار سے اور ابن ماجہ نے مرفوع روایت کی ہے کہ خواب تین قسم ہے ایک ڈرانا ہے شیطان سے تاکہ آدمی کو غمگین کرے دوسری یہ کہ قصہ کرتا ہے آدمی ساتھ اس کے بیداری میں سو اسکو خواب میں دیکھتا ہے تیسری وہ ہے جو ایک حصہ پنجمیری کا اور نہیں ہے مراد حصر کرنا تین میں واسطے ثابت ہونے چوتھی قسم حدیث نفس کی اور وہ خطرہ نفس کا ہے اور پانچویں قسم کہیل شیطان کی ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے کہ ایک گنوار نے کہا یا حضرت میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا سر کاٹا گیا اور میں اس کے پیچھے دوڑتا ہوں حضرت صلو اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شیطان کا کہیل ہے کیسے اسکی خبر ست دی اور چھٹی قسم یہ ہے کہ آدمی کو کسی چیز کی بیداری میں عادت ہو جیسو کسی کو عادت ہو ایک وقت کھانا کھانے کی اور

اُس وقت وہ سو جاوے سو خواب میں دیکھے کہ وہ کہا نا کہا تا ہے اور اس کے اور حدیث لغت کے درمیان
 عموم خصوص کے اور ساتویں قسم پریشان خواب کے اور کہا نووی نے کہا علمائے کبیرہ نے کہ قید اس واسطے محبوب ہے
 کہ اس کا محل پیر ہے اور وہ روکنا ہے گناہوں اور شر اور باطل سے اور بغوض ہے بہانسی سوا سوا
 اس کی جگہ گردن ہے اور وہ صفت دوزخیوں کی ہے خدا تعالیٰ نے فرمایا اذلا غلال فی اعناقہم
 کہا کہ مانی نے کہ قول اس کا کان يقال مرفوع ہے یا نہیں ہو بعضوں نے کہا کہ کان يقال سے فی الدین
 تک سب نفع ہے اور یہ سب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام ہے اور بعضوں نے کہا کہ وہ سب
 ابن سیرین کا کلام ہے اور فاعل کان بکیرہ کا ابو ہریرہؓ ہے (فتح) **باب العین الجاریۃ**
 فی المنام خواب میں نہر جاری دیکھنا ف کہا مہلب نے کہ نہر جاری میں کبھی احتمال ہیں اگر اُس کا
 پانی صاف ہو تو اُس کی تعبیر نیک عمل ہے والا نہیں اور بعضوں نے کہا کہ مراد نہر جاری سے عمل
 جاری ہے صدقہ سی یا معروف سی زندہ کے واسطے ہو یا مردہ کے اور بعضوں نے کہا کہ مراد اُس
 سے نعمت و برکت ہے (فتح) **حکم ثلثا عبدان** قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرُ بْنُ الزُّهْرِيِّ عَنْ خَارِجَةَ
 بِنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أُمِّ الْعَلَاءِ وَهِيَ أُمُّ أَعْتَمٍ مِّنْ لِّسَانِهِمْ بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ طَارَ لَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَطْعُونٍ فِي الشَّكْنِ حَيْثُ أَقْرَعَتِ الْأَنْصَارُ
 عَلَى سُكْنَى الْمُرَاجِرِينَ فَاشْتَكَيْتُمْ حُضُنَا حَتَّى تُوَفِّي ثُمَّ جَعَلْنَا فِي الثَّوَابِ فَلَمَّا حَلَّ
 عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ يَا السَّائِبُ فَشَهِدَاتِي
 عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللَّهُ قَالَ وَمَا يُدْرِيكَ قُلْتُ لَا أَدْرِي قَالَ أَمَا هُوَ فَقَدْ جَاءَهُ الْيَقِينُ
 إِنِّي لَا رُجُوءَ الْخَيْرِ مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ مَا أَدْرِي وَأَنَا رَسُولُ اللَّهِ مَا يَفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ قَالَتْ
 أُمُّ الْعَلَاءِ فَوَاللَّهِ لَا أَذْكُرُ أَحَدًا بَعْدَهُ قَالَتْ وَرَأَيْتُ لِعُثْمَانَ فِي النَّوْمِ عَيْنًا خَيْرِي فَجِئْتُ
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ فَقَالَ ذَلِكَ عَمَلُ نَجْرِي ثُمَّ جَاءَهُ الْعَلَاءُ
 رَوَايَتُ هُوَ اور وہ ایک عورت ہے انکی عورتوں سے اُس نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت
 کی کہا کہ عثمان بن مظعون ہمارے حصے میں آئے بیچ رہنے کے ہمارے گھر میں جبکہ انصاریوں نے قرعہ
 ڈالا ہاجرین کی بود باش میں سو عثمانؓ پہلو ہوئے سو ہم نے انکی بیماری داری کی یہاں تک کہ فوت
 ہوئے پھر ہم نے انکو انہیں کے کپڑوں میں کفنایا اور ہمارے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 تشریف لائے تو میں نے کہا خدا تعالیٰ کی رحمت تجھ کو اسے ابو سائب سو میں تجھ پر گواہی دیتی
 ہوں کہ البتہ خدا تعالیٰ نے تجھ کو اکرام کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تجھ کو کیا

أَقَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرُ بْنُ الزُّهْرِيِّ

معلوم ہے عینے کہا میں نہیں جانتی فرمایا کہ امیر عثمان سوا کو تو موت آئی اور میں البتہ اسکے واسطے
 بہتری کا امیدوار ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں نہیں جانتا اور حالانکہ
 میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں کہ میرا کیا حال ہوگا اور نہ تمہارا ام العلاء نے کہا سو قسم اللہ تعالیٰ
 کی کہ میں اسکے بعد کسی کو پاک دامن نہ پھیلاؤں گی کہا ام العلاء نے سوینے خواب میں عثمانؓ کے
 واسطے نہر جاری دیکھی سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی سو میں نے حضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم سے یہ ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسکا عمل جاری ہے ف
 احتمال ہے کہ مراد عثمان کے عمل سے جو کیداری کرتا اسکا ہوگا فروں کے جہاد میں اسواسطے کہ سنن
 میں ثابت ہو چکا ہے کہ مرنے سے پہلے آدمی کا عمل ختم ہو جاتا ہے مگر حوراء خدا تعالیٰ میں جو کیداری
 کرنے والا ہو کہ اسکا عمل قیامت تک جاری رہے گا اور نذر ہوگا قبر کے فتنوں سے اور ساتھ اسکے
 دور ہوگا اشکال (فتح) **باب** نَزْعُ الْمَاءِ مِنَ الْبُحْرِ حَتَّى يَرَوِيَ النَّاسُ دَوَاهُ أَبُو هُرَيْرَةَ
 عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يَنْجُو بَانِي كَوْثُنٍ مِنْ سَيْبَانِ شَكَّ كَلَامُ سِيرَابٍ مَوْجَاوِزِ
 روایت کیا ہے اسکو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے **حَدَّثَنَا يَحْيَى**
ابْنُ ابْرَاهِيمَ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ كَوْثَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ حُوَيْرَةَ
قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عَبْدِ عَمْرٍو حَدَّثَنَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَيْنَا أَنَا عَلَى بَيْتٍ نَزَعُ مِنْهَا إِذْ جَاءَنِي أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ لِي لَوْ فَكَزَعَهُ
ذُنُوبًا أَوْ ذُنُوبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ فَغَفَرَ اللَّهُ لَهُ ثُمَّ أَخَذَ هَا ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ
يَدِي ابْنِ بَكْرٍ فَاسْتَحَالَتْ فِي يَدِهِ عَمْرُ بَا فَلَكَ أَرْعَبُ يَا مَعْ النَّاسُ يَقْرَأُ فِرْيَةً حَتَّى يَضْرِبَ
النَّاسُ بِعُطَيْنِ حَرَمِ بْنِ عُمَرَ رَفَعُوا رَأْسَهُ رَوَيْتُ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ
 میں کہ میں خواب میں ایک کونین پر پانی کھینچتا تھا یعنی ڈول سے کہ ناگہان ابو بکرؓ اور عمرؓ
 میرے پاس آئے پہر ابو بکرؓ نے ڈول کو لیا یعنی جس سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی کھینچتے
 تھے سوائے ایک یا دو ڈول نکالے اور اس کے کھینچنے میں کچھ سستی اور کمزوری تھی اور خدا
 تعالیٰ اسکو معاف کرے گا پہر ابو بکرؓ کے ہاتھ سے اسکو اس خطاب لیا تو وہ اس کے ہاتھ میں
 پلٹ کر چرس ہو گیا سو میں نے تو آدمیوں سے ایسا بڑا زور آور کسی کو نہیں دیکھا جو عمرؓ کی طرح
 پانی کھینچتا ہو یہاں تک اس نے پانی کثرت سے نکالا کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو پانی سے اسودہ
 کر کے ان کے بیٹھنے کی جگہ میں بٹھلایا **ف** یہ جو کہا کہ پہر عمرؓ نے اسکو ابو بکرؓ کے ہاتھ سے لیا تو

اسمین اشارہ ہے کہ عمر فاروق صدیق رضی اللہ عنہ کی وصیت سے خلیفہ ہونگے لیکن اور ایسا ہی ہو کہ صدیق اکبر نے وصیت کی کہ میرے بعد عمر خلیفہ ہو بر خلاف ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کہ انکی خلافت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صریح عہد سونہ تھی لیکن اسمین چند اشارتیں وارد ہوئی ہیں جو صراحت کے قریب ہیں اور مراد ضعف سے یہ ہے کہ انکی خلافت کی مدت کم ہوگی انکے وقت میں اسلام عالم میں خوب نہیں پھیلے گا چنانچہ صدیق رضی اللہ عنہ کل دو برس خلیفہ رہے اس مدت میں مسلمانوں کا اور مردوں کو مار کے عرب کا اسلام مضبوط کر کے کچھ ملک شام کا فتح کیا تھا کہ انکا انتقال ہوا پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہو گئے دس برس خلیفہ رہے انکے وقت میں عالم میں اسلام خوب ہو گیا بلکہ شام اور مصر اور ایران اور عراق اور اکثر روم فتح ہوا چار ہزار بڑے بڑے شہر مع برکت فتح ہوئے اور بشمار خزانے مسلمانوں میں تقسیم ہوئے اور لوگ آسودہ اور غنی ہو گئے جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہونا تھا سو خدا تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواہ بین دکھلایا سو شبیہ دی مسلمانوں کے کام کو ساتھ کوئین کے حبیب بانی ہو کہ اسمین انکی زندگی اور درستی ہو اور بانی پلانا قائم ہونا اُسکا ہے ساتھ پہلایون انکی کے اور یہ جو کہا کہ انکی کھینچنے میں سستی تھی تو اسمین ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں نقص نہیں اور سو اُسکے کچھ نہیں کہ وہ اخبار ہے کہ انکی خلافت کی مدت کم ہوگی اور اس پر خلافت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سوجب دراز ہوئی تو لوگوں کو اُس سے بہت فائدہ ہوا اور اسلام کا دائرہ بہت کشادہ ہوا ساتھ کثرت فتوح کے اور یہ جو فرمایا کہ خدا تعالیٰ اُسکو معاف کریگا تو اسمین ہی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے واسطے کچھ نقص نہیں اور نہ اشارہ ہے اس طرف کہ اُن سے گناہ واقع ہوا اور سو اُسکے کچھ نہیں کہ وہ ایک کلمہ ہے جو کلام میں کہتے تھے اور اس حدیث میں اعلام ہے ساتھ خلافت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہ کے اور صحیح ہونے ولایت انکی کے اور کثرت نفع اُٹھانے کے ساتھ دونوں کے سوجبیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا کہا ابن عربی نے کہ نہیں ہے مراد ساتھ ڈول کے انداز جو دلالت کریں اور کم ہونے حصے کے بلکہ مراد قادر ہونا ہے کوئین پر فتح) **کَابِ تَزِيحُ الذُّنُوبِ وَالذُّنُوبُ** میں **الْبُيُوتُ يَنْقُصُ كَيْفَ يَنْجِنَا** ایک یا دو ڈول کا کوئین سے ساتھ سستی کے **كُلُّ شَيْءٍ** **اَسْمَلُ بَنِي كَوْثَرٍ** قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَوْسَى عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رُوِيَا النَّسَبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ابْنِ بَكْرٍ وَعُمَرُ قَالَ رَأَيْتُ النَّاسَ اجْتَمَعُوا فَقَامَ ابْنُ بَكْرٍ فَقَالَ ذُنُوبًا أَوْ ذُنُوبَيْنِ وَفِي تَرْجَمَةِ ضَعِيفٍ وَاللَّهُ لَيَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ قَامَ ابْنُ الْخَطَّابِ

فَاسْتَحَالَتْ عَرَبًا كَثِيرًا رَأَيْتُ مِنَ النَّاسِ يَفِرُّونَ مِنِّي فَتَرَكْتُ حَتَّى طَرَبْتُ النَّاسَ يَخْشَوْنَ تَرْجِمَهُ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ
 سَعِدُ رَوَايَتُهُ هُوَ حَضَرْتُ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كِي خَوَابِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ صَدِيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَرَوَقَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَيْ خَفَى
 بَيْنَ حَضَرْتُ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَفْسًا يَكُنْ لِي لَوْ كُنْتُ كَوَيْحًا جَمْعُ مَوْنٍ سَوْنٌ هُوَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ
 سَوْنٌ لِي أَيْكَ دَوْدُولُ كَيْبِنِي أَدْرَا كَيْبِنِي بَيْنَ سَتِي تَبِي أَوْ خَدَا تَعَالَى أَسْكُو بَشِيكَ بَشَرِ خَطَا
 كَابِثًا أَهْأَسُو دَوْدُولُ بَلِثُ كَرْسٍ هُوَ كَيْبِنِي سَوْنٌ لِي أَدْرَا كَيْبِنِي سَوْنٌ سَعِدُ رَوَايَتُهُ هُوَ حَضَرْتُ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كِي خَوَابِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ
 بَيْنَ دِيكَ جَوَ عَمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كِي طَرَحَ بَانِي كَيْبِنِي هُوَ بِيَانَتَا كِي كَثَرَتْ سَعِدُ رَوَايَتُهُ هُوَ حَضَرْتُ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كِي خَوَابِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ
 أَوْ شَوْنٌ كَوَيْبَانِي سَعِدُ رَوَايَتُهُ هُوَ حَضَرْتُ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كِي خَوَابِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ
 قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَقِيلُ بْنُ أَبِي شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي هُرَيْرَةَ
 أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا وَأَنْتُمْ رَأَيْتُنِي عَلَى قَلْبٍ وَعَلَيْهَا
 دَلْوٌ فَتَزَعَّتْ مِنْهَا مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ أَخَذَ هَاجِنُ ابْنُ أَبِي خُفَّافٍ فَكَذَّبَ مِنْهَا ذَنُوبًا وَأَوْذَنُوبَيْنِ
 وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللَّهُ يُعْفِرُ لَهُ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ عَرَبًا فَأَخَذَ هَاجِنُ بْنُ أَبِي خُفَّافٍ
 فَلَمَّا أَرَادَ عَقْبَهُ يَأْمِنُ النَّاسُ يَنْزِعُ نَزْعًا ابْنُ الْخَطَّابِ حَتَّى طَرَبْتُ النَّاسَ يَخْشَوْنَ تَرْجِمَهُ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ
 وَهِيَ جَوَادِرُ كَذْرَافٍ جَوَابِ بَيْنَ كَيْبِنِي كَوَيْبِنِي سَعِدُ رَوَايَتُهُ هُوَ حَضَرْتُ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كِي خَوَابِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ
 كَيْبِنِي سَعِدُ رَوَايَتُهُ هُوَ حَضَرْتُ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كِي خَوَابِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ
 لَيْكِنِ وَهَجَسَ هَالُ كَيْبِنِي جَوَابِ كَوَيْبِنِي رَفِئَةُ بَابِ الْإِسْتِزْلَاجَةِ فِي الْكُتُبِ
 خَوَابِ بَيْنَ أَرَامٍ كَرَنَاتٍ كَبَاهِلُ نَقِيرٍ كَرَنَاتٍ كَرَنَاتٍ كَرَنَاتٍ كَرَنَاتٍ كَرَنَاتٍ كَرَنَاتٍ
 بَرْتَوَا كَيْبِنِي كَوَيْبِنِي كَوَيْبِنِي كَوَيْبِنِي كَوَيْبِنِي كَوَيْبِنِي كَوَيْبِنِي كَوَيْبِنِي كَوَيْبِنِي
 كَوَيْبِنِي كَوَيْبِنِي كَوَيْبِنِي كَوَيْبِنِي كَوَيْبِنِي كَوَيْبِنِي كَوَيْبِنِي كَوَيْبِنِي كَوَيْبِنِي
 إِبْرَاهِيمُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَاشِمٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا وَأَنْتُمْ رَأَيْتُنِي عَلَى قَلْبٍ وَعَلَيْهَا
 فَتَأْتَانِي أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذَ الدَّلْوَّ مِنْ يَدِي لِيُرِيَنِي فَتَزَعَّتْ مِنْهَا ذَنُوبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللَّهُ
 يُعْفِرُ لَهُ فَتَأْتَانِي ابْنُ الْخَطَّابِ فَأَخَذَ مِنْهُ قَلَمٌ يَزِيلُ يَنْزِعُ حَتَّى تَوَلَّى النَّاسُ وَالْحَوْضُ يَنْفَجِرُ
 تَرْجِمَهُ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَعِدُ رَوَايَتُهُ هُوَ حَضَرْتُ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كِي خَوَابِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ
 كَيْبِنِي سَعِدُ رَوَايَتُهُ هُوَ حَضَرْتُ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كِي خَوَابِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ
 مِيرَ سَعِدُ رَوَايَتُهُ هُوَ حَضَرْتُ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كِي خَوَابِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ
 كَيْبِنِي سَعِدُ رَوَايَتُهُ هُوَ حَضَرْتُ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كِي خَوَابِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ

ڈول کھینچے اور اُس کے کھینچنے میں سستی تھی اور خدا تعالیٰ اس کو بیشکاپہر خطاب کا بیٹا آیا سو
 اُس نے اُس سے ڈول لیا سو ہمیشہ رہا کھینچتا یہاں تک کہ لوگوں نے پیٹھ پھیری اور حوض جوش مارتا
 تھا ف اور شاید حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یمن سے پانی نکال کے حوض میں ڈالتے جاتی
 تھے اور لوگ اُس سے اپنے واسطے اور اپنے چوپایوں کے پانی لیتے تھے اور مراد اس حدیث سے
 بیان یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ڈول لیا تاکہ مجھ کو راحت دیو
 رفتہ **باب** الْقَصْرِ فِي الْمَنَامِ خواب میں محل کو دیکھنا **ف** کہا اہل تعبیر نے کہ خواب
 میں محل دیکھنا عمل نیک ہے واسطہ اہل دین کے اور واسطہ غیر کے جس اور تنگی ہے اور بھی
 محل میں داخل ہونے سے مراد کھل کر نہ ہوتا ہے (فتوہ) **مَحَلُّ شَاكَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيْرٍ قَالَ**
سَحَلْتُ نَحْيَ اللَّيْلِ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ
أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ بَجُلُوسٍ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَأْتُمُّ
رَأْيَتَنِي فِي الْجَنَّةِ فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَنْبِ قَصْرِ كُنْتُ مِنْ هَذَا الْقَصْرِ قَالُوا لِعُمَرَ قَدْ كُنْتَ
عَفِيْرَةً قَوْلَيْتُ مَدِيْرًا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَبَكَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثُمَّ قَالَ أَعَلَيْكَ يَا بِي
أَنْتَ وَأَرْحَى يَا رَسُولَ اللَّهِ آغاز ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں
 کہ میں سوتا تھا میں نے اپنے تئیں بہشت کے اندر دیکھا سونا گہان و بان ایک عورت ہے کہ ایک محل
 کی جانب میں وضو کرتی ہے سو میں نے کہا کہ یہ کس کا محل ہے فرشتوں نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کا محل ہے
 سو مجھ کو عمر رضی اللہ عنہ کی غیرت یا د پڑی سو میں بیٹ آیا بہشت دیکر یعنی مرد کو اس کی عورت کے پاس اجنبی
 مرد کے جانے سے غیرت جوش مارتی ہے تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لگے اور عرض کی کہ یا حضرت کیا
 آپ پر بھی مجھ کو غیرت آتی یعنی یہ بات مجھ سے ممکن نہ تھی **ف** بعضوں نے اعتراض کیا ہے
 کہ بہشت تکلیف کا گہر نہیں ہے وضو کے کیا معنی کہا قرطبی نے وضو تو صرف اس واسطے کرتے تھے
 کہ اس کا حسن اور نور بڑھے نہ یہ کہ وہ میل در گندگی کو دور کرتے تھے اس واسطے کہ بہشت ان باتوں سے
 پاک ہے اور جائز ہے کہ وضو بوجہ تکلیف کے ہو میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ واقع ہونا وضو کا اُس
 حقیقی مراد واسطے ہونے اس کے کہ خواب سو ہوگی وہ شمال عورت مذکورہ کے واسطے اور پہلے گد چکا
 ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام سلیم کو بہشت میں دیکھا اور حالانکہ وہ اُس وقت زندہ تھیں
 سو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ بہشتیوں سے ہے واسطے قول جمہور اہل تعبیر کے کہ جو دیکھے خواب میں

کہ وہ بہشت میں داخل ہوا تو وہ بہشت میں داخل ہو گا پہر کیا حال ہے جبکہ ہو دیکھنے والا اسکو
 سچا سب خلق سے اور مراد وضو سے تھرا کی ہاسکی ہے حشا و منے اور پاک ہونا اسکا جسا و حکما
 (فتح) **حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ**
عُمَرَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا أَنَا بِقَصْرِ مِنْ ذَهَبٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هَذَا فَقَالُوا لِلرَّجُلِ
مِنْ قُرَيْشٍ فَمَا مَنَعَكَ أَنْ ادْخُلَهُ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ إِلَّا مَا أَعْلَمَ مِنْ غَيْرِكَ قَالَ
 وَعَلَيْكَ أَغَارُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ترجمہ جابر بن عبد اللہ رضی عنہ روایت ہے کہ حضرت صلوات اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں بہشت میں داخل ہوا یعنی خواب میں سونا کہاں میں نے سونے کا
 ایک محل دیکھا سو میں نے کہا کہ یہ کس کا محل ہے فرشتوں نے کہا کہ ایک قریشی مرد کا سونہ منع
 کیا مجکو اس میں داخل ہونے سے اسے خطاب کے بیٹے مگر جو مجکو معلوم ہے تیری غیرت
 سے عمر رضی نے کہا کہ یا حضرت کیا آپ پر یہی مجکو غیرت آتی **ف** حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ
 وسلم نے معلوم کیا تھا کہ وہ عمر رضی سے یا قرآن سے یا وحی سے (فتح) **قَالَ**
الْوُضُوءُ فِي الْمَنَامِ خَوَابٍ مِنْ وَضُوءِ نَافٍ کہا اہل تعبیر نے کہ خواب میں وضو کرنا وسیلہ
 ہے طرف بادشاہ کی یا عمل کی پہر اگر اسکو خواب میں پورا کرے تو حاصل ہوتی ہے مراد
 اسکی بیداری میں اور اگر دشوار ہو ساتھ عاجز ہونے پانی کے مثلاً یا وضو کرے ساتھ اس کے
 جس سے نماز جائز نہیں تو نہیں اور وضو وسطے خوف کرنے والے کے امان ہے اور دلالت
 کرتا ہے اوپر حاصل ہونے ثواب اور رفع خطایا کے (فتح) **حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَكْظَرٍ**
قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ
أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا
أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ فَإِذَا أَمْرٌ كَأَنَّهُ تَوَضَّأَ إِلَى جَانِبِ قَصْرِ فَقُلْتُ لِمَنْ هَذَا
الْقَصْرُ قَالُوا الْعُمَرُ فَلَمْ أَكُنْ غَيْرَهُ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا فَبَكَى عُمَرُ وَقَالَ عَلَيْكَ يَا بَنِي
وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ آغاز ترجمہ ابو ہریرہ رضی عنہ روایت ہے کہ جب حالت میں کہ ہم حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاس تھے
 حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ میں نے اپنے تین بہشت سے
 اندر دیکھا سونا کہاں وہاں ایک عورت ہے کہ ایک محل کی جانب میں وضو کرتی ہے سو میں نے
 کہا کہ یہ کس کا محل ہے فرشتوں نے کہا کہ عمر کا محل ہے سو مجکو عمر کی غیرت یاد پڑی تو میں بیٹ

جو ٹھکانہ عمر فرمادیا لوگوں نے کہا یا حضرت آپ نے اسکی کیا تعبیر کی فرمایا علم وف اور مراد درجی
 درود ہے (فتح) **باب** الْأَمْنِ وَذَهَابِ الرُّذُومِ فِي الْمَنَامِ خواب میں امن کا حاصل ہونا
 اور خوف کا دور ہونا **ف** جو خواب میں اپنے تین خوف کرنے والا دیکھے تو وہ امن میں
 رہیگا اور اگر ہمس ہو تو بعکس **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ
 مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ زَاتِ رَجَالٍ آمِنٌ
 أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا يَرَوْنَ الرُّؤْيَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقْصُصُونَهَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللَّهُ وَأَنَا عَلَامٌ حَدِيثُ الشَّيْخِ وَبَلَّغْتُ السَّحَابَ قَبْلَ أَنْ أَتِيَهُ قُلْتُ
 فِي نَفْسِي لَوْ كَانَ فِيكَ خَيْرٌ لَرَأَيْتُ مِثْلَ مَا يَرَى هَؤُلَاءِ فَلَمَّا اضْطَجَعْتُ لَيْلَةً قُلْتُ
 اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ فِي خَيْرٍ فَأَرِنِي رُؤْيَا بَيْنَمَا أَنَا كَذَلِكَ إِذْ جَاءَنِي مَلَكَانِ فِي يَدِ كُلِّ
 وَاحِدٍ مِثْرَاهَا مِقْمَعَةٌ مِنْ حَدِيدٍ يُقْبِلَانِ بِي وَأَنَا بَيْنَهُمَا أَدْعُو اللَّهَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ
 مِنْ جَهَنَّمَ ثُمَّ أَرَانِي لَقَيْنِي مَلَكٌ فِي يَدِهِ مِقْمَعَةٌ مِنْ حَدِيدٍ فَقَالَ لِي لَمْ تَرُدَّ
 بِغَسَمِ الرَّجُلِ أَتَيْتُكَ لَتَكْثُرَ الصَّلَاةُ فَاطْلُقُوا بِي حَتَّى وَقِفُونِي بِجَهَنَّمَ مَطْوِيَةً كَطِيِّ الْبُرْ
 لَدُ قُرُونٍ كَقُرْنِ الْبُتْرِ يَنْ كُلِّ قُرْنَيْنِ مَلَكٌ بِيَدِهِ مِقْمَعَةٌ مِنْ حَدِيدٍ وَأَرَى فِيهَا
 رِجَالًا صَعَلِقِينَ بِالسَّلَاسِلِ رُؤُسُهُمْ أَسْفَلُهُمْ عُرْفَتُ فِيهَا رِجَالٌ مُرْقَرَشُونَ فَأَنْصَرَفُوا
 عَنْ ذَاتِ الْيَمِينِ فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ فَقَصَصْتُهَا حَفْصَةَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ رَجُلٌ صَالِحٌ فَقَالَ نَافِعٌ كَلِمٌ
 يُزَلُّ بَعْدَ ذَلِكَ يُكْثِرُ الصَّلَاةَ ثُمَّ رَحِمَهُ ابْنُ عُمَرَ فِي رِوَايَتِهِ بِرُؤْيَا حَضْرَتِ صَلَوَاتِهِ عَلَيْهِ وَآلِهِ
 وَسَلَّمَ كَيْسَ خواب دیکھتے تھے حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں تو اسکو حضرت
 صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتے تھے سو اس میں حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے جو اسکو
 نے چاہا اور میں اسکا کم عمر تھا اور میرا گھر مسجد تھا یعنی میں مسجد میں رہتا تھا نکاح کرنے سے پہلے سو
 میں نے اپنے جی میں کہا کہ اگر تجھ میں نیکی ہوتی تو تو خواب دیکھتا جیسے یہ لوگ دیکھتے ہیں خوب
 میں ایک رات لیٹا تو میں نے کہا الہی اگر تو مجھ میں نیکی جانتا ہے تو مجھ کو خواب دکھلا سو
 جس حالت میں کہ میں اسی طرح کہ ناگہان دو فرشتے میرے پاس آئے دو زمین سے میرا ایک کے
 ہاتھ میں لوہے کا ایک گرز تھا میرا لطف متوجہ تھے اور میں دونوں کے درمیان تھا اللہ تعالیٰ کے**

دعا کرتا تھا آہی بین تیری پناہ مانگتا ہوں دوزخ سے پرہیز اپنے تئیں دیکھا کہ ایک فرشتہ مجھے سولا سکے ہاتھ میں لوہے کا ایک گرز ہے تو اس نے مجھ سے کہا کہ مت ڈر تو اچھا مرد ہے اگر نہایت ناز پر ہا کرے سو مجھ کو لے چلے یہاں تک کہ انہوں نے مجھ کو دوزخ کے کنارے پر کھڑا کیا اُس کا منہ گول تھا جیسے کنواں گول ہوتا ہے اُس کے واسطے قرن ہیں جیسے کنوئیں کے قرن ہوتے ہیں ہر دو قرن کے درمیان ایک فرشتہ ہے اُس کے ہاتھ میں لوہے کا ایک گرز ہے اور میں نے اسمین مردوں کو دیکھا بزنجیر دن سے لٹکے اُن کے سر نیچے کی طرف تہی یعنی اُلٹے لٹکتے ہیں میں نے اسمین چند قریشی مردوں کو پہچانا سودہ فرشتہ مجھ کو لے پرے دہنی طرف سے سویں نے یہ خواب اپنی بہن حفصہ سے بیان کیا حفصہ نے اُس کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر عبد اللہ نیک مرد ہے سو نافع نے کہا سو ہمیشہ رہے عبد اللہ اُس کے بعد بہت ناز پر کہتے یعنی اُس کے بعد رات کو تہجد کی نماز بہت پڑھتے تھے ف مراد قرن سے کوئیں کی دونوں جانب ہیں جو پتھرون سے بنائی جاتی ہیں ان پر لکڑی رکھی جاتی ہے اور عادت ہے کہ ہر کوئیں کے دو قرن ہوتے ہیں کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعضی خواب تعبیر کی محتاج نہیں ہوتی اور یہ کہ جو تعبیر اس کی خواب میں کی جاوے وہی تعبیر اس کی بیداری میں ہے اس واسطے کہ جو فرشتے نے اُس کی تعبیر کہی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے زیادہ نہ کہی یعنی جو آخر حدیث میں فرمایا کہ عبد اللہ نیک مرد ہے اور اسمین واقع ہونا وعید کا اور ترک سنتوں کے اور جواز وقوع عذاب کے اور اُس کے تئیں کہتا ہوں اور وہ شرط ہے ساتھ ہمیشگی کرنے کے ترک پر واسطے منہ پھیرنے کے اُس سے پس وعید اور تعذیب تو واقع ہوتی ہے محرم پر اور وہ ترک ہے ساتھ قیداء عرض کے اور یہ کہ اصل تعبیر پیغمبروں کی طرف سے ہے اس واسطے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے تمنا کی کہ خواب دیکھی کہ اُس کی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعبیر کریں تاکہ میرے اُس کے نزدیک اصل اور تصحیح کی ہے اشعری نے ساتھ اس کے کہ اصل تعبیر تفسیر ہے پیغمبروں کی طرف سے اور ان کی زبانوں پر کہا ابن بطال نے کہ لیکن جو وارد ہوا ہے پیغمبروں سے سبب سبب اسکے اگرچہ اصل ہے سو نہیں عام ہے تمام خوابوں کو ضرور ہر واسطے حافق اس فن کے یہ کہ استدلال کرے ساتھ حسن نظر اپنی کے سورت کو اُس خواب کو جس پر نص نہیں طرف حکم تخیل کی اور اُس کے واسطے حکم کرے ساتھ نسبت صیغہ کے سو اُس کو اصل تعبیر اور اُس کے غیر کو اُس کے ساتھ ملحق کرے جیسا فقہ کرتا ہے اور یہ کہ جانتے رات

رہنا مسجد میں اور شروع ہونا نیابت کا بیج بیان کرنے خواب کے اور اب ابن عمر کا ساتھ حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور ڈرنا آپ سے کہ خود اپنا خواب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
بیان کیا اور فضیلت قیام الیل کی (فتح) **بَابُ الرَّحْمَنِ عَلَى الْيَمِينِ فِي النَّوْمِ** خواب
میں دائینی طرف چلنا **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ**
قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ ابْنِ عَسْمَرَ قَالَ كُنْتُ غُلَامًا
شَابًا عَزَبًا فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنْتُ أَبِيتُ فِي الْمَسْجِدِ وَكَانَ
مَنْ رَأَى مِنَّا مَا قَصَدَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ
لِي عِنْدَكَ خَيْرٌ فَارِنِي مِنْ مَّا يُعْبَرُ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمِئْتُ
فَرَأَيْتُ مَلَكَ يَأْتِيَنِي فَأَنْطَلِقَانِي فَلَقِيَهُمَا مَلِكَ آخَرُ فَقَالَ لِي كَمْ تَدْرَعُ إِنَّكَ رَجُلٌ
صَالِحٌ فَأَنْطَلِقَانِي إِلَى النَّارِ فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ لَطِيفُ الْبَيِّنَاتِ وَإِذَا فِيهَا نَاسٌ قَدْ عَمَرُوا
بَعْضُهُمْ فَأَخَذَ إِلَيَّ ذَاتَ الْيَمِينِ فَلَمَّا أَصْبَحْتُ ذَكَرْتُ ذَلِكَ بِحَفْصَةَ فَتَرَعَمْسَمِنْ
حَفْصَةَ أَنَّهَا قَصَّتْهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ عَبْدًا اللَّهُ رَجُلٌ صَالِحٌ لَوْ كَانَا
يَكْثُرُ الصَّلَاةَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ كَعْدَ ذَلِكَ يُكْثِرُ الصَّلَاةَ
مِنَ اللَّيْلِ ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے کہ میں نوجوان لڑکا تھا کہنول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے زمانے میں سو میں رات کو مسجد میں رہتا تھا اور جو آدمی خواب دیکھتا تھا حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتا تھا سو میں نے کہا ابھی اگر میں سے واسطے تیرے پاس کچھ نیکی ہے تو مجھ کو
خواب دکھلا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکی تعبیر فرما دیں سو میں سو یا سو میں نے خواب میں
دیکھا کہ دو فرشتے میرے پاس آئے سو مجھ کو چلے سو ایک اور فرشتہ آنگو ملا تو اس نے مجھ سے
کہا کہ مت ڈر مقرر تو نیک مرد ہے سو دو نو مجھ کو دوزخ کی طرف لے گئے سونا گہان کیا دیکھتا ہوں
کہ وہ گول ہے جیسے کنواں گول ہوتا ہے اور ناگہان اس میں لوگ ہیں کہ میں نے بعضوں کو پہچانا سو
دو نو مجھ کو دائینی طرف لے چلے سو جب میں صبح کی تو میں نے یہ خواب حفصہ سے ذکر کیا تو حفصہ نے
کہا کہ اس نے اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ مقرر عبد النیک مرد ہے اگر رات کو بہت نماز پڑھا کرتا کہازیری نے اور عبد اللہ کے بعد
رات کو بہت نماز پڑھا کرتے تھے **ف** اس حدیث کی شہم پہلے گزر چکی ہے اور اس سے لیا جاتا
ہے کہ جو خواب میں دائینی طرف چلے اسکی تعبیر یہ ہے کہ وہ دائینی طرف والوں میں سے ہیں

باب الفلاح فی التَّوَمُّ خواب میں پیالہ دیکھنا **ف** کہا اہل تعبیر نے کہ خواب میں پیالہ
 دیکھنا عورت کے جہت سے اور پیالہ بور کا دلالت کرتا ہے اور ظاہر ہونے مخفی چیزوں کے
 اور چاندی سونیکا پیالہ ثنائیک ہے **حک** ثنا قتیبہ بن سعید قال حدثنا اللیث
 عن یحییٰ بن ابی شہاب عن حمزة بن عبد اللہ عن عبد اللہ بن عمر قال سمعت رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم یقول بینا انا ناکم ایتیت بقلح لہن فسمیت منه ثم
 اعطیت فضلی عمر بن الخطاب قالوا فاما اولت یا رسول اللہ قال اعلم ترجمہ
 عبد السد بن عمر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جس حالت
 میں کہ میں سوتا تھا کہ دودھ کا ایک پیالہ میرے آگے لایا گیا سو میں نے اس سے پی کر پیٹنا جو ٹھا
 عمر بن خطاب کو دیا اصحاب نے عرض کی کہ یا حضرت اینی اسکی کیا تعبیر کی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے فرمایا علم **باب** اذا طار الشیء فی المنام جب خواب میں کوئی چیز اڑے یعنی
 جسکا اڑنا پیدائشی ہو **ف** کہا اہل تعبیر نے کہ جو خواب میں دیکھے کہ اڑتا ہے سواگر ہوسا
 کی طرف بغیر عروج کے تو پیچھے گا اسکو ضرر اور اگر غائب ہو آسمان میں اور نہ پہرے تو وہ
 مر جاوے گا اور اگر رجوع کرے تو بیماری سے موش میں آئیگا اور اگر چوڑا اڑے تو سفر
 کریگا اور پیچھے گارتے کہ بقدر اڑنے کے سواگر اڑنا بازو سے ہو تو وہ مال ہے یا بادشاہ
 جو اپنے پر سے میں سفر کرے اور اگر بدون بازو کے ہو تو دلالت کرتا ہے اوپر تعزیر
 کے اس چیز میں کہ داخل ہو بیچ اسکے **حک** ثنا سعید بن یحییٰ قال حدثنا
 یعقوب بن ابی اہیم قال حدثنا ابی عن صالح بن عبد اللہ بن شیط قال قال
 عبید اللہ بن عبد اللہ سألت عبد اللہ بن عباس عن رؤیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم الی ذکر فقال ابی عباس عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
 بینا انا ناکم ایتیت ائذ وضع فی یدئ سواران من ذہب ففقطعتہما وکرہتہما فاذن
 ففقطعتہما فطارا فاولتہما کذا ابی جرجان فقال عبید اللہ احدہما العنسی الذی
 قتل فیروز بالیمین والاخر مسیکہ ترجمہ عبید اللہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن
 عباس سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خواب پوچھا جو اپنے ذکر کیا تو ابن عباس نے
 کہا کہ میرے واسطے ذکر کیا گیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں
 سوتا تھا کہ مجھکو نظر آیا کہ سونے کے دو کنگن میرے دونوں ہاتھ میں ڈالے گئے سو میں نے انکو

کاٹ ڈالا اور بڑا جانا سو مجھ کو حکم ہوا سو میں نے آنکو ہونک مارا سو اڑ گئے سو میں نے دو نو کنگنوں کی تعبیر ان دو جوہوٹوں سے کی جو نکلیں گے یعنی ظاہر ہونگے کہا عبید اللہ نے کہ ایک تو عنسی ہے جسکو فیروز نے یمن میں قتل کیا اور دوسرا سیلمہ کذاب ہے ف کہا مہلب کہ یہ خواب اپنی طور پر نہیں اور سو اس کے کچھ نہیں کہ وہ ایک مثال ہے اور سو اس کے کچھ نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو نو کنگنوں کی تعبیر دو جوہوٹوں سے کی اس واسطے کہ جوہوٹ رکھنا پیچھا بھل اور اسی طرح جوہوٹ رکھتا ہے خبر کو اپنی غیر جگہ میں سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دو نو ہاتھ میں سونے کو دو کنگن دیکھے اور حالانکہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لباس سے نہیں اس واسطے کہ وہ عورتوں کا لباس ہیں اس سے پہچانا گیا کہ عنقریب ظاہر ہوگا جو پیغمبر کی دعوت کرے گا اور نیز سونے کا لباس منع ہے تو اس میں دلیل ہے اُنکے جوہوٹ پر اور مود ہوا یہ ساتھ اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم ہوا اُنہیں بھونک مارنے کا سو دو نو اڑ گئے سو اس سے پہچانا گیا کہ ان دو نو کا امر ثابت نہیں ہوگا اور یہ کہ وحی کا کلام جو آپ کے پاس آیا آنکو دور کر دیا اور ہونک مارنا دلا کرتا ہے کلام پر دم اور سیلمہ کذاب کا حال اور اُس کا قتل ہونا جنگ احد میں بیان ہو چکا ہے کہا کرمانی نے کہ اسود عنسی کو ذوالحمار کہا جاتا تھا اس واسطے کہ اُس نے گدھے کو سہلایا ہوا تھا کہ جب وہ اُسکو کہتا سجدہ کرتا تو وہ اپنے سر کو جھکا تا تھا کہا ابن عربی نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سیلمہ اور عنسی کے بطلان کی توقع تھی سو محمول کیا خواب کو ان دو نو پر تاکہ ہوا خراج خواب کا دو نو پر اس واسطے کہ جب خواب کی تعبیر کہی جاوے تو واقع ہوتی ہے اور احتمال ہے کہ وحی سے ہو اور اول بات قومی ترہ ہے اور سونے کے کنگن ہونے میں اشارہ ہے طرف دور ہونے اور معدوم ہونے اُنکے امر کی اس واسطے کہ ذہب کے معنی بھانا رہا رفتہ) **قَالَ إِذَا رَأَى بَقْرًا** منیٰ محب خواب میں دیکھے گا گائے ذبیح کی جاتی تو اُسکی کیا تعبیر ہے **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ** قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى أَرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَهْلُجُ مِنْ مَلَكَةٍ إِلَى أَرْضٍ يَخْلُفُ قَدْ هَبَ وَهَلَى إِلَى أَهْلِ الْيَمَامَةِ أَوْ هَجَرَ فَإِذَا هِيَ الْمَدِينَةُ يَثْرِبُ وَرَأَيْتُ فِيهَا بَقْرًا وَاللَّهُ خَيْرٌ فَإِذَا هُمْ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ أُحُدٍ وَإِذَا الْخَيْرُ مَا جَاءَ اللَّهُ مِنَ الْخَيْرِ وَلَوْ أَنَّ الصِّدِّيقَ الَّذِي مَعِيَ أَتَانَا اللَّهُ لَجَدُّ يَوْمَ بَدْرٍ مَرَّجِمَهُ أَبُو مُوسَى سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ہجرت کرتا ہوں مکے سے اُس زمین کی طرف جہاں کھجور

کے درخت میں سو میرا خیال بیمار یا ہجر کی طرف گیا سو حقیقت میں ہجرت کا مقام تو مدینہ نکلا اور میں نے خواب میں گائے دیکھی قسم ہے اللہ تعالیٰ کی خیر سونا گہان کیا دیکھتا ہوں کہ وہ شہید ہونا مسلمانوں کا ہے جنگ احد کے دن اور ناگہان خیر وہ چیز ہے جو لایا اللہ خیر اور ثواب صدق سے جو دیا ہو اللہ تعالیٰ بعد دن جنگ بدر کے ف احمد اور نسائی اور دارمی نے زنج سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے تئیں دیکھا کہ میں مضبوط زہرہ میں ہوں اور میں نے دیکھی خواب میں گائے جو زنج کیجاتی ہے سو میں نے تعبیر کی زہرہ مضبوط سے مدینہ اور گائے زنج کرنا قسم اللہ تعالیٰ کی خیر ہے اور باب کی حدیث میں اگرچہ گائے کے زنج کرنا ذکر نہیں لیکن بخاری نے اپنی عادت کے موافق اس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے اور نہیں ذکر کیا اس کو باب میں واسطے ہونے اسکے کے بخاری کی شرط پر کہا اہل تعبیر نے کہ گائے کو خواب میں دیکھنا کئی وجہ سے ہے اگر ایک گائے ہو تو اسکی تعبیر عورت اور خادم اور زمین ہے اور یہ جو کہا کہ بعد جنگ بدر کے تو مراد ما بعد سے فتح ہونا خیر کا ہے پہرے کا اور منصوب ہونا یوم کا یعنی جو لایا اللہ تعالیٰ بعد بدر ثانی کے مسلمانوں کے دل ثابت رکھنے کے اور کہا کرمانی نے احتمال ہے کہ مراد ساتھ خیر کے غنیمت ہو اور بعد یعنی بعد خیر کے اور خیر اور ثواب دونوں جنگ بدر میں حاصل ہوئے تھے میں کہتا ہوں اور اس سیاق میں اشعار ہے اسکے کہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حدیث میں واللہ خیر منجملہ خواب کے اور جو ظاہر ہوتا ہے میرے واسطے یہ کہ مراد ابن اسحاق کی روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں گائے دیکھی اور خیر دیکھی سو تاویل کیا گائے کو اُن اصحاب پر جو جنگ احد کے دن قتل ہوئے اور تاویل کیا خیر کو اس چیز پر کہ حاصل ہوئے انکے واسطے ثواب صدق سے لڑنے میں اور صبر کرنے سے جہاد پر جنگ بدر کے دن اور جو اسکے بعد ہے فتح مکہ تک اور بنا بر اسکے پس مراد ساتھ بعدیت نہیں خاص ہے ساتھ اس چیز کے جو درمیان بدر اور احد کے ہے اور احتمال ہے کہ مراد بدر سے بدر موعود ہونہ جنگ مشہور جو سابق ہے احد سے واسطے کہ بدر موعود جنگ احد کے بعد تھا اور نہیں واقع ہوئی ہے اُس میں لڑائی اور جب مشرکین جنگ احد سے پہر تو انہوں نے کہا کہ تمہارے وعدہ کی جگہ آئندہ سال بدر ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئندہ سال کو بدر کی طرف نکلے اور مشرکین وہاں حاضر ہوئے سو اُن کا نام بدر موعود کہا گیا سو اشارہ کیا ساتھ صدق کے اس طرف کہ انہوں نے اپنا وعدہ سچا کیا اور وعدہ خلاف نہ کیا تو خدا تعالیٰ نے اُن کو ثواب دیا

اس پر ساتھ اس کے جو فتح کیا ان پر بعد اس کے قرظ اور حیر سے اور جو اس کے بعد ہے والد اعلم (منہ)
باب فی التفسیر فی الکنام خواب میں بھونک مارنا ف کہ اہل تعبیر نے کہ بھونک مارنے کی تعبیر
 کلام ہے اور کہا ابن بطال نے کہ مراد ساتھ اس کے دود کرنا اس چیز کا ہے جو بھونک ماری گئی بغیر
 تکلف شدید کے واسطے پہل ہوئے بھونک مارنے کے بھونک مارنے والے پر اور خدا تعالیٰ نے
 دونو جو ٹون کو ہلاک کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کلام سے (فتح) **حک ثانی** اسحاق بن
 ابراہیم الخطابی قال أخبرنا عبد الوہاب قال أخبرنا معمر عن ہمام ابن منبہ قال لہذا
 ما حدثننا بربا بؤہم برة عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یخون الاخر من الشایقون
 وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبئنا انا ناسم اذا وثیت خزان الارض من فوجہم
 فی یکدی سواران من ذہب فکبر اعلیٰ واجہانی فادعی انی ان التھما فنیضہما فاولتہما الکنان
 الذین انابیتہما صاحب الیمامة محمد حمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے فرمایا کہ ہم دنیا میں پیچھے ہیں آخرت میں آگے ہونگے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
 کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ ناگہان زمین کے خزانے میرے سامنے کئے گئے تو سونے کے
 دو کنگن میرے دونو ہاتھ میں ڈالے گئے سو مجھ پر بہت بھاری پڑے اور انہوں نے مجھ کو غم اور تشویش
 میں ڈالا تو مجھ کو حکم ہوا کہ انکو بھونک مار سو میں نے انکو بھونک مارا یعنی تو وہ جاتے رہے سو میں نے
 ان دونو کنگنوں کی تعبیر کی ان دونو جو ٹون سے جنکے درمیان میں ہوں صنعا والا اور یمامہ والا
 کہا خطاب نے کہ مراد ساتھ خزانوں کے وہ چیز ہے جو فتح ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت
 پر غنیمتوں سے کسرے اور قیصر وغیرہ کے خزانوں سے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ خزانوں کے
 چاندی اور سونے کی کاین ہیں اور کہا اس کے غیر نے کہ مراد اس سے عام تر ہے اور حضرت صلی
 علیہ وآلہ وسلم کو بیمار واس واسطے معلوم ہو کہ سونا عورتوں کا لباس ہے اور مردوں پر حرام ہے اور
 بھونک مارنے میں اشارہ ہے طرف حقارت انکی کی اور مراد حقارت معنوی ہے نہ حسی اور مراد
 اڑ جانے سے یہ ہے کہ انکا امر نابود ہو جاویگا اور کہا بعضوں نے کہ کنگن کفار بادشاہوں کا لباس
 ہے کہا قرطبی نے کہ مناسبت اس تاویل کی واسطے اس خواب کے یہ ہے کہ اہل صنعا اور اہل یمامہ
 ہوئے تھے تو گویا کہ وہ اسلام کے دو بازو تھے سو جب دونو میں دو چھوٹے ظاہر ہوئے اور ان لوگوں
 کو درغلایا اپنی طمع باتوں اور چھوٹے دعوے سے تو بہت لوگوں نے اس کے ساتھ دھوکا کھایا تو
 دونو ہاتھ بجائے دو شہروں کے ہوئے اور دو کنگن بجا دو جو ٹون کے اور ظاہر حدیث کا یہ ہے

خواب میں دیکھے **حک** ثنا محمد بن ابی القاسم قال حدثنا فضیل بن سلیمان قال قال
 حک ثنا موسیٰ بن عقیبة قال حدثنی سالم بن عبد اللہ عن عبد اللہ بن عمر فی رؤیا
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المدینة رأیت امرءة سوداء تأثرۃ الرأس خرجت من
 المدینة حتی نزلت بمصیعة فأولتہا ان وباء المدینة یقل الی مصیعة وہی الجحفة
 ترجمہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب دینے کے
 بیان میں کہ میں نے خواب میں ایک کالی عورت دیکھی جس کے سر کے بال پریشان تھے دینے سے
 نکلی یہاں تک کہ مصیعہ میں جا کر اتری تو میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ دینے کی وبا ہمسعہ میں ڈالی گئی
 اور وہ جحفہ ہے **باب** المرأة التأثرۃ الرأس خواب میں پریشان بال والی عورت کو دیکھنا
حک ثنا ابراہیم بن المنذر قال حدثنی ابو بکر بن ابی ادیس قال حدثنی سلیمان
 عن موسیٰ بن عقیبة عن سالم عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال رأیت امرءة
 سوداء تأثرۃ الرأس خرجت من المدینة حتی نزلت بمصیعة وہی الجحفة فأولتہا ان
 وباء المدینة یقل الیہا ترجمہ اس کا ترجمہ وہی ہے جو پہلے گذرا **باب** اذا رای آت
 کھر سیفانی المنام جب خواب میں دیکھے کہ اس نے تلوار کو ہلایا **حک** ثنا
 قال حک ثنا ابو اسامة عن یزید بن عبد اللہ بن ابی بؤدة عن جلیہ ابی بؤدة عن ابی
 موسیٰ آذاه عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال رأیت فی رؤیائی آتی ہزرت سیفًا
 فانقطع صدرہ فاذا ہو ما أصیب من المؤمنین یوم احشیم ہزرتہ اُخری فعاد
 احسن فاذا ہو ملجاء اللہ ید من الفتح واجتماع المؤمنین ترجمہ ابو موسیٰ سے
 روایت ہے کہ حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں تلوار کو ہلایا تو وہ سینے سے
 ٹوٹ گئی تو اس کا انجام مسلمانوں کی شہادت ہوئی جنگ احد میں پہرینے تلوار کو دوسری بار ہلایا
 تو پھر ثابت ہو گئی آگے سے اچھی سے تو اس کا انجام یہ ہوا کہ خدا تعالیٰ نے فتح نصیب کی اور مسلمانوں
 کی جماعت قائم ہوئی یعنی جنگ احد کے بعد خیبر اور مکہ فتح ہوا اور اسلام کے شکر نے زور پکڑا
ف یہ حدیث ضرب المثل ہے اور مراد تلوار سے اصحاب میں اس واسطے کہ حضرت صلوات اللہ علیہ وآلہ
 وسلم ان کے ساتھ حملہ کرتے تھے اور مراد ہلانے سے حکم کرنا ہے انکو ساتھ لڑائی کے اور مراد ٹوٹ
 جانے سے قتل ہونا نکلا ہے اور مراد دوسری بار ہلانے اور پھر بدستور ہونے سے جمع ہونا ان کا،
 اور فتح پھر ہونا اور پھر ان کے کہا اہل تعبیر نے کہ جو تلوار پار سے خواب میں تو وہ بادشاہی یا حکومت

اسکو امور دنیا پر اور حق یہ ہے کہ تکلیف مذکور حدیث میں وہ تکلیف مصطلح نہیں بلکہ مراد اس سے تعذیب ہے علی الدوام اور یہ جو قید کی کہ اُسکا سننا اُنکو برا لگتا ہو تو مستثنیٰ ہے اس سے جس سے وہ راضی ہوں یا پکار کلمات کہتے ہوں اور جو دہان بیٹھا ہو اُسکو بلا قصد سن کر کہ وہ اس وعید میں داخل نہیں اور حکمت اس وعید میں یہ ہے کہ اول جھوٹ بولنا ہے پیغمبری کی جنس پر اور دوسرے نتائج کیلئے ہے خالق سے اُسکی قدرت میں اور اس طرح داخل ہے اس وعید میں وہ شخص جو سنو بات اس کی جو اپنا دروازہ بند کر کے اپنے گہروالوں کے ساتھ بات چیت کرتا ہو اور اس حدیث میں ہے کہ جو بندگی سے نکلے مستحق ہوتا ہے وہ عقوبت کا بقدر خروج اسکے کے اند یہ کہ جاہل اسمیں اپنی جہالت سے معذور نہیں اور اس طرح جو اسمیں تاویل باطل کرے اس واسطے کہ حدیث میں فرق نہیں کیا کہ اُسکے حرام ہونے کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو کہا اپنی جہرہ نے کہ سو اُسکے نہیں کہ نام رکھا ہے جہوٹی خواب کا حلم اور اسکا نام رو یا نہ رکھا اس واسطے کہ اُس نے دعویٰ کیا کہ اُس نے خواب دیکھا اور حالانکہ اُس نے کچھ نہیں دیکھا سو مو اکاذب اور جھوٹا اور جھوٹ سو اُسکے کچھ نہیں کہ شیطان کی طرف سے ہے اور البتہ فرمایا کہ حلم شیطان کی طرف سے ہے اور مناسبیت وعید مذکور کی واسطے جھوٹ باندھنے والے کی خواب میں اور واسطے مصور کے یہ ہے کہ خواب ایک مخلوق ہے خدا تعالیٰ کی مخلوق سے اور وہ صورت معنوی ہے سو اُس نے اپنی جھوٹ سی صورت پیدا کی جو واقع میں نہیں ہوئی جیسی پیدا کی ہے مصور نے جو دہ میں صورت جو حقیقت میں نہیں اس واسطے کہ صورت حقیقی وہ ہے جسمیں روح ہو تو تکلیف دی گئی لطیف صورت یعنی جہوٹی خواب بنانے والے کو ساتھ امر لطیف کے اور وہ دو جو کو جوڑنا ہے گرہ دیکر اور تکلیف دی گئی صورت کثیف یعنی تصویر بنانے والے کو ساتھ امر شدید کے اور وہ یہ ہے کہ اس تصویر میں روح کو پہونکی اور واقع ہوئی ہے وعید ہر ایک کی دونوں میں سے ساتھ اسکو کہ اسکو عذاب ہو گا یا نہ کہ کہے جسکی اُسکو تکلیف دی گئی اور حالانکہ وہ اس کو نہیں کر سکیگا سو مراد اس سے یہ ہو کہ اُنکو ہمیشہ عذاب ہو اگر گنا (فتح) **كَانَ شَيْءٌ اِنْشَاقُ قَالَ كُنَّا خَلِدًا عَنْ خَلْدٍ** عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اَسْمَاءَ وَهِيَ تَحْكُمُ وَمِنْ صَوْنِ رَحْمَتِهِ تَابَعَهُ هِشَامُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلُهُ ثُمَّ جَاءَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ مِنْ رُؤْيَا لَكَادِي اَوْ جَوْ جَهْوِي خُوب اَوْر صورت بناوے مانند اُسکی ابن عباس سے قول اُسکے یعنی بعض راویوں نے اسکو ابن عباس سے روایت بیان کیا ہے **كَانَ شَيْءٌ اِنْشَاقُ قَالَ كُنَّا خَلِدًا عَنْ خَلْدٍ** عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اَسْمَاءَ وَهِيَ تَحْكُمُ وَمِنْ صَوْنِ رَحْمَتِهِ تَابَعَهُ هِشَامُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلُهُ ثُمَّ جَاءَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ مِنْ رُؤْيَا لَكَادِي اَوْ جَوْ جَهْوِي خُوب اَوْر

بیان کرے اور جب سکوسا اور خواب کچھ جو اسکو بڑی معلوم ہو تو وہ تو شیطان کی طرف سے ہے
 ہو جائیئے کہ پناہ مانگے اسکی بیدی سے اور نہ ذکر کرے اسکو کسی سے سو مقرر وہ اسکو ہرگز ضرر
 نہ کریگی **باب** مَنْ لَمْ يَدْرِ الرَّؤْيَا لِأَوَّلِ عَابِرٍ إِذَا كُنْتُ تُصِيبُ بَابِ جَوْهَرِينَ دِيكْتَا تَقْبِيرِ
 خواب کی اول تعبیر کرنے والے کے واسطے جبکہ ٹھیک بات نہ پاوے **ف** یہ اشارہ ہے
 طرف حدیث انسؓ کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خواب کی تعبیر اول تعبیر کرنے
 والے کے واسطے ہے یعنی جس طرح وہ تعبیر کے اسی طرح واقع ہوتا ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے
 اور اسکے واسطے شاہد ہے روایت کیا ہے اسکو ابو داؤد اور ترمذی وغیرہ نے کہ خواب پر بندے کے
 پاؤں پر سے جیت تک کہ نہ تعبیر کی جاوے سو جب تعبیر کی جاوے تو واقع ہوتی ہے یعنی جس طرح
 اس نے تعبیر کی اور ایک روایت میں ہے کہ خواب واقع ہوتی ہے موافق تعبیر کے اور اسکی مثل
 ایک مرد کی مثل مجھنے اپنا پاؤں اٹھایا سودہ آنظار کرتا ہے کہ کب کھڑے ہو گا اور اشارہ کیا بخاری نے
 اس طرف کہ یہ حکم مخصوص ہے ساتھ اس کے جبکہ تعبیر کرنے والا اپنی تعبیر میں ٹھیک بات پا جاوے
 اور لیا ہے اسکو بخاری نے اس سے جواب کی حدیث میں واقع ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے ابوبکرؓ سے فرمایا کہ تو نے بعضی ٹھیک تعبیر کہی اور بعضی جگہ پر تو چوک گیا
 اس واسطے کہ اس سے لیا جاتا ہے کہ جس چیز میں صدیق رہ چوک گئے تھے اگر حضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم اسکو اس کے واسطے بیان کرتے تو اسکی وہی تعبیر صحیح ہوتی جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم اسکی تعبیر کرتے اور نہ اعتبار ہوتا پہلی تعبیر کا جس میں صدیق چوک گئے تھے کہا ابو عبیدہؓ
 نے کہ یہ جو کہا کہ خواب کی تعبیر اول تعبیر کرنے والے کے واسطے ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جب
 اول تعبیر کرنے والا عالم ہو پس تعبیر کرے اور ٹھیک بات پا جاوے والا ٹھیک بات اسکی ہے
 جو اس کے بعد تعبیر کرے اس واسطے کہ نہیں ہے مدار مگر اوپر پائے ٹھیک بات کے خواب کی تعبیر
 میں تاکہ پہنچے ساتھ اس کے طرف اللہ تعالیٰ کی مراد کی اس چیز میں جسکی خدا تعالیٰ نے شان بیان
 کی سو جب ٹھیک بات پا جاوے تو نہیں لائق ہے کہ دوسرے سے پوچھے اور اگر ٹھیک بات
 نہ پاوے تو پھر دوسرے سے پوچھے اور لازم ہے اس پر اسکی تعبیر کہے جو اس کے دل میں آوے اور یہاں
 کہے جو اول کو معلوم ہوا میں کہتا ہوں اور یہ تاویل نہیں موافق ابو زین کی حدیث کو کہ جب خواب
 کی تعبیر کہی جاوے تو واقع ہوتی ہے مگر یہ کہ دعویٰ کیا جاوے کہ تعبیر مخصوص ہے ساتھ اس کے
 کہ اسکا تعبیر کرنے والا عالم مصیب ہو پس وارد ہوگا اس پر قول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بڑی خواب

کہ نہ بیان کرے اسکو کسی سے اور حکمت اس پنہی کی یہ ہے کہ اکثر اوقات وہ اسکی تعبیر بری کہتا ہے
ظاہر میں باوجود اس احتمال کے کہ باطن میں بہتر ہو سو واقع ہوتی ہے موافق تعبیر کے اور ممکن ہے
جواب ساتھ اسکے کہ یہ متعلق ہے ساتھ دیکھنے والے کے موجب اسکو کسی سے بیان کرے
اور وہ اسکے واسطے اسکی تعبیر بری کہے تو اسکو جائز ہے کہ جلدی کرے اور کسی اور سے اسکی
تعبیر پوچھے جو ٹھیک بات پاوے پس نہیں ضرور ہے واقع ہونا اول تعبیر بلکہ واقع ہوتی ہے
تعبیر اسکی جو ٹھیک تعبیر کہے اور اگر خواب دیکھنے والا تصور کرے اور دوسرے سے نہ پوچھے تو واقع ہوتی
ہے تعبیر پہلے کی اور تعبیر کرنے والے کے ادب ہے جو روایت کی عبدالرزاق نے عمر بن عمر سے
کہ اس نے ابو موسیٰ کو لکھا کہ جب کوئی خواب دیکھے اور اسکو اپنے بھائی سے بیان کرے تو چاہیئے
کہ کہے بہتر ہمارے واسطے اور بدی ہمارے دشمنوں کے واسطے لیکن اسکی سند منقطع ہے اور
ذکر کیا ہے تعبیر کی اماموں نے کہ ادب خواب دیکھنے والے کے سے ہے یہ کہ ہو صادق لہجہ اور
یہ کہ سو و باد غوا اپنی دہنی کر دے پر اور یہ کہ پڑھے سورہ الشمس اور اللیل اور سورہ التین اور سورہ
اخلاص اور عودتین اور کہے کہ الہی میں بنا مانگتا ہوں تیری بد خوابوں سے اور پناہ مانگتا ہوں تیری
شیطان کی کپیل سے خواب اور بیداری میں الہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں خواب نیک بھی نافع یا دہشت
والی نہ بھولنے والی اور بھکو دکھلا خواب میں جو میں چاہتا ہوں اور اسکے ادب ہے یہ کہ نہ بیان کرے
اسکو عورت پر اور نہ دشمن پر اور نہ جاہل پر اور تعبیر کرنے والے کے ادب سی ہی یہ کہ نہ تعبیر کہے اسکی
وقت چڑھنے سورج کے اور نہ وقت ڈوبنے اسکے کے اور نہ وقت نال کے اور نہ رات کو (نستح) **حَلَّ ثَنَا يَحْيَى بْنُ يَكْرِ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ**
ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّي دَأَيْتُ اللَّيْلَةَ فِي لَبَنٍ طَلَّةٍ تَنْطِفُ السَّمْنُ وَالْحَسْلُ فَادْرِي النَّاسُ يَكْفِفُونَ
مِنْهَا فَالْمُسْتَقِيلُ وَإِذَا سَبَيْتُ وَأَصِلْتُ مِنَ الْأَرْضِ إِلَى السَّمَاءِ فَإِنَّكَ أَخَذْتَ
بِهِ فَعَلَوْتَ ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا بِهِ ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا بِهِ ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ
آخَرُ فَأَنْقَطَعَتْ ثُمَّ وَصَلَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ بَأْسِي أَنْتَ وَاللَّهِ لَتَدْعَنِي فَأَعْبُرَ بِهَا
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْبُرْ قَالَ أَمَا الطَّلَّةُ فَالْإِسْلَامُ وَأَمَّا الَّذِي يَنْطِفُ
مِنَ الْحَسْلِ وَالسَّمْنِ فَالْقُرْآنُ حَلَاوَةٌ تَنْطِفُ وَالْمُسْتَقِيلُ مِنَ الْقُرْآنِ وَالْمُسْتَقِيلُ
وَأَمَّا السَّبَبُ فَأَصِلُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ فَالْحَقُّ الَّذِي أَنْتَ عَلَيْهِ تَأْخُذُ بِهِ فَعَلَيْكَ

اللہ شَمَّ يَأْخُذُ بِرِجْلِ مَنْ بَعْدَكَ فَيَعْلُقُ بِهِ شَمَّ يَأْخُذُ بِرِجْلِ الْآخِرِ فَيَعْلُقُ بِهِ شَمَّ يَأْخُذُ بِرِجْلِ الْآخِرِ فَيَنْقَطِعُ بِهِ شَمَّ يُوصِلُ لَهُ فَيَعْلُقُ بِهِ فَاجْزِئَنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ بِمَا نَأْتِيكَ أَصَبْتُ أَمْ أَخْطَأْتُ قَالَ الْبَشَرُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَبْتُ بَعْضًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ نَفَيْتَنِي بِالَّذِي أَخْطَأْتُ قَالَ لَا تُقْسِمُ تَرَجِمَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ نَسَبَ رَوَيْتَ هُوَ کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت میں نے رات کو خوب بین دیکھا کہ بدلی سے گئی اور شہد چٹکتا ہے سو میں نے دیکھا کہ لوگ اس سے اپنے اور بھلون میں بہرے میں بعض آدمی زیادہ لیتا ہے اور بعض کم اور ناگہان میں ایک رستی دیکھی جو آسمان سے زمین تک ٹھکتی ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکو پکڑ کے اوپر چڑھ گئے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ایک اور مرد اسکو پکڑ کے چڑھ گیا پھر ایک اور مرد اسکو پکڑ کے چڑھ گیا پھر ایک اور مرد اسکو پکڑ اسودہ رستی ٹوٹ گئی پھر جوڑی گئی یعنی سودہ یہی چڑھ گیا تو صدیق اکبرؓ نے کہا کہ میرے مان باب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان اللہ تعالیٰ کی قسم ہے اگر اجازت ہو تو میں اس خواب کی تعبیر کہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو ہی اسکی تعبیر کہہ صدیق اکبرؓ نے کہا کہ وہ بدلی تو اسلام کی بدلی ہے اور گہی اور شہد چٹکتا ہے سو قرآن ہے اور اسکی شیرینی ٹھکتی ہے اور جو لوگ اور بھلون میں لیتے ہیں سو قرآن خوان ہیں کی کو بہت قرآن یاد ہے اور کسی کو کم اور ایسے وہ رستی جو آسمان سے زمین تک ٹھکتی ہے سودہ دین حق ہے جس پر آپ قائم ہیں سو آپ اسکو پکڑیں تو خدا تعالیٰ آپکو اسکے سب سے اپنی طرف چڑھا لینگا پھر آپ کے بعد ایک اور مرد اسکو پکڑ کے اوپر چڑھ جاوے گا پھر ایک اور مرد اسکو پکڑ کے چڑھ جاوے گا پھر ایک اور مرد اسکو پکڑے گا تو وہ رستی اس کے ساتھ ٹوٹ جاوے گی پھر اس کے واسطے جوڑی جاوے گی تو وہ پہلی کے ساتھ چڑھ جاوے گا سو یا حضرت چٹکو خبر دیجئے کہ میں نے ٹھیک تعبیر کی یا میں کہیں چوک گیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے بعضی جگہ ٹھیک تعبیر کہی اور بعضی جگہ تو چوک گیا صدیق اکبرؓ عرض کی قسم ہے اللہ تعالیٰ کی یا حضرت آپ مجھ کو بتلائیے کہ جو میں چوک گیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہ قسم دینیے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکار کیا خبر دینے سے ف کہا مہربان توجیہ تعبیر صدیق اکبرؓ یہ کہ پہلی ایک نعمت ہو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے بہشتیوں پر اور ایسی طرح نبی اسرائیلؑ پر بھی اور اسی طرح اسلام بچاتا ہے ابدا سے اور چین پاتا ہے ساتھ اسکے ایماندار دنیا اور آخرت میں اور ایسے شہد سو خدا تعالیٰ نے اسکو لوگوں کے واسطے نفا ہٹیل پاس ہے خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ قرآن نفا ہے سینہ کی ہڈیاں

کے واسطے اور وہ میٹھا ہے کانون پر شہد کی طرح مذاق میں اور جن لوگوں نے رستی کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پکڑا تھا وہ تینوں خلیفہ میں اور جس کے ساتھ رستی ٹوٹ گئی پہر جوڑی گئی تھی وہ عثمان بن اور بعض علماء نے کہا کہ ہر چند تعبیر ٹھیک تھی لیکن خطایہ ہوئی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعبیر کی اجازت مانگی اگر صدیق اکبر صبر کرتے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اس کی تعبیر کہتے تو خوب ہوتا اور موافق تر ساتھ حدیث کے یہ ہے کہ خطا خواب کی تعبیر میں ہوئی یعنی چونکہ گیا تو اپنی بعضی تاویل میں نہ اس واسطے کہ صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی تعبیر کی اجازت مانگی اور تائید کرتا ہے اس کی ترجمہ بخاری کا جہان کہا کہ جو نہیں دیکھتا تعبیر خواب کی واسطے اہل تعبیر کرنے والے کے جبکہ ٹھیک بات نہ پادوسے اور بعض علماء یوں کہتے ہیں کہ بعضی عبارت کی تعبیر میں خطا نہ ہوئی شہد کی تعبیر تو قرآن سے خوب ہوئی لیکن گہی کی حدیث کو کہنا تھا ذکر کیا گیا ہے یہ طحاوی سے اور حکایت کیا ہے اس کو خطیب نے اہل تعبیر سے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعبیر کی اجازت مانگی تھی تاکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اس کی تعبیر کہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس تعبیر کو سنیں تو صدیق رضی اللہ عنہ اس سے اپنے علم کا اندازہ پچانیں واسطے تقریر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور احتمال ہے کہ مراد گہی اور شہد سے علم اور عمل ہو اور احتمال ہے کہ فہم اور حفظ ہو کہ اس نووی نے سو اس کے کچھ نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قسم کو سچا نہ کیا اس واسطے کہ قسم کا سچا کرنا تو وہاں ہوتا ہے جہاں کوئی مفسدہ ہو اور نہ مشقت ظاہرہ اور اگر وہاں یہ ہو تو نہیں ہے سچا کرنا قسم کا اور شاید مفسدہ اس میں وہ چیز ہے جو معلوم کی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عثمان کی رستی ٹوٹنے سے اور وہ قتل ہونا اس کا ہے اور یہ لڑایاں اور فتنے فساد جو اُس پر مرتب ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے ذکر کرنا کو برا جانا واسطے خوف مشہور ہو جانے اس کے اور احتمال ہے کہ اس کا سبب ہو کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صدیق رضی اللہ عنہ کے واسطے اس کا سبب بیان کرتا تو اس سے لازم آتا کہ اس کو لوگوں کے درمیان جہڑ کی دیوین اور احتمال ہے کہ ہو چونکہ صدیق کی بیعت ترک یقین ان مردوں کے جو حدیث میں مذکور ہیں سو اگر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی قسم کو سچا کرے تو اس سے لازم آتا کہ ان کو معین کریں اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا حکم نہ تھا اس واسطے کہ اگر ان کو معین کرتے ہر ایک کا نام لیکر تو ہوتی نص ان کی خلافت پر اور خدا تعالیٰ کی مشیت میں سابق ہو چکا ہے کہ خلافت اسی وجہ پر ہوگی سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی یقین نہ کی اس خوف سے کہ واقع ہو فتنہ بیعت اس کے اور بعضوں نے کہا کہ مراد اخطات اور اصبہ سے یہ ہے کہ تعبیر خواب

جو کہ پہلی ہے اسکی

مرجع گمان ہے اور گمان میں کہی ٹھیک بات بالیقہ ہے تین کہتا ہوں اور یہ سب جو گنہگار ہیں
 اسکو میں نے بطور حکایت کے نقل کیا ہے والا میں راضی نہیں کہ خطا اور توہم وغیرہ کا لفظ صدق
 کے حق میں بولا جاوے اور بعضوں نے کہا کہ چونکہ عثمان بن عفان کے قلع میں ہے اسواسطے کہ انہوں نے خواب
 میں دیکھا کہ انہوں نے رشی کو پکڑا اور وہ رشی ٹوٹ گئی اور یہ دلالت کرتا ہے کہ وہ خود بخود اس سے نکلے
 اور عثمان بن عفان نے اپنے نفس کو خلافت سے خلع نہیں کیا تو صواب یہ ہے کہ مراد اس سے کوئی اور شخص ہوگا
 عثمان بن عفان کے اور احتمال ہے کہ ترک کیا ہو سچا کرنا قسم کا واسطے اس چیز کے کہ داخل ہوتی ہے نفسوں میں
 خاص کر اس شخص سے جس کے ہاتھ میں رشی ٹوٹ گئی اگرچہ جوڑی گئی اور بعضوں نے کہا کہ مراد چونکہ یہ
 اس امر میں کہ صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قسم دی اور بعضوں نے کہا کہ صواب
 بتعیر میں یہ ہے کہ مراد بدلی سے رسول ہے اور کہا بعض عارفوں نے کہ دین کا مقتضایہ ہے کہ
 اس بات سے باز رہے اس امر میں کلام نہ کرے اور نہ صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف خطا کو منسوب کرے بلکہ چپ
 رہے اور سکوت اختیار کرے اور سوا اسکے کچھ نہیں کہ علمائے اس خط کے بیان کرنے میں حرج
 کی باوجود کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو بیان نہیں کیا اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کے بیان کرنے سے اس وقت مفہدہ پیدا ہوتا تھا اور اب اس مفہدہ کا خوف نہیں رہتا
 باوجود اس کے کہ جو کچھ انہوں نے بیان کیا ہے وہ سب کا سب بطریق احتمال کے ہے اور کسی
 بات کا انہیں سے بگا یقین نہیں اور اس حدیث میں اور یہی بہت فائدہ ہے میں مقرر خواب
 نہیں ہے اول بتعیر کرنے والے کے واسطے اور یہ کہ نہیں مستحب ہے سچا کرنا قسم کا جبکہ اُس میں مفہدہ
 ہو اور اس میں رغبت دلانا ہے اور بتعلیم کرنے علم خواہوں کے اور بتعیر خواہوں کے اور فضیلت انکو
 واسطے اس چیز کے کہ شامل ہے اس پر اطلاع سے اور بعض غیب چیزوں کے اور کائنات کی
 چھپی چیزوں کے اور یہ کہ نہ بتعیر کرے خواب کی مگر عالم ناصح امین حبیب اور یہ کہ بتعیر کرنے والا
 کہی چوک جاتا ہے اور کہی ٹھیک بات پاجاتا ہے اور یہ کہ جائز ہے عالم بتعیر کے واسطے یہ کہ
 جب کہ بتعیر خواہوں کی سے یا بعض خواہوں کی سے جبکہ چھپا نا راجح ہو ذکر کرنے پر اور محل اسکا وہ
 جبکہ اُس میں عموم ہو اور اگر ایک کے ساتھ مثلاً خاص ہو تو نہیں ہے کچھ ذکر کہ خبر سے ساتھ اس کے
 تاکہ صبر کے واسطے تیاری کرے اور یہ کہ جائز ہے عالم کے واسطے ظاہر کرنا عالم کا جبکہ اُسکی نیت ظاہر
 ہو اور خود پسندی سے امن ہو اور کلام کرنا عالم کا ساتھ علم کے رد و اس کے جو اس سے زیادہ تر عالم
 ہو جبکہ اُسکو صریح اذن دیوے اور اس طرح جائز ہے فتویٰ دینا اور حکم کرنا (فتی) **باب**

تَعْبِيرُ الرُّؤْيَا بَعْدَ صَلَوةِ الصُّبْحِ كِي نَمَازِ كِي بَعْدِ خَوَابِ كِي تَعْبِيرُ كِهِنَا فِ اسْمِی نِ اِشَارَ هِ
 طَرَفِ ضَعْفِ اُس جِزِی كِي كِه جَوْرِ مَایِ كِي عِبْدُ الرِّزَاقِ نِ لَی بَعْضِ عِلْمَا سِ كِه ذِ بَیَانِ كِه اِنِی خَوَابِ كُو عَوْتِ
 پُر اَوْرَ نِ جِزِی سَا تَحْ اُس كِی یَا تَك كِه سَوْرَجِ نِ كَلِی اَوْرَ اِسْمِی نِ رُ دِ هِی اُس شَخْصِ پِر جَو قَا لِ هِی اِی
 تَعْبِیْرِ سِ كِه سَتَحِبِ هِی كِه هُو تَعْبِیْرِ خَوَابِ كِي بَعْدِ سَوْرَجِ نِ كَلِی كِی رَا بَعْدِ نَكَبِ اَوْرِ عَصْرِ سِ سَوْرَجِ دُو بَرِ تَك
 اِس واسطِ كِه حَدِیْثِ دَلَالِ كَر تِی هِی اَو پِر سَتَحِبِ هُو تَعْبِیْرِ اُس كِي كِی سَوْرَجِ نِ كَلِی سِ پِلِی كِه اِهَلِی
 كِه صَبْحِ كِي نَمَازِ كِی وَ قَتِ خَوَابِ كِي تَعْبِیْرِ كِهِنَا اَو لَی هِی اَوْرِ وَ قَتونِ سِ اِس واسطِ كِه اُس كُو اُس وَ قَتِ
 خَوَابِ بَخَوَبِی یَا دِ هُو تِی هِی كِه اُس كِی دِ كِهْنِی كَا وَ قَتِ قَرِیْبِ هُو تَا هِی صَبْحِ كِي نَمَازِ سِ بَرِ خِلَافِ اَوْرِ وَ قَتِ
 كِه دَمِ بَدَمِ اُس سِ دُورِ هُو تَا هِی اَوْرِ تَعْبِیْرِ كِرِ نِی دِلِی كَا ذِیْنِ حَاضِرِ هُو تَا هِی اَوْرِ اُس وَ قَتِ اُس كُو اِنِی
 مَعَا شِ كِی فِكْرِ كَا شُغْلِ كِمِ هُو تَا هِی اَوْرِ تَا كِه پِچَانِ لُیو سِ خَوَابِ دِ كِهْنِی دَا لَاجِوَ حَارِضِ هُو كَا اُس كُو خَوَابِ
 كِی سَبِی كِی سَو بَشَارِ تِ لُیو سِ سَا تَحْ خِیْرِ كِی اَوْرِ بَچِی اَوْرِ دُورِ بِی دِی سِ اَوْرِ اُس كِی واسطِ سَا لَمَانِ
 كِرِی سَو اَكْثَرِ اَوَقَاتِ خَوَابِ دُرَا نَا هُو تَا هِی كِنَا هُونِ سِی تُو كِنَا هُونِ سِی بَا زِ رِ تَا هِی اَوْرِ بَیْتِ
 اَوَقَاتِ كِی كَامِ سِ دُرَا نَا هُو تَا هِی سَو دِ اُس كَا نَظَرِ تَا هِی رَفِیْحِ كِلْ شَا مَوْ مَلُ بْنُ
 هِشَامِ اَبُو هِشَامِ قَالِ حَدَّثَنَا سَمِیْعُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالِ حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالِ حَدَّثَنَا اَبُو
 رَجَاءٌ حَدَّثَنَا سَمَرَةُ بْنُ جَدُّبٍ قَالِ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا یُكَلِّمُ اَنْ
 تَقُولُ لِاَحْتِكَابِ هَلْ رَاَیْ اَحَدٌ مِنْكُمْ قَالِ فَيَقْصُ عَلَیْهِ مِنْ شَا ءِ اللّٰهِ اَنْ یَقْصُ وَ اَنَّهُ قَالِ
 لَنَا ذَاتَ غَدَاةٍ اَنَا بِنِی الْكَلْبَةِ اَتِیَانِ وَ اَنْهُمَا اَتِیَعَانِی وَ اَنْهُمَا قَالَا لَی اَنْطَلِقُ وَ لَی اَنْطَلِقُ
 مَعَهَا وَ اَنَا اَتِیْنُكَ عَلَی رَجُلٍ مَضْطَبٍ وَ اِذَا اَخْرَقَا نَمَّ عَلَیْهِ بِصُخْرَةٍ وَ اِذَا هُوَ یُحَوِّی بِالْخَصْرِ
 لِرَاسِهِ فِی ثَلَاثِ رَاسَةٍ فِی سَدِّ هَذِهِ الْحِجْرِ هَهُنَا فِی سَبْعِ الْحِجْرِ فِیَا خُدَّهِ فَلَا یَرْجِعُ اِلَیْهِ
 حَتّٰی یَصِیْرَ رَاسُهُ كَمَا كَانَ ثُمَّ یَعُوْذُ عَلَیْهِ فِی فَعْلٍ بِهٍ مِثْلُ مَا فَعَلَ بِهٍ الْمَرْءَةُ الْاَوَّلَةُ
 قَالِ قُلْتُ لَهَا سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا هَذَا اِنْ قَالِ قَالَا لَی اَنْطَلِقُ اَنْطَلِقُ قَالِ فَاَنْطَلَقْنَا فَاتَيْنَا
 عَلَی رَجُلٍ مُسْتَلِقٍ لِقَفَاةٍ وَ اِذَا اَخْرَقَا نَمَّ عَلَیْهِ بِكَلْبٍ مِنْ حَرِیْدٍ وَ اِذَا هُوَ یَا تِی حَكَّ
 شِیْقٍ وَ حِجْرٍ فِی شَرِّ شَرِّ شِدْقَةٍ اِلَی قَفَاةٍ وَ یَخْرُجُ اِلَی قَفَاةٍ وَ عِیْنُهُ اِلَی قَفَاةٍ فَتَالَ
 وَ رَیْمَا قَالِ اَبُو رَجَاءٍ فَلَیْشَقُّ ثُمَّ یَتَحَوَّلُ اِلَی الْجَانِبِ الْاُخَرِ فِی فَعْلٍ بِهٍ مِثْلُ مَا فَعَلَ بِالْجَانِبِ
 الْاَوَّلِ ثُمَّ یَقْرَهُ مِنْ ذٰلِكَ حَتّٰی یَصِیْرَ ذٰلِكَ الْجَانِبُ كَمَا كَانَ ثُمَّ یَعُوْذُ عَلَیْهِ فِی فَعْلٍ بِهٍ
 مِثْلُ مَا فَعَلَ الْمَرْءَةُ الْاَوَّلَةُ قَالِ قُلْتُ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا هَذَا اِنْ قَالِ قَالَا لَی اَنْطَلِقُ اَنْطَلِقُ

فَانْطَلَقْنَا فَاتَيْنَا عَلَى مِثْلِ الشُّوْرِ قَالَ وَاحْسِبْ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فَإِذَا فِيهِ لَغَطٌ وَأَصْوَاتٌ
 قَالَ فَاظْلَعْنَا فِيهِ فَإِذَا فِيهِ رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاءٌ وَإِذَا هُمْ يَأْتِيهِمْ لَهَبٌ مِنْ أَسْفَلٍ مِنْهُمْ نَارٌ
 أَنَاهُمْ ذَلِكَ اللَّهُبُ صَوْنُوا قَالَ قُلْتُ لَهُمْ مَا هُوَ لَأَنَّهُ قَالَ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ انْطَلِقْ
 قَالَ فَاظْلَعْنَا فَاتَيْنَا عَلَى نَهْرٍ حَسِبْتُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ أَحْمَرٌ مِثْلُ الدِّمِ وَإِذَا فِي النَّهْرِ رَجُلٌ
 سَابِغٌ يَسْبِغُهُ وَإِذَا عَلَى شَطِ النَّهْرِ رَجُلٌ قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ حِجَارَةٌ كَثِيرَةٌ وَإِذَا ذَلِكَ السَّابِغُ
 يَسْبِغُهُ مَا يَسْبِغُهُ ثُمَّ يَأْتِي ذَلِكَ الَّذِي قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ الْحِجَارَةَ فَيَقْعُرُهَا فَأَهْ فَيُلْقِيهَا فِي النَّهْرِ
 فَيَنْطَلِقُ فَيَسْبِغُهُ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَيْهِ كُلَّمَا رَجَعَ إِلَيْهِ تَعَرَّلَ فَأَهْ فَالْقَوْمُ حَجَرُوا أَهْلًا قُلْتُ لَهُمَا مَا هَذَا
 قَالَ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ انْطَلِقْ قَالَ فَاظْلَعْنَا فَاتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ كَرِيهِ الْمَرْأَةَ كَأَنَّهَا مَا أَنْتَ رَأَيْتَ
 رَجُلًا مَرَأَةً وَإِذَا عِنْدَهُ نَارٌ لَهُ نَحْشُهَا وَيَسْعَى حَوْلَهَا قَالَ قُلْتُ لَهُمَا مَا هَذَا قَالَ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 انْطَلِقْ انْطَلِقْ فَاظْلَعْنَا فَاتَيْنَا عَلَى رَوْضَةٍ مُعْتَمِرَةٍ فِيهَا مِنْ كُلِّ نَوْرِ النَّارِ بَيْعٌ وَإِذَا بَيْنَ ظَهْرِي
 الرُّوضَةِ رَجُلٌ طَوِيلٌ لَا أَكَادُ أَدْرِي لَأَسَدٌ طَوِيلٌ فِي السَّمَاءِ وَإِذَا حَوْلَ الرَّجُلِ مِنَ الْكُتُوبِ كَذَلِكَ
 رَأَيْتُهُمْ قَطُّ قَالَ قُلْتُ لَهُمَا مَا هَذَا مَا هُوَ لَأَنَّهُ قَالَ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ انْطَلِقْ قَالَ فَاظْلَعْنَا
 فَانْتَهَيْنَا إِلَى رَوْضَةٍ عَظِيمَةٍ لَمْ أَرُ رَوْضَةً قَطُّ اعْظَمَ مِنْهَا وَلَا أَحْسَنَ قَالَ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 فِيهَا قَالَ فَارْتَقَيْنَا فِيهَا فَانْتَهَيْنَا إِلَى مَكِينَةٍ مَبْنِيَّةٍ بِلَبْنٍ ذَهَبٍ وَلَبْنٍ فِضَّةٍ فَاتَيْنَا بَابَ
 الْمَدِينَةِ فَاسْتَفْتَحْنَا فَفُتِحَ لَنَا فَدَخَلْنَا هَانَتْ لَنَا فِيهَا رِجَالٌ سَطَرٌ مِنْ خَلْقِهِمْ كَأَحْسَنِ
 مَا أَنْتَ رَأَيْتَ وَسَطَرٌ كَأَفْخَرٍ مَا أَنْتَ رَأَيْتَ قَالَ قَالَا لَهُمْ أَذْهَبُوا فَقَعُوا فِي ذَلِكَ النَّهْرِ
 قَالَ وَإِذَا كَهَرٌ مُعْطَرِضٌ يَجْرِي كَأَنَّ مَاءَهُ الْحَصَى فِيهِ الْبَيَاضُ فَذَهَبُوا فَوَقَعُوا فِيهِ
 ثُمَّ رَجَعُوا إِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ ذَلِكَ الشُّوْرُ عَنْهُمْ فَصَارُوا فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ قَالَ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 هَذِهِ جَنَّةُ عَدْنٍ وَهَذَاكَ مَثْرُوكٌ قَالَ كَسَمَّا بَصُرْتُ صَعْدًا إِذَا قَصَصْتُ مِثْلَ الرَّبَابَةِ الْبَيْضَاءِ
 قَالَ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ هَذَاكَ مَثْرُوكٌ قَالَ قُلْتُ لَهُمَا بَارَكَ اللَّهُ فِيكُمَا ذَرَيْتُ فَاذْخُلَا قَالَا آهَ الْآنَ
 فَلَا وَأَنْتَ دَاخِلُهُ قَالَ قُلْتُ لَهُمَا فَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ مِنْذُ اللَّيْلَةِ عَجَبًا فَمَا هَذَا الَّذِي رَأَيْتَ
 قَالَ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا سَخَّرْتُكُمَا مِمَّا التَّوَجَّلَ الْأَوَّلُ الَّذِي أَنْتَ عَلَيْهِ
 يَتْلَمُ رَأْسُهُ بِالْحَجَرِ فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَأْخُذُ الْقُرْآنَ فَيُرْفِضُهُ وَيَنَامُ مَعَيْنَ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ
 وَمِمَّا التَّوَجَّلَ الَّذِي أَنْتَ عَلَيْهِ كَيْشَرُ شَرِيْدٌ قَدْ رَأَى تَفَاهَةً وَمَنْعَرَةً إِلَى الْمَشْرِقِ فَفَنَاءُ
 وَعَيْنُهُ إِلَى تَفَاهَةٍ فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَغْدُو مِنْ بَيْتِهِ فَيَكْنُبُ بِاللَّيْلِ بَنَةً تَبْلُغُ الْإِفَاقَ وَأَمَّا الرَّجُلُ

وَالنِّسَاءُ الْعُرَاةُ الَّذِينَ هُمْ فِي مِثْلِ بِنَاءِ الثُّنُورِ فَإِنَّهُمْ لَظَنَاءُ وَالنَّوَائِي وَأَمَّا الرَّجُلُ
الَّذِي أَتَيْتَ عَلَيْهِ نَسَبُهُ فِي النَّهْرِ وَيَلْقَسُ لِحْجَارَةً فَإِنَّهُ أَكَلُ الرَّبْوِ وَأَمَّا الرَّجُلُ الْكَبِيرُ
الْمُرَاةُ الَّذِي عِنْدَ النَّارِ يَحْشُهُ بِأَوْسَعِ حَوْلِهَا فَإِنَّهُ مَالِكُ خَاوِنٍ بَجْهَتِهِمْ وَأَمَّا الرَّجُلُ الطَّوِيلُ
الَّذِي فِي الرُّوضَةِ فَإِنَّهُ ابْنُ هَيْمٍ وَأَمَّا الْبَوْلَانُ الَّذِينَ حَوْلَهُ فَعَلَّ مَوْلُوهُ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ
قَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْمُسْلِمِينَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَأَوْلَادُ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَأَوْلَادُ الْمُشْرِكِينَ وَأَمَّا الْقَوْمُ الَّذِينَ كَانُوا شَطْرَ قَوْمٍ قَبِيحَةٍ فَإِنَّهُمْ قَوْمٌ خَلَطُوا
عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا نَبَّأَ اللَّهُ عَنْهُمْ تَرْجَمَهُ سَمْرَهٌ بِنْتُ جَنْدَبٍ رَوَيْتُ عَنْهُ أَنَّ حَضْرَتَ صَلَوَاتُ اللَّهِ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اپنے اصحاب سے بہت فرمایا کرتے تھے کیا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے سو بیان
کرتا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ بیان کرے اور مقرر حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ایک صبح کو سویم سے کہا کہ مقرر شان یہ ہے کہ رات کو دو آنے والے سے کہا
آئے اور دونوں نے مجھ کو جگایا اور مجھ سے کہا کہ چل اور مقرر میں اُنکے ساتھ چلا اور سویم ایک مرد کو
پاس آئے جو کروڑ پر لیٹا تھا اور ناگہان ایک مرد اُسکے سر پر پتھر لیے کھڑا ہے سونا گہان کیا دیکھتا
ہوں کہ اُسکے سر پر پتھر مارنے کے واسطے جھکتا ہے اور اُس کے سر کو بچھتا ہے تو پتھر اڑھک جاتا ہے
اس طرف تو وہ پتھر کے پیچھے جاتا ہے کہ لے آوے سو وہ اُسکی طرف نہیں پرتا یہاں تک کہ اُس کا
سر درست ہو جاتا ہے جیسا پہلے تھا سو وہ مرد اُسکی طرف پلٹ آتا ہے تو اُس کے ساتھ کرتا ہے
جیسے پہلی بار اُسکے ساتھ کیا تھا تو میں نے دونوں سے کہا سبحان اللہ یہ دونوں کون ہیں تو دونوں نے
مجھ سے کہا کہ آگے چل آگے چل فرمایا سو ہم چلے یہاں تک کہ ہم چیت بیٹے مرد کو پاس آئے اور ناگہان
ایک مرد اُسکے ہاتھ میں لوہے کی سنسی ایسنی سنی ہے اور ناگہان وہ اُسکی منہ کی طرف آتا ہے
تو وہ اُسکے گل پری کو پہاڑ ڈالتا ہے اُسکی گدئی تک اور اُسکی ناک کی سوراخ کو اُسکی پیچھے تک
دھرتا ہے اُنکی پیچھے تک کہا اور اکثر اوقات ابورہما راوی نے کہا فیشق بدل فیشق شر
کی پیر اُسکی دوسری جانب کی پیر باجو اُسکے ساتھ کرتا جیسا پہلی جانب کے ساتھ کیا نہیں فارغ
ہوا اس جانب یہاں تک کہ دوسری جانب درست ہو جاتی جیسے پہلی تھی پیر اُسکی طرف پلٹ آتا تو
ایسکے ساتھ کرتا جیسا پہلی بار کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے کہا سبحان اللہ
یہ دونوں کون ہیں تو دونوں نے مجھ سے کہا کہ آگے چل آگے چل سو ہم چلے تو ایک گڑھے پر جو مثل تنور
تھا پیچھے کہا راوی سے سو میں گمان کرتا ہوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے سونا گہان

حکایت ترمذی

کیا دیکھتا ہوں کہ اُس میں شوغل ہے سوہم اُس میں جہانکے سونا گہان اُس میں ننگے مرد اور عورتیں تھیں سونا گہان اُنکو پیچھے سے لپٹ آتی ہے سوجب اُنکو یہ لپٹ آتی ہے تو چلا ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سوہم نے اُن سے کہا کہ یہ کون ہیں تو دونوں نے مجھ سے کہا کہ آگے چل آگے چل سوہم چلے یہاں تک کہ ایک نہر پر پہنچے مین گمان کرتا ہوں کہ فرماتے تھے کہ وہ سرخ رنگ تھی لہو کی طرح اور ناگہان نہر میں ایک مرد ہے تیرے والا جو تیرا ہے اور ناگہان نہر کے کنارے پر ایک مرد ہے اُس نے اپنے پاس بہت پتھرون کو جمع کیا ہے سوجب یہ تیرے والا تیرا ہے جو تیرا ہے پھر آتا ہے اُس مرد کی طرف جس نے پتھرون کو جمع کیا یعنی چاہتا ہے کہ نکلے تو اُسکے واسطے اپنا منہ کھولتا ہے تو وہ کنارے والا اُسکے منہ میں پتھر مارتا ہے سو وہ چلتا ہے اور اُس نہر میں تیرا ہے پھر اُسکی طرف لپٹ آتا ہے جب اُسکی طرف رجوع کرتا ہے تو اُسکے واسطے منہ کھولتا ہے تو وہ اُسکے منہ پتھر ڈالتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے دونوں کے کہ یہ کون ہیں تو دونوں نے مجھ سے کہا کہ چل چل فرمایا سوہم چلے یہاں تک کہ ہم ایک مرد بد شکل پر پہنچے جیسے تو بہت بد شکل مرد اور عورت دیکھے ہوں اور ناگہان اُسکے پاس آگ ہو اُسکو پھر کارا ہے اور اُسکے گرد و دڑتا ہے مینے دونوں سے کہا یہ کون ہے تو دونوں نے مجھ سے کہا کہ چل چل سوہم چلے سوہم ایک باغ تک پہنچے کہ اُس میں بہتر شگوفہ بہار کا تھا اور ناگہان باغ کے درمیان ایک دروازہ مرد ہے نہیں قریب کہ میں اُسکے سر کو دیکھوں بسبب درازی کے آسمان میں اور ناگہان اُس مرد کے گرد لڑکے ہیں مینے کہی اُس سے زیادہ لڑکے نہیں دیکھے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مینے ان دونوں سے کہا کہ یہ کیا ہے یہ کون ہیں تو دونوں نے مجھ سے کہا کہ آگے چل آگے چل فرمایا سوہم چلے سوہم ایک بڑی باغ تک پہنچے کہ مینے کہی کوئی باغ اُس سے بہتر اور افضل نہیں دیکھا دونوں نے مجھ سے کہا کہ ہمیں چڑھ سوہم اُس میں چڑھے سوہم ایک شہر تک پہنچے جو سو اور چاندی کی اینٹوں سے بنایا گیا تھا سوہم شہر کے دروازے پر آئے تو ہم نے چاہا کہ دروازہ کھلے سوہم واسطے دروازہ کھولا گیا سوہم اُسکی اندر داخل ہوئے سوہم کو اُس میں کچھ مرد ملے انکی اُدھی شکل جیسی کہ تو نے بہت اچھی شکل دیکھی اور اُدھی شکل جیسی کہ تو نے بہت بُری شکل دیکھی تو تو دو تھان سے کہا کہ جاؤ اور اس نہر میں غوطہ مارو اور ناگہان ایک نہر ہے کہ جاری ہوتی ہے چوڑائی میں جیسے اُسکا پانی خالص دودھ ہے سفید مین سودہ گئے اور اُس میں کود پڑے پھر سہارے طرف پھرے اس حال میں کہ اُن سے یہ بدی

یعنی بد صورتی جاتی رہی تو ہو گئی نہایت اچھی صورت میں یعنی جو آدھا حصہ انکا بد صورت تھا وہ بھی خوب تر ہو گیا تو دونوں نے مجھے کہا کہ یہ بہت ہے ہمیشہ رہنے کا یعنی یہ شہر اور یہ تیری جگہ ہے تو میری آنکھ نے اوپر کی طرف بہت اونچی نظر کی سونا گہان ایک محل ہے سفید بدلی کی طرح تو دونوں نے مجھے کہا کہ یہ ہے تیری جگہ تو میں نے دونوں سے کہا کہ خدا تعالیٰ تم میں برکت کرے چھکو چوڑو کہ میں اس میں داخل ہوں تو دونوں نے کہا کہ اس وقت تو تو داخل نہیں ہوگا اور تو ایز داخل ہونے والا ہے یعنی بعد موت کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سو میں نے دونوں سے کہا کہ مقررینے ابتداً آج کی رات عجب دیکھا سو کیا ہے یہ جو میں نے دیکھا تو دونوں نے مجھ سے کہا خبردار ہو مقرر ہم تمہکو خبر دینگے ایسے پہلا مرد جس پر تو آیا تھا جس کا سر پتھر سے کھلا جاتا تھا سو وہ مرد تھا جو قرآن کو سیکھ کر چوڑ دیتا ہے اور فرض نماز سے سو جاتا ہے نہیں پڑھتا اور جس مرد پر تو آیا تھا جسکی گل پٹری چیری جاتی تھی پیٹھ تک اور اسکی ناک اور آنکھ پیٹھ تک سو وہ مرد ہے جو صبح کو گھر سے نکلتا تھا اور جھوٹی باتیں بنا کر لوگوں سے کہتا تھا یہاں تک کہ سارے جہان میں اُنکا جھوٹ مشہور ہو جاتا تھا اور ایسے شرکی مرد اور عورتیں جو تنزیہ جیسے گڑھے میں تھے تو وہ حرماں عورتیں اور مرد میں اور جس مرد پر تو آیا کہ نہر میں تیرتا تھا اور پتھر کھاتا تھا سو وہ بیاج خوار ہے اور جو مرد بد شکل کہ آگ کے پاس تھا اُسکو پتھر کا تھا اور اُسکے گرد و درتا تھا سو مالک سے دوزخ کا داروغہ اور جو دراز قدم کہ باغ میں تھا سو وہ ابراہیم علیہ السلام ہے اور جو لڑکے کہ اُسکے گرد تھے سو ہر لڑکا ہے جو فطرت اسلام پر مرا کہا راوی نے سو بعضے مسلمانوں نے کہا یا حضرت اور مشرکوں کی اولاد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مشرکوں کی اولاد کا یہی یہی حکم ہے کہ وہ مسلمانوں کی اولاد کے ساتھ ملحق ہیں یعنی اور یہ جو فرمایا ہم من آباہم تو یہ اُنکو معارض نہیں اس واسطے کہ یہ دنیا کا حکم ہے اور جو لوگ کہ آدھے خوب صورت اور آدھے بد شکل تھے سو وہ گنہگار ہیں جنہوں نے نیک اور بد عملوں کو ملایا اللہ تعالیٰ نے ان سے معاف کیا

ف ایک روایت میں ہے اور پہلا گھر جس میں تو داخل ہوا تھا سو وہ عام مسلمانوں کا گھر ہے اور یہ شہیدوں کا گھر ہے اور میں جبریل ہوں اور یہ میکائیل ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ہم نے مرد اور عورتیں دیکھیں نہایت بد صورت اُنکے بدن سے پاخانوں کی طرح بو آتی ہے میں نے کہا ہم کون ہیں کہا کہ یہ لوگ حرماں عورتیں ہیں پر ہم نے آگے مردے دیکھے سو جے ہوئے نہایت بد بودار کہا کہ یہ کافروں کے مردے ہیں پر ہم نے آگے اور مرد دیکھے جو درختوں کے ساکین سوتے

ہیں مینے کہا یہ کون لوگ ہیں دونوں نے کہا کہ یہ مسلمان کے مردے ہیں پھر مینے اُس سے
 آگے اور مرد دیکھے نہایت خوبصورت اور خوشبودار کہا کہ یہ لوگ صدیق اور شہید اور صالحین
 ہیں اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ معراج کئی بار واقع ہوئے جاگتے
 بھی اور سوتے ہی کئی طرح پر اور یہ کہ بعض گنہگاروں کو عذاب ہوتا ہے برزخ میں اور اس میں
 تخریر ہے سو جانے سے فرض نماز سے اور قرآن چھوڑنے سے اُسکے واسطے جسکو یاد ہو اور
 اس میں ڈرنا ہے زنا سے اور بیابان کھانے سے اور عمدہ اچھوٹ بولنے سے اور یہ کہ جسکے واسطے
 بہشت میں محل ہیں وہ اُس میں نہیں رہیں گے اس حال میں کہ دنیا میں ہو یعنی زندہ بلکہ مرنے
 کے بعد اس میں داخل ہوگا یہاں تک کہ پیغمبر اور شہید بھی اور اس میں رغبت دلانا ہے اور پر
 طلب علم کے اور اس میں فضیلت شہیدوں کی ہے اور یہ کہ انکی جگہ بہشت میں سب جگہوں
 سے اونچی ہے اور نہیں لازم آتا اس سے کہ ابراہیم علیہ السلام سے ہی بلندتر درجہ ہوں گی
 احتمال ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کا وٹان رہنا بسبب پرورش لڑکوں کے ہو اور ان کی
 جگہ اعلیٰ علیین میں ہو شہیدوں کی جگہوں سے اونچی جیسا کہ معراج میں گذر چکا ہے
 کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آدم علیہ السلام کو پہلے آسمان میں دیکھا اور حالانکہ اونچی
 اعلیٰ علیین میں ہے سو جب قیامت کا دن ہوگا تو ہر ایک اُن میں سے اپنی اپنی جگہ
 میں قرار گیر ہوگا اور کچھ کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں خدا تعالیٰ اُس سے معاف
 کرے گا الہی ہم سے معاف کر اپنی رحمت کے ساتھ اے سب رحم کرنے والوں زیادہ رحم کر دنا
 اور اس حدیث میں اہتمام کرنا ہے ساتھ امر خواب کے ساتھ سوال کرنے کے اُس سے اور
 فضیلت اُسکی تعبیر کی اور مستحب ہونا بعد نماز صبح کے اس واسطے کہ اس وقت دل جمع ہوتا ہے
 اور اس میں متوجہ ہونا امام کا ہے طرف نمازیوں کی بعد نماز کے جبکہ اُس کے بعد سنت
 موکدہ نہ ہو اور ارادہ کرے کہ اُن کو وعظ کرے یا فتوے دیوے یا اُن میں حکم کرے اور یہ کہ
 استقبال قبلے کا ترک کرنا واسطے متوجہ ہونے کے نمازیوں پر مکر وہ نہیں بلکہ مشروع اور
 درست ہے مانند خطبہ پڑھنے والے کے کہا کہ مانی نے کہ مناسبت عقوند کورہ کی اُس میں واسطے
 گناہوں کے ظاہر ہے سو اُن کے کہ اُس میں خفا ہے اور اُسکا بیان یہ ہے کہ نہنگا ہونا
 رسوائی ہے مانند زنا کی اور زانی کی شان سے ہے طلب کرنا خلوت کا سو مناسب ہوا
 اُسکو تنور اور نیز اُس نے کہا کہ حکمت چچ اقتصار کرنے کے فقط انہیں گنہگاروں پر سو

غیر ان کے کہ یہ ہے کہ عقوبت متعلق ہے ساتھ قول اور فعل کے سوا اول بنا بر اس چیز کے ہے کہ نہیں لائق ہے کہ ہی جاوے اور دوسرا یا بدنی ہے یا مالی ہے سوائے انہیں سے ہر ایک کے واسطے ایک مثال بیان کی تاکہ اُس کے ساتھ تنبیہ کی جاوے ان لوگوں پر جو اُن کے سوا ہیں جیسے کہ تنبیہ کی ساتھ اُس شخص کے کہ ذکر کیا گیا ہے اہل ثواب سے اور یہ کہ وہ چار مراتب پر ہیں اول درجے پیغمبروں کے دوم درجے امت کے سب سے اعلیٰ شہید لوگ ہیں تیسرے جو بالغ ہوں چوتھے وہ جو بالغ ہوں (نسخہ الباری) ❦

فہرست ابواب طحاوی مسنون فیض الباری شرح اردو صحیح بخاری

ابواب کتاب	صفحہ	ابواب کتاب	صفحہ	ابواب کتاب	صفحہ
لڑائی کرنے والے کافروں اور مرتدوں کا بیان	۱	بے زانی کو بچھ کر نیک بیان دینا مرد اور عورت پر ہم نہ کیے جانے	۱۰	گناہ کا اقرار کرنے والے سے	۱۰
لڑائی کرنے والے مرتدوں کے ہاتھ کاٹ کر حضرت صلی علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو داغ نہیں دیا یا نہ تک کہ ہلاک ہو گئے	۲	زنا کرنے والے کو پتھروں کی مار	۱۳	امام کا پوچھنا کہ کیا تیری شادی ہو گئی	۲۷
لڑنے والے مرتدوں کو پانی نہ دیا گیا یا نہ تک کہ مر گئے	۳	موضع بلا طین چم کر نیک بیان	۲۰	زنا کا استلزام کرنا ...	۲۸
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرتدوں کی آنکھوں میں سلائی بیروادی ...	۴	عید گاہ میں چم کرنے کا بیان	۲۱	نکاح کے بعد جو عورت زنا سے حاملہ ہو	۲۵
بیہوشی چھوڑنے والے کی فضیلت	۵	جو شخص حد سے نیچے درجے کا گناہ کرے اور امام کو خبر پہنچے تو توبہ بعد اس پر کوئی سزا نہیں جب تک پوچھنے آوے ...	۲۲	اسکو سنگسار کرنا ...	۲۵
زانیوں کے گناہ کا بیان	۶	جب حد کا اقرار کرے اور بیان نہ کرے تو کیا امام کی پروردہ کی سزا	۲۳	کنوا کنواری اگر زنا کرین تو ان کو کوڑی لگا کر شہر بدر کیا جاوے	۲۶
	۷	گناہ کا اقرار کرنے والے کو امام پر کہہ سکتا ہو کہ شاید تو نے ہاتھ لگایا ہو گایا اسکے بدن کو دیا ہو گا	۲۴	گناہ گاروں کو پھیلنے کو شہر بدر کرنا	۲۹
	۸		۲۵	امام سے غائبانہ کسی اور شخص کو حد قائم کرنے کا حکم دینا	۵۰
			۲۶	آیت میں لم یسطع منکم طولاً ان المحضات المؤمنات الایہ کا بیان	
			۲۷	لوٹی جیب کر اس کی حد بیان	۵۱
			۲۸	لوٹی جیب کر تو اسکو ملامت	

صفحہ	البواب کتاب	صفحہ	البواب کتاب	صفحہ	البواب کتاب
۱۳۰	عورت کے پیٹ کا بچہ ادیہ کہ گیا	۸۵	حبشہ پر اور لاطینی سے قتل کر تو کیا	۵۳	نہ کی جاو اور جلاوطن کی جاو
۱۳۱	دیت الیہ پر ہوا والد کی عقیقہ نہ دل نہ	۸۷	حکم ہے	۵۴	زمینوں کے احکام اور حجب نہ
۱۳۲	جو عادت لیو غلام یا لڑکا ..	۹۰	آیت ان النفس بالنفس الایہ کا بیان	۵۵	کہے امام کے پاس لائے جاوین
۱۳۳	کان کا بدلہ نہیں اور کنوین کا بدلہ نہیں	۹۱	پتھر سے قصاص لینا ...	۵۶	تو ان کے محسن ہونے کا بیان
۱۳۴	جاوڑ کے مارنے کا بدلہ نہیں	۹۲	جس کا کوئی مارا جاو تو وہ دو	۵۷	جس کا کوئی مارا جاو تو وہ دو
۱۳۵	ذمی کو بیگنہ مارنا ...	۹۳	امر سے ہتر کو اختیار کرے	۵۸	حاکم کے پاس یا اور لوگوں کے پاس
۱۳۶	نہ قتل کیا جاو مسلمان بدلہ کا فر کے	۹۴	ناحق کسی کا خون کرنا منع ہے	۵۹	زنا کی تہمت دے تو کیا حکم کسی کو اس
۱۳۷	مسلمان کے وقت پہنچے کو طعنے مار	۹۵	موت کے بعد خطا کا معاف کرنا	۶۰	عورت کے پاس اس امر کی تصدیق
۱۳۸	کتاب استنبات العاقلین والمرتدین	۹۶	آیت ما کان لمومن ان یقتل مونا	۶۱	کے لیے بھیجے یا نہ
۱۳۹	مشرک کو گناہ کا بیان اور اس کی سزا	۹۷	الاخطا الایہ کا بیان	۶۲	بجرح حاکم کے اپنے گھر والوں کی یا
۱۴۰	مرتد مرد اور عورت کا حکم	۹۸	جب ایک مرتبہ قتل کا اقرار کرے	۶۳	غیر کی تادیب کر تو کیا حکم ہے
۱۴۱	جو ذوالنفس کے قبول کرے ذمی کا کرے	۹۹	تو قتل کیا جاوے ...	۶۴	جو اپنی عورت کے ساتھ کسی بیگنا
۱۴۲	اس کا قتل کرنا	۱۰۰	عورت کے بدلے مرد کا قتل کرنا	۶۵	مرد کو دیکھو اور اسے قتل کر ڈالو تو کیا
۱۴۳	تعزیر کرنا ذمی وغیرہ کا حضرت صلے	۱۰۱	عورت اور مرد کے درمیان خون	۶۶	حکم ہے
۱۴۴	علیہ السلام کی بدگوئی سے	۱۰۲	میں قصاص لینا	۶۷	تعزیر کا بیان
۱۴۵	باب بلا ترمیم	۱۰۳	جو اپنا حق یا بدلہ لے سو بادشاہ کے	۶۸	تعزیر اور تادیب کی مقدار
۱۴۶	خارجیوں اور محدود سے لڑائی	۱۰۴	جب مرد یا عورت میں باقتل کیا جاو	۶۹	جس کی بیچیا کی اور لودگی اور مہم ہونا
۱۴۷	کرنا بعد قائم کرنے حجت کے	۱۰۵	جب کوئی کسی مرد کو دانتوں سے کاٹے	۷۰	ظاہر مگر گواہ نہ ہوں تو کیا حکم ہے
۱۴۸	جو نہ لڑے خارجیوں کے واسطے الفت	۱۰۶	اور اس کے دانت گر پڑیں	۷۱	یا اگر اس عورت کو تہمت دینے کا بیان
۱۴۹	حضرت صلے علیہ السلام کا فرمانا	۱۰۷	دانت بدلے دانت کے	۷۲	غلام کو گالی دینے کا حکم
۱۵۰	قیامت قائم ہوگی یہاں تک کہ وہ	۱۰۸	انگلیوں کی دیت کا بیان	۷۳	امام کسی کو حکم دے کہ اسے غائبانہ
۱۵۱	گروہ لڑائی کرے جس کا دعویٰ لکھی ہوگا	۱۰۹	جب قتل کرے یا زخمی کرے ایک	۷۴	حد قائم کرے
۱۵۲	تبادل کرنے والوں کا بیان	۱۱۰	جماعت ایک شخص کو کیا دیت ہے	۷۵	کتاب الدیات
۱۵۳	کتاب الاکواہ	۱۱۱	قتل کا بیان	۷۶	اللہ تعالیٰ کے قول میں جیسا کہ بیان
۱۵۴	آیت الامن کرہ قلبہ مطہن بالایمان	۱۱۲	جو کسی قوم کے گھر میں جہانگیر اور	۷۷	آیت یا ایہا الذین آمنوا کتب علیکم
۱۵۵	الایہ کا بیان	۱۱۳	اس کی آنکھ پھوڑا دینے میں نہیں	۷۸	القصاص فی القتل الایہ کا بیان
۱۵۶	کفر یہ مارا اور خوار سے قتل کو اختیار	۱۱۴	عاقل کا بیان	۷۹	قاتل سے پوچھنا یہاں تک کہ اقرار کرے
۱۵۷	بیع مکہ وغیرہ کی حق وغیرہ میں	۱۱۵	عورت کے پیٹ کا بچہ	۸۰	اور حدوں میں اقرار کرنے کا بیان

صفحہ	ابواب کتاب	صفحہ	ابواب کتاب	صفحہ	ابواب کتاب
۲۷۰	خواب میں جاری نہر دیکھنا	۲۲۷	کا شروع ہونا نیک خالوں سے ہونا	۱۸۷	مکرہ کا نکاح جائز نہیں
۲۷۱	خواب میں کنوئیں سے پانی کھینچنا	۲۲۸	نیکوں کا خواب	۱۸۸	جب کسی کی بددستی ہو غلام کو بیچ دیا
۲۷۲	بیات تک لوگ سیلاب ہو جاویں	۲۲۹	خواب سد تک کی طرف ہو ہیں ...	۱۸۹	یا بخش تو جائز نہیں ہے ...
۲۷۳	ایک ڈول کنوئیں سے کھینچنا سستی سے	۲۳۰	سچا خواب ہماری کے چھائیہ حسن	۱۹۰	باب ہے اگر اہ سے
۲۷۴	خواب میں آرام کرنا	۲۳۱	بین سے ایک حصہ ہے ...	۱۹۱	عورت نے یا بیوی کو بچا دیا تو اس پر حرام نہیں
۲۷۵	خواب میں محل کو دیکھنا	۲۳۲	بشارت کا بیان	۱۹۲	قسم کھانا مرد کا اپنے ساتھی
۲۷۶	خواب میں ماضو کرنا	۲۳۳	یوسف علیہ السلام کی خواب کا بیان	۱۹۳	کے واسطے کہ وہ اُس کا بھائی ہے
۲۷۷	خواب میں خانہ کعبہ کا طواف کرنا	۲۳۴	ابراہیم علیہ السلام کی خواب کا بیان	۱۹۴	کتاب الحیل ...
۲۷۸	خواب میں اپنا جھوٹا غیر کو دینا	۲۳۵	موافق ہونا خوابوں کا	۱۹۵	باب ہی بیچ ترک کرنے کی جگہ
۲۷۹	خواب میں اس کا اصل مونا اور خوف کا دور	۲۳۶	قیدیوں اور مفسدون اور شرکوں	۱۹۶	باب ہی بیچ داخل ہو چیکہ نمازین
۲۸۰	خواب میں داہنی طرف چلنا	۲۳۷	کی خوابوں کا بیان	۲۰۰	زکوٰۃ میں جیلہ کا داخل ہونا ...
۲۸۱	خواب میں پیالہ دیکھنا	۲۳۸	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب دیکھنا	۲۰۱	نکاح میں جیلہ کرنا
۲۸۲	جب خواب میں کوئی چیز اڑے	۲۳۹	رات کی خواب کا بیان	۲۰۲	بیچ میں جیلہ مکر وہ ہونا
۲۸۳	جب خواب میں کچھ کہے گا تو فرج کیجائی ہے	۲۴۰	دن کی خواب کا بیان	۲۰۳	بخش کا مکر وہ ہونا
۲۸۴	خواب میں پھونک مارنا	۲۴۱	خورقون کی خواب کا بیان ...	۲۰۴	بیچ میں دھوکا کرنا منع ہے
۲۸۵	جب خواب میں شیخ کہے گا تو کسی تیر ایک گو	۲۴۲	پریشان خواب شیطان کی طرف سے ہے	۲۰۵	یتیم لڑکی کو اسطولی کا جیلہ کرنا منع ہے
۲۸۶	سرخ کال کہہ دے دوسری جگہ نہ کہے	۲۴۳	خواب دو دھندلہ دیکھنا	۲۰۶	نوندی غصب کر کے دعویٰ کرنا کہ وہ
۲۸۷	خواب میں کالی عورت کا دیکھنا	۲۴۴	خواب میں اردو دیکھنے والے کی	۲۰۷	اس پر اسکی قیمت کا حکم کیا گیا
۲۸۸	خواب میں پریشان بالوں کی عورت کو دیکھنا	۲۴۵	انگلیوں اور ناخنوں تک جارح ہونا	۲۰۸	باب بلا ترجمہ
۲۸۹	خواب میں تلوار کو ہلانا	۲۴۶	خواب میں کرتے کو دیکھنا ...	۲۰۹	نکاح میں جیلہ کا جائز ہونا
۲۹۰	جھوٹی خواب بنانے کا گناہ	۲۴۷	خواب میں کرنے کو کھینچنا	۲۱۰	عورت کا جیلہ کرنا خاوند اور کون سے مکر وہ
۲۹۱	جب خواب میں ایسی چیز دیکھو جو	۲۴۸	خواب میں نہرنگ و سبز باغ کا دیکھنا	۲۱۱	طاہرین سے بہاگوں میں جیلہ کرنا مکر وہ
۲۹۲	پسند نہیں کسی سے نہ کہے	۲۴۹	خواب میں عجمی بت (کی تصویر) کا کہنا	۲۱۲	بدنہ در شفیعہ میں جیلہ کرنا منع ہے
۲۹۳	پہلا معبر جب ٹھیک تعبیر نہ کرے	۲۵۰	خواب میں ریشم کا دیکھنا ...	۲۱۳	جیلہ کرنا عامل کا تاکہ اسکو بدیہ یا جاو
۲۹۴	دوسرے سے تعبیر نہ چھے	۲۵۱	خواب میں گنجانے میں دیکھنا	۲۱۴	کتاب التبیان
۲۹۵	فتیح کی نماز کے بعد تعبیر کرنا	۲۵۲	خواب میں دو زناد حلق کو کرنا	۲۱۵	اول اول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا
۲۹۶		۲۵۳	خیمے کے چوب تکھے کے سچو دیکھنا	۲۱۶	
۲۹۷		۲۵۴	خواب میں بترق کر دیکھنا اور شہادت	۲۱۷	
۲۹۸		۲۵۵	میں داخل ہونا	۲۱۸	
۲۹۹		۲۵۶	خواب میں قید (پیری) کو دیکھنا	۲۱۹	

یہ کتاب کا بیان ہے معرکہ کربلا اور محاسن و احوال کو مفصل اور مستحکم میں تحریر کیا ہے۔

الحمد لله رب العالمین فیض الباری بابت تمام خادم اہل السنۃ نقیصر اللہ عفر اللہ ذنوبہ وستر عیبہ
استغفار۔ جملہ حقوق کا پانی راسٹ محفوظ ہیں۔ بلا اجازت تحریری کوئی نہ چھاپے (عفی اللہ عنہ)

از تصانیف قاضی بن مولانا محمد ابوالحسن علی بن حسن علی صاحب کتاب البیان و اعراض الملقب بخیر السجاری تهذیب القاری سید

محسن اهتمام عائد بالله خادم الاله فقير الله غفر الله له ولوالديه زرقم استغفر الله ايما ناكلا باهتمام محمدا

در طبع محمدی فان کلامه یوفیای طبع

یہ کتاب ۲۹ پارہ کا ہے دیگر کتب دینیہ پر مشتمل ہے اور علماء و مراد کے کچھ فقیر اللہ تعالیٰ کے کتب میں موجود ہے۔ صرف ایک پارہ برطانیہ

۲۹

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب الفتن

کتاب ہر فتنوں فسادوں کے بیان میں فتنہ جمع ہونے کی اور اصل فتنہ دخل کرنا سونے کا
 ہے آگ میں تاکہ ظاہر ہو کھوٹا ہے یا کھرا اور استعمال کیا جاتا ہے بچ و دخل کرنے آدمی کے آگ میں اور
 اطلاق کیا جاتا ہے عذاب پر اور اس چیز پر کہ حاصل ہو عذاب اور آزمائے اور جانچنے پر اور اس چیز پر کہ دفع کیا جاتا
 ہے طرف اس کی آدمی شدت ہو اور اکثر استعمال اس کی شدت میں ہے اور بعضوں نے کہا کہ اصل فتنہ
 کا آزمائنا اور جانچنا ہے پھر استعمال کیا گیا ہر اس چیز میں کہ نکالے اس کو محنت اور اختیار طوف مروہ کی پھر
 بولا گیا ہر چیز مروہ پر یا جس کا انجام اس کی طرف ہو مانند کفر اور اثم اور تخریق اور فحشیت اور گناہ وغیرہ کی
 رفق یا کما جاء فی قول اللہ و اتقوا فتنۃ لا تضییبن الذین ظلموا منکم
 خاصۃ جو وارد ہوا ہے بچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے بچو فتنے سے کہ نہ پہنچے تم میں سے ظالموں کو خاص
 فتنہ میں کہتا ہوں وارد ہوئی ہے اس میں وہ چیز جو روایت کی احمد اور بزار نے مطرف بن عبد اللہ کے
 طریق سے کہ ہم نے زبیر سے کہا یعنی جنگ جل میں اے اباعبداللہ تم کیوں آئے البتہ تم نے صنایع کیا
 خلیفہ کو قتل ہو یعنی عثمان کو دینے میں پھر تم اس کے قصاص لینے کی واسطے بصرہ میں آئے تو زبیر نے کہا
 کہ ہم نے حضرت کو زنا لے میں پڑا کہ بچو فتنے سے کہ تم میں سے خاص ظالموں کو نہ پہنچے یعنی ملکہ مبادا اب
 کو عام ہو اور طبری نے روایت کی ہے کہ یہ آیت اہل بدر کے حق میں اتی اُن کو جنگ جمل کے دن فتنہ پہنچا
 اور زبیر طبری نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ خدا نے مسلمانوں کو حکم کیا کہ ہر کام کو اپنے درمیان
 برقرار رکھیں پس عام ہو گا اُن کو عذاب اور اس حدیث کی واسطے شاید ہے عدی کی حدیث سے کہ میں نے
 حضرت سے سنا فرماتے تھے کہ مقرر اللہ نہیں عذاب کرتا عام لوگوں کو ساتھ عمل خاص کو بہانہ کہ دیکھیں
 ہر کام کو اپنے درمیان اور حالانکہ اس کے انکار کرنے پر قادر ہوں سو جب ایسا کریں تو اللہ عام اور خاص سب

لوگوں کو عذاب کر لے کر فتح اوماکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یجد من الفتن اور جو حضرت
 قنون سے دلتے تھے وہ یہ اشارہ ہر طرف اس چیز کی کہ بغل سے اسکو حدیث باب کی وعید سے تبدیل اور
 بدعت نکالنے پر اس واسطے کہ فتنے اکثر اسی سے پیدا ہوتے ہیں (فتح) **حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ**
حَدَّثَنَا بِشِيرُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَتْ أَسْمَاءُ عُمَرَ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّا عَلَى حَوْضٍ أَتَّخِذُ مِنْ يَدِي عَلَى فَيْحٍ خَدَّيْنِ مِنْ دُونِي فَأَقُولُ أَمْرِي
فَيُقَالُ لَا تَدْرِي مَشَاوِئِي الْقَهْقَرَى قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ أَنْ نَرْجِعَ عَلَى أَعْقَابِنَا
أَوْ نَفُتِنَ تَرَجْمَةُ سَامٍ روایت ہے کہ حضرت فرمایا کہ اپنے حوض کو تر پر انتظار کرو گا جو میرے پاس آوینگے
 سو کچھ لوگ میرے پاس آئے سے روکے جائینگے تو میں کہوں گا اے رب یہ لوگ میری امت ہیں تو کہا جاوے گا
 تو نہیں جانتے کہ پھر گئے ایڑیوں کو بل یعنی تیرے بعد دین سے پھر گئے کہا ابن ابی ملیکہ نے الہی ہم تیری
 پناہ مانگتے ہیں کہ پھر جاوے ہم ایڑیوں کے بل یافتے ہیں پھر دین سے **حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ**
إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو عَنْ مَخْيَرَةَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ يُرْفَعُونَ إِلَى رِجَالِكُمْ حَتَّى إِذَا أَهْوَيْتُمْ لَنَا وَلَهُمْ
إِحْتِلَاجُ أَدُونِي فَأَقُولُ أَيُّ رَبِّ أَصْحَابِي يَقُولُ لَا تَدْرِي مَا أَحَدٌ تُوَاعِدُكَ تَرَجْمَةُ سَامٍ سے
 روایت ہے کہ حضرت فرمایا کہ میں تمہارا پیشوا ہوں حوض کو تر پر البتہ میرے سامنے لائے جائینگے تم میں سے
 چند لوگ یہاں تک کہ جب ان کی طرف جھکوں گا کہ حوض کو تر کا پانی ان کو دوں تو میرے پاس
 سے ہٹائے جاوینگے تو میں کہوں گا اے میری رب یہ تو میرے ساتھی ہیں تو حکم ہوگا کہ تو نہیں جانتا کہ
 کہ انہوں نے تیرے بعد کیا کیا بغیر میں **حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ**
عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ مِنْ وَرْدَةٍ شَرِبَ مِنْهُ وَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَطْمَأَنَّ أَبَدًا لِيَرُدَّ
عَلَى أَقْوَامٍ أَعْرِضُ عَنْهُمْ وَيَعْرِفُونِي ثُمَّ يَحْالِ بِدِينِي وَبَيْنَهُمْ قَالَ أَبُو حَازِمٍ فَسَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ أَبِي عَمْرٍو
وَأَنَا أَحَدُهُمْ هَذَا فَقَالَ هَلْ كُنَّا سَمِعْتُ سَهْلًا فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ وَأَنَا أَشْهَدُ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ
الْحُدْرِيِّ لَسَمِعْتُهُ يَنْبِذُ فِيهِ قَالَ لَيْسَ مِنْهُمْ مَنِي فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا بَدَأَ لَوَاعِدُكَ فَأَقُولُ
سُحُفًا سَحُفًا لَنْ يَكُنَّ بَعْدَكَ تَرَجْمَةُ سَامٍ روایت ہے کہ میں نے حضرت کو سنا فرماتے تھے
 کہ میں تمہارا پہلا اور پیشوا ہوں حوض کو تر پر جو اس پر آوے گا اس سوچے گا اور جو اس سے پیے گا کبھی
 پیا سا نہ ہوگا یعنی ہمیشہ سیراب ہوگا البتہ چند لوگ میرے پاس آوینگے میں ان کو پچانوں گا ورنہ پچانینگے

پھر میرے پاس آئے سے روکے جاوینگے کہا ابو حازم نے سو نعمان بن زحجاکو سنا اور حالانکہ میں ان سے
 یہ حدیث بیان کرتا تھا تو اس نے کہا کہ تو نے اسی طرح سہل سے سنا ہے میں نے کہا ان اس نے کہا البتہ میں
 گواہی دیتا ہوں ابو سعید پر البتہ میں نے اس سے سنا اس میں زیادہ کرتا تھا اتنا کہ حضرت فرماوینگے کہ وہ مجھ سے
 ہیں یعنی میری امت سے تو حکم ہوگا کہ مقرر تو نہیں جانتا کیا انہوں نے تیرے بعد کیا بدلہ الا تو میں کہو
 کہ دوری ہو دوری ہو اس کو جس نے میری بعد میں بدلہ الا سہل کی حدیث میں آیا ہے
 کہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا تو مراد اس سے یہ ہے کہ بہشت میں داخل ہوگا اس واسطے کہ وہ صفت ہو اسکی جو
 بہشت میں داخل ہوگا اور اس حدیث میں ہے لوگ مراد ہیں جو چند گروہ عرب کے حضرت کی وفات کے بعد
 مرتد ہو گئے تھے پس نہیں ہو کوئی اشکال بیچ بیزار ہو حضرت کی ان سے رد و کرنا ان کا اور اگر مرتد نہیں ہو رہے
 لیکن کوئی بڑا گناہ کیا تھا بدن کے عملوں سے یا کوئی بدعت نکالی تھی دل کے اعتقادات سے تو احتمال ہے کہ
 حضرت نے ان سے منہ پھیرا ہو اور ان کی شفاعت نہ کی ہو واسطے پیروی حکم اللہ کے پیچھے حق ان کے کے
 یہاں تک کہ خدا انکو انکے گناہ کی سزا دے اور نہیں ہو کوئی مانع کہ وہ حضرت کے عموم شفاعت میں داخل
 ہوں جو آپ کی امت کے گناہ والوں کی واسطے ہوگی سو نکالے جاوینگے وقت نکالنے موحین کو انکے
 سے واللہ سلم (فتح) باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم سترون بعد فی اموراً
 شکروا و نھاہی عن بیان قول حضرت کہ تم دیکھو میرے بعد وہ کام جو تم کو پرہیز معلوم ہو نہ کہو
 عبد اللہ بن زید قال لیسے صلی اللہ علیہ وسلم اصبر ولاحثی تلقونی علی الخوض ترجمہ
 اور کہا عبد بن زید نے کہ حضرت نے فرمایا کہ تم صبر کرتے رہو تاوقتیکہ تم خوض کو نہ چھو مجھ سے ملو یعنی قیامت
 تک یہ حدیث پوری جنگ حنین میں گزری اور اس میں ہے کہ یہ حضرت نے انصار سے فرمایا حدیث
 مسند قال حدیثنا یحیی بن سعید قال حدیثنا الاعمش قال حدیثنا زید بن وہب قال سمعت
 عبد اللہ قال قال لیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکم سترون بعد ان تروا اموراً شکروا و نھاہی
 قالوا فاما نرنا رسول اللہ قال لا حول والیہم حقاً وسلموا اللہ حقاً ترجمہ عبد بن زید روایت ہے کہ
 حضرت نے ہم سے فرمایا کہ البتہ تم میرے بعد دیکھو گے اپنے سوا کسی اور کو مقدم اور وہی کام جو تم کو پرہیز معلوم
 ہونگے اصحاب نے کہا یہ حدیث پہر آپ ہم کو کیا حکم کرتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ جو تم پر حاکم کی فرمانبرداری کا حق
 ہے اس کو ان کی طرف دیکھو اور اپنا حق خدا سے مانگیو اور حاصل اثر کا خاص ہونا ہے ساتھ
 حصے دنیاوی کے یعنی تمہارے سوا اور لوگوں کو حکومت اور دنیا ملے گی اور وہ کالم یعنی دین کو کاموں
 سے اور یہ جو کہا کہ ہم کو کیا حکم کرتے ہیں یعنی جب واقع ہو تو ہم کیا کریں اور قل حضرت کا ان کی طرف یعنی

حاکمون کی طرف اور قول حضرت کا حق اُن کا یعنی وہ حق کہ واجب ہو انکو مطالبہ کرنا اور قرض کرنا اس کا برابر ہے کہ انکے ساتھ خاص ہو یا عام ہو یعنی ادا کرنا زکوٰۃ کا اور جہاد میں لکنا جبکہ معین نہ ہو لکنا اور قول حضرت کا کہ اپنا حق خدا سے مانگیو یعنی یہ کہ خدا اُن کے دل میں ڈالے کہ تمہارا انصاف کریں یا ان کے بدلہ کوئی نیک حاکم خدا تم کو دیوے اور ظاہر اس کا عام ہونا ہے مخاطبیں میں یعنی یہ حکم انصار یا مہاجرین کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ حکم سب کے واسطے ہے نسبت حاکم کے اور البتہ وارد ہو چکی ہے وہ چیز جو دلالت کرتی ہو اوپر یہ کہ سورہیت کی طبرانی نے یزید بن سلمہ کی روایت سے کہ اس نے کہا یا حضرت اگر ہم پر ایسے حاکم ہوں جو اپنا حق ہم سے لیں اور ہمارا حق ہم کو نہ دیں تو کیا ہم اُن سے لڑیں حضرت نے فرمایا کہ نہ جو تم پر حاکم فرما بہ دار کا حق ہو وہ ادا کرنا اور جو اُن پر حق ہے اُس کا ادا کرنا اُن پر واجب ہو اور روایت کی مسلم نے ام سلمہ کی حدیث سے مرفوع کہ عنقریب حاکم ہونگے وہ بے کام کریں گے سو جو انکو برا جانے گا وہ بری ہوگا اور جو انکو کرے گا وہ سلامت ہے گا لیکن جو راضی ہوگا اوپر یہ وہی کریگا وہ گناہ میں اُن کو ساتھ ہوگا اصحاب نے کہا کیا ہم اُن سے نہ لڑیں حضرت نے فرمایا کہ یہ جب تک کہ نماز پڑھتے رہیں اور عمر سے روایت ہو کہ جبریل نے حضرت سے کہا کہ آپ کو بعد آپ کی امت میں فتنے فساد ہونگے حضرت نے پوچھا کس طرف سے جبریل نے کہا کہ حاکمون اور علماء کی طرف سے جو حاکم ہونگے وہ لوگوں کو اُن کا حق نہ دیں گے یعنی اُن کا حصہ بیت المال سے نہ دیں گے سو لوگ اپنا حق اُن سے طلب کریں گے اور فتنے میں پڑیں گے اور یہ علماء حاکموں کی تابع ہونگے تو وہ بھی فتنے میں پڑیں گے میں نے کہا سو کس طرح کوئی اُن سے بچے گا فرمایا کہ ساتھ باز رہنے کے اور صبر کرنے کے اگر اُن کا حق ان کو دیں تو لے لیں اور اگر نہ دیں تو ان کو چھوڑ دیں (فتح) **حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ عَبْدِ**
الْوَارِثِ عَنْ الْجَعْدِيِّ عَنْ أَبِي دَجَاجٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَرِهَ
مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا فَلْيَصْبِرْ فَإِنَّهُ مَنْ خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شَبْرًا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً ترجمہ
 ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جو اپنے سردار سے کوئی بری بات دیکھے
 تو چاہئے کہ اُسے صبر کرے اور اسو اسطے کہ جو بادشاہ کی اطاعت سے بالشت بھر نکالے گا تو اُسکی موت بطور جاہلیت کے
 ہے **حَدَّثَنَا أَبُو النَّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حُذَيْفَةُ بْنُ يَزِيدٍ عَنِ الْجَعْدِيِّ أَبِي عُمَانَ حَدَّثَنَا أَبُو حَرِيرَةَ الْعَدَنِيُّ**
قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَأَى مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَصْبِرْ
عَلَيْهِ فَإِنَّهُ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شَبْرًا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے
 کہ حضرت نے فرمایا کہ جو اپنے حاکم سے کوئی بری بات دیکھے تو چاہئے کہ اس پر صبر کرے سو بیشک شان یہ ہے
 کہ جو جماعت سے بالشت بھر جدا ہوگا اور مرے گا تو اس کا مرنا بطور کفر کے ہے ف یہ جو فرمایا جو جماعت سے

تو خوش ہوا ناخوش اور اس حال میں بھی کہ حاکم یہ ہے اور غیر کو بدین اسکی حیثیت کہ مقدمہ کرے غیر کو دیست
 شجکونہ دیوے سیاست المال سے تیرا حق تجھ کو نہ دیست اور بدل اسکی مگر یہ کہ صریح کفر و بیعت تو ایک روایت میں
 ہے کہ جو خدا کی نافرمانی کرے اس کی فرمانبرداری نہیں اور قس حضرت کا کہ تھا ہے پاس اس میں شبہ
 سے دلیل ہو یعنی نص آیت یا حدیث صحیح ہو جو تاویل کا احتمال رکھے اور یہ تفسیر اٹھاتا ہے اس کا کہ
 جب تک کہ انکے فعل میں تاویل کا احتمال ہو تب تک اس پر باغی ہونا جائز نہیں اور یہ کہ انہوں نے
 کہ مراد کفر سے اس جگہ نافرمانی اور گناہ ہے اور معنی حدیث کہ یہ ہیں کہ نہ تنازع کرو حاکم و حاکمون کی
 حکومت میں اور نہ اعتراض کرو اور پران کو مگر یہ کہ ان پر یہی بات محقق دیکھو کہ تم اسکو اسلام کے
 قواعد سے جانتے ہو سو جب تم اس کو دیکھو تو اس سے انکار کرو اور کہو حق جس جگہ کہ ہو تم اور کہا بعضوں نے
 کہ مراد ساتھ گناہ کے اس جگہ کفر اور گناہ ہے سو نہ اعتراض کیا جائے بادشاہ پر مگر جبکہ واقع ہو کفر
 صریح میں اور ظاہر یہ ہے کہ کفر کی روایت معمول ہے اس پر جبکہ حکومت میں جھگڑا ہو یعنی حکومت اور
 بادشاہی میں جھگڑا کرنا بادشاہ سے جائز نہیں مگر جبکہ کفر صریح کرے اور گناہ کی روایت معمول ہے سپر
 جبکہ ہو تنازع اس چیز میں کہ حکومت کو سوا ہو اور جب نہ فتح کرے اسکی بادشاہی میں تو تنازع کرے
 اس پر گناہ میں ساتھ اس طور کے کہ انکار کرے اس پر ساتھ نرمی کے اور محل اس کا وہ ہے جب کہ اس پر
 قادر ہو اور مقتول ہو یا فدی سے کہ علماء کا یہ مذہب ہے کہ اگر حاکم ظالم ہو اور اسکی بیعت توڑنے پر بدین
 فتنے کے قادر ہو تو واجب ہے توڑنا اسکی بیعت کا نہیں تو واجب ہے صبر کرنا اور بعضوں سے روایت
 ہے کہ نہیں جائز ہے عقد کرنا خلافت کا واسطے فاسق کے ابتداء اور اگر پہلے عادل ہو پھر ظالم ہو جائے
 تو صحیح یہ ہے کہ اسکی بیعت توڑنا بھی منع ہے مگر یہ کہ کفر کرے پس واجب ہے باغی ہونا اس سے (فتح)
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ
حُضَيْرِ بْنِ رَجُلًا أَنَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْتَغْمَلْتُ فَلَا تَأْوِ
لَهُمْ تَسْتَغْمِلُنِي قَالَ لَكُمْ سَتَرُونَ بَعْدًا أَتَرُونِي قَالُوا نَحْنُ نَقْلُوقِي مَرَحِمِهِ سَيِّدِنَا حُضَيْرُ
 روایت ہے کہ ایک مرد حضرت کو پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت آپ نے فلا نے کو تحصیل زکوٰۃ پر حاکم
 کیا اور مجھ کو نہیں کیا حضرت نے فرمایا اور مقرر تم میرے بعد غیروں کو اپنے اوپر مقدم دیکھو گے سو
 صبر کرتے رہنا یہاں تک کہ مجھ سے ملو فاسق شخص نے حضرت سے حکومت مانگی پھر حضرت نے اس کو
 جواب دیا کہ تم میرے بعد غیروں کو اپنے اوپر مقدم دیکھو گے تو اس کا سر یہ ہے کہ اس نے گمان کیا تھا کہ حضرت
 نے اسکو اس پر مقدم کیا ہے کہ اسکو حکومت دی اور مجھ کو نہیں دی سو حضرت نے اسکی گمان کی

فتی کی کہ تیرا یہ گمان غلط ہے اور اسکے واسطے بیان کیا کہ یہ آپ کے زمانہ میں واقع نہیں ہوگا اور یہ کہ نہیں خاص
 کیا اسکو اسکی ذات کو واسطے بلکہ واسطے عام ہوئے مصاحبت مسلمانوں کے اور یہ کہ دنیا کی تقدیم کی طلب
 حضرت کو بعد ہوگی سو انکو حکم کیا کہ اس وقت صبر کرین **بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**
هَلَاكَ أُمَّتِي عَلَى يَدَيَّ أَعْلَمَ مَسْغَمَاءَ حضرت کی اس حدیث کا بیان کہ میری امت کی ہلاکی
 قریش کے لوٹدوں کے ہاتھ سے ہوگی جو یہ قوف ہونگے **ف** باب کی حدیث میں سفہا کا لفظ واقع نہیں
 ہوا لیکن ایک روایت میں آیا ہے علی رؤس غلمہ سفہا من قریش سو بخاری نے اپنی عادت کے موافق
 اس طرف اشارہ کر دیا ہے **حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَيْمُونٍ عَنْ سَعِيدِ**
ابْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جَدِّي قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ وَمَعَنَا مَرْوَانُ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ الصَّادِقَ الْمَصْدُوقَ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ هَلَاكَ أُمَّتِي عَلَى يَدَيَّ غِلْمَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ مَرْوَانُ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ
غِلْمَةٌ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ كُوشِيتُ أَنْ أَقُولَ بَنِي فَلَانٍ وَبَنِي فَلَانٍ لَفَعَلْتُ فَكُنْتُ أَخْرَجَ مَعَ
جَدِّي إِلَى بَنِي مَرْوَانَ حِينَ مَلَكَوا بِالسَّلَامِ فَإِذَا هُمْ غِلْمَانَا أَحَدَانَا قَالَ لَنَا عَسَى كُنَّا لَعْنَةً
أَنْ يَكُونُوا مِنْهُمْ قُلْنَا أَنْتَ أَهْلَمَ تَرَجِمَ سَعِيدِ بْنِ عَمْرٍو روایت ہے کہ میں ابو ہریرہ کے ساتھ مدینہ کی مسجد
 میں بیٹھا تھا اور ہماری ساتھ مروان تھا کہا ابو ہریرہ نے کہ میں نے صادق مصدوق یعنی حضرت صلی اللہ علیہ و
 سلم سے سنا فرماتے تھے کہ میری امت کی ہلاکی قریش کے لوٹدوں کے ہاتھ سے ہوگی تو مروان نے کہا کہ اون
 لوٹدوں پر خدا کی لعنت کہا ابو ہریرہ نے کہ اگر میں چاہوں کہ کہوں کہ فلا نے کی اولاد اور فلا نے کی اولاد تو البتہ
 کروں سو میں اپنے دادا کے ساتھ مروان کی اولاد کی طرف نکلتا تھا جبکہ بادشاہ ہوئے شام کو ملک میں سوجب
 لوٹے نو جوان کو دیکھ تو ہم سے کہا امیر ہے کہ یہ لوگ ان میں سے ہوں ہم نے کہا تو زیادہ تر دالم ہے **ف** کہ
 ابن ابی شرب نے کہ مراد غلمہ سے یہاں نابالغ لڑکے ہیں اسی واسطے ان کو کم عمر بیان کیا میں کہتا ہوں کہ مراد ہیں
 سے ناقص عقل اور ندیر اور دین میں اگرچہ بالغ ہو اور وہی مراد ہے اس جگہ اس واسطے کہ بنی امیہ میں سے کوئی
 ایسا خلیفہ نہیں ہوا جو نابالغ ہو اور اس طرح جنگو انہوں نے عامل بنایا اور اگلے حمل کرنا اس کا ہے عموم پر
 اور ایک روایت میں ہے ہلاک امتی اور یہی موافق ہے واسطے ترجمہ کے اور مراد امت سے اس جگہ خاص
 اس زمانہ کے لوگ ہیں نہ تمام امت قیامت تک اور مراد ہلاک ہونے سے یہ ہے کہ اگر تم ان کی تابعداری
 کرو گے تو تمہارا دین ہلاک ہو جائے گا اور اگر تم ان کی نافرمانی کرو گے تو تم کو ہلاک کر ڈالیں گے یعنی
 تمہاری دنیا میں یا ساتھ جان مارنے کے یا مال لچلنے کے یا دونوں کے اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ

میں خدا کی نپاہ مانگتا ہوں لونڈوں کی حکومت سے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابو ہریرہ سے کہ وہ بازار میں چلتے تھے اور کہتے تھے الہی نہ پاؤں مجھ کو ساٹھواں سال اور نہ لونڈوں کی حکومت اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ اول ان لونڈوں کا ساتھ میں ہوگا اور یہ سی طرح ہوا اس واسطے کہ یزید بن معاویہ اس میں خلیفہ ہوا اور باقی رہا ساٹھ تک پھر مر گیا پھر اس کا بیٹا معاویہ خلیفہ ہوا وہ بھی چند مہینوں کے بعد مر گیا اور یہ جو ابو ہریرہ نے کہا کہ اگر میں چاہوں تو ان کے نام تبادلوں تو شاید کہ ابو ہریرہ کو ان کے نام معلوم تھے لیکن انہوں نے کسی کو نہیں بتلایا اور یہ جو کہا کہ جب انکو نوجوان لڑکے نے دیکھا تو یہ قوی کرتا ہے اس احتمال کو کہ مراد ساتھ لونڈوں کے اولاد اس شخص کی ہے جس نے اپنی اولاد کو خلیفہ کیا اور اسکے سبب سے فساد واقع ہوا پس نسبت کیا گیا طرف ان کی اور یہ یہ جو کہا اس نے فرمود کیا اس میں کہ ابو ہریرہ کی حدیث سے کون لوگ مراد ہیں تو یہ اس جہت سے ہے کہ ابو ہریرہ نے اپنی کا نام نہیں لیا اور ظاہر یہ ہے کہ مذکورین منجملہ ان کے ہیں اور اول ان کا یزید ہے جیسا کہ دلالت کرتا ہے اس پر قول ابو ہریرہ کا اس ستین مائۃ الصبیان اس واسطے کہ یزید اکثر بڑے ہوں یہ حکومت چھینتا تھا اور اپنے قرابتی نوجوانوں کو دیتا تھا اور تعجب ہے مروان کے لعنت کرنے سے ان لونڈوں کو باوجودیکہ ظاہر یہ ہے کہ وہ اسی کی اولاد میں سے ہیں سو شاید خدا نے یہ لعنت اس کی زبان پر جاری کی تاکہ ہر سخت حجت اور پران کے اور شاید کہ وہ نصیحت پکڑیں اور البتہ وارد ہوئی ہیں حدیثیں بیچ لعنت حکم والد مروان کو اور اس کی اولاد کے اور شاید چاروں ساتھ ان لونڈوں کے اور مروان اس وقت مدینے کا حاکم تھا معاویہ کی طرف سے جس وقت ابو ہریرہ نے یہ حدیث بیان کی اور کہا ابن ابی طالب نے کہ اس حدیث میں بھی حجت ہے واسطے نہ باغی ہوینگے بادشاہ سے اگرچہ ظالم ہو اس واسطے کہ حضرت نو ابو ہریرہ کو ان کے نام اور ان کے باپ کو نام تبادلوں سے اور یہ نہ فرمایا کہ ان پر خروج کرنا باوجود خبیثہ کے کہ میری امت کی ہلاکی ان کے ہاتھ سے ہوگی اس واسطے کہ خروج کرنا اسلئے ہلاک کرنے میں پس اختیار کیا سہل امر کو (فتح) **بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِئْسَ مَا لِعَرَبٍ مِنْ شَرِّ قَوْمٍ قَاتِلٍ بَابُ بَعْضِ بَيَانِ قَوْلِ حَضْرَتِ كُرَّ خَرَابِي سَبَّ عَرَبٍ كُو اس** بلا سے جو نزدیک ہر حکمی و ف خاص کیا عرب کو اس واسطے کہ وہ پہلے پہل اسلام میں داخل ہوئے اور واسطے ڈرانے کے کہ جب فتنے فساد واقع ہونگے تو ہلاکی ان کی طرف بہت جلدی کرے گی (فتح) **حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ أَنَّهُ سَمِعَ الزَّهْرِيَّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أَوْ حَبِيبَةَ عَزْزِيْلَ بِنْتِ جَحْشٍ أَنَّهَا قَالَتْ اسْتَيْقِظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ النَّوْمِ مُحْشَرًا وَجْهَهُ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَبِئْسَ مَا لِعَرَبٍ مِنْ شَرِّ**

قَدْ قَاتَرَبَ فِيمَ الْيَوْمِ مِنْ رَدْمِ يَاجُوجَ وَمَاجُوجَ مِثْلَ هَذِهِ وَعَقْدُ سَفِينٍ تِسْعِينَ أَوْ
 مِثْلَهُ قِيلَ لَهَذَا هَذَا الصَّالِحُونَ قَالَ فَمَازَا أَكْثَرُ اسْتَحْبَبْتُ رَحِمَهُ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ سَے روایت ہے
 کہ اس نے کہا کہ حضرت سوکرجل کے آپ کا چہرہ سرخ تھا فرماتے تھے نہیں کوئی لائق بندگی کی سولے
 خدا کے خرابی پر عرب کو اس بلا سے جو نزدیک ہوگی یا جوج یا جوج کی دیوار سے آج کھل گیا اسکے برابر اور
 عقید کیا سفیان نے نوے یا تلو کا یعنی اپنے انگوٹھے اور کلمے کی انگلی کا حلقہ کیا کہا گیا یا حضرت کیا ہم
 سب ہلاک ہو جائیں گے اور حالانکہ ہم میں نیک لوگ ہونگے حضرت فرمایا مان جبکہ بدکاری غالب ہوگی
 یعنی جب گناہ اور بدکاری عالم میں کثرت سے ہوئی اور نیک لوگ کم ہونگے تو نیک اور بد سب ہلاک
 ہو جائے ہیں (فتح) حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ
 قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ سَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ
 أَشْرَفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَطْلَمٍ مِنَ أَطْلَمِ الْمَدِينَةِ فَقَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرَى قَالُوا لَا
 قَالَ فَإِنِّي لَأَرَى لَفِشًا تَقَعُ خِلَافَ يَوْمِكُمْ كَوَقْعِ الْمَطَرِ رَحِمَهُ سَامِعِينَ زَيْدٍ سَے روایت ہے کہ حضرت
 نے مدینہ کے ایک قلعے سے جھانکا تو فرمایا بھلا تم دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں لوگوں نے کہا کہ نہیں
 فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں ہتھکے گھروں کے اندر فتنے فساد کے مقامات کو جیسے مینہ گرنے کے مقامات معلوم
 ہوتے ہیں ف اور سوائے اسکے کچھ نہیں کہ خاص کیا گیا مدینہ ساتھ اسکے اس واسطے کہ عثمان کا شہید ہونا
 اس میں ہوا پھر اسکے سبب سے شہروں میں فتنے فساد پھیلے جنگ عمل اور جنگ صغیر بھی اسی سبب سے
 تھا اور جو لڑائی اس زمانہ میں واقع ہوئی اسی سے پیدا ہوئی اور حضرت عثمان کو قتل کا بڑا سبب بنے
 امیرون پر طعن تھا یعنی جن لوگوں کو حضرت عثمان نے شہروں پر حاکم بنایا ہوا تھا ان پر لوگ طعن کرتے
 تھے اور اسی سبب سے حضرت عثمان پر بھی طعن کرتے تھے کہ انہوں نے ایسے آدمیوں کو حاکم کیوں بنایا
 اور پہلے پہل یہ فساد عراق کی طرف سے پیدا ہوا اور وہ مشرق کی طرف سے ہیں نہ کوئی منافات درمیان
 حدیث باب اور اس حدیث کی جو آئندہ آتی ہے کہ فتنے فساد مشرق کی طرف سے ہونگے اور اچھی ہوئی
 تشبیہ ساتھ میں اس واسطے ارادے نعیم کے اس واسطے کہ جب کسی زمین میں واقع ہوتا ہے تو اسکو
 عام ہوتا ہے اگرچہ اسکی بعضی جہت میں واقع ہو کہا ابن بطال نے کہ حضرت فریب کی حدیث میں فرمایا
 قیامت کو قائم ہونے سے تاکہ تو یہ کریں پہلے اس سے کہ ان پر هجوم کرے اور اللہ تعالیٰ ثابت ہو چکا ہے کہ یا جوج
 یا جوج کا نکلنا قیامت کو قریب ہوگا اور جب حضرت کو زمانہ میں اس قدر اس سے کھل گیا تو پھر ہمیشہ دن
 بدن کشادہ ہوتا چلا جائے گا اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ خرابی پر عرب کو اس بلا سے جو قریب ہو چکی

اگر تم سے ہو سکے تو مر جاؤ اور یہ نہایت ہر ڈالنے میں فتنوں سے اور پڑنے سے بچ انکے کہ موت کو اسکی مباشرت سے بہتر ٹھیرایا اور خبر دی اسامہ کی حدیث میں ساتھ واقع ہوئے فتنوں کے گھروں میں تاکہ اس کے واسطے سامان کریں اور ان میں نہ پڑیں اور خدا سے انکی بدی سے نجات مانگیں (فتح) **باب ظہور الفتن** باب ہر بیج ظاہر ہوئے فتنوں کو **حکایت عائشہ** ابن الولید قال حدثت عائشہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قال حدیث عائشہ عن الزہری عن سعید عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یتقارب الزمان ویبْقُصُ العمل ویلْقَى الشَّیْءُ وَتَظْهَرُ الْفِتْنُ وَیَکْثُرُ الْهَرَجُ قَالَ أَوَیَا رَسُولَ اللَّهِ أَیْمُہُ قَالَ لَقَتُلُ الْقَتْلُ وَقَالَ شُعَیْبٌ وَیُوْنُسُ وَابْنُ ابْنِ الزَّهْرَیِّ عَنِ الزَّهْرَیِّ عَنْ جَمِیْدٍ عَنْ ابْنِ ہُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَحِمَہُمَا بُوہر یہ سے روایت ہے کہ حضرت فرمایا کہ کم ہو جاوے گا عمل اور علم اور لوگوں پر بخیلی ڈالی جائے گی یعنی زکوٰۃ اور خیرات کی رسم جاتی رہے گی اور عالم میں فتنے فساد ظاہر ہونگے اور کثرت سے ہرج ہوگا اصحاب فرمایا حضرت ہرج کیا چیز ہے حضرت فرمایا قتل قتل یعنی خویشی کثرت سے ہوگی اور کما شعیب فرما یعنی ان چاروں نے مخالفت کی ہے عمر کی کہ اس نے سعید کو زہری کا استاد ٹھیرایا ہے اور ان چاروں نے جمید کو اس کا استاد ٹھیرایا ہے و ت اور طبرانی نے واسطہ میں سعید بن جبیر روایت کی ہے کہ حضرت فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ ظاہر ہوگا فحش اور بخل اور امین کو خائن سمجھا جائے گا اور خائن کو امین اور ہلاک ہونگے اشراف اور ظاہر ہونگے کمزرات اور یہ جو کہا کہ زمانہ قریب ہو جائے گا تو اسکے معنی یہ ہیں کہ قریب ہو جائے گا حال لوگوں کا بیچ کم ہونے دین کو یہاں تک کہ نہ باقی رہے گا ان میں کوئی نیک بات بدلانے والا اور بے کام سے روکنے والا واسطہ غالب ہونے فسق کے اور ظاہر ہونے اہل فسق کو کہا ابن بطال نے کہ جو نشانیاں کہ اس حدیث میں مذکور ہیں ہم نے سب کو آنکھ سے دیکھ لیا سو البتہ کم ہوا علم اور ظاہر ہوا اہل اور ڈالی گئی بخیلی دلوں میں اور عام ہوئے فتنے فساد اور بہت ہوا قتل میں کہتا ہوں ظاہر یہ ہے کہ جس کا اس نے مشاہدہ کیا ہے وہ اس سے بہت بگڑا ہوا وجود مقابل اس کے اور مراد حدیث میں مضبوط اور مستحکم ہونا اس کا ہے یہاں تک کہ نہ سب کا مقابل اس کا کوئی مگر نادار اور اسی طرف اشارہ ہے ساتھ بغیر قبض ہونے علم کے سونہ باقی رہے گا مگر جیل محض اور نہیں ہے یہ مانع کہ کوئی اگر وہ اہل علم کا اس وقت موجود ہو اس واسطے کہ وہ اس وقت اور لوگوں میں مغرور اور مستور ہونگے اور تائید کرتی ہے اس کی جو حدیث نے روایت کی کہ پراہا ہو جائے گا علم یہاں تک کہ نہ معلوم رہے گا کیا ہو نماز کیسے روزہ کیا ہے حج کیلئے خبرات اور ایک رات کو قرآن زمین سے اٹھایا جاوے گا یہاں تک کہ نہ باقی رہے گی اس سے زمین پر کوئی چیز لوگوں کے سینوں سے اٹھایا جائے گا کسی کو قرآن کا ایک حرف بھی

یاد نہ ہو گا اور واقع یہ کہ ابتدائے چیزوں کی اصحاب کو زمانے میں ہوئی پھر روز بروز بڑھتی گئیں بعضی جگہوں میں سو گھنٹے کی اور قیامت کو قریب ان صفات کا استحکام ہو گا اور ان ابطال نے جس وقت یہ کہا تھا اس وقت کو ساڑھے تین سو برس سے زیادہ گزر چکا ہے اور صفات مذکورہ تمام شہروں میں روز بروز زیادتی میں ہیں لیکن بعضی بعض میں کم ہوتی ہیں اور بعضے بعض میں زیادہ ہوتی ہیں اور جب ایک طبقہ گزر جاتا ہے تو ظاہر ہوتا ہے نقص اور کمی بہت اس طبقہ میں جو اس سے پیچھے ہے اور اسی کی طرف اشارہ ہر ساتھ قول حضرت کے جو آئندہ باب میں ہے کہ کوئی زمانہ نہیں آویگا اور حالانکہ جو زمانہ اسکے بعد ہے وہ اس سے بدتر ہو گا اور کہا خطا نے کہ زمانہ قریب ہو جائے گا اسکے معنی یہ ہیں کہ سال مہینے کو برابر ہو گا اور ہر مہینہ ہفتے کو برابر ہو گا اور ہفتہ دن کو برابر ہو گا اور دن گھڑی کو برابر ہو گا یعنی لوگ خوش گذران ہونگے زمانہ گزرتا معلوم نہ ہو گا اور شاید یہاں مہدی کو وقت میں ہو گا جب کہ زمین عدل اور امن سے پر ہوگی کہا کرمانی ذکر کہ یہ نہیں مناسب ہے ان چیزوں کو کہ اسکے ساتھ ہی مذکور ہیں ظہور فتن اور کثرت قتل وغیرہ سے میں کہتا ہوں اور سو اسکے کچھ نہیں کہ محتاج ہوا ہے خطائی طرف اس تاویل کی اس واسطے کہ نہیں واقع ہوا ہے نقص اسکے زمانہ میں نہیں تو جو حدیث میں مذکور ہے البتہ ہمارے اس زمانہ میں پایا گیا ہے کہ مقرر ہم پاتے ہیں جلد گزند و نون کا جو نہیں پاتے تھے ہم اس زمانے میں جو ہمارے زمانے سے پہلے تھا اگرچہ اس جگہ خوش گذران نہ تھی اور حق یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ ہر چیز سے برکت کھینچی جاوے گی یہاں تک کہ زمانے سے بھی یعنی کسی چیز میں برکت نہ رہے گی یہاں تک کہ زمانے میں بھی سورات دن بہت چھوٹا معلوم ہو گا اور یہ قیامت کی نشانیوں سے ہے جیسا کہ نووی وغیرہ ذکر کیا کہ مراد ساتھ چھوٹی ہونے زمانے کے یہ ہے کہ اس میں برکت نہ رہے گی اور ہو جائے گا قانڈ و پانا ساتھ دن کو مثلاً بقدر فائدہ پلیٹ کے ساتھ ایک گھڑی کو اور یہ معنی ظاہر نہیں اور اکثرین فائدے میں اور زیادہ تر موافق میں ساتھ باقی حدیثوں کے اور بعضوں نے کہا کہ زمانے کو قریب ہونے کے معنی یہ ہیں کہ کم ہو جائیگی عمریں نسبت ہر طبقے کی سو ہر پچھلے طبقے کی عمر کم ہوگی نسبت اس طبقے کی جو اس سے پہلے ہے اور بعضوں نے کہا کہ قریب ہو گا احوال ان کا شر اور فساد اور جہل میں اور اسی کو اختیار کر لیا ہے طحاوی نے اور کہا ابن ابی جرہ ذرا ختم ہے کہ ہو ساتھ تقاربے مانے کے چھوٹا ہونا اسکا بنا بر اسکے کہ واقع ہوا ہے حدیث میں کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ ہو گا سال مہینے کے برابر نہ رہے پس چھوٹا ہونا اس کا احتمال ہے کہ حسی ہو اور احتمال ہے کہ معنوی ہو اور حسی تو اب تک ظاہر نہیں ہوا اور شاید وہ قیامت کو قریب ہو گا اور یہ معنوی سو وہ مدت سے ظاہر ہوا ہے پہچانتے ہیں اس کو اہل علم دینی اور دانا دنیا دار اس واسطے کہ وہ اپنے جی میں معلوم کرتے ہیں کہ وہ

جس قدر کام دن میں اس سے پہلے کرتے تھے اب نہیں کر سکتے اور اس میں شک کرتے ہیں اور اس کا سبب نہیں جانتے کیا ہے اور شاید سبب اس کا ضعیف ہو جانا ایمان کا ہے سبب ظاہر ہونی اور ان کاموں کے جو شرع کے مخالف ہیں کئی وجہ سے اور اشد سبب اس کا قوت ہے یعنی رزق اور روزی سو اس میں بعضی چیزیں تو محض حرام ہیں اور بعضی چیزیں شبہ الی ہیں یہاں تک کہ بہت لوگ نہیں توقف کرتے کسی چیز میں اس سے اور جب قادر ہو کسی چیز حاصل کرنے پر تو اس پر هجوم کرتا ہے اور کچھ پرواہ نہیں کرتا اور واقع یہ ہے کہ برکت زمانے میں اور رزق میں اور ان گھریوں میں سو اس کے کچھ نہیں کہ حامل ہوتی ہے طریق قوت ایمان کی سے اور حکم کی پیروی کرنے سے اور منع کی چیز بچنے سے اور کہا بیضاوی نے احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ تقارب زمانے کے جلدی کرنا دولت کا طرف ختم ہونے کی اور زمانے کا طرف تمام ہو جانے کی سو ان کا زمانہ قریب ہو جائے گا اور ان کے دن نزدیک ہو جائیں گے اور مراد ساتھ کم ہو جانے علم کے حدیث میں کم ہونا علم ہر عالم کے کا ہے ساتھ اس طور کے کہ کعبول جلدی مثلاً اور بعضوں نے کہا علم کم ہو جائے گا ساتھ مرنے اہل علم کے سو جب کوئی عالم کسی شہر میں مگر کیا اور بجائے اسکے کوئی عالم نہ ہوا تو ناقص ہو گا علم اس شہر سے اور یہی کم ہونا حاصل کا سو احتمال ہے کہ ہو نسبت ہر ہر فرد کے اس واسطے کہ جب دنیا کے کام میں رجوع کریں تو غافل کرتے ہیں اسکو اسکی عبادت سے اور احتمال ہے کہ مراد ظاہر ہونا خیانت کا ہوا مانٹوں اور کسبوں میں کہا ابن ابی جرہ نے کہ نقص عمل کا حسی پیدا ہوتا ہے نقص میں سے اور یہی معنوی سو باعتبار اس چیز کے ہے کہ دخل ہوتی ہے خلل سے بسبب بد خوراک کو اور کم ہونے مددگار کے عمل پر اور نفس بہت میل کرنے والا ہے طرف راحت کی اور فیض علم کا بیان آئندہ آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور یہ جو کہا کہ دلون میں بخیلی ڈالی جلدی کی تو مراد اس سے ڈالنا اس کا ہے لوگوں کے دلون میں بخیلی ہوئے ان کو احوال کے یہاں تک کہ بخل کرے گا عالم اپنے علم سے پس چھوڑ دیا تعلیم کرنا اور فتوے دینا اور بخل کرے گا کار بگریسی سے پس دوسرے کو نہ سکھلاوے گا اور بخل کرے گا مال دار اپنے مال سے پس نہیں دے گا محتاج کو یہاں تک کہ ملاک ہو گا محتاج اور نہیں مراد ہے وجود اصل بخل کا اس واسطے کہ وہ ہمیشہ موجود ہے اور یہ جو کہا کہ ظاہر ہونے کے فتنے تو مراد کثرت ان کی ہے اور مشہور ہونا ان کا کہا ابن ابی جرہ نے احتمال ہے کہ ہو ڈالنا بخیلی کا عام اشخاص میں اور منع اس سے وہ ہے جس پر فساد مرتب ہو اور شرعاً بخیل شخص ہے جو منع کرے اس حق کو جو اس پر واجب ہو اور اس کا روکنا مال کو مثلاً تباہی برکت کو لے جانا ہے اور تائید کرتی ہے اس کی یہ حدیث کہ نہیں کم ہوتا مال خیرات کرنے سے اس واسطے کہ اہل معرفت فی اس سے سمجھا کہ جس مال سے حق شرعی نکالا جائے اسکو کوئی آفت نہیں پہنچتی بلکہ حامل ہوتا ہے اس کے

واسطے بڑھنا اسی واسطے نام رکھا گیا اس کا زکوٰۃ کہ مال اس سے بڑھتا ہے اور اپنے ظاہر ہونا قسطن کا سومرا دس سے وچیسے جزا تیرے دین کے امین اور ایک کثرت قتل کی سومرا دس سووہ ہے جو ناحق ہو نہ جو حق ہو مانند اقامت حد اور قصاص کی فتح (حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ وَآبِي مُوسَى فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ أَيَّامًا يُنْزَلُ فِيهَا الْجَهْلُ وَيُرْفَعُ فِيهَا الْعِلْمُ وَيَكْتُرُ فِيهَا الْهَرَجُ وَالْهَرْجُ الْقَتْلُ ترجمہ عبد بن مسعود اور ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ حضرت زفریابا کہ مقرر قیامت سے پہلے ایسے دن ہونگے کہ ان میں جہالت اترے گی یعنی پھیلے گی اور علم اٹھایا جائے گا اور قتل بہت ہو گا ف اس کے معنی یہ ہیں کہ علم اٹھایا جائے گا اس کے ساتھ موت علماء کے سوجب کوئی عالم مر جائے گا تو کم ہو جائے گا علم بہت کم ہونے لے کے حاصل کر اور پیدا ہوگی اس سے جہالت اور بے علمی ساتھ اس چمکے کہ یہ عالم اس کے ساتھ منفرد تھا باقی علماء سے (فتح) (حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا شَقِيقٌ قَالَ جَلَسَ عَبْدُ اللَّهِ وَآبُو مُوسَى فَتَحَدَّثَا فَقَالَ أَبُو مُوسَى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ أَيَّامًا يُرْفَعُ فِيهَا الْعِلْمُ وَيُنْزَلُ فِيهَا الْجَهْلُ وَيَكْتُرُ فِيهَا الْهَرَجُ وَالْهَرْجُ الْقَتْلُ ترجمہ شقیق سے روایت ہے کہ عبد بن مسعود اور ابو موسیٰ بیٹھے اور آپس میں حدیث بیان کرنے لگے تو ابو موسیٰ نے کہا کہ حضرت زفریابا کہ قیامت سے پہلے ایسے دن ہونگے کہ ان میں علم اٹھایا جائے گا اور ان میں جہالت اترے گی اور ہرج بہت ہو گا اور ہرج کے معنی ہیں قتل (حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَائِلٍ قَالَ لَرِيَّ الْجَالِسُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ وَآبِي مُوسَى فَقَالَ أَبُو مُوسَى سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مِثْلَهُ وَالْهَرْجُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ الْقَتْلُ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گذرا اس میں اتنا زیادہ ہے کہ ہرج کے معنی حبش کی زبان میں قتل ہیں (حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ ابْنِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ وَاحْسِبُهُ رَفَعَهُ قَالَ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ أَيَّامٌ الْهَرْجُ يُزُولُ فِيهَا الْعِلْمُ وَيُظْهِرُ فِيهَا الْجَهْلُ قَالَ أَبُو مُوسَى وَالْهَرْجُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ وَقَالَ أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ ابْنِي وَائِلٍ عَنْ الْأَشْعَرِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ تَعَالَى أَيَّامٌ الَّتِي ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَّامَ الْهَرْجِ نَحْوَهُ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ شَرَّ النَّاسِ مَنْ تَذَرِكُهُمُ السَّاعَةُ وَهُمْ أَحْيَاءُ ترجمہ ابو وائل سے روایت ہے کہ عبد بن مسعود سے میں کہان کرتا ہوں کہ اس نے اس کو مرفوع کیا یعنی حضرت زفریابا کہ قیامت سے پہلے ایسے دن ہونگے کہ ان میں قتل ہو گا اور دور ہو گا اس میں علم اور ظاہر ہوگی اس میں جہالت اور کہا ابو موسیٰ نے

ہر جہش کی زبان میں قتل ہو اور کہا ابوہریرہ نے عاصم سے ابوہریرہ سے ابو موسیٰ اشعری سے کہ اس نے
عبداللہ سے کہا کہ تو جانتا ہے ان دنوں کو کہ ذکر کیا حضرت نودن ہر جہش کے مانند اس کی یعنی مانند حدیث مذکور کی
کہ قیامت سے پہلے ہر جہش کے دن میں اللہ کہا ابن مسعود نے میں نے حضرت یونسؑ کو سنا فرماتے تھے کہ سب لوگوں
سے بدترین وہ لوگ جن پر قیامت ہوگی اور حالانکہ وہ زندہ ہونگے کہ ماہ ابن بطال نے کہ اس حدیث کا
لفظ اگرچہ عام ہے لیکن مراد ساتھ اسکے خاص لوگ اور اسکے معنی یہ ہیں کہ نہیں قائم ہوگی قیامت اکثر اغلب
میں مگر بدترین لوگوں پر اس حدیث کی دلیل یہ کہ ہمیشہ ہر گامیری امت سے ایک گروہ دین حق پر یثبات کہ قائم
ہو قیامت سودا لالت کی اس حدیث کہ جب قیامت قائم ہوگی اس وقت کچھ نیک لوگ بھی موجود ہوں گے
میں کہتا ہوں اور نہیں ہر متعین جو اس نے کہا بلکہ آئی ہو وہ چیز جو تائید کرتی ہے عموم کو کہ نہیں قائم ہوگی
قیامت مگر بدترین لوگوں پر روایت کی یہ حدیث مسلم نے اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت یونسؑ فرمایا کہ خدا ایک
ہو امین ہے بھیجے گا جو نرم تر ہوگی رشیم سے سونہ چھوڑی کسی کو جسکے دل میں ذرہ بھرا ایمان ہو گا مگر اسکے
روح کو قبض کرے گی اور ایک روایت میں ہے و جال اور عیسیٰ علیہ السلام کے قصے میں کہ خدا ایک ہوا
کو بھیجے گا سو وہ ہر مومن کی روح کو قبض کرے گی اور باقی رہا و نیلے بدترین لوگ کہ ہوں کی طرح آپس میں
لڑینگے سو یہ جو فرمایا کہ ہمیشہ میری امت کا ایک گروہ دین حق پر قائم رہے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو تو
مراد اس ہونے کے چلنے تک ہے جو ہر ایماندار کی روح کو قبض کرے گی پھر نہ رہینگے مگر بدترین لوگ پس قائم ہوگی ان پر قیامت
بِقِتَّةِ رَفِیْحٍ **بَابُ لَا يَأْتِي زَمَانٌ إِلَّا الَّذِي بَعْدَهُ شَرٌّ مِنْهُ** نہیں آئے گا کوئی زمانہ مگر کہ جو اس کے
بعد ہے اس سے بدتر ہو گا **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ**
أَتِينَةَ النَّسَبِيِّ مَالِكٍ فَشَكُوهُ إِلَى مَا يَلْقَوْنَ مِنَ الْحَجَّاجِ فَقَالَ صِدْرُ وَفَانَهُ لَا يَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ
إِلَّا الَّذِي بَعْدَهُ شَرٌّ مِنْهُ حَتَّى تَلْقَوْا رَبَّكُمْ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْجُمُهُ بَكِيرٌ
روایت ہے کہ ہم انس کے پاس آئے سو ہم نے ان کو پاس شکایت کی جو تکلف پاتے ہیں حجج بن یوسف ظالم
مشہور کے ظلم سے تو انس نے کہا کہ صبر کرو اس واسطے کہ نہیں آوے گا تم پر کوئی زمانہ مگر کہ جو اسکے بعد ہے اس
سے بدتر ہو گا یہاں تک کہ تم اپنے رب سے ملو یعنی مر جاؤ میں نے اس حدیث کو تمہارے پیغمبر سے سنا ہر
کہا ابن بطال نے کہ یہ حدیث پیغمبری کی نشانیوں سے ہے اس واسطے کہ حضرت یونسؑ کی خبر وہی ساتھ تغیر ہوا احوال
کے اور پیغمبر کو علم سے ہے جو اسے سے معلوم نہیں ہو سکتا بلکہ صرف وحی سے معلوم ہو سکتا ہے اور
مشکل جانا گیا ہے یہ اطلاق باوجودیکہ بعض کچھلا زمانہ اگلے سے بدی اور شرمین کم ہوتا ہے اس واسطے کہ عمر
بن عبد الغزیز کا زمانہ حجج کے زمانے سے محض بعد ہے اور بہت مشہور ہے بھلائی جو عمر بن عبد الغزیز نے

زمانے میں تھی بلکہ اگر کہا جائے کہ اسکے زمانے میں بدی بالکل مٹ گئی تو کچھ بعید نہیں چہ جائیکہ پہلے زمانے سے بدتر ہو اور البتہ محل کیا ہے اسکو حسن بصری نے اکثر اغلب براور جواب دیا ہے بعضوں نے کہ مراد ساتھ تفصیل کے تفصیل مجموع عصر کے اور مجموع عصر کے یعنی مجموع پہلا زمانہ افضل ہوگا مجموع چھلے زمانے سے اسواسطے کہ حجاج کے زمانے میں بہت اصحاب زندہ تھے اور عمر بن عبد العزیز کے زمانے میں گز گئے تھے اور جس زمانے میں اصحاب ہوں وہ زمانہ بہتر ہے اس زمانے واسطے قول حضرت کہ بہتر میرا زمانہ ہے پھر صحابہ کا پھر پائی میں ذوالسبین مسعود سے تصریح ساتھ مراد کے اور وہ اول ہے ساتھ پیروی کرنے کو روایت کی یعقوب بن شیبہ ذوالسبین مسعود سے کہ نہیں آئے گا تم پر کوئی زمانہ مگر کہ وہ بدتر ہوگا اس دن سے جو اس سے پہلے ہر ہائشاک کہ قائم ہو قیامت میری یہ مراد نہیں کہ خوش گذران پڑے گا یا مال پڑے گا بلکہ مراد یہ ہے کہ پچھلا زمانہ کتر ہوگا علم میں پہلے زمانے سے یعنی مراد باب کی حدیث میں شمس علم کا کم ہونا ہے یعنی علم نہ ہے گا علماء مر جاو نیگے پس نہ کوئی نیک بات تباہے گا نہ بری کام سے روکیا پس اس وقت قائم ہوگی قیامت اور نیز مشکل ہے زمانہ عیسے کا بعد زمانہ دجال کے کہ وہ بہتر زمانہ ہوگا اور جواب دیا ہے کہ مانی نے کہ مراد حدیث میں وہ زمانہ ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہوگا یا مراد جس زمانے کی ہر جس میں حاکم ہونگے والہدایت سے معلوم ہے کہ حضرت کو زمانے میں کوئی بدی نہیں ہیں کہتا ہوں کہ احتمال ہے کہ مراد وہ زمانہ ہو جو بڑی بڑی نشانیوں کو ظاہر ہونے سے پہلے ہی مانند دجال وغیرہ کی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور مراد شر اور بدی کے زمانوں سے وہ زمانے ہوں جو حجاج کے زمانے سے دجال کے زمانے تک ہیں اور پیر عیسے علیہ السلام کا زمانہ سوا اس کا حکم از سر نو ہے اور احتمال ہے کہ مراد ان زمانوں سے اصحاب کو زمانے ہوں اس واسطے کہ وہی مخاطب ہیں اس حدیث میں پس خاص ہوگا حکم ساتھ ان کو اور ایسر جانے بعد میں سو وہ مقصود اس حدیث میں نہیں لیکن اس سے عام ہونا اس کا سمجھا سو اسی واسطے جواب دیا ہے اسکو جس نے اسکو پاس حجاج کی شکایت کی اور حکم کیا اسکو ساتھ کے براور کہا ابن جان نے کہ یہ حدیث عام نہیں بلکہ امام مہدی کا زمانہ اس سے مخصوص ہے (فتح) **حَدَّثَنَا** ابوالیمان قال أخبرنا شعيب عن الزهري سمعنا سمعنا عجل قال حدثنا يحيى عن سليمان عن محمد بن أبي عتيق عن ابن شهاب عن هناد بن حمران عن أنس بن مالك عن أم سلمة زوج النبي صلى الله عليه وسلم قالت استيقظ رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة فزعاً يقول سبحان الله ما ذا أنزل الله من الخرائن وما ذا أنزل من الفتن من يوقظ صواب الحجرات يريد أزواجه لئلا يصليان رب كاسية في الدنيا عارية في الآخرة ترجمہ امام مسلم روایت ہے کہ حضرت ایک رات سو کر جاگے غلین فرماتے تھے سبحان اسراج کی رات کیا کیا خزانے اتے ہیں اور کیا ہی

فہتنے فساد نازل ہو کر کوئی سہرہ کہ حجروں والی عورتوں کو جگہ سے یعنی حضرت کی بیبیوں کو بہت عورتیں دنیا میں لباس پہنے ہیں آخرت میں تنگی ہوگی و اس حدیث میں فتوح اسلام اور جو فہتنے فساد اس امت میں ہونے والے تھے حضرت کو خواب میں معلوم ہوئے اور اختلاف ہر قول کی تفسیر میں کہ بہت عورتیں دنیا میں لباس دارین آخرت میں تنگی ہیں ایک قول یہ کہ دنیا میں لباس پہنے ہیں واسطے مالدار ہونے کے اور تنگی ہیں آخرت میں ثواب کے واسطے نہ عمل کرنے کو دنیا میں دوسرا قول یہ کہ پوشاک پہنے ہیں دنیا میں لیکن وہ کپڑے باریک ہیں ان کا ستر اس سے نظر آتا ہے سو اسکو عذاب ہوگا آخرت میں بدلا اسکے تنگے ہونے کا تیسرا قول یہ کہ پوشاک دارین اسکی نعمتوں سے تنگی ہیں شکر سے کہ ظاہر ہوتا ہے پھل اسکا آخرت میں ساتھ ثواب کو چھٹا قول یہ کہ وہ کپڑے پہنے ہیں لیکن وہ اپنی اوڑھنی کو پیچھے سے باندھتی ہیں اور سینہ ان کا کھلا رہتا ہے سو ان کو عذاب ہوگا آخرت میں پانچواں قول یہ کہ نیک خاوند سے نکاح کیا ہے اور آخرت میں تنگی ہیں عمل سے پسند فائدہ دیکھا اور نیک ہونانکے خاوند کا اور کہا ابن ابی ہلال نے کہ خزانوں کو فتوح سے فتنہ مال کا پیدا ہوتا ہے پس آدمی حرص کرتا ہے پھر واقع ہوتا ہے اس کے سبب سے قتال میں یا بخیلی کرتا ہے پس منع کرتا ہے حق واجب کو یا تکبر کرتا ہے سو حضرت فرمایا کہ اپنی بیبیوں کو سب سے ڈراوین اور اس حدیث میں بلانا ہے طرف عالمی اور عاجزی کی وقت اتنے فتنوں کو خاصکرات میں واسطے امید قبولیت کو تاکہ فتنہ دفع ہو یا سلامت رہو داعی جسکے واسطے عالمی (فتح) باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم من حمل علینا السلام فلیس منا بیان قول حضرت کے کہ جو ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم سے نہیں حاکم ثناء عبد اللہ بن یوسف قال حدثنا مالک عن نافع عن عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من حمل علینا السلام فلیس منا ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت فرمایا کہ جو ہمارے اوپر ہتھیار اٹھائے وہ ہم سے نہیں و مراد وہ شخص ہے جو مسلمانوں سے ناحق لڑے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہر ڈراناں کا اور دخل کرنا خوف کا اور پانے اور احتمال ہے کہ مراد حمل سے ہتھیار کا اٹھانا ہو اور ہوگی مراد قتال سے یا اٹھانا اسکا واسطے ارادے لڑنے کو اور احتمال ہے کہ ہو مراد اٹھانا اس کا واسطے مارنے کے ساتھ اسکے اور ہر حال میں اس میں دلالت ہے اور پر حرام ہونے لڑائی کے مسلمانوں سے اور تشدد کے سبب اسکے اور یہ جو کہا کہ وہ ہم سے نہیں یعنی ہمارے طریقے پر یا نہیں پر ہمارے طریقے کا اس واسطے کہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے کہ اسکی مدد کرے اور اسکے آگے لڑے نہ یہ کہ اسکو ڈراوے کہ اس پر ہتھیار اٹھائے واسطے اس راوی کو کہ اس سے لڑے یا اس کو

قتل کرے اور اس کی نظیر یہ حدیث میں عتشنا فلیسین اور یہ شخص کو حق میں ہو جو اسکو حلال نہ جانے
 اور یہ جو اسکو حلال جائز تو وہ کافر ہو جائے حرام کے حلال جانے سے اسکی شرط سے نہ مجرور ہوتا تھا
 سے اور اولے نزدیک بہت سلف کو مطلق چھوڑنا حدیث کو لفظ کا ہے یعنی اس میں تاویل نہ کی جائے
 تاکہ ہو بالغ زجر میں لیکن وعید مذکور نہیں شامل ہے اسکو جو باغیوں سے لڑے پس محمول ہوگی باغیوں کے حق
 میں اور اسکے حق میں جو شروع کرے لڑائی ظالم ہو کر افح **حک ثنا محمد بن العلاء قال**
حک ثنا ابواسامہ عن برید عن ابی بردہ عن ابی موسیٰ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال من حمل علینا السلاح فلیس منا ترجمہ ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ حضرت فرمایا کہ جو ہم پر ہتھیار
 اٹھائے وہ ہم سے نہیں **حک ثنا محمد بن العلاء قال حد ثنا عبد اللہ الزرقانی عن معمر عن حکم بن معمر**
اباہریرہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یشراحدکم علی اخیہ بالسلامہ فائدہ کہ کثرت
 لعن الشیطان یترع من ید فیقع فی حفرة من النار ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت فرمایا کہ
 کوئی نہ اشارہ کرے اپنے بھائی مسلمان کی طرف ہتھیار سے اسواسطے کہ نہیں معلوم کسی کو شاہ شیطان
 اسکے ہاتھ سے کھینچ لے کر پھر تو کرے دوزخ کو کرے میں ف یعنی ہتھیار سے اشارہ کرنے میں یہ خوف
 ہے کہ ہاتھ سے چھوٹ پڑے اور مسلمان اس سے مر جائے تو قال دوزخ میں پڑے یعنی گناہ میں پڑے جو
 دخول دوزخ کا سبب ہو کہا ابن بطال نے معنی اسکے یہ ہیں اگر جاری کرے اللہ اس پر وعید کو اور حدیث
 میں نہیں اس جیسے جو پہچانے طرف گناہ کی اگرچہ گناہ محقق نہ ہو برابر ہے کہ قصد ہو یا نہی کی
 راہ سے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ فرشتے لعنت کرتے ہیں جو اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ
 کرے اور جب کہ اشارہ کرنا لعنت کا مستحق ہے تو پھر ولے اسکا کیا حال ہو گا فتر **حک ثنا**
علی ابن عبد اللہ قال حد ثنا سفیان قلت لعمرہ یا ابا محمد سمعت جابر بن عبد اللہ یقول
مر رجل منکم فی المسجد فقال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امسک بنصا لہا قال نعم ترجمہ
 جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ ایک مرد تیروں کو ساتھ مسجد میں گذرا تو حضرت فرمایا کہ ان کے پھل
 کو کھلے اس نے کہا اچھا **حک ثنا ابوالنعمان قال حد ثنا حماد بن زید عن عمر بن دینار**
عن جابر ان رجلا کثر فی المسجد بالناس فقاموا فامروا ان یأخذ بنصولہا لہا فخذ
مسلم ترجمہ سے روایت ہے کہ ایک مرد کچھ تیروں کو ساتھ مسجد میں گذرا ان کو پھل ظاہر اور کھلے
 تھے تو حضرت فرمایا کہ انکے پھل کو ہاتھ سے پکڑ لے کسی مسلمان کو زخمی نہ کر **حک ثنا**
محمد بن العلاء قال حد ثنا ابواسامہ عن برید عن ابی بردہ عن ابی موسیٰ عن النبی

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا ذَكَرَ أَحَدُكُمْ فِي مَسْجِدٍ أَوْ فِي سُوقٍ أَوْ مَعَ نَبَأٍ فَلْيَمْسِكْ
عَلَى نِصَابِهَا أَوْ قَالَ لِيَقْبِضْ بِكَفِّهِ أَلَا يَصِيدُ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ مِنْهَا شَيْءٌ تَرْجَبُ
ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ جب کوئی ہماری مسجد یا بازار میں گزری اور اس کے ساتھ تیر ہوں تو چاہئے کہ
ان کے پھل اپنی ہاتھ میں پکڑ لے اور فرمایا کہ اپنی ہتھیلی سے قبض کرے واسطے کہ وہ جانے اس بات کو کہ کسی مسلمان کو
اس سے زخمی کرے یہ حکم عام ہے تمام مکلفین میں بخلاف حدیث جابر کے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر
ہے تعمیم کو مستلزم نہیں اور یہ جو کہا کہ اپنی ہتھیلی سے تیروں کو پھل کو پکڑ لے تو نہیں ہے مراد اس سے خصوص
بلکہ مراد یہ ہے کہ کسی وجہ سے مسلمان کو نہ لگنے دیوے (فتح) **بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**
لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفْرًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ حضرت کافر مانا کہ میری بدلت کر کافر
نہو جائیو کہ تم لوگوں میں سے بعضے بعضوں کی گردنیں باریں **حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا**
أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا شَقِيقٌ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
سَبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ ترجمہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ مسلمان کو
گالی دینا گناہ ہے اور اسکو ناقہ قتل کرنا کفر ہے ف اور پہلے گزری ہے تو جیہ اطلاق کفر کی اور قتال
مسلمان کو اور قوی تر قول ہے اس کے یہ ہے کہ اطلاق کیا ہے اس پر کفر کا واسطے مبالغہ کو تنذیر میں تاکہ
بازرہر سماع اس پر جرات کرے یا بطور تشبیہ ہے اس واسطے کہ فعل کافر کا ہے جیسے کہ ذکر کی ہے
انہوں نے نظیر اس کی اس حدیث میں جو اس کے بعد ہے (فتح) **حَدَّثَنَا حُجَّاجُ بْنُ مُنْهَالٍ قَالَ**
حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا قُتَيْبٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفْرًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ ترجمہ ابن عمر سے روایت
ہے کہ میں نے حضرت سے سنا فرماتے تھے کہ تم لوگوں سے بعد پلٹ کر کافر نہو جانا کہ تم لوگوں میں سے بعضے بعضوں کے
گردنیں باریں ف کفر سے یہاں کیا مراد ہے اس میں آٹھ قول ہیں جو پہلے گزری اور لو ان قول یہ ہے کہ مرا چھپا
حق کا ہے اور لغت میں کفر کے معنی میں ٹھکانے کو سو جو مسلمان سے لڑا تو گویا اس نے اس کا حق ڈھانکا جو اس پر
واجب تھا اور دسواں یہ کہ فعل مذکور کفر کی طرف پہنچاتا ہے اس واسطے کہ جو بڑے بڑے گناہوں کی عادت
کرے پہنچاتی ہے اسکو نحوستان کی طرف اس گناہ کی جو اس سے سخت تر ہو پس نفی ہے کہ اس کا خاتمہ بالایمان نہو
اور اکثر ان جوابوں میں یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ حدیث کو راوی ابو بکر نے اسکا خلاف سمجھا اور جواب اس کا یہ ہے
کہ یہ سمجھنا اس کا سوا اور اس کے کچھ نہیں کہ پہچانا جاتا ہے اس سے کہ اسے قتال سے توقف کیا اس حدیث کی
حجت سے اور احتمال ہے کہ توقف اس کا بطریق احتیاط کو ہو واسطے اس چہ کیے کہ محتمل ہے اسکو ظاہر لفظ کا

اور اس پر یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حقیقی کفر کا مستحق ہو اور تائب کرتا ہے اس کی یہ کہ وہ ان کے پیچھے نماز پڑھتے
سے باز نہ رہا اور نہ باز رہا ان کو حکم بجالانے سے اور نہ سوا اس کے جو ولایت کرے کہ وہ ان کو حقیقی کفر کا مستحق
تھا فتح **حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ سِينَةَ**
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ وَعَنْ رَجُلٍ آخِرُهُ وَافَضَلَ فِي نَفْسِهِ مِنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ بَكْرَةَ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ لَا تَذَرُونِ أَيُّ يَوْمٍ هَذَا قَالُوا اللَّهُ وَ
رَسُولُهُ أَكَلَمَ قَالَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ فَقَالَ لَيْسَ يَوْمَ الْخَيْرِ قُلْنَا يَا رَسُولَ
اللَّهِ فَقَالَ أَيُّ بَلَدٍ هَذَا أَلَيْسَتْ بِالْبَلَدِ الْحَرَامِ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَإِنْ دِمَاءُ كُمُ
أَمْوَالِكُمْ وَأَعْرَاضُكُمْ وَأَبْشَارُكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَرْكِكُمْ هَذَا فِي بِلَادِكُمْ
هَذَا أَكَلَمَ بَلَّغْتُ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ أَلَمْ أَشْهَدْ فَلْيُبَلِّغُوا الشَّاهِدَ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ فَذَلِكَ رَبُّكُمْ يَبْلُغُهُ
مَنْ هُوَ أَوْ عَنِّي لَهُ وَكَانَ كَذَلِكَ فَقَالَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدَ كُفْرَانِ يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ فَلَمَّا
كَانَ يَوْمَ خُرُوجِ ابْنِ الْحَضَرَمِيِّ حِينَ خَرَقَ جَارِيَتُهُ بَيْنَ قَلَامَتِهِ قَالَ اشْرُقُوا عَلَيَّ إِنِّي بَكْرَةٌ فَقَالُوا
هَذَا أَبُو بَكْرَةَ يَرَاكَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَقَدْ نَبَّيْتُ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّهُ قَالَ لَوْ دَخَلُوا عَلَيَّ مَا بَشَرْتُ
بِقَصَبَةٍ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ لَمْ يَشْهَدْ يَعْنِي رَمِيَتْ تَرْجُمَةُ أَبِي بَكْرَةَ مِنْ رِوَايَةِ هَذِهِ حَضْرَتِ زُكُونِ
خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون دن ہے اصحاب نے کہا اس کا رسول زیادہ تر وہاں ہے کہ اس کو
ہم نے گمان کیا کہ حضرت اس کو نام کر سوا اس کا کوئی اور نام رکھیں گے سو فرمایا کہ کیا نہیں ہے قربانی کا دن ہم نے
کہا کیوں نہیں یا حضرت فرمایا یہ کون شہر ہے کیا نہیں ہے یہ شہر ادب والا یعنی مکہ ہم نے کہا کیوں نہیں
یا حضرت فرمایا سو مقرر ہوتا ہے خون اور مال اور ہماری آبرو میں اور ہمارے چہرے تم پر حرام ہیں جیسی تمہارے
اس دن کو حرمت ہے اس ہمارے مہینے میں اس ہمارے شہر میں خبردار ہو کہا میں نے خدا کا حکم پہنچا دیا
ہم نے کہا مان فرمایا الہی گواہ رہو سو چاہتے کہ جو لوگ اس وقت حاضر ہیں وہی غائب لوگوں کو یہ
حکم پہنچا دو میں اس واسطے کہ بہت پہنچا گیا پہنچا ہے اس کو اس کی طرف جو اس کو زیادہ تر یاد رکھنے والا
ہو اور اسی طرح ہو اس کو فرمایا کہ میری بی بیٹ کر کا فر ہو جائیو کہ تم لوگوں میں سے بعضے بعضوں کی گردنیں
میں سو جیکہ ہوا وہ دن جس میں ابن حضر می ہلایا گیا جبکہ اس کو جلدینہ جلایا کہہا کہ اونچے مکان سے ابو بکر پر
جھانکو تو انہوں نے کہا یہ ابو بکرہ شہکود بھیت ہے کہا عبد الرحمن نے کہ حدیث بیان کی مجھے میری بی بیٹ
ابو بکرہ سے کہہا کہ اگر مجھ پر داخل ہوں تو میں ایک کھپا بچ نہ ہا روں یعنی میں اپنا ہاتھ کھپا بچ کی طرف
دراز نہ کروں اور نہ اس کو لون تاکہ اس کے ساتھ لوگوں کو اپنی جان سے ہٹاؤں فاس کا سبب ہے

ابن سنیۃ

کہ جاریہ کا نام محرق تھا اس واسطے کہ اسنے ابن حضرمی کو بصرہ میں جلا یا تھا اور اسکایان یون ہر کہ معاویہ نے ابن حضرمی کو بصرہ کی طرف بھیجا تھا تاکہ مدد طلب کرے اور لڑائی علی مرتضیٰ کے تو علی مرتضیٰ نے جاریہ کو بھیجا تو اس نے ابن حضرمی کو ایک چوبلی میں جا پھیرا پھر اس چوبلی کو جلا دیا اور یہ چوکھا کہ یہ ابو بکرہ تھکود بختیہ ہے تو کہا مہلب نے کہ جب کیا جاریہ نے ساتھ ابن حضرمی کو جو کیا تو جاریہ نے بعضوں کو حکم کیا کہ ابو بکرہ صحابی کو دیکھیں تاکہ اسکا حال آزاو کر کہ علی کی حکم برداری میں ہر یا نہیں اور چشمہ نے اس سے کہا تھا کہ یہ ابو بکرہ تھکود بختیہ ہے اور جو تو نے کیا سو بہت وقت تجھ پر انکار کر رہی تھی اسے یا کلام سے سو جب ابو بکرہ نے یہ بات سنی تو کہا اور حالانکہ وہ اپنے بالا خانے پر تھا کہ اگر وہ میرے گھر میں داخل ہوں تو میں ان پر کھپانچ نہ اٹھاؤں اس واسطے کہ میں مسلمانوں سے لڑنا جائز نہیں جانتا سو میں کس طرح لڑوں گا ان کے ساتھ ہتھیار کے میں کہتا ہوں اور جو اہل علم نے ذکر کیا ہے وہ تقاضا کرتا ہے کہ ابن عباس نے بصرہ والوں سے علی کے واسطے مدد طلب کی تھی تاکہ اسکی مدد کریں معاویہ کی لڑائی پر بعد فارغ ہونے کے امر تحکیم سے پھر واقع ہوا امر خارج کا تو ابن عباس علی کے طرف گئے اور ان کے ساتھ نہروان میں حاضر ہوئے تو اسکے پیچھے بعض عبدالقیس نے معاویہ کو کہا بھیجا اور اسکو خبر دی کہ بصرہ میں ایک جماعت عثمانی ہے سو کسی مرد کو بصرہ میں بھیجو کہ عثمان کا قصاص طلب کرے تو علی نے جاریہ کو بھیجا سو ہوا امر اسکے سے جو ہوا سو ظاہر یہ ہے کہ جاریہ بن شداد نے بعد اسکے کہ غالب ہوا اور ابن حضرمی کو اور اسکے ساتھیوں کو جلا یا تو لوگوں سے علی کے واسطے مدد مانگی اور ابو بکرہ صحابی کی رائے یہ تھی کہ فتنے میں نہ لڑنا بہتر ہے جیسے کہ ایک جماعت اصحاب کی رائے تھی تو بعض لوگوں نے ابو بکرہ پر دلالت کی تاکہ لازم کریں اس پر نکلنا واسطے لڑائی کے تو ابو بکرہ نے انکو جواب دیا ساتھ اسکے چوکھا کہ اگر میرے گھر میں داخل ہوں تو بھی ان پر ہتھیار نہ اٹھاؤں اور یہ قول ابو بکرہ کا موافق ہے اس حدیث کو جو طبرانی نے روایت کی کہ فتنے میں اپنے گھروں میں گھس جاؤ اور اپنے تئیں چھپاؤ میں نے کہا بھلا تبتلاؤ تو کہ اگر کوئی ہمارے گھر میں آگے حضرت نے فرمایا کہ چاہئے کہ تو اپنے ہاتھ کو روکے اور چاہئے کہ ہو و خدا کا بندہ مقتول نہ قاتل (فتح) **حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَبَّيْكَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَرْتَدُّ وَابْعَدِ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ** ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ میرے بعد پلٹ کر کافر نہ ہو جائیو کہ تم لوگوں سے بعض بعضوں کے گردنیں ماریں **حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَدْرِكَةَ سَمِعْتُ أَبَا ذَرَّةَ بْنَ عَمْرِو بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَدِّ حَرْبٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ**

ہے جو دیکھنے والوں کے ساتھ ہوا اور اٹا ہوا اور وہ قاعدہ ہے پھر وہ ہے جو اس سے بچنے والا ہونے بہا شہر ہونے دیکھ
 اور وہ لیٹنے والا ہے بیدار پھر وہ جس سے کوئی چیز واقع نہ ہو لیکن اسی ہوا اور وہ سوتا ہے اور مراد ساتھ افضل ہونے
 کے اس خیریت میں وہ ہے جس کا شرم ہوا اس سے جو اس سے اوپر ہو بنا بر تفصیل مذکور کے اور قول حضرت کا جو اسکو جہاں
 یعنی جو اسکے دپے ہو اور اسکے واسطے تعرض کرے اور اس سے منہ نہ پھیرے تو وہ اسکو کھینچ لینے یعنی اسکو ہلاک
 کر دالین گوساتھ اس طور کے کہ اون سے قریب ہلاک کر ہو گا اور قول حضرت کا کہ اسکی نپاہ میں آئے یعنی چاہا
 کہ اس میں گوشہ گیری کرے تاکہ اسکی شہر سے سلامت رہے اور اس حدیث میں ڈرنا ہے فتنے سے اور غبت
 و لانا ہے اور اجتناب کرنے کے دخل ہونے سے بچ اسکے اور یہ کہ ہوتی بدی اسکی باعتبار تعلق کوساتھ اسکے قریب
 تعلق اسی قدر بدی اور مراد ساتھ فتنے کو وہ ہے جو پیدا ہوتا ہے اختلاف اور جھگڑا کرنے سے بچ طلب ہلاک
 بادشاہی کو جس جگہ نہ معلوم ہو کہ حق پر کون ہے کہماطبری نے اختلاف ہے سلف کا سو بعضوں نے اسکو عموم پر
 حمل کیا ہے اور ویر لوگ وہ ہیں جو مسلمانوں کی لڑائی میں دخل ہونے سے مطلق الگ ہو ماتد سعد اور ابن
 عمر اور ابو بکر وغیرہم کی اور مستک کیا انہوں نے ساتھ ظاہر حدیثوں مذکورہ کہ پھر انکو اختلاف ہے ایک گروہ
 نے کہا کہ لازم ہے گھروں میں بیٹھنا اور ایک گروہ نے کہا کہ جس شہر میں فتنہ پڑے اس شہر سے مطلق ہجرت کر جا
 پھر بعضوں نے کہا کہ اگر اس پر کوئی چیز جو مکرر ہو تو اپنے ہاتھ کو بند رکھے اگر چہ پارا جاوے اور بعضوں نے کہا
 کہ اپنے جان مال کو بچاوے اور وہ معذور ہے اگر مار ڈالے یا مارا جاوے اور اور لوگوں نے کہا کہ جب
 کوئی گروہ امام سے باغی ہو جاوے اور لڑائی قائم کرے تو واجب ہے لڑنا ساتھ اسکے اور یہی حکم دکر وہ کا کہ
 آپس میں لڑیں کہ واجب ہے ہر قادر پر کہ جو حق پر ہو اسکی مدد کرے اور جو باطل پر ہو اس کا ہاتھ روکاوریہ قول جمہور
 کا ہے اور بعضوں نے تفصیل کی ہے کہ جو لڑائی کہ مسلمانوں کو دکر وہ کو درمیان واقع ہو جس جگہ جماعت کا کوئی امام
 نہ ہو تو لڑنا اس وقت منع ہے اور باب کی حدیثیں اور جو سوا ہی ہنکے ہیں اسی پر معمول ہیں اور یہ قول و زاعم کا
 ہے اور کہماطبری نے صواب یہ ہے کہ کہا جاوے کہ اصل فتنہ کی قبل ہونا ہے اور ہر ہر کام پر انکار کرنا واجب ہے جو
 اس پر قادر ہو سو جس نے حق والے کی مدد کی اس نے صواب کو پایا اور جس نے خطا کار کی مدد کی اسنے خطا کی
 اور اگر امر مشکل ہو حق نا حق معلوم نہ ہو تو یہی ہے وہ حالت جس میں لڑنا منع آیا ہے اور بعضوں کا یہ مذہب ہے
 کہ یہ حدیثیں خاص لوگوں کو حق میں وارد ہوئی ہیں جو انکے ساتھ مخاطب ہیں اور یہ نہیں مخصوص ہے ساتھ انکے
 اور بعضوں نے کہا کہ نہی کی حدیثیں مخصوص ہیں ساتھ اخیر زمانہ کے جب یہ بات محقق ہوگی کہ لڑائی طلب ملک
 کے واسطے ہے (فتح باب اذا التقی المسلمان یسیفیہما کرمہ جس بصری ہے روایت ہے کہ میں نے اختیار
 پس کر کھلا فتنے کی راتوں میں یعنی ان لڑائیوں میں جو علی مرتضیٰ اور حضرت عائشہ درمیان واقع ہوئیں تو ابو بکرؓ

اور یہاں تک کہ اسکی نپاہ میں آئے یعنی چاہا کہ اس میں گوشہ گیری کرے تاکہ اسکی شہر سے سلامت رہے اور اس حدیث میں ڈرنا ہے فتنے سے اور غبت و لانا ہے اور اجتناب کرنے کے دخل ہونے سے بچ اسکے اور یہ کہ ہوتی بدی اسکی باعتبار تعلق کوساتھ اسکے قریب تعلق اسی قدر بدی اور مراد ساتھ فتنے کو وہ ہے جو پیدا ہوتا ہے اختلاف اور جھگڑا کرنے سے بچ طلب ہلاک بادشاہی کو جس جگہ نہ معلوم ہو کہ حق پر کون ہے کہماطبری نے اختلاف ہے سلف کا سو بعضوں نے اسکو عموم پر حمل کیا ہے اور ویر لوگ وہ ہیں جو مسلمانوں کی لڑائی میں دخل ہونے سے مطلق الگ ہو ماتد سعد اور ابن عمر اور ابو بکر وغیرہم کی اور مستک کیا انہوں نے ساتھ ظاہر حدیثوں مذکورہ کہ پھر انکو اختلاف ہے ایک گروہ نے کہا کہ لازم ہے گھروں میں بیٹھنا اور ایک گروہ نے کہا کہ جس شہر میں فتنہ پڑے اس شہر سے مطلق ہجرت کر جا پھر بعضوں نے کہا کہ اگر اس پر کوئی چیز جو مکرر ہو تو اپنے ہاتھ کو بند رکھے اگر چہ پارا جاوے اور بعضوں نے کہا کہ اپنے جان مال کو بچاوے اور وہ معذور ہے اگر مار ڈالے یا مارا جاوے اور اور لوگوں نے کہا کہ جب کوئی گروہ امام سے باغی ہو جاوے اور لڑائی قائم کرے تو واجب ہے لڑنا ساتھ اسکے اور یہی حکم دکر وہ کا کہ آپس میں لڑیں کہ واجب ہے ہر قادر پر کہ جو حق پر ہو اسکی مدد کرے اور جو باطل پر ہو اس کا ہاتھ روکاوریہ قول جمہور کا ہے اور بعضوں نے تفصیل کی ہے کہ جو لڑائی کہ مسلمانوں کو دکر وہ کو درمیان واقع ہو جس جگہ جماعت کا کوئی امام نہ ہو تو لڑنا اس وقت منع ہے اور باب کی حدیثیں اور جو سوا ہی ہنکے ہیں اسی پر معمول ہیں اور یہ قول و زاعم کا ہے اور کہماطبری نے صواب یہ ہے کہ کہا جاوے کہ اصل فتنہ کی قبل ہونا ہے اور ہر ہر کام پر انکار کرنا واجب ہے جو اس پر قادر ہو سو جس نے حق والے کی مدد کی اس نے صواب کو پایا اور جس نے خطا کار کی مدد کی اسنے خطا کی اور اگر امر مشکل ہو حق نا حق معلوم نہ ہو تو یہی ہے وہ حالت جس میں لڑنا منع آیا ہے اور بعضوں کا یہ مذہب ہے کہ یہ حدیثیں خاص لوگوں کو حق میں وارد ہوئی ہیں جو انکے ساتھ مخاطب ہیں اور یہ نہیں مخصوص ہے ساتھ انکے اور بعضوں نے کہا کہ نہی کی حدیثیں مخصوص ہیں ساتھ اخیر زمانہ کے جب یہ بات محقق ہوگی کہ لڑائی طلب ملک کے واسطے ہے (فتح باب اذا التقی المسلمان یسیفیہما کرمہ جس بصری ہے روایت ہے کہ میں نے اختیار پس کر کھلا فتنے کی راتوں میں یعنی ان لڑائیوں میں جو علی مرتضیٰ اور حضرت عائشہ درمیان واقع ہوئیں تو ابو بکرؓ

جب میں نے مسلمانوں کو ملواری کہ میں نے کہا انکو ہذا قال حدیثنا عن رجل من یسویہ عن الحسن قال خرجت

صحابی مجاہد سامنے آئے شوکہ کہ تو کہاں کا ارادہ کرتا ہے میں نے کہا کہ میں حضرت کو چھپو بھائی یعنی علی مرتضیٰ کی مدد کا ارادہ کرتا ہوں تو ابو بکر نے کہا کہ حضرت نے فرمایا کہ جب دو مسلمان ایک دوسرے کا سامنا کریں۔
 تو اولین سیکر تو قتل کرنیوالا اور چوتل ہو اور دونوں دوزخیوں میں تو کسی نے پوچھا کہ بھلا قتل کرنیوالا تو اس کو سزا
 دوزخی ہو کہ ظالم تھا مگر کیا حال ہے اس کا جو قتل ہوا یعنی اس کا کیا گناہ ہے حضرت نے فرمایا کہ وہ بھی اپنی ساختی
 کے مارنے کا ارادہ رکھتا تھا یعنی اس کا قابو نہ ہوا نہیں تو ضرور مارتا اور کہا حماد بن زید نے الخ یعنی عمرو بن
 عبید نے خطا کی ہے اس میں کہ اس نے احنف کو حسن اور ابو بکر کو درمیان سے حذف کر دیا ہے **حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ**
ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ رَافِعٍ عَنْ
مُعَلَّى بْنِ زَيْدٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْأَحْنَفِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ
مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ وَرَوَاهُ بَكَّارٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ وَقَالَ غَدَمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ
عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رَبِيعٍ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَرْفَعْهُ سَفِينٌ عَنْ
 منصور ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے سلیمان بن حرب بن الخ یعنی اس نے بھی یہ حدیث احنف کو واسطے سے
 روایت کی اور کہا موئل نے بھی اس حدیث کو ان چار راویوں سے احنف کو واسطے سے روایت کیا ہے اور زوائد
 کیا ہے اسکو معمر نے ایوب سے اور بکارت نے ابو بکر سے اور غندر نے شعبہ سے اس نے منصور سے اس نے ربیع سے
 اس نے ابو بکر سے حضرت سے اور نہیں مرفوع کیا ہے سفین نے منصور سے بلکہ موقوف بیان کیا ہے
 ف اختلاف ہے اس حدیث کے معنی میں بعضوں نے کہا کہ اس کے یہ ہیں کہ وہ دونوں دوزخ کو مستحق
 ہو تو میں لیکن ان کا کام خدا کی سپرد ہے اگر چاہے گا تو ان کو عذاب کر کے دوزخ سے نکالے گا جیسے اور
 موحیدین کو اور اگر چاہے گا تو ان کو بالکل معاف کر دے گا اور عذاب بالکل نہ کرے گا اور بعضوں نے کہا کہ
 وہ معمول ہے اس پر جو اسکو حلال جائز اور نہیں حجت ہے اس میں خارجیوں وغیرہ کی واسطے جو قائل ہیں کہ گنہگار
 لوگ ہمیشہ دوزخ میں ہیں اگر واسطے کہ یہ جو حضرت نے فرمایا کہ آگ میں ہیں تو اس سے یہ لازم نہیں
 آتا کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں ہیں گے اور حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے جو نہیں دیکھنا لڑنے کو فتنے میں اور وہ
 لوگ وہ ہیں جو علی مرتضیٰ کے ساتھ لڑائیوں میں شریک نہ ہوئے مانند سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن
 عمرو وغیرہ اصحاب کی اور جمہور اصحاب اور تابعین کا یہ مذہب ہے کہ واجب ہے مدد کرنا حق کی اور لڑنا باغیوں
 سے اور جمل کیا ہے انہوں نے حدیثوں کو جو اس باب میں وارد ہوئی ہیں اس پر چوڑے سے ضعیف ہو با حق
 کے پہچاننے سے اسکی نظر قاصر ہو اور اتفاق ہے اہل سنت کا اس پر کہ نہیں جائز ہے طعن کرنا کسی ایک
 پر اصحاب سے یہ بیان لڑائیوں کے کہ واقع ہوئیں درمیان ان کو اگرچہ ان میں سے حق والا پہچان جاوے

اس واسطے کہ نہیں لڑے وہ ان لڑائیوں میں مگر اجتہاد سے اور البتہ خدا نے معاف کیا ہے جو اجتہاد میں
خطا کرے بلکہ ثابت ہو چکا ہے کہ جو اجتہاد میں خطا کرے اسکو ایک ثواب ملتا ہے اور جو ٹھیک بات کو پا جائے
اسکو دو ہزار ثواب ملتا ہے اور عمل کیا ہے انہوں نے وعید کو جو اس حدیث میں مذکور ہے اس پر چوڑے بدون
تاویل جائز کے بلکہ واسطے مجرّد طلب ملک کے اور البتہ روایت کی زہار نے بیچ حدیث قاتل اور مقتول کو زیادتی جو
بیان کرتی ہے مراد کو اور وہ یہ ہے کہ جب تم دنیا پر لڑو تو قاتل اور مقتول دونوں اک میں ہیں اور یہ جو کہا کہ وہ
اپنے ساتھی کو مارنے پر حریص تھا تو استدلال کیا ہے ساتھ اسکے جس نے کہا کہ مجرّد قصد اور نیت پر خوشنہ
ہوتا ہے اگرچہ نہ واقع ہو فعل اور جواب یہ ہے اسنے جو اسکا قاتل نہیں ساتھ اسکے کہ اس میں فعل ہے
اور وہ سامنا کرنا ہے ہتھیاروں سے اور واقع ہونا لڑائی کا اور قاتل اور مقتول دونوں کو دوزخ میں ہونے سے
یہ لازم نہیں آتا کہ دونوں ایک مرتبہ میں ہوں اور اس مسئلہ کی بحث کتاب الرقاق میں گذر چکی ہے اور کہا
ہے علماء نے اس آیت کی تفسیر میں اہل اکسبت و علیہا اکسبت کہ اختیار کیا ہے باب افعال کو شریعین
اس واسطے کہ وہ شعر ہے ساتھ اسکے کہ ضرور ہے اس میں ہونا فعل کا برخلاف نیکی کے اس واسطے کہ ثواب
ملتا ہے اس پر مجروریت سے اور ثابت کرتی ہے اسکو یہ حدیث کہ البتہ خدا نے معاف کر دیا ہے میری امت سے
جو خطر ہے کہ ان کو دل میں گزرتے ہیں جنگ کہ نہ عمل کریں ساتھ اسکے یا نہ بولیں اور حاصل یہ ہے کہ اسکے تین
مرتبے ہیں ایک ہم مجرور ہے سو اس پر ثواب ملتا ہے اور نہیں مواخذہ ہوتا دو سارقین ہونا فعل کا ہے ساتھ
قصد کے اور اس پر بالاتفاق مواخذہ ہوتا ہے تیسرا غرم ہے اور اس میں نزاع ہے (فتح) باب کیف
الامر اذا لم یکن جماعۃ کس طرح ہوا جبکہ نہ جماعت و معنی کیا کرے مسلمان اختلاف کی حالت
میں پہلے اس سے کہ واقع ہوا جماع کسی خلیفہ پر **حدیث** ثنا محمد بن المنثی قال حدثنا الولید بن مسلم
قال حدثنا ابن جابر قال حدثني بسر بن عبيد الله الحضرمي انه سمع ابا ذر ريس الخواري انه سمع
حدثني ابن اليمان يقول كان الناس يستلون رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الخير وكنتم
اسأله عن الشر مخافة ان يذم كني فقلت يا رسول الله لئلا نكون جاهلية وشي فاجاءنا الله بهذا
الخبر فجل بعد هذا الخبر من شر قال نعم قلت وهل بعد ذلك الشر من خير قال نعم وفيه فخر
قلت وما ذخره قال قوم يهدون بعيري هدي تعرف منهم وشكر قال قلت فهل بعد ذلك
الخبر من شر قال نعم دعاة على أبواب جهنم من اجابهم اليها فقد فوه فيها قلت يا رسول الله
صنعت لنا قال هم من جلدتنا ويحكمون بنا كسنتنا قلت فما امر في ان اذكركي ذلك قال تكريم جماعة
للسلمين وامامهم قلت فان لم يكن لهم جماعة ولا امام قال فاعتزل تلك الفرق كلها ولو ان

تَقْصُرُ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى يُدْخِرَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ تَرْجِمُهُ خَلِيفَةُ رِوَايَتِهِ بِرُكُوكِ حَضْرَتِ
 سَیِّدِی کا حال پوچھتے تھے اور میں بدی کا حال پوچھتا تھا اس ڈر سے کہ تجھ کو پاپا دے تو میں نہ کہہ سکیا
 حضرت مقرر ہم جاہلیت اور بدی میں تھے سو خدا نے خیر ہمارے پاس لایا تو کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی بدی
 ہے حضرت فرمایا ہاں میں نے کہا اور کیا پھر اس بدی کے بعد بھی کوئی بھلائی ہے حضرت نے فرمایا ہاں اور
 اس میں خان اور میل ہو گا یعنی جو نیکی کہ بدی کے بعد آئے گی وہ بھلائی خالص ہوگی بلکہ اس میں بدی ورت
 ہوگی میں نے کہا اور کیا ہے میل اس کا فرمایا اچلیں کو بغیر کسی راہ کو یعنی میری طریقہ پر نہ چلیں گے تو
 ان کے بعض عملوں کو بھلا جائیگا اور بعض عملوں کو برا جانے کا یعنی بعض کام موافق شرع کے کریں گے
 اور بعض مخالف شرع کے میں نے کہا اس بھلائی کو اور کچھ بدی بھی ہوگی حضرت نے فرمایا ہاں دونوں کو
 دروازوں پر بلائیو لے ہونگے جو ان کا کہا مانیکا اس کو اس میں ڈال دیں گو میں نے کہا یا حضرت ہمارے
 واسطے ان کی تعریف بیان کیجئے حضرت نے فرمایا کہ میں ہمارے قوم میں سے اور ہمارے ہم زبان ہونگے
 میں نے کہا سو آپ مجھ کو کرتے ہیں اگر مجھ کو یہ وقت پا جائے فرمایا کہ لازم پکڑو ساتھ مسلمانان کی جماعت
 اور ان کے امام کا میں نے کہا اگر ان کے واسطے کوئی جماعت اور امام نہ ہو تو پھر کیا حکم ہے حضرت نے فرمایا کہ ان سب
 فرقوں سے الگ ہو جاؤ اور گوشہ گیری کر اگرچہ کسی درخت کی جڑ کو دانت سے پکڑے یعنی اگرچہ ہو گوشہ گیری
 ساتھ دانت مارنے کو درخت سے پس نہ عدل کر اس سے یہاں تک کہ تجھ کو موت پاوے اور حالانکہ تو اسی
 پر بوقوف یہ جو فرمایا کہ ہم جاہلیت اور بدی میں تھے تو یہ اشارہ ہر طرف اس چیز کی کہ اسلام کے پہلے تھی کفر
 سے اور ایک دوسرے کے قتل کرنے اور لوٹنے سے اور جیالیوں کو لالنے سے اور قول اس کا سو خدا ہمارے
 پاس یہ خبر لایا یعنی ایمان اور اصلاح حال کی اور بچا بیجا یوں سے اور مراد ساتھ بدی کے وہ چیز
 ہے جو واقع ہوئی فتنے فسادوں سے بعد قتل ہوئے حضرت عثمان کو اور لگاتار باجوہ مرتب ہوگا اس پر آخرت
 کے عذاب سے اور قول حضرت کا کہ اس میں میل ہو گا یعنی ان کو دل آپس میں صاف نہ ہوگا ایک دوسرے
 سے کہیں اور بعض رکھیں گے اور قول حضرت کا ہمارے قوم میں سے ہونگے یعنی عرب سے اور بعضوں نے
 کو اپنی آدم سے اور بعضوں نے کہا اسکے معنی یہ ہیں کہ ظاہر میں ہمارے دین پر ہونگے اور باطن میں مخالف
 ہونگے اور کہا عیاض نے کہ مراد ساتھ شر اول کے وہ فتنے ہیں جو حضرت عثمان کو بعد واقع ہوئے
 اور مراد ساتھ خیر کے وہ ہے جو اسکے بعد عمر بن عبدالعزیز کے زمانے میں واقع ہوئے اور مراد ساتھ ان کے
 جن کو بچا نیکیا اور انکار کر گیا وہ حاکم ہیں جو اسکے بعد ہونگے اس واسطے کہ بعض ان میں بدی ورت اور عدل کی
 ساتھ متکرتے تھے اور بعض ظلم کرتے تھے اور بدعت کی طرف بلاتے تھے میں کہتا ہوں ظاہر

یہ ہے کہ مراد ساتھ شراول کے فتنے ہیں جن کی طرف اس نے اشارہ کیا اور مراد ساتھ خیر کے وہ چیتے ہیں جو واقع ہوئی جمع ہونے سے ساتھ علی اور معاویہ کو اور مراد دشمن ہے وہ چیز ہے جو ان کو زمانے میں بعض حکم تھے مانند زیاد کی عراق پر اور خلاف خلیجوں کا اور مراد ساتھ ہلانے والوں کو دوزخ پر جس نے طلب کیا ملک کو خراج وغیرہ اور اسی طرف اشارہ ہے کہ لازم ہے مسلمانوں کی جماعت کو اور ان کو امام کو اگرچہ ظالم ہو اور قول حضرت کا اور تو اسی پر یعنی اسی طرح ولایت مارے ہو یعنی لازم ہے مسلمانوں کی جماعت کو اور ان کو حاکم کی اطاعت کو اگرچہ نا فرمانی کریں کہا بیضاوی نے کہ جب زمین میں کوئی خلیفہ نہ ہو تو لازم ہے تجھ پر گوشہ گیری کرنا اور صبر کرنا زمانے کی شدت پر اور کہا ابن ابطال نے کہ اس حدیث میں حجت ہے واسطے جماعت فقہاء کے کہ واجب ہے لازم ہے مسلمانوں کی جماعت کو اور نہ خروج کرنا ظالم حاکم پر اس واسطے کہ اخیر فرقے کو وہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور نہیں ہوں گے وہ مکرنا حق پر اور باوجود اسکے جماعت کو لازم ہے کہ کلمہ کیا کہا طبری نے کہ اختلاف ہے اس امر میں اور جماعت میں سو ایک قوم نے کہا کہ امر واسطے وجوب ہے اور جماعت سواد عظم ہے اور بعضوں نے کہا کہ مراد جماعت سے خاص اصحاب ہیں نہ جو ان کو بعد میں اور بعضوں نے کہا کہ مراد ساتھ ان کے اہل علم ہیں اس واسطے کہ خلیفے ان کو خلق پر حجت ٹھیرایا ہے اور باقی سب لوگ ان کی تابع ہیں دین کو کام میں کہا طبری نے صواب یہ ہے کہ مراد حدیث میں وہ جماعت ہے جو جمع ہوئی ہوں ایک شخص کو حاکم بنانے پر یعنی سب نے اتفاق کر کے ایک شخص کو حاکم بنایا سو جس نے اس کی بیعت نہ کی وہ جماعت سے خارج ہوا اور اس حدیث میں ہے کہ جب لوگوں کو اس واسطے کوئی امام نہ ہو اور لوگ گروہ گروہ ہو جائیں تو ان میں سے کسی کی پیروی نہ کرے اور اگر ہو سکے تو سب الگ سے ہو واسطے خوف وقوع ہونے کے فتنے میں اور اسی پر محمول ہے جو آیا ہے سب حدیثوں میں کہا ابن ابی حمرہ نے کہ اس حدیث میں حکمت بعد کی ہے اپنے بندوں میں کس طرح قائم کیا ہے ایک کو ساتھ اس چیز کے کہ چاہے سو محبوب کیا طرف اکثر اصحاب کی ہوا کرنا جو خیر سے تکرار عمل کریں ساتھ اسکے اور پوچھا نوین اپنے غیروں کو اور اس میں کشادہ ہونا حضرت کے سینے کا ہے اور پچانا حکم کی سب وجوہات کو یہاں تک کہ جواب تیرے ہر سائل کو مناسب اسکے اور اس میں ہے کہ جو چیز کسی کو محبوب ہو وہ اس میں خیر سے فائق ہوتا ہے اسی واسطے خلیفہ صاحب تھے کہ ان کے سوا اس کو کوئی نہ جانتا تھا یہاں تک کہ منافقوں کو نام اور بہت امر آئندہ کے انکو معلوم تھے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ ادب تعلیم سے ہے یہ کہ سکھلائے شاگرد کو انواع علوم کو جس کی طرف وہ مائل ہو علوم مباحہ اس واسطے تاکہ جلدی اس کی سمجھ میں آجائے اور یہ کہ جو چیز نیکی

کی طرف مہاجرت اس کا نام غیر رکھا جاتا ہے اور اس کے عکس کا نام عکس اور اس سے ملی جاتی ہے نہ سب سے
 شخص کی جس نے پھیرائی ہو دین کو واسطے اصل برخلاف کتاب اور سنت کو اور پھر ایسا ہے کتاب و سنت
 کو فرع اس اصل کی جو انہوں نے نہی نکالی ہو اور اس میں جب ہوں اور باطن نیز کلمے اور ہر چیز کا جو
 ہدایت نبوی کو مخالف ہو خواہ کسی نے کہا ہو شریف و یا سب سے ذریعہ (فتح) باب من کذب عن رسول اللہ
 سواد الفتن والظلم جو بجا جاتا ہے کہ بہت کرے فتنے اور ظلم والوں کی جماعت کو فتنہ مراد سواد
 سے اشخاص میں یعنی اہل فتنہ کو بڑھائے اور ابن سعد سے روایت ہے کہ جو کسی قوم کی جماعت کو بہت
 کرے تو وہ انہیں میں ہے **حدیث** ثنا عبد اللہ بن یزید قال حدثنا حیوة وغیرہ قال حدثنا
 ابو الاسود رحمہ و قال لیس بحکم الیہ الاسود قال قطع علی اهل الدین بے بعض فاکتبت فیہ فلقیبت
 عکرمۃ فاخبرته فہما فی شدائد النعمان قال اخبرنی ابن عباس ان انا سامن المسلمین کے انواع
 الشریکین یکترون سواد الشریکین علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیا فی السہم فیوم فی
 فی صلیب اہلہم فیقتلہ او یضربہ فیقتلہ فانزل اللہ ان الذین یوفیون لک الذلک ظالمی انفسہم
 ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے کہ کچھ مسلمان لوگ کافروں کو ساتھ تھے کافروں کو گروہ کو بڑھاتے تھے حضرت
 پر سوتیرا آجوا مارا جاتا سوان میں سے کسی کو لگتا اور اس کو قتل کرتا یا اس کو مارتا سوا اس کو قتل کرتا تو خدا نے یہ آیت
 اتاری کہ مقررین لوگوں کو فرشتوں نے مارا یعنی ان کی روح قبض کی اس حال میں کہ اپنی جان پر ظلم کرتے
 تھے ف یہ جو فرمایا اس کو مارتا تو یہ مطوف ہے چہ جاتی پر یعنی اس کو قتل کرتا یا ساتھ تیر کو یا ساتھ نکال دے اور
 اس حدیث میں خطابیہاں کرنا ہے اسکی جو افرامانی کرنی والوں کو درمیان پھیرنے اپنے اختیار سے نہ واسطہ قصد
 صحیح کے اور وہ یہ کہ مثلاً ان پر انکار کر دیا امید وار ہو کہ کسی مسلمان کو ہلاکی سے چھوڑ دے گا اور یہ کہ جو ہجرت
 پر قادر ہو وہ معذور نہیں ہو جیسا کہ واقع ہوا ان لوگوں کو واسطے جو مسلمان ہوئے تھے اور کافروں نے انکو ہجرت
 کرنے سے منع کیا پھر جنگ میں کافروں کو ساتھ نکلتے تھے نہ اس قصد سے کہ مسلمانوں سے لڑیں بلکہ اس ہم
 کے واسطے کہ مسلمانوں کی آنکھوں میں کافر بہت معلوم ہوں پس حاصل ہوا مواخذہ واسطے ان کو ساتھ
 اسکے سو عکرمہ نے دیکھا کہ جو نکلے ساتھ اس لشکر کے جو مسلمانوں سے لڑے تو وہ گنہ گار ہوتا ہے اگرچہ نہ لڑے نہ
 نیت (فتح) **باب** اذا بقی فی حاکم القوم الناس جبکہ باقی رہ جائے مسلمان کو نہ ناقص لوگوں میں
 تو کیا کرے **حدیث** ثنا محمد بن کثیر اخبرنا سفین حدیثنا الاعمش عن زید بن اسلم قال
 حدثنا حذیفہ قال حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیثین رايت احدهما وانا
 انتظر الاخر حدثنا ان الامامۃ نزلت فی جذر قلوب الرجال ثم علوا من القرآن ثم علوا من

یہ حدیث صحیح ہے
 صحیح بخاری
 صحیح مسلم
 صحیح ابوداؤد

یہ حدیث صحیح ہے
 صحیح بخاری
 صحیح مسلم
 صحیح ابوداؤد

السُّنَّةُ وَحَدَّثَنَا عَنْ رَفِيعٍ قَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتَقْبُضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيُطِيلُ أَثَرَهَا
 مِثْلَ أَثَرِ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتَقْبُضُ قَبِيضُ أَثَرِهَا مِثْلَ أَثَرِ الْجُلِّ كَحَمِيرٍ دَخَرَتْهُ عَلَى رِجْلَيْهِ فَقَطَّ
 فَتَرَاهُ مُنْتَبِهاً وَكَيسَ فِيهِ شَيْءٌ وَيُصِلُ النَّاسَ بِمَا يَمُونُ وَلَا يَكَادُ أَحَدٌ يُؤَدِّي الْأَمَانَةَ فَيُقَالُ إِنَّ
 فِي نَفْسِ فَلَانٍ رَجُلًا أَوْسَنًا وَيُقَالُ لِلرَّجُلِ مَا عَقَلَهُ وَمَا ظَفَرَهُ وَمَا أَجْلَدَهُ وَمَا فِي قَلْبِهِ مِنْ ثِقَالٍ
 حَبَّةٍ خَرَدٍ مِنْ إِيْمَانٍ وَلَقَدْ نَالِي عَلَى زَمَانٍ وَأَبَايَ الْيَكْمُ بَايَعْتُ لَنْ كَانَ مُسْلِمًا رَدَّةً عَلَى الْإِسْلَامِ
 وَلَنْ كَانَ نَصْرًا رَدَّةً عَلَى سَاعِيهِ وَأَمَّا الْيَوْمُ فَمَا كُنْتُ أَبَايَعُ إِلَّا فَلَانًا وَفَلَانًا مَرَجَمَةً خَذِفِيهِ رَوَيْتُ
 ہے کہ حضرت زہم سے دو حدیثیں بیان کیں ایک تو میں زہم کی دوسری کا منظر ہوں اول یہ کہ
 ہم کو حدیث بیان کی کہ امانت لوگوں کو دلوں کی جڑ میں اترتی یعنی ان کی پیدائشی بات ہے پھر جانی انہوں نے
 فضیلت اسکی قرآن سے پھر معلوم کی سنت سے یعنی ظاہر اور باطن سے امانت دار ہو گئی اور دوسری حدیث ہم سے
 امانت کی جاتے رہنے کی بیان کی سو فرمایا کہ سو و گیارہ ایک نیند سو اٹھالی جاوے گی امانت داری اسکے دل سے
 تو ہو جاوے گی اس کا نشان آبلہ کی طرح جیسے تو چنگاری کو اپنی پیر پر ڈھکا کافے سو اس پر آبلہ پڑ جاوے
 سو وہ بجو بجو لہو لہو لگا لگا لگا اس میں کچھ نہیں پھر لوگ خرید و فروخت کر نیلے اور نہیں قریب کہ کوئی
 بھی امانت کو ادا کرے یہاں تک کہ کہا جائے کہ فلاں کی اولاد میں ایک امانت دار مرد ہے یہاں تک پوچھو گی
 کہ کہا جائے گا آدمی کو حق میں کہ فلاں شخص کیا خوب لا اور ہو کیا لطیف اور ظریف ہے کیا خوب عقلمند
 ہے اور حالانکہ اسکے دل میں ایک لائی کے برابر بھی ایمان نہیں ہے یعنی امانت داری دہم کم ہوتی
 جاوے گی آخر کو یہ حال ہو جاوے گا کہ نامی اور مشہور لوگ جن کی لوگ تعریف کر نیلے ان کی بھی نیت بدل
 جاوے گی کچھ امانت داری ان کو دل میں نہ رہے گی ت اور البتہ مجھ پر ایک زمانہ آیا اور میں کچھ پرواہ
 نہ کرتا تھا کہ میں کسی شخص سے خرید و فروخت کروں اگر مسلمان ہوتا تو اسکا اسلام اسکو مجھ پر پھیرتا اور اگر
 کوئی نصرانی ہوتا تو اسکا حاکم اسکو مجھ پر پھیرتا اور آج تو میں نہیں خرید و فروخت کرتا مگر فلاں فلاں شخص سے
 یعنی ان کو ان لوگوں میں وجود امانت کا وثوق تھا اس واسطے ہر آدمی سے سودا کرتے تھے بدون بحث کرنے
 کے حال اسکے سے پھر جب لوگوں میں خیانت ظاہر ہوئی تو نہ سودا کرتے تھے مگر اس سے جسکا حال پہچانتے تھے
 اور اس حدیث میں اشارہ ہے کہ پہلے لوگ قرآن کو سیکھتے تھے پھر سنت کو اور قول اس کا کہ میں دوسری کا منظر
 ہوں یعنی امانت کا بالکل اٹھ جانا یہاں تک کہ نہ باقی رہے گا موصوف ساتھ امانت کو مگر شاذ و نادر یعنی سب
 لوگوں سے امانت اٹھ جائے گی مگر نادر لوگوں سے اور نہیں مخالف ہے اسکو قول خذیفہ کا جو حدیث کو اخیر میں
 ہے اس واسطے کہ وہ نسبت پہلے زمانے کے لوگوں کے ہے یعنی نسبت پہلے زمانے کی ان لوگوں میں

حیث انما یجاء فی الامانة من امری انما یجاء فی الامانة من امری انما یجاء فی الامانة من امری

امانت دہری کمتر ہے اور قول اس کا اگر مسلمان ہوتا اللہ یعنی اگر کسی نے خیانت کی اور سو دوسری دغا سے
میرا حق لیا سو اگر مسلمان ہو گا تو اسلام کی لحاظ سے میرا حق پھیر دیا اور اگر کافر لے گیا تو اس کا حاکم جو مسلمان
ہے میرا حق اس سے و لاد گیا اور گویا یہ جواب ہے سوال کا اور سوال یہ ہے کہ خیانت ہمیشہ سے موجود ہے اس واسطے
کہ اس وقت میں کافر بھی موجود تھے اور کافر لوگ خیانت کر نیوالے ہیں سو اس کا یہ جواب دیا جو مذکور ہوا
اور یہ جو کہا کہ البتہ مجھ پر ایک زمانہ آیا اللہ تو یہاں اشارہ ہے اس طرف کہ امانت میں نقص اس زمانے سے شروع
ہوا اور امانت سے مراد وہ چیز ہے جو چھپی ہو اور نہ جانتا ہو اس کو مگر اللہ مکلف ہے اور اس سے عباس سے روایت ہے
کہ وہ فرائض میں جن کا حکم ہوا اور جن سے منع ہوا اور بعضوں نے کہا کہ وہ بندگی ہے اور بعضوں نے کہا کہ وہ
تکالیف ہیں اور بعضوں نے کہا کہ مراد اس سے عہد وثیق ہے اور یہ اختلاف واقع ہوا ہے بیچ تفسیر امانت
کے جو مذکور ہے آیت میں اِنَّا عَرَضْنَا الْاٰمَانَ عَلَیْكَ اور ابن عربی نے کہا کہ مراد امانت سے حدیث میں بیان
ہے سو جب دل میں قرار پکڑی تو قائم ہوتا ہے ساتھ مامور کے اور باز رہنے کو ممنوع چیز سے اور تحقیق
اس کی اس چیز میں کہ ذکر کی گئی ہے امانت کو اٹھ جانے سے کہ بیان ایمان کو ہمیشہ ضعیف کرتی
ہیں یہاں تک کہ جب ضعف انتہا کو پہنچتا ہے تو نہیں باقی رہتا مگر اثر ایمان کا اور وہ زبان سے اقرار
کرنا ہے اور اعتقاد ضعیف پہنچتا ہر دل کو سوتیلی دی اس کو ساتھ اثر کے بیچ ظاہر بدن کو اور کفایت
کی ضعف ایمان سے ساتھ نیند کے اور بیان کی مثال واسطے دوسرے ایمان کے دل سے حال میں ساتھ
دوسرے چنگاری کے پیر سے یہاں تک کہ واقع ہو زمین میں اور جو بخاری نے باب باندہ ہے وہ لفظ
حدیث کا ہے جو روایت کی طبری نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن جہان نے ابو ہریرہ سے کہ حضرت نے
فرمایا اے عبادہ تو کیا کرے گا جبکہ تو رہا جو کرے گا کوڑا ناقص لوگوں میں جن کو عہد و پیمان اور امانت لریاں
بگڑا وینے اور ان میں پھوٹ پڑ جاویں تو فے لوگ اس طرح ہو جاویں گے اور حضرت ذہان کے اختلاف کی مثال
دی اپنے دونوں ہاتھ کی انگلیاں پیچی کر کے عہد شد نے کہا سو حضرت کیا کروں فرمایا کہ خاص اپنے حال
پر متوجہ ہونا اور عام لوگوں کو ان کے حالات پر چھوڑ دینا کہا ابن بطلال نے کہ بخاری نے اس حدیث کی طرف
اشارہ کیا اور نہیں داخل کیا اس کو باب میں اس واسطے کہ اس کی شرط پر نہیں پس داخل کیا ان کے معنوں
کو خدیفہ کی حدیث میں ہیں کہتا ہوں اجمع ہوتی ہے یہ حدیث ساتھ اس کے بیچ کم ہونے امانت کو اور نہ وفا
کرنے کے ساتھ عہد و پیمان کو اور شدت اختلاف کو دفع باب الثَّعْرُبُ وَالْفِشَنَةُ فتنے
فساد کے وقت جنگیوں میں جارہا تھا اور وہ یہ کہ انتقال کرے مہاجر اپنی حیات کے شہر میں پس
جنگل میں جا رہی ہو ہجرت کے بعد پھر گنوار ہو جائے اور حضرت کو وقت یہ عرام تھا مگر یہ کہ حضرت اس کو

کے سبب سے یعنی فساد کے وقت گوشہ گیری بہتر ہے کہ لوگوں کے ملنے سے ایسے وقت میں ایمان سلامت نہیں رہتا تو بکریاں چرا کر کھانا بہتر ہے ورنہ اور اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ ذکر کرنے اس حدیث کو کہ ساتھ کا قول بھی اسی پر محمول ہو اس واسطے کہ جب حضرت عثمان قتل ہوئے اور قتلے فساد واقع ہوئے تو سلمہ نے گوشہ گیری کی اور بذرہ میں جا رہے اور وہاں نکاح کیا اور ان لڑائیوں میں شریک نہ ہوئے اور حق عمل کرنا ان صاحب کا سدا پر ہے سو جس نے ہتھیار پہنے اسکے واسطے دلیل ظاہر ہوئی واسطے ثابت ہونے ساتھ لڑنے امر کے ساتھ لڑنے کے باعث کروہ سے اور اسکو اس پر قدرت تھی اور جو بیٹھا نہ ظاہر ہوا اسکے واسطے کہ دونوں سے کون کروہ باعث ہے جبکہ اسکو لڑائی کی قدرت نہ تھی اور البتہ واقع ہوا ہے خیر یہ کہ واسطے کہ وہ علی ٹر قضا کے ساتھ تھا اور باوجود اسکے نہ لڑنا تھا سو جب عمار شہید ہوئے تو اس وقت لڑا اور یہ حدیث بیان کی کہ عمار کو باغی گروہ قتل کر گیا اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اور فضیلت گوشہ گیری کے جبکہ اپنے دین کا خوف ہو اور اختلاف کیا ہے سلف و اصل گوشہ گیری میں سو کہا جہور نے کہ لوگوں میں رہنا بہتر ہے اس واسطے کہ اس میں حاصل کرنا دینی فائدوں کا ہے واسطے قائم ہونے کے ساتھ شعار اسلام کے اور پڑھنے جماعت مسلمانوں کے اور پہنچانے انواع خیر کے طرف ان کی سدا اور فراویسی اور بیمار پسی وغیرہ سوا ایک قوم نے کہا کہ گوشہ گیری بہتر ہے واسطے تحقیق ہونے سلامتی کے بیچ اس کے لیکن طمع و غرور اس چیز کو کہ مستعین ہو اور کہا تو وی نے کہ مختار فضیلت آدمیوں میں رہنے کی ہے اسکے واسطے جبکہ وہاں غالب نہ ہو کہ وہ گناہ میں پڑ جائے گا اور اگر امر مشکل ہو تو گوشہ گیری افضل ہے اور بعضوں نے کہا کہ مختلف ہے ساتھ اختلاف اشخاص کو بعضوں پر ایک امر واجب ہو تا یا راجح اور نہیں ہو کلام اس میں بلکہ جب دونوں جانب مساوی ہو سو مختلف ہے ساتھ اختلاف احوال کے اور اگر معارض ہوں تو مختلف ہیں ساتھ اختلاف اوقات کو جس پر لوگوں میں رہنا لازم ہے وہ ہے جبکہ قدرت ہو اور پردہ کرنے بے کام کے سوا اس پر لوگوں میں رہنا فرض عین ہے یا کفایہ بحسب حال اور امکان کو اور راجح ہے اسکے حق میں جبکہ وہاں غالب ہو کہ سلامت ہے گا جبکہ قائم ہو گا امر بالمعروف میں اور جبکہ حق میں مساوی ہے وہ ہے جبکہ اپنے نفس پر امن حاصل ہو اور یہ اس وقت جبکہ فتنہ عام نہ ہو اور اگر فتنہ واقع ہو تو راجح ہے گوشہ گیری اس واسطے کہ ایسے وقت غالباً آدمی گناہ میں پڑ جائے اور کبھی واقع ہوتی ہے عقوبت ساتھ فتنہ والوں کے پس عام ہوتی ہے اسکو جو اسکے اہل سے نہ فرخ **بَابُ التَّخَوُّصِ مِنَ الْفِتَنِ** فتنوں سے پناہ مانگنا فتنہ کہا میں بطلان ہے کہ اسکے شروع ہونے میں روہے اس پر جو کہتا ہے کہ خدا سے فتنہ مانگو اس واسطے کہ اس میں منافقین کا ہلاک ہونا ہے اور کتاب الدعوات میں چند باب گنہ چکے ہیں واسطے پناہ مانگنے کے چند چیزوں سے انہیں

میں ہر پناہ مانگنا مال کے فتنے سے اور محتاجی کے فتنے سے اور کمی عمر کے فتنے سے اور دنیا کے فتنے سے اور آگ کے فتنے سے اور رسول اس کے کہا علماء کہ حضرت فرما دے کہ اس کے شروع کرنے کا اپنی امت کے واسطے فتح **حکایت** شامعہ بن فضالہ قال حدثنا شامعہ عن قتادہ عن النبی قال سئلوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی اُخفوا بالمسئلة فصعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم المنبر فقال لا تستلونی عن شیء الا بیتکم لکم فجعلت نظرکمینا و شمالا فاذا اکل رجل رأسه فی توبه یمکی فانشارجل کان اذا لکی یدعی الی غیر اسبہ فقال یا نبی اللہ من اخی قال بؤک حد فہ ثم انشاعمر فقال رضینا باللہ ربنا و بالاسلام دیننا و بحماد رسولنا و بایمانہ من سوء الفتن فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما رايت فی الخیر و الشر کل یوم قطانہ صویرت لی الجنة و النار حتی رايتہما دون الحائط قال قتادہ یدک کر هذا التحکیم عند هذا الا یہ یا االذین امنوا لا تستلوا عن اشیاء ان تبدلکم تسوکم ثم حمدا نس سے روایت ہے کہ لو کون نے حضرت سے سوال کیا یہاں تک کہ آپے سوال سے گھبرا یعنی حضرت کو لپٹ لے کر تو حضرت ایک دن منبر پر چڑھے سو فرمایا کہ جو کچھ مجھ سے پوچھو کہ تم کو بتاؤ گا تو میں فرماؤں گا میں دیکھنا شروع کیا تو میں فرمایا کہ ہر آدمی کپڑے میں سر ڈالے رہتا ہے سو شروع کیا کلام کرنا ایک مرد نے جو جھکڑے کے وقت اپنے باپ کو سوا اور کی طرف نسبت کیا جاتا تھا یعنی اسکو اپنے باپ کا بیٹا نہ کہتے تھے تو اس نے کہا یا حضرت میرا باپ کون ہے حضرت فرمایا کہ خدیفہ ہے پھر شروع کیا عمر فاروق فرمایا کہ کلام کرنا سو کہا کہ ہم راضی ہیں خدا کی خدائی کہ اور اسلام کو دین ہے اور حضرت کی پیغمبری سے ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں فتنوں کی بدی سے تو حضرت فرمایا کہ نہیں دیکھا میں نے کوئی دن نیکی بدی میں کبھی جیسے آج کا دن ہے مقرر شان یہ ہے کہ بہشت اور دوزخ کی صورت میری سامنے لائی گئی یہاں تک کہ میں نے انکو دیکھا دوبار سے یہاں یعنی اپنے اور دوبار کے درمیان کہا فتادہ نے کہ ذکر کی جاتی ہے یہ حدیث نزدیک اس حدیث کے کہ لوگوں نے پوچھا ان چیزوں سے کہ اگر تمہارے واسطے ظاہر کیجاوین تو تم کو بری لگے ف ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اسکی مان نے کہا کہ کیا چیز باعث ہوئی تم کو اور اس کے کہ تو نے اپنے باپ کا نام پوچھا اس نے کہا میں فرمایا کہ میں معلوم کروں کہ میرا باپ کون ہے **فتح** **وقال** عباس بن علی حدثنا یزید قال حدثنا سعید بن قتادہ ان انشاعمر قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذا وقال کل رجل لاف کاسبہ فی توبه یمکی وقال عابد باللہ من سوء الفتن او قال

الہی برکت دے ہمکو ہماری شام میں الہی برکت دے ہمکو ہماری زمین میں لوگوں نے کہا کہ ہمارے سجدے کے واسطے بھی برکت کی دعا کیجئے حضرت نے فرمایا الہی برکت دے ہمکو ہماری شام میں الہی برکت دے ہمکو ہمارے زمین میں لوگوں نے کہا اور ہمارے سجدے کی دعا کیجئے سو میں گمان کرتا ہوں کہ حضرت نے تیسری بار میں فرمایا کہ وہاں زلزلے اور فتنے فساد ہونگے اور اس جانب شیطان کا سینک نکلتا ہے و کہا مہلب کہ حضرت نے مشرق والوں کی دعا کی تھی تاکہ ضعیف ہوں اس فساد سے جو رکھا گیا ہے ان کی جہت میں واسطے غالب ہو فی شیطان کو ساتھ فتنوں کو اور یہ جو فرمایا سینک شیطان کا تو کہا اوددی کہ سورج کو واسطے حقیقتہً سینک ہو اور احتمال ہو کہ مراد قرن سے شیطان کی قوت ہو کر جبکہ ساتھ گمراہ کرنے پر مدلیتا ہے اور یہ احتمال اوجہ ہو اور بعضوں نے کہا کہ شیطان اپنے سر کو سورج کے ساتھ جوڑتا ہے وقت چڑھنے اسکے کے تاکہ سورج پستون کا سجدہ اسکے واسطے واقع ہو اور احتمال ہو کہ سورج کی واسطے شیطان ہو کہ سورج اسکے دونوں سینگوں میں نکلتا ہو کہا خطابی نے کہ قرن ایک زمانہ کے لوگوں کا نام ہے جو پیدا ہوتے ہیں بعد قیامت ہونے والوں کو اور اسکے غیر نے کہا کہ مشرق والے اس وقت کا فریقے سو خبر دی حضرت نے کہ فساد اس طرف سے ہو گا سو جس طرح حضرت نے فرمایا تھا اسی طرح واقع ہوا اور اول فتنہ مشرق کی جانب سے پیدا ہوا اور ہوا وہ سب مسلمانوں کی بھوٹ کا اور اسکو شیطان چاہتا ہے اور اس سے خوش ہوتا ہے اور اسی طرح بدعتیں بھی اسی جانب سے پیدا ہوئیں اور نجد مشرق کی جانب میں ہے سو مدینے والوں کا نجد عراق کا جنگل ہے اور وہ مدینے والوں کا مشرق ہے اور نجد کہتر میں اونچی زمین کو اور وہ خلافت عور کے ہوا رہتا ہے یعنی گہری زمین میں ہے اور مکہ تہام میں ہے (فتح)
حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ الْوَاسِطِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ بَيَّانٍ عَنْ وَبَرَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ فَرَجَوْنَا أَنْ يُحَدِّثَنَا حَدِيثًا حَسَنًا قَالَ فَبَادَرَنَا إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدِّثْنَا عَنِ الْقِتَالِ فِي الْفِتْنَةِ وَاللَّهُ يَقُولُ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ فَقَالَ هَلْ تَذَرُونِي مَا الْفِتْنَةُ تَكَلِّفُكَ أَمْلًا عَظِيمًا كَانَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَاتِلُ الْمُشْرِكِينَ وَكَانَ الدُّخُولُ فِي دِينِهِمْ فِتْنَةً وَلَيْسَ يُقَاتِلُكُمْ عَلَى الْمُلْكِ تَرْجُوهُ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ رَوَيْتُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِمْ سَوِيحًا أَمِيدًا وَارْتَوِي
 کہ کوئی اچھی حدیث ہم سے بیان کریں کہ اسو ایک مرد نے اس کی طرف ہم سے جلدی کی سو اس نے کہا اے ابا عبد الرحمن یہ ابن عمر کی گنیت ہے حدیث بیان کریم سے فتنے میں لڑنے کی

اور اسد فرماتا ہے کہ لڑوان ہی بہا شک کہ نہ ہے کوئی فتنہ تو ابن عمر نے کہا کہ کیا تو جانتا ہے کہ کیا ہے
 فتنہ تیری مان تجکو رووی سوا ہو اسکے کچھ نہیں کہ حضرت کافرون سے لڑتے تھے اور ان کے دین
 میں دخل نہ ہوا فتنہ تھا اور نہیں لڑنا تھا ملک پر سنا اسد فرماتا ہے تو مراد اس کی یہ ہے کہ تحت
 پکڑی ہاتھ آیت کو اوپر جائز ہونے لڑائی کے فتنے ہیں اور یہ کہ اس میں رہے اس پر چو اسکو چھوڑا
 یعنی فتنے میں نہ لڑے مانند ابن عمر کی اور یہ جو کہا کہ تیری مان تجکو رووی تو نہ جڑے اسکے واسطے اور
 ابن عمر کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ ضمیر ہم کی بیچ قول خدا کے و قال لکم کافرون کو واسطے ہے یعنی
 لڑو کافرون سے بہا شک کہ نہ باقی ہے کوئی جو دین اسلام سے فتنے نہیں پڑے اور مرتد ہو جائے اور
 ایک روایت میں ہے کہ آدمی اپنے دین سے فتنے میں پڑتا تھا اسکو مار ڈالتے تھے یا قید کرتے تھے یہاں
 کہ اسلام بہت ہوا سو نہ باقی رہا فتنہ یعنی کسی کافر کی جانب سے کسی مسلمان کو اسلحہ اور یہ جو کہا کہ
 نہیں جیسا کہ لڑنا تھا ملک پر یعنی واسطے طلب بادشاہی اور حکومت کو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز
 کی کہ واقع ہوئی درمیان مروان اور اسکے بیٹے عبدالملک کو اور درمیان ابن زبیر کے اور شاید ابن عمر کی
 راوی یہ تھی کہ فتنے میں نہیں لڑنا چاہئے اگرچہ معلوم ہو جائے کہ ایک گروہ حق پر ہے اور دوسرا باطل پر
 اور بعضوں نے کہا کہ فتنہ خاص ہے سماعت اسکے جبکہ واقع ہو لڑائی واسطے طلب ملک کو اور جبکہ
 گروہ باغی معلوم ہو جائے تو اس کا نام فتنہ نہیں رکھا جاتا اور واجب ہے لڑنا اس سے بہا شک کہ
 رجوع کرے طرف فرمانبرداری کی اور یہ قول ہو کہ ہے فتح باب الفتنۃ التي تموج
 کتموج البحر باب ہی بیچ بیان اس فتنے کے کہ موج مائے گاجیہ دریا موج مارتا ہے و شاید یہ
 اشارہ ہے طرف اس حدیث کی جو روایت کی ابن ابی شیبہ نے علی رضی سے کہ خدا نے اس امت میں
 پانچ فتنے رکھے ہیں یا پھر ان فتنہ وہ ہے جو موج مائے گاجیہ دریا موج مارتا ہے کہ لوگ اس میں
 چو پاؤں کی طرح ہو جاویں گے ان کی عقل جانی ہے کی **وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَجَزَ خَلْفُ بَرٍّ جَوَّشِبَ**
قَالَ كَانُوا يَسْتَحْيُونَ أَنْ يَمُتُوا بِهَذِهِ الْآيَاتِ عِنْدَ الْفِتْنِ وَالْحَرْبِ وَأَلْصَقُ كَوْنُ
فِتْنَةٍ تَسْعُ بِزَيْنِهَا كُلَّ جَهْلٍ حَتَّى إِذَا اشْتَعَلَتْ وَشَبَّ ضَرَامُهَا وَكَلَتْ
عَجُوزًا غَيَّرَتْ ذَاتَ حَبِيلٍ شَمَطَاءُ تَنْكَرُ كَوْنَهَا وَتَغَيَّرَتْ مَكْرُوهَةً لِلشَّمِّ وَالشَّيْبِ
 ترجمہ اور کہا ابن عباس عجز خلف بر جوشب
 پہلے پہل جوان ہوتی ہے دورتی ہے اپنی زینت سے ہر جاہل کی طرف بہا شک کہ جب بھڑکتی
 ہے اور جوان ہوتا ہے بھڑکتا اس کا تو پیٹھ دیتی ہے بڑھی ہو کر نہیں لائق صحبت کے یعنی کوئی

اسکے نکاح کی رغبت نہیں کرنا اسکے بہت ہال سفید ہو جاتی ہیں اور اسکی خوبصورتی بد صورتی سے بدل جاتی ہے اور اس کا حال تغیر ہو جاتا ہے مگر وہ ہو جاتی ہے واسطے سو نگہنے اور چومنے کی یعنی لڑائی پہلے پہل دل کو بھاتی ہے پھر بڑھتی عورت کی طرح مگر وہ نظر آتی ہے ف اور مراد ساتھ پڑھنے ان ایات کے یاد رکھنا اس کا ہے جو انہوں نے دیکھا اور سنا فتنے کو حال سے کہ انکو انکے پڑھنے سے فتنے کا حال یاد آجاتا ہے پس وکتا ہے انکو داخل ہونی سے بچ اسکے تاکہ نہ مغرور ہوں اسکے ظاہر امر پر اول میں ۛ

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا شَقِيقٌ
قَالَ سَمِعْتُ حُنَيْفَةَ يَقُولُ يَتِمَّا مَخْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ عُمَرَ كَذَا قَالَ يُكْمَرُ بِحِفْظِ قَوْلِ لَيْثٍ صَلَّ
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ قَالَ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ يَكْفُرُهَا الصَّلَاةُ
وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ لَيْسَ عَرَبِيٌّ أَسْأَلُكَ وَلَكِنْ التَّيْمُومُ
كَمَوْجٍ الْجَزْءُ قَالَ لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا بَأْسٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابٌ مُخْلَقٌ قَالَ
عُمَرُ أَكْسَرُ الْبَابِ أَمْ يُفْتَحُ قَالَ بَلْ يُكْسَرُ قَالَ عُمَرُ ذَنْ لَا يُغْلَقُ أَبَدًا قُلْتُ سَأَجْلُ قُلْنَا مَحْدُفَةٌ
أَكُنْ عُمَرُ يُكْسَرُ الْبَابُ قَالَ نَعَمْ كَمَا أَعْلَمُ أَنَّ دُونَ غَدَا لَلَّيْلَةِ وَذَلِكَ لَنَاقِي حَدَّثَنِي حَدَّثَنِي يَثْلَبُ
بِالْأَخْلَافِ فَهَبْنَا أَنْ نَسْأَلَهُ مِنَ الْبَابِ فَمَرْنَا مَسْرُوقًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ مَرَّ الْبَابُ قَالَ عُمَرُ رَحِمَهُ
حَذِيفَةُ رَوَيْتُ هُوَ كَهْ حَالَتَيْنِ كَهْ عُمَرُ فَارُوقٌ كَرِاسٍ بِيْطَحُهُ تَحْتَهُ كَهْ نَاكِهَانِ كَهْ مَا كَهْ تَمَّ مَيْنِ سَوَكُونِ يَادُ
رُكْطَلَبِ حَدِيثُ حَضْرَتِ كُلِّ فِتْنَةٍ كَرِاسٍ مَيْنِ حَذِيفَةُ كَهْ مَا كَهْ قَصُورُ مَرْدٍ كَهْ اسْكُ لُحْرُ وَالْوَنُ كَهْ حَقِّ مَيْنِ يَادُ
اسْكُ مَالٍ يَادُ وَلَا يَادُ مَسَاكِي كَهْ حَقِّ مَيْنِ اسْكُ دُرُودُ كَرُودُ التَّارُوزَةِ يَادُ نَزَاوَرُ صَدَقَةُ يَادُ نِيَكِ بَاتِ تَبْلَانَا
يَادُ رِبْرِي كَامِ سَوَكُونِ عُمَرُ فَارُوقٌ نَعْ كَهْ مَا كَهْ مَيْنِ تَجْهِي سَوِيْهَ نَهِيْنَ يُوْجِيتَاوَلِكَيْنِ مَيْنِ اسْكُ فِتْنَةٍ كَهْ حَالِ يُوْجِيتَا
هَوْنِ يُوْجِ مَائِ كَهْ جِيْهَ دِيَا مَوْجِ مَارْتَلَبِ كَهْ مَا كَهْ اِيْ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ تَجْهِي پَرِاسِ كَهْ كَچْھِ ڈَرِ نَهِيْنَ كَهْ تَبْرِيْ
يَادُ اسْكُ دَرِ مِيَا نِ دَرِ وَازِهِ نَهْ كِيَا هُوَا كَهْ عُمَرُ فَارُوقٌ نُوْ كَهْ كِيَا دَرِ وَازِهِ لُوثُ جَائِے كَهْ يَا كَهْلُ جَائِے كَهْ
حَذِيفَةُ نُوْ كَهْ بَلْ كَهْ لُوثُ جَائِے كَهْ عُمَرُ فَارُوقٌ نَعْ كَهْ مَا كَهْ اَبِ تُوْ كَهْ جِيْ نَهِيْنَ هُوَا كَهْ مَيْنِ نُوْ كَهْ مَا كَهْ مَالِ نِهْمِ
نَعْ حَذِيفَةُ سَوَكُونِ كَهْ كِيَا عُمَرُ فَارُوقٌ دَرِ وَازِهِ كَهْ جَانْتِي تَحْتَهُ كَهْ مَا مَالِ جِيَا مَيْنِ جَانْتَا هَوْنِ كَهْ رَاتِ اَنْدَهْ
وَنِ سَوِيْ پَهْلِيْ هُوِيْنِيْ اسْكُ عِلْمِ يَدِيْ حَاصِلِ تَخْشَلِ اسْكِي يَادُ يَاسِ وَاسْطِي كَهْ مَيْنِ نُوْ اسْكُ سَوِيْ وَهْ حَدِيثِ
بِيَا نِ كَهْ جُوْ نَهِيْنَ هُوِيْ غُلَطُ سَوِيْ هَمُ ڈَرِے كَهْ حَذِيفَةُ سَوِيْ دَرِ وَازِهِ كَهْ حَالِ يُوْجِيتَا سَوِيْ هَمُ نُوْ سَرُوقُ كَهْ حَكْمِ
كِيَا تُوْ سَنِيْ حَذِيفَةُ كَهْ يُوْجِيتَا كَهْ دَرِ وَازِهِ سَوِيْ كِيَا مَرْدِے سَنِيْ كَهْ مَا كَهْ عُمَرُ هُوِيْ فِتْنَةٍ اِيْكَ رَوَايَتِ مَيْنِ هُوِيْ
كَهْ عُمَرُ فَارُوقٌ نُوْ يَادُ كَهْ اُطْھَا كَرِ عَاكِي كَهْ اَتِيْ كَحْكُوْهْ فِتْنَةٍ نَهْ پَرِے حَذِيفَةُ نُوْ كَهْ مَا كَهْ نَهْ دَرِ وَازِهِ عُمَرُ فَارُوقٌ نُوْ ڈَرِے

فتنے کا حال پوچھا تو لکھنؤ میں اس کو خاص فتنے کا حال بتلایا تاکہ نہ علمین ہو اور اسی واسطے کہ اس کے
 تہہ پہلو اور اسکے درمیان دروازہ ہو نہ کیا ہو اور یہ نہ کہ اس کے تہہ پہلو دروازہ ہو جس طرح ادب ہو اور یہ جو عمر کے کہا
 کہ جب تو ٹکرائو تو نہ نہیں ہو گا تو یہ سن کر حیرت ہو کر کہ تو نہ نہیں ہو تو ہے مگر غلبہ اور غلبہ نہیں واقع ہوتا
 ہے مگر فتنے میں اور معلوم ہوا حدیث نبوی سے کہ اگر الی است کرو میان واقع ہو نیوالی ہو اور قتل کرنا
 ان میں قیامت تک ہے گارفتہ (حدیث شمس سعید بن ابی مرثیہ قال اخبرنا محمد بن
 جعفر عن سر بن عبد اللہ عن سعید بن المسیب عن ابی موسیٰ الأشعری قال خرج الیہ
 صلی اللہ علیہ وسلم یوماً الی حائط من حوائط المدینۃ لیحاجتہ وخرجت فی ثوبہ فلما
 دخل الحائط جلست علی بابہ وقلت لا کونن الیوم بواب الیہ صلی اللہ علیہ وسلم و
 لم یامرنی فذہب الیہ صلی اللہ علیہ وسلم وقضی حاجتہ وجلس علی قف لبیر وکشف
 عریاقیہ فلما ہما فی البیر فجاء ابوبکر یستاذن علیہ لیدخل فقلت کما انت حتی استاذن
 لک فوقف فجئت الی الیہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یا بنی اللہ ابوبکر یستاذر علیک قال
 ائذن لہ ولیرثہ بالجنة فدخل فجاء عن عیین النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکشف عن
 ساقیہ ودلاہما فی البیر فجاء عمر فقلت کما انت حتی استاذن لک فقال الیہ صلی اللہ
 علیہ وسلم ائذن لہ ولیرثہ بالجنة فجاء عن لیسار النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکشف
 عریاقیہ ودلاہما فی البیر فامتلا القف فلم یکن فیہ فجلس ثم جاء عمار فقلت کما
 انت حتی استاذن لک فقال الیہ صلی اللہ علیہ وسلم ائذن لہ ولیرثہ بالجنة معہا
 بلاء یمیدبہ فدخل فلم یجد معہم فجلسا ففتحوا حتی جاء مقابہم علی شفة البیر فکشف
 عریاقیہ ودلاہما فی البیر فجعلت اتمنی خالی وادعوا اللہ ان یرانی قال بن المسیب
 فتاوت ذالک قبورہم اجتمعت ہہنا وانفرد عثمان ترجمہ ابو موسیٰ اشعری سے روایت
 ہے کہ حضرت ایک دن قضاء حاجت کی واسطے مدینہ کے ایک باغ کی طرف نکلے اور میں حضرت کے
 پیچھے چلا سو جب حضرت باغ میں داخل ہوئے تو میں اسکے دروازے پر بیٹھا رہیں تو کہا کہ میں آج
 حضرت کا دربان ہو گا اور حضرت کو مجھ کو حکم کیا کہ میں دربان ہوں سو حضرت تشریف لے گئے اور اپنی جگہ
 سے فراغت کی اور کوئین کی نشست گاہ یا کنا سے پر بیٹھے اور اپنی دونوں ہڈی سے کپڑا اٹھایا اور
 ان کو کوئین میں انکا سو ابوبکر سعید بن ابی مرثیہ کے اور حضرت سے اجازت مانگی تاکہ اندر آویں میں تو کہا نہیں
 بیروہا تک کہ میں نہ اسے واسطے حضرت سے اجازت مانگوں تو میں حضرت کو پاس آیا میں نے کہا

یا حضرت ابوبکر آپ سے اجازت مانگے ہیں حضرت فرمایا کہ اسکو اجازت دی اور بہشت کی خوشخبری
سنا سو ابوبکر صدیق اندر داخل ہوئے اور حضرت کو دایسے طرف لائے اور اپنی دونوں ہڈیوں سے
کپڑا اٹھایا اور انکو کوئٹن میں لٹکایا پھر عمر فاروق آئیں تو کہا یہیں بھیرو بیانشک کہ میں بہت سے
واسطے حضرت سے اجازت مانگوں حضرت فرمایا کہ اسکو اجازت دی اور بہشت کی خوشخبری سنا
سو وہ حضرت کی بائیں طرف آکر اور اپنی دونوں ہڈیوں سے کپڑا اٹھایا اور انکو کوئٹن میں لٹکایا تو
کوئٹن کا کنارہ بھر گیا اس میں بیٹھنے کی جگہ نہ رہی پھر عثمان آئے تو میں نے کہا کہ اس جگہ بھیرو یہاں
تک کہ میں بہت سے واسطے حضرت سے اجازت مانگوں حضرت فرمایا کہ اسکو اجازت دے اور بہشت
کی خوشخبری سنا اور اسکے ساتھ بلا ہے جو اسکو پہنچے گی سو عثمان اندر آئے اور انکے ساتھ بیٹھنے
کی جگہ نہ پائی سو پھر وہ بیانشک کہ انکے سامنے آئے کوئٹن کے کنارے پر بیٹھے اور اپنی دونوں ہڈیوں
سے کپڑا اٹھایا اور انکو کوئٹن میں لٹکایا سو میں نے اپنے بھائی کی تمنا کی اور خدا سے دعا مانگی کہ وہ آدرا
کہا ابن مسیب نے سو میں نے اسکی تاویل کی ان کی قبروں سے کہ جمع ہوئیں اس جگہ یعنی ان کی قبریں
اکٹھی ہوں گی اور جدا ہو کر عثمان یعنی انکی قبر جدا ہوگی ان کی قبروں سے فاس حدیث کی شرح متاب
میں گزری اور مراد بیان کرنے اسکے سے یہاں اشارہ اس طرف کہ قول حضرت کا عثمان کو حق
میں کہ اسکو بلا پہنچے گی وہ چہ پہنچے کہ انکے واسطے واقع ہوئی قتل سے کہ پیدا ہوئے اس سے فتنے جو واقع
ہوئے درمیان اصحاب کو جنگ جمل میں پھر صفین میں اور جو اسکے بعد ہوئے اس کے کچھ نہیں کہ
خاص کیا عثمان کو ساتھ بلا کہ باوجودیکہ عمر فاروق بھی شہید ہوئے تھے اس واسطے کہ جیسے عثمان مبتلا
ہوئے تھے ویسے عثمان نہیں ہوئے اس واسطے کہ غالب ہوئے تھے وہ لوگ جنھوں نے جانا کہ عثمان سے
خلافت چھین لیوں بسبب اس کے کہ منسوب کیا تھا انھوں نے ان کو طرف جبر اور ظلم کی باوجود یہی ہوئے
عثمان کو اس سے اور معذور ہوئے پھر وہ جو مکر کے حضرت عثمان کے گھر میں جا گئے اور ان کے
گھر والوں کی بڑستری کی اور یہ سب زیادتی سے انکے قتل پر اور حاصل یہ کہ مراد ساتھ بلا کے وہ چہ پہنچے
کہ خاص کہہ کر ساتھ انکے حضرت عثمان ان امر دن سے جو انہیں قتل پر افح (حدیث ثانی)
بشیر بن خالد قال حدثنا محمد بن جعفر عن شعبۃ عن سلیمان قال سمعت ابا وائل
قال قيل لاسامة الا تكلم هذا قال قد كلمته ماديون ان افق لك بابا اكون اول من يقتله
وما انا بالذي اقول ليرجل بعد ان يكون امير اعلیٰ رجلين انت خير بعد ما سمعت رسول
الله صلى الله عليه وسلم يقول بجله رجل فيطرح في النار فيطحن فيها كطحن الحجاره

لڑائی کی بعد کہا کہ جس نشانی کا مرد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا تھا اس نشانی کا مرد لاشوں میں تلاش کرو سو لوگوں نے اسکو لاشوں میں تلاش کیا سو نہ پایا پھر علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ خود اُٹھے یہاں تک کہ آئے اُن لاشوں پر جو ایک دو تری پڑی تھیں سو کہا کہ انکو الگ کر سو اہل جن نے اسکو لاش کے تلے پایا زمین سے لگا ہوا تہذیبہ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے اسی طرح ایک اور قصہ بھی خارجیوں کے حق میں آیا ہے جو اس قصے کے مخالف ہیں اور اس میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جا اسکو قتل کر ڈال سو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ گئے اور اسکو نہ پایا وہ اُنکے جلنے سے پہلے کہیں چلا گیا اور ممکن ہے کہ یہ وہی پہلا مرد ہو اور یہ قصہ پہلے قصہ سے مترشحی ہو اور اس کے مارنے سے منع کیا پھر اس کے مارنے کی اجازت دی واسطے دور ہونے علت منع کے اور قہ تالیف ہے اور شاید اسلام کے پہلے جلتے کے بعد تالیف کی حاجت نہ رہی ہوگی اور اس حدیث میں اور یہی بہت فائدہ ہے میں اس میں بڑی فضیلت ہے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے واسطے اور یہ کہ وہی تھے امام بحق اور یہ کہ وہی تھے حق پران لوگوں کی لڑائی میں جن سے لڑے جنگ جمل اور صفین وغیرہ ہیں اور یہ کہ مراد ساتھ حصر کے کاغذ میں انکے اس قول میں ما عندنا الا القرآن والصحیفہ مفید ہے ساتھ کتابت کے نہ یہ کہ نہیں پاس اُنکے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی چیز اس چیز سے جس پر خدا تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دی آئندہ زمانے کے حالات سے مگر حواس کاغذ میں ہے سو البتہ مثال میں طریقے اس حدیث کے بہت چیزوں پر جن کا عالم علی رضی اللہ عنہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے تھا اس قسم سے کہ متعلق ہے ساتھ خوارج وغیرہ کے اور ثابت ہو چکا ہے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے وہ خبر دیتے تھے کہ انکو بد لوگوں کا قتل کر لیا اور قتال ہے کہ ہونے لگا تھا ساتھ مختص ہونے اُنکے کے ساتھ اُسکے یعنی اسی میں اور کوئی اُنکے ساتھ شریک نہیں ہونہ وار ہوگی حدیث باب کی اس واسطے کہ اُس میں اور لوگ بھی اُنکو شریک میں اگرچہ اُنکے پاس زیادتی ہے اور اُنکے واسطے کہ وہ صاحب قہمیں ہوا انکی کوشش اُسکے ساتھ غیر سے زیادہ ہوگی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جسکے اعتقاد میں ایمان سے بغاوت جائز ہو اس سے لڑائی نہ کی جاوے جب تک کہ اُسکے واسطے لڑائی کو قائم نہ کرے یا اُسکے واسطے مستعد نہ ہو اور حکایت کیا ہے طبری نے اس پر اجماع کو اُسکے حق میں کہ نہ تکفیر کی جاوے اُسکی اعتقاد اُسکے سے اور عمر بن عبدالعزیز سے روایت ہے کہ اُس نے لکھا بیچ باز رہنے کے خارجیوں کے لڑنے سے جب تک کہ ناحق خون ریزی نہ کریں یا مال لیویں سو اگر کریں تو اُن سے لڑو اگرچہ میری اولاد ہوں اور عطا و رضی اللہ عنہ سے ہے جبکہ رہنمائی کریں اور ڈاکہ ماریں اسی میں ہے کہ نہیں جائز ہے قتال

کہ نہ لاحق ہوا نکار کرنے والے کو بلا حین کا اس سے مقابلہ نہ ہو سکے مانند قتل کی اور مانند اس کی کی اور بعضوں نے کہا کہ دل سے انکار کر دیا اور صواب اعتبار کرنا شرط مذکور کا ہے اور کہا طبری نے اگر تو کہے کہ امر بالمعروف کرنے والے جو اسامہ کی حدیث میں مذکور ہیں ورنہ میں کیوں گئے تو جلب یہ ہر کہ مے نہ بجالاؤ جو ان کو حکم ہوا تھا پس اپنی نافرمانی کے سبب سے انکو عذاب ہوا اور انکے امیر کو اس واسطے عذاب ہوا کہ وہ انکو اس سے منع نہ کرتا تھا اور حدیث میں تعظیم حاکمون کی ہے اور ادب کرنا ان کا اور پہنچنا ان کو جو لوگ ان کو حق میں کہیں تاکہ باز رہیں (فتح) **بیاب**
حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَهْثَمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحُسَيْنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ لَقَدْ
نَفَعَنِي اللَّهُ بِكَلِمَةٍ أَتَيْتُهَا الْجَمَلُ لِمَا بَلَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ فَارِسَ مَلَكَ الْبَلَّةِ
كُسِرَ قَالَ لَنْ يُفْلِكَ قَوْمٌ وَلَوْ أَعْرَهُمْ أَمْرًا ترجمہ ابوبکر سے روایت ہے کہ البتہ نفع دیا مجھ کو اللہ نے ایک بات سے دن جنگ حمل کر کہ جب حضرت کو یہ خبر پہنچی کہ فارس والون کی کسری کی بیٹی کو حاکم کیا تو فرمایا کہ نہ بھلا ہو گا اس قوم کا کبھی جنھوں نے عورت کو اپنے کام پر حاکم کیا ف جنگ حمل اس کو اس واسطے کہتے ہیں کہ اس میں عائشہ اونٹ پر سوار تھیں اور جنگ حمل کا مختصر قصہ یہ ہے کہ جب حضرت عثمان بلوایون کو ماتھے سے شہید ہوئے تو لوگ علی مرتضیٰ کے پاس آئے اور وہ بازار میں تھے تو لوگوں نے کہا کہ ماتھے دراز کے ہم تجھے بیعت کریں تو علی مرتضیٰ نے کہا کہ بھیر و بہا تک کہ لوگ صلاح کر لیں پس کہا انھوں نے کہ اگر لوگ عثمان کو قتل کر کے پھر گئے اور کوئی اسکے بعد خلیفہ نہ ہوا تو امت میں اختلاف اور فساد پڑ جائے گا سو لوگوں نے علی مرتضیٰ سے بیعت کی پھر طلحہ اور زبیر وغیرہ سب لوگوں نے ان سے بیعت کی پھر طلحہ اور زبیر نے علی مرتضیٰ سے عمرہ کرنے کی اجازت لی اور مکے کی طرف نکلے اور دونوں حضرت عائشہ سے ملے تو سب اتفاق کیا اس پر کہ عثمان کا قصاص لینا جائے اور اسکے مارنے والوں کو قتل کیا جائے اور یعلیٰ بن امیہ حضرت عثمان کی طرف صنعاء پر حاکم تھا وہ بھی مکے میں حج کو آیا اور وہ بڑے شان والا تھا تو اس نے طلحہ اور زبیر کو چار لاکھ آدمی سے مدد دی اور عائشہ کے واسطے اسی اشرافیوں سے اونٹ خریدا جسکا عسکر نام تھا پھر سب جمع ہو کر بصرہ کی طرف گئے وہاں کو لوگوں نے اسکا سبب پوچھا تو عائشہ نے کہا کہ ہم عثمان کے قصاص لینے کو آئے ہیں ہم اگر اسکے واسطے غصہ نہ کریں تو ہم نے انصاف نہ کیا اگر تین بلاتوں میں بھی ہم غصہ نہ کریں حرام ہوتا خون کا اور شہر کا اور مہینے کا یعنی تم نے عثمان کا ناحق خون کیا اور جب علی مرتضیٰ کو یہ خبر پہنچی تو وہ بھی لشکر کے ساتھ وہاں گئے تو دو آدمی علی مرتضیٰ کے پاس

کئے اور ان کو سلام کر کے ان سے اس کا سبب پوچھا علی مرتضیٰ نے کہا کہ لوگوں نے عثمان پر مسلم
 اور اسکو قتل کیا اور میں نے اس کو لگ ہون پھر مجھ کو انہوں نے خلیفہ بنایا اور اگر دین کا خوف نہ ہوتا تو میں
 خلیفہ نہ بنتا پھر طلحہ اور زبیر نے مجھ سے عمرہ کرنے کی اجازت مانگی اور میں نے ان سے عہد و پیمان
 کیا پھر وہ دونوں نے عائشہ سے کہا جو عائشہ کو لائق نہ تھا یعنی اسکو بھڑکایا سو مجھ کو ان کی خبر پہنچ گئی
 اور میں نے بتا ہوں کہ اسلام کو ختم ہو جائے سو میں ان کی تابعداری کروں گا اور ان کے ساتھ والوں نے
 کہا کہ ہمارا ارادہ ان سے لڑنے کا نہیں مگر یہ کہ وہ لڑیں اور ہم نہیں نکلتے مگر واسطے اصلاح کے پھر پہلے پہل
 لڑائی دونوں لشکر کے لڑکوں میں شروع ہوئی انہوں نے ایک دوسرے کو گالیوں میں پھر تیرے لڑنے شروع
 کئے پھر غلام اور بیوقوف لوگ بھی ان کے ساتھ ہوئے پھر لڑائی قائم ہوئی اور پہلے پہل طلحہ مارے گئے اور انہوں
 نے بصری کو گرد خندق کھودی تھی پھر بعض لوگ مارے گئے اور بعض زخمی ہوئے اور علی کا لشکر ان پر غالب
 ہوا اور علی کے بھائی نے ولے نے پکارا کہ جو پیٹھ دیکر بھاگے اسکے پیچھے نہ جانا اور زخمی کا کام تمام نہ کرنا اور کسی
 کے گھر کے اندر نہ گھسنا اور جو اپنا دروازہ بند کر لے یا ہتھیار ڈال دیو وہ پناہ میں ہو پھر لوگوں کو جمع کیا
 اور ابن عباس کو دہان حاکم کیا اور آپ کو فرما دیا کہ روایت میں ہے کہ جب علی مرتضیٰ بصری میں آئے
 طلحہ اور زبیر کے معالے میں توقیس اور عبداللہ بن کوا اٹھ کھڑے ہوئے تو انہوں نے علی سے کہا کہ یہاں
 کیوں آئے ہو کیا سبب ہے تو علی نے کہا کہ طلحہ اور زبیر نے مجھ سے بیعت کی مینے میں اور مخالف ہوئے
 بصری میں سو میں ان سے لڑوں گا اور عائشہ سے روایت ہے کہ اگر میں جنگ چل کر دن اپنے گھوڑے میں بیٹھتی جیسے اور
 لوگ پیٹھے تو مجھ کو ہنرتھا اس سے کہ میں حضرت سوس لڑ کے جنتی اور ابن شیبہ نے عبد اللہ بن بدیل سے روایت
 کی ہے کہ وہ جنگ چل کے دن عائشہ کے پاس آیا اور حضرت عائشہ کچلے میں تھیں تو اس نے کہا
 اے ماں سلیمان کی جب عثمان شہید ہوئے تو میں تہا سے پاس آیا تھا تو میں نے کہا تھا کہ تم مجھ کو کیا حکم
 کرتے ہو تو تو نے کہا تھا کہ علی کے ساتھ رہنا یعنی پھر اب تم خود علی سے کیوں لڑتے ہو تو عائشہ چپ میں
 کچھ جواب نہ دیا تو اس نے کہا کہ اونٹ کی کوچیں کاٹ ڈالو لوگوں نے ان کے اونٹ کی کوچیں کاٹ ڈالیں سو
 میں اور عائشہ کا بھائی محمد ہم دونوں اتے اور عائشہ کے گھوڑے کو اٹھایا اور علی مرتضیٰ کے آگے جا رکھا
 علی مرتضیٰ نے حکم کیا سو گھوڑے میں چل کی گئیں اور ایک روایت میں ہے کہ پہلے لڑائی عائشہ کی لشکر کی
 طرف سے شروع ہوئی بعد طرح کے سواہی سورج غروب ہوا تھا کہ عائشہ کے اونٹ کی گرد کوئی آدمی
 نہ رہا یعنی حضرت عائشہ تنہا رہ گئیں سب لوگ تیر تیر ہو گئے اور طلحہ اور زبیر بھی اسی جنگ میں مارے گئے
 اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے کہ کسی نے ابو بکر سے کہا کہ کس چیز نے مجھ کو منع کیا لڑنے سے اہل بصرہ

کے ساتھ ہو کر تو اسے کہا کہ میں نے حضرت سقر فرماتے تھے کہ نہیں بھلا ہو گا اس قوم کا کبھی جس پر عورت
 حاکم ہو سو شاید ابو بکرؓ نے اشارہ کیا طرف اس حدیث کی تو ان کے ساتھ ہو کر اڑنے سے باز رہا پھر جب
 علی مرتضیٰ غالب ہو کر تو اسے اپنی رائے کو ٹھیک جانا اور معتد بہ ہے کہ ابو بکرؓ فتنے فساد میں اڑنے کو
 اچھا نہ جانتا تھا اور اس نذال کیا گیا ہے ابو بکرؓ کی حدیث سے اس پر کہ عورت کو حاکم بنانا جائز نہیں اور یہ
 قول جمہور کا ہے اور مخالفت کی ہے ابن جریر طبری نے سو کہا اسنے کہ جائز ہے کہ حاکم کی جائے عورت
 اس جیون جس میں اس کی گواہی جائز ہے اور بعض مالکیوں نے مطلق جائز رکھا ہے فتح **حک**
 عبد اللہ بن محمد قال حک ثنا یحییٰ بن آدم قال حک ثنا ابو یوسف بن عیاش قال حک ثنا ابو
 حصیر قال حک ثنا ابو مریم عبد اللہ بن زیاد الاسدی قال لانا سارطحة والزیر
 عائشة الى البصرة بعث علی عمار بن یاسر وحسن بن علی فقد ماعلنا الکوفة فصعد
 المنبر وكان الحسن بن علی فوق المنبر فی اعلاه وقام عمار اسفل من الحسن فاجتمعنا الیه
 فسمعنا عمار یقول ان عائشة قد سالت الی البصرة واللہ انھا الزوجة نبيک محمد صلی اللہ علیہ
 وسلم فی الدنیا والاخرۃ ولکن اللہ ابتلاکم لیعلم انیاء تطیعون ام ہی ترجمہ عبد الباقی زیاد
 اسدی سے روایت ہے کہ جب طلحہ اور زبیر اور عائشہ بصری کی طرف چلے تو علی مرتضیٰ نے عمار اور حسن
 بن علی کو بھیجا سو وہ دونوں ہمارے پاس کو فہم آئے اور منبر پر چڑھے اور حسن بن علی منبر کے
 اوپر کے درجہ میں تھے اور عمار ان سے تلے تھے سو ہم اسکی طرف جمع ہو کر سو میں نے عمار سے سنا کہ تھا
 کہ مقرر عائشہ بصری کی طرف گئی ہیں قسم ہے اسکی البتہ وہ ہمارے پیغمبر کی بی بی ہے دنیا میں
 اور آخرت میں ولکن تمکو متبلا کیا اور آزمایا ہے تاکہ معلوم کرے کہ تم علی کی فرمانبرداری کرتے ہو یا عائشہ
 کی **ف** ایک روایت میں ہے کہ عمار نے کہا کہ امیر المؤمنین علی نے ہمکو ہمارے طرف بھیجا ہے
 تاکہ تم عائشہ کی لڑائی کی طرف نکلو کہ عائشہ بصری کی طرف گئی ہیں اور حسن بن علی نے کہا کہ علی کہتے ہیں **کہا**
 کہ میں قسم دیتا ہوں اس مرد کو جو خدا کے حق کی رعایت کرتا ہو مگر کہ نکلے سو اگر میں مظلوم ہوں تو میری
 مدد کریں اور اگر میں ظالم ہوں تو مجھ کو ذلیل کرے اور قسم ہے اسکی البتہ طلحہ اور زبیر نے میری ہمت
 کی بھتی پھر انہوں نے میری بیعت توڑ ڈالی اور نہیں تنہا ہوا میں ساتھ مال کے اور نہیں لڑ کوئی
 حکم بدلا سو بارہ ہزار آدمی اس کی طرف نکلے اور یہ جو عمار نے کہا قسم ہے اسکی کہ وہ ہمارے پیغمبر
 کی بی بی ہے الہم تو مراد عمار کی یہ ہے کہ حق اس قصے میں عمل کی طرف نہ ہو اور عائشہ باوجود اسکے سلام
 سے خارج نہیں ہوئیں اور شک وہ حضرت کی بی بی ہیں بہشت میں اور یہ عمار کا انصاف اور

عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي مُسْعُودٍ وَ
 ابْنِ مُوسَى وَعَمَارٍ فَقَالَ أَبُو مُسْعُودٍ مَا مِنْ أَصْحَابِكَ أَحَدٌ إِلَّا لَوْ شِئْتُ لَقُلْتُ فِيهِ غَيْرُكَ
 وَمَا رَأَيْتُ مِنْكَ شَيْئًا مِثْلَ حُبِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْيَبَ عِنْدِي مِنْ
 اسْتِسْرَاعِكَ فِي هَذَا الْأَخْرِ فَقَالَ عَمَارُ يَا أَبَا مُسْعُودٍ وَمَا رَأَيْتُ مِنْكَ وَلَا مِنْ صَاحِبِكَ هَذَا
 شَيْئًا مِثْلَ حُبِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْيَبَ عِنْدَكَ مِنْ أَطْلَاقِكُمْ فِي هَذَا الْأَمْرِ
 فَقَالَ أَبُو مُسْعُودٍ وَكَانَ مُوسَى رَأْيَا غَلَامٌ هَاتَتْ حُلَّتَيْنِ فَلَعَطَى أَحَدَهُمَا أَبَا مُوسَى وَالْآخَرَ
 عَمَارًا وَقَالَ رَفُوحًا فِيهِ إِلَى الْجَمْعَةِ رَجْمَةً شَقِيقٌ سَمِعَ رَوَيْتُ هُوَ كَبِيرٌ أَبُو مُسْعُودٍ وَأَبُو مُوسَى أَوْ عَمَارَ كِ
 سَامَةً بَيْنَهُمَا تَحْتَ أَبُو مُسْعُودٍ لَمْ يَكُنْ يَتَرَى سَالِحِيُونَ بَيْنَ سَمْعٍ كُنِيَ نَهَبِينَ مَكْرُكَ أَرَجَاهُونَ تَوَاسٍ كَا
 عَيْبَ كَرُونَ بِمَعْنَى كُنِيَ عَيْبَ كَرَالِي نَهَبِينَ سَوَاسِي تَتَرَى أَوْ نَهَبِينَ دِيكِيهِ بَيْنَ لَمْ يَتَجَهَّزْ سَمْعٍ كُنِيَ خَيْرِ
 جَبَّ سَمْعٍ تَوَاصُفَتْ كِ سَامَةً هُوَاكَ زِيَادَةُ رَعِيبَ دَارِ مَوْبِيسَ كِ زَرْدِيَاكِ جَلْدِي كِ لَمْ يَتَرَى سَمْعٍ
 كَامٍ بَيْنَ تَوَاصُفَتْ كِ لَمْ يَكُنْ أَبُو مُسْعُودٍ نَهَبِينَ دِيكِيهِ بَيْنَ لَمْ يَتَجَهَّزْ سَمْعٍ تَوَاصُفَتْ كِ لَمْ يَتَرَى سَمْعٍ
 جَبَّ سَمْعٍ تَوَاصُفَتْ كِ لَمْ يَكُنْ أَبُو مُسْعُودٍ نَهَبِينَ دِيكِيهِ بَيْنَ لَمْ يَتَجَهَّزْ سَمْعٍ تَوَاصُفَتْ كِ لَمْ يَتَرَى سَمْعٍ
 بَيْنَ بَعْدَ أَبُو مُسْعُودٍ لَمْ يَكُنْ أَوْ رُوَاهُ مَالِدًا تَحْتَ كَا هُوَاكَ غَلَامٌ دُوَّجُوَّ لَاسَوَايَاكِ أَبُو مُوسَى كُوَّ دَعَى أَوْ رَايَاكِ
 عَمَارَ كُوَّ بِنَا أَوْ كَمَا كَا اسْكُوَّ بَيْنَ كَرَجْمَةٍ كِي طَرَفَ جَاوُفَ مَرَايَاكِ ذَانِ بَيْنَ سَمْعٍ دِيرَ كِرَ لَمْ يَتَرَى
 كِرَ لَمْ يَكُنْ كَامٍ بَيْنَ عَيْبَ كَرَالِي بَسَبَتِ اسْمُ خَيْرِ كِ جَبَّ كَا مَقْدَمُ تَحْتَ سَمْعٍ كَا يَاعْتَقَادُ تَحْتَ كَا تَوَقَّفَ
 كِرَ لَمْ يَكُنْ بَيْنَ إِمَامٍ كِي مَخَالِفَتِ هُوَاكَ تَرَكْ كِرَ نَا هُوَاكَ خَدَاكِ اسْمُ قَوْلِ كُوَّ قَاتِلُوا الَّتِي تَبَعِي أَوْ رُوَاكَ سَمْعٍ
 كَا يَاعْتَقَادُ تَحْتَ كَا فَتَنَ فُسَادُ كِ وَقَتِ لَمْ يَكُنْ نَهَبِينَ جَابِئِي أَوْ أَبُو مُسْعُودٍ كِي سَمْعٍ كُوَّ سَمْعٍ كِي
 تَحْتَ بِيحَ بَارَزَ مَعْنَى لَمْ يَكُنْ سَمْعٍ وَاسْطَى مَتَاكِ كِرَ لَمْ يَكُنْ سَمْعٍ انْ حَدِيثُونَ كِ جَوَاسٍ بَيْنَ وَارِدَ مَعْنَى بَيْنَ
 أَوْ سَمْعٍ اسْمُ عِيدِ كِ جَوَاسٍ بَيْنَ سَمْعٍ مَتَاكِ كِرَ لَمْ يَكُنْ سَمْعٍ انْ حَدِيثُونَ كِ جَوَاسٍ بَيْنَ وَارِدَ مَعْنَى بَيْنَ
 كِ مَوَافَقَ تَحْتَ كِ جَوَاسٍ بَيْنَ سَمْعٍ مَتَاكِ كِرَ لَمْ يَكُنْ سَمْعٍ انْ حَدِيثُونَ كِ جَوَاسٍ بَيْنَ وَارِدَ مَعْنَى بَيْنَ
 قَاتِلُوا الَّتِي تَبَعِي أَوْ رُوَاهُ كِي لَمْ يَكُنْ سَمْعٍ انْ حَدِيثُونَ كِ جَوَاسٍ بَيْنَ وَارِدَ مَعْنَى بَيْنَ
 اللَّهُ بِقَوْمٍ عَذَابُكَ جَبَّ خَدَاكِ قَوْمٍ رِغَابُكَ لَمْ يَكُنْ سَمْعٍ انْ حَدِيثُونَ كِ جَوَاسٍ بَيْنَ وَارِدَ مَعْنَى بَيْنَ
 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ زُهَيْرٍ قَالَ
 أَخْبَرَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
 وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ اللَّهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا أَصَابَ لُعْدَابُ مَنْ كَانَ فِيهِمْ ثُمَّ يَعْثُرُونَ عَلَى أَعْمَالِهِمْ

ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے کہ جب خدا کسی قوم پر عذاب اتارتا ہے یعنی ان کے بد عملوں کی سزا تو جتنے لوگ اس قوم میں ہوتے ہیں سب پر عذاب ہوتا ہے پھر قیامت میں اٹھائے جاویں گے اپنے اپنے عملوں پر یعنی جب کسی قوم پر عذاب ہوتا ہے تو نیک اور بد سب ہلاک ہو جاتے ہیں لیکن یہ عذاب فقط دنیاوی ہوتا ہے آخرت میں نیک لوگ اپنی نیکیوں کا ثواب پاویں گے اور بد لوگ اپنی بدیوں کی سزا پاویں گے سو نیکوں کے واسطے یہ عذاب گناہوں سے پاک کر دیا ہوتا ہے اور بدوں کی واسطے سزا اور نیک لوگ عذاب میں اس واسطے شریک ہوتے کہ لوگوں کو گناہوں سے روکا اور اگر وہ کہنا نہ مانتے تھے تو ان کے ساتھ کیوں ہے اور ابو بکر صدیق سے روایت ہے کہ جب لوگ بد کام کو دیکھیں اور اسکو متغیر نہ کریں تو قریب ہے کہ خدا سب کو عذاب کرے روایت کیا ہے اسکا رابعہ ذی اور حاصل یہ ہے کہ نہیں لازم آتا موت میں شریک ہونے سے شریک ہونا ثواب یا عذاب میں بلکہ جزا دی جانے کی ہر ایک کو اپنے عمل کی اسکی نیت کو موافق اور کہا ابن جریر ذی کہ یہ خاص نہیں لوگوں کے واسطے ہے جو چپ رہیں امر معروف اور نہی منکر سے اور جو لوگ کہ امر بالمعروف کریں اور بد کام سے لوگوں کو منع کریں تو فے سے مسلمان ہیں خدا ان پر عذاب نہیں بھیجتا بلکہ ان کو سب سے عذاب کو لوگوں سے ہٹا دیتا ہے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جائز ہے بھاننا کافروں اور ظالموں سے اس واسطے کہ ان کو ساتھ رہنا جان کو ہلاکی میں ڈالنا ہے اور یہ حکم اس وقت ہے جبکہ ان کی مدد نہ کرے اور نہ ان کے فعل سے راضی ہو سکے تو وہ انہیں سے ہر اور ایسا ان کا قیامت میں اپنے اپنے عملوں پر اٹھنا سو یہ حکم عدل ہے اس واسطے کہ نیک عملوں کا بدلہ ان کو آخرت ہی میں ملے گا اور دنیا میں جو ان کو بلا پہنچے وہ ان کی بدیوں کا کفارہ ہو گا سو دنیا میں جو یہ عذاب نیکیوں کو شامل ہوا تو یہ بدلہ ہے ان کی بدابھنت کا کہ انہوں نے انکو منع نہ کیا اور اس حدیث میں تخویف اور تحذیر عظیم ہے اس کے واسطے جو منع کرنے سے چپ رہے سو کیا حال ہے اسکا جو بدابھنت کرے پھر کیا حال ہے اسکا جو راضی ہوا پھر کیا حال ہے اسکا جس نے مدد کی ہم خدا سے مانگتے ہیں سلامتی میں کہتا ہوں اور اسکا کلام تقاضا کرتا ہے کہ نیکیوں کو دنیا میں بدوں کے سب سے عذاب نہیں ہوتا اور جو ہم نے بیان کیا وہ موافق تر ہے ساتھ معنی حدیث کو یعنی جب بدی بہت ہو جائے تو عذاب دنیاوی سب کو شامل اور عام ہوتا ہے اگرچہ نیک لوگ نیک بات کا حکم کریں اور برے کام سے روکیں (فتح) **بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصَلِّحَ بِهِ بَيْنَ فَتَنَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ** باب ہے قول حضرت کا حسن واسطے کہ مقرر یہ بیانیہ اسرار ہے اور سید کہ اس کے سب سے خدا مسلمانوں کے دو گروہ میں صلح کرے گا

۴۴ اور اگر ان کے فعل سے راضی ہو

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ اللَّهُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ أَبِي حَرْفٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُرَيْلُ بْنُ أَبِي هَاشِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا
 بِالْكَوْفَةِ جَعْلَانُ بْنُ شَبْرُمَةَ فَقَالَ دَخَلَنِي عَلَى عِيْسَى فَأَعْطَنِي فَكَانَ ابْنُ شَبْرُمَةَ خَافَ
 عَلَيْهِ فَلَمْ يَفْعَلْ فَقَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ قَالَ لَمَّا سَارَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ إِلَى مُعَاوِيَةَ بِالْكَتَابِ
 قَالَ عُمَرُ بْنُ الْعَاصِ مُعَاوِيَةَ أَرَى كِتَابَهُ لَا تَوَلَّى حَتَّى تُدِيرَ أُمُورَهُمَا قَالَ مُعَاوِيَةُ مَرَلَيْكَ
 الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ إِنَّا فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَمُرَةَ نَلْقَاهُ فَنَقُولُ لَهُ الصَّلَاةُ
 قَالَ الْحَسَنُ وَلَقَدْ سَمِعْتُ أَبَا نَكْرَةَ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ جَاءَ
 الْحَسَنُ فَقَالَ ابْنِي هَذَا سَيِّدُكَ وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصَلِّيَ بِهِ بَيْنَ فَنَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ تَرْجُو
 سَعْيَانِ سَوْرَاتِ هِيَ كَذَلِكَ بَيَانِ كِي مَجْهَدِ اسْرَائِيلِ ذُو دِينَ اسْكُو كَوْفِهِ مِينَ مَلَاكِهِ وَهَ ابْنِ شَبْرُمَةَ
 كَمَا يَسْأَلُ يَا اور ابن شبرمہ اس وقت کوفہ کا قاضی تھا سو اس نے کہا کہ داخل کر مجھ کو عیسیٰ
 پر یعنی جو کوفہ کا حاکم ہے کہ میں اسکو وعظ نصیحت کروں تو گویا کہ ابن شبرمہ اسراہیل پر خوف کیا
 سونہ کیا جو اسنے کہا یعنی اسنے اسکو عیسیٰ پر داخل کیا کہا اسراہیل نے کہ حدیث بیان کی ہم سے
 حسن بصری نے کہ جب حسن بن علی معاویہ کی طرف چلا ساتھ لشکروں کو جو مثل پہاڑوں کو تھے یعنی
 ان کی کوئی طرف نظر نہ آتی تھی تو عمرو بن عاص نے جو معاویہ کا مصاحب تھا معاویہ سے کہا کہ
 میں دیکھتا ہوں لشکر کو کہ نہ پیچھے دے گا یہاں تک کہ پیچھے دے دوسرا یعنی جو اس کے مقابل ہے
 تو معاویہ نے کہا کہ کون صناس اور کار ساز ہو گا مسلمانوں کو لڑنے کے بالوں کا عبداللہ اور
 عبدالرحمن نے کہا کہ ہم حسن سے ملتے ہیں اور اس سے صلح کرنے کو کہتے ہیں تو کہا حسن بصری نے
 کہ میں نے ابوبکر سے سنا کہ جس حالت میں کہ حضرت خطیب پڑھتے تھے حسن بن علی
 آئے تو حضرت نے فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے اور امید ہے کہ خدا اسکے سبب مسلمانوں کو دگر وہ میں
 صلح کرے گی و کما ابن بطال نے کہ ابن شبرمہ کا فعل دلالت کرتا ہے کہ جسکو اپنی جان پر خوف
 ہو اس سے امر معروف و نہی ساقط ہو جاتا ہے یعنی نیک بات کا تہلانا اور بد کام سے روکنا اس سے
 ساقط ہو جاتا ہے واجب نہیں اور اشارہ کیا حسن بصری نے ساتھ اس قصے کے طرف اس چیز کی
 کہ واقع ہوئی بعد شہید ہونے علی مرتضیٰ کو اور جب منصفی کا معاملہ گذر گیا تو علی مرتضیٰ پھر کے کوفہ
 میں آئے اور شام والوں سے لڑنے کیو اس طرح سامان درست کیا یعنی تیاری کی کمی بار لیکن مشغول ہوئے
 ساتھ خارجیوں کو نروان میں اور ایک روایت میں ہے کہ جب خارجی لوگ نکلے تو علی نے کہا
 کہ کیا تم شام کی طرف چلتے ہو یا ان خارجیوں کی طرف پھرتے ہو تو لشکر والوں نے کہا کہ ہم

انہیں کی طرف پھر نیک پھر حضرت علی کو ذہ کی طرف پھر پھر قتل ہوئی اور حسن خلیفہ ہوئے
اور صلاح کی معاویہ سے توفیق بن سعد کو لکھا تو وہ معاویہ کی لڑائی سے پھر یعنی علی مرتضیٰ نے ایک
لشکر چالیس ہزار آدمی کا تیار کر کے معاویہ کے ساتھ لڑنے کو شام میں بھیجا تھا اور قیس بن سعد کو اپنے
سردار کیا تھا پھر جب علی مرتضیٰ قتل ہوئی تو امام حسن نے معلوم کیا کہ قیس بھیجے نہیں پلئے گا اور صلاح
پراس کا کہا نہیں باقی گا تو اس کو معزول کیا اور ان پر عبداللہ بن عباس کو سردار کیا اور جب معاویہ کو
علی مرتضیٰ کو قتل ہوئی خبر پہنچی تو شام کے لشکر میں نکلا اور امام حسن بھی نکلے یہاں تک کہ مدائن میں
اور یہ جو معاویہ نے کہا کہ کون ضامن ہوگا مسلمانوں کے بال بچوں کا یعنی جب کہ انکے باپ مرنے گئے
اور دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ معاویہ نے عمرو سے کہا اے عمر و اگر ان لوگوں نے انکو مارا اور انہوں
نے انکو مارا تو کون ضامن ہوگا میرے واسطے لوگوں کے کام کا کون ضامن ہوگا میرے واسطے ان کی
عورتوں کا کون ضامن ہوگا انکے لڑکے بالوں کا خلی کوئی خبر نہ تو ضائع ہو جاوےں واسطے نہ مستقل ہونے
انکے کے ساتھ امر معاش کے انکا ضیعو نام رکھا اشارہ کیا معاویہ نے اس طرف کہ دونوں ملک کے
اکثر لوگ دونوں لشکروں میں ہیں سو جب قتل ہو گئے تو ضائع ہوگا امر لوگوں کا اور تباہ ہوگا حال ان کے
گھر والوں کا اور ان کی اولاد کا بعد انکے اور یہ اس واسطے کہا کہ عمرو نے اسکو لڑنے کی صلاح دی تھی
حاصل یہ ہے کہ امام حسن کا ارادہ بھی صلح کرنے کا تھا لڑنا بالکل نہیں چاہتے تھے لیکن چاہتے تھے کہ
معاویہ سے اپنی جان کے واسطے چند چیزوں کی شرط کر لیں اور معاویہ کا ارادہ بھی صلح کرنے کا تھا پھر معاویہ
نے عبداللہ بن عامر اور عبدالرحمن بن سمرہ کو امام حسن کی طرف صلح کیو واسطے بھیجا اور صلح ہوئی اس
شرط پر کہ اتنا مال اور اتنے کپڑے اور اتنا رزق اور حین جس چیز کی حاجت ہو میرا سال امام حسن وغیرہ
اہل بیت کو بیت المال سے ملا کرے اور امام حسن نے خلافت معاویہ کو دے دی اور آپ حکومت کا
تعلق بالکل چھوڑ دیا اور مسلمانوں کے دونوں لشکروں میں صلح ہوئی اور اس قضیے میں بہت فائدے
ہیں نشانی ہے پھر میری کی نشانیوں سے اور فضیلت حسن بن علی کی کہ اسنے بادشاہی کو چھوڑ دیا
نہ کم ہوئی وجہ سے نہ ذلت کی وجہ سے نہ کسی علت کی وجہ سے بلکہ واسطے رعیت کرنے کی اس
چیز میں کہ اللہ کے نزدیک ہے یعنی ثواب آخرت سے اس واسطے کہ اس میں مسلمانوں کے خونوں کا
سچاؤ دیکھا سو دین کے امر کی اور امت کی مصالحت کی رعایت کو مقدم کیا اور اس میں رد ہے
خارجیوں پر جو کافر کہتے تھے علی کو اور اسکے ساتھیوں کو اور معاویہ کو اور اسکے ساتھیوں کو ساتھ
گو اہی حضرت کے دونوں گروہ کی واسطے ساتھ اسکے کہ دونوں مسلمان ہیں اور اس میں فضیلت

صالح کرنے کی درمیان لوگوں کے خاصکر مسلمانوں کے خون کے بچانے میں اور دلالت ہے
 اور چہرانی معاویہ کے ساتھ رعیت کے اور شفقت کرنے کے مسلمانوں پر اور قوت نظر اس کی
 کے بچ تدریک ملک کو اور عاقبت اس کی کے اور اس میں ولایت مفضول کی یعنی مفضول کو
 حاکم بنانا باوجود فضل کے اس واسطے کہ حسن اور معاویہ دونوں خلیفہ ہوئے تھے اور سعد بن ابی وقاص
 زندہ تھے اور وہ بدری ہیں اور یہ کہ جائز ہے خلیفہ کی واسطے کہ اپنی خلافت کو الگ ہو جاوے
 جبکہ اس میں مسلمانوں کی اصلاح دیکھے اور اترنا وظائف دینی اور دنیاوی سے ساتھ مال کے
 اور جواز لینا مال کا اور اس کے بعد استیفاء شرائط کے ساتھ اسکے کہ مندرجہ اول لے ادا ہو ناظر
 سے اور ہو مندرجہ اول کے مال سے اور یہ کہ سیادت نہیں خاص ہو ساتھ افضل کے بلکہ وہ رئیس
 قوم پر اور حدیث دلالت کرتی ہے کہ سیادت کا شحق وہ ہے جس سے لوگ نفع اٹھاویں اور
 اس میں اطلاق بن کا ہے ابن نبت پر اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اور پھٹیک ہوئے ہمارے
 اس شخص کے جو لڑائی میں علی اور معاویہ کے ساتھ شامل ہوا اگرچہ علی مرتضیٰ امام حق تھے اور
 معاویہ کا لشکر باغی تھا یہ قول سعید بن ابی وقاص وغیرہ صحاب کا ہے اور جمہور اہل سنت کا یہ
 مذہب ہے کہ جو علی مرتضیٰ کے ساتھ شامل ہوا وہ صواب پر تھا اور معاویہ کا لشکر باغی تھا اور یہ
 سب لوگ متفق ہیں اس پر کہ ان میں سے کسی ایک کی مذمت نہ کر جائے بلکہ کہا جائے کہ انہوں نے
 اجتہاد کیا لیکن ان سے اجتہاد میں خطا ہوئی اور بعضے قلیل لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ دونوں گروہ
 مصیبت رفتہ **حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ عُمَرُ**
أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ أَنَّ حُرْمَةَ مَوْلَى أَسَامَةَ أَخْبَرَهُ قَالَ عُمَرُ وَقَدْ رَأَيْتُ حُرْمَةَ قَالَ
أَرْسَلَنِي أَسَامَةُ إِلَى عَلِيٍّ وَقَالَ إِنَّهُ سَأَلَكَ لَأَنَ فَيَقُولُ مَا خَلَفَ صَاحِبَكَ
فَقَالَ يَقُولُ لَكَ لَوْ كُنْتُ قِيْتُ نَزِدُ فِي الْأَسَدِ لَأَجَبْتُكَ أَنَا كَوْنُ مَعَكَ فِيهِ وَلَكِنْ هَذَا
أَمْرٌ كَرَاهَهُ فَلَوْ يُعْطِنِي شَيْئًا فَذَهَبْتُ إِلَى حَسَنِ وَحُسَيْنٍ وَإِنِ جَعَفَرًا وَقُرُولِي
وَأَحِلَّتْ لِي حُرْمَةُ حُرْمَةُ رَوَيْتُ أَنَّ أَسَامَةَ مَرَّ بِمُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ مَرَّ قَصْدًا فَسَأَلَ عَنْهُ يَدِينِي مَدِينِي
 کچھ مال مانگنے کو اور کہا کہ مقرر وہ سوال کر دو گا تجھ سے سو کہ اگر تیرے ساتھ کسی کو کس چیز نے پیچھے
 والا میرا ساتھ دینے سے لڑائیوں میں ہوا سو کہ کہنا کہ وہ تجھ سے کہتا ہے کہ اگر تو شیر کے جڑے یعنی
 منہ میں ہوتا تو میں تیرے ساتھ ہوتا لیکن میں اس میں نہیں یعنی مسلمانوں کی لڑائی میں داخل ہونا
 اچھا نہیں جانا سو میں علی کے پاس گیا اور اس کا پیغام پہنچایا سو علی نے مجھ کو کچھ چیزیں دی

سومین حسن اور حسین اور بن جعفر کے پاس گہا تو انہوں نے مجاہد میری سواری پر پال لاد دیا جس قدر اٹھا سکتی تھی ف یہ جو کہا علی تجھ سے پوچھے گا تو یہ عذر اسامہ کا علی مرتضیٰ کے ساتھ نہ دینے کا اس واسطے کہ اسامہ کو معلوم تھا کہ علی انکار کرتے ہیں جو اس سے پیچھے رہا خاص کر اسامہ جیسے سے جو اہل بیت سے ہے عذر کیا کہ میرا علی کے ساتھ نہ جانا کینہ کے سبب سے نہیں کہ اس نے میری دل میں کینہ ہوا اور یہ کہ اگر علی کسی بڑی سخت جگہ میں ہوں تو البتہ اسامہ چاہتا ہے کہ وہ بھی اس کے ساتھ ہو و لیکن وہ پیچھے رہا بسبب مکر وہ جاننے کے بیچ لڑائی مسلمانوں کے اور اس کا سبب یہ ہے کہ جب اسامہ نے ایک مرد کو قتل کیا جس کا ذکر دیات میں ہو چکا ہے اور حضرت ذوالسکو ملاست کی قوائے قسم کہ مائی کہ مسلمان کو ساتھ نہ لڑے گا اسی واسطے وہ جنگ جمل اور صفین میں علی کے ساتھ نہ ہوا اور علی نے جو اسامہ کے پیچھے کو کچھ نہ دیا تو یہ شاید اس واسطے کہ اس نے اس سے کچھ اندر کے مال میں سے مانگا تھا سو علی مرتضیٰ نے مناسب نہ جانا کہ اسامہ کو دیوین اس سبب سے کہ اسامہ نے لڑائیوں میں علی کا ساتھ نہ دیا اور پھر حسن حسین نے اس کو دیا اس واسطے کہ وہ اسامہ کو اہل بیت میں سے جانتے تھے اس واسطے کہ حضرت ایک ران پر اسامہ کو بٹھلاتے تھے اور ایک ران پر حسین کو اور فرماتے تھے الہی میں ان کو چاہتا ہوں کما تقدّم فی مناقبہ اور سواری اس واسطے بھروسہ کی کہ شاید ان کو معلوم تھا کہ علی نے اس کو کچھ نہیں دیا سو انہوں نے اس کو اسکے عوض مال سے سواری لاد دی جس قدر اٹھا سکتی تھی (فتح) باب ۱۰ اذ قال عند قوم شیعۃ خیر فقال یخلافہم جب کسی قوم کے پاس کچھ کے پھر نکلے تو اسکے برخلاف کہو یعنی یہ دغا بازی اور عہد شکنی ہے ف ذکر کی ہے بخاری نے اس میں حدیث ابن عمر کی کہ ہر عہد شکن دغا باز کے واسطے ایک جھنڈا کھڑا کیا جائے گا اور اس میں حصّہ ہے ابن عمر کی بیعت کرنے کا زید سے اور حدیث ابو ہریرہ کی بیچ انکار کے ان لوگوں پر جو لڑتی ہیں ملک پر دنیا کے واسطے اور حدیث حذیفہ کی منافقوں کے حق میں اور مطابقت اخیر حدیث کی ترجمہ کیو واسطے ظاہر ہے اس جہت سے کہ پیچھے پیچھے کہنا بخلاف اسکے کہ رو برو کہے ایک قسم سے دغا کی اور کتاب الاحکام میں یہ باب آئے گا کہ مکر وہ ہے تعریف بادشاہ کی جب اسکے پاس سے نکلے تو اسکے برخلاف کہو اور کہا ابن عمر نے کہ اس کو ہم نفاق شمار کرتے تھے اور مطابقت دوسری حدیث کی اس جہت سے ہے کہ جن لوگوں کو ابو ہریرہ نے عیب کیا وہ ظاہر میں یہ کہتے تھے کہ ہم دین حق کی مدد کر نیکی واسطے لڑتے ہیں اور باطن میں صرف دنیا کے واسطے لڑتے تھے اور کہا ابن بطال نے کہ ابو ہریرہ نے

مروان سے بیعت کی تھی لیکن یہ دعویٰ اس کا صحیح نہیں اس واسطے کہ ابورزہ بصریؓ میں تھا اور مروان دشنام میں خلافت کا دعویٰ کیا تھا اور اس کا بیان یوں ہے کہ جب زید بن معاویہ مر گیا تو ابن زبیر نے اپنی خلافت کی طرف لوگوں کو بلایا یہاں تک کہ بیعت کی اس سے اہل حرمین اور مصر اور عراق نے اور جو ان کے سولے ہیں یہاں تک کہ مروان نے بھی ارادہ کیا کہ ابن زبیر کی طرف کوچ کرے اور اس سے بیعت کرے لیکن ابن ابی اسیرؓ نے اسکو منع کیا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور شام پر غالب ہوا پھر اس کے مرنے کے بعد اسکے بیٹے عبدالملکؓ شام والوں نے بیعت کی (فتح) **حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ابْنِ عُثَيْبٍ عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ لِمَا خَلَعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ زَيْدَ بْنَ مَعَاوِيَةَ جَمَعَ ابْنُ عَجْمٍ حَشَمَةً وَوَلَدَهُ فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ نَصَبَ لِكُلِّ عَادٍ وَلِوَأَدٍ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَأَنَا قَدْ بَايَعْنَا هَذَا الرَّجُلَ عَلَى بَيْعِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِنِّي لَا أَعْلَمُ غَدًا مِمَّا أُعْطَى مَنْ أَنْ يَبَايَعَ رَجُلًا عَلَى بَيْعِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ نَصَبَ لَهُ الْقِتَالَ وَإِنِّي لَا أَعْلَمُ أَحَدًا مِنْكُمْ خَلَعَهُ وَلَا تَابَعَ فِي هَذَا الْأَمْرِ إِلَّا كَانَتْ الْفِيصَلُ بَيْنِي وَبَيْنَهُ رَحِمَهُ نَافِعٌ عَنْ رَوَيْتِ** ہے کہ جب مدینہ والوں نے زید کی بیعت توڑی اور اناری تو ابن عمرؓ نے اپنے غلاموں اور اولاد کو جمع کیا اور کہا کہ میں نے حضرتؓ کو سنا کہ فرماتے تھے کہ ہر عہد شکن و غاباز کے واسطے قیامت کے دن عجب ڈاکھڑا کیا جائے گا اور التبتہ ہم نے اس مروی یعنی زید سے بیعت کی اس شرط پر کہ حکم کیا ہے ساتھ اس کے امداد اور اس کے رسولؐ نے امام کی بیعت سے اور میں اس بڑے بکر کوئی و غا نہیں جانتا کہ ایک مرد کی بیعت کی جائے اور شرط بیعت امداد اور اس کے رسولؐ کے پھر قائم کی جاوے اس کے واسطے لڑائی اور میں تم سے کسی کو نہیں چاہتا جس نے اس کی بیعت اناری اور نہ تابع ہوا اس امر میں مگر کہ اس کے اور سے درمیان یہ فیصل ہوگی و اس کا سبب یہ ہے جو طبریؓ نے بیان کیا ہے کہ جب معاویہ مر گیا تو ابن عمرؓ نے اس کو اپنی بیعت لکھ بھیجی اور زید نے اپنے چیرے بھائی عثمان بن محمد کو مدینہ پر حاکم کر کے بھیجا اس نے اہل مدینہ زید کے واسطے بیعت کی پھر اہل مدینہ میں سے ایک جماعت ایلچی بن کے زید کے پاس گئی ان میں سے تھا عبداللہ بن عسیل ملائکہ سو زید نے ان کا اکر ام کیا اور ان کو انعام دیا سو وہ پھر سے تو انہوں نے اگر مدینہ میں زید کے عیب ظاہر کئے اور کہا کہ وہ شراب پیتا ہے اور سوا اس کے پھر عثمان پر لٹھے اور اس کو کال دیا اور زید کی بیعت انارڈالی پھر یہ خبر زید کو پہنچی تو اس نے مسلم بن عقیبہ کو لشکر دیکر بھیجا اور

اس کو حکم کیا کہ تین بار مینے والوں کو دعوت کرنا پھر لگ کر جمع کریں تو یہاں نہیں تو ان سے لڑنا پھر جب تو غالب ہووے تو اس کو لشکر کے واسطے تین دن مباح کرنا جو چاہیں سو کریں پھر ان سے رخصت کرنا اور معاویہ نے مرتے وقت تک وصیت کی تھی کہ اگر اہل مدینہ بکریاویں تو مسلم کو ان کی طرف بھیجا کہ وہ ہمارا خیر خواہ ہے سو مسلم مدینے کی طرف متوجہ ہوا اور ستلہ ہجری میں فدحجہ کے مہینے میں پہنچا تو مدینہ والوں نے اس سے لڑائی کی پھر جب لڑائی واقع ہوئی تو اہل مدینہ کو شکست ہوئی تو اس نے مدینہ کو اپنے لشکر کے واسطے تین دن مباح کیا اور ایک جماعت ان سے بند کر کے ماری گئی اور باقی لوگوں نے بیعت کی اس پر کہ وہ یرید کے اختیار میں ہیں حکم کرے گا ان کے مال اور جان اور اہل میں جو چاہے اور ایک روایت میں ہے کہ جب لڑائی بھڑکی تو مینے والوں نے مدینے کے اندر تکبیر کی آواز سنی اور یہ اس واسطے کہ نبی عارثہ و شاہین کی ایک قوم کو خندق کی جانب سے اندر داخل کیا تو اہل مدینہ نے لڑائی چھوڑی اور مدینے میں داخل ہو کر واسطے خوف کرنے کے اپنے گھر والوں پر سو واقع ہوئی شکست اور قتل ہوا جو قتل ہوا یعنی بہت لوگ قتل ہوئے باقی لوگوں نے بیعت کی اس لڑائی کا نام جنگ حذرہ ہے حذرہ سنگستانی زمین کو کہتے ہیں کیونکہ یہ لڑائی مینے کی سنگستانی زمین میں واقع ہوئی تھی پھر مسلم وہاں سے ابن زبیر کی طرف چلا اس وقت مکہ میں ابن زبیر حاکم تھے سوراہہ میں ہی مر گیا اور یہ جو کہا اور بیعت امد اور اسکے رسول کے تو یہ اس واسطے ہے کہ جس نے کسی سے بیعت کی تو اس نے اسکو طاعت دی اور اس سے عظیمہ لیا تو ہو گیا وہ مشابہ اسکے جس نے سباب بیجا اور مول لیا اور ایک روایت میں ہے کہ جس نے کسی امام سے بیعت کی تو چاہئے کہ اس کی اطاعت کرے جہاں تک ہو سکے اور مراد خضیل سے توڑنا ہے یعنی میں اس سے توڑ لوں گا اور اس حدیث میں وجوب تابعداری امام کی ہے جس کے واسطے بیعت منعقد ہوئی اور منع ہے خروج کرنا اور اسکے اگرچہ حکم میں ظلم کرے اور یہ کہ نہ بیعت تلمیذی جامعہ ساتھ فسق کے نسخہ **حَدَّثَنَا** **أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ** قَالَ **حَدَّثَنَا أَبُو شَيْبَةَ عَنْ عَوْفٍ عَنْ أَبِي الْمُنْهَالِ قَالَ لَمَّا** **كَانَ ابْنُ زَيْدٍ وَمُرْوَانُ بِالشَّامِ وَشَيْبَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ وَوُثِبَ الْقُرْأَةُ بِالْبَصْرَةِ** **فَانْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي إِلَى ابْنِ بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَيْهِ فِي دَارِهِ حَالِ سَافِي** **ظِلِّ عَلَيْهِ لَهْ مِنْ قَصَبٍ فَجَلَسْنَا إِلَيْهِ فَأَنشَأَ ابْنُ يَشْتَبِعُهُ بِالْحَدِيثِ فَقَالَ يَا أَبَا** **بَرْزَةَ الْكَثْرَى مَا وَقَعَ فِيهِ النَّاسُ فَأَوْقَلَ شَيْئًا مِمَّنْ عِنْدَهُ تَكَلَّمَ بِهِ إِنِّي رَأَيْتُكَ عِنْدَ**

وہاں سے مدینہ کی طرف

لڑائی

ابن زبیر
الحديث الطيب
المتحدث

اللہ انی اصبت سخطا علی اخیاء قریشی نکر یا معشر العرب کنتم علی الحال الی علمتم من الذلۃ والقلۃ والضلالۃ ولان اللہ انقدکم بالاسلام و بحکمہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی بلغ بکم ماترون و هذا الذی الی فی افسدت بئیکم لان ذالک الذی بالشاور واللہ ان یقاتل الی الذی تریہ
 ابی السنہال سروریت ہو کہ جب نکالا گیا ابن زیاد بصرے سے بعد مرنے پر یزید بن معاویہ کے کہ وہ اس کی طرف سر بصرے میں حاکم تھا اور قائم ہوا مروان شام میں اور قائم ہوا ابن زبیر مکہ میں اور قائم ہوئے قاری بصرے میں تو میں اپنے باپ کو ساتھ ابوہریرہ کی طرف چلا یہاں تک کہ ہم اس پر داخل ہوئے اسکے گھر میں اور وہ بیٹھا اپنے بالا خانے کے سائے میں جو قصبہ سر تھا سو ہم اسکے پاس بیٹھے تو میرے باپ نے اس سے حدیث طلب کی سو کہہ لے ابوہریرہ کیا تو نہیں دیکھتا جس میں لوگ پڑے ہیں سوا دل چیز میں نے اس سے سنی جسکے ساتھ ایسے کلام کیا ہے کہ میں خدا سے ڈرا ب طلب کرتا ہوں اس پر کہ میں نے صبح کی اس حال میں کہ غصہ کرنے والا ہوں قریش کی قوموں پر لے کر وہ عرب کو مقرر تم ایک حال پر تھے جو تم نے جانا ذلت اور قلت اور کراہی سے یعنی جاہلیت کو زمانے میں اور البتہ خدا نے تم کو چھوڑا یا ساتھ اسلام کے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تک کہ پہنچا ساتھ تھا سے جو تم دیکھتے ہو اور اس دنیا کو مہلتے درمیان فساد والا ہے مقرر یہ شخص جو شام میں ہے یعنی مروان قسم ہے اللہ کی کہ نہیں لڑتا مگر دنیا پر اس کا بیان یہ ہے کہ ابن زیاد بصرے میں حاکم تھا یزید کی طرف سے جو جب اسکو یزید کے مرنے کی خبر پہنچی تو لھٹے اہل بصرہ کو جمع کر کے خطبہ پڑھا اور ذکر کیا جو واقع ہوا اختلاف سے تو اہل بصرہ راضی ہوئے کہ ان پر ابن زیاد ہی بدستور امیر ہے یہاں تک کہ لوگ ایک خلیفے پر جمع ہوں سو وہ اس پر تھوڑے دن پھیرا یہاں تک کہ سلمہ بن ذولیف کھڑا ہوا ابن زبیر کی سطر بیعت لیتا تھا سو ایک جماعت نے اس سے بیعت کی جب ابن زیاد کو یہ خبر پہنچی تو اسنے چاہا کہ سلمہ کو روکے لوگوں نے اس کا کہنا نہ مانا پر جب اسکو اپنی جان کا خوف پڑا تو اسنے حرث بن قیس سے پناہ مانگی اسنے اس کو راتوں رات اپنے پیچھے سوار کر کے مسعود بن عمرو ازدمی کے پاس پہنچایا اسنے اسکو پناہ دی پھر بصرے والوں میں اختلاف واقع ہوا تو انہوں نے محمد بن حارث کو امیر بنایا اور واقع ہوئی لڑائی اور قائم ہوا مسعود عبید اللہ بن زیاد کے حکم سے مسعود و ملا گیا اور ابن زیاد بھاگ کر شام میں چلا گیا و ان مروان کو پایا کہ وہ چاہتا ہے کہ ابن زبیر کی طرف کوچ کرے اور یہی امیر

کے واسطے امن لیوے پھر اپنی رسل سے پھر گیا اور بنی مہ کو ساتھ لیکر دمشق میں گیا وہاں
 ضحاک بن قیس نے لوگوں کو ابن زبیر کے واسطے بیعت کی تھی وہاں اسکے اور مروان کو
 درمیان لڑائی ہوئی ضحاک مارا گیا اور اس کا لشکر متفرق ہو گیا اور مروان شام پر غالب ہوا
 پھر اسکے مرنے کے بعد اس کا بیٹا عیال ملک اس کا جانشین ہوا اور یہ جو کہا کہ قائم ہوئے بصرہ
 میں قاری لوگ تو مراد اس سے خارجی لوگ ہیں کہ وہ ابن زیاد کے بعد بصرہ میں آئے تھے اور
 بعضوں نے کہا کہ مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے امام حسین کے قاتلوں سے لڑنے کے واسطے
 بیعت کی تھی سو وہ بصرہ سے شام کی طرف چلے تو ابن زیاد ان کو بٹے لشکر کے ساتھ ملا جو
 مروان کی طرف تھا تو وہاں دونوں میں لڑائی ہوئی اور یہ جو ابو بزرہ نے کہا کہ میں قریش کی
 قوتوں سے غصہ رکھنے کو ثواب جانتا ہوں تو یہ اس واسطے ہے کہ خدا کے واسطے محبت رکھنا
 اور خدا کے واسطے دشمنی رکھنا ایمان سے ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میرے
 باپ کو کہا کہ مجھ کو کیا حکم کرتے ہو اس نے کہا کہ میری نزدیک سب لوگوں سے بہتر وہ جماعت ہے
 جنکے پیٹ بھوکے ہیں لوگوں کے مال سے اور جن کی پیٹھ ہلکی ہے لوگوں کے خون سے یعنی
 نہ کسی کا ناحق مال لیتے ہیں نہ ناحق کسی کا خون کرتے ہیں اور یہ دلالت کرتا ہے کہ ابو بزرہ
 کی رائے یہ تھی کہ فتنے میں الگ رہنا بہتر ہے اور مسلمانوں کی لڑائی میں دخل ہونا نہیں چاہیے
 خاص کر جبکہ ملک کی واسطے ہو اور اس میں مشورہ لینا ہے اہل علم اور دین سے وقت ارشاد فتنے سے
 اور نیک عمل و دنیا عالم کا اسکو اور اس میں کفایت کرتا ہے بچ انکار منکر کام کے ساتھ قول کے
 اگرچہ اسکے پس پشت ہو جس پر انکار کرتا ہے تاکہ سامع نصیحت قبول کرے اور اس میں دخل
 ہونے سے ڈرے (فتح) **حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي يَاسِينَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ**
وَأَبِي الْأَحْذَبِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ **حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ الْيَمَانِ قَالَ قَالَ لِلنُّفَقِيِّينَ**
الْيَوْمَ شَرُّكُمْ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّا يَوْمَئِذٍ يُسْرُونَ
وَالْيَوْمَ يُجْعَلُونَ ترجمہ حذیفہ سے روایت ہے کہ مگر لوگ آج کے دن بدتر ہیں ان سے جو حضرت
 کے زمانے میں تھے اس وقت چھپاتے تھے اور آج ظاہر کرتے ہیں کہ ماہ بن بطل
 نے کہ پہلوں سے بڑا اس واسطے ہوئے کہ اگلے منافق لوگ اپنی بات کو چھپاتے تھے سو انکی
 بدی ان کے غیر کی طرف نہ رہتی تھی اور اسی آج کے لوگ سو کھم کھٹا حاکموں پر خروج
 کرتے ہیں اور لوگوں میں فتنے فساد ڈالتے ہیں سو ان کا صبر و خیر و ان کی طرف پڑتا ہے اور

مطابقت اس کی ساتھ ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ ظاہر کرنا ان کا نفاق کو اور اٹھانا ہتھیار
 کا کو کون پر وہ قول ہو بخلاف اس چیز کے جو خروج کی انہوں نے طاعت سے جبکہ انہوں نے
 بیعت کی اول اس شخص سے جس پر خروج کیا (فتح) حَدَّثَنَا خَلَاكِبْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا مُسْعَرُ
 عَنْ جَعْلِبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ أَبِي الشَّعَثَاءِ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ لَمَّا كَانَ النِّفَاقُ عَلَى
 عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّا الْيَوْمَ فَلَمَّا هُوَ الْكَفَرُ يُجَدُّ لَوَيْمَانَ تَرْجَمَهُ
 حذیفہ سے روایت ہے کہ سوائے اسکے کچھ نہیں کہ نفاق تو حضرت کے زمانے میں تھا اور اب
 آج کے دن سو وہ کفر ہے بعد ایمان کے فت کہہا ابن تہین نے کہ منافق لوگ حضرت کے
 زمانے میں اپنی زبان سے ایمان لائے تھے اور دل سے ایمان نہیں لائے تھے اور اب چنانکہ
 بعد میں سو وہ اسلام میں پیدا ہوئے اور اسلام کی فطرت پر سو جوان میں سے کافر ہو وہ مرتد ہے
 اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ حذیفہ کی یہ مراد نہیں کہ اس زمانے میں نفاق واقع نہیں ہو سکتا
 بلکہ اس کی مراد نفی نفاق حکم کی ہے اس واسطے کہ نفاق ظاہر کرنا ایمان کا ہے اور چھپانا
 کفر کا یعنی ظاہر میں مسلمان رہنا اور دل سے کافر رہنا اور یہ ہر زمانے میں ممکن ہے اور
 سوائے اسکے کچھ نہیں کہ حکم مختلف ہے اس واسطے کہ حضرت ان سے لگاؤٹ کیا کرتے
 تھے اور ان کے ظاہر ہی اسلام کو قبول کرتے تھے اگرچہ ظاہر ہوتا ان سے احتمال خلاف
 اسکے کا اور اب بعد حضرت کے سو جو شخص کچھ ظاہر کرے یعنی برخلاف اسلام کے تو اسکو
 اسکے ساتھ مواخذہ کیا جائے اور نہ ترک کیا جائے واسطے مصاحبت الفت کے واسطے نہ تو
 حاجت کے طرف اس کی اور بعضوں نے کہا کہ غرض حذیفہ کی یہ ہے کہ امام کی فرمانبرداری
 سے نکلنا جاہلیت ہے اور نہیں ہے جاہلیت اسلام میں یا تفریق جماعت کی اور یہ خلاف
 قول اللہ تعالیٰ کے ہے وَلَا تَفَرَّقُوا اور یہ سب نہیں ہو پویشیدہ سو وہ مانند کفر کی ہے بعد
 ایمان کے (فتح) بَابُ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَغِيظَ أَهْلَ الْقُبُورِ نہ قائم ہوگی قیامت
 یہاں تک کہ رشک کی جائے قبروں والوں سے حَدَّثَنَا شَاكِبُ بْنُ عُثَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنِي
 مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي مَكَانَهُ تَرْجَمَهُ
 ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ قیامت ہوگی قیامت یہاں تک کہ گزرے گا مرد
 کسی مرد کی قبر پر تو کہے گا کہ کسی طرح میں اس کی جگہ مردہ ہوتا یعنی قیامت کو قریب ایسے فتنے

اور فساد عالم میں پھیلین گئے کہ لوگ موت کی تمنا کریں گے قبروں کو دیکھ کر ف
کہا ابن ابی اطلال نے کہ قبروں والوں کی رشک کرنا اور موت کی آرزو کرنا وقت ظاہر ہونے
فتنوں کے سوائے اسکے کچھ نہیں کہ وہ خوف دین کے جاتے رہتے کا ہے واسطے غلبے
پل کے اور اہل اسکے کے اور ظاہر ہونے گناہوں اور منکر کے اور نہیں ہر یہ عام ہر ایک کے
حق میں بلکہ وہ خاص ہے ساتھ اہل خیر کے اور ایسے جو انکے سوائے اور لوگ ہیں سو کبھی
واقع ہوتی ہے مصیبت ان کے جان اور مال اور دنیا میں اگرچہ متعلق ہو اس سے کوئی
چیز ساتھ دین کے یعنی صرف دنیا کی مصیبت سے موت کی آرزو کرے گا جیسا کہ دوسری
روایت میں آیا ہے کہ نہیں ہوتا ساتھ اسکے فتنہ دین کا مگر بلا اور کہا قرطبی نے کہ گویا حدیث
میں اشارہ ہے اس طرف کہ عنقریب فتنے فساد ہونگے اور بڑی مشقت واقع ہوگی یہاں تک
کہ دین کا امر بکا ہو جائے گا اور اس کی کوشش کم ہوگی اور نہ باقی ہے کسی کے واسطے
کوشش مگر ساتھ امر اپنی دنیا اور معاش کے یعنی ہر شخص کو فقط اپنی دنیا اور معاش کا فکر ہوگا
دین کا فکر بالکل نہیں رہے گا اسی واسطے فتنے فساد کے دنوں میں عبادت کی بڑی قدر ہے اور
یہ جو کہا کہ قبر پر گزرتے گا تو اس سے بولیا جاتا ہے کہ موت کی آرزو قبر کے دیکھنے کے وقت حاصل ہوگی
اور حالانکہ نہیں ہے یہ مراد بلکہ اس میں اشارہ ہے طرف قوت اس آرزو کی اس واسطے کہ جو کسی
شدت کے سبب سے موت کی آرزو کرتا ہے کبھی یہ آرزو اسکی جاتی رہتی ہے یا ہلکی ہو جاتی ہے وقت
مشاہدہ قبر کے سو یاد کرتا ہے ہول مقام کی سو ضعیف ہو جاتی ہے آرزو اس کی اور جب اسے
اس پر تادمی کی تو اسے دلالت کی اور پروردگار نے اس شدت کے نزدیک اسکے جبکہ نہ پھیرا
اس کو اس چیز نے جسکو مشاہدہ کیا اسے قبر کی وحشت سے بدستور رہنے اسکے سے اور
تمنے موت کی اور نہیں معارض ہے اسکو وہ حدیث جو آئی ہے کہ موت کی آرزو کرنا منع ہے
اس واسطے کہ منع اس جگہ ہے جہاں جسم کے ضرر سے موت کی آرزو کرے اور جب ہو
اس ضرر کے واسطے جو دین کے ساتھ متعلق ہے تو اس وقت موت کی آرزو کرنا جائز ہے (فتح)
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا حَتَّىٰ تَعْبُدُوا لِلَّهِ تَعْلَمُونَ زَمَانٌ مُّتَغَيِّرٌ يُّهَوِّجُ فِيهِ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ
ہوگی حدیثنا ابوالیمان قال اخبرنا شعيب عن الزهري قال حدثني سعيد
بن المسيب ان ابا هريرة قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول لا تقوم
الساعة حتى تضطرب الياث بساء دوس علی ذری الخلصة وذو الخلصة

طَائِفَةُ دُوسِ النَّبِيِّ كَانُوا يَعْبُدُونَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَرْجَمَةُ ابُو ہریرہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت سہرنا فرماتے تھے کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ چوتڑا مشکاتی پہرنیکی قوم دوس کی عورتیں بت کے گرد جس کلام ذی الخالصہ ہے اور ذوا الخالصہ قوم دوس کا بت تھا جسکو وہ جاہلیت کے وقت میں پوجتے تھے دوس ایک قوم کا نام ہے میں میں ذی الخالصہ اس قوم کے بت کا نام تھا اس کو کافر کعبہ میانی بھی کہتے ہیں جب وہ قوم مسلمان ہوئی تو حضرت نے اس بت کو توڑ ڈالا سو حضرت فرمایا کہ قیامت کے قریب وہ قوم پھر مرتد ہو جاوے گی اس بت کو پھر بنایا جائیگا اور ان کی عورتیں اسکے گرد طواف کریں گی اور چوتڑا مشکانی سے مراد یہ ہے کہ عورتیں شہروں سے چوپایوں پر سوار ہوں گے اس بت کی طرف جاوینگی اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ وہ ہجوم کرینگی یہاں تک کہ ایک دوسری کو چوتڑا مارے گی وقت طواف کرنے کے گرد اس بت کے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ لات اور غزی کی پرستش ہوگی اور یہ عیسیٰ علیہ السلام کے مرنے کے بعد واقع ہوگا جبکہ ہر مسلمان کی روح ہوا سے قبض ہو جائے گی اور کوئی مسلمان باقی نہ رہے گا زمین پر پھر نہ باقی رہیں گے مگر بدتر لوگ لڑیں گے جیسے گدے لڑتے ہیں اور ظاہر ہوگی بت پرستی پھر قائم ہوگی ان پر قیامت اور یہی لوگ مراد ہیں باب کی حدیث میں (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ جَبْرِ اللّٰہُ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ اَبِي الْغَيْثِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یُخْرِجَ رَجُلٌ مِّنْ قَحْطَانَ یَسُوْقُ النَّاسَ بِعَصَاہُ تَرْجَمَةُ ابُو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ نکلے گا ایک مرد قحطان کے قبیلے سے کہ ہانکے گا لوگوں کو اپنی لاشی سے یعنی وہ لوگوں پر غالب ہوگا اور لوگ اسکے فرمانبردار ہوں گے اور نہیں مراد ہے خاص لاشی لیکن اس میں اشارہ ہے کہ وہ ان پر سختی کرے گا اور بعضوں نے کہا کہ حقیقتہً لوگوں کو لاشی سے ہانکے گا جیسے اونٹوں اور بواشی کو ہانکا جاتا ہے واسطے نہایت سختی اور ظلم اسکے اور مطا حدیث کی ترجمہ سے اس وجہ سے ہے کہ جب قائم ہوا قحطانی اور حالانکہ نہیں ہے وہ اہلیت نبوت اور نہ قریش میں خدا نے خلافت کا حق رکھا ہے تو یہ بڑا تغیر ماننے کا ہے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ وہ مطابق ہے واسطے ابتداء ترجمہ کے اور وہ تغیر ماننے کا ہے اور تغیر عام تر ہے اس سے کہ فسق کی طرف راجع ہو یا کفر کی سو قصہ قحطانی کا مطابق ہے واسطے تغیر کے ساتھ فسق کو

اور قصہ ذی الخاصہ کا واسطے تغیر کے ساتھ کفر کے (فتح) باب خروج الناریاب ہر چ
 نکلنے آگ کے معنی حجاز کی زمین سے و قال انس قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اول شرائط
 الساعة نَارُ تُخْرِجُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ ترجمہ اور کہا انس نے کہ حضرت نے فرمایا
 کہ قیامت کی اول نشانی آگ ہو جو لوگوں کو پورب سے پیچھم کی طرف ہٹا کر لیجائے گی فاشترط
 الساعة سے مراد وہ نشانیاں ہیں جنکے بعد قیامت ہوگی حدیث ثنائی ابو الیمان قال اخبرنا
 شعب بن الزہری قال قال سعید بن المسیب اخبرني ابو هريرة ان رسول
 الله صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تقوم الساعة حتى يخرج نار من ارض الحجاز
 تضئ عن اعناق الاول ببصري ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی
 قیامت یہاں تک کہ نکلے گی آگ حجاز کی زمین سے روشن کر دیوے گی بصرے کو اونٹوں کی
 گردنوں کو یعنی اس کی روشنی ایسی تیز ہوگی کہ عرب سے شام تک پہنچے گی و حجاز عرب
 میں اس زمین کا نام ہے جس میں مکہ اور مدینہ ہر تارخ مدینہ میں مذکور ہے کہ اول چند روز مدینہ میں
 برابر زلزلہ رہا لوگوں کو جانا کہ قیامت آئی ہے ایک طرف سے زمین بھٹک گئی اس میں سے سبزہ آگ
 نکلی چالیس دن قائم رہی لوہا اور پتھر اس آگ سے جلنا ہوتا مگر گھاس نہ جلتی تھی سنیکڑوں کو اس
 تک اس کی روشنی تھی ۱۵۴ء چھ سو چوں ہجری میں یہ باہر اگڑا تو جیسا حضرت نے فرمایا تھا
 ویسا ہی ظہور میں آیا یہ حضرت کا معجزہ ہے کہتے ہیں کہ اس آگ کی صورت ایک بڑے شہر کی صورت
 تھی جسکے گرد دیوار ہو اس پر نلکے اور برج ہوں معلوم ہوتا تھا کہ اس میں آدمی ہیں جو اس کو
 کھینچتے ہیں نہ کدڑی تھی کسی پہاڑ پر مگر اسکو گلا دیتی تھی اور اس کی آواز ایسی تھی جیسے بجلی
 کی کڑک اور جو آگ کہ باب کی پہلی حدیث میں مذکور ہے وہ اور ہے اور متواتر علم اس آگ کا نزدیک
 سب شام والوں کے اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ
 بے گالیک نالہ حجاز کی آگ سے جو بصرے کے اونٹوں کی گردنوں کو روشن کر گیا اور یہ وہی
 آگ ہے جو ساتویں صدی میں ظاہر ہوئی (فتح) حدیث ثنائی ابو الیمان عن سعید بن المسیب
 قال حدیث ثنائی عن ابن خلد قال حدیث ثنائی عن ابن خلد عن عبد الرحمن بن
 جندب عن عاصم بن عاصم عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 یوشک الفرات ان یجسر عن کنز من ذهب فمن حضره فلا یأخذ منه شیئا
 قال عقبۃ و حدیث ثنائی عن ابو الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرۃ عن

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ يَحْسِرُ عَنْ جِبْرِ مِنْ ذَهَبٍ تَرْتَجِمُهُ أَبُو هُرَيْرَةَ
 روایت ہے کہ حضرت فرمایا کہ عنقریب دریائے فرات سوئی کے خزانے سے کھل جائے گا سو جو وہاں
 حاضر ہو تو اس میں سے کچھ نہ لے لے اور دوسری روایت کا ترجمہ بھی یہی ہے لیکن اس میں اتنا زیادہ
 ہے کہ فرمایا کہ سوئی کے پہاڑ سے یعنی خزانے کی جگہ پہاڑ کا ذکر کیا تو خزانہ کہنا اس کو باعتبار حال
 کے ہے اور پہاڑ کہنا باعتبار کثرت کے ہے اور تائید کرتی ہے اسکی وہ حدیث جو روایت کی مسلم نے ابو ہریرہ
 سے کہ حضرت فرمایا کہ اگل دیو کی زمین اپنے جگر کے ٹکڑے ستونوں کے برابر سوئی اور چاندی کی یعنی
 زمین کے اندر کے خزانے اور چاندی سونے کی کابین قیامت میں زمین بظاہر ہو جاوے گی
 سو آئے گا قاتل سو کوہ کا کہ میں نے اسی کی محبت میں فلاں کو قتل کیا اور آئے گا چور سو کے گا
 کہ اسی کی محبت میں میرا ہاتھ کاٹا گیا پھر اس مال کو چھوڑ دینے کو نہ لے لے اس میں سے کچھ اور
 ظاہر یہ ہے کہ اسکے لینے سے اس واسطے منع کیا کہ اسکے لینے سے فتنہ اور قتال پیدا ہوتا ہے
 یعنی اگر اس کو لینا جائز رکھا جاتا تو خلقت اس پر لڑ کر کے مرجاتی اور تائید کرتی ہے اس کی
 وہ حدیث جو مسلم نے روایت کی ہے کہ دریائے فرات سوئی کے پہاڑ سے کھل جائے گا سو لڑ
 مرنیکے اس پر لوگ سو ہر ایک سینکڑے سے ننانوین آدمی قتل ہونگے اور ایک باقی رہے گا اور
 ان میں سے ہر آدمی کے گا کہ شاید میں قتل سے بچ رہوں اور بلا شراکت سونا پاؤں اور تیرہم روایت
 کی ہے کہ دریائے فرات سونے کے پہاڑ سے کھل جائے گا سو جب لوگ سنیں گے تو اسکی
 طرف چلیں گے اور جو لوگ اسکے پاس ہونگے وہ کہیں گے کہ اگر ہم لوگ اسکے لینے سے نہ منع
 کریں تو سب کو لے جاؤ گے کچھ باقی نہ رہے گا سو اس پر لڑنیکے سو قتل ہونگے ہر سو سو ننانوین
 آدمی یعنی سو میں سے صرف ایک آدمی باقی رہ جائے گا پس واضح ہوا کہ سبب سچ نہی
 کے اسکے لینے سے وہ چیز ہے جو مرتب ہوتی ہے اور طلب اخذ اسکے کے لڑائی سے چہ جائیکہ
 لینا اور نہیں ہے کوئی ملغ کہ ہو یہ وقت نکلنے آگ کو واسطے محشر کے لیکن نہیں ہو یہ سبب منع کرنے کا
 اسکے لینے سے اور ایک روایت میں ہے کہ تمہارے خزانے پر تین آدمی قتل ہونگے ہر ایک خلیفے
 کا بیٹا ہوگا اور یہ ذکر مہدی کی حدیث میں ہے سو اگر مراد خزانے سے وہ خزانہ ہے جو باب کی حدیث
 میں ہے تو دلالت کی اسنے کہ واقع ہو گا یہ وقت ظاہر ہوئے مہدی کے نزول عیسیٰ سے پہلے اور
 آگ کے نکلنے سے پہلے اور احتمال ہے کہ لینے سے اس واسطے منع کیا ہو کہ واقع ہو گا سچ اخیر
 زمانے کے نزدیک اس محشر کے جو واقع ہو گا دنیا میں اور واسطے عدم ظہور یا قلت اس کی کے

کتاب

احتمال ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں واقع ہوا سو اس واسطے کہ حدیث میں آیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کی بہت کثرت ہوگی اور اول احتمال راجح تر ہے اور ایسے علیہ السلام کے زمانے میں مال کی اس واسطے کثرت ہوگی کہ مال بہت ہو جائے گا اور لوگ کم ہو جائیں گے (فتح) **حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتُلَ فِئَتَانِ عَظِيمَتَانِ نَكُونُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ دَعَوِيَهُمَا وَاحِدَةٌ وَحَتَّى يُبْعَثَ دَجَالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيبٌ مِنْ ثَلَاثِينَ كَلْهَمًا يَزْعُمُونَ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ وَحَتَّى يَقْبِضَ الْعِلْمُ وَتَكْثُرَ الزَّلَازِلُ وَتَقَارِبَ الزَّيْفَانُ وَتُظْهَرَ الْفِتَنُ وَتَكْثُرَ الْمَرْجُومَةُ وَالْقَتْلُ وَحَتَّى يَكْثُرَ فَيْكُمُ الْمَالُ فَيَفِيضَ حَتَّى يَهْلِكَ رِبُّ الْمَالِ مَنْ يَقْبَلُ صَدَقَتَهُ وَحَتَّى يَعْزِضَهُ فَيَقُولُ الَّذِي يَعْزِضُهُ عَلَيْهِ لَا رَبَّ لِي بِهِ وَحَتَّى تَطْأُولَ النَّاسُ فِي الْبُيُوتِ وَحَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي مَكَانَهُ وَحَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَإِذَا طَلَعَتْ وَرَأَاهَا النَّاسُ اجْمَعُونَ فَذَلِكَ حِينٌ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلَانِ ثَوْبَهُمَا بَيْنَهُمَا فَلَا يَتَبَايَعَانِهِ وَلَا يَطُوبُ بَانُهُ وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ انْصَرَفَ الرَّجُلَانِ لِقِيَّتِهِ فَلَا يَطْعَمُهُ وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَ يَلُوطُ حَوْضَهُ فَلَا يَسْقِي فِيهِ وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ أَكُتَّهُ إِلَى فِيهِ فَلَا يَطْعَمُ تَارِحُهُ أَبُو هُرَيْرَةَ رَوَيْتُ بِهَذَا أَنَّ حَضْرَتَ نُوَيْرِ مَالِكٍ زَقَامُ هُوَ كِي قِيَامَتِ يَهَاتُك كِهَ اُپس مین لٹیکے دو بڑے کروہ دونوں کے درمیان بڑی لڑائی ہوگی دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا اور یہاں تک کہ قریب تیس کے بڑے جھوٹو دجال ظاہر ہونگے ہر ایک ہی کمان کرے گا کہ میں خدا کا پیغمبر ہوں اور یہاں تک کہ قبض ہوگا عالم اور بہت ہونگے زلزلے اور قریب ہو جائے گا زمانہ اور فتنے فساد ظاہر ہونگے اور قتل یعنی خونریزی کثرت سے ہوگی اور یہاں تک کہ تم میں مال بہت ہو جائے گا تو اہل پرچہ کا یہاں تک کہ مال دار فکر میں غمگین ہوگا کہ اس کی زکوٰۃ کمال کون لیوے یعنی امام مہدی کے وقت میں سب لوگ مالدار ہو جائیں گے کوئی محتاج نہ ملیگا جو زکوٰۃ کمال قبول کرے یا قیامت کی نشانیاں دیکھ کر ایسا خوف پیدا ہوگا کہ کسی کو مال لینے کی خواہش نہ رہے گی اور یہاں تک کہ اسکو عرض کرے گا سو کہے گا جن پر اسکو عرض کیا مجھ کو کچھ حاجت نہیں اور یہاں تک کہ فخر کرنے لگے لوگ عمارتوں میں اور یہاں تک کہ گدے گا مرد کسی مرد کی قبر پر تو کہے گا کہ کاشکے کہ میں اس کی جگہ مردہ ہوتا اور یہاں تک کہ سورج**

پیچھم کی طرف سے چڑھتا ہے اور جب سورج مغرب کی طرف سے نکلے گا اور لوگ اسکو دیکھیں گے تو
 سب ایمان لاؤنگے سوئے ہی وقت پر کہ نہ فائدہ کریگا کسی جان کو اس کا ایمان جو پہلے سے ایمان
 نہ لایا تھا یا اپنے ایمان میں کوئی نیکی نہ تھی اور البتہ قائم ہو جائے گی اور حالانکہ تحقیق دو مرون
 نے اپنے درمیان کٹر اچھلا یا ہوگا خرید و فروخت کو سوئے خرید و فروخت نہ کر چکے ہونگے اور نہ
 اسکو بیٹ چکے ہونگے کہ قیامت آجائے گی اور البتہ قائم ہو جائے گی قیامت اور البتہ ایک مرد
 اپنی اونٹنی کا دو دلیکر پھرا ہوگا یعنی سونہ پہنچا ہوگا برتن اسکے منہ تک کہ قیامت آجائے گی اور البتہ
 قائم ہو جائے گی قیامت اور وہ اپنے حوض کو درست کر رہا ہوگا سونہ پلاچکا ہوگا اس سے پانی کہ قیامت
 آجائے گی اور البتہ قائم ہو جائے گی قیامت اور حالانکہ ایک مرد نے لقمہ کہ اپنے منہ کی طرف
 اٹھایا ہوگا سو اسکو اپنے منہ میں نہ رکھا ہوگا کہ قیامت آجائے گی ف مراد فتنان سے علی رضی
 اور ان کے ساتھی اور معاویہ اور اسکے ساتھی ہیں کہ دونوں کا دین اسلام تھا اور اسلام پر پڑتے تھے
 اور یہ جو کہا کہ دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا اور ان کا نام مسلمان رکھا تو اس سے لیا جاتا ہے رد خارجیوں
 پر کہ وہ دونوں گروہ کو کافر کہتے ہیں اور یہ جو فرمایا کہ ہمارے عمار کو باغی گروہ قتل کریگا تو یہ حدیث دلالت
 کرتی ہے کہ علی مرتضیٰ امام تھے اور مصیب تھے ان لڑائیوں میں اس واسطے کہ معاویہ کے
 ساتھیوں نے عمار کو قتل کیا تھا اور روایت کی برابر نے زید بن ہب سے کہ ہم حذیفہ کے پاس تھے
 سو اسنے کہا کیا حال ہے تمہارا اور حالانکہ تمہارے اہل بن یعنی مسلمان باغی ہوئے بعضے بعض کے
 منہ کو تلوار سے ملاتے ہیں انہوں نے کہا سو تم ہم کو کیا حکم کرتے ہو حذیفہ نے کہا کہ جو گروہ
 علی کی طرف بلائے اسکو لازم بیٹھو اس واسطے کہ وہ حق پر ہے اور روایت کی یعقوب نے
 زہری سے کہ جب معاویہ کو خیر پہنچی کہ علی حمل والوں پر غالب ہوئے تو اسنے عثمان کے خون کا
 دعوے کیا تو شام والوں نے اس کا منہ قبول کیا تو علی اس کی طرف چلے بیٹھا کہ صفین
 میں دونوں کا مقابلہ ہوا اور یہ کجی بن سلیمان نے کتاب صفین میں ابو سلمہ خولانی سے روایت کی ہے
 کہ اسنے معاویہ سے کہا کہ تو علی سے خلافت میں تنازع کرتا ہے کیا تو اسکے برابر ہے معاویہ نے کہا
 کہ میں اسکے برابر نہیں اور بیشک میں جانتا ہوں کہ علی مجھ سے افضل ہے اور اللہ تر ہے ساتھ
 خلافت کو ولیکن کیا تم نہیں جانتے کہ عثمان منطوم مانے گئے اور میں اسکی چھیر اہبائی ہوں اور
 ولی ہوں میں اسکی قصاص چاہتا ہوں سو تم علی کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ عثمان کو قاتلوں کو
 ہر ایسے حوالہ کر دین سو وہ حضرت علی کے پاس آکر اور ان سے کلام کیا تو علی مرتضیٰ نے کہا کہ

معاویہ بیت میں داخل ہوئے پہر ان کا میری پاس دعویٰ کرے تو معاویہ نے کہا نہ مانا تو علی مرتضیٰ
عراق کے لشکروں کے ساتھ چلے یہاں تک کہ صفین میں اترے اور معاویہ بھی لشکر کے ساتھ وہاں اترنا
اور یہ ہاجرہ ہجری کے چھتیسویں سال میں ہوا اور دونوں نے باہم پیغام بھیجا لیکن کچھ فیصلہ نہ ہوا
آخر لڑائی واقع ہوئی یہاں تک کہ دونوں لشکروں کی ستر ہزار آدمی ہلاک ہو گئے اور وہاں سے ہر جب
شام والوں کو دیکھا کہ مغلوب ہوا چاہتے ہیں تو انہوں نے عمرو بن عاص کو مشورے سے قرآن
اٹھایا اور جو اس میں ہر اس کی طرف بولا یا سوا انجام کار و منصفون کی طرف ہوا پر جاری ہوا
جو جاری ہوا دونوں کے مختلف ہونے سے اور نہ ہا ہونے معاویہ کو سے ساتھ ملک شام کے اور
مشغول ہونے علی کے سے ساتھ خارجیوں کے اور یہ پیشگو بیان اور جو ان کی مانند ہیں تین قسم ہیں
ایک قسم وہ ہے کہ جیسا حضرت فرمایا و لیسوا وقع میں آیا جیسے لڑنا دو بڑے گروہ کا اور ظاہر ہونا
فتنوں کا اور بہت ہونا قتل کا اور فخر کرنا لوگوں کا عمارتوں میں اور دوسری قسم وہ ہے کہ اس کا
شروع وقوع میں آیا لیکن مستحکم نہیں ہوا جیسے قریب ہونا زمانے کا اور بہت ہونا لڑائیوں کا اور
نکلنا جھوٹ و جالوں کا اور تیسری قسم وہ ہے کہ آئندہ واقع ہوگی اور ابھی اس سے کوئی چیز واقع
نہیں ہوئی جیسے نکلنا سورج کا مغرب کی طرف سے اور بڑا اور طبرانی اور حاکم و عینہ نے
ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ نہ فنا ہوگی یا ست یہاں تک کہ اٹنے کا مرد طرف عورت کی اور
اسکو راہ میں اپنے نیچے ڈال کر اس سے زنا کرے گا اور اس دن ان سب لوگوں میں بہتر وہ شخص ہوگا
جو کہے گا کہ اگر ہم اس کو دیوار کی آڑ میں چھپا دیں تو بہتر ہو یعنی برسر راہ کھلا نہ ہوگا کوئی
کسی کو منع نہ کرے گا اور نہ شرم حیا ہے گا اور حذیفہ کی حدیث میں ہے کہ پرانا ہو جاوے گا
اسلام نہ جانے گا کوئی کہ کیا ہے نماز اور کیا ہے روزہ اور کیا ہے حج اور کیا ہے زکوٰۃ اور باقی رہیں گے
بڑے لوگ کہیں گے ہم نے اپنے بڑوں کو اس کلمے لا الہ الا اللہ پر پایا سو ہم اسکو کہتے ہیں یعنی جیسا
ہم نے ان سے سنا و لیساکتے ہیں یہ جو کہما یُعِثُّ تو اس سے استفادہ ہوتا ہے کہ بندوں کے افعال
مخلوق ہیں واسطے اللہ تعالیٰ کے اور تمام امور اسکے تقدیر سے ہیں اور یہ جو کہا کہ قریب تیس کے
جھوٹے دجال ظاہر ہونگے تو ایک روایت میں تیس کا ذکر ہے اور ایک میں تیس سے زیادہ کا
ذکر آیا ہے اور ایک روایت میں ستائیس کا ذکر آیا ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے
اور مقررین خاتم ہوں سب پیغمبروں کا میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہوگا اور یہ جو کہا کہ تم پر حکم
تو ظاہر اس کا یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک پیغمبری کا دعویٰ کر گیا اور یہی سر ہے چچ قول اسکے

اخیر حدیث ماضی میں اور میں خاتم ہوں سب پیغمبروں کا اور احتمال ہے کہ ان میں سے پیغمبری کے دعویٰ کرنے والے تیس ہی ہوں یا مانند ان کی اور جو زیادہ ہیں عدد مذکور پر وہ فقط کذاب ہوں لیکن گمراہی کی طرف بلاوین مانند غالی رافضیوں اور باطنیوں اور جو دیون اور جالویوں اور باقی فرقوں کی جو بلائے والے ہیں طرف اس چیز کی کہ معلوم ہے بدست سے کہ وہ خلاف ہے اس چیز کے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے اور یہ جو کہا کہ زلزلے بہت ہوں گے تو البتہ واقع ہوئے ہیں بہت زلزلے شمالی اور شرقی اور غربی شہروں میں لیکن ظاہر یہ ہے کہ مراد سب کثرت کے شامل ہونا اور دوام ان کا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ قیامت کو قریب کرنا ک بہت ہوگی اور یہ کہ تم میں بہت ہو جائے گا مال تو قیامت میں سے ہر ساتھ اسکے کہ یہ محمول ہے اصحاب کو زلزلے پر سو ہوگی اس میں اشارت طرف اس چیز کی کہ واقع ہوئی فتوحات اور فارس اور روم کے مال قبضہ ہونے سے سو یہ جو کہا مال اُلٹ پڑے گا اور غمگین ہوگا مالدار تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ واقع ہوئی عمرو بن عبد الغزنی کے زمانہ میں سو پہلے گزر چکا ہے جو اسکے زمانہ میں واقع ہوا ہے کہ مرد اپنا صدقہ عرض کرتا تھا سو نہ پاتا تھا جو اسکے صدقے کا مال قبول کرے اور یہ جو کہا یہاں تک کہ عرض کر گیا مال کو سو کہے گا جس پر عرض کیا کہ مجھ کو اس کی حاجت نہیں تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ عیسیٰ علیہ السلام کو زمانہ میں واقع ہوگی تو اس حدیث میں اشارہ ہے طرف میں احوال کی پہلا حال کثرت مال کا ہے فقط اور یہ اصحاب کو زلزلے میں تہا و سہر حال الملباس کا ہے کثرت کہ ہر ایک آدمی بے پرواہ ہو جائے گا و سکے کے مال لینے سے اور یہ تابعین کے ابتدائے زمانے میں تھا یعنی عمرو بن عبد الغزنی کے وقت میں تبیر احوال الملباس کا ہے کثرت لیکن اس میں زیادہ ہے کہ وہ اپنا صدقہ غیر پر عرض کر گیا اگرچہ صدقہ کا مستحق نہ ہو تو وہ کہے گا کہ مجھ کو اس کی حاجت نہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں واقع ہو گا یا آگ نکلنے کے وقت ہو گا کما تقدم اور یہ جو کہا لوگ عمارتوں میں فخر کریں گے یعنی اونچی اونچی عمارتیں بناویں گے ہر آدمی یہ چاہے گا کہ اس کا گھر دوسرے کے گھر سے اونچا ہو اور احتمال ہے کہ مراد فخر کرنا زینت و آرائش میں ہو یا عام تر اور البتہ پایا گیا ہے اس سے بہت اور وہ روز بروز زیادتی میں ہے اور یہ جو کہا کہ یہاں تک کہ مغرب کی طرف سے سورج نکلے تو بعضوں نے کہا احتمال ہے کہ جس زمانے میں ایمان لانا نفع نہیں دے گا وہ فقط وہی وقت ہو جس میں سورج چھم کی طرف سے نکلے گا پھر جب دن دراز ہو جائے گا اور اس نشانی کا زمانہ بعد ہو جائے گا تو پھر ایمان لانا اور توبہ کرنا نفع دے گا اور میں نے اس احتمال کو عمدہ وجہ سے

رد کرو یا ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ جب سورج پیچھم کی طرف نہ نکلا تو اس دن سے قیامت تک
 کسی کو ایمان لانا فائدہ نہ دے گا جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہو اور یہ حدیث نص ہے ہر چ جلد نزع کے
 اور ساتھ اسکو ہے توفیق اور یہ جو کہا تھا یقیناً تو نسبت کیسے کی درون کی طرف باعتبار حقیقت
 کے ہے یعنی نسبت اس کی ایک کی طرف باعتبار حقیقت کے ہے اور دوسری طرف
 باعتبار مجاز کے اس واسطے کہ ایک مالک ہو اور دوسرا مول چکانیوالا اور ایک روایت میں ہے
 کہ حضرت زفر بایا کہ قیامت سے پہلے تم پر ایک سیاہ بلی نکلے گی مغرب کی طرف سے جیسے ڈھال
 شمشیر اوپھی ہوتی جاوے گی یہاں تک کہ آسمان کو ڈھانک لیوگی پھر کوئی پکار نیوالا تین بار
 پکارے گا کہ اے لوگو قیامت آگئی اور یہ جو کہا کہ بلیطوحضہ یعنی اسکو گاہے اور مٹی سے دست
 کرتا ہو گا تاکہ اسکی سوراخوں کو بند کرے اور اسکو پانی سے بھر کر اپنے چوپایوں کو پلاوے اور یہ جو
 کہا سو اسکو اپنے منہ میں نہ رکھا ہو گا یعنی قیامت آجاوے گی پہلے اس سے کہ اسکو اپنے منہ میں رکھ
 یا پہلے اس سے کہ اسکو نکلے اور یہ احتمال راجح ہے اور یہ سب اشارہ ہے اس طرف کہ قیامت چلے
 اور ناگہان آجاوے گی اور ابن ماجہ اور احمد وغیرہ ذیابن مسعود سے روایت کی ہے کہ معراج کی
 رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ اور عیسیٰ سے ملے تو انہوں نے
 باہم قیامت کا ذکر کیا تو ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ مجھکو
 اس کا علم نہیں دیا گیا پھر موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا تو موسیٰ علیہ السلام نے بھی کہا کہ مجھکو
 قیامت کا کچھ علم نہیں پھر عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا تو عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ مجھکو
 اس کا علم دیا گیا ہے سوا اس عیسیٰ کے کہ نہیں جانتا اسکو کوئی سوا خدا کے پس ذکر کیا
 عیسیٰ علیہ السلام نے نکلتا دجال کا اور نکلتا یاجوج ماجوج کا اور مر جانا ان کا یکبارگی پھر عیسیٰ علیہ السلام نے
 وغیرہ وغیرہ جو قیامت سے پہلے ہونے والا ہے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ذکر کیا کہ جب
 دجال نکلے گا تو میں اتروں گا تو اسکو قتل کر دوں گا (فتح) باب ذکر الدجال باب ہے
 بیچ بیان ذکر دجال کہ دجال مشتق ہے دجل سے اور دجل کے معنی ہیں ڈھانکنا اور کذاب کا نام دجال
 اس واسطے رکھا گیا کہ وہ ڈھانکے حق کو باطل سے کہا قرطبی نے کہ اسکا نام دجال جو رکھا گیا تو اس میں
 دس قول ہیں اور جس چیز کی دجال کے امیر میں حاجت ہو اس کی اصل ہے اور کیا دجال ابن صیاد
 ہے یا اور شخص ہے اور بر تقدیر ثانی حضرت کرمانی نے میں موجود تھا یا نہیں اور کب نکلے گا اور
 کیا سبب ہر اسکے نکلنے کا اور کہاں سے نکلے گا اور کیا ہے صفت اس کی اور کس چیز کا دعویٰ

روایت صحیحہ علیہ السلام
 ابن ماجہ

کرے گا اور کیا چیز ظاہر ہوگی اسکے ہاتھ پر خوارق عادت سے وقت نکلنے اسکے کے یہاں تک کہ اسکے
 تا بعد از بہت ہو جاوینگے اور کب ہلاک ہوگا اور کون اس کو قتل کرے گا سوال جابر کی حدیث میں
 ہے کہ وہ قسم کھاتے تھے کہ ابن صیاد و جال ہو اور ایپر دوسری چیز سویم داری کی حدیث میں ہے
 کہ و جال حضرت کرتا نے میں موجود تھا اور وہ بعضے جزیرے میں قید ہو اور قیسری چیز ہے کہ جال
 اُس وقت نکلے گا جبکہ مسلمان قسطنطنیہ کو فتح کریں گے اور اسکے نکلنے کا سبب یہ ہے کہ وہ نکلے گا قہر
 سے کہ غصہ کیا کرے گا یعنی و جال منظر قہر الہی ہے اور نکلے گا مشرق کی طرف سے جزیرہ اور
 ایک روایت میں ہے کہ وہ خراسان سے نکلے گا اور ایپر صفت اس کی سونڈ کور ہے باب کی
 حدیثوں میں اور و جال پہلے پل بیان کا دعویٰ کرے گا پھر پیغمبری کا پھر خدائی کا دعویٰ کرے گا
 جیسے کہ روایت کی طبرانی نے سلیمان بن شہاب کی طریق سے اور ایپر جو خوارق عادت آہو
 ہاتھ پر ظاہر ہونگے سو اس کا بیان آئندہ آئے گا اور کب ہلاک ہوگا اور کون اسکو قتل کرے گا سو
 وہ ہلاک ہوگا بعد ظاہر اور غالب ہونے اسکے کے سبب زمین پر سونگے اور دین کے پھر قصد
 کرے گا بیت المقدس کا سو عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اور اسکو قتل کریں گے روایت کی یہ حدیث
 مسلم نے اور ایک روایت میں ہے کہ آدم کے زمانے سے قیامت تک و جال سے بڑا فتنہ کوئی
 نہیں اور روایت کی نعیم بن حماد نے کتاب الفتن میں کہا جبار کے طریق سے کہ متوجہ ہوگا
 و جال سو مشرق کے مشرقی دروازے کو پاس اترے گا پھر تلاش کیا جائے گا سونہ معلوم ہوگا کہ
 کہاں گیا پھر ظاہر ہوگا مشرق میں سو دیا جائے گا خلافت پھر ظاہر کرے گا جادو کو پھر دعویٰ کرے گا
 پیغمبری کا تو لوگ اس سے مشرق ہو جاوینگے پھر نہر پر آئے گا سو اسکو حکم کرے گا کہ نہ وہ جاری
 ہو جائے گی پھر اسکو حکم کرے گا کہ خشک ہو جائے سو خشک ہو جائے گی اور پہاڑوں کو حکم
 کرے گا تو بیٹھ جاوینگے اور ہوا کو حکم کرے گا کہ سمندر بادل اٹھائے سو زمین پر برسے گا اور غوطہ مارے گا ہر
 روز سمندر میں تین بار سونہ پیچے گا اس کی کڑک اور اس کا ایک ہاتھ دوسری سے دراز ہے سو اپنے دراز
 ہاتھ کو سمندر میں دراز کرے گا تو اسکا ہاتھ سمندر کی تہ تک پہنچے گا سو نکلے گا اس میں سے جزیرہ پھلی
 جائے گا اور ایک ایسا ہے کہ نہ و جال کو فتنے سے مگر بارہ نہر آدمی (فتح) **حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ**
قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ قَالِبٍ قَالَ لِي الْمَغِيرَةُ بِشُجْعَةٍ مَّا سَأَلَ
لَحْدًا لِنَبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّجَالِ أَكْثَرُ مَا سَأَلْتُهُ وَأَنَّهُ قَالَ لِي مَا يَضْرُكُ
مِنْهُ قُلْتُ إِنَّكُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا مَعَهُ جَبَلٌ خَبَرٌ وَهَرَمَاءُ قَالَ إِنَّهُ أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ مِنْ ذَلِكَ

ترجمہ مغیرہ سے روایت ہے کہ نہیں پوچھا کسی نے حضرت سر حال دجال کا زیادہ تر اس سے کہ میں نے پوچھا اور یہ کہ حضرت نے مجھے فرمایا کہ کیا ضرر کرتی ہے تنجکوا اس سے یعنی تنجکوا اس کا کیا خوف ہو کہ تو اس کا حال بہت پوچھتا ہے میں نے کہا اس ڈر سے کہ لوگ کہتے ہیں کہ مقرر اسکے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ ہوگا اور پانی کی نہر ہوگی حضرت نے فرمایا کہ مقرر وہ حقیر تر ہے اندر پر اس خوف مراد پہاڑ سے بقدر پہاڑ کے ہو اور مراد روٹیوں سے اس کی اصل ہے جیسے گیہوں مثلاً یعنی اسکے ساتھ بقدر پہاڑ کے گیہوں ہوگی اور یہ جو کہا کہ وہ خدا کے نزدیک حقیر تر ہے الخ یعنی جو خدا تعالیٰ دجال کے ماتھے پر خارق عادت پیدا کرے گا وہ خدا کے نزدیک حقیر تر ہے اس سے کہ اس کو ایمانداروں کی گمراہی کا سبب بٹھیرے اور اس سے یقین والوں کو دل میں شک آئے یعنی مراد یہ ہے کہ وہ حقیر تر ہے اس سے کہ بٹھیرے کسی چیز کو اس سے نشانی اسکے سچے ہونے پر خاص کر اور حالانکہ بٹھیرائی ہے خدا نے اس میں نشانی جو ظاہر ہو سکے جھوٹے ہو اور کافر ہونے پر پڑھ لیگا اس کو پڑھا ہوا ادا ان پڑھ اور بعضوں نے کہا کہ اسکے معنی یہ ہیں کہ وہ خدا کے نزدیک حقیر تر ہے اس سے کہ اس کو حقیقت بٹھیرے اور سو اسکے کچھ نہیں کہ وہ تحصیل اور شبیہ ہے یعنی جو اسکے ساتھ پانی نظر آئے گا وہ درحقیقت پانی نہ ہوگا بلکہ خیال ہوگا جیسے سراب پس ثابت رہے ایماندار اور لیل جاوینکے کافر فتح) **حک** شاموسی بن یوسف بن عبد اللہ بن عمر قال حدثنا ابو ثوب عن نافع عن ابن عمر قال ابو عبد اللہ ائراہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اعور العین الیمنی کانتھا عینہ طافیۃ ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ دجال اسنی آنکھ کا کاٹا ہے اسکی کاٹنی آنکھ جیسے پھولا آنکھور **حک** شاموسی بن حفص قال حدثنا شیبان عن یحییٰ عن اسحاق بن عبد اللہ بن یزید طحیۃ عن ابن مالک قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحییٰ الدجال حتی ینزل فی ناحیۃ المدینۃ ترجف ثلث رجفات فیخرج الیہ کل کافر و منافق ترجمہ انس سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ آئے گا دجال سوار یکامدینے کو ایک کنائے میں یعنی شوریہ زمین میں سو کانپے گا مدینہ میں بار تو کل جاوینکے دجال کی طرف سب کافر و منافق و ایک روایت میں ہے کہ نہیں کوئی شہر جس کو دجال نہ روندے گا یعنی سب جگہ اس کا عمل دخل ہوگا سولے کے اور دینے کے دروازوں سے ایسا کوئی دروازہ نہ ہوگا جس پر فرشتے قطار باندھے ہو کی داری نہ کرتے ہوں گے اور حاصل تطبیق کا یہ ہے کہ عرب منفی جواب دیکر کی حدیث آئندہ میں ہے وہ خوف اور فرغ ہے یا فتنہ کہ نہ چل ہوگا کسی کے واسطے اس میں خوف دجال کا سبب ہے یا ترے اسکے کے قریب بیٹنے کی

ہامراو اس سے غایت اس کی ہے یعنی غلبہ اس کا اور بدینے کے اور مراد کانپنے سے ارفاق ہے اور وہ مشہور ہونا ہے اسکے آنے کا اور یہ کہ کسی کو اسکے ساتھ لڑنے کی طاقت نہیں سوجلدی کرے گا اس کی طرف ہکا فر اور منافق پس ظاہر ہو گا تمام ہوتا اس حدیث کا کہ مدینہ پلید کو نکال ڈالنا ہوتا تھا
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ رُعْبُ الْمَسِيحِ الدَّخَالِ وَهَآيَوْمَ مَعَيْنِ سَبْعَةٌ أَبْوَابُ عَلِيٍّ مَلَكَانِ قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ صَالِحِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَدْ صُتُّ الْبَصْرَةَ فَقَالَ أَبُو بَكْرَةَ سَمِعْتُ هَذَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ ابو بکرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ نہیں داخل ہو گا مدینے میں خوف نے جال کا اور مدینہ کے اس دن سات دروازے ہونگے ہر دروازے پر دو فرشتے ہونگے اور کہا ابن اسحاق نے ابن یعنی ابواسیم کا سماع ابو بکرہ سے ثابت ہے وقت اور ایک روایت میں ہے کہ ہر فرشتے کا ہاتھ میں تکی تلوار ہوگی و جال کو پیچھے ہٹا دے گا **حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَشِيرَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ رُعْبُ الْمَسِيحِ وَهَآيَوْمَ مَعَيْنِ سَبْعَةٌ أَبْوَابُ** ایک باب ملک ابن ترجمہ ابو بکرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ نہ آئے گا مدینے میں خوف سچ و جال کا اور اس دن مدینے کے سات دروازے ہونگے ہر دروازے پر دو فرشتے چولیدار ہونگے **حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَأَتَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّخَالَ فَقَالَ إِنِّي لَا أَدْرِكُكُمْ وَهَآيَوْمَ مَعَيْنِ سَبْعَةٌ أَبْوَابُ عَلِيٍّ مَلَكَانِ قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ صَالِحِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَأَتَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّخَالَ فَقَالَ إِنِّي لَا أَدْرِكُكُمْ وَهَآيَوْمَ مَعَيْنِ سَبْعَةٌ أَبْوَابُ عَلِيٍّ مَلَكَانِ** ترجمہ عبد بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت لوگوں میں کھڑے ہوئے سوا اس کی نما کی جو اسکے لائین ہے پھر و جال کو ذکر کیا سو فرمایا کہ مقرر میں تم کو اس سے ڈرانا ہوں اور کوئی پیغمبر ایسا نہیں نکھرے اسے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا ہے لیکن میں بہت سے واسطے اس کی پہچان میں وہ بات کہتا ہوں جو کسی پیغمبر کے لیے کہنی قوم سے نہیں کسی غریبہ کا نام ہے اور بیشک خدا کا نام نہیں ہے ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس کی دونوں آنکھ کے درمیان لکھا ہوا ہے اے خدا یعنی کفر کا لفظ اور اسے روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر وہ بال میری زندگی میں نکلا تو میں اس کو الزام دوں گا تو یہ

محمول ہو اس پر کہ حضرت فرمایا تھا پہلے اس سے کہ ظاہر ہو آپ کو واسطے وقت دجال کے نکلنے کا اور اس کی نشانیاں سو جائز تھا کہ حضرت کی زندگی میں نکلے پھر بیان کیا گیا حضرت کو واسطے بعد اسکے حال اس کا اور وقت اس کے نکلنے کا پس خبر دی حضرت نے ساتھ اسکے اویہ جو فرمایا کہ میں تم کو وہ بات کہتا ہوں جو آگے کسی پیغمبر نے نہیں کہی تو کہا گیا کہ بیچ خاص ہو حضرت کو ساتھ تبتیہ کے کے باوجود بیکہ واضح تر دلیل ہو دجال کی تکذیب میں یہ ہو کہ دجال حضرت کی ہمت میں جلیگا سواہ اور امتوں کو جو پہلے گزر چکی ہیں اور ولایت کی اس حدیث کے اس بات کا علم کہ دجال کا نکلنا اس امت کو ساتھ خاص ہو اس امت کو سواہ اور امتوں کو معلوم نہ تھا جیسا کہ قیامت کے قائم ہونے کا علم کسی کو معلوم نہیں اور یہ جو کہا کہ وہ کانٹے اور بیشک خدا کا نا نہیں تو سواہ اسکے کچھ نہیں کہ اقتضار کیا اس پر باوجود بیکہ حدوث کے دلائل دجال میں ظاہر ہیں اس واسطے کہ کانا ہونا ایک ایسا نشان ہے جو نظر آتا ہے و بکھتا ہے اس کو عالم اور عامی اور جو نہیں راہ پنا طرف دلائل عقلیہ کی سوجب وہ خدائی کا دعوے کرے گا اور ناقص الخلقیت ہوگا اور خدا تعالیٰ اس سے بلند تر ہے تو معلوم کر لے گا کہ وہ جھوٹا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت فرمایا کہ جان رکھو کہ تم میں سے کوئی اپنے رب کو نہیں دیکھے گا یہاں تک کہ مر جائے یعنی تو اس سے معلوم ہو کہ دجال جو خدائی کا دعوے کرے گا وہ جھوٹا ہے خدا کو مرنے سے پہلے کوئی نہیں دیکھ سکتا اور دجال خدائی کا دعوے کرے گا اور باوجود اسکے لوگ اس کو دیکھیں گے اور اس حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ وہ خدا کو بیداری میں دیکھتا ہے غلامی اللہ عن والک اور حضرت نے جو اپنے رب کو معراج کی رات میں دیکھا تو یہ حضرت کا خاصہ و سودی خدا نے حضرت کو دنیا میں وہ توٹ جو مسلمانوں کو آخرت میں انعام کرے گا فتح **حَدَّثَنَا يَحْيَى** **ابن بكير قال حدثنا الليث عن عقيل عن ابن شهاب عن سالم بن عبد الله عن أبيه عن** **عمران بن عوف قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال بينا أنا نائم أطوف بالكعبة** **فإذا رجعت أوم سبطا الشعر ينظفنا ويقرأ في رأسه مائة قل من هذا قالوا ابن** **مرثد ثم ذهبت الكعبة فأتى رجل حبيم أحم جعد الرأس أعور العين كان** **عينه عنبه لما فيه قال هذا الدجال أقرب الناس بي شيئا ابن قطن رجل** **من خزانة ترجمه ابن عسکر روایت ہے کہ حضرت فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں خواب میں خانے کے طواف کرتا تھا کہ ناگہان میں نے ایک مرد دیکھا کہ اس کے سر پر بال والا**

اسکے سر سے پانی ٹپکتا ہے تو میں نے کہا کہ یہ شخص کون ہے تو لوگوں نے کہا کہ یہ مریم کا بیٹا ہے پھر میں ادھر ادھر نظر کرنے لگا تو ناگہان میں ایک مرد دیکھا بڑے قد والا سرخ رنگ گھنگرا لہو بال والا کافی آنکھ والا اس کی کافی آنکھ جیسے پھولا انگور لوگوں نے کہا کہ یہ دجال ہے سب لوگوں سے زیادہ تر مشابہ اس کے ابن قطن ہے جو ایک مرد ہے قبیلہ خزاعہ سے ف جیسے پھولا انگور یعنی اس کی آنکھ اٹھی ہوئی ہے اور آنکھ کا آنہ پھولا ہوا ہے کہا ابن عربی نے کوچ مختلف ہوئے صفات دجال کو ساتھ اس چپکے ذکر مذکور ہوئی نقص سے بیان ہے اس کا کہ وہ نہیں دفع کر سکتا نقص کو اپنے نفس سے کسی طرح سے اور وہ محکوم علیہ ہے اپنے نفس میں اور یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے اور وہ طواف کرنا دجال کا ہے کہ وہ خانے کے بعد جیسے کے اور بہتہ ثابت ہو چکا ہے کہ جب دجال صیۃ علیہ سلام کو دیکھے گا تو گل جاوے گا اور جواب یہ ہے کہ اگرچہ پیغمبروں کا خواب حی ہو سکتا ہے لیکن اس میں تاویل ہو سکتی ہے اور کہا جیاض نے کہ مالک کی روایت میں دجال کا طواف واقع نہیں ہوا اور وہ ثابت ہے اس روایت سے جس میں طواف کا ذکر ہے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ ترجیح باوجود ممکن ہوئے تطبیق کے مردود ہے اور برابر ہے کہ ثابت ہو کہ اس نے طواف کیا یا نہ کیا لیکن دجال کو کے میں دیکھنا اشکال کیا گیا ہے باوجود ثابت ہونے اس بات کہ دجال نے کے میں داخل ہو گا نہ مدینے میں اور البتہ جواب دیا ہے اس سے قاضی نے ساتھ اسکے کہ مراد یہ ہے کہ نہیں داخل ہو گا وہ کے اور مدینے میں اس وقت جبکہ اخیر زمانے میں نکلے گا دجال ہو کے اور یہی ہے مراد چلنے اسکے سے ساتھ صیۃ علیہ سلام کے (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ حَالِ بْنِ اَبِي شَيْبَةَ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَلِيشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَجِدُّ فِي صَلَواتِهِ مَرُفْتَةً الذَّجَالِ تَرْجُمُهُ عَالِشَةُ رَوَيْتُ بِرَکہ میں حضرت سر سنا کہ پناہ مانگتے تھے اپنی نماز میں دجال کو فتنے سے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ قَتَادَةَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِغْوَى عَنْ حُدَيْفَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الذَّجَالِ اِنَّ مَعَهُ مَاءٌ وَنَارًا فَنَارُهُ مَاءٌ بَارِدٌ وَمَاءُهُ نَارٌ قَالَ ابُو سَعْدٍ حَدَّثَنَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْجُمُهُ عَالِشَةُ رَوَيْتُ بِرَکہ حضرت فرمایا دجال کو حق میں کہ اسکے ساتھ پانی اور آگ ہوگی سو اسکی آگ تو ٹھنڈا پانی ہے اور آگ کا پانی آگ ہے اور مسعودی نے کہا میں نے اسکو حضرت سے سنا ہے ف

اور ایک روایت میں ہے کہ جو لوگوں کو پانی نظر آئے گا وہ آگ ہوگی جلاسنے والی اور جو لوگوں کو آگ نظر آئے گی وہ ٹھنڈا پانی ہوگا سو جو اس کی آگ کو ساتھ متبلا ہو تو چاہئے کہ فریاد رسی چاہے اسدی اور اس پر سورہ کہف شروع سے پڑھے کہ اس پر ٹھنڈی ہو جاوے گی اور ایک روایت میں ہے سو اگر کوئی اسکو پائے تو چاہئے کہ گھسے اس نہر میں جو اسکو آگ نظر آتی ہو اور اس میں غوطہ مارے اور اس نہر پانی پیوے کہ وہ ٹیٹھا پانی ہے اور یہ سب اچھے ہر طرف مختلف ہو ذمہ مرنی چہ کسے نسبت دیکھنے والے کے یعنی مرنی کا مختلف ہونا بہ نسبت دیکھنے والے کے ہے واللہ حقیقت اس میں اختلاف ہوگا پانی پانی ہوگا اور آگ آگ ہوگا تو دجال جاوے گا مگر ہوگا نظر بند ہی کرے گا لوگوں کو چیز کی صورت کا عکس دکھلائے گا یا یہ کہ خدا اسکے باطن کو آگ کر ڈالے گا اور اسکے آگ کے باطن کو بلخ اور یہ راجح ہے اور یا یہ کہ ہو یہ کنایت غمت اور رحمت و ساتھ بہشت کر اور محنت اور مشقت و ساتھ آگ کو سو جو اسکا کہا مائینگا اسکو وہ بہشت دے گا جس کا انجام دوزخ میں داخل ہوتا ہے اور احتمال ہے کہ ہو یہ منجملہ محنت اور فتنے کے سو دیکھے گا دیکھنے والا طرف اس کی دہشت سے آگ کو سو گمان کرے گا اسکو بالعکس (فتح)

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَعَثَ نَبِيٌّ إِلَّا أَنْذَرَهُمْ أَكْثَرَ الْأَعْوَرِ الْكُذَّابُ إِلَّا أَنْذَرَهُمْ وَأَنْ رَكِبَكُمْ لَيْسَ بِالْأَعْوَرِ وَأَنْ يَمُرَّ بِكُمْ مَكْتُوبٌ كَافِرٌ فِيهِ أَبُو هُرَيْرَةَ وَأَبْنُ عَبَّاسٍ

ترجمہ انس سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ نہیں بھیجا گیا کوئی پیغمبر مگر کہ اسنے اپنی امت کو ڈرایا کہ بڑے جھوٹے سے یعنی دجال سے خبردار ہو مقرر وہ کانٹا ہے اور بیشک ہمارا رب کانٹا نہیں اور اس کی دونوں آنکھ کے درمیان لکھا ہوا ہے لفظ کافر کا داخل ہے اس باب میں حدیث ابو ہریرہ اور حدیث ابن عباس کی

ف ایک روایت میں ہے کہ پڑھے گا اسکو ہر ایماندار کاتب ہو یا غیر کاتب یعنی لکھنا جانتا ہو یا نہ سو یہ خبر ہے ساتھ حقیقت کے اور یہ اس واسطے کہ پیدا کرتا ہے اسدند و کیواسطے اور اک اس کی آنکھ میں جس طرح چاہتا ہے اور جب چاہے سو دیکھے گا اسکو ایماندار بغیر نظر سے اگرچہ لکھنے کو نہ پہچانتا ہو اور نہ دیکھے گا اسکو کافر اگرچہ لکھا پہچانتا ہو اس واسطے کہ اس نے مانی عادت کا خلاف ہوگا اس امر میں اور کہا نووی نے کہ صحیح مذہب جس پر تحقیق ہیں یہ ہے کہ دیہال کے ماتھے میں حقیقت کافر کا لفظ لکھا ہوا ہوگا پھر ایسا ہے اس کو اللہ نے نشانی یقینی دجال کے جھوٹے ہونے پر سونپا ہر کرے گا اس کو اللہ ایماندار پر اور چھپا دے گا اسکو کافر سے اور یہ جو

کہا کہ پڑھے گا اسکو ہر ایماندار کاتب ہو یا غیر کاتب تو اس سے یہ لازم نہیں کہ وہ حقیقتہً لکھا ہوا ہو بلکہ خدا غیر کاتب کو اور اک کا علم دے گا تو اس کو پڑھ لے گا اگرچہ وہ پہلے سے لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہو گا اور شاید تعبیر میں کہ اسکو ہر کاتب اور غیر کاتب پڑھے گا واسطے اس میں سبب کر ہے کہ وہ کانا ہو گا جو آدمی اسکو دیکھے گا معلوم کر لے گا یعنی تو اس طرح ہر ایماندار اس لکھے کو پڑھ لے گا و اللہ اعلم (فتح)

باب لا یدخل الدجال المدینۃ نہ دخل ہو سکے گا دجال نہ یومئذ حدیث

ابو الیمان قال أخبرنا شعب بن الزہر قال حدثني عبد الله بن عبد الله بن عتبة بن مسعود عن ابا سعيد قال حدثنا النبي صلى الله عليه وسلم يوم احد طويلا عن الدجال كان فيما يحل ثلثه انه قال ياتي الدجال وهو محرم عليه ان يدخل ثقب المدینة فيقول بعض السباخ التي تلي المدینة فيخرج اليه يومئذ رجل وهو خير الناس ومن خيرا الناس فيقول شككك الدجال الذي في حدیثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم حديثه فيقول الدجال ارايت ارقبت هذا حيث هل تشكون في الامر فيقولون لا فيقتله ثم يحجبه فنقول والله ما كنت فيك اشد بصيرة مني اليوم فيريد الدجال ان يقتله فلا يسطع عليه ترجمه ابو سعد خدری سے روایت ہے کہ بیان کی ہم سے حضرت ذر ایک دن حدیث دجال کی حال سے سوچو ہم سے بیان کیا اس میں یہ تھا کہ حضرت ذر فرمایا کہ آئے گا دجال یعنی مینے کی طرف اور حرام کیا گیا ہے اس پر داخل ہونا مینے کے دروازے میں سوار ہو گیا بعضی شہرہ زمین میں جو مینے کے متصل ہے یعنی شام کی طرف سو نکلتے گا اس کی طرف اس میں ایک مرد اور وہ سب لوگوں سے بہتر ہو گا یا فرمایا کہ برگزیدہ لوگوں سے ہو گا سو وہ کہے گا کہ میں ہی دیتا ہوں اس کی کہ تو وہی دجال ہے جس کے حدیث حضرت ذر ہم سے بیان کی تو کہے گا دجال پہلا بتلاؤ تو کہ اگر میں اسکو مار ڈالوں پھر اسکو زندہ کروں تو کیا تم امر میں شک کرو گے تو اس کے تابع اس کہیں کہ نہیں سو اسکو قتل کرو گا پھر اسکو زندہ کرو گا تو وہ مرد کہے گا قسم ہے اس کی آج مجھکو تیرے حقوق میں پہلے سے زیادہ تربیانی حاصل ہوئی یعنی مجھ کو اب نہایت تعین ہو گیا کہ تو وہی دجال ہے جس کی حدیث ذر پہنچو خدای سوار وہ کہے گا دجال اس کو قتل کرنے کا سونہ قابو پاوے گا اور اسکے ایک روایت میں ہے کہ متوجہ ہو گا اس کی طرف ایک مرد مسلمانوں میں سے تو دجال کے سامنے اس سے بڑھ کر ہو گا کہ تو اس سے بڑھ کر ہو گا کہ کیا تمہارے رب کو نہیں مانتا وہ کہے گا کہ ہمارے رب میں

کوئی شبہ نہیں سوا اسکو دجال کی طرف لیجاوینگے بعد اسکے کہ اسکو قتل کا ارادہ کرینگے سو جب وہ مرد اسکو دیکھے گا تو کہے گا لوگو یہ وہی دجال ہے جسکو حضرت نوح علیہ السلام نے قتل کیا تو دجال کہو گا کہ میری پیروی کر نہیں تو تجھکو چیر کر دو ٹکڑے کر ڈالوں گا اور ایک روایت میں ہے کہ اسکو تلوار سے چیر کر دو ٹکڑے کر ڈالے گا پھر اس سے کہے گا اٹھ کھڑا ہو یعنی زندہ ہو جا تو وہ زندہ ہو جائے گا کس خطاب نے اگر کہا جائے کہ کس طرح جائز ہے یہ کہ جاری کرے اللہ تعالیٰ کو کافر کے ہاتھ پر اس واسطے کہ مردوں کا زندہ کرنا ایک بڑا معجزہ ہے پیغمبروں کو معجزوں سے سو کس طرح پائے گا اس کو دجال اور حالانکہ بڑا جھوٹا ہو گا خدائی کا دعوے کرے گا تو جواب یہ ہے کہ یہ بطور فتنے اور آزمائش کے ہے واسطے بندوں کے اور جبکہ انکے پاس یہ دلیل موجود ہوگی کہ وہ جھوٹا ہے حق پر نہیں ہے اپنے دعوے میں اور وہ یہ کہ وہ کاتب ہے اور اسکے ہاتھ پر کافر لکھا ہوا ہے ہر مسلمان اسکو ٹپہ کرے گا تو اسکا دعویٰ باطل ہے باوجود کفر کے اور نقص ذات اور قدر کو اس واسطے کہ اگر خدا ہوتا تو اسکو اپنے ہاتھ سے دور کرتا اور پیغمبروں کے معجزے سے معارضہ سے سلامت ہوتی ہیں تو دونوں میں اشتباہ نہ ہوگا اور کہا طبری نے نہیں جائز ہے کہ پیغمبروں کو معجزے جھوٹوں کو کر دئے جاویں اس حالت میں کہ نہ ہو کوئی راہ اسکے واسطے جو مشاہدہ کرے اسکو جو لایا بیچ اوس حالت کے مگر جدائی کرنا درمیان سچے اور جھوٹے اور ایچہ کہ ہوا اسکے واسطے جو اسکا مشاہدہ کرے راہ طرف معلوم کرنے سچے اور جھوٹے سے سو جسکے ہاتھ پر یہ ظاہر ہو تو نہ انکار کرے اس سے کہ خدا یہ جھوٹوں کو دیتا ہے پس یہ بیان ہے اسکا جو دجال کو دیا گیا فتنہ اسکے واسطے جو اسکا مشاہدہ کرے اور باوجود اسکے دجال میں دلالت ظاہر ہے اسکے واسطے جو عقل رکھتا ہو اسکے جھوٹ پر اس واسطے کہ یہ صاحب اجزا مولفہ کا ہے اور تلخیص کا رنگیری کی اس میں ظاہر ہے باوجود ظاہر ہونے آفت کے اس کی کافی آنکھ سے سو جب لوگوں کو اس طرف بلائے گا کہ میں تمہارا رب ہوں تو بدتر حال ہے وہ شخص جو دیکھے گا اسکو ذوی العقول سے یہ کہ جانے کہ وہ نہیں قدرت رکھتا ہے کہ دوسرے کی پیدائش کو برابر کرے اور درست کرے اور سنو اے اور اپنے نفس کا نقص نہ ہٹا کر سو کہ جو واجب ہے یہ کہ کہے کہ اے شخص جو گمان کرتا ہے کہ تو زمین اور آسمان کا پیدا کرنا ہے ہے اپنے نفس کی صورت بنا اور اسکو برابر کر اور آفت کو اپنی جان سے یعنی کالے پین کو دور کر کہ رب اپنے نفس میں کوئی چیز نہیں پیدا کر سکتا تو دور کر جو تیری دونوں آنکھ میں لکھا ہوا ہے یعنی لفظ کافر کا اور کہا مہلب نے کہ قادر ہونا دجال کا اوپر زندہ کرنے مقتول کے نہیں

ہوگا اس میں ہم کو ایک دن کی نماز کفایت کرے گی حضرت فرمایا نہیں اندازہ کر کے پڑھ لینا اور ایک روایت میں ہے کہ زمین اسکے واسطے لپیٹی جائے گی اور ایک روایت میں ہے کہ ہم نے کہا یا حضرت زمین میں کس قدر جلدی چلے گا فرمایا میں نے کی طرح چلے گی چھ آنہ ہی ہو اور ایک روایت میں ہے کہ بیت المقدس میں بھی اُغل نہیں ہوگا (فتح) **حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هُرُونَ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ كَيْسِ بْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَدِينَةُ بَيِّنَةٌ بَالِدَتُهَا الدَّجَالُ فَيَجِدُ الْمَلَائِكَةَ يَحْسُونَهَا فَلَا يَقْرَءُهَا الدَّجَالُ وَالطَّاعُونَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَرَحُّمِهِ** انس سے روایت ہے کہ حضرت فرمایا کہ دجال مینے کی طرف آئے گا سو پائے گا فرشتوں کو اسکی چوکیداری کرتے ہوئے سونے قرین ہوگا اس سے دجال اور نہ وہ اگر خدا نے چاہا **ف** بعضوں نے کہا کہ یہ الشار الدلیل کے واسطے ہے اور بعضوں نے کہا کہ یہ اس کے واسطے کہ ایمان نہ لے کر ان حدیثوں میں حجت ہے اہل سنت کو واسطے اس امر میں کہ دجال کا وجود صحیح ہے اور یہ کہ وہ ایک شخص ہے معین مبتلا کرے گا اس کے ساتھ نبیوں کو اور قدرت دیکھا اسکو کئی چیزوں پر جیسے زندہ کرنا مرنے کا جسکو قتل کرے گا اور ظاہر ہونا رزاق کا اور نہروں کا اور باغ کا اور آگ کا اور زمین کو خزانوں کا اس کے ساتھ ہونا اور اس کے حکم سے آسمان کا بندہ برساتا اور زمین کا آگنا اور یہ سب خدا کی مشیت سے ہوگا پھر خدا اسکو عاجز کر ڈالے گا اور قتل کرے گا اس کو مرنے کے اور خیر اسکے کے پھر باطل ہوگا امر اسکا اور قتل کرے گا اسکو علیہ السلام اور البتہ مخالفت کی ہے اس میں بعضے خارجیوں اور معتزلہ اور جمہیت نے سوا نکال کیا ہے انہوں نے اس کے وجود سے اور رد کیا ہے انہوں نے صحیح حدیثوں کو اور چند گروہ کا یہ مذہب ہے کہ اس کا وجود صحیح ہے لیکن جو چیز اس کے ساتھ خارق عادت سے ہے وہ محض خیال ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں اور اسے ناچار ہونی پڑے گی اس سب سے کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر ہو جو اس کے ساتھ ہر طریق حقیقت کو تو پیغمبروں کے معجزوں پر اعتماد نہ ہے اور یہ خیال انکا غلط ہے اس واسطے کہ وہ پیغمبری کا دعویٰ نہیں کر گئے تاکہ خوارق اسکے صدق پر دلالت کریں اور سوائے اسکے کچھ نہیں کہ وہ خدائی دعوے کرے گا اور اس کو حال کی صورت اسکو جھٹلائے گی واسطے عاجز ہونے اور ناقص ہونے اسکے کے سونہ مغرور ہونگے ساتھ اسکے مگر گنوار لوگ یا شدت فاقہ کی حاجت سے تنگ آکر اور یا اسکی بدی کو خوف اور تقیہ سے باوجود جلدی گزرنے اسکے کو زمین میں پس نہ بھڑکے زیادہ تاکہ ضعیف لوگ اسکے حال میں تامل کریں سو جس نے اسکو اس حال میں بچا جانا تو نہیں لازم لانا اس

باطل ہونا پیغمبروں کے معجزوں کا اسی واسطے کہ گاؤہ شخص جسکو قتل کر کے زندہ کرے گا کہ مجھ کو تو تیرے حق میں زیادہ بصیرت ہوئی اور ابن ماجہ کی حدیث میں جو آیا ہے کہ وہ اولیٰ کہے گا کہ میں پیغمبروں پھر خدائی کا دعویٰ کرے گا تو یہ حدیث محمول ہے اس پر کہ وہ ظاہر کرے گا خوارق کو بعد دعویٰ خدائی کے اور ایک روایت میں ہے کہ اسکے فتنے سے ہے کہ وہ ایک گروہ پر گزری گا وہ اسکو جھٹلاوینگے تو انکے مویشی سب مرجاؤینگے کوئی جاندار ان کا باقی نہیں ہے گا اور ایک گروہ پر گزری گا وہ اسکو سچا جانیکے تو آسمان کو حکم کرے گا وہ ان پر پیہر برساوے اور زمین کو حکم کرے گا وہ سبزہ اوگاوے گی یہاں تک کہ انکے مویشی شام کو موئے ٹٹائے ہو کر آؤینگے ان کی کوٹھیں تہی ہونگی انکے بھتن (پستان) دودھ بہر ہونگے پہلے سے زیادہ فتح باب یاجوج و ماجوج باب ہر جج بیان یاجوج ماجوج کے کچھ بیان ان کا احادیث الانبیاء میں ہو چکا ہے اور یاجوج ماجوج نبی آدم سے ہیں باقی بن لوح کی اولاد سے اور بعضوں نے کہا کہ ترک سے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ آدم کی اولاد میں غیر حوا سے اور وہ اس طرح ہے کہ آدم علیہ السلام کو خواب میں احتلام ہوا تو ان کی مٹی مٹی ہو کر لٹی ہوئی تو اس سے یاجوج ماجوج پیدا ہوئے اور معتمد پہلا قول ہے کہ حوا کی اولاد میں سے ہیں اور خذلنے فرمایا و ترکنا بعضہم یومئذ یوج فی بعض اور یہ اس وقت ہوگا جبکہ دیوار سے نکلیں گے اور آئی ہے ان کی کھفت میں وہ حدیث جو روایت کی ابن عدی اور ابن ابی اور طبرانی نے واسطہ میں خذلیفہ مرفوع کہ یاجوج ایک امت ہے اور ماجوج ایک امت ہے ہر ایک امت چار چار لاکھ ہے نہیں مہرتا ان میں سے کوئی یہاں تک کہ دیکھ لے اور اپنی اولاد سے ہزار مرد مختار پہننے والا کہا ابن عدی نے یہ حدیث موضوع ہے اور کہا ابن حاتم نے منکر ہے میں کہتا ہوں لیکن اسکے بعض کے واسطے شاہد ہے صحیح روایت کیا ہے ابن حبان نے ابن مسعود کی حدیث سے مرفوع کہ یاجوج ماجوج میں سے جو کوئی مہرتا ہے کم سے کم اس کی اولاد ہزار ہوتی ہے اور انسانی نے اس سے مرفوع روایت کی ہے کہ یاجوج ماجوج جماع کر لے تہیں جب چاہتے ہیں اور نہیں مہرتا ان میں سے کوئی مگر چھوڑتا ہے اپنی اولاد سے ہزار آدمی یا زیادہ اور روایت کی حاکم نے عبد اللہ بن عمرو کے طریق سے کہ یاجوج ماجوج آدم کی اولاد سے ہیں اور انکے سوائے تین امتیں ہیں اور نہیں مہرتا ان میں سے کوئی مگر کہ اپنی اولاد سے ہزار آدمی چھوڑتا ہے یا زیادہ اور روایت کی ابن ابی حاتم نے عبد اللہ بن عمرو کے طریق سے کہ جن آدمی دس حصے ہیں سو ان میں سے نو حصے تو یاجوج ماجوج ہیں اور ایک حصہ باقی سب آدمی اور روایت کی ابن ابی حاتم نے کعب سے کہ یاجوج ماجوج تین قسم ہیں

فستون کی طرف نوبت پہنچائی اور اسی طرح حرص کننا حکومت میں اس واسطے کہ اکثر انکار لوگوں کا عثمان پر اسی وجہ سے تھا کہ انہوں نے اپنے قرائبیوں کو نبی امیہ عیرہ سے حاکم بنایا یہاں تک کہ اس حال نے انکے قتل کی طرف پہنچایا پھر اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کے درمیان وہ لڑائی ہوئی جو مشہور ہے اور حدیث مرفوعہ میں آیا ہے کہ باجوج ماجوج دیوار کو ہردن کھودتے ہیں اور وہ اس حدیث میں ہے کہ روایت کیا ہے اسکو ترمذی نے اور اسکو حسن کہا اور ابن حبان اور حاکم نے اور اسکو صحیح کہا ابوسریہ ذر مرفوعہ دیوار کے بیان میں کہ کھودتے ہیں اسکو ہردن یہاں تک کہ جب قریب ہوتا ہے کہ اس میں ہلہ کر ڈالیں تو جوان برداروغہ ہوتا ہے وہ کہتا ہے کہ پھر چلو کل اس میں لہ کر لو گے تو خدا اسکو پہلے سے سخت تکرید التاء یہاں تک کہ جب ان کی مدت پہنچ چکے گی تو اللہ تعالیٰ چاہے گا کہ ان کو بھیجے تو ان کا داروغہ کہے گا کہ پھر چلو کل انشاء اللہ تم اس میں راہ کر لو گے سو پھر نیچے تو اس کو پائین گئے جس صورت میں اسکو چھوڑا تھا سو اس میں راہ کر لینے اور لوگوں پر تکلیف گزارا حدیث کہا ابن عینی نے کہ اس حدیث میں میں نشانیاں ہیں اولیٰ کہ خدا نے ان کو منع کیا ہے اس سے کہ دن رات دیوار کو کھودتے ہیں دوسری کہ خدا نے منع کیا ہے کہ دیوار پر چڑھنے کا قصد کریں تیسری یہ کہ کسی اور آلہ سے نہ خود اپنے انکے دل میں یہ بات نہیں ڈالی اور نہ ان کو یہ بات سکھلائی اور وہب کو مبتدایین ہے کہ ان کے واسطے درخت ہیں اور کھیتیاں اور سب سے اسکے آلات سے تیسری یہ کہ خدا نے ان کو بند کیا ہے اس سے کہ انشاء اللہ کہیں یہاں تک کہ وقت معین آئے میں کہتا ہوں اور اس حدیث میں ہے کہ ان میں کاریگر ہیں اور حاکم اور رعیت ہے جو اپنے حاکم کی فرمانبرداری کرتی ہے اور ان میں بعضے وہ لوگ بھی ہیں جو خدا کو پہچانتے ہیں اور اس کی قدرت اور مشیت کا اقرار کرتے ہیں اگرچہ پیغمبر کو نہیں مانتے اور احتمال ہے کہ جاری ہو یہ کلمہ اس ذروغہ کی زبان پر بدون اسکے کہ اسکے معنے کو پہچانے سو حاصل ہو مقصود اسکی برکت سے چنانچہ ابوسریہ سے روایت ہے کہ جب اس کا وقت پہنچے گا تو خدا بعضہ ان کے زبان پر انشاء اللہ ڈال دے گا تو اگلے دن اس میں راہ ہو جائے گی اور ایک روایت میں ہے کہ اس دن ان میں ایک آدمی مسلمان ہو جائے گا تو وہ کہے گا کہ کل انشاء اللہ ہم کھولیں ڈالیں گے تو اگلے روز دیوار کھل جائے گی اور اسکی سند نہایت ضعیف ہے اور یہ جو زینب نے کہا کہ ہم میں نیک لوگ بھی ہوں گے تو شاید یہاں سے اسکو اس آیت سے و ما کان اللہ معذرتہم و انت فیہم اور یہ جو فرمایا کہ ان جب پلیوی بہت ہو جائے تو تغیر کیا ہے اسکا علماء نے ساتھ زنا اور اولاد زنا کے اور ساتھ فسق فحش کے اور یہاں سے اس واسطے کہ وہ مقابل ہر صلیح کے کہا ابن عربی نے اس میں

بیان ہے کہ نیک ہلاک ہو جاتا ہے ساتھ ہلاک ہونے شریکے جبکہ اسکی پیدی پر غیرت نہ کرے یا غیرت کرے کچھ نفع نہ ہو اور اصرار کرے شریک اپنی بد عملی پر اور عالم میں پھیل جائے اور کثرت سے ہو جائے یہاں تک کہ عام ہو فساد تو ہلاک ہوتا ہے اس پر قلیل اور کثیر پھر اٹھایا جائے گا ہر ایک اپنے اپنے عمل پر اور شاید ریب فی سمحہ دیواریں اس قدر سوراخ ہو جاتی ہے کہ اگر اس میں روز بروز ترقی ہوتی تھی تو کشادہ ہو جائے گی سوراخ ساتھ اس طور کے کہ اس سے نکل آئیں گے اور انکو معلوم تھا کہ ان کے نکلنے میں ہلاک عام ہو لوگوں کیواسطے اور البتہ وارد ہوتی ہے یا جوج ماجوج کے حال میں وقت نکلنے انکے کے حدیث نواس کی جو روایت کی مسلم نے بعد ذکر کرنے دجال کو قتل ہونے لے سکے کے عیسے علیہ السلام کے ملحقہ سے حضرت ذفرایا پھر عیسے بن مریم کے پاس وہ لوگ آویٹے جبکہ خدا نے دجال سے بچایا تو شفقت ان کے چہروں کو پونچھے گی اور انکو انکے بہشت کو درجات کی خبر دینگے سو اسی حال میں ہونگے کہ خدا تعالیٰ عیسے کو حکم کرے گا کہ میں نے اپنے ایسے بندہ نکالے ہیں کہ کسی انکے لڑنے کی طاقت نہیں سو پناہ میں لجا میرے مسلمانوں کو کہ وہ طور کی طریت اور خدا بھیجے گا یا جوج ماجوج کو اور وہ ہر ہندی سے نکل پڑینگے اور انکے پہلے لوگ طہرستان کو دریا پر گزریں گے تو لے جاویں گے جتنا پانی کہ اس میں ہوگا اور انکے پچھلے لوگ حب و مان آویٹے تو کہیں گے کبھی اس دریا میں ہی پانی تھا پھر چلین گے یہاں تک کہ اس پہاڑ تک پہنچیں گے جہاں درختوں کی کثرت ہے یعنی بیت المقدس کا پہاڑ تو وہ کہیں گو کہ البتہ ہم زمین والوں کو تو قتل کرچکے آو اب آسمان والوں کو قتل کریں تو اپنے تیروں کو آسمان پر بارینگے تو خدا انکے تیروں کو خون آلودہ کر کے ڈالے گا اور حضرت عیسے اور انکے ساتھی گھر پر رہینگے یہاں تک کہ انکے نزدیک بیل کا سر فضل ہوگا سو اشرفی سے یعنی کھانے کی نہایت تنگی ہوگی پھر حضرت عیسے اور انکے ساتھی دعا کریں گے تو خدا یا جوج ماجوج پر عذاب بھیجے گا ان کی گردنوں میں کیڑا پیدا ہوگا تو وہ سب مر جاویں گے جیسے ایک جان مرنے پر پھر حضرت عیسے اور انکے ساتھی زمین پر اترینگے یعنی کہ وہ طور سے تو زمین میں ایک بالشت برابر جگہ ان کی بدبو اور گندگی سے خالی نہ پاویں گے یعنی تمام زمین پر ان کی شری لاشیں پڑی ہوں گی پھر حضرت عیسے اور ان کے ساتھی دعا کریں گے تو خدا تعالیٰ یا جوج ماجوج پر جانور بھیجے گا جیسے بڑے اونٹوں کی گردنیں سو دیں ان کو اٹھا لجا دیں گے اور پھینک دیں گے جہاں خدا کا مقرر ہوگا پھر خدا ایسا بینہ برسا دے گا کہ مٹی کا کوئی ٹھہر اور ان کا اس پانی سے باقی نہ رہے گا سو خدا زمین کو دھو ڈالے گا یہاں تک کہ زمین کو مثل شیشے کی کر دے گا اس طرح سے کہ دیکھنے والے کو اس میں اپنا منہ

نظر آئے گا جیسا شیشے میں نظر آتا ہے پھر زمین کو حکم ہو گا کہ اپنا بھل جھاڑے اور اپنی برکت کو پھر دے
تو اس دن ایک اند کو ایک گروہ کھا جائے گا اور اسکے چھلکے کو بنگلہ بنا کے اسکے سلسلے میں پھینکے
سو اسی حالت میں لوگ ہونگے کہ ناگہان خدا تعالیٰ ایک پاک ہوا بھیجے گا کہ ان کی غلوں کو پیچھے
اثر کر جائے گی تو ہر مومن اور ہر مسلم کی روح کو قبض کرے گی اور بڑے بڑے لوگ باقی رہ جاویں گے آپس میں
لڑیں گے گدہوں کی طرح سو ان پر قائم ہوگی قیامت (فتح) **حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ**
حَدَّثَنَا وَهَبٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ طَائِفٍ عَنْ عُرَيْبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَفْتَحُ اللَّهُ دِمْرَ يَجُوجَ وَمَاجُوجَ مِثْلَ هَذِهِ وَعَقْدًا وَهَبٌ
تسویحین ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت فرمایا کہ کھل گئی دیوار یا جوج ماجوج کی اسکے برابر

اور گرہ کی وہ بیٹے ہنسے کی **بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ** یعنی دو انگلیوں سے حلقہ کیا

کتاب الاحکام کتاب ہر بیچ بیان احکام کے ف احکام جمع حکم
کی اور مراد اس سے بیان کرنا اسکے آداب اور شرطوں کا ہے اور شامل ہر لفظ حاکم کا خلیفہ کو اور قاضی کو
پس ذکر کیا جو متعلق ہے ساتھ ہر ایک کو دونوں سے اور حکم شرعی نزدیک اہل اصول کے خطاب ہے
اس کا جو متعلق ہے ساتھ افعال مکلفین کے ساتھ اقتضائے کمال کے یا تنجیس کے (فتح) **بَابُ قَوْلِ**
اللَّهِ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ باب ہر خدا کے اس قول میں کہ
فرمانبرداری کرو اللہ کی اور اسکے رسول کی اور حاکموں کی ف اس میں اشارہ ہر بخاری سے اس طرف
کہ ترجیح ہے اس قول کو کہ یہ آیت حاکموں کے حق میں اترتی اور نکتہ بیچ دوہرانے عامل کو رسول
میں سوائے اولی الامر کے باوجود یکہ حقیقی مطاع اللہ تعالیٰ ہے یہ ہر کہ جس کے ساتھ تکلیف واقع
ہوئی وہ قرآن اور سنت ہے تو گویا کہ تقدیر یہ ہے کہ فرمانبرداری کرو اللہ کی اس چیز میں کہ قرآن میں
اس پر نص کی اور فرمانبرداری کرو رسول کی اس چیز میں کہ بیان کی مہملے واسطے قرآن سے اور
جو نص کرے تم پر ساتھ سنت کو یا اسکے معنی یہ ہیں کہ فرمانبرداری کرو اللہ کی اس چیز میں کہ حکم کیا ہو
ساتھ اسکے قرآن سے اور فرمانبرداری کرو رسول کی اس چیز میں کہ حکم کرتا ہے ساتھ اس وحی کو کہ قرآن
نہیں اور کہا قرطبی نے کہ یہ واسطے اشارہ کرنے کے ہے اس طرف کہ رسول مستفل ہے ساتھ فرمانبرداری
کے اور اولی الامر کے ساتھ یہ امر اطاعت کا نہیں دوہرایا تو اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ حاکموں
میں ایسے شخص بھی پاؤں جاتے ہیں جن کی فرمانبرداری واجب نہیں ہوتی پھر بیان کیا اس کو
خدا تعالیٰ نے اپنے اس قول سے فان تنازعتم فی شئ فارجعوا الی اللہ ورسولہ کہ اگر نہ عمل کریں ساتھ جس کے

ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت زفر یا کہ خیر دار ہو کہ تم لوگوں میں ہر شخص حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت اور زیر دست سے پوچھا جائے گا سو امام عظمیٰ یعنی بادشاہ سب ملک پر حاکم ہے تو اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا کہ انصاف کیا یا ظلم اور مرد اپنے گھر والوں پر یعنی جو روٹروں پر حاکم ہے تو وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا کہ اسے نیک کام سمجھایا اور گناہ سے روکا یا نہیں اور جو حاکم اپنے خاوند کے گھر والوں اور اسکی اولاد پر تو وہ بھی ان سے پوچھی جائے گی کہ اسے خیر خواہی کی یا نہیں اور اسی طرح مرد کا غلام اور نوکر بھی حاکم ہے اپنے آقا کے مال میں تو وہ بھی اس سے پوچھا جائے گا کہ اسے اپنے آقا کی خیر خواہی اور اس کے مال کی حفاظت کی یا نہیں خیر دار ہو سو تم لوگوں میں ہر ایک شخص حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا کہ راعی کے معنی ہیں حافظ امانت رکھا گیا التزام کیا گیا اس چیز کی صلاح پر جسکے حفظ پر امانت دار رکھا گیا ہے پس وہ مطلوب ہے ساتھ انصاف کرنے کے بیچ اس کے اور قائم ہونیکے ساتھ مصلح اسکے کے کہا خطابی نے کہ بادشاہ اور مرد وغیرہ مذکور ہیں سب شریک ہیں راعی کے اسم میں یعنی حضرت نے سب کا نام راعی رکھا اور ان کے معنی مختلف ہیں سو رعایت بادشاہ کی قائم کرنا شریعت کا ہے ساتھ قائم کرنے کے حدود کے اور انصاف کرنے کے حکم میں اور رعایت مرد کی اپنے گھر والوں کے واسطے یہ ہے کہ ان پر سیاست رکھے اور ان کے حقوق ان کو پہنچا دے اور عورت کی رعایت یہ ہے کہ گھر اور اولاد اور خاوند کا بندوبست کرے اور ہر بات میں خاوند کی خیر خواہی کرے اور رعایت خادم کی یہ ہے کہ آقا کے مال کی حفاظت کرے اور جو خدمت کہ اس پر واجب ہے اسکو بحال دے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ راعی نہیں ہے مطلوب لذات اور سو اس کے کچھ نہیں کہ قائم کیا گیا ہے واسطے نگہبانی اس چیز کے کہ مالک نے اسکو اس کی نگہبانی میں یا سولائق ہے کہ نہ تصرف کرے اس میں مگر جس میں شارع نے اجازت دی اور ہتدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کی اس پر کہ مکلف مواخذہ کیا جاتا ہے ساتھ تقصیر کے اس شخص کے حکم میں جو اسکے زیر حکم ہے اور یہ کہ جائز ہے غلام کو کہ تصرف کرے اپنے آقا کے مال میں اس کی اجازت سے اور اسی طرح عورت اور اولاد بعضوں نے کہا کہ داخل ہر اسکے عموم میں وہ شخص جس کی نہ جو روہونہ اولاد نہ غلام اس واسطے کہ اس پر صادق آتا ہے کہ وہ اپنے ماتھے پاؤں وغیرہ جو اس پر حاکم ہے تاکہ بامور چیزوں کو بحال دے اور منع کی چیزوں سے پرہیز کرے اور یہ جو بعض متعصبین نے حدیث موضوع بنائی ہوئی ہے کہ جسکو خدا رعیت پر حاکم بنا دے اسکے واسطے کوئی بدی نہیں لکھی جاتی سو اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ یہ حدیث جھوٹی ہے (فتح) باب

الامر من قریش میر اور سردار قریش سے ہونگے یعنی سرداری اور خلافت قریش کا حق ہر یہ ترجمہ لفظ ہذا
 کا ہے کہ روایت کی ہر طہرانی وغیرہ نے لیکن چونکہ بخاری کی شرط پڑھتی تھی تو اقتضار کیا سالمہ اسکے
 ترجمہ میں اور وارد کی باب میں وہ حدیث جو اسکے معنی ادا کرے حدیث ثنائی ابو الیمان قال اخبرنا
 شعيب عن الزهري كان محمد بن جبير بن مطعم يحدثنا انه بلغ معاوية وهم عند
 في وفد من قریش ان عبد الله بن عمر يحدثنا انه سيكون ملك من قحطان فقبض
 فقام قائم على الله وما هو اهل ثم قال ما بعد فاقه بلغني ان رجالا منكم يجرون
 احاديث ليست في كتاب الله ولا توشع عن رسول الله صلى الله عليه وسلم و
 اولئك جعلنا لكم فائياكم والاماني التي تصل اهلها فاني سمعت رسول الله صلى الله
 عليه وسلم يقول ان هذا الامر في قریش لا يعاديرهم احد الا كبه الله على وجه
 ما لاقوا الذين تابعه نعيم عن ابن المباركة عن معمر بن الزهري عن محمد بن جبير
 ترجمہ محمد بن جبير روایت ہے کہ معاویہ کو خبر پہنچی اور حالانکہ وہ اسکے پاس تھی قریش کو ایچیون میں
 کہ عبد اللہ بن عمر و حدیث بیان کرتا ہے کہ عنقریب ایک بادشاہ ہوگا قحطان کے قبیلے سے تو معاویہ
 غضبناک ہوا سو کھڑا ہوا خطبہ پڑھنے کو سوا اسکی تعریف کی جو اسکے لائق ہے پھر کہا کہ حمد اور صلوة
 کے بعد بات یہ ہے کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ تم میں سے بعض مرد ایسی حدیثیں بیان کرتے ہیں جو نہیں کتاب اللہ
 میں اور نہ مروی ہیں حضرت یہ لوگ تم میں بڑے جاہل ہیں سو بوجھوئی آرزوؤں سے جو آرزو
 کرنیوالوں کو گمراہ کرتی ہے سو مقرر میں حضرت شیخ سنا فرماتے تھے کہ یہ امر یعنی خلافت اور سرداری
 قریش کی قوم میں ہے گی جب تک یہ لوگ دین کو قائم رکھیں گے جو ان سے دشمنی کرے گا خدا انکو
 مسکے بل صکیں اور گاف پہلے گز چکی ہے کتاب الفتن میں حدیث ابو ہریرہ کی کہ نہ فتائم
 ہوگی قیامت یہاں تک کہ نکلے گا ایک مرد قحطان کے قبیلے سے جو لوگوں کو اپنی لاطھی سے ٹانگے گا
 وارد کیا ہے اسکو اس باب میں کہ زمانہ متغیر ہو جائے گا یہاں تک کہ بت پرستی ہوگی اور اس میں
 اشارہ ہے کہ قحطانی بادشاہ اخیر زمانے میں ہوگا جبکہ ہر مسلمان کی روح قبض ہو جائے گی اور
 لوگ مرتد ہو کر بت پرستی کریں گے اور یہی لوگ مراد ہیں شرار الناس سے جن پر قیامت قائم ہوگی سو
 معاویہ کا انکار کرنا اس حدیث سے بالکل بے معنی ہے اور حالانکہ ابن عمر کی حدیث اس کی شاہد ہے
 اور کہا ابن بطال نے کہ شاید معاویہ نے اسکو ظاہر چھل کیا اس واسطے اس سے انکار کیا اور کہا ابن
 تین نے کہ جس چیز کا معاویہ نے انکار کیا اسکو معاویہ کی حدیث قوی کرتی ہے اس واسطے کہ اس میں

ہے کہ جب تک یہ لوگ دین کو قائم رکھیں گو سو بعضے وقت ان میں وہ شخص ہوگا جو دین کو قائم نہ رکھے گا پس غالب ہوگا قحطانی اور ان کے اور یہ کلام مستقیم ہے اور یہ جو معاویہ نے کہا کہ نہیں خدا کی کتاب میں یعنی قرآن میں اور وہ حقیقت اسی طرح ہے اس واسطے کہ قرآن میں نہیں ہے نص اس پر کہ شخص معین اس امت محمدی میں بادشاہ ہوگا اور یہ جو کہا یہ لوگ تم میں بٹے جاہل میں یعنی جو لوگ بیان کرتے ہیں غیب کی باتیں نہ ان کی سند کتاب الہ میں ہے نہ حدیث میں اور یہ جو کہا ہے جو آرزوؤں سے تو مناسب است ذکر اسکے کی تحذیر ہے یعنی ڈرانا ہے اس شخص کو جو سنے قحطانیوں سے متشک کرنے سے ساتھ حدیث مذکور کے جو اپنے جی میں سمجھ بیٹھے کہ میں ہی ہوں وہ قحطانی پس طمع کر کر بادشاہی کا باندہ حدیث مذکور کے پس گمراہ ہوئے واسطے مخالفت کرنے اسکے کے حکم شرعی کی کہ امام تیسرے میں رہے اور یہ جو کہا ہے دشمنی کرے گا ان سے کوئی یعنی نہ جھگڑا کرے گا کوئی اسے خلافت میں نہ کرے مقصور ہوگا دنیا میں معذب آخرت میں اور یہ جو کہا ہے جب تک یہ لوگ دین کو قائم رکھیں گے تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب وہ دین کو قائم نہیں رکھیں گے تو خلافت ان کے ہاتھ سے نکل جائے گی اور خلافت ان کا حق نہ رہے گا اور جو ان سے دشمنی کرے گا وہ اس وعید کا مستحق نہ ہوگا یا کہ وارد ہوئی ہے حدیثوں میں وعید ساتھ لعنت ان کی کے جبکہ ماسورہ کی نگہبانی نہ کریں اور وارد ہوئی ان کے حق میں وعید ساتھ اسکے کہ خدا ان پر غالب کرے گا اس کو جو ان کو نہایت ایذا اور تکلیف دے اور اسی طرح وارد ہوا ہے اذن بیج قائم ہونے کے اور ان کے اور ان کے ساتھ لکے اور خبر دنیا ساتھ نکل جائے خلافت کے اسے (فتح) حاکم ثناء احمد بن یونس قال حدثنا علی بن محمد قال سمعت ابي يقول قال ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يزال هذا الامر في قریش ما بقي منكم اثنان رحمہ ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ہمیشہ یہ خلافت اور سرکاری قوم قریش میں رہے گی جب تک اس قوم میں دو آدمی بھی باقی رہیں گو کہ کہا ابن ہبیرہ نے کہ احتمال ہے کہ ظاہر یہ ہو اور یہ کہ نہ باقی رہیں گے اخیر زمانہ میں مگر دو ایک میر و میرا مؤثر علیہ اور باقی سب لوگ ان کی تابع ہونگے میں کہتا ہوں اور نہیں ہے مراد حقیقت عدد کی بلکہ مراد نفی کرنا اس امر کا ہے کہ ہو خلافت غیر قریش میں اور احتمال ہے کہ بھول کیا جائے مطلق اس مفید پر جو حدیث اول میں ہے اور تقدیر یہ ہوگی لا یرال ہذا الامر یعنی نہیں نام رکھا جاتا خلیفہ مگر جو شخص قریش سے ہو مگر یہ کہ نام رکھا جائے ساتھ اسکے کوئی غیر ان کے سے ساتھ غلبے اور قہر کے اور یہ کہ ہو مراد ساتھ لفظ اسکے کے امر اگرچہ وہ لفظ خبر کا ہے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ قیامت تک قریش کی حکومت

باقی رہے گی اگرچہ بعضے ملک میں ہو چنانچہ یمن میں اب بھی حاکم سید امام حسن کی اولاد سے
 اور مکہ اور مدینہ وغیرہ حجاز کے شہروں میں بھی لیکن وہ مصر کے بادشاہوں کے زیر حکم ہیں سو فی الجملہ
 کسی نہ کسی ملک میں قریش کی سرداری باقی رہا اور ان میں جو بڑے ہیں یعنی یمن والے ان کو امام
 کہا جاتا ہے اور نہیں متولی ہوتا امامت کا ان میں مگر جو ہو عالم کو کشش کرنا والا انصاف میں اور
 کہا کرمانی لئے کہ نہیں خالی ہر کوئی زمانہ خلیفہ قرشی کے وجود سے واسطے کہ مغرب کے ملک میں
 قریش میں خلیفہ ہوا اور اسی طرح مصر میں بھی اور کہانوں میں لئے کہ ابن عمر کی حدیث کا حکم دستور
 جاری ہے قیامت تک جب تک دو آدمی بھی باقی رہیں اور جو حضرت فرمایا تھا سو ظاہر ہوا
 سو آپ کے زمانے سے اب تک خلافت قریش میں ہر بدو نہ مراحت کے اور جو غالب ہوا ملک پر بطریق
 شرکت کو نہیں انکار کرتا وہ اس سے کہ خلافت قریش کا حق ہے اور وہ تو صرف دعوی کرتا ہے
 کہ یہ بطور زیارت کر ہے ان سے یعنی ان کا نائب ہو اور کہا قرطبی نے کہ یہ حدیث خبیثہ ہے مشرعویت
 سے یعنی نہیں منعقد ہوتی ہے خلافت کہ برگر واسطے قریش کے جب تک کہ ان میں سے کوئی
 پایا جائے اور گویا کہ اسنے میل کی ہے اس طرف کہ خبر ساتھ معنے امر کے ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ ہے
 امر ساتھ اس کے اور حدیث میں ہے کہ قریش کو آگے کرو اور کسی کو لئے آگے نہ کرو اور ایک روایت
 میں ہے کہ سب لوگ تابع ہیں قریش کی اس امر میں کہا ابن مہیر نے کہ وجہ دلالت کی حدیث ہے
 نہیں ہے اس جہت سے کہ خاص قریش کو ذکر کیا اس واسطے کہ یہ مفہوم لقب ہے اور نہیں حجت ہے
 اس میں نزدیک محققین کے اور سوائے اسکے کچھ نہیں کہ واقع ہونا مبتداء کا معرف ساتھ لاء میں
 کے اس واسطے کہ مبتداء حقیقت میں اس جگہ وہ امر ہے جو واقع ہوا ہے صفت ہذا کی اور ہذا نہیں
 صفت کیا جاتا ہے مگر ساتھ جنس کے تو یہ تقاضا کرتا ہے کہ جنس امر کی قریش میں منحصر ہے سو ہو
 جاوے گا جیسے کہا کہ نہیں ہے سرداری مگر قریش میں اور حدیث اگرچہ ساتھ لفظ خبر کے ہے پس وہ
 ساتھ معنے امر کے ہے گویا کہ فرمایا کہ پیروی کرو قریش کی خاص اور باقی طریقہ حدیث کے اسکی
 تائید کرتے ہیں اور اس سے لیا جاتا ہے کہ اصحاب کا اتفاق ہے اور پرافادے مفہوم کے واسطے حصر
 کے برخلاف اسکے جو اس کا منکر ہے اور یہی مذہب ہے جمہور اہل علم کا کہ امام کی شرط یہ ہے کہ قرشی ہو
 اور معتد کیا ہے اسکو بعض گروہ نے ساتھ بعض قریش کے سو بعضوں نے کہا کہ نہیں جائز ہے مگر
 علی کی اولاد سے پیشیہ کا قول ہے پھر سخت اختلاف ہے بیچ معین کرنے بعضے اولاد علی کے اور
 ایک گروہ نے کہا کہ خلافت خاص ہے ساتھ اولاد عباس کے اور ایک گروہ نے کہا کہ نہیں جائز ہے

مگر جعفر بن ابی طالب کی اولاد میں اور بعضوں نے کہا کہ عبدالمطلب کی اولاد میں اور کہا بعضوں نے کہ نہیں جائز ہے مگر نبی امیر میں اور بعضوں نے کہا کہ نہیں جائز ہے مگر عمر کی اولاد میں کہا ابن خرم نے کہ نہیں حجت ہر کسی کے واسطے ان فرقوں سے کہہ کر خارجوں اور معتزلہ کو ایک گروہ نے کہ جائز ہے کہ ہو امام غیر قرشی اور سوائے اسکے کچھ نہیں کہ امامت اور خلافت کا مستحق تو وہ ہے جو قائم ہو ساتھ قرآن اور حدیث کو برابر ہے کہ عجی ہو یا عربی اور مبالغہ کیا ہے ضرار بن عمرو نے سو کہا کہ اس نے کہ خلیفہ بنانا غیر قرشی کا اونے ہے اس واسطے کہ اس کا قبیلہ کمتر ہوتا ہے سو جب وہ مافرا کر تو ممکن ہوتا ہے اتنا اس کو خلافت سے کہا ابو بکر بن حبیب نے کہ نہیں التفات کیا مسلمانوں نے طرف اس قول کی بعد ثابت ہونے اس حدیث کو کہ خلافت قریش کا حق ہے اور عمل کیا ہے ساتھ اس کے مسلمانوں نے قرن بعد قرن کے اور قرار پایا ہے اجماع اور اعتبار کرنے اسکے کے پہلے اس سے کہ واقع ہو اختلاف کہا عیاض نے کہ سب علماء کا یہ مذہب ہے کہ بشرط ہے کہ امام قرشی ہو اور شمار کیا ہے انہوں نے اس کو اجماع کے مسائل سے اور نہیں منقول ہے اس میں سلف سے خلافت اور اسی طرح ان سے جو ان کے بعد میں تمام شہروں میں اور نہیں اعتبار ہے خارجیوں کے قول کا اور جو ان کے موافق ہیں معتزلوں سے کہ اس میں مسلمانوں کی مخالفت ہے اور یہ جو حضرت ابو عبد اللہ بن رواحہ اور زید بن حارثہ اور اسامہ وغیرہ کو امیر بنایا تو یہ نہیں ہے خلافت عظمیٰ کی کسی چیز میں بلکہ جائز ہے خلیفہ کے واسطے کہ غیر قرشی کو اپنی زندگی میں خلیفہ بنائے اور یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ قریش کو مقدم کرو اور کسی کو ان پر مقدم نہ کرو تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کو اور باب کی حدیثوں سے اوپر راجح ہونی مذہب شافعی کے واسطے وارد ہونے امر کے ساتھ مقدم کرنے قرشی کے غیر قرشی پر پس مقدم کیا جائے گا شافعی کو اس سے جو اسکے برابر ہے علم اور دین میں غیر قریش سے اس واسطے کہ شافعی قرشی ہے سو معلوم ہو گا کہ مذہب شافعی کا راجح ہے اور مذہبوں سے (فتح) باب اجر من قضی بالحکمۃ لقولہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الفاسقون اجر اس کا جو حکم کرے ساتھ حکمت کو واسطے دلیل اس قول خدا کے اور جو نہ حکم کرے ساتھ اس چیز کے جو تماری اللہ نے تو یہی لوگ ہیں فاسق و فانی نہیں ہے باب میں وہ چیز جو دلالت کرے اجر پر سو ممکن ہے کہ لیا جائے لازم ان سے پیچ رشک کرنے اس شخص کے جو قصداً کرے ساتھ حکمت کے اس واسطے کہ وہ تقاضا کرتا ہے ثبوت فضیلت کو پیچ اسکے اور جس میں فضیلت ثابت ہوئی اس میں اجر بھی ثابت ہوا اور علم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے اور وجہ استدلال کی آیت ہے

واسطے ترجمہ کے یہ ہر کہ منطوق حدیث کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ جو حکمت کو ساتھ حکم کرے وہ محمود ہوتا ہے یہاں تک کہ نہیں مرج ہے اس پر جو آرزو کرے کہ ہو اسکے واسطے مثل اس کی کہ دوسرے کے واسطے ہے تاکہ حاصل ہو اسکے واسطے ثواب مثل اس کی کہ اسکے واسطے حاصل ہوتا ہے اور نیک ذکر اور اس کا مفہوم دلالت کرتا ہے کہ جو یہ نہ کرے تو وہ بالعکس ہر اسکے کرنیوالے سے اور نصیحت کی ہے آیت کو ساتھ اسکے کہ وہ فاسق ہو اور استدلال کرنا بخاری کا ساتھ اسکے دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ ترجیح دیتا ہے اسکے قول کو جو قائل ہو کہ وہ عام ہر اہل کتاب اور مسلمانوں کو حق میں اور کہا ابن تین نے کہ بخاوی نے پہلی دونوں آیتوں کو ذکر نہیں کیا اس واسطے کہ وہ یہود اور نصاریٰ کے حق میں اتریں اور ظاہر یہ ہے کہ اگرچہ ان آیتوں کو نزول کا سبب اہل کتاب ہیں لیکن ان کا عموم ان کے غیروں کو بھی شامل ہے لیکن مقرر ہو چکا ہے شریعت کو قواعد سے کہ گناہ کے مرتکب کو کافر نہیں کہا جاتا اور نہ ظالم اس واسطے کہ تفسیر کیا گیا ہے ظلم ساتھ شرک کو باقی رہی تیسری صفت سی واسطے اس پر اقتصار کیا اور کہا اسماعیل قاضی نے احکام القرآن میں کہ ظاہر آیتوں کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ جو کرے مثل اس کی جو انہوں نے کیا یا نکلے یا حکم جو خدا کے حکم کے مخالف ہو اور اسکو دین بھیر کر اسکے ساتھ عمل کرے تو لازم ہوتی ہے اسکو مثل اسکی کہ لازم ہوتی انکو وعید سے حاکم ہو یا کوئی غیر ہو اور کہا ابن بطال نے کہ مفہوم آیت کا یہ ہے کہ جو حکم کرے ساتھ اس چیز کے کہ خدا نے امارتی مستحق ہوتا ہے وہ بڑے ثواب اور دلالت کی حدیث ہے کہ اسکی حرص کرنا جائز ہے تو اسنے تقاضا کیا کہ یہ اشرف عملوں میں سے ہے جن سے آدمی اللہ کی طرف قریب ہوتا ہے میں کہتا ہوں اور تائید کرتی ہے اسکو یہ حدیث کہ خدا قاضی کے ساتھ ہے جب تک کہ نہ ظلم کرے (فتح) **حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ عَدْنَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو رَافِعٍ عَنْ أَبِي جَبْرِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلَيْهِ هَكَذَا فِي الْحَقِّ وَالْآخَرِ آتَاهُ اللَّهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُ بِهَا** ترجمہ عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ حسد کرنا لائق نہیں مگر دو چیز میں یا آدمی میں لیک تو وہ مرد ہے جسکو خدا نے مال یا تو اس کو قدرت دی اسکو خرچ کرنے پر اور دوسرا وہ مرد جسکو خدا نے حکمت دی سو وہ اسکے ساتھ حکم کرتا ہے اور اسکو سکھاتا ہے و اس حدیث کی شرح کتاب العلم میں گذر چکی ہے اور مراد حکمت سے قرآن ہے جیسے کہ ابن عمر کی حدیث میں ہے یا عام تر اس سے اور حکمت کی تعریف یہ ہے جو منع کرے جہل سے اور زجر کرے برے کام سے کہا ابن مہیر نے کہ مراد ساتھ حسد کے اس جگہ شک کرتا ہے

اور نہیں مراد ہے نفی سے حقیقت اسکی یعنی یہ مراد نہیں کہ حسد دنیا میں نہیں مگر دو چیزوں میں والا
لازم آئے گا خلاف اس واسطے کہ لوگ ان دو چیزوں کو سوا ہی اور چیزوں میں بھی حسد کرنے میں اور
شک کرنے میں اس شخص میں ان دونوں کے سوا کوئی اور چیز ہو سو نہیں ہو وہ خبر اور سوا اسکے
یکے نہیں کہ مراد ساتھ اسکے حکم ہے اور اسکے معنی حصہ کرنا بلند مرتبہ کا ہے شک کرنے سے ان دونوں
خصلتوں میں سو گویا کہہا کہ یہ دونوں کہ موکہ تر قربتوں سے ہے جگہ ساتھ شک کیا جاتا ہے اور نہیں
مراد ہے نفی اصل شک کی اس چیز سے جو ان دونوں کے سوا ہے اور کہا کرمانی لئے کہ یہ دونوں
خصلت جو اس جگہ مذکور ہیں یہ شک ہی حسد نہیں اور اسکے معنی یہ ہیں کہ نہیں حسد ہی مگر ان
دونوں میں اور جو ان دونوں میں ہو وہ حسد نہیں پس نہیں ہو حسد اور اس حدیث میں ترخیص
بیچ ولایت حکومت کے واسطے جو جامع ہو سب شرطوں کو اور قوی ہو اور عمل کرنے کے ساتھ
حق کے اور پایا جائے اسکے واسطے مدکار اس واسطے کہ اس میں حکم کرنا ہے ساتھ نیک بات کے
اور مدکرنا ہے ساتھ مظلوم کے اور ادا کرنا ہے حق کا اسکے مستحق کو اور روکنا ہے ظالم کو اور صلح
کرنا ہے درمیان لوگوں کو اور یہ سب عبادتیں ہیں موجب قربت کا اور اسی واسطے متولی ہوئے
اسکے پیغمبر لوگ اور جو انکے بعد ہیں خلفاء راشدین سے اسی واسطے اتفاق ہے سب کا اس پر کہ
کسی کو حاکم بنانا فرض کفایہ اس واسطے کہ لوگوں کا معاملہ بدون حاکم کے سیدھا نہیں ہوتا پس
روایت کی ہے یہی فی ذی القعدة سنہ قوسی کے کہ جب ابو بکر صدیق خلیفہ ہوئے تو انہوں نے عمر فاروق
کو حاکم بنایا کہ لوگوں کے مقدمات فیصل کیا کریں اور عمر فاروق نے عبد اللہ بن مسعود کو لوگوں کے
جھگڑے فیصل کرنے کے واسطے قاضی بنایا اور عمر فاروق نے اپنے عاملوں کو لکھا کہ نیکوں کو حاکم
بنالیں یہ کار اصحاب ہیں اور جو حکومت سے بھاگا تو وہ عاجز ہو نیلے خوف سے بہاگا اور کبھی معاض
ہوتا ہے امر جس جگہ واقع ہو حاکم کا بنانا اس کیسے ساتھ فساد سخت ہو جبکہ نیک باز رہے اور یہ اس
جگہ جس جگہ اس کا غیر ہو اسی واسطے سلف اس سے باز رہتے تھے اور اس سے بہاگتے تھے جبکہ انکے
واسطے ان کو طلب کیا جاتا اور اختلاف ہو اسکے حق میں جو جامع ہو شرطوں کو اور قوی ہو اور
اسکے کہ کیا اسکے واسطے مستحب یا نہیں اکثر کا قول یہ ہے کہ مستحب نہیں اس واسطے کہ اس میں
خطرہ اور دھوکا ہے اور اس واسطے کہ اس میں وعید وارد ہوتی ہے اور کہا بعضوں نے کہ اگر ہو
اہل علم سے اور ہو غیر مشہور اس سے علم نہ اٹھایا جاتا ہو یا محتاج ہو تو مستحب ہے کہ جو ع کیا جاوے
اس کی طرف حکم میں ساتھ حق کے اور نفع اٹھایا جائے اسکے علم سے اور اگر مشہور ہو تو اولیٰ ہو

مستوجب ہوتا ہے علم اور فتویٰ پر اور امیر اگر نہ ہو شہر میں جو اسکے قائم مقام ہو تو مستعین ہوتا ہے اور اس کو اس واسطے کہ وہ فرض کفایہ پر اسکے سولے اور کوئی اس پر قائم نہیں ہو سکتا اور احمد سے ہے کہ نہیں گنہگار ہوتا اس واسطے کہ وہ اس پر واجب نہیں ہے جبکہ اسکے غیر کا نفع اسکو ضرر کرے خاص کر جس سے عمل حق نہ ہو سکے واسطے پھیل جانے ظلم کے (فتح) **باب السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِلْإِمَامِ مَا لَمْ يَكُنْ مَعْصِيَةً** امام کی بات کا سننا اور اسکی اطاعت کرنا جب تک کہ گناہ نہ ہو و سوائے اسکے کچھ نہیں کہ مقید کیا ہے اسکو بخاری نے ساتھ امام کے اگرچہ باب کی حدیثوں میں حکم ہے امیر کی فرمانبرداری کا اگرچہ امام نہ ہو یعنی خلیفہ اس واسطے کہ امیر کی فرمانبرداری کا حکم اس وقت ہے جبکہ امام عظمیٰ کی طرف سے امیر بنایا گیا ہو (فتح) **حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي لَيْثَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا أَوَّلِينَ اسْتَعِجْ عَلَيْكُمْ عَبْدًا حَكِيمٌ كَانَ رَأْسَهُ زَيْبَةً** ترجمہ انس سے روایت ہے کہ حضرت فرمایا کہ کہا مانو اور فرمانبرداری کرو اگرچہ سردار کیا جائے تم پر حبشی غلام کو یا کہ اسکا سر سیاہ منقہ ہے و سردار کیا جائے یعنی مثلاً اسکو کسی شہر کی عام سرداری دی جائے یا کوئی خاص سرداری ہی جائے جیسے نماز کی امامت کرانا یا خارجہ کا لینا یا اطاعت کی مباشرت کرنا اور غفلت سے راستہ میں کے زمانے میں بعض تینوں امور ان کے جامع ہوتے اور یہ جو کہا کہ گویا اس کا سر سیاہ منقہ ہے یعنی اگرچہ حقیر اور بد صورت ہو اور نقل کیا ہے ابن بطال نے مطلب سے کہا کہ قول حضرت کا کہ کہا مانو اور اطاعت کرو تو یہ نہیں واجب کرتا ہے یہ کہ ہو حاکم بنائیں والا حبشی غلام کو بلکہ امام عظمیٰ قرشی اس واسطے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ خلافت کا حق قریش کے سوا کسی کو نہیں اور اجتماع ہے امت کا کہ خلافت نہیں ہوتی ہے غلاموں میں میں کہتا ہوں احتیال ہے کہ نام رکھا گیا ہو غلام یا غنیمت یا کان قنبل آزاد کرنے سے پہلے اور یہ سب سوائے اسکے کچھ نہیں کہ اس وقت میں ہے جبکہ ہو بطور ختمیہ کے لیکن اگر غلام شوکت سے ملک پر غالب ہو جاو تو اسکی تابعداری کرنا بالاجماع واجب ہے واسطے مٹانے فتنے کے جب تک کہ گناہ کا حکم نہ کری اور بعضوں نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ اگر خلیفہ وقت حبشی غلام کو مثلاً کسی شہر کا حاکم بناوے اپنی طرف سے تو اسکی فرمانبرداری واجب ہے یعنی اس واسطے کہ یہ درحقیقت خلیفہ کی فرمانبرداری ہے جسے اسکو امیر بنایا اور اس حدیث میں یہ نہیں کہ غلام حبشی خلیفہ وقت ہو کہا خطابی نے کہ یہی بیان کی جاتی ہے مثال ساتھ اس چیز کے کہ نہیں واقع ہوتی ہے جو زمین یعنی اور یہ بھی قبیل

ہے حبشی غلام کہ واسطے برالغہ کرنے کے فرمانبرداری کے حکم کرنے میں اگرچہ شرعاً متصور نہیں
 کہ وہ سردار بنے (فتح) **حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنَا خُذَّادُ عَنْ ابْنِ جَعْفَرٍ عَنْ**
ابْنِ جَعْفَرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ يَرْوِيهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَأَى مِنْ
أَوَّلِهِ شَيْئًا فَكِرْهُهُ فَلْيُصْبِرْ فَإِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ إِلَّا فَارَقَ الْجَاهِلِيَّةَ شَرًّا فَمَوْتًا لَا
مَاتَ مِثْلَهُ جَاهِلِيَّةً ترجمہ اس میں اس روایت ہے کہ حضرت فرمایا کہ جو اپنے سردار سے کوئی
 بری بات دیکھے تو چاہئے کہ صبر کرے سویشک بات یہ کہ نہیں کوئی جو جدا ہو جماعت سے یا شت
 سومر جائے مگر کہ اسکا مرنا کفر کا سامرنا ہے **حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعْدٍ**
عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَإِذَا وُجِبَ
بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ ترجمہ عبد بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت فرمایا کہ جب
 ہے ہر مسلمان پر امام کی بات کا سننا اور اسکی فرمانبرداری کرنا خوشی اور ناخوشی میں جب تک کہ نہ حکم
 کرے پھر جب گناہ کا حکم کیا جائے تو نہیں واجب ہے بات سننا اور نہ کہ ماننا **فَإِنْ يَهْدِيكُمْ إِلَى هَذَا فَخُذُوا**
 گناہ کا حکم نہ کرے تو یہ حدیث مفید کرتی ہے اس چیز کو جو پہلے دونوں میں مطلق ہے یعنی حبشی
 غلام کی فرمانبرداری کرنا اور صبر کرنا امیر کے کام پر خوشی اور ناخوشی میں اور وعید اور جدا ہونے
 جماعت سے اور جب گناہ کا حکم کرے تو نہیں واجب ہے فرمانبرداری کرنا بلکہ حرام ہے اس پر جو باز
 رہے پر قادر ہو اور معاذ کی حدیث میں ہے کہ نہیں واجب ہے فرمانبرداری اسکی جو خدا کی فرمانبرداری
 نہ کرے اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں واجب ہے فرمانبرداری کرنا خدا کے گناہ میں اور
 عبادہ کی حدیث میں ہے کہ فرمانبرداری کرنا کہ یہ کہ صریح کفر و کھوسو اگر کفر کرے تو بالا جماع غول
 کیا جائے اور واجب ہے ہر مسلمان پر قائم ہونا پیچ اسکے سو جو قادر ہو اسکو ثواب ہے اور جو
 سستی کے اسکو عذاب ہے اور جو عاجز ہو تو واجب ہے اس پر ہجرت کرنا اس میں سے اور پہلے
 گزر چکا ہے کہ کفر کی روایت معمول ہے اس پر جبکہ تو تنازع خلافت اور سرداری میں پس تنازع
 کیا جائے اس باوٹنا ہی اور خلافت میں مگر جبکہ کفر کا مرکب ہو پس جائز ہے مغرول کرنا اسکا
 اور چھین لینا خلافت کا اس سے جبکہ کھلم کھلا کفر کے کام کرے اور معمول ہے روایت گناہ کی
 اس پر جبکہ تنازع باوٹنا ہی کو سوامی کسی اور چیز میں ہو پس جب نہ قرح کرے خلافت میں تو
 تنازع کرے اس سے گناہ میں کہ اس پر انکار کرے ساتھ نرمی کے جبکہ قادر ہو اوپر اس کے

۱۰۹

۱۴ اس پر

لیکن گناہ میں مغرول نہ کیا جائے گو گناہ میں اس کی فرمانبرداری واجب نہیں لیکن فتح حدیث
 عمر ابن حفص ابن غنیات قال حدثنا ابی قال حدثنا الانعمش قال حدثنا سعد
 بن جبید عن ابی عبد الرحمن عن علی قال بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 سیرۃ وافر علیہم رجلا من الانصار وافرہم ان یطیعوہ فغضب علیہم وقال
 الیس قدامی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یطیعونی قالوا بلی قال غمیت علیکم
 لما جمعت خطبا ووقک ثم نارتہ دخلت فیہا فجمعوا خطبا ووقک وافتکما
 ہما بالداخل فقام یبظر بعضہم الی بعض فقال بعضہم انما کنتمنا النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم فزارا من النار اقلنا حلہا فیدہما ہم کذا لک اذا خذت
 النار وکنت غضبہ فذکر لک النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لودخلوها
 ما خرجوا منها ابدا انما الطاعة فی المعروف ترجمہ علی مرتضیٰ سے روایت ہے کہ حضرت
 نے ایک چھوٹا لشکر بھیجا اور ایک انصاری مرد کو ان پر امیر کیا اور لشکریوں کو حکم کیا کہ اسکی حکم برداری کرنا
 سو وہ کسی سب سے ان پر غصہ ہو۔ اور کہا کہ کیا حضرت نے تمکو حکم نہیں کیا تھا کہ میری حکم برداری
 کرنا انہوں نے کہا کیوں نہیں کہ میں تم کو قسم دیتا ہوں مگر یہ کہ تم لکڑیوں کو جمع کرو اور آگ جلاؤ پھر
 اس میں گھسوسو انہوں نے لکڑیوں کو جمع کیا اور ان میں آگ جلانی سو جب انہوں نے قصد کیا ایمین
 گھسنے کا تو کھڑے ہوئے بعضے بعضوں کو دیکھنے لگے تو بعضوں نے کہا کہ ہم حضرت کی تابع ہوئے
 آگ سے بھاگنے کے واسطے کیا ہم اس میں گھسین سو اسی حالت میں تھے کہ ناگہان آگ فرو ہوئی
 اور اس کا جوش مدہم ہوا سو یہ قصد حضرت سے ذکر کیا گیا تو حضرت نے فرمایا کہ اگر اس میں گھسنے تو اس سے
 کبھی نہ لکٹنے فرمانبرداری کرنا تو صرف نیک کام میں ہر ف اور مراد اس حدیث سے نہج اور ڈ
 ہے یہ مراد نہیں کہ وہ دوزخ میں ہمیشہ رہتے اور بعضوں نے کہا کہ سردار کی یہ مراد نہیں تھی کہ سچ
 اس میں گھسین بلکہ اسنے اشارہ کیا کہ سردار کی فرمانبرداری واجب ہے اور جو واجب کو ترک کرے وہ آگ
 میں داخل ہوگا اور جب ان پر اس آگ میں داخل ہونا دشوار ہے تو پھر کیا حال ہے دوزخ کی آگ کا اور
 شاید اس کی نیت یہ تھی کہ جب اس میں گھسنے کا قصد کریں تو ان کو منع کر دے نگار فتح باب
 من لم یسأل اللہ الامارة اقامہ اللہ جو خدا سے سرداری نہ مانگے خدا اس کی مدد کرنا ہی
 حدیث تاج مجاہد بن منہال قال حدثنا جریہ بن حازم عن الحسن بن عبد الرحمن
 بن سمرۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا عبد الرحمن بن سمرۃ لا تسئل الامارة

فَإِنَّكَ إِنِ أُوْتِيتَ بِهَا عَنْ مَسْئَلَةٍ وَكَلِّتَ إِلَيْهَا وَإِنْ أُوْتِيتَ بِهَا عَنْ غَيْرِ مَسْئَلَةٍ أَعْنَتَ
عَلَيْهَا وَلَوْ ذَاكَ لَفُتُّ عَلَى يَمِينٍ فَكَانَتْ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَكَفَرْتُ عَنْ يَمِينِكَ وَأَشْرَأْتُ
الَّذِي هُوَ خَيْرٌ مِنْ جَرْمِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ مِنْ رِوَايَتِهِ أَنَّكَ رَأَيْتَ فِي رَأْسِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ تَوَسُّتَ مَا نَكَبُوا
حُكُومَتَ أَوَّلِ سَرَّارِي كَوَاسِطَ كَلَامِ حُكُومَتِ تَجْهَلُونَ لَكُمْ مِنْهُ تَوَسُّتَ بِمَنْ يَسُوْنِي جَلَسَ بِعَيْنِي خِدَاكِي
طَرَفَ سَرَّارِي مَدَدَ نَهْوَ كِي وَابْرَأَ حُكُومَتِ تَجْهَلُونَ لَكُمْ مِنْهُ تَوَسُّتَ بِمَنْ يَسُوْنِي جَلَسَ بِعَيْنِي خِدَاكِي
جَبَّ تَوَكُّسِي جَبَّ بِرَقِصَمِ كَلَامِي بِحَرِّ تَوَكُّسِي خِلَافَ كَوَاسِطِ سَرَّارِي تَوَكُّسِي كَلَامِي بِحَرِّ تَوَكُّسِي
كَلَامِي بِحَرِّ تَوَكُّسِي خِلَافَ قِسْمِ كَلَامِي بِحَرِّ تَوَكُّسِي خِلَافَ قِسْمِ كَلَامِي بِحَرِّ تَوَكُّسِي خِلَافَ قِسْمِ كَلَامِي
اسكو اس پر مدد نہی دی جاتی بسبب اسکی حرص کو اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طلب کرنا اس چیز کا
کہ حکم کے متعلق ہو مگر وہ سبب اسکی حرص کو اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طلب کرنا اس چیز کا
حرص کر رہا اسکو مدد نہی ہوتی لیکن لازم آتا ہے نہ مدد ہونے سے کہ نہ حاصل ہوا اسکی واسطے
عدل جبکہ سرور کیا جائے اور مراد مدد کرنے سے یہ کہ خدا اس پر فرشتہ اتارتا ہے جو اسکو ہر بات
میں سیدھا اور مضبوط رکھتا ہے (فتح) **بَابُ مَنْ سَأَلَ الْأَمَلَةَ وَكَلِّتَ إِلَيْهَا جَوَاسِرَ بَنِي**
سَلِيْمٍ وَتَوَسَّطَ فِي سَوْنِي جَانِي تَبَيَّنَ أَنَّكَ تَوَسَّطَ فِي سَوْنِي جَانِي تَبَيَّنَ أَنَّكَ تَوَسَّطَ فِي سَوْنِي جَانِي
تَوَسَّطَ فِي سَوْنِي جَانِي تَبَيَّنَ أَنَّكَ تَوَسَّطَ فِي سَوْنِي جَانِي تَبَيَّنَ أَنَّكَ تَوَسَّطَ فِي سَوْنِي جَانِي
تَوَسَّطَ فِي سَوْنِي جَانِي تَبَيَّنَ أَنَّكَ تَوَسَّطَ فِي سَوْنِي جَانِي تَبَيَّنَ أَنَّكَ تَوَسَّطَ فِي سَوْنِي جَانِي
اس کا وہی جو اوپر گزرا اور ایک روایت میں ہے کہ جو مجبور کیا جائے اس پر خدا فرشتہ اتارتا ہے
جو اسکو مضبوط رکھے اور بیچ مجبور کرے کہ اسکی طرف نہ بلایا جائے اور وہ اپنے تئیں اسکی لائق نہ سمجھو
واسطے ہیبت اسکی کے اور خوف واقع ہو نیکی گناہ میں اسکی مدد ہوتی ہے جبکہ داخل ہو بیچ
اسکی اور قائم رکھا جاتا ہے اور اصل اس میں یہ ہے کہ جو اللہ کے واسطے تواضع کرے خدا اس کا درجہ
بلند کرتا ہے اور حکومت نہ مانگنے کا حکم محمول ہے غالب پر اس واسطے کہ یوسفؑ کو کہا تھا (فتح) **بَابُ**
مَا يَكُونُ مِنَ الْحَرْصِ عَلَى الْأَمَارَةِ وَكَرَاهِيَةِ سَرَّارِي بِرِغْبَتِي أَوَّلِ حَاصِلِ كَرَاهِيَةِ
اسکی کے اور وجہ کراہت کی ماخوذ ہے پہلے باب صرف یعنی اس واسطے کہ معلوم ہے کہ نہی خالی
ہوتی ہے حکومت شفقت سے سو جسکو خدا کی طرف مدد نہی وہ اس میں ڈوب جائے گا

اور آخرت کو تباہ کر لیا سو جو عقل والا ہو تو سرکاری کی طلب کیواسطے ابھی تعرض نہیں کرتا بلکہ جب باز
 ہے اور بدون مانگے دیا جائے تو خدا اسکی مدد کرتا ہے اور جو اس میں فضیلت ہو سو پوشیدہ نہیں رہتا
حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَيْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَكُمْ سِتْرٌ صَوْتٌ عَلَى الْأَمَانَةِ وَتَكُونُ نَدَامَةً
يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَنَعَمْ لِلرُّضِيعَةِ وَبَحْسَتِ الْفَارِطَةِ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَرَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ الْحَمِيدِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ
الْحَكِيمِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَوْلُهُ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت فرمایا کہ بیشک تم حرص
 کر کے سرکاری پر اور حالانکہ حکومت قیامت میں بچتا رہو گا یعنی کیون ہم حاکم ہوئے جو آج
 حساب میں گرفتار ہو تو سود و پلا نیوالی تو اچھی ہے اور دود چھوڑا نیوالی بری ہے اور کہا محمد نے الخ
 یعنی اس طریق سے یہ حدیث موقوف آئی ہے **ف** یعنی حکومت کی ابتداء خوب ہوتی ہے کہ آدمی
 عیش و آرام میں رہتا ہے جیسے عورت جب تک دود پلائی جاتی ہے لڑکا خوش رہتا ہے اور انجام حکومت
 کا بُرا ہے اسکے زوال سے آدمی رنج اور افسوس میں گرفتار ہوتا ہے جیسے عورت دود چھوڑانے والی
 لڑکے کو بری معلوم ہوتی ہے اور حمل ہمارت میں ہمارت عظمیٰ یعنی خلافت اور لاریت صغیر
 یعنی بعضے شہروں کی حکومت اور یہ حضرت کی پیشین گوئی ہے سو جیسا حضرت فرمایا ویسا
 ہی واقع میں آیا اور یہ جو فرمایا کہ قیامت کے دن بچتا رہو گا یعنی اسکے واسطے جس نے عمل کیا بچ سکے
 جو لائق تھا اور بزار اور طبرانی نے عوف بن مالک سے روایت کی ہے کہ اسکا اول بلا مت ہو اور
 اوسط بچتا ہو اور اسکا آخر عذاب ہو قیامت کو دن اور مسلم نے ابو ذر سے روایت کی ہے کہ اُس
 نے کہا کہ میں نے کہا یا حضرت کیا آپ مجھ کو تحصیلِ نکوۃ وغیرہ پر حاکم نہیں کرتے تو حضرت نے
 فرمایا کہ اے ابو ذر تو ضعیف اور ناتوان آدمی ہے اور یہ حکومت خدا کی امانت ہے اور مقرر حکومت
 قیامت کو دن رسوائی اور شرمندگی ہوگی مگر اسکو رسوائی اور شرمندگی نہیں جسے حکومت لے کر
 اسکا حق ادا کیا اور جو اس پر فرض تھا یعنی امانت داری اور رعیت میں انصاف کرنا سو اسنے
 بخوبی ادا کیا اور یہ حدیث مقتدر کرتی ہے پہلی حدیث کو کہ اس میں مطلق ندامت کا ذکر ہے کہا تو
 نے کہ یہ حدیث اصل غلط ہے بچنے کے حکومت سے خاص کر جو ضعیف ہو اور وہ اسکے حق میں
 ہے جو کم لیاقت ہو حکومت کی لیاقت نہ رکھتا ہو اور نہ عدل کرے کہ وہ بچتا ہے گا اپنے قصور
 جبکہ بدلا دیا جائے گا ساتھ رسوائی کے قیامت کو دن اور یہ جو حکومت کی لیاقت رکھتا ہو اور

اس میں انصاف کرے تو اسکے واسطے بڑا ثواب ہے جیسا کہ بہت حدیثوں میں آیا ہے لیکن باوجود اسکے
 اس میں بہت بڑا خطرہ ہے اسی واسطے کاہر نے اسکو اختیار نہیں کیا اور یہ جو فرمایا کہ اچھی ہے دودھ پلانے والا
 یعنی دنیا میں اور بری ہے دودھ چھوڑنے والی یعنی بعد موت کر اس واسطے کہ اس پر اس کا حساب ہوتا ہے
 پس وہ مانند اس کی ہے کہ دودھ چھوڑا یا جاوے اس کے لیے پرواہ ہونی سے پہلے سو اس میں اس کی ہلاکی
 ہوتی ہے (فتح) **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو اسْمَاعِيلَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي**
بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَرَجُلَانِ مِنْ
قَوْمِي فَقَالَ أَحَدُ الرَّجُلَيْنِ أَمْرٌ نَأْيَا رَسُولَ اللَّهِ وَقَالَ لَا حَرَمَ شَيْءٍ فَقَالَ لَكَ أَكْثَرُ لِي
هَذَا مِنْ سَأَلَةٍ وَلَا مَنْ حَرَصَ عَلَيْهِ نَزَّهَهُ أَبُو موسى سے روایت ہے کہ میں اپنی قوم کے دو
 مردوں کو ساتھ حضرت پر داخل ہوا تو دونوں نے کہا یا حضرت ہم کو حاکم کیجئے تو حضرت نے فرمایا
 مقرر ہم نہیں حاکم کرتے اس پر اسکو جو اسکو طلب کرے اور نہ اسکو جو اس پر حرص کرے اس
 حدیث کی شرح مزدولن کو بیان میں گذر چکی ہے اور اس حدیث میں ہے کہ جو پالتے اسکو حاکم عیش و
 آرام سے کم ہے اس سے کہ پالتا ہے اسکو سختی اور تکلیف سے یا ساتھ مغرول ہو نیلے دنیا میں پس
 ہوتا ہے گناہ اور یا ساتھ مواخذہ کے آخرت میں اور یہ سخت تر ہے خدا کی پناہ ہے کہ ناقضی
 بیضاوی نے پس نہیں لائق ہے عاقل کو کہ خوش ہووے اس لذت سے جس کو بھیجے حسرت و افسوس
 ہو کہ اہلب نہ کہ حکومت کی حرص کرنا وہ سبب ہے ہر بیچ لڑنے لوگوں کے اور پر اسکے یہاں شک کہ
 لہو جاری ہوئے اور مال اور شرم گاہیں مباح جانی گئیں اور بڑا ہوا فساد زمین میں اسکے سبب سے اور وجہ
 پتھانیکی یہ کہ کبھی قتل ہوتا ہے یا مغرول ہوتا ہے یا مرجاتا ہے پس پتھال ہے داخل ہونی سے پہلے اسکے
 اس واسطے کہ اس سے حقوق العباد کا مطالبہ کیا جاتا ہے جن کا وہ مرتکب ہو اور البتہ فوت ہوتی اس سے
 وہ چیز جس پر اسے حرص کی تھی اور تنہا ہے اس سے کہ متعین ہو اس پر حاکم ہونا جیسے حاکم مرجع
 اور کوئی غیر اس کا قائم مقام نہ پایا جاوے اور اگر وہ اس میں نہ داخل ہو تو حاصل ہو فساد ساتھ ضائع
 ہونے احوال کے (فتح) **بَابُ مَنْ اسْتَعَى رَعِيَّةً فَلَمْ يَنْصُرْهُ فِي رَعِيَّتِهِ كَانُكْبَانُ كَيْفَا**
اور وہ ان کی خواہی نہ کرے **حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْجِبِ عَنْ الْحُسَيْنِ**
ابْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ ابْنِ زِيَادٍ عَادَ مَعْقِلَ بْنَ يَسْرِ فِي مَوْضِعٍ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَقَالَ لَهُ
مَعْقِلُ ابْنِي مُحَمَّدٍ تِلْكَ حَدِيثُ سَمْعَةَ مِنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَّا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيهِ اللَّهُ رَعِيَّةً فَلَمْ يَحْطَ بِهَا بِصِيَرَةٍ أَوْ

رَاحَةُ الْجَنَّةِ تَرْجَمُهُ مَعْقِلٌ سِرُّ رَوَايَتِهِ بِرُكْنَيْنِ فِي حَضْرَتِهِ سِرٌّ تَأْوِيلُهُ تَحْتَهُ كَهَيْئَةِ الْيَسَاءِ بِنَدَى نَهْنٍ
 ہے جسکو خدا نے کسی رعیت کا نگہبان کیا سو اسے خیر خواہی سے ان کی نگہبانی نہ کی اور نہ اون کی
 خیر گیری کی تو وہ بہشت کی بو نہ پائے گا ف کہہ کر مانی نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ
 حدیث کی بو پائے گا اور وہ خلاف مقصود کا ہے اور جواب یہ ہے کہ یہاں اَلَا مَقْدَرٌ ہے حَسْبُكَ
 لَا شَقَّ بَرٍّ مَصْنُوعٍ قَالَ الْخَبَرُ الْخُسَيْنُ الْجَعْفَرِيُّ قَالَ نَرَاهُ ذَكَرَهُ عَنْ هِشَامٍ عَنِ الْحَسَنِ
 ابْنِ مَعْقِلٍ بَنِ يَسَارٍ يَعُودُهُ قَدْ خَلَّ عَيْنُكَ اللَّهُ فَقَالَ لِمَ مَعْقِلٌ أَحَدًا نَكَحَ حَتَّى يَأْتِيَهُ مَعَهُ
 مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَلَأَ مِنْ وَالِ بَنِي رَعِيَّتِهِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فِيمَا
 وَهُوَ فَاشَّ لَهُمْ الْأَحْزَمُ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةُ تَرْجَمُهُ مَعْقِلٌ سِرُّ رَوَايَتِهِ بِرُكْنَيْنِ فِي حَضْرَتِهِ سِرٌّ
 فرماتے تھے کہ کوئی ایسا حاکم نہیں جو کسی مسلمانوں کی رعیت کا والی ہوے پھر مر جائے اور حالانکہ
 وہ حاکم اس رعیت کا بدخواہ ہو مگر کہ خدا نے اس پر بہشت کو حرام کیا یعنی ظالم حاکم بہشت سے محروم ہے
 اور بدخواہی یہ ہے کہ ان پر ظلم کرے اور ان کا مال ناحق چھین لے اور ان کو ناحق قتل کرے اور ان کی بد عزتی
 کرے اور جو ان کو حقوق ہوں ان کو نہ دیوے اور نہ سکھائے ان کو جو واجب ہے اس پر کھلانا ان کا دین اور
 دنیا کے امر اور نہ قائم کرے ان میں حدود کو اور نہ ٹھائے مفسدون یعنی رہنمون اور چورون وغیرہ کو
 ان سے اور نہ حمایت کرے ان کی و تحذ الک کہا ابن بطلال نے کہ یہ وعید شدید ہے ظالم حاکمون کے حق
 میں جو جس نے رعیت کا حق ضائع کیا یا ان کی خیانت کی یا ظلم کیا تو قیامت کو دن اس سے بندوں کو
 مظالم کا مطالبہ کیا جائے گا پس کس طرح قادر ہوگا کہ ایک بہت بڑی امت کو ظلم سے نجات پاوے
 اور اس پر بہشت کو حرام کرے یعنی اگر وعید کو اس پر جاری کیا اور مظلوموں کو اس سے راضی کیا اور
 یہ وعید محمول ہو رہا اور تشدید پر یعنی اسکے ظاہر معنی مراد نہیں صرف ڈرنا مقصود ہے واللہ اعلم
 بَابُ مَنْ شَاقَّ شَاقَّ اللَّهُ عَلَيْهِ جُلُودُ كُونِ كُوشَقْتِ مِیْنِ ثَلَاثَةِ خَدَا اسکو مشقت میں ڈالے گا۔
 حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الْجَرِيرِيِّ عَنْ طَرِيفِ بْنِ تَمِيمَةَ
 قَالَ شَهِدْتُ صَفْوَانَ وَجُنْدُبًا وَآخِطَابَةَ وَهُوَ يُوصِيهِمْ فَقَالُوا أَهْلُ سَمْعَتٍ مِنْ
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ مَنْ سَمِعَ سَمِعَ اللَّهُ بِهِ يَوْمَ
 الْقِيَمَةِ قَالَ وَمَنْ يُشَاقُّ يُشَاقُّ اللَّهُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَقَالُوا وَصِنَا فَقَالَ لَنْ أَوَّلَ مَا
 يَنْتَقِ الْمَرْءُ نِسَانِ بَطْنِهِ فَمَنْ اسْتَطَاعَ إِلَّا كَلَّ إِلَّا طَيْبًا فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ اسْتَطَاعَ إِلَّا كَلَّ
 بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ عَمَلٌ عَكِيفٌ مِنْ دِيمِ أَمْرَاقَةٍ فَلْيَفْعَلْ قَالَ قُلْتُ لَا يَكُنْ عَبْدًا لِلَّهِ مَنْ

يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُنْدٌ قَالَ لَعَنَ جُنْدٌ حَرَمَ الْبَيْتِ
روایت ہے کہ میں صفوان اور حذیب اور اسکے ساتھیوں کو پاس موجود تھا اور حالانکہ وہ ان کو وصیت کرتا تھا
تو انہوں نے کہا کہ کیا تو نے حضرت سے کچھ سنا ہے اسنے کہا ہاں میں نے حضرت سے سنا فرماتے تھے کہ جو سناوی
خدا اسکو قیامت کو دن سنائے گا اور جو لوگوں کو مشقت میں ڈالے خدا اسکو قیامت کو دن مشقت میں
ڈالے گا تو انہوں نے کہا کہ ہم کو وصیت کرتے ہو اسنے یعنی صفوان نے کہا کہ پہلے پہل جو چیز تو می کے بدن سے
سُترتی اور پو کرتی ہے یعنی بعد موت کی اس کا پیٹ ہی سو جس سے ہو سکے کہ نہ کھائے مگر پاک چیز تو چاہئے
کہ کرے اور جس سے ہو سکے کہ نہ روکے اسکو بہشت میں داخل ہونے سے کف (چلو) بھرا ہو جسکو اسنے بہایا
تو چاہئے کہ کرے یعنی کسی مسلمان کا ناحق خون نہ کرے کہا کہ میں نے ابوالبتہ سے کہا کہ کون کہتا ہے کہ
میں نے حضرت سے سنا حذیب اسنے کہا ہاں حذیب وف جو سنائے الخ یعنی جو خلقت میں نام نمود چاہے اور
شہرت اور نیک نام ہونیکے واسطے نیکی کرے خدا اسکو قیامت کو دن تمام مخلوقات کو سامنے ذلیل اور رسوا
کرے گا اور اس کی شرح حقائق میں گزرجی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے حضرت سے سنا فرماتے تھے
کہ نہ حامل ہو درمیان کسی کے تم میں ہو اور درمیان بہشت کو چلو بھرا ہو مسلمان کا جسکو اسنے ناحق بہایا
اور ذکر چلو کا بطور مثال کے ہے والا اگر چلو سے کم ہو تو اسکا بھی یہی حکم ہے اور یہ عید شدید ہے واسطے قتل
مسلمان کے ناحق اور مراد حدیث میں نہیں ہے بری بات کہنے سے مسلمانوں کو حق میں اور ظاہر کرنا
بدیوں اور عیبوں کا اور نہ مخالفت کرنا بسبل مومنین کے اور لازم پکڑنا ان کی جماعت کو اور نہی دخل کرنے
مشقت کے سے اوپر انکے اور ضرر پہنچانا ان کو (فتح) **يَا بُ الْقَصَاءِ وَالْفُتَيَا فِي الطَّرِيقِ** حکم کرنا
اور فتوے دینا راہ میں وف دونوں کو برابر کیا ہے اور دونوں از تخرج ہیں اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ
قصائے کے اور جو حدیث مرفوع ہے لیا جاتا ہے اس سے جائز ہونا فتویٰ کا راہ میں کہ حضرت نے راہ میں
اسکو جواب دیا پس لاحق ہو گا ساتھ اسکے حکم (فتح) **وَقَضَىٰ يَحْيَىٰ بْنُ يَعْمَرَ فِي الطَّرِيقِ** یعنی اور حکم کیا
یہی بن یسراہ میں یعنی شہر مرو میں جبکہ وہاں قاضی ہوا حجاج کے زمانے میں **وَقَضَىٰ الشَّعْبِيُّ عَلَىٰ**
يَا بَ عَارِ یعنی اور حکم کیا شعبی نے اپنے گھر کے دروازے پر **ف** اور علی سے روایت ہے کہ انہوں نے
بازار میں حکم کیا **حَدَّثَنَا عُمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ** قال **حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمِ**
بْنِ أَبِي الْجَعْدِ قال **حَدَّثَنَا الشَّرِّفُ بْنُ مُلَيْكٍ** قال **بَيْنَمَا أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**
خَارِجَانِ مِنَ الْمَسْجِدِ فَلَقِينَا رَجُلًا عِنْدَ سِدِّ الْمَسْجِدِ فقال **يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى السَّاعَةُ**
قَالَ **إِنِّي لَا أَدْرِي** **وَسَلَّمَ مَا أَكَدْتُ لَهَا فَكَانَ الرَّجُلُ اسْتَكَانَ ثُمَّ قَالَ يَا رَسُولَ**

اللّٰهُ مَا أَصْدَقَتْ لَهَا كِتَابِيَّامُ وَكَصَلَوَةٌ وَكَصَدَقَةٌ وَلَكِنِّي أَحْبَبْتُ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ قَالَ
 أَنْتَ مَعَ مَرَّاجِبِيَّتِ تَرْجُمُهُ اَنْسِ سِرَّ رَوَايَتِ بِرَّكَ حَالَتِ مَيْنَ كِه مَيْنَ اَوْ حَضْرَتِ مَسْجِدِ سَمْعَتِنِ نَحْنِ
 سَوَايَكِ مَرْدِ سَمْعِ مَلَا سَمْعِ كِه دَر وَاَزِ سِرِّ تَوَا سَمْعِ كِه اِيَّا حَضْرَتِ قِيَامَتِ كِبِ اَنْسِ كِي حَضْرَتِ ذُرِّ اِيَّا نَحْنِ
 اِسْكِي وَاِسْطِ كِيَا سَامَانِ تِيَا رِ كِيَا هِي جُو چِي تَابِ سِي تُو كُو يَا كِه وَه مَرْدِ كِيَا اَوْ غَاظِرِ هُوَا پَحْرِ اِسْمِ كِه اِيَّا حَضْرَتِ
 نَهْمِنِ تِيَا رِ كِيَا مَيْنِ نِي اِسْكِي وَاِسْطِ زِيَادِ رُو زِه نَمَا زِه سَدَقَه لِيَكِنِ مَيْنِ خُدَا اَوْ اِسْكِي رَسُوْلِ سِي مَحْتِ
 رَكْتَا هُوَنِ حَضْرَتِ ذُرِّ اِيَّا كِه تُوَا نَكِ سَاكْتِ هُوَا جَنَسِ تُو مَحْتِ رَكْتَا هِي وَفِ شَايِدِ سَوَالِ اِس مَرْدِ كَا
 قِيَامَتِ سِي وَاِسْطِ ذُرِّ نَحْنِ كِه تَحَا اِس چِي سِي كِه اِس مَيْنِ هُوَا اِخْتِلَافِ هُوَا اِس مَيْنِ كِه چَلْتِ اَوْ پِيَادِه پَا
 حَكْمِ كَرَا جَا زِه يِيَا نَهْمِنِ سُو كِه اَشْرَبِ كِه نَهْمِنِ هُوَا كُوِي ذُرِّ سَاكْتِ اِسْكِي جَكِه نِيَا زِرِ كِه اِسْكُو سَمْعَتِنِ سِي
 اَوْ كِه اِسْحُونِ نِي كِه نَهْمِنِ لَاقِ هِي اَوْ كِه اِيَّا جَلِيْبِ ذُرِّ كِه نَهْمِنِ هُوَا كُوِي ذُرِّ جَكِه چَلْتَا هُوَا اَوْ اِيَّا رِ اَنْدَا كَرَا
 سَاكْتِ اَنْظُرِ اَوْ رِيَا نَدَا اِس كِي كِه سُو نَهْمِنِ جَا زِه يِيَا كِه اِيَّا اِبْنِ اِبْطَالِ ذُرِّ اَوْ رِيَا حَسَنِ هُوَا اَوْ قَوْلِ اَشْرَبِ كَا مَوَافِقِ تَرْجُمِ
 سَاكْتِ دِلِ كِه اَوْ كِه اِيَّا اِبْنِ مَنَسِي كِه نَهْمِنِ صَحِيحِ هِي حَجْتِ اِس كِي جُو مَنَعِ كَرَا نَهْمِنِ اِس كِي بَاتِ كَرُنِي سِي اِه
 مَيْنِ اَوْ رِيَا حَدِيثِ مَيْنِ وَاَرْدِ هُوِي مَيْنِ اِس مَيْنِ كِه اَصْحَابِ ذُرِّ حَضْرَتِ سِي سَوَالِ كِيَا چَلْتِ اَوْ پِيَادِه پَا اَوْ سَوَارِ اَوْ
 اَنْسِ كِي حَدِيثِ مَيْنِ جَوَا زِ سَكُوْتِ عَالَمِ كِه سَاكْتِ كِه جَوَابِ سِي جَكِه مُسْلَمِ نِيَا جَانَا هُوَا جِسْ كِي لُو كُوْنِ كُو خَا
 نُو يَا فِتْنِ اَوْ رِيَا تَا وِلِ كَا خُوْتِ هُوَا اَوْ مَنَقُوْلِ سِي مَلَبِ سِي كِه رَا هِي مَيْنِ اَوْ سَوَارِ پَرِ فِتْنِ دِيَا تُوَا ضَعِ سِي هُوَا
 رَفْعِ) بَابِ مَلَكُورِ اَنْبِيَا صَلَّيْ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ لَهُ بُوَابٌ جُو ذُرِّ كِيَا كِيَا هُوَا كِه حَضْرَتِ
 كَا كُوِي دَر بَا نِيَا نَهْمِنِ اَحَدِ كِه اَنْسِ اَحَا قِ بِيْنِ مَنَصُوْرِ قَالِ اَحَدِ شَتَا عِبْدًا لَصَمْدٍ قَالِ اَحَدِ شَتَا
 شَعْبٍ قَالِ اَحَدِ شَتَا كَلِمَتِ اَلْبَنَانِي قَالِ بِيْمَعُتَا اَنْسِ بِيْنِ مَلِكِ يَقُوْلُ اَمْرًا مَرَّةً مِّنْ اَهْلِهِ
 نَعْرِفِيْنَ فَلَا نَهْ قَالَتِ نَعَمْ قَالِ فَاِنَّ اَلْبَنِيَّ صَلَّيْ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهَا وَهِيَ تَبْكِي عِنْدَ
 قَبْرِ فَقَالَ تَفِيَّ اللّٰهُ وَاصْبِرِي فَقَالَتِ اَلَيْكَ عَنِّي فَاَنْتَ خَلُوْ مِنْ مُّصِيبَتِي قَالِ فَجَاوَزَهَا
 وَمَضَى فَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ فَقَالَ مَا قَالَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّيْ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ مَلَأَتْهُ
 قَالِ اِنَّهُ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّيْ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالِ فَجَاءَتْ اِلَى بَابِهِ فَلَمْ يَجِدْ عَلَيْهِ بُوَابًا
 فَقَالَتِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَا عَرَفْتُكَ فَقَالَ اَلْبَنِيَّ صَلَّيْ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الصَّبْرَ
 عِنْدًا وَكُلِّ صَدَقَةٍ تَرْجُمُهُ ثَابِتِ سِي رَوَايَتِ بِرَّكَ مَيْنِ لِيَا اَنْسِ سِي سَاكْتِ اِسْمِ اِيْنِي كِه اِيَّا اَوْ اِيَّا
 اِيَكِ عُوْرَتِ سِي كِه اِيَّا تُو فُلَا نِيَا عُوْرَتِ كُو پِيَا نَتِي هِي اِسْمِ كِه اِيَّا اَنْسِ نِيَا كِه حَضْرَتِ اِس عُوْرَتِ پَرِ
 كَرُنِي اَوْ رِيَا قِسْمِ كِه پَا سِي وِنِي سِي تُو حَضْرَتِ ذُرِّ اِيَّا كِه اَللّٰهُ سِي وَاَرِ صَبْرِ كَرُو اِس عُوْرَتِ نِيَا كِه اِيَّا

میسے کہ آپ نے جو مجلس متقدّر تو خالی ہی میری مصیبت سے جو حضرت اس کے آگے بڑھے اور گزری ہر ایک مرد اس عورت پر گزرا تو اس نے کہا کہ حضرت نے تجھ سے کیا کہا اس نے کہا میں نے حضرت کو نہیں پہچانا اس نے کہا کہ مقرر وہ تو حضرت تھی تو وہ حضرت کو درویش پر آئی اور دروازے پر کوئی دربان نہ پایا اس نے کہا یا حضرت قسم ہر احد کی بین ذی آپ کو نہیں پہچانا تو حضرت نے فرمایا کہ مقرر صبر کا ثواب تو اول صدمہ کی نزدیک ہے شافعی اس حدیث کی شرح جلالہ بن کثیر کی ہے اور اس عورت کا نام معلوم نہیں اور وہ قبر اسکے بیٹے کی ملتی اور جسے اسکو حضرت کا پتہ بتلایا تھا وہ فضل بن عباس تھا کہ اس نے کہا کہ حضرت کا کوئی دائمی دربان نہ تھا کبھی ہوتا تھا اور کبھی نہ ہوتا تھا یا جبکہ اپنے گھر والوں کو کام میں مشغول ہوتے یا اپنے خلوت کو کام میں ہوتے تو دربان بٹھالتے نہیں تو لوگوں کے آگے سے پردہ اٹھاتے تاکہ حاجت والا اپنی حاجت طلب کرے اور حاصل یہ کہ دربان رکھنا جائز ہے مطلق لیکن مقید ہے ساتھ حاجت کی اور کہ شافعی نے کہا کہ نہیں لائق ہر واسطے حاکم کے یہ کہ ٹھیکے دربان اور دو سے لوگوں کا مذہب یہ کہ جائز ہے اور حمل کیا گیا ہے قول اول اور پر نہ مانے آرام کرنے لوگوں کو اور جمع ہونے کے خیر پر اور فرما دیا ہونے کے واسطے حاکم کے اور بعضوں نے کہا کہ بلکہ اس وقت مستحب ہے تاکہ مرتب ہوں خصوم اور دفع ہو شریر اور ثابت ہو چکا ہے ہر قصہ عمر کے عباس کو جھکڑے میں کہ عمر فاروق کے واسطے ایک دربان تھا جس کا یہ نام تھا اور بعضوں نے مقید کیا ہے جواز کو ساتھ بغیر وقت بیٹھنے اسکے کے واسطے لوگوں کے واسطے فصل احکام کے اور بعضوں نے جواز کو عام کیا ہے اور بعضوں نے کہا کہ وظیفہ دربان کا یہ ہے کہ جو دروازے پر آئے اس کی خبر حاکم کو پہنچا دے خاص کہ جبکہ کوئی خاص آدمی ہو احتمال ہے کہ کوئی جھکڑا لیکر آیا ہو اور حاکم گمان کرے کہ وہ ملاقات کے واسطے آیا ہے اور اسکو کچھ انعام دیجے اور یہ خبر حاکم کو پہنچانا روبرو ہو کر یا لکھ کر اور شیشہ دربان رکھنا مکروہ ہے بلکہ کبھی حرام ہوتا ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو حاکم کہ لوگوں کی حاجتوں سے پردہ پوشی سے خدا قیامت کو دن اس کی حاجت سے پردہ پوش ہو گا اور اس حدیث میں وعید شدید ہے اسکے واسطے جو لوگوں کے درمیان حاکم ہو اور بدوین عذر کے پردہ میں اس واسطے کہ اس میں تاخیر کرنا ہے حقوق پہنچانے سے یا ضلوع کرنا ان کا اور اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ مستحب ہے مقدم کرنا پہلے کا پھر اسکے بعد پھر اسکے بعد ہو علیٰ هذا القیاس بالترتیب سب کو بلایا جاوے اور مقدم کرے مسافر کو مقیم پر خاص کہ خوف کرے یا محتجون کو چلے جانے کا اور یہ کہ چاہئے کہ دربان فقہ ہو عارف ہو امین ہو عارف ہو حسن اخلاق ہو لوگوں کا قدر شناس ہو (فتح)

بَابُ الْحَاكِمِ يَجُزُّ بِالْقَتْلِ عَلَى مَنْ وَجِبَ عَلَيْهِ دُونَ الْإِمَامِ الَّذِي فَوْقَهُ

حاکم حکم کرے ساتھ قتل کے اس پر جس پر قتل واجب ہو سو ای اس امام کے جو اس سے اوپر ہے یعنی جسے اسکو حاکم بنایا ہے بدون حاجت کی طرف اذن لینے کی اس سے خاص اس وقت میں حکم کرنا محمد بن خالد قال حدثنا الانصاری عن محمد قال حدثني ابي عن ثمامة عن ابي ان قيس بن سعد كان يكون بين يدي النبي صلى الله عليه وسلم بمنزلة صاحب الشرطة من الاخير ترجمہ انس سے روایت ہے کہ قیس بن سعد حضرت کو آگے بجا کر کو توال کے ہوئے تھے یہی عرف اور شکل یہ مطابقت حدیث کی ترجمہ سے سوا اشارہ کیا ہے کہ وہ لی جاتی ہے اس کے اس قول سے دون احکام اس واسطے کہ اسکے معنی ہیں عند یعنی نزدیک حاکم کے اور یہ وجہ خوب ہے اگر موافق ہو اسکو لغت بنا کر اسکے پس میں کا یہ وظیفہ تھا کہ حضرت کی حضور میں یہ کام کریں آپ کی حکم سے برابر ہے کہ خاص ہو یا عام اور اس حدیث میں تشبیہ اس چیز کی کہ پہلے کندی ساتھ اس چیز کے کہ اسکے بعد پیدا ہوئی اس واسطے کہ حضرت کو نہ ملنے میں کسی عالم کے پاس کو توال نہ تھا اور سو اسکے کچھ نہیں کہ نبی امیہ کی حکومت میں پیدا ہوا تھا سوارا وہ کیا انس کو قریب حال قیس کا نزدیک سامعین کو تشبیہ دی اسکو ساتھ اس چیز کے جو ان کو معلوم تھی فتح (حدثنا مسدد قال حدثنا يحيى عن قرة قال حدثني حميد بن هلال قال حدثنا ابو بردة عن ابي موسى ان النبي صلى الله عليه وسلم بعثه واتبعه بمعاذهم وحدثني عبد الله بن صبيح قال حدثنا محبوب بن الحسن قال حدثنا خالد بن حميد بن هلال عن ابي بردة عن ابي موسى ان رجلا اسلم ثم نهود فآتاه معاذ بن جبير هو عنك ابي موسى فقال ما هذا قال اسلمتم ثم نهود قال لا اجلس حتى اقتله فضله الله وسوله ترجمہ ابو موسی سے روایت ہے کہ حضرت نے اسکو یمن میں حاکم کر کے بھیجا پھر اسکے پیچھے معاذ کو بھیجا اور نیز ابو موسی سے روایت ہے کہ ایک مرد اسلام لایا پھر یہودی ہو گیا یعنی مرتد ہو گیا سو معاذ بن جبل اسکے پاس آ کر اور وہ ابو موسی کے پاس تھا تو معاذ نے کہا کہ اسکو کیا ہے ابو موسی نے کہا کہ اول مسلمان ہوا تھا پھر یہودی ہو گیا تو معاذ نے کہا کہ میں نہیں بیٹھوں گا یہاں تک کہ اسکو قتل کروں یہ اسد اور اسکے رسول کا حکم ہر ف یعنی سو حکم کیا اسکے قتل کرنے کا سو قتل کیا گیا اور ساتھ اسکے تمام ہوگی مراد ترجمہ کی اور اس حدیث میں یہ ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ نہ قائم کریں حدود کو حال شہروں کے مگر بعد مشورت اور اذن لینے کے اس خلیفہ سے جس نے ان کو حاکم کیا کہا ابن بطال نے کہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس باب میں سو کو فیوں کا تو یہ مذہب ہے کہ قاضی کا حکم دکیل کا سا حکم ہے نہیں مطلق ہے ہاں اس کا مگر جن چیز میں

اس کو اجازت ہوئی اور حکم اس کا غیروں کے نزدیک وصی کا حکم پر یعنی جس کو وصیت کی گئی ہو جائز ہے اس کو تصرف کرنا ہر چیز میں اور مطلق ہر ماخذ اس کا تمام چیزوں میں مگر چھوٹے ہونے اور نقل کیا ہے طحاوی نے ان سے کہ نہ قائم کریں حدود کو مگر سردار شہروں کے اور نہ قائم کریں ان کو عال و بیات کو اور نقل کیا ہے ابن قاسم نے کہ نہ قائم کی جائیں حدیں پانیوں پر بلکہ لہجہ طحاوی نے طرف شہروں کی اور نہ قائم کیا جائے قصاص ساتھ قتل کے سب شہروں میں مگر دار الخلافہ میں جس جگہ خلیفہ رہتا ہو یا خلیفے سے تحریری اجازت لی جائے اور کما الشہب نے بلکہ جس کو والی اذن دیو پانیوں کے عالموں سے اس کے واسطے جائز ہے کہ حدود کو قائم کرے اور شافعی سے منقول ہے مثل اس کی کہا ابن بطال نے کہ حجت جواہرین حدیث معاذی ہے کہ اس نے فرزند کو قتل کیا بدوہ اس کے کہ حضرت کی طرف یہ قول اٹھایا جائے (فتح) **يَا أَيُّهَا الْقَاضِي الْحَاكِمُ أَتُفِيئُ وَهُوَ غَضَبَانٌ** کیا حکم کرے حاکم یا فتوے دیوے غصے کی حالت میں **حَدَّثَنَا إِدْرِيسُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ كَتَبَ أَبُو بَكْرَةَ إِلَى ابْنِهِ وَكَانَ بَعْضُ تَنَاقُلٍ لَا تَقْضُ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَأَنْتَ غَضَبَانٌ فَإِنْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَقْضَيْنِ حَكَمَ بَيْنَ اثْنَيْنِ فَهُوَ غَضَبَانٌ** ترجمہ عبد الرحمن سے روایت ہے کہ ابو بکرہ نے اپنے بیٹے کی طرف لکھا اور حالانکہ وہ بستان میں قاضی تھا کہ نہ حکم کر دو آدمیوں میں غصے کی حالت میں اس واسطے کہ میں نے حضرت سے سنا فرماتے تھے کہ ہرگز نہ حکم کرے کوئی حاکم دو آدمیوں میں غصے کی حالت میں ورنہ یعنی جب حاکم اور قاضی غصے میں ہو تو اس وقت مقدمہ فیصل نہ کرے اس واسطے کہ قضیہ فیصل کرنیکا عقل اور ہوش چاہئے اور غصے کی حالت میں آدمی ہوش میں نہیں رہتا اور کبھی ناحق کے ساتھ فیصل کرتا ہے اس واسطے اس سے منع کیا گیا اور یہی قول ہے سب شہروں کو فقہا کا اور کہا ابن دقیق العید نے کہ غصے کی حالت میں اس واسطے حکم کرنا منع ہے کہ حامل ہوتا ہے غصے کو سبب تغیر مزاج میں جس سے نظریں خلل پیدا ہوتا ہے پس نہیں حامل ہوتا ہے استیفاء حکم کا اپنی وجہ پر اور یہی حکم ہے ہر چیز کا جس سے عقل اور فکر میں خلل پیدا ہو مانند بہت بھوک اور پیاس اور غلبہ نیند وغیرہ کی جودل کے متعلق ہے ایسا متعلق کہ مشغول مکتا ہے اس کو استیفاء نظر سے اور شاید غصے کو خاص اس واسطے ذکر کیا کہ وہ نفس پر غالب ہو جاتا ہے اور اس کا مقابلہ دشوار ہوتا ہے برخلاف غیر اس کے لکن اگر غصے کی حالت میں حکم کرے تو صحیح ہو ساتھ کراہت کو اگر حق کی موافق پڑ جائے اور قیام جمہور کا ہے اور البتہ پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت نے غصے کی حالت میں بیٹے کے واسطے حکم کیا اور نہیں

تحت ہر اس میں واسطے دور ہونے کراہت کہ حضرت کی غصے سے اس واسطے کہ حضرت سے معلوم ہوں
 جیسا رضامندی کی حالت میں کہتے ہیں ویسا غصے کی حالت میں کہتے ہیں اور کہا نووی نے لفظ کی
 حدیث میں کہ اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے فتویٰ فی غصے کی حالت میں اور اسی طرح حکم کرنا بھی اور
 جاری ہوتا ہے ساتھ کراہت کہ ہمارے حق میں اور نہیں مگر وہ ہر حضرت کی حق میں اس واسطے کہ نہیں
 خوف کیا جاتا ہے حضرت پر غصے کی حالت میں جو خوف کیا جاتا ہے غیر پر اور لیا جاتا ہے اطلاق سے
 کہ نہیں ہر کوئی فرق درمیان مراتب غصے کے اور نہ سبب اسکے اور اسی طرح مطلق چھوڑا ہے
 اسکو جہیز نے اور کہا بعضے نے خابہ نہ کہ نہیں جاری ہوتا ہے حکم غصے کی حالت میں واسطے ثابت ہونے
 کھنی کے اس سے اور نہ چاہتی ہر فساد کو اور تفصیل کی ہر بعضوں نے کہ اگر عارض ہوا ہو اس پر غصہ بعد
 اسکے کہ ظاہر ہو چکا ہو اسکے واسطے حکم تو وہ غصہ اثر نہیں کرتا نہیں تو اس میں اختلاف ہے اور تفصیل
 معتبر ہے اور کہا ابن منیر نے کہ دخل کی بخاری نے حدیث ابو بکرہ کی جو دلالت کرتی ہے منع پر پھر
 حدیث ابو سعود کی جو دلالت کرتی ہے جواز پر واسطے تنبیہ کرنے کے تطبیق پر مابین طور کہ خاص کیا جاوے
 جواز کو ساتھ حضرت کو واسطے موجود ہونی عصمت کی حضرت کی حق میں اور یہ کہ غصہ حضرت کا صرف حق
 کے واسطے تھا سو جو حضرت کے سے حال میں ہوا اسکو جائز ہے نہیں تو منع ہے اور وہ مثل شہادت عدوان
 ہے کہ اگر دنیاوی ہو تو رد کی جگہ اور اگر دینی ہو تو قبول کی جائے اور اس حدیث میں ہر کہ لکھنا
 ساتھ حدیث کی مثل سماع کی ہے شیخ سے پیچ واجب ہونی عمل کے اور ایہ روایت میں سو منع کیا ہے
 اس سے ایک قوم نے جبکہ خالی ہوا اجازت سے اور مشہور جواز ہے ہاں صحیح نزدیک ادا کے یہ ہے کہ
 نہ مطلق بولے اخبار کو بلکہ یوں کہے کہ اسنے مجھ کو لکھا یا خبر دی مجھ کو اپنی کتاب میں اور اس میں ذکر کرنا
 حکم کا ہے ساتھ دلیل اس کی کے تعلیم میں اور مثل اس کی فتویٰ میں اور اس میں شفقت باپ کی ہر کہنے
 بیٹے پر اور خبر دینا اسکو ساتھ اس کے جو اسکو نفع دیوے اور ڈرانا اسکو واقع ہونی سے بڑی کام میں اور میں
 پھیلانا علم کا ہے واسطے عمل کے اور پیروی کرنیکے اگرچہ عالم اس سے سوال نہ کیا جاوے (فتح) حدیث میں
 مُحَمَّدٌ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ أَخْبَرَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَتَادَةَ
 بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي سَبْعَةَ عَنْ الْأَنْصَارِيِّ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا تَأْخُرُ عَن صَلَوةِ الْغَدَاةِ مِنْ حَيْثُ فُلَانٌ يَمَاطِلُ بِنَا
 فِيهَا قَالَ فَأَرَأَيْتَ إِنْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ أَشَدَّ غَضَبًا مِنْ مَوْعِظَةٍ مِنْهُ يَوْمَئِذٍ
 ثُمَّ قَالَ إِنَّهَا النَّاسُ إِنْ مِنْكُمْ مُنْفِرِينَ فَأَيُّكُمْ مَصَابِلُ بَنِي إِسْرَءِيلَ فَلْيُؤْخِرُوا فِيهِمْ

الکثیر والضعیف وذا الخلقۃ ترجمہ ابو سعود سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت کو پاس آیا تو اس نے کہا یا حضرت قسم ہے اللہ کی البتہ میں صبح کی نماز سے پیچھے رہتا ہوں یعنی جماعت میں شریک نہیں ہوتا بسبب فلان یعنی امام کے کہ وہ اس میں ہمارے ساتھ لمبی قرات پڑھتا ہے سو میں نے حضرت کو وعظ میں اس دن زیادہ رخصت کیا کہ بھی نہیں دیکھا پھر فرمایا کہ لوگو مقرر تم میں سے بعضے لوگ نفرت دلانے والے اور بھڑکانے والے ہیں سو جو لوگوں کو نماز پڑھانے والے امام بنے تو چاہئے کہ ہلکی نماز پڑھے اس واسطے کہ آدمیوں میں بڑھے اور ضعیف اور جاہل بھی ہوتے ہیں اس حدیث کی شرح امامت میں گزری ہے اور مراد فلان سے معاذ بن جبل ہیں حدیث ثنائی محمد بن ابی یعقوب الکرمانی قال حدثنا جستان بن ابراہیم قال حدثنا یونس قال محمد بن حنفیہ قال سأل عن عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر کثیرہ اذہ طلق امرأته وھی حائض قد کرعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فغیظ فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لیراجعہا ثم یمسکھا حتی تطهر ثم یحیی فکھضہا فان بدلا ان یطلقہا فلیطلقہا قال ابو عبد اللہ محمد بن الزہری ترجمہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ اس نے اپنی عورت کو طلاق دی حیض کی حالت میں تو عمر فاروق نے یہ حضرت سے ذکر کیا تو حضرت اس میں غصے ہوئے پھر فرمایا کہ چاہئے کہ اپنی عورت سے رجعت کرے یعنی طلاق کو باطل کر کے پھر اس کو اپنی جو رہنما ہے پھر اس کو اپنے گھر میں رہنے دے یہاں تک کہ حیض سے پاک ہوئے پھر اس کو دوسرا حیض آئے پھر حیض سے پاک ہوئے پھر اگر اس کو طلاق دینا چاہے تو طلاق دیے کہا بخاری نے کہ محذہری ہے فیہ کی ضمیر فعل کو ملے کی طرف راجع ہے اور وہ طلاق ہے اور ایک روایت میں علیہ کالفاظ زیادہ ہے اور اس کی ضمیر ابن عمر کی طرف راجع ہے پاک من رأى القاضی ان ینحکم بعلمہ فی امر الناس اذ لم یمکف الظنون والتهمۃ جو دیکھتا ہے قاضی کے واسطے یہ کہ حکم کرے لوگوں کے معاملے میں اپنے علم سے جبکہ نہ دے بدگمانی اور تہمت سے فیہ اشارہ کیا ہے بخاری نے ابو حنیفہ کے قول کی طرف کہ جائز ہے قاضی کو کہ حکم کرے لوگوں کے حقوق میں اپنے علم سے اور نہیں جائز ہے اس کو کہ حکم کرے اپنے علم سے حقوق اللہ میں مانند حدود کے اس واسطے کہ ان کی بنا سہولت اور آسانی پر ہے اور اس کے واسطے لوگوں کے حقوق میں تفصیل ہے اگر ہو جو معلوم کیا اسے ولایت سے پہلے تو نہ حکم کرے راۃ اس کے اس واسطے کہ وہ بجا نواسکی ہے جو گواہوں سے سنا اور وہ غیر حاکم ہو بخلاف اس کے کہ معلوم کرے اس کو حدیث میں اور ایسی ہے جو کہا جبکہ نہ بدگمانی اور تہمت سے تو مفید کیا گیا ہے ساتھ اس کے قول

اس شخص کا جو جائز گفتا ہے قاضی کے واسطے یہ کہ حکم کرے اپنے علم سے اس واسطے کہ جن لوگوں نے اسکو مطلق منع کیا ہے وہ علت یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ معصوم نہیں سو جائز ہے کہ لاحق ہو اس کو تہمت جبکہ حکم کرے اپنے علم سے حکم کیا ہو اپنے دوست کو حق میں اسکے دشمن پر اکھاڑا گیا مادہ جرحہ سے سو ٹھیرا یا بخاری نے محل جواز کا جبکہ نہ خوف ہو حاکم کو بدگمانی اور تہمت سے اور اشارہ کیا اس طرف کہ لازم آتا ہے منع کرنے سے بسبب اکھاڑنے مادی کے یہ کہ مثلاً ایک مرد کو سنے اسنے اپنی عورت کو طلاق بائن دی پھر عورت نے اسکو حاکم کی طلاق لٹھایا اسنے انکار کیا سو جب اسکو قسم دے اور وہ قسم کھائے تو لازم آئے گا کہ وہ ہمیشہ حرام فرج پہلے ہے اور فاسق ہو ساتھ اسکے واسطے کوئی چارہ نہیں کہ اسکے قول کو قبول نہ کرے اور حکم کرے اس پر اپنے علم سے سو اگر تہمت سے ڈرے تو اسکے واسطے جائز ہو کہ اسکو دفع کرے اور قائم کرے اسکی گواہی کو اور اسکے نزدیک دوسرے حاکم کے کہا کر ایسی نے کہ شرط جواز حکم کی اپنے علم سے یہ ہو کہ ہو حاکم مشہور ساتھ بھلائی کے اور عفاف کو اور صدق کے اور نہ ہچا گئی ہو اس سے زیادہ ذلت اور تقویٰ کے اسباب میں موجود ہوں اور تہمت کو اسباب میں مفقود ہو یہی ہے وہ شخص جسکو اپنے علم سے حکم کرنا مطلق جائز ہے (فتح) کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم سلم کھنڈ خذنی ما یکفیک وکذا لک بالمعروف جیسا کہ حضرت ذہب سے فرمایا کہ لے لیا کر خاوند کے مال سے دستور کے موافق جتنا تجھ کو اور تیری اولاد کو کفایت کرے وذاک اذاکن آخر مشہور اور یہ اس وقت ہر جبکہ ہو امر مشہور یہ تفسیر ہے اسکے قول کی جو کہتا ہے کہ حکم کرے اپنے علم سے مطلق اور احتمال ہو کہ مراد ساتھ مشہور کے وہ چیز کہ حکم کیا گیا ہو ساتھ اپنے اسکے (فتح) حکا ثنا ابوالیمان قال خبرنا شعب عن الزہری قال حدثنی عمرو بن اریک عن عائشہ قالت جاءت ہند بنت عتبہ بن ربیعہ فقالت یا رسول اللہ واللہ ما کان علی ظہر الارض اهل جبار احب الی ان یدلوا من اهل خبایک وما اصبی الیوم علی ظہر الارض اهل جبار احب الی ان یدلوا من اهل خبایک ثم قالت ان ایاسفین رجل مسیک فهل علی حج من ان اطعم الذی کہ عیالنا قال لھا لا حرج علیک انما تطعمیہم من مبعروہن ترجمہ عائشہ سے روایت ہو کہ ہند حضرت پاس آئی تو اسنے کہا یا حضرت قسم ہے کہ زمین پر کوئی گھر والے نہ تھے کہ ان کا ذلیل ہونا میرے نزدیک زیادہ پیارا ہو آپ کو خیمے والوں سے اور نہیں صبح کی آج کے دن زمین کی پشت پر کسی خیمے والوں نے کہ میرے نزدیک ان کا باعزت ہونا زیادہ تر پیارا ہو آپ کو خیمے والوں سے پھر ہند نے کہا یا حضرت مقرر ابو سفیان

بجیل آدمی ہو سو کیا مجھ پر کچھ حرج ہے کہ میں اسکے مال سے اپنی اولاد کو کھلاؤں حضرت فرما سہ فرمایا کہ تم پر کچھ حرج نہیں کہ تو دستبر کے موافق ان کو کھلاؤ و فت اور اس حدیث کی شرح نفقات میں گذر چکی ہے اور اس میں بیان ہے استدلال اس شخص کا جو استدلال کرتا ہے ساتھ اسکے اوپر جائز ہو حکم کے واسطے حاکم کے اپنے علم سے اور رد ہے قول استدلال کا ساتھ اسکے اوپر حکم کرنے والے کے غائب پر یعنی اس حدیث کی استدلال ہے غائب پر حکم نہیں ہو سکتا کہا ابن ابطال نے کہ حجت پکڑی ہے اسے جسے جائز رکھا ہے قاضی کے واسطے یہ کہ حکم کرے اپنے علم سے ساتھ حدیث کی باب کی اس واسطے کہ حضرت نے اسکے واسطے وجوب نفقہ کے ساتھ حکم کیا اس واسطے کہ حضرت کو معلوم تھا کہ یہ ابوسفیان کی جو رو ہے اور اس پر گواہ طلب نہ کیا اور جو منع کرتا ہے اس کی محبت ام سلمہ کی حدیث میں یہ قول حضرت کا ہے کہ میں اسکے واسطے حکم کرتا ہوں جس طرح سنتا ہوں اور نہیں فرمایا کہ جو جانتا ہوں اور جو مطلقاً منع کرتا ہے اسکی محبت یہ ہے کہ بڑی حاکموں سے ڈرتے ہیں کہ اپنے علم سے جس طرح چاہیں حکم کریں اور جس نے تفصیل کی اس کی حجت یہ ہے کہ جو چیز حاکم نے حکم کرنے سے پہلے معلوم کی وہ شہادت کی طریق پختی ہو اگر اسنے اسکے ساتھ حکم کیا تو ہوگا حکم اپنے نفس کی گواہی سے ہو گیا بجائے اسکے جسے حکم کیا ساتھ دعویٰ اپنے کے غیر پر اور نیز پس ہوگا مانند حکم کرنے والے کی ساتھ ایک گواہ کے اور یہ حکم کی حالت میں سو ام سلمہ کی حدیث میں ہے کہ میں حکم کرتا موافق اسکے کہ سنتا ہوں اور نہیں فرق کیا درمیان سماع گواہ سے یا مدعی سے کہا ابن مہیر نے کہ نہیں تعرض کیا ابن ابطال نے واسطے مقصود باب کے اور یہ اس واسطے کہ بخاری نے حجت پکڑی ہے واسطے جواز حکم کے علم سے ساتھ قصہ ہند کے سوشارح کو لائق تھا کہ اس کا تعقب کرتا ساتھ اسکے کہ اس میں کوئی دلیل نہیں اس واسطے کہ وہ خارج ہو ہے بجای فتوے کو اور کلام مفتی کا تنزل ہونا ہے بر تقدیر صحت اس کی کہ ہند نے فتوے پوچھا تھا سو گویا حضرت نے فرمایا کہ اگر ثابت ہو جائے کہ وہ تیرا حق سمجھا تو نہیں دیتا تو جائز ہے سمجھا اس کا استیفا کرنا ساتھ امکان کے اور جواب دیا ہے بعضوں نے ساتھ اسکے کہ اغلب حضرت کے احوال سے اور الزام ہے پس واجب ہے اتارنا حضرت کے لفظ کا اور اسکے لیکن وارد ہوتا ہے اس پر یہ کہ نہیں ذکر کیا حضرت نے ہند کے قصہ میں کہ وہ ہند کو سچا جانتے ہیں بلکہ ظاہر یہ ہے کہ نہیں سمجھا حضرت نے یہ قصہ مگر ہند سے پس کس طرح صحیح ہو گا استدلال ساتھ اسکے اوپر حکم کرنے حاکم کے اپنے علم سے میں کہتا ہوں کہ جو ابن مہیر نے اس کی نفی کا دعویٰ کیا ہے یہ عبید ہے اس واسطے کہ اگر حضرت اس کو سچا نہ جانتے تو اسکو لینے کے ساتھ حکم نہ کرتے اور اطمینان حضرت کی اسکو سچ پر ممکن ہے وحی سے اور جو اسکے سوا کسی سے اسکو ممکن نہیں بدون

اسکے کہ اسکو پہلے سے معلوم ہو فتح) بَابُ الشَّهَادَةِ عَلَى الْمُخْطِئِ لِمَنْ كَوَاهِي دُنْيَا خَطِرٍ
جو مہر کیا گیا ہو یعنی کیا صحیح ہے گواہی خط پر کہ یہ فلا نے کا خط ہے وَمَا يَجُوزُ مِنْ ذَلِكَ وَمَا
يَضِيقُ عَلَيْهِ وَأَوْ جَوَائِزُ اس سے اور جو تنگی کی جاتی ہے اور اسکے ف مراد یہ ہے کہ یہ قول عام
نہیں نہ اثبات میں نہ نفی میں بلکہ نہیں منع ہے یہ مطلق پس ضائع ہوں حقوق اور نہ عمل کیا جاوے
ساتھ اسکے مطلق پس نہیں ہر اس میں امن نزویر اور حمل سے سو ہوگا جائز چند شرطوں سے و
كِتَابُ الْحَاكِوِي إِلَى عَامِلِهِ وَالْقَاضِي إِلَى الْقَاضِي أَوْ خَطُّ لَكُنَا قَاضِي كَايُنِي عَامِل كَوَاهِي خَط
لَكُنَا قَاضِي كَا قَاضِي كَو ف یہ اشارہ ہر طرف رد کی اس شخص پر جو جائز رکھتا ہے گواہی کو خط
پر اور نہیں جائز رکھتا اسکو قاضی کے خط میں وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ كِتَابُ الْحَاكِوِي جَائِزٌ إِلَّا فِي
الْحُدُودِ ثُمَّ قَالَ إِنْ كَانَ الْقَتْلُ خَطًا وَجَائِزًا لَإِنْ هَذَا مَالٌ يُزْعَمُ وَلَمْ يَصْرَحْ بِالْأَمْرِ
بَعْدَ أَنْ ثَبَتَ الْقَتْلُ وَالْخَطَا وَالْعَدَا أَحَدُ تَرْجُمَةٍ أَوْ بَعْضُهُ لَوْ كُنَ لَمْ يَكُنْ خَطًّا لَكُنَا حَاكِمًا
جائز ہے کہ حدود میں پھر کہا کہ اگر قتل خطا ہو تو جائز ہے اس واسطے کہ وہ مال ہر اسکے گمان میں اور
سوا ہر اسکے کچھ نہیں کہ ہو گیا ہے مال بعد اسکے کہ ثابت ہوا قتل اور خطا اور عمد ایک ہر طرف کہا ابن
بطال نو کہ حجت بخاری کی اس پر جو قائل ہر ساتھ اسکے ضمیمہ ہر واضح ہر اس واسطے کہ جب نہیں جائز
رکھتا ہے وہ خط لکھنے کو ساتھ قتل کو تو نہیں ہر کوئی فوق درمیان خطا اور عمد کے اول امر میں اور
سوا ہر اسکے کچھ نہیں کہ ہو گیا ہے مال بعد ثابت ہونے کے نزدیک حاکم کے اور عمد بھی بہت وقت
رجوع کرتا ہے طرف مال کی پس قیاس چاہتا ہے کہ دونوں برابر ہوں (فتح) وَقَدْ كَتَبَ عُمَرُ إِلَى
عَامِلِهِ فِي التَّجَارُودِ وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ فِي سَنَةِ كِسْرَتِ وَقَالَ بَرَاهِمُ كِتَابُ
الْقَاضِي إِلَى الْقَاضِي جَائِزٌ إِذَا عُرِفَ الْكِتَابُ وَالْخَاتَمُ وَكَانَ الشَّعْبِيُّ مُحْجِزًا الْكِتَابُ
الْمُخْتَوِّمُ بِمَا فِيهِ مِنَ الْقَاضِي وَيُروى عَنْ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَهُ وَقَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ لِكُلِّ
الشَّقِي شَرْدَتْ عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ بَعْلَى قَاضِي الْبَصْرَةِ وَيَاسُ بْنُ مُعَاوِيَةَ وَالْحَسَنُ
وَتَمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ وَبِلَالُ بْنُ أَبِي بَرْدَةَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَرْدَةَ الْأَسْلَمِيُّ
وَعَامِرُ بْنُ عُبَيْدَةَ وَعَبَادُ بْنُ مَتَّصُورٍ يُحْجِزُونَ كِتَابَ الْقَضَاةِ بِغَيْرِ خَضِرٍ مَرَّ الشَّعْبِيُّ
فَإِنْ قَالَ الَّذِي جَاءَ عَلَيْهِ بِالْكِتَابِ رَأَاهُ زَوْقِيْلَ لَمْ يَذْهَبْ فَالْقِسْمُ الْمَخْرُجُ مِنْ ذَلِكَ
أَوَّلُ مَرْسَالَةٍ عَلَى كِتَابِ الْقَاضِي الْبَيْتَةُ ابْنُ أَبِي بَلِيٍّ وَسَوَارِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَوَّلُ التَّبَةِ لَكُنَا عَامِلٍ
لَمْ يَنْهَ عَامِلٌ كِي طَرَفِ حُدُودِ مِينَ أَوَّلُ لَكُنَا عَامِلٍ عِبْرَتِ زَيْنِ وَأَتُونَ كِي مَقْدَمِ مِينَ جَوَ تَوْرَسِ

گئے تھے اور کہا ابراہیم نے کہ لکھنا قاضی کا قاضی کو جائز ہے جبکہ لکھا اور مہر چلنے اور جائز رکھتا تھا شعبی خط مہر کئے گئے کو ساتھ اس چہ کیے کہ اس میں ہر قاضی سے یعنی جو آئے اس پاس قاضی کی طرف سے اور مروی ہے ابن عمر سے انہذا اس کی اور کہا معاویہ نے کہ حاضر تھا میں پاس عبد الملک بن علی قاضی بصرہ کے اور اباس بن معاویہ کے اور حسن کو اور ثمامہ کو اور بلال کے اور عبد اللہ کے اور عامر کے اور عباد کے جائز رکھتے تھے یہ سب امام قاضیوں کو خطوں کو بغیر حاضر ہونے کو ابوں کے یعنی یہ سب امام قاضی تھے سو اگر کہ جسکے پاس خط آیا کہ یہ جانی ہے تو اس سے کہا جاوے گا کہ جا اور تلاش کر اس سے نکلتا یعنی ساتھ قلعہ کرنے کے گواہوں میں جو ان کی گواہی کو باطل کرے اور یا ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرے اور برات کو مشہود یہ سے اور قاضی کے خط پر پہلے پہل ابن ابی لیلیٰ اور سوار نے گواہ طلب کیا و قال لنا ابو نعیم حدیثنا عبید اللہ بن معمر بن جیسہ بن کثیر عن من موسیٰ بن ائیس قاضی البصرة واقمت عنده الیکنة ان لی عند فلان کذا وکذا وکذا هو بالکوفة فحتمت به القاسم بن عبد الرحمن فاجازة ترجمہ اور کہا ہم سے ابو نعیم نے حدیث بیان کی ہم سے عبید اللہ نے کہ میں موسیٰ بن ائیس قاضی بصرہ کو پاس سے خط لایا اور میں نے اس کے پاس گواہ قائم کیا کہ مقرر یہ اتنا اتنا مال فلان کے پاس ہے جو کو فے میں ہے سو میں نے خط قاسم پاس لایا یعنی اور وہ اس وقت کوفہ کا حاکم تھا تو قاسم نے اس کو جائز رکھا کہ اب ابن قدامہ نے کہ شرط ہے ائمہ فتویٰ کے قول میں کہ گواہی دین ساتھ لکھنے قاضی کے طرف قاضی کی دو گواہ عادل اور حسن سے روایت ہے کہ اگر خط اور مہر کو پہچانتا سو تو جائز ہے قبول کرنا اس کا وکذا الحسن و ابو قلابہ ان یسئلہ علی وصیتہ حتی یعلم ما فیہ سالانہ لایدری لعل فیہ ناجوگ ترجمہ اور مروی رکھا ہے حسن اور ابو قلابہ نے یہ کہ گواہی دی جائے وصیت پر کہ فلان نے کی وصیت ہے یہاں تک کہ معلوم کیا جائے جو اس میں ہے اس واسطے کہ وہ نہیں جانتا کہ شاید اس میں ظلم ہو ف اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن تین نے ساتھ اس کے کہ جیسا میں ظلم ہے تو نہیں منع ہے اٹھانا اس کا اس واسطے کہ حاکم قادر ہے اس کے رد کرنے پر اگر شرع رد کا حکم کرے اور جو اس کے سوا ہے اس کے ساتھ عمل کیا جائے اور سوا اس کے کچھ نہیں کہ مانع جہل ہے ساتھ اس چہ کیے کہ گواہی دے اور وہ ظلم کی یہ ہے کہ بہت لوگ رعیت کرتے ہیں اس کے چھپانے میں اس احتمال کو واسطے کہ نہ مرے پس احتیاط کرتا ہے ساتھ گواہوں کو اور اس کا حال بدستور پوشیدہ رہتا ہے (فتح) وقد کتب فیہ صلی اللہ علیہ وسلم الی اهل خبیر اما ان ند واصلحکم واما ان تؤذوا فاجز

ترجمہ اور حضرت ذیخیر والون کو لکھا کہ اپنے ساتھی کی دیت دو اور یا خبردار ہو جاؤ سنا لڑائی کے
 وَقَالَ لَزُهْرِي فِي شَهَادَةٍ عَلَى الْمَرْغَمَةِ مِنْ وَدَاعِ الشَّيْثَانِ عَرَفْتُمْ تَأْفَافَهُمْ تَأْفَافَهُمْ تَأْفَافَهُمْ
 ترجمہ اور کمازہری نے بیچ گواہی کے عورت پر پردی کے پیچھے سے کہ اگر تو اسکو چیلنے تو گواہی دے
 وَالْأُكُوَاهِي نَزَعَتْ وَفَتْ اور اس سے معلوم ہوا کہ نہیں شرط ہے کہ اسکو گواہی دینے کے وقت دیکھے
 بلکہ کفایت کرتا ہے کہ اسکو چیلنے خواہ کسی طریق سے ہو **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا**
عَنْدَرُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الرُّومِ قَالَ أَلَا أُنْذِرُكُمْ لَا يَفْرُقُونَ كِتَابًا إِلَّا اخْتَوَوْا مَا فَاتَحُوا
لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ فِصَّةٍ كَأَنِّي أَنْظِرُ إِلَى وَبَيْضِهِ وَنَقْشِهِ مُحَمَّدٌ
 رسول اللہ ترجمہ انس سے روایت ہے کہ حضرت نے ارادہ کیا کہ روم والوں کی طرف خط لکھیں تو لوگوں
 نے کہا کہ وہ بڑے مہر کے خط کو نہیں پڑھتے تو حضرت نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جیسے کہ میں اس کی
 چمک کی طرف دیکھتا ہوں اور اس میں محمد رسول اللہ کھودوایا ہے اور اس باب میں تین حکم ہیں
 گواہی دینا خط پر اور خط قاضی کا طرف قاضی کی اور شہادت اور پقرار کے ساتھ اس چیز کے کہ خط
 میں ہے اور بخاری کی کاریگری سے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اسکے نزدیک یہ سب جائز ہے یہ حکم
 اول ہو کہا ابن بطال نے کہ اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ نہیں جائز ہے گواہی واسطے گواہ کہ جبکہ اسکے
 خط کو دیکھے مگر جبکہ اسکو یہ گواہی یاد ہو اور اگر اسکو یاد نہ ہو تو نہ گواہی دیو اس واسطے کہ جو چاہتا ہے
 نقش کھود سکتا ہے اور جو چاہتا ہے خط لکھ سکتا ہے اور جائز رکھا ہے مالک نے گواہی کو خط پر اور
 مخالفت کی ہے مالک نے سب فقہاء کی اور یہ حکم ثانی تو اس میں اختلاف ہے جو کہ یہ مذہب ہے
 کہ لکھنا قاضی کا طرف قاضی کی جائز ہے اور مستثنیٰ کیا ہے حنفی نے حدود کو اور یہ قول شافعی کا
 ہے اور حجت بخاری کی حنفیہ پر قوی ہے اس واسطے کہ وہ نہیں ہوا ہے مال مگر بعد ثبوت قتل کے اور
 جو ذکر کیا ہے اسنے تابعین قاضیوں سے کہ انہوں نے اسکو جائز رکھا ہے ان کی حجت ظاہر ہے حدیث
 سے اس واسطے کہ حضرت نے بادشاہوں کی طرف نام لکھے اور نہیں منقول ہے کہ کسی کو اپنے خط پر
 گواہ کیا پھر اجماع ہوا ہے سب فقہاء کا اس پر جو سوا کا مذہب ہے کہ دو گواہوں کا ہونا شرط ہے
 اس واسطے کہ لوگوں میں فساد میں داخل ہوا ہے تو احتیاط کے واسطے دو گواہ شرط کئے گئے جو گواہی
 دین کہ بیشک یہ فلاں نے کا خط ہے اسنے ہمارے سامنے لکھا تھا تاکہ لوگوں کی جان اور مال محفوظ
 رہیں اور یہ تیسرا حکم سوا اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ اسکے جبکہ قاضی اپنے نوشتے پر دو آدمیوں کو

گواہ کرے اور ان کو پکے نہ سنا دے کہ اس نے اس میں کیا لکھا ہے سو مالک نے کہا کہ جائز ہے کہ وہ
نوشتہ کی گواہی دیوں اور شافعی اور حنفی نے کہا کہ نہیں جائز ہے اور حجت ان کی یہ قول خدا کا
و ما شہدنا لما علمنا اور حجت مالک کی یہ ہے کہ حاکم جب اقرار کرے کہ وہ اس کا خط ہے تو غرض
گواہی دینے سے اس پر یہ کہ قاضی مکتوب الیہ جانے کہ یہ خط قاضی کا ہے طرف اس کی اور البتہ
ثابت ہوتی ہے نزدیک قاضی کے لوگوں کے امروں سے جو نہیں واجب ہے کہ اسکو ہر ایک جانے
ماند و صیت کی اور مالک نے بھی اسکو جائز رکھا ہے کہ دو شخص گواہی دیوں وصیت مہر کی گئی پر
اور خط لپیٹے پر اور حاکم کی واسطے کہ میں کہ ہم گواہی دیتے ہیں اسکے اقرار پر جو اس خط میں ہے اور حجت
اس میں نامے حضرت کے ہیں ان پر عالموں کی طرف لکھے بدون اسکے کہ اسکو حال خط پڑھیں اور وہ
شامل ہیں احکام اور سنن پر کیا طحاوی نے استفادہ ہوتا ہے حدیث سے کہ جب خط پر مہر نہ لگتی ہو تو حجت
قائم ہے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے اس واسطے کہ حضرت نے ارادہ کیا کہ ان کی طرف لکھیں اور
انکو بھی تو صرف ان کے کہنے سے بنوائی جاتی تھی کہ وہ درمے کے خط کو نہیں پڑھتے تو اسنے دالت کی
کہ قاضی کا خط حجت ہے برابر ہے کہ مہر کیا گیا یا نہ کیا گیا ہو اور اگر قاضی اپنا کوئی خط دیکھے جس میں
کوئی حکم ہو اور طلب کرے محکوم کہ اس سے عمل کرنا ساتھ اسکے تو اکثر کا یہ مذہب ہے کہ نہیں جائز ہے واسطے
اسکے کہ حکم کرے یہاں تک کہ واقعہ کو یاد کرے اور بعضوں نے کہا کہ اگر اسکو یقین ہو کہ وہ اسی کا خط ہے
تو جائز ہے اسکے واسطے حکم کرنا اور گواہی دینا اگرچہ اسکو واقعہ یاد نہ ہو اور بعضوں نے کہا کہ اگر حاکم کو
حزمین ہو تو جائز ہے اور یہ قول زیادہ تر قریب ہے طرف انصاف کی اور کہا ابن منیر نے کہ نہیں
تعرض کیا تلاح نے واسطے مقصود باب کے اس واسطے کہ بخاری نے استدلال کیا ہے خط پر ساتھ
خط حضرت کو طرف روم کی اور جائز ہے واسطے قائل کے یہ کہ کئے مضمون نامہ کا ان کو بلانا تھا طرف
اسلام کی اور یہ امر مشہور ہو چکا تھا واسطے ثابت ہونے محض کے اور یقین کرنے کے ساتھ صدق
حضرت کو یعنی ان کو اسلام کی دعوت بالتواتر معلوم ہو چکی تھی پس نہیں لازم کیا ان کو مجرد خط
سے اس واسطے کہ خط تو ظن کا فائدہ دیتا ہے اور اسلام میں ظن بالاجماع کفایت نہیں کرتا سو
معلوم ہوا کہ خط کے مضمون کا علم ان کو تواتر سے معلوم ہو چکا تھا خط سے پہلے تو یہ خط واسطے
یا دلائل کے توافیق **یَا أَيُّهَا مَنِ اسْتَوْجِبُ الرَّجُلُ الْقَضَاءُ كَبِ اللّٰقِ** ہوتا ہے موقای
مننے کے یعنی کب مستحق ہوتا ہے کہ قاضی ہوے **ف** کہا کہ ابیسی نے بیچ کتاب آداب القضاء
کے کہ نہیں جانتا میں درمیان علماء سلف کو اختلاف اس میں کہ لوگوں کے درمیان قضی بننے کو

لائق وہ مرد ہر جس کا فضل اور صدق اور علم اور تقویٰ ظاہر ہو قرآن کو پڑھنے والا ہو اسکے اکثر احکام کا عالم ہو اور حضرت کی حدیثوں کا عالم ہو اور اکثر کا حافظ ہو اور اسی طرح عالم ہو ساتھ اقوال کے اور ان کے اتفاق اور اختلاف کو اور عالم ہو ساتھ اقوال فقہات تابعین کے پہچاننا ہو صحیح کو ضعیف سے تو ازل میں کتاب کی پیروی کرے اگر نہ پائے تو حدیث کے ساتھ عمل کرے اور اگر حدیث میں وہ حکم نہ پاوے تو عمل کرے ساتھ اسکے جس پر اصحاب کا اتفاق ہو اور اگر اصحاب کا اختلاف ہو تو جو زیادہ تر موافق ہو ساتھ قرآن کو پھر حدیث کو پھر ساتھ فتویٰ اکثر اکابر اصحاب کو اسکے ساتھ عمل کرے اور ایسا آدمی اگرچہ زمین پر پایا نہیں جاتا لیکن واجب ہر کہ طلب کیا جائے ہر زمانے سے وہ شخص جو ان میں اکمل اور افضل ہو کہ ماہلہب نہیں کفایت کرتا قضائے مستحق ہو زمین کہ وہ اپنے تئیں اسکے لائق دیکھے بلکہ لوگ اس کو اسکے لائق دیکھیں اور ضرور ہے کہ قاضی عالم عاقل ہوے اور نہ بین شہ ہے کہ مالدار ہوے اور قاضی میں شرط ہو کہ مرد ہو اس پر سب کا اتفاق ہے مگر حنفیہ سے اور مستثنیٰ کیا ہے انہوں نے حدود کو فتح، وَقَالَ الْحَسَنُ اخذنا الله على الحكم ان لا يتبعوا الهوى ولا يخشوا الناس ولا يشتروا بآياته ثمنا قليلا لا تمزقوا دواؤنا جعلناك خليفة في الارض فاحكم بين الناس بالحق ولا تتبع الهوى فيضلك عن سبيل الله ان الذين يضلون عن سبيل الله لهم عذاب شديد بما نسوا يوم الحساب وقدر انا انزلنا التوراة فيها هدى ونور يحكم بها النبيون الذين اسلموا للذين هادوا والذين انزلنا الانجيل فيها مستحفظا من كتاب الله الى قوله ومن لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم الكافرون ترجمہ اور کہا حسن نے کہ خدا نے کیا ہے حاکم بن پر یہ کہ نہ پیروی کریں ہوا کی اور نہ زمین لوگوں کی اور نہ لیویں اس کی آیتوں کے بدلے مول حضورؐ پھر ٹپھی یہ آیت اے داؤد ہم نے تمھارے زمین میں خلیفہ بنایا سو حکم کر لوگوں میں ساتھ حق کے اور نہ پیروی کر خواہش نفس کی سو کہ گمراہ کر گئی تمھارے خدا کے راہ و مقرر جو لوگ کہ گمراہ ہو تو ہیں خدا کے راہ و ملکہ وسطے سخت عذاب ہے بسبب اس چیز کے کہ بھولایا انہوں نے دن حساب کا اور آیت پڑھی مقرر ہم نے تورات اتاری اس میں ہدایت اور نور ہے حکم کرتے ہیں ساتھ اسکے پیغمبر لوگ جو فرمانبردار ہوئے وسطے یہودیوں کے اور خدا پرست لوگ اور عالم اسوے کہ نگہبان ٹھہرائے تھے اللہ کی کتاب پر اور جو نہ حکم کرے ساتھ اس چیز کے کہ اتاری اللہ نے تو یہی لوگ ہیں کافرت ہیں کہتا ہوں سو مرد پہلی آیت سے ہے ولا تتبع الهوى اور نائدہ کی آیت سے یقیناً اس چیز کا کہ ذکر کی اور ان مناہی کو امر کہا وسطے اشارہ

۴۰

کرنے کے طرف اس کی کہ نفی سے امر ہے ساتھ ضد اس کی کے سوہوئے سے جو نفی کی تو
اس میں امر ہے ساتھ کم بالحق کے اور یہ جو کہا کہ لوگوں میں نہ ڈرو تو اس میں حکم ہے ساتھ ڈرنے کے اور
اور خدا سے ڈرنے کو لازم ہے حکم کرنا ساتھ حق کے اور یہ جو کہا کہ اس کی آیتوں کہ نہ جو تو اس میں حکم
ہے اس کی پیروی کا اور مول کو بخیر اکھا واسطے اشارہ کر نیکی اس طرف کہ وہ اسکے واسطے وصفت
لازم ہے نسبت عوض کے کہ وہ ہنگامہ تمام دنیا سے فتح و قرع و داؤد و سیماں راہ
یَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ إِذْ نَفِثَتْ فِيهِ خُثْمُ الْقَوْمِ وَكَتَابُ الْحَكِيمِ شَاهِدَيْنِ فَفُتِحَتْ مَنَاهَا
سُلَيْمَانُ وَكَانَ تَابِتًا حَكِيمًا وَعِلْمًا حَسْبُ سُلَيْمَانُ وَلَمْ يَلْمُ دَاوُدَ وَلَوْ كَادَ كَرَّ اللَّهُ مِنْ أَمْرِ
هَذَيْنِ لَكُنَّ نِيَّتَانِ الْقَضَاءُ هَلَكُوا فَاقَاتَهُ اتْنَى عَلَى هَذَا بَعْلَانِهِ وَعَدَرَهُ هَذَا بِاجْتِهَادِهِ
ترجمہ اور حسن بصری نے یہ آیت پڑھی اور یاد کر داؤد اور سلیمان کو جبکہ دونوں حکم کرتے تھے کہتے ہیں
جس وقت چرگین اس میں بکریان قوم کی اور ہم انکے حکم کی اسطے شاہد تھے سو سمجھا دیا ہم نے وہ فیصلہ
سلیمان کو اور ہر ایک کو دیا ہم نے حکم اور علم سو شکر کیا سلیمان نے اور نہ ملامت ہوئی داؤد کو اور
اگر خدا ان دونوں کے حال کو ذکر نہ کرتا تو البتہ دیکھا جاتا کہ قاضی ہلاک ہوئی سو مقرر خدا کی
تقریف کی اسکے علم سے اور معذور رکھا اسکو ساتھ اجتہاد کے فت یعنی چونکہ پہلی دونوں آیتیں
اسکو نفل گیر ہیں کہ جو نہ عمل کرے ساتھ ماثر اللہ کے وہ کافر ہے پس خل ہی اسکے عموم میں حاد
اور خطا کرنے والا سو استدلال کیا اس نے دوسری آیت سے جو کھیتی کے قصے میں ہے کہ یہ وعید
خاص ہے ساتھ اسکے جو جان بوجھ کر اسکے ساتھ حکم کرے سو اشارہ کیا خدا نے اسکی تقریف کی
اسکے علم سے یعنی بسبب علم اسکے کے اور پہچانتے اور سمجھنے اسکے کے بوجھ حکم کو اور استدلال
کیا گیا ہے ساتھ اس قصے کے اس پر کہ جائز ہے پیغمبر کو یہ کہ اجتہاد کرے احکام میں اور وحی کی
انتظار نہ کرے اس واسطے کہ داؤد علیہ السلام نے اس مسئلے میں قطعاً اجتہاد کیا اس واسطے کہ اگر وحی سے
حکم کرتے تو خدا تعالیٰ سلیمان کو اسکے سمجھنے کے ساتھ خاص نہ کرتا اور کیا پیغمبر سے اجتہاد میں خطا
بھی ہو سکتی ہے یا نہیں سو جو اسکو جائز کہتا ہے اسنے اس قصے سے استدلال کیا ہے اور دونوں
فریق کا اتفاق ہے کہ اگر پیغمبر اجتہاد میں خطا کرے تو خطا پر قرار نہیں رہتا اور جسے منع کیا ہے اجتہاد
کرنے سے واسطے پیغمبر کے اسنے کہا کہ نہیں ہر آیت میں دلیل کہ داؤد علیہ السلام نے اجتہاد کیا اور
نہ خطا کی بلکہ ظاہر واقعہ کا یہ ہے کہ صرف اس میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم کیا تھا داؤد علیہ السلام
نے اس میں کچھ حکم نہیں کیا تھا اور جو مال کرے اس قصے میں اسکے واسطے ظاہر ہوگا کہ خطا

مشغول ہونے کے سبب کسب نہیں کر سکتا لیکن سلف کو ایک گروہ نے اسکو مکروہ رکھا ہے اور
 باوجود اسکے اسکو حرام نہیں کہا کتا ابو علی کہ ایسی نے کہ نہیں ہے واسطے قاضی کے یہ کہ یہی روایت
 حکم پر نزدیک تمام اہل علم کے اصحاب سے اور جو ان کو بعد میں اور یہی قول ہے فقہا شہروں کے کا
 نہیں جانتا میں درمیان ان کو اختلاف اور نہیں جانتا میں کہ کسی نے اسکو حرام کہا ہو لیکن ایک
 قوم نے اسکو مکروہ جانا ہے اور وجہ کراہت کی یہ ہے کہ وہ دراصل ثواب کو واسطے ہے اور تاکہ نہ دخل
 ہو اس میں جو اس کا مستحق نہیں سو لوگوں کو مال کو حلال جانے اور بعضوں نے کہا کہ اگر رزق
 قضاء پر حلال کی جہت سے ہو تو جائز ہے بالاجماع اور اگر اس میں شبہ ہو تو اولے ترک ہے اور حرام ہے
 جبکہ بیت المال میں غیر وجہ حلال سے مال جمع کیا جائے جیسے غصب وغیرہ اور اختلاف ہے جبکہ
 غالب حرام ہو اور ایہ غیر بیت المال سے سو بیچ جواز لینے سے مدعی اور مدعا علیہ سے اختلاف ہے اور
 جس نے اسکو جائز کہا ہے اس نے اس میں کئی شرطیں کی ہیں (فتح) و کان شریعاً یا خذ علی
 القضاء اجراً اور شرح قاضی قضاہ پر اجرت لیتے تھے و شرح کوئی کے قاضی تھے حضرت
 عمر اور علی کی طرف سے و قالت عائشة یا کل الوصی بقدر عیالتہ اور کہا عائشہ نے کہ کھاؤ
 وصی بقدر کام اور محنت اپنی کے و کہا عائشہ نے کہ اگر یتیم کا والی محتاج ہو تو کھاؤ موقوف
 دستور کے و اکل ابویکم و عمر اور کہا ابوبکر اور عمر نے یعنی بیت المال سے جبکہ خلیفہ ہوئے اور مسلمانوں
 کے کام میں مشغول ہوئے اپنے وجہ معاش سے حد ثنا ابوالیمان قال خبرنا شعيب عن
 الزهري قال اخبرني السائب بن يزيد بن اخضر عن ابي حنيفة عن عبد الله بن
 اخبرنا عن عبد الله بن السعيد عن اخبرنا انه قدم على عمر في خلافته فقال له عمر
 انما احذت انك تلبس من اعمال الناس اعمالاً فاذا اعطيت العالة كرهتها فقلت يا
 قال عمر فما تريد الى ذلك قلت ان لي فراساً وعبداً وانا بغير ريدان تكون عيالتی
 صدقة على المسلمين قال عمر لا تفعل فاني كنت اردت ان اذبح ردت وکان رسول
 الله صلى الله عليه وسلم يعطيني العطاء فاقول اعطهم افقر اليه مني حتى اعطاني
 هرة مالا فقلت اعطهم افقر اليه مني فقال النبي صلى الله عليه وسلم اخذ فتموله و
 تصدق به فما جاءك من هذا لعل وانت غير مشرف ولا سائل فخذ ولا فلا تتبعه
 نفسك سائر محمد بن سعدی سے روایت ہے کہ وہ عمر کے پاس آیا اس کی خلافت میں تو عمر
 فاروق نے اس سے کہا کہ کیا تم کو خبر نہیں ہوئی کہ تو لوگوں کے کاموں پر حاکم ہو رہے ہو جب تم کو

کام کی اجرت دی جائے تو تو اسکو مکروہ جاثل ہے میں نے کہا کیوں نہیں تو عمر نے کہا کہ کیا ارادہ ہے
تیرا اس کی طرف یعنی کیا ہے نہایت قصد تیرا ساتھ اس بڑے میں نے کہا کہ میری واپس گھوڑے اور
غلام ہیں اور میں خیر کے ساتھ ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ میری کار گزار ہی مسلمانوں پر صدقہ ہو عمر نے
فاروقؓ نے کہا یہ نہ کرنا سو مقرر میں ارادہ کرتا تھا جو تو ارادہ کرتا ہے اور حضرت مجھ کو مال دے تھے یعنی
اس مال سے جو اسکو امام مصالح میں تقسیم کرتا ہے تو میں کہتا کہ جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو اسکو دے دے
یہاں تک کہ ایک بار حضرت نے مجھ کو مال دیا تو میں نے کہا کہ جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو اس کو دے دیجئے
حضرت نے فرمایا کہ اسکو لے اور جمع کر اور خیرات کر سو جو تیری واپس اس مال سے آئے اس طرح پر کہ تو تاک
لگائے والا اور مانگنے والا نہ ہو تو اسکو لے اور جو ایسا مال نہ ہو تو اسکو پیچھے اپنی جان کو مت ڈال و
بیہ جو فرمایا اسکو لے الخ تو یہ امر ارشاد کے وسط ہے اور حضرت نے ارشاد کیا کہ مال کو لیکر خود خیرات کرنا
افضل ہے ایتھ سے اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ مال دار ہونیکے بعد صدقہ کرنے کی بڑی
فضیلت ہے اس واسطے کہ نفوس میں مال کی حرص غالب ہے اور یہ جو فرمایا نہ مانگنے والا تو کھانا دوی نے
کہ اس میں نہی ہے سوال کرنے سے اور البتہ اتفاق کیا ہے علماء نے اس پر کہ بغیر ضرورت کے سوال کرنا
حرام ہے اور جو کسب کرنے پر قادر ہو اسکو بھی سوال کرنا حرام ہے صحیح تر قول میں اور بعضوں نے کہا
کہ مباح ہے تین شرطوں سے اپنے تئیں دلیل نہ کرے اور لپٹ کر سوال نہ کرے اور مسئل کو ایذا نہ دے سو
اگر ان میں سے ایک شرط موجود نہ ہو تو بالاتفاق حرام ہے اور یہ جو فرمایا کہ اپنی جان کو اس کے پیچھے نہ ڈال یعنی اگر
تیرے واپس مال نہ آئے تو اسکو طلب نہ کر بلکہ اسکو چھوڑ دے اور نہیں مراد ہے کہ غیر کو اپنے اوپر مقدم کرنا
منع ہے بلکہ اسکو لیکر خود اپنے ماتھے سے خیرات کرنا زیادہ تر ہے ثواب میں اور اس حدیث میں بیان عمر
فاروقؓ کی فضیلت اور ان کے زہد اور اثار کا فتح (و عن الزہری قال حدثنی سالم بن عبد اللہ
ان عبد اللہ بن عمر قال سمعت عمر یقول کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعطیني العطاء
فاقول اعطه افقر الیک منی حتی اعطانی مرۃ ما لا فقلت اعطہ من هو افقر الیک
منی فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم خذہ فتمولہ وتصدق بہ فما جاءک من
ہذا المال وانت غیر مشرف ولا سائل فخذہ و الا فلا تتبعہ نفسک ترجمہ عبد اللہ بن
عمر سے روایت ہے کہ میں نے عمر سے سنا کہتے تھے کہ حضرت مجھ کو مال دیتے تھے الخ باقی ترجمہ اس کا
وہی ہے جو اوپر گزارشات اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اسی سبب ابن عمر کا دستور تھا کہ
کسی کو کوئی چیز نہ مانگئے اور نہ پھیرتے وہ چیز جو ان کو دی جاتی اور یہ دلالت کرتا ہے اسی پر عموم ہے

حاصل مسئلہ کریمت عاتق حرام ہے

۲۰۰

کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس چیز کو جس میں شبہ ہو مگر جو معلوم ہو کہ شخص حرام ہو اور کہا طبری نو کہ
 عمر کی حدیث میں دلیل واضح ہے اس پر کہ جو مشغول ہو ساتھ کسی چیز کے نہ مسلمانوں کے کام سے
 تو اسکو اپنے اس کام کی اجرت لینا جائز ہے مانند حاکمون اور قاضیوں اور عاملوں صدقہ کے اور جوان کی
 مانند میں اس واسطے کہ حضرت فرعون کو اس کام کی اجرت دی اور ذکر کیا ہے ابن منذر نے کہ زید بن ثابت
 قضایہ پر اجرت لیتے تھے اور حجت پکڑی ہو ابو عبید نے اس کے جائز ہونے میں ساتھ اس کے جو معین کیا ہے
 اس نے صدقہ کے عاملوں کو واسطے اور ٹھہرایا ہے لکے واسطے اس میں جو حق پس فرمایا والعالمین علیہا
 واسطے قیام اور محی ان کی کے بیچ اس کے اور کیا امر بیچ قول حضرت کہ خذہ و توله و جوہر کو واسطے ہے
 یا مذہب کو تیسرا قول یہ کہ اگر عطیہ بادشاہ کی طرف ہو تو حرام ہو یا مکروہ یا مباح اور اگر اس کے غیر سے ہو
 تو مستحب کہ انہو میں نے صحیح یہ کہ اگر حرام غالب ہو تو حرام ہے اور اسی طرح اگر مستحب اس کا اور
 اگر حرام غالب نہ ہو اور لینے والا مستحق ہو تو مباح ہے اور بعضوں نے کہا کہ مستحب ہو بادشاہ کو انعام
 میں سوا کے غیر اس کے اور کہا ابن منذر نے کہ حدیث ابن سعدی کی حجت ہو بیچ جو از روزی حاکمون
 اور قاضیوں کے تمام وہوں کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لینا اجرت کا حکومت پر مکروہ ہو ساتھ
 استغناء کے اگرچہ مال پاک ہو اور اس حدیث میں جو از صدقہ کا ہے قبض کرنے سے پہلے جبکہ صدقہ کرنا
 کے واسطے واجب ہو لیکن قول حضرت کالے اور صدقہ کو دلالت کرتا ہے صدقہ کرنا تو قبض کر نیکی بعد
 ہوتا ہے اور وہی صدقہ فصل ہو اس واسطے کہ جو مال کہ ماتہ میں ہو اسکی زیادہ حرص ہوتی ہے اس چیز
 کہ اس کے ماتہ میں ہو اور کہا بعض صوفیوں نے کہ اگر بدون سوال کو مال ملے اور اسکو قبول نہ کرے تو
 اسکو عقاب ہوتا ہے ساتھ محروم رہنے کے عطا سے کہا قبطی نے مفہم میں کہ اس حدیث میں میں
 ہے جھانکنے کی طرف اس چیز کی کہ مالداروں کو پاس ہو اور تاک لگانا طرف اس کی اور لینا ان سے اور یہ
 حالت مذموم ہے دلالت کرتی ہے اور شدت رغبت کرنے کے دنیا میں اور جھکنے کے طرف کشادہ
 ہونے اس کے کی سو منع کیا حضرت فریبنے سے اس صورت مذموم میں واسطے قمع کرنے نفس کو اور مخالفت
 کرنے اسکی خواہش کے (فتح) باب من قضی فکاعن فی المسجد جو حکم کرے اور لعان کرے
 مسجد میں ف اور لعان کرے یعنی حکم کرے ساتھ واقع کرنے لعان کے درمیان جو روخاوند کو پس
 وہ مجاز ہے اور نہیں بشرط ہر انکو خود تابعین کرنا فتح (ک) و کاعن عمر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما
 وسلم ترجمہ اور لعان کیا یعنی حکم کیا ساتھ لعان کرنے کو عمر نے پاس منبر حضرت کو ف اور یہ بڑا
 متشک ہو اور جائز ہونے لعان کو مسجد میں اور خاص کیا عمر فاروق نے منبر کو اس واسطے کہ ان کی راہ

یہ بھی کہ منبر کے پاس قسم کھانے میں بڑی تشدید ہے اور اس سولی جاتی ہے تغلیظ قسم میں ساتھ مکان کے
اور قیاس کیا گیا ہے اس پر بناء اس واسطے کہ جس چیز کو قسم کھانی والا مشاہدہ کرے اس کے واسطے تاثیر ہے بیچ
بچنے کے جھوٹ سے دفع (وقضیٰ مروان علی زید بن ثابت بالیمین عند منبر الشیخ صلی اللہ
علیہ وسلم وقضیٰ شریح و الشیعی و یحییٰ بن عیمر فی المسجد و کان الجحس و ذمران بن
أوفی یقضیٰ فی الرجة خارجا من المسجد ترجمہ اور حکم کیا مروان بن زید بن ثابت پر ساتھ قسم
کے نزدیک منبر حضرت کو اور حکم کہا شریح اور شعبی اور یحییٰ نے مسجد میں اور حسن اور زرارہ حکم کرتے تھے
رجہ میں خارج مسجد سے و رجہ ایک مکان ہوتا ہے مسجد کے دروازے کے آگے مسجد و جدا نہیں
ہوتا مانند الان یحکم کی اور اس میں اختلاف ہے اور راجح یہ ہے کہ ایک مسجد کا حکم نہیں صحیح ہے
اس میں اعتکاف اور جن چیز کے واسطے مسجد شرط ہے اور اگر رجہ مسجد سے جدا ہو تو اسکے واسطے حکم
مسجد کا نہیں ہے (فتح) حدیثنا علی بن یحییٰ اللہ قال حدیثنا سفین قال الزہری عن
سہیل بن سعد شہدت المتاکعین وانا بن خمس عشرة ورفیق بینہما ترجمہ سہل بن سہیل روایت
ہے کہ میں دو لعان کرنے والوں کو پاس موجود تھا اور میں پندرہ برس کا تھا دونوں کے درمیان تفریق
کی گئی حدیثی یحییٰ قال حدیثنا عبد اللہ لڑاقی قال أخبرنی ابن جریر أخبرنی ابن شہاب
عن سہیل بن سعد انی بنی ساعدة ان رجلا من الانصار جاء الی لینی صلی اللہ
علیہ وسلم فقال ارايت رجلا وجد مع امرأته رجلا یقتله فتلاعت فی المسجد و
انا شہد ترجمہ سہل بن سعد روایت ہے کہ ایک انصاری مرد حضرت کو پاس آیا سو کہ آیا حضرت
بمطلابہاؤ تو کہ اگر کوئی مرد اپنی عورت کو ساتھ کسی غیر مرد کو حرام کاری کرتے پائے تو کیا اسکو مار ڈالے
سود و نون میں مسجد میں لعان کیا اور میں موجود تھا اس حدیث کی شرح لعان میں گزیر چکی ہے
کہا ابن بطال نے کہ ایک گروہ نے کہا کہ مسجد میں حکم کرنا اور مقدمات کا فیصلہ کرنا مستحب ہے کہا
مالک نوید امر قدیمی ہے اس واسطے کہ ہر آدمی قاضی کی طرف پہنچ سکتا ہے ضعیف بھی اور عورت بھی
اور اگر مکان میں ہو تو وہاں لوگ نہیں پہنچ سکتے اس واسطے کہ پردہ پوش ہونا ممکن ہے اور یہی قول
ہے احمد اور اسحاق کا اور مکر وہ رکھتا ہے اسکو بعضوں نے اس واسطے کہ کبھی ہوتا ہے حکم در بیان سلمان
اور مشرک کو پس داخل ہوگا مشرک مسجد میں اور مشرک کا مسجد میں داخل ہونا مکر وہ ہے لیکن ہمیشہ سے
سلف حضرت کو مسجد میں حکم کرتے رہے ہیں اور کہا شافعی نے کہ بہتر میری نزدیک یہ ہے کہ غیر
مسجد میں قضا کرے کہا ابن بطال نے اور حدیث سہل کی حجت ہے واسطے جو ان کے اگرچہ اولے نگاہ رکھنا

مسجد کا ہے اور کہا انکے کہ اگلے لوگ مسجد کے رحیمین بیٹھتے تھے اور میں سب جانتا ہوں کہ مسجد کے رحیمین بیٹھے تاکہ پہنچے طرف اس کی یہودی اور نصرانی اور حاض اور ضعیف اور یہ قریب تر سے طرف تواضع کی اور کہا ابن منیر نے کہ رحیمہ کو مسجد کا حکم ہے مگر یہ کہ اس سے جدا ہو اور ظاہر یہ ہے کہ وہ مسجد سے جدا ہو اور ممکن ہے بیٹھنا قاضی کا اس رحیمین جو مسجد کے ساتھ متصل ہو اور مدعی اور مدعا علیہ اس سے باہر کھڑے ہوں اور شاید تابعی مذکور کی یہ رائے تھی کہ رحیمہ کو مسجد کا حکم نہیں اگرچہ مسجد کے ساتھ متصل ہو اور شافعیہ کو اس میں اختلاف ہے لیکن ان کا اس پر اتفاق ہے کہ جو رحیمہ میں نماز پڑھے اس کی نماز امام مسجد کے ساتھ صحیح ہے اور اگر قبلہ کی دیوار میں حجرہ ہو تو اس میں تنہا نماز پڑھنا صحیح ہے لیکن جو اس میں نماز پڑھے اس کی نماز امام مسجد کے ساتھ صحیح نہیں ہوتی۔

باب من حکم فی المسجد حتی اذا لکی علی حدی مران یخرج من المسجد فی مقام جو حکم کرے مسجد میں یہاں تک کہ جب حد پڑے اور حد لازم ہو تو حکم کرے کہ مسجد سے نکال جائے پھر قائم کجاوے

اس پر حدیث گویا اشارہ کیا ہے ساتھ اس ترجمہ کو اس کی طرف جو خاص کرتا ہے جو احکم فی المسجد کو ساتھ اسکے جبکہ نہ وہاں کوئی چیز کہ ایذا پہا دین ساتھ اسکے جو مسجد میں ہوں یا واقع ہو ساتھ اسکے مسجد کی واسطے نقص یا نذر آلودہ ہونے کی (فتح) وقال عمر اخیر جاء من المسجد یدکر عن علی بن خوی اور کہا عمر نے کہ اسکو مسجد سے نکال دو اور ذکر کیا جاتا ہے علی سے مانند اس کی ف روایت ہے کہ ایک مرد عمر فاروق کے پاس لایا گیا حد میں تو عمر نے فرمایا کہ اسکو مسجد سے باہر نکالو پھر اسکو حد و حدیثنا یحییٰ بن یحییٰ قال حدثنا اللیث عن عقیل عن ابن شہاب عن ابی سلمة وسعید بن المسیب عن ابی ہریرۃ انی رجل مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو فی المسجد فناداه فقال یا رسول اللہ انی زیت فاعرض عنہ فلما شہد علی نفسه اربعاً قال یتک جنون قال لا قال ذہبوا بہ فارجموہ قال ابن شہاب فاخبرنی من سمع جابر بن عبد اللہ قال کنت فیمن رجمہ بالمصلار وادیوئس ومعمرو بن جریر عن الزہری عن ابی سلمة عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی التجم ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت کے پاس آیا اور حضرت مسجد میں تھے سو اسے حضرت کو پکارا اور کہا یا حضرت مقرر میں نے زنا کیا حضرت نے اس سے منہ پھیرا سو جب اسے گواہی دی اپنے نفس پر چار بار تو حضرت نے فرمایا کہ کیا تجھ کو جنون ہے اسے کہا نہیں حضرت نے فرمایا اسکو لیجاؤ اور پھروں سے مار ڈالو کہا ابن شہاب زہری نے کہ خبر دی مجھ کو جس نے جابر سے سنا کہ میں ان لوگوں میں تھا جنہوں نے اسکو عید گاہ میں سنگسار کیا روایت کیا ہے اسکو

معمری الخ یعنی مخالفت کی ہر ان تینوں نے عقیدت کی صحابی میں کہ اسنے اصل حدیث کو ابو ہریرہ کی روایت سے کھیرا ہے اس حدیث میں ہر کہ اسکو لجاؤ اور سنگسار کرو تو یہی ہر مراد ترجمہ میں لیکن یہ خدشہ سے سالم نہیں اس واسطے کہ سنگسار کرنا قدر زائد کا محتاج ہے جیسا کہ کڑی کا کھونا جو مسجد کے لائق نہیں لیکن اسکے ترک سے یہ لازم نہیں آتا کہ کوئی مسجد میں نہ قائم کی جائے اور شافعی اور احمد اور حنابلہ اور کوفی والوں کا یہ مذہب ہر کہ مسجد میں حد کا قائم کرنا منع ہے اور جائز رکھا ہر اسکو شعبی اور ابن ابی لیلی نے اور کہا مالک نے کہ بخور سے کوڑوں کا کوئی ڈر نہیں اور جب حدیں زیادہ ہوں تو چاہئے کہ مسجد سے باہر ہوں کہا ابن بطلال نے کہ جو مسجد کو اس سے دور رکھنا ہے اس کا قول اولیٰ ہے اور ایک حدیث ضعیف میں ہر کہ مسجد میں حد کا قائم کرنا منع ہے اور کہا ابن منیر نے کہ جو قائل ہو کہ میت کو جنازے کو واسطے مسجد میں داخل کرنا مکروہ ہے اس سے اس سے کوئی چیز نکلے تو اولیٰ ہے کہ کوئی نہ قائم کیا جائے حد کو مسجد میں اس واسطے کہ نہیں اس سے اس سے کہ مجاہد سے ابو یوسف اور لائق ہر کہ قتل بطریق اولیٰ منع ہو (فتح) باب موعظۃ الامام للخصوم نصیحت کرنا امام کا مدعی اور مدعا علیہ کو حد ثنا عبد اللہ بن مسلمۃ عن مالک عن هشام عن ابیہ عن زکیہ بن زبیر عن سلمۃ عن سلمۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انما انا بشر و انکم تحبون انی و کعل بعضکم ان یتکون النحن یحیی من بعضنا قضی علی نحو ما اسمع من قضیت لہم بحق اخیه شیفا فلا یأخذہ فاما ما قطع لہ قطعۃ من النار ترجمہ امام سلمہ روایت ہر کہ حضرت زفرایا کہ میں بھی آدمی ہوں اور البتہ تم جھگڑا فیصلہ کروانے آتے ہو میں سے پاس اور شاید کہ تم لوگوں میں بعض آدمی ہیشیار اور خوش تقریر ہوتا ہے بعض سے سو میں فیصلہ کرتا ہوں جیسا کہ اس سے سنتا ہوں سو جسکو میں اسکے بھائی کے حق سے کچھ کاٹ کر دلا دوں تو وہ شخص نہ لیوے غیر کے حق کو سوائے اسکے کچھ نہیں کہ اسکو دوزخ کا ٹکڑا دیتا ہوں اس حدیث کی شرح آئندہ آوے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور مطابقت اس کی ترجمہ سے ظاہر ہے فتح باب الشہادۃ تکون عند الحاکم فی وکایتہ الفصل او قبل ذالک للخصم گواہی جبکہ ہر نزدیک حاکم کے بیچ والی ہر اسکے قصدا کو یا اس سے پہلے مدعی یا مدعا علیہ کے واسطے یعنی کیا حکم کرے اسکے واسطے اسکے خصم پر اپنے اس علم سے یا اسکے واسطے گواہی جو ہر دوسرے حاکم کے نزدیک نہیں خیر کیا اسنے ساتھ حکم کے واسطے قوت خلاف کے مسئلے میں اگرچہ اسکے کلام کا آخر تقاضا کرتا ہر کہ اسکے نزدیک مختار یہ ہر کہ اس میں اپنے علم سے حکم نہ کرے (فتح) وقال شریح الفاضل سألہ انشا

اور ان تینوں نے تمام حدیث کو جابر سے روایت کیا ہے

سنہ کریمت جازہ در

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَدَّاهُ إِلَى وَقَالَ هَلْ حُجَّازٌ حَاكِمٌ لَا يَقْضِي بَعْلَهُ شَهِيدٌ ذَلِكَ
 فِي وَكَلْتَهُ أَوْ قَبْلَهَا وَلَوْ أَقْرَعْتَهُ خَصْمٌ آخَرٌ يَحْقُقُ فِي مَجْلِسِ الْقَضَاءِ وَلَا تَقْضِي
 عَلَيْهِ فِي قَوْلٍ بَعْضُهُمْ حَتَّى يَدْعُوا شَاهِدَيْنِ فَيَحْضُرُهُمَا قَرَاهُ وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ
 الْعِرَاقِ مَا سَمِعَ أَوْ رَأَى فِي مَجْلِسِ الْقَضَاءِ قَضَى بِهِ وَمَا كَانَ فِي غَيْرِهِ لَمْ يَقْضِ إِلَّا بِشَاهِدَيْنِ
 وَقَالَ آخَرُونَ مِنْهُمْ بَلْ يَقْضِي بِهِ لَا تَقْتَضِيهِمْ وَلَا تَقْتَضِيهِمْ وَلَا تَقْتَضِيهِمْ وَلَا تَقْتَضِيهِمْ
 فَعَلِمَهُ أَكْثَرُ مِنَ الشَّهَادَةِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ يَقْضِي بَعْلَهُ فِي الْأَمْوَالِ وَلَا يَقْضِي فِي غَيْرِهَا
 وَقَالَ الْفُقَهَاءُ لَا يَتَّبِعُ الْحَاكِمُ أَنْ يَقْضِيَ قَضَاءَ بَعْلِهِ دُونَ عِلْمٍ نَدِيرٍ مَعَ أَنَّ عِلْمَهُ
 أَكْثَرُ مِنْ شَهَادَةِ غَيْرِهِ وَلَكِنْ فِيهِ تَعَرُّضٌ لِمَا تَمَرُّ نَفْسُهُ عَنْهَا لِلْمُسْلِمِينَ وَانْقِاعًا
 لَهُمْ فِي الظُّنُونِ وَقَدْ كَرِهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظَّنَّ فَقَالَ إِنَّمَا هَذِهِ صَفِيَّةُ
 تَرْجُمُهُ أَبُو قَتَادَةَ بِرِوَايَةٍ عَنْهُ أَنَّ حَضْرَتَ فِرْجَانِ خَمِينَ كُودَنَ فَرَايَا كَهْ جِسْمَ وَاسْطَ كَوَاهِ هَوْنِ كَسِي مَقْتُولِ
 جِسْمِ اسْمِ قَتْلِ كِيَا تَوَا سَكِ اسْبَابِ كَالِكِ بَارِيُوَالَا هِي سَوِيْنِ اْمُثَا كِهْ اِيْنِي مَقْتُولِ كَوَاهِ تَلَا شِ كَرِيَا
 سَوْنِ دِيْجِيَا مِيْنِ نُو كَسِي كُوْجُو مِيْرِي كَوَاهِي دِيُوِي سَوِيْنِ بِلِيْجِيَا پُھَرِيْ كِهْ وَاسْطَ ظَاہِرِ هُوَا تَوِيْنِ نُو اسْكَ
 حَالِ حَضْرَتِ كُوْ كِيَا تَوَا كِيَا مَرُوْدِ لِي حَضْرَتِ كُوْ كِيَا تَوَا كِيَا مَرُوْدِ لِي حَضْرَتِ كُوْ كِيَا تَوَا كِيَا مَرُوْدِ
 مِيْرِي پَاسِ مِيْنِ سَوَا سَكُو مِيْرِي طَرَفِ كُوْ رَاضِي كُوْ رَاضِي كُوْ رَاضِي كُوْ رَاضِي كُوْ رَاضِي كُوْ رَاضِي كُوْ رَاضِي
 مَتِ دِيْجِيْ چھوْ نِي سِي اِنگَلِي كُوْ قَرِيْشِ كُوْ رَاضِي كُوْ رَاضِي كُوْ رَاضِي كُوْ رَاضِي كُوْ رَاضِي كُوْ رَاضِي كُوْ رَاضِي
 كِي طَرَفِ كُوْ رَاضِي كُوْ رَاضِي كُوْ رَاضِي كُوْ رَاضِي كُوْ رَاضِي كُوْ رَاضِي كُوْ رَاضِي كُوْ رَاضِي كُوْ رَاضِي
 سَوُوْهُ اَوَّلِ نَالِ تَحَا جِسْمِ مِيْنِ نُو حَاصِلِ اُوْر جَمْعِ كِيَا كِهْ اِيْمَا شَدَّ نِي لِيْثِ سُوْ حَضْرَتِ كُوْ رَاضِي كُوْ رَاضِي
 اُوْر اسْكَ اسْبَابِ مَجْکُو دِيَا اُوْر دِيَا كِيَا بَعْضُوْنِ لِيْ حِجَّتِ مَذْکُوْر كُوْ سُوْ كِهْ اِيْمَا شَدَّ نِي لِيْثِ سُوْ حَضْرَتِ كُوْ رَاضِي
 كَا اَقْرَا كِيَا اُوْر حَضْرَتِ نُو اسْكَ اُوْر جَمْعِ كِيَا كِهْ اِيْمَا شَدَّ نِي لِيْثِ سُوْ حَضْرَتِ كُوْ رَاضِي كُوْ رَاضِي
 كِهْ يِيْ بَاتِ مَعْلُوْمِ كِهْ حَضْرَتِ تَنَاهِيْنِ هُوْ تَحْتِ بَلْ كِهْ اِيْمَا شَدَّ نِي لِيْثِ سُوْ حَضْرَتِ كُوْ رَاضِي كُوْ رَاضِي
 قِصَّةِ اَبُو قَتَادَةَ كَا اُوْر كِهْ اِيْمَا شَدَّ نِي لِيْثِ سُوْ حَضْرَتِ كُوْ رَاضِي كُوْ رَاضِي كُوْ رَاضِي كُوْ رَاضِي
 جُوْ مَعْلُوْمِ كِيَا تَحَا تَوَا خَصْمِ سِي اَقْرَا سِي مَعْلُوْمِ كِيَا تَحَا پَاسِ حُكْمِ كِيَا اُوْر اِسْكَ پَاسِ يِيْ حِجَّتِ سُوْ حَضْرَتِ
 بِالْعِلْمِ كِيَا اِسْ جِيْرِيْنِ كِهْ وَاقِعِ هُوْ مَجْلِسِ كِيَا حُكْمِ مِيْنِ اُوْر كِهْ اِيْمَا شَدَّ نِي لِيْثِ سُوْ حَضْرَتِ كُوْ رَاضِي
 عِلْمِ سِي يِيْ بَلْ كِهْ حُزُوْرِ هِي لِيْ نَادُوْ كُوْ اِهْوَنِ كَا جِيْسَا كِهْ شَرْعِ مِيْنِ حُكْمِ سِي بَرَابَرِ هِي كِهْ كَوَاهِ هُوَا هُوَا سَاھِ
 اِسْكَ اِيْنِيْ حُكُوْمَتِ مِيْنِ يَا اِسِيْ پِلِيْ اُوْر اَقْرَا كِيَا اِسْكَ پَاسِ دِيْ حُكْمِ نُو سَاھِ قِيْ كِيَا حُكْمِ كِيَا

محاسن یعنی کچھری میں تو نہ حکم کیا جائے اس پر بعضوں کے قول میں یہاں تک کہ بلائے دو گواہ اور انکو اسکے اقرار پر گواہ کرے اور کہا بعض نے اہل عراق نے کہ جو سنے یا دیکھے اسکو قضا کی مجلس میں تو حکم کرے ساتھ اسکے اور چاہے غیر میں ہو تو نہ حکم کرے اس میں مرد و گواہوں اور ان میں سے اور لوگوں نے کہا کہ بلکہ حکم کرے ساتھ اسکے اس واسطے کہ اسکے پاس امانت رکھی گئی ہے اور سوا اسکے کچھ نہیں کہ مراد گواہی سے معرفت حق کی ہے سو علم اس کا زیادہ ہے گواہی سے اور بعضوں نے کہا کہ حکم کرے اپنے علم سے مالوں میں اور نہ حکم کرے انکے غیر میں اور کہا قاسم نے کہ نہیں لائق ہے حاکم کو کہ حکم کرے اپنے علم سے سوا اس علم اپنے غیر کے باوجود کہ اسکا علم ہے غیر کی گواہی سے لیکن اس میں تعرض کرنا اپنے نفس کی ہمت کو واسطے نزدیک مسلمانوں کو اور واقع کرنا ہے انکو بدگمانی میں اور البتہ حضرت نے بدگمانی کو برا جانتا ہے سو فرمایا یعنی دو انصاری مردوں سے کہ یہ تو ضعیفہ ہر میری بی بی فانیہ جو کہا کہ نہ قضا کرے اپنے علم سے بلکہ کہ گواہ ہو اسکا ساتھ اسکے اپنی حکومت میں یا اس سے پہلے تو یہ قول مالک کا ہے کہا کہ ایسی نے نہ قضا کرے قاضی اپنے علم سے واسطے جو ہمت کرے اس واسطے کہ نہیں اس میں ہر پیر گار یہ کہ راہ پلے طرف اس کی ہمت یعنی لوگ ہمت کریں کہ کسی لحاظ سے یا کسی اللج سے حکم کیا اور حدیث اکبر سے روایت ہے کہ اگر میں کسی کو حد پیراؤں تو اس پر حد نہ قائم کروں یہاں تک کہ میرے ساتھ کوئی دوسرا گواہ ہو اور جو جائز کہتا ہے کہ قاضی اپنے علم سے مطلق حکم کرے اس پر لازم آتا ہے کہ اگر قصداً کہ طرف مرد مستور کی جس سے کبھی گناہ معلوم نہ ہو کہ اسکو سنگسار کرے اور دعویٰ کرے کہ اسنے اسکو زنا کر دیکھا اور یا اسکے اور اس کی بیوی کے درمیان تفریق کرے اور گمان کرے کہ اسنے اسکو طلاق دیتی سنا ہے تو اسکو سنگسار کرنا اور اس کی عورت کو اس سے جدا کرنا جائز نہ ہو اور اگر یہ دروازہ کھولا جائے تو ہر قاضی جو چاہے گا کرے گا جو اس کا دشمن ہو گا اسکو قتل کرے گا یا کافر کے کا وغیرہ وغیرہ اور اسی واسطے شافعی نے کہا کہ اگر حاکم نہ ہو تو میں کہتا کہ قاضی کو جائز ہے اپنے علم سے حکم کرے اور جبکہ کلمے زماں کا یہ حال ہے تو پھر کچھلے زماں کا کیا حال ہو گا پس متعین ہوا کہ جرہ سے اکھاڑا جائے مادہ اس بات کا کہ قاضی کو اپنے علم سے حکم کرنا جائز ہے اہل کچھلے زماں میں اور کہا ابن تین نے کہ جو ذکر کیا گیا ہے عمر اور عبدالرحمن سے یہ قول مالک اور اسکے اکثر اصحاب کا ہے اور یہ جو کہا کہ بعض اہل عراق نے الخ تو یہ قول ابو حنیفہ کا ہے اور جو اسکے تابع ہے اور قول اس کا اور دوسرے لوگوں نے کہا الخ یہ قول ابو یوسف کا ہے اور جو اسکے تابع ہیں اور یہی قول ہے شافعی کا اور قول اس کا وقال بعضہم الخ یعنی اہل عراق نے یہ قول ابو حنیفہ اور ابو یوسف کا ہے (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ ابْنِ

وہ اختلاف کرمقت

مروج اختلاف کا کتاب اور سنت ہو کر کہا قال اللہ تعالیٰ فان تنازعتم فی شئی الا یہ کہما ابن بطال نے ذکر کیا اس حدیث میں جنت و لائے اتفاق پر اس واسطے کہ اس میں ثبوت محبت اور الفت کا ہے اور یا ہم مدد کرنے کا قیاس اور اس سے معلوم ہو کہ جائز ہے نصب کرنا دو قاضیوں کا ایک شہر میں ایک ایک جانب اور ایک دوسری جانب میں اور حضرت نو ہر ایک کو دونوں میں سے کسی کی ایک ایک جانب پر مقرر کیا تھا اور یہی معتمد قول ہے اور احتمال ہو کہ دونوں کو ہر حکم میں شریک کیا ہو اور یہ جو کہا کہ ایک دوسرے سے موافقت کرنا تو یہ محمول ہے اس صورت پر جس میں دونوں کے جمع ہونے کی حاجت پڑے اور اس حدیث میں امر ہے ساتھ آسانی کرنے کے امور میں اور نرمی کرنے کے ساتھ رعیت کو اور ایمان کو ان کی طرف محبوب کرنا اور شدت نہ کرنا تاکہ ان کے دل بھڑکین خاص کر جو تانہ اسلام لایا ہو یا حد تکلیف کو قریب ہو اور لڑکوں سے تاکہ قرار پڑے ایمان ان کے دل میں اور غریبوں اس پر اور اسی طرح آدمی اپنے نفس کو تعلیم کرے اور اس میں شروع ہونا زیادہ کا ہے اور اگر ام زائر کا ہے اور فضیلت معاذکی ابو موسیٰ پر فقہ میں (فتح) باب اجابۃ المسائل الدعویۃ قبول کرنا حاکم کا دعوت کو فاصل اس میں عموم حدیث کا ہے اور وارد ہونا وعید کا ترک میں حضرت کو قول دوم جو دعوت قبول نہ کرے اسے خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کی کہا علماء نے کہ نہ قبول کرے حاکم دعوت کسی خاص شخص کی سوائے غیر اسکے کے رحمت سے یعنی ایک کی دعوت قبول کرے اور دوسرے کی نہ کرے اس واسطے کہ اس میں دل شکنی ہو جس کی دعوت قبول نہ کرے مگر حذر ہو تو نہ قبول کرے جیسا مثلاً کوئی بڑا کام دیکھے کہ نہ قبول کیا جائے حکم اس کا طرف دور کرنے اسکے کی دفعہ وقد اجاب عثمان بن عفان عن ابن مسعود اور البتہ قبول کی عثمان نے دعوت مغیرہ کو غلام کی کہ اسے حضرت عثمان کی دعوت کی تھی حدیثنا مسدد قال حدثنا یحییٰ بن سعید عن سفیان قال حدثنی منصور عن ابی وائل عن ابی موسیٰ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فکوا العانی وکجیبوا الداعی ترجمہ ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ چھوڑو اؤ قیدی کو اور دعوت کر نیوالے کی دعوت قبول کرو ف مالک سے روایت ہے کہ نہیں لائق ہے قاضی کو کہ دعوت قبول کرے مگر دعوت ولیمہ خاص پھر اگر چاہے تو کھائے اور چاہے تو نہ کھاوے اور نہ کھانا بہتر ہے ہمارے نزدیک اس واسطے کہ اس میں مستحسانی ہے مگر یہ کہ ہو اسکے واسطے جو اللہ بھائی ہو یا قرابتی ہو (فتح) باب ہذا یا العتال عالموں کو بدیوں اور تحفوں کا بیان و یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے کہ عالموں کو تحفے غلوں میں یعنی خیانت میں حدیثنا علی بن عبد اللہ قال حدثنا سفیان عن الزہری عن ہرقة قال خبرنا ابو حمید الساعدی

من لم یجب الدعوة فقد عصی اللہ تعالیٰ

کہ انکے پیغمبر نے انکو خدا کا حکم پہنچایا نہیں اور یہ جو کہا ہے کہ ان سے سنا یعنی میں اسکو قیستگا جانتا ہوں اس میں کچھ شک نہیں اور غلول کو معنی میں خیانت کرنا مال غنیمت میں رہے استعمال کیا گیا ہے ہر خیانت میں اور اس حدیث میں اور بھی بہت فائدے ہیں مہم کاموں میں امام خطبہ پڑھے اور استعمال کرنا ابود کا خطبے میں اور شروع ہونا محاسبات رکھے گئے کا اور منع کرنا غلاموں کا بیون کے قبول کرنے سے ان لوگوں میں جو جن پر وہ حاکم ہو اور محل اس کا وہ ہر جگہ امام نے اسکو اجازت نہ دی ہو جیسا کہ ترمذی کی حدیث میں ہے اور اگر امام اجازت نہ دے تو جائز ہے اور جب یہ لیا جائے تو بیت المال میں ڈالا جاوے اور نہ خاص ہوئے عامل بلکہ ساتھ اس جیسے کہ امام اس کی اجازت دے اور احتمال ہے کہ بیت المال میں نہ ڈالا جائے اس واسطے کہ حضرت نے اس سے پہلے نہ پھر دیا جو اسکا تحفہ دیا گیا تھا اور کہا ابن بطال نے کہ لاحق ہو ساتھ تحفے عامل کو تحفہ قرضدار کا قرض خواہ کیواسطے ولیکن اسکو جائز ہے کہ اسکو قرض میں شمار کرے اور اس میں باطل کرنا ہر طریق کا ہے کہ پہنچے ساتھ اسکے جو مال لیتا ہے طرف محابات ماخوذ منہ کی اور تنہا ہونے کی ساتھ چیز ماخوذ کے کہا ابن منیر نے کہ اگر پہلے تحفہ کی عادت ہو تو جائز ہے لیکن محل اس کا یہ ہے کہ عادت سے زیادہ نہ ہو اور اگر دیکھے کہ کسی فتاویل میں خطائی کہ ضرر کر لگی جو اسکو لیا تو جائز ہے کہ اس کو لوگوں میں مشہور کرے اور اسکے ساتھ مغرور ہونے سے ڈرائے اور اس میں جائز نہ ہونا تو بیخ مغلطی کا اور حاکم کرنا مفضل کا سرداری میں اور امامت میں اور امانت میں باوجود ہونے مفضل کے اور اس میں گواہی طلب کرنا راوی اور ناقل کا ہے اس شخص کے قول سے جو اسکے موافق ہوتا کہ سامع کے دل میں غیب سے نسخہ پاک استیقتضاء المولیٰ واستیغما الصم آزاد غلاموں کو قاضی اور حاکم بنانا یعنی شہروں کی حکومت برائے الی کے واسطے ہو یا خارج کے واسطے یا نماز کے واسطے حکایت عثمان بن صلیح قال حدثنا عبد اللہ بن وہب أخبرنی ابن جبرئیل ان نافعاً أخبرہ ان ابن عمر أخبرہ قال کان سالم مولیٰ ابی حذیفۃ یوم المہاجرین الا ولین واصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی مسجد قبا فیہم ابوبکر وعمر و ابوسلمۃ وزید و عامر ابن ربیعۃ ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے کہ سالم ابو حذیفہ کا غلام آزاد پہلے مہاجرین کا اور حضرت کی صحاب کی مسجد قبا میں امامت کرتا تھا ان میں ابوبکر اور عمر اور ابوسلمہ اور زید اور عامر بھی تھے اور یہ امامت کرنا اس کا حضرت کی ہجرت کرنے سے پہلے تھا اور اسکا سبب یہ ہے کہ سالم ان میں قرآن کا زیادہ تر قاری تھا اور اگر کوئی سوال کرے کہ ابوبکر صدیق نے تو حضرت کو ساتھ ہجرت کی پھر ان کو ان لوگوں میں کیوں شمار کیا تو اسکا جواب یہ ہے احتمال ہے کہ حضرت کی ہجرت کرنے کے بعد بھی مسجد قبا میں سالم بدستور امامت کرتا

رہا ہو تو اسکے معنی یہ ہونگے کہ جب ابو بکر صدیق مسجداً میں آتے تھے تو سالم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے اور
 مناسبت حدیث کی واسطے ترجمہ کے سالم کے مقدم کرنے کی جہت سے ہے نماز کی امامت میں اور لاکھ
 وہ غلام آزاد ہے آزاد لوگوں پر جو مذکور ہوئے اور جو دین کے امر میں پسند ہو وہ دنیا کے کاموں میں بھی
 پسند ہوتا ہے پس جائز ہے کہ والی کیا جائے قصار کا اور سرداری کا حرب پر اور تحصیل خراج پر اور ایسے
 امامت عظمیٰ یعنی خلافت اور بادشاہی سو وہ قریش کا حق ہے کہ ان کا تقدیم بیانہ پس اسکے صحیح ہونے کی
 شرط یہ ہے کہ خلیفہ وقت قریش میں ہو اور داخل ہو اس باب میں جو مسلم نے روایت کی کہ عمر فاروق
 نے ابن ابی بکر کے والوں پر حاکم کیا کسی نے کہا کہ یہ غلام آزاد ہے عمر فاروق نے کہا کہ وہ قرآن کا
 قاری ہے قرآن کا عالم ہے اور حضرت فرمایا کہ مقرر خدا چند قوموں کو اس قرآن کو ساتھ اوچا کرے گا اور
 بعضوں کو نیچا فتح، باب العرفاء للناس لوگوں کی واسطے چوہدری نہ لے کا بیان و عریف
 اسکو کہتے ہیں جو قائم ہو ساتھ کام ایک گروہ آدمیوں کو اور عریف اسکو اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ لوگوں
 کے حال کو پہچانتا ہے **حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبرَاهِيمَ**
عَنْ عَمْرِو بْنِ مُوسَى عَنْ عُبَيْدَةَ قَالَ قَالَ ابْنُ شَرَابٍ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ
وَالْمُسَوِّدَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حِينَ أُذِنَ لَهُمْ
الْمُسْلِمُونَ فِي غُحْقِ سَبِيٍّ هَوَازِنَ ابْنِي لَا أُدْرِغِي مَنْ أَدْنَى مِنْكُمْ مِنْكُمْ لَمْ يَأْذَنْ فَارْجِعُوا
حَتَّى يَرْفَعَ السَّيْفُ عَنْكُمْ وَأَنْكُمْ أَكْمَرُكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَمَا هُمْ عُرْفَاءُ هُمْ فَرَجَعُوا إِلَى رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّ النَّاسَ قَدْ طَبَعُوا وَأَذِنُوا تَرْجُمَهُ مَرْوَانَ وَأَمْرًا سَوْرِي
 روایت ہے کہ حضرت فرمایا جبکہ مسلمانوں نے قوم ہوازن کو بنیوں کے آزاد کرنے کی اجازت دی کہ میں
 نہیں جانتا کہ تم لوگوں سے کس نے اجازت دی اور کس نے نہیں دی سو لیٹ جاؤ یہاں تک کہ تمہارے چوہدری
 تمہارا حال سے ظاہر کریں سو لوگ پھر ہو اور ان کے چوہدریوں نے ان سے کلام کیا پھر وہ حضرت کی طرف
 پھرے تو انہوں نے خبر دی کہ مقرر لوگ اُسی ہوئے بنیوں کے پھر دینے پر اور اجازت دی و نسبت اذن
 کی ان کی طرف حقیقی ہے لیکن اس کا سبب مختلف ہے بعضوں نے تو بلا عوض بنیوں کو چھوڑ دیا تھا
 اور بعضوں نے بشرط عوض اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مشروع ہے قائم کرنا چوہدریوں کا اس واسطے
 کہ یہ ممکن نہیں کہ امام سب کاموں کو اپنے ماتھے سے کرے سو اسکو حاجت ہے کہ قائم کرے اسکو جو اس کا
 مددگار ہوتا کہ کفایت کرے اسکو اس کام میں جس میں اس کو قائم کیا کہا اور امر اور نہی جب سب کی طرف
 متوجہ ہو تو واقع ہوتا ہے اس میں توکل بعضوں سے سو اکثر اوقات واقع ہوتی ہے اس میں تغلیط

ابن ابی بکر
 بن ابی بکر

ابن ابی بکر

اور جب ہر قوم پر چوہدری قائم کیا تو نہ گنجائش ہوگی کسی کو مگر ساتھ اسکے کہ حکم کیا گیا ہے ساتھ اسکے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے جائز ہونا حکم کا ساتھ اقرار کے بغیر گواہ کرنے کے واسطے کہ چوہدریوں نے ہر فرد پر دودھ گواہ کو قائم نہیں کیا تھا اور سوائے اسکے کچھ نہیں کہ لوگوں نے ان کے پاس اقرار کیا تھا اور حالانکہ وہ امام کے نائب تھے سو ایک کا اعتبار کیا گیا اور اس حدیث میں ہے کہ حاکم اپنے حکم کو خود دوسرے حاکم کے پاس لیجاوے تو وہ اسکو جاری کرے جبکہ دونوں حاکم ہوں اور جو حدیث میں آیا ہے کہ چوہدری لوگوں میں سے ہیں ہونگے تو یہ حدیث اگر ثابت ہو تو محمول ہے اس پر کہ غالب چوہدریوں میں ظلم اور زیادہ اضافہ کرنا ہے جو نوبت پہنچا ہے طرف واقع ہوئی گناہ میں سو یہ حدیث چوہدری کے قائم کرنے کو منع نہیں کرتی اور کراہی بھی ہے کہ یہ جو آیا ہے کہ چوہدری دونوں میں ہونگے تو یہ مشرب ہے کہ جو اس میں شریک ہے اور چوہدری بنے وہ گناہ میں واقع ہونے سے نڈر نہیں جو انجام کار عذاب کی طرف نوبت پہنچانا ہے پس لائق ہر حال کو کہ اس سے ڈرتا ہے تاکہ نہ دوبے اس چیز میں کہ اسکو آگ کی طرف پہنچائے اور یہ جو حضرت نے فرمایا کہ چوہدری مقرر کرنا حق ہے تو مراد ساتھ اسکے اصل قائم کرنا ان کا ہے اس سطر کے اسکو مصالحت چاہتی ہے کہ امیر کو امداد لینے کے واسطے اس کی حاجت ہوتی ہے اور کفایت کرتا ہے استدلال کے واسطے موجود ہونا ان کا حضرت کے زمانے میں کماؤں علیہ حدیث البابیہ فتح باب ما یکرہ من بشاء السلطان اذا خرج قال غیر ذلک جو کہ وہ یہ تعریف بادشاہ کی اسکے روبرو اور جب اسکے پاس سے نکلے تو اسکے خلاف کہے ف یعنی اسکے روبرو اس کی تعریف کرے اور بھیجے تو میں کرے اور مذمت یعنی یہ دنیاوی اور عہد شکنی ہے حدیث ابی نعیم حدیث عاصم بن محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمر عن ابیہ قال اناس کلین عمر اننا ندخل علی سلطاننا فنقول لهم بخلاف ما نکرہ اذا خرجنا من عندهم قال کنا نعد هذا نفاقا رحمہ اللہ روایت ہے کہ چند لوگوں نے ابن عمر سے کہا کہ ہم اپنے بادشاہ پر داخل ہو تو ہر سو ہم ان کی تعریف کرتے ہیں بخلاف اسکے کہ ہم کلام کرتے ہیں جبکہ ان کو پاس سے نکلتے ہیں ابن عمر نے کہا کہ ہم اسکو نفاق شمار کرتے تھے یعنی حضرت نے کہنے میں ف ایک روایت میں ہے کہ ہم اپنے سرداروں کے پاس بیٹھتے ہیں تو وہ کسی چیز میں کلام کرتے ہیں ہم جانتے ہیں کہ حق اس کا غیر ہے یعنی ہم اسکو خلاف حق جانتے ہیں سوائے ان کی تصدیق کرتے ہیں ابن عمر نے کہا کہ ہم اسکی نفاق کہتے تھے سو میں نہیں جانتا کہ تمہارے نزدیک کس طرح ہے روایت کیا ہے اسکو بیہقی نے رفع الحدیثا فتیبہ حدیثا الکتب عن زید بن ابی جیب عن عمار بن

معمنی اقرار کا

چوہدری دونوں میں ہونگی

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ سَمِعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَنَّ شَرَّ النَّاسِ ذُو الْوَحْمَيْنِ
 الَّذِي يَلْبَسُ هُوَ لَكَ بِوَجْهِ هُوَ لَكَ بِوَجْهِ تَرْجَمَهُ ابُو هريره سے روایت ہے کہ حضرت فرمایا
 کہ سب لوگوں میں بدتر دو منہ والا آدمی ہے آتا ہے ان لوگوں کے پاس ایک منہ سے اور ان لوگوں
 کے پاس دو منہ سے یعنی خیل خور یا رو برو کچھ کے اور پیچھے کچھ کے باب القضا علی الغائب
 باب ہر قصدا کرنے کا غائب پر یعنی مدعی حاضر ہو اور مدعا علیہ حاضر نہ تو اس صورت میں مدعا علیہ پر
 یکطرفہ ڈگری کرنا جائز ہے یا نہیں **ف** یعنی آدمیوں کو حقوق میں اور خدا کے حقوق میں بالاتفاق
 جائز نہیں یہاں تک کہ اگر قائم ہوں گواہ اور فائب کے ساتھ چوری کے مثلاً تو حکم کیا جائے گا ساتھ
 مال کے سولے ماٹہ کاٹنے کے کہا ابن بطال نے کہ جائز رکھا ہے مالک اور شافعی اور لیث اور ابو عبیدہ
 ایک جماعت نے حکم کرنا غائب پر اور کہا ابن ماجہ نے کہ غائب پر حکم کرنے کا عمل بیٹے میں مطلق ہے
 یہاں تک کہ اگر فائب ہو بعد اسکے کہ متوجہ ہو اس پر حکم تو حکم کیا جائے اور اسکے اور کہا ابن ابی لیلیٰ اور
 ابو یوسف نے کہ غائب پر حکم کرنا مطلق جائز نہیں اور ابو حنیفہ نے کہ گواہ قائم کرنے کے بعد بھاگ جائے یا
 رو پوش ہو جائے تو قاضی تین بار لوگوں میں پکارتے سو اگر آئے تو بہتر نہیں تو اس پر ڈگری کی
 جائے اور نیز جائز رکھا ہے اسکو ابن شبرمہ اور اوزاعی اور اسحاق نے اور یہ ایک روایت امام احمد کی
 ہے اور ثوری اور شعبی نے منع کیا ہے اور ابو حنیفہ نے کہا لیکن جسکے واسطے وکیل ہو اس پر حکم کرنا جائز
 ہے بعد دعویٰ کرنے کے اسکے وکیل پر اور جو منع کرتا ہے اسکی حجت یہ حدیث ہے کہ نہ حکم کر جب تک کہ
 تو دوسرے کا کلام نہ سنے اور جواب یہ ہے کہ یہ فائب پر حکم کرنے کو منع نہیں کرتا اس واسطے کہ حجت اسکی
 جب آئے گا قائم ہے سنی جائے گی اور اسکی پیل منظور ہے اسکے مطابق فیصلہ کیا جائے گا اگرچہ
 پہلے حکم کے منسوخ کرنے تک نوبت پہنچے اور حدیث علی کی مساوات خصمیں میں محمول ہے حاضرین
 پر جبکہ سماع ممکن ہو اور اگر فائب ہو تو نہیں منع کرتا حکم کو جیسا کہ انما اور جنون اور حجر اور صغیرین
 اور البتہ عمل کیا ہے ساتھ اسکے حقیقہ و شفعہ میں اور حکم کرنے میں اس شخص پر جسکے پاس غائب کا مال ہو
 کہ لیا جائے اس سے خرچ غائب کی بیوی کا (فتح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ
 عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ هِنْدًا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَيْخٌ فَاجْتَابَ أَنْ اخْتَدَمَ مَلَأَهُ قَالَ خُذْنِي مَا يَكْفِيكَ
 وَلَكِنَّ الْمَعْرُوفَةَ نَزَحَتْ عَنْ عَائِشَةَ مِنْ رِوَايَتِهَا أَنَّ هِنْدَ بْنَ مَعْنٍ رَوَتْ عَنْ هِنْدَ بِنْتِ مَعْنٍ أَنَّهَا رَوَتْ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ خَلِ
 مَرَّةً سَمِعَتْهُ حَاجَتِهَا أَنَّ هِنْدَ بْنَ مَعْنٍ رَوَتْ عَنْ هِنْدَ بِنْتِ مَعْنٍ أَنَّهَا رَوَتْ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ خَلِ

یہ روایت ڈگری کا بیان

کفایت کرے دستور کے موافق و اس حدیث کی شرح کتاب النفقات میں گزری اور التہجۃ پکڑی ہو ساتھ اسکے شافعی اور ایک جماعت ذواسطے جائزہ ہر حکم کے غائب پر اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ ابوسفیان شہر میں حاضر تھا فتح اباباب من قضی لہ بحق اخیہ فلا یأخذ فان قضاء الحاکم لا یحل حراما ولا یحرم حلالا جسکے واسطے اسکے بھائی کے حق کا حکم کیا جائے تو وہ اسکو نہ لیوے اس واسطے کہ حکم حاکم کا نہیں حلال کرتا حرام کو اور نہ حرام کرتا ہر حلال کو و مراد بھائی سے خصم اس کا ہے اس واسطے کہ مسلمان اور ذمی اور معاہد اور مرتد اس حکم میں سب برابر ہیں اور احتمال ہے کہ تخصیص انہوں کی ساتھ ذکر کے ترغیب کے باب ہے اور سوائے اسکے کچھ نہیں کہ لفظ بھائی کا کہ واسطے رعایت لفظ حدیث کر فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَوْكَسِيُّ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ اَبِي شَيْبَةَ قَالَ اَخْبَرَنِي عُمَرُو بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ اَبِي سَلَمَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ سَمِعَ خُصُومَتَيْنِ يَخْتَصِمَانِ فَمِنْهُمَا اَنَا فَخَرْتُ فَقَالَ ثَمَّ اَنَا بَشَرٌ فَاِنَّ يَأْتِيَنِيَا خُصْمٌ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ اَرْكَبُ كُنَا بَلَاءَ مِنْ بَعْضٍ فَلَخِيبٌ اِنَّهُ صَادِقٌ فَاَقْضِي لِرَبِّكَ لَكَ فَمِنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَاَمَّا اَھُو فَوَطَعَنُ مِنَ النَّارِ فَلْيَاخُذْهَا اُولِي رُكْهَاتِ رَجْمِ اُمِّ سَلَمَةَ رَوَيْتُ ہر کہ حضرت فر اپنے جیسے کے دروازے پر جھگڑا سنا تو حضرت جھگڑے والوں کی طرف نکلے سو فرمایا کہ میں تو بندہ ہوں اور یہے بایں میں عی اور مدعا علیہ آتے ہیں اور شاید کہ بعض آدمی بعض سے زیادہ گویا اور خوش نظر ہوتا ہے سو میں گمان کرتا ہوں کہ وہ سچا ہے بظاہر اور حالانکہ وہ باطن میں جھوٹا ہے سو میں اسکے واسطے اس کا فیصلہ کرتا ہوں سو جب کو میں دھوکے سے کسی مسلمان کا حق دلا دوں تو سوامی اسکے کچھ نہیں کہ وہ ایک ٹکڑی ہے آگ کا سو چاہے اسکو لیوے چاہے چھوڑ دیوے و یہ جو کہا کہ میں بندہ ہوں یعنی شریک ہوں نہ دون کو اصل خلقت میں اگرچہ فضل میں ان سے ساتھ ان فضیلتوں کے کہ خاص کئے گئے ساتھ اسکے اپنی ذات اور صفات میں اور حطس جگہ مجازی ہو اس واسطے کہ وہ خاص ہوتا ہے ساتھ علم باطن کو اور اس کا نام قصر قلب ہو اس واسطے کہ فرمایا ہے اسکو واسطے رد کرنے کے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ جو پیغمبر ہو وہ ہر غیب کو جانتا ہے یہاں تک کہ نہیں پوشیدہ رہتا اس پر مظلوم اور یہ جو فرمایا کہ وہ آگ کا ٹکڑا ہے یعنی جو چیز کہ میں نے اسکو حسب ظاہر دیکھا اگر باطن میں وہ اس کا مستحق نہ ہو تو وہ اس پر حرام ہے اور اس حدیث میں بہت فائدہ ہیں گناہ اس کا

جو جھوٹا جھگڑے یہاں تک کہ ظاہر میں کسی چیز کا شکی ہو اور حالانکہ وہ باطن میں اس پر حرام ہو اور میں نے
 ہے کہ جو دعویٰ کرے کسی مال کا اور اسکے واسطے گواہ نہوں اور مدعا علیہ قسم کھائے اور حکم کرے حاکم
 ساتھ پاک ہو تو مخالف کو تو وہ باطن میں بری نہیں ہوتا اور یہ کہ اگر مدعی قائم کرے گواہ بعد اسکے جو
 اسکے دوسرے سنائی ہوں تو سماعت کی جائے اور پائل ہو جائے گا حکم اور یہ کہ جو جیکہ کرے کسی چیز
 پائل کیواسطے کسی وجہ سے یہاں تک کہ ظاہر میں حق ہو جائے اور اسکے واسطے اسکے ساتھ حکم کیا جائے
 تو نہیں حلال ہوتا ہے اسکو لینا اسکل باطن میں اور نہیں دور ہوتا ہے اس سے گناہ ساتھ حکم کے او
 اس حدیث میں ہے کہ مجتہد کبھی خطا کرتا ہے پس رد کیا جائے گا ساتھ اسکے اس پر گمان کرتا ہے
 کہ ہر مجتہد مصیبت ہے اور یہ کہ جب مجتہد چوک جائے تو اسکو گناہ نہیں ہوتا بلکہ اسکو ثواب ملتا ہے
 اس حدیث میں ہے کہ حضرت جہنم سے حکم کرتے تھے جس چیز میں حتمی نہ تھی ہوتی اور خلاف کیا
 اس میں ایک قوم نے اور یہ صریح ہے انکے رد میں اور اس حدیث میں ہے کہ کبھی حضرت جہنم سے
 حکم کرتے تھے اور باطن میں امر اسکے برخلاف ہوتا تھا لیکن اگر ایسا واقعہ ہوا تو حضرت اس پر برقرار
 نہیں رہے واسطے ثابت ہونے عصمت کے اور جو اسکو جائز رکھتا ہے اسکے دلائل سے ہے یہ حدیث کہ
 مجھ کو حکم ہوا اٹھنے کا لوگوں سے یہاں تک کہ لا الہ الا اللہ کہیں اللہ مسوچ زبان سے کلمہ شہادت پڑے ہے اسکے
 اسلام کے ساتھ حکم کیا جائے گا اگرچہ باطن میں اسکے برخلاف اعتقاد رکھتا ہے اور ملک میں
 باوجودیکہ حضرت کو ہر جھگڑے میں حجتی ہو اطلاع ہونا ممکن ہے یہ کہ جب حضرت شروع بیان کرنے
 والے تھے تو حکم کرتے تھے ساتھ اس چیز کے کہ مشروع ہے واسطے مکلفین کو اور اعتماد کریں اس پر حاکم
 لوگ بعد آپ کے اسی واسطے فرمایا کہ میں تو بندہ ہوں یعنی حکم میں ساتھ مثل اس چیز کے کہ تکلیف دہی کی
 ان کو ساتھ اسکے اور اسی نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ وارد کرنے حدیث عائشہ کہ بیچ
 قصہ زمعمی لونڈی کے بیٹے کے کہ حضرت نے حکم کیا ساتھ بیٹے کے واسطے عبادت میں سے کلمہ لا حول
 کیا اسکو ساتھ زمعمہ کی بھری اسکی مشابہت عقیدہ کے ساتھ دیکھے تو حکم کیا سو وہ کو یہ کہ اس سے پردہ کرے
 واسطے احتیاط کے سو اشارہ کیا بخاری نے اس طرف کہ حضرت نے حکم کیا زمعمہ کی لونڈی کے لڑکے
 حق میں ساتھ ظاہر کے اگرچہ وہ نفس الامری میں زمعمہ کا نہ تھا اور نہیں نام رکھا جاتا اسکل خطا اجتہاد
 میں کہنا چاہی ہے کہ ایک قوم کا یہ مذہب ہے کہ حکم ساتھ مالک کرنے مال کے یاد و رکھنے مالک کے
 یا ثابت کرنے نیک کے یا فحش کو اور مانند اسکے کی اگر ہو باطن میں جیسے ظاہر میں ہے تو جاری ہوتا
 جو اسے حکم کیا اور اگر جو باطن میں برخلاف اس چیز کے کہ تکیہ کیا ہے حاکم نے طرف اس کی گواہی

یا غیر اسکے سے قونہ ہو گا وہ حکم واجب کرنیوالا تم تک کہ کو اور نہ ازلے کو اور نہ نکل جاوے نہ طلاق کو اور نہ
 غیر اسکے کو اور یہ قول جمهور کا ہے اور ابو یوسف بھی انکے ساتھ ہے اور دوسرے لوگوں کا یہ مذہب ہے
 کہ اگر حکم مال میں ہو اور ہو باطن میں برخلاف اسکے کہ تکلیف کیا ہے طرف اس کی حاکم نے ظاہر سے
 تو نہو گا یہ موجب اسکے حلال ہونے کا واسطے محکوم لے کے اور اگر نکاح اور طلاق میں ہو تو وہ ظاہر باطن
 جاری ہوتا ہے اور حمل کیا ہے انہوں نے باب کی حدیث کو اپنے مورد پر اور وہ مال ہی یعنی مال میں
 حکم حاکم کا باطن میں جاری نہیں ہوتا اور اسکے سوا اور چیز میں جاری ہو جائے پس حاکم کے حکم
 سے وہ چیز ظاہر باطن میں اسکے واسطے حلال ہو جاتی ہے اور حجت حدیث سے ظاہر ہے یعنی حدیث
 عام ہر شامل ہے اموال کو اور عقوق کو اور فسوخ کو اور اسی واسطے کہا شافعی نے کہ نہیں فرق ہے
 اس میں کہ دعویٰ کرے بیگانی غور پر کہ وہ اسکی بیوی ہو اور اس پر چھوڑے گواہ قائم کرے اور درمیان
 اسکے کہ کسی آزاد مرد پر دعویٰ کرے کہ اس کا غلام ہو اور اس پر چھوڑے گواہ قائم کرے اور حالانکہ اسکو
 معلوم ہو کہ وہ آزاد ہے سوا اگر حاکم اسکو اس کا غلام بنادے تو اسکے واسطے بالاجماع حلال نہیں کہ
 اسکو اپنا غلام بنائے کہ انہوں نے کہ یہ تھا کہ حکم حاکم کا ظاہر اور باطن کو حلال کر دیتا ہے مخالف ہے
 اس حدیث صحیح کو اور اجماع کو اسکے قائل ہی سابق ہو اور اس خاصہ کو جس پر سب کا اتفاق ہے
 اور قائل مذکور بھی انکے موافق ہے کہ شرم گاہ لٹے ہے ساتھ احتیاط کی اموال ہی اور حجت پکڑی ہے
 قائل مذکور نے ساتھ حدیث علی کے شاید اب زوجہ پاک اور اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ثابت نہیں
 ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس حدیث سے کہ حاکم نہ حکم کرے اپنے علم سے ساتھ دلیل حضرت کر
 اس قول میں اثنا فیضی الخ اور اس میں رد ہے اس پر جو حکم کرتا ہے ساتھ اس چیز کے وقوع ہو سکی
 دل میں بغیر سزا خارجی کے گواہ وغیرہ اور حجت پکڑی ہے اسنے ساتھ اسکے کہ گواہ متصل قوی تر
 ہے گواہ منفصل سے اور وجہ رد کی یہ ہے کہ حضرت اس میں اعلیٰ میں ہے طلاق اور باوجود اس
 حضرت کی اس حدیث ذوالالت کی اس پر کہ وہ عام کاموں میں صرف ظاہر میں حکم کرتے ہیں سوا اگر
 مدعا صحیح ہو تو حضرت زیادہ تر لائق تھے ساتھ اسکے سو مقرر حضرت نے معلوم کروایا کہ جاری کیا جاوے
 احکام کو ظاہر پر اگرچہ ممکن تھا کہ خدا آپ کو ہر مقدم میں وحی کے ذریعے سے اطلاع دی دیوے
 اور اس کا سبب یہ ہے کہ تشریع احکام کی واقع ہے حضرت کی ہاتھ پر سو گویا کہ ارادہ کیا حضرت نے
 تعلیم حکام کا جو آپ کو سوا ہی ہیں کہ اس پر اعتماد کریں مان اگر گواہی دیوں گواہ مثلاً برخلاف اسکے
 کہ معلوم ہو حضرت کو جس سے ساتھ مشاہدہ کے یا یقین سے ساتھ سماع کے یا گمان راجح کی تو نہیں

جائز ہے حضرت کیواسطے کہ گواہوں کے موافق حکم کریں اور نقل کیا ہے اس پر بعضوں نے اتفاق
اور تیر حدیث میں نصیحت کرنا امام کا ہے معنی اور مدعا علیہ کوتاہی اعتماد کریں حق پر اور عمل کرنا سادہ
نظر راجح کے اور بنا کر نا حکم کا اور پاسکے اور یہ امر اجماعی ہر مفتی اور حاکم کے واسطے والدہ سلمہ فتح
حدیث کا اسمعیل قال حدثنی مالک عن ابن شہاب عن عروۃ بن الزبیر عن عائشہ
زوجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہا قالت کان عتبہ بن ابی وقاص عن عبد اللہ
ابن سعید بن ابی وقاص ابن ولیدۃ زعمہ منی فاقبضہ الیک فلما کان
عام الفیۃ اخذہ سعد فقال ان اخي قد کان عن عبد اللہ فیہ فقام الیہ عبد بن
زعمہ فقال اخي وابن ولیدۃ ابی ولید علی فراشہ فتسلوا الی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فقال سعد یا رسول اللہ ابن ابی کان عن عبد اللہ فیہ وقال عبد
ابن زعمہ اخي وابن ولیدۃ ابی ولید علی فراشہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ہولک یا عبد بن زعمہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الولد للفرش
وللعاهر الحجر ثم قال السودۃ بنت زعمہ اختی منہ لما رای من شہدۃ عتبہ
فما راہا حتی لقی اللہ عز وجل ترجمہ عائشہ روایت ہے کہ عتبہ نے اپنے بھائی کو وصیت کی تھی
کہ زعمہ کی لونڈی کا بیٹا میرا ہے اور میرے لطف سے سو اپنے قبضے کر لینا سو جب فتح مکہ کا سال ہوا
تو اسکو سعد نے لیا اور کہا کہ میری بھائی نے مجھکو اسکے حق میں وصیت کی تھی تو عبد زعمہ کا بیٹا اس کی
طرف لٹھا سو اسنے کہا کہ میری بھائی ہے اور میری باپ کی لونڈی کا بیٹا اسکے بچھڑی پر پیدا ہوا سو انون
حضرت کی پاس جھگڑتے گئے تو سعد نے کہا یا حضرت میری بھائی کا بیٹا ہے میری بھائی نے مجھکو اسکے
وصیت کی تھی اور عبد بن زعمہ نے کہا کہ میری بھائی ہے اور میری باپ کی لونڈی کا بیٹا اسکے بستر پر پیدا ہوا
تو حضرت نے فرمایا کہ تیرے واسطے ہے اے عبد بن زعمہ حضرت نے فرمایا کہ اگر کافرش والے کا ہے اور زنا
کرنا الا محروم ہے یعنی لڑکے کا مالک وہی ہے جسکے نیچے اس لڑکے کی ماں ہے خواہ نکاح سے ہو ملکیت
پھر حضرت نے سودہ اپنی بی بی سے فرمایا کہ اس پر وہ کراس واسطے کہ اسکو عتبہ کے مشابہ دیکھا تو اسنے
سودہ کو نہ دیکھا یہاں تک کہ خدا سے بے باک الخکیر فی الیوم و نحوہا حکم کرنا بیچ کو بین کر
اور مانند اسکی کے حدیثی اسحاق بن نصیر حدیث کا عبد اللہ لڑا فخر بن اسفیان
عن منصور ولا عمن عن ابی وائل قال قال عبد اللہ قال لیسے اللہ علیہ وسلم
سک لا یخلف احد علی یمین صیر یقطع مالاً و هو فیہا فاجرا لقی اللہ و هو علیہ

سو فرمایا سوامی اسکے کچھ نہیں کہ میں بندہ ہوں اور میں سے پاس می اور مدعا علیہ آتے ہیں سو شاید کہ بعض بعض سے زیادہ خوش تقریب ہو گیا ہے میں اس کا اسکے واسطے حکم کرتا ہوں اور میں گمان کرتا ہوں کہ وہ سچا ہے سو میں جسکو کسی مسلمان کا حق دے دوں تو سوامی اسکے کچھ نہیں کہ وہ آگ کا ٹکڑا ہے سو چاہے تو لیوے اور چاہے چھوڑے فی حدیث پہلے گزر چکی ہے اور اس میں ہر کہ جسکو میں کسی مسلمان کا حق دے دوں اور وہ عام ہر شال ہر مہوٹے اور بہت مال کو اور شاید کہ اشارہ کیا ہو اسے ساتھ اس ترجمے کے طرف رد کرنے کی اس شخص پر جو قائل ہو کہ جائز ہے واسطے قاضی کو کہ نائب بناو بعض کو جسکو چاہے کرے بعض امور میں سوامی بعض کو بحسب قوت اس کی معرفت کے اور جاری ہو تو اسکے کلمے کے پیچ اسکے اور یہ منقول ہے بعض مالکیوں یا اس پر جو قائل ہو کہ نہیں واجب ہر قسم مکرر معین میں مال سے اور نہیں واجب ہر حقیر چیز میں یا اس پر قاضیوں سے جو نہیں حکم کرتا حقیر چیز میں بلکہ جب اس کی طرف اس کا مقدمہ آجائے تو اسکو رد کر دیوے اور یہ ایک قسم ہر مکرر سے اور پہلا احتمال لائق تر ہے ساتھ مراد بخاری کے (فتح) **بَابُ بَيْعِ الْمُسْلِمِ عَلَى النَّاسِ أَمْوَالَهُمْ وَحُكْمُهُمْ** بیچنا امام کا لوگوں پر انکے مال اور بیع کو فتنہ منسوب کیا بیع کو طرف امام کی تاکہ اشارہ کرے کہ یہ واقع ہوتا ہے یہ قوت کو مال میں یا فائیکے قرض ادا کرنے میں یا جو باز رہے یا سوامی اسکے تاکہ تحقیق ہو کہ جائز ہے امام کو تصرف کرنا بیع عقود مال کے فی الجملہ (فتح) **وَقَدْ بَاعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فُعَيْمِ بْنِ التَّخْلَامِ** اور النبیہ حضرت زینم کے مدبر غلام کو بیچا فتنہ ذکر کیا ترجمہ میں ضیاع کو اور نہیں ذکر کیا حدیث میں مگر غلام کا بیچنا تو گویا کہ اشارہ کیا ہے اسنے طرف قیاس عقار کی حیوان پر **حَدَّثَنَا ابْنُ عُثَيْمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ عَدِيٍّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَةُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا عَطَاءُ عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَلَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ جَلَاءَ مِنْ أَصْحَابِهِ أَخْبَقَ غُلَامًا عَنْ دَيْرٍ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَبَاعَهُ بِقَانِي مِائَةِ دِرْهَمٍ ثُمَّ أَرْسَلَ بِمَنْهَ الْبَيْتِ** ترجمہ جابر سے روایت ہے کہ حضرت کو خبر پہنچی کہ ایک مرد نے آپ کو اصحاب سے غلام کو مدبر کیا ہے یعنی تو میری مرنے کے بعد آزاد ہے کہ اسکے سوامی اسکے پاس کچھ مال نہ تھا تو حضرت نے اسکو آٹھ سو درہم بیچا پھر اس کا مال اسکو بھیجا فتنہ کہا مہلے کہ امام لوگوں کے مال کو اس وقت بیچے جبکہ ان سے انکے مال میں بڑی عقلی دیکھے اولیہ پر جو عقل نہ ہو اسکے مال سے کوئی چیز نہ بیچے مگر اس میں کہ اس پر ہوا اور ادا کرنے سے باز رہا اور یہ ٹھیک ہے لیکن قصہ مدبر کا اس پر بد کرتا ہے اور النبیہ جواب دیا ہے اس سے کہ مدبر کے سوا اسکے پاس اور کوئی مال نہ تھا اور دیکھا کہ اسنے اپنا سب مال خرچ کر ڈالا اور

صلی بھنی
سکا نو اور
میں بھنی
مزارعہ
در غایت

تذکرہ کیا واسطے ہلاکی کے تو اسکے فعل کو توڑ ڈالا فتح) باب صَبَّ لَمْ يَكْتُمْتُ لَطْعَنَ مَنْ
 لَا دَعَا فِي الْأَمْرِ حِينَ التَّفَاتِ كَرِهَ أَوْرَثَ بِرَوَاهِ كَرِهَ وَسَطِ طَعْنِ اس شخص کو کہ نہ جانے امیروں میں
 ف کہتا مہلب کر کہ اس باب کے معنی یہ ہیں کہ طاعن جب نہ جانتا ہو حال مطعون علیہ کا سو اس پر عیب
 کہے ہو اس میں نہ ہرگز تو نہ اختیار کیا جائے اس طعن کا اور نہ عمل کیا جائے ساتھ اسکے اور قید کیا ہے
 اسکو ترجیح میں ساتھ اسکے چونہ جانتا ہو واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس کی کہ جو علم سے طعن کرے
 اسکے ساتھ عمل کیا جائے اور اگر طعن کرے ساتھ امر محتمل کے تو ہو گا یہ راجح طرف ای امام کی اور اسی پر
 اتنا گیا ہے فعل عمر کا ساتھ سعد کے بہا تک کہ اسکو مغرول کیا باوجود بری ہوئی اسکے کے اس چیز سے
 کہ عیب کیا اسکو اہل کوفہ نے کہ عمر نے نہ معلوم کیا سعد کے عیب کے جو حضرت نے اسامہ سے معلوم کیا یعنی
 سوہو اسبب اسکو مغرول کرنے کا اور کہا ابن مہیر نے کہ یقین کیا حضرت نے ساتھ سلامتی عاقبت کو اسامہ
 کی سرداری میں سببہ التفات کیا طرف طعن طاعن کی اور عمر فاروق نے احتیاط کی راہ اختیار کی واسطے
 نہ ہونے یقین کے (فتح) حَدَّثَنَا مَوْسَى بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ
 قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا وَأَمَرَ عَلَيْهِمْ أَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ فِي مَارَتِهِ وَقَالَ إِنَّ
 تَطَعَنُوا فِي مَارَتِهِ فَضَدَّ كُنْتُمْ تَطَعْنُونَهَا فِي مَارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلِهِ وَإِنَّ اللَّهَ إِنْ كَانَ
 خَلِيفَةً لِلْأَمْرِ وَانْكَانَ لِمَنْ أَحَبَّ النَّاسُ إِلَى طَلْقٍ لِمَنْ أَحَبَّ النَّاسُ إِلَى بَعْدِهِ
 ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت نے ایک لشکر بھیجا اور اسامہ کو اس پر سردار کیا سو طعن کیا گیا
 اس کی سرداری میں یعنی غلام آزاد ہے اسکو کیوں سردار کیا اور حضرت نے فرمایا کہ اگر تم طعنہ دیتے ہو
 اسامہ میں نہ بد کی سرداری میں تو البتہ تم تو اس سے پہلے اسکے باپ یعنی زید کی سرداری میں بھی طعنہ دیتے تھے اور
 قسم یہ خدا کی زید سرداری کے لائق تھا اور مقروہ سب لوگوں سے مجھ کو زیادہ تر پیارا تھا اور البتہ یہ اسامہ اسکے
 بعد میں نزدیک سب لوگوں سے زیادہ تر پیارا ہے و اما تقدیر یہ ہے کہ اگر تم طعن کیا ہے اس کی سردار
 میں تو تم اس سے گنہگار ہو تو اس واسطے کہ تمہارا طعن حق نہیں جیسا کہ تم اسکے باپ کی سرداری میں طعن
 کرتے تھے اور حالانکہ غلام ہو گا کافی ہوتا اور لائق ہونا اس کا واسطے سرداری کے اور یہ کہ وہ سرداری کا حق
 تھا اور تمہارے طعن کی کوئی دلیل نہ تھی اس واسطے نہیں اختیار کیا کہ تمہارے طعن کا اسکے بیٹے کی سرداری
 میں اور نہیں ہے کہ تمہارے طعن کی اور بعضوں نے کہا طعن اس واسطے کیا تھا کہ زید غلام آزاد
 تھے فتح) بَابُ الْكَلَامِ فِي الْحُصُونِ وَالْأَعْيُنِ وَالْأَعْيُنِ وَالْأَعْيُنِ

چند چیزیں ہیں جو اس باب میں آتی ہیں

اللہ انھیں کم کا اور اسکے معنی میں ہمیشہ جھگڑنے والا لڑا لڑاکا اور لڑکے کے معنی میں ٹھیرے یعنی اس آیت کی تفسیر میں و تنذریۃ قولہ الذاف اور حسن بصری کی روایت ہے کہ اسکے معنی میں سخت جھگڑالو اور یہ تفسیر ساتھ لازم کے اس واسطے کہ جو حق سے ٹپکا ہوا ہو گویا سنے نہ سنا حدیث شامسند حدیث یحییٰ بن سعید عن ابن جریر قال سمعت ابن ابی ملیکہ یحدث عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابغض الی حال الی اللہ الا کذا الخصم ترجمہ عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک سب لوگوں میں سے زیادہ تر دشمن لڑاکا جھگڑالو ہے و کہا کرمانی نے کہ بغض کی مراد بیان کافی ہے سو حدیث کو معنی یہ ہیں کہ خدا کے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ تر دشمن کافر لوگ ہیں جو عنادر رکھتے ہیں یا بعضے جھگڑالو وارد ہیں میں کہتا ہوں دوسرا احتمال معتد ہے اور وہ عام تر ہے اس سے کہ کافر ہو یا مسلمان ہو اگر کافر ہو تو صینہ فعل التفضیل کا اسکے حق میں اپنی حقیقت پر ہے عموم میں اگر مسلمان ہو تو سب بغض کا یہ ہے کہ بہت جھگڑاناوت پہچانتا ہے غالباً طرف اس چیز کی کہ اس سے اسکے صاحب کی مذمت کی جائے یا خاص ہو گا مسلمانوں کو حق میں ساتھ اس شخص کے جو جھگڑائے بال میں اور شاہد ہر اول کے واسطے یہ حدیث کہ کفایت کرتا ہے تجھا کو یہ گناہ کہ تو ہمیشہ جھگڑنے والا روایت کیا ہے اس کو طحاوی نے ساتھ سند ضعیف کے اور وارد ہوئی ہے ترغیب بھی ترک کرنے جھگڑے کو ابو امامہ سے کہ میں ضامن ہوں ایک گھر کا درمیان بہشت کے اسکے واسطے جو جھگڑا چھوڑ دیو اگرچہ حق پر ہو دفع باب اذا قضی الحاکم بحجور او خلاف اهل العلم فهو رد جب حکم کر رہا ہے ظلم کے یا خلاف اہل علم کے تو وہ رد ہے یعنی مردود ہے حدیثی محمود حدیث تصابیح لڑکے اخبارنا معمر عن الزهري عن سالم عن ابن عمر عث النبي صلى الله عليه وسلم خالدا حم وحديثي فعيننا خبرنا عبدك لله اخبرنا معمر عن الزهري عن سالم عن ايوب قال بعث النبي صلى الله عليه وسلم خالد بن الوليد الى بني جذيمة فكم يحسنون ان يقولوا سلمنا فقالوا صبانا صبانا فجعل خالد يقتل ويأسر ودمع كل رجل من بني أسير وأمر كل رجل منا ان يقتل أسيرة فقلت والله لا أقتل أسيري ولا يقتل رجلا من أصحابي أسيرة فذكرنا ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم فقال اللهم إني أبرؤ إليك مما صنع خالد بن الوليد ثم بين ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت نے خالد بن ولید کی طرف بھیجا سوئے بخوبی یہ بات نہ کہ اسکے

کہ ہم اسلام لائے سوائے انہوں نے یوں کہا کہ ہم نے دین ہوئے سو خالد نے ان کا قتل کرنا اور قید کرنا شروع کیا اور ہر ایک مسلمان کو ایک قیدی دیا اور ہر ایک کو حکم کیا کہ اپنے قیدی کو قتل کرے تو میں نے کہا قسم اسی میں تو اپنے قیدی کو قتل نہیں کرو گا ورنہ کوئی میرا ساتھی اپنے قیدی کو قتل کرے پھر جب ہم پلٹے تو یہ حال حضرت سے ذکر کیا تو حضرت نے فرمایا کہ الہی میں تیرے روبرو بیزاری ظاہر کرتا ہوں خالد کے کام سے جو اسے کیا یہ دوبار فرمایا یعنی میں اس میں شریک نہیں ہوں اس حدیث کی شرح مغازی میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول حضرت کا ہے کہ الہی میں تیرے روبرو بیزاری ظاہر کرتا ہوں خالد کے کام سے یعنی قتل کرنے خالد کے سے ان لوگوں کو جنہوں نے کہا تھا کہ ہم بے دین ہوئے پہلے اس سے کہ ان کا مطلب بوجھے کہ اس کہنے سے ان کی کیا مراد تھی اور اس میں اشارہ ہر طرف مقصود فعل ابن عمر اور اسکے ساتھیوں کی کہ انہوں نے خالد کی متابعت نہ کی انکے قتل کرنے میں جبکہ قتل کرنا اس نے حکم کیا کہ اخطائی سے کہ حضرت جو خالد کے فعل سے بیزار ہوئے باوجودیکہ اسکو اس پر سزا دی اس واسطے کہ وہ مجتہد تھے تو اس میں حکمت یہ ہے کہ تاہم چاہا جائے کہ حضرت نے خالد کو اس کا اذن نہیں دیا تھا واسطے اس خوف کے کہ کوئی اعتقاد کرے کہ حضرت نے اسکو اذن دیا تھا اور تاکہ اور کوئی ایسا کالم نہ کرے اور کہا ابن بطال نے کہ گناہ اگرچہ ساقط ہے مجتہد سے حکم میں جبکہ ظاہر ہو جائے کہ وہ برخلاف جماعت اہل علم کے ہے لیکن ضمان یعنی اس کا بدلہ لازم ہے واسطے مخطی کے نزدیک اکثر کے لیکن اس میں اختلاف ہے کہ کیا ضمان جاگم کے عاقلہ پر ہے یا بیت المال میں اور ظاہر یہ ہے کہ فعل سے بری ہونا نہیں مستلزم ہے اسکو کہ اس کا فال گناہ ہو اور نہ یہ کہ اسکو جی لازم ہے اس واسطے کہ مخطی کا گناہ مرفوع ہے اگرچہ اس کا فعل خوب نہیں (فتح) **بَابُ الْإِيمَانِ بِأَنِّي قَوْمًا فِصْلِي بَيْنَهُمْ** امام کسی قوم کے پاس آئے اور انکے درمیان صلح کر وائے **حَدَّثَنَا أَبُو التَّيْمَانِ حَدَّثَنَا جَدُّهُ** **بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ سَمِئِيلَ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ كَانَ قِتَالٌ** **بَيْنَ بَنِي عَمْرِو بْنِ لُحَيْشٍ وَبَنِي كِنَانَةَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ أَتَاهُمْ يُصَلِّي** **بَيْنَهُمْ فَقَالَ يَا بِلَالُ إِنَّ حَضْرَتَ الصَّلَاةِ وَكَرَامَتِكَ مُرَابِكُ فِصْلِي بَيْنَ النَّاسِ فَلَمَّا** **حَضَرَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَاذْنُ بِلَالٍ وَأَقَامَ وَأَمْرًا بِكُفْرٍ فَقَدْ مَرَّ بِجَدِّهِ النَّبِيِّ صَلَّى** **اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ فِي الصَّلَاةِ فَشَقَّ النَّاسَ حَتَّى قَامَ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ فَقَدَّ** **فِي الصَّفِّ الَّذِي يَلِيهِ قَالَ وَصَفِي الْقَوْمُ قَالَ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ قَامَ يَخْفِئُ** **حَتَّى يَفْرُغَ فَلَمَّا رَأَى النَّصِيفَةَ لَا يَسُدُّ عَلَيْهِ الشَّيْءَ فَرَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ**

۹۰

تفسیر

بروز

روز

پاؤں

۱۰

۱۱

۱۲

۱۳

۱۴

۱۵

۱۶

۱۷

۱۸

۱۹

۲۰

۲۱

۲۲

۲۳

۲۴

۲۵

۲۶

۲۷

۲۸

۲۹

۳۰

۳۱

۳۲

۳۳

۳۴

۳۵

۳۶

۳۷

۳۸

۳۹

۴۰

۴۱

۴۲

۴۳

۴۴

۴۵

۴۶

۴۷

۴۸

۴۹

۵۰

۵۱

۵۲

۵۳

۵۴

۵۵

۵۶

۵۷

۵۸

۵۹

۶۰

۶۱

۶۲

۶۳

۶۴

۶۵

۶۶

۶۷

۶۸

۶۹

۷۰

۷۱

۷۲

۷۳

۷۴

۷۵

۷۶

۷۷

۷۸

۷۹

۸۰

۸۱

۸۲

۸۳

۸۴

۸۵

۸۶

۸۷

۸۸

۸۹

۹۰

۹۱

۹۲

۹۳

۹۴

۹۵

۹۶

۹۷

۹۸

۹۹

۱۰۰

۱۰۱

۱۰۲

۱۰۳

۱۰۴

۱۰۵

۱۰۶

۱۰۷

۱۰۸

۱۰۹

۱۱۰

۱۱۱

۱۱۲

۱۱۳

۱۱۴

۱۱۵

۱۱۶

۱۱۷

۱۱۸

۱۱۹

۱۲۰

۱۲۱

۱۲۲

۱۲۳

۱۲۴

۱۲۵

۱۲۶

۱۲۷

۱۲۸

۱۲۹

۱۳۰

۱۳۱

۱۳۲

۱۳۳

۱۳۴

۱۳۵

۱۳۶

۱۳۷

۱۳۸

۱۳۹

۱۴۰

۱۴۱

۱۴۲

۱۴۳

۱۴۴

۱۴۵

۱۴۶

۱۴۷

۱۴۸

۱۴۹

۱۵۰

۱۵۱

۱۵۲

۱۵۳

۱۵۴

۱۵۵

۱۵۶

۱۵۷

۱۵۸

۱۵۹

۱۶۰

۱۶۱

۱۶۲

۱۶۳

۱۶۴

۱۶۵

۱۶۶

۱۶۷

۱۶۸

۱۶۹

۱۷۰

۱۷۱

۱۷۲

۱۷۳

۱۷۴

۱۷۵

۱۷۶

۱۷۷

۱۷۸

۱۷۹

۱۸۰

۱۸۱

۱۸۲

۱۸۳

۱۸۴

۱۸۵

۱۸۶

۱۸۷

۱۸۸

۱۸۹

۱۹۰

۱۹۱

۱۹۲

۱۹۳

۱۹۴

۱۹۵

۱۹۶

۱۹۷

۱۹۸

۱۹۹

۲۰۰

۲۰۱

۲۰۲

۲۰۳

۲۰۴

۲۰۵

۲۰۶

۲۰۷

۲۰۸

۲۰۹

۲۱۰

۲۱۱

۲۱۲

۲۱۳

۲۱۴

۲۱۵

۲۱۶

۲۱۷

۲۱۸

۲۱۹

۲۲۰

۲۲۱

۲۲۲

۲۲۳

۲۲۴

۲۲۵

۲۲۶

۲۲۷

۲۲۸

۲۲۹

۲۳۰

۲۳۱

۲۳۲

۲۳۳

۲۳۴

۲۳۵

۲۳۶

۲۳۷

۲۳۸

۲۳۹

۲۴۰

۲۴۱

۲۴۲

۲۴۳

۲۴۴

۲۴۵

۲۴۶

۲۴۷

۲۴۸

۲۴۹

۲۵۰

۲۵۱

۲۵۲

۲۵۳

۲۵۴

۲۵۵

۲۵۶

۲۵۷

۲۵۸

۲۵۹

۲۶۰

۲۶۱

۲۶۲

۲۶۳

۲۶۴

۲۶۵

۲۶۶

۲۶۷

۲۶۸

۲۶۹

۲۷۰

۲۷۱

۲۷۲

۲۷۳

۲۷۴

۲۷۵

۲۷۶

۲۷۷

۲۷۸

۲۷۹

۲۸۰

۲۸۱

۲۸۲

۲۸۳

۲۸۴

۲۸۵

۲۸۶

۲۸۷

۲۸۸

۲۸۹

۲۹۰

۲۹۱

۲۹۲

۲۹۳

۲۹۴

۲۹۵

۲۹۶

۲۹۷

۲۹۸

۲۹۹

۳۰۰

۳۰۱

۳۰۲

۳۰۳

۳۰۴

۳۰۵

۳۰۶

۳۰۷

۳۰۸

۳۰۹

۳۱۰

۳۱۱

۳۱۲

۳۱۳

۳۱۴

۳۱۵

۳۱۶

۳۱۷

۳۱۸

۳۱۹

۳۲۰

۳۲۱

۳۲۲

۳۲۳

۳۲۴

۳۲۵

۳۲۶

۳۲۷

۳۲۸

۳۲۹

۳۳۰

۳۳۱

۳۳۲

۳۳۳

درمیان ان کے یا واسطے بڑے ہونے جھگڑے کے اور یا اس واسطے تاکہ کہولیں اس چیز کو کہ نہیں معلوم
 ہو سکتی ہے مگر معائنہ سے اور نہیں شمار کی جاتی ہے یہ تخصیص اور تمیز اور نہ ذلت (فتح) باب
 مَا يَسْتَحِبُّ لِّلْكَاتِبِ اَنْ يُّكُوْنَ اَمِيْنًا عَاقِلًا وَبُشْتَبٰ كَاتِبُكُمُ اسطے کہ امین اور
 عال ہو یعنی لکھنے والا حکم کا اور اسکے غیر کا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُجَيْدٍ اَنَّ لَوْ اَبُو ثَابِتٍ
 حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْ شَيْبَةَ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ عَنْ زَيْدِ بْنِ
 ثَابِتٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرٍ لَّقَاتِلَ اَهْلَ الْيَمَامَةِ وَعِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ اَبُو بَكْرٍ اِنْ عُمَرَ
 اَتَاكَ فَقَالَ اِنَّ الْقَتْلَ قَدْ اسْتَحْرَجَ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِمُرَّةِ الْفَرَانِ وَاِنِّيْ اَخْشَى اَنْ يُّسْتَحْرَجَ
 الْقَتْلُ بِمُرَّةِ الْفَرَانِ فِي الْوِطْنِ كُلِّهَا فَيَذْهَبَ قُرْآنُ كَثِيْرٍ وَّلَا تَنِيْ اَرَى اَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ
 الْفَرَانِ قُلْتُ كَيْفَ اَفْعَلُ شَيْئًا لِّمَفْعَلِهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ
 هُوَ وَاللهُ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِيْ فِيْ ذٰلِكَ حَتّٰى شَرَحَ اللهُ صَدْرِيْ الَّذِيْ شَرَحَ
 لَهُ صَدْرُ عُمَرَ وَرَأَيْتُنِيْ فِيْ ذٰلِكَ الَّذِيْ رَأَى عُمَرُ قَالَ زَيْدٌ قَالَ اَبُو بَكْرٍ وَاَنْتَ بَجُلٍ
 شَابٌ عَاقِلٌ لَا تَتَّهَمُكَ قَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 سَلَّمْتَ تَتَّبِعُ الْقُرْآنَ وَاجْمَعُهُ قَالَ زَيْدٌ فَوَاللهُ لَوْ كَفَيْتُنِيْ نَقْلَ جِبِلٍّ مِّنَ الْجِبَالِ مَا
 كَانَ بِاَثْقَلٍ عَلَيَّ مِمَّا كَفَيْتُنِيْ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلَانِ شَيْئًا لِّمَفْعَلِهِ
 رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُو بَكْرٍ هُوَ وَاللهُ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ يُحِبُّ مُرَاجَعَتِيْ
 حَتّٰى شَرَحَ اللهُ صَدْرِيْ الَّذِيْ شَرَحَ لَهُ صَدْرُ اَبِيْ بَكْرٍ وَرَأَيْتُنِيْ فِيْ ذٰلِكَ الَّذِيْ
 رَأَيْتُ تَتَّبِعُ الْقُرْآنَ اجْمَعُهُ مِنَ الْعُسْبُفِ اِلِزْقَاعِ وَاللِّخَافِ وَصَدْرُ الرَّجَالِ
 فَوَجَدْتُ الْاُخْرَ سُوْرَةَ التَّوْبَةِ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اِلَى الْاُخْرَى هَامِعٌ خَرِيْ
 اَوْ اِلَى الْخَرِيْمَةِ فَاتَّخَفْتُمْ فِيْ سُوْرَتِهَا وَكَانَتِ الصُّحُفُ عَنْكَ اِلَى بَكْرِ حَيَاتٍ فَحَتَّى تَوَفَّا
 اللهُ ثُمَّ عَيَّنَا عُمَرَ حَيَاتٍ فَحَتَّى تَوَفَّا اللهُ ثُمَّ عَيَّنَا حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ
 عُبَيْدٍ اِنَّ لِّلَّهِ الْخَافَ يَعْنِي الْخَزْفَ تَرْجَمَهُ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ سَمِعْتُ رُوَايَةً عَنْ اَبِي بَكْرٍ صَدِيقٍ لِّنَبِيِّ
 بَلَايَ حَاقَتْ لَهَا اِلَى اَبِي كَامَرٍ كَوَاوِلُكَ بِاسْمِ عُمَرَ فَرَوَقَ تَحْتَهُ صَدِيقٌ اَكْبَرُ لَمْ يَكُنْ عُمَرُ يَرِيْ بِاسْمِ اَبِي كَامَرٍ
 كَمَا اَنَّ الْبَنَةَ سَخَتْ هُوَ قَتْلُ هُوَ اَقْرَآنُ كَوَاظِنُ كَمَا يَمَسُّ لَهَا اِلَى كَمِ دُنِ يَعْنِي اِسْمِيْنَ بِهَيْتَ حَافِظَ
 قُرْآنِكُمْ اَرَسَ كَمِ اَوْرِيْنَ دَنَا هُوْنَ كَمِ سَخَتْ هُوَ اَقْرَآنُ كَوَاظِنُ كَمَا سَبَّ لَهَا اِيُوْنَ مِّنْ يَعْنِي مَبَا
 اَوْرَ اِيُوْنَ مِّنْ يَحْيَى طَرَحَ بِهَيْتَ حَافِظَ قُرْآنُ لَمِ جَادِيْنَ اَوْرَ بِهَيْتَ قُرْآنُ جَانِ لَمِ اَوْرَ مِيرِيْ رَلَمِ

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب کی طرف لکھنا جائز ہے اور لکھنا لکھنے کی طرف ثابت ہے بطریق اولیٰ اور فتح
باب اہل بھونڈی لکھنا کہ ان سے بچت رہنا و حدہ للنظر فی الامور کیا جائز ہے و اگر حاکم
کے کہ بھیجے تنہا آدمی کو واسطے نظر کرنے کے امرون میں حدیث ثنائین ابی ذر ثبی
حدیث الزہری عن عیسا بن عبد اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ عن ابی ہریرۃ و زبیر بن خالد
ابن جحیفہ قالوا جاء عماری فقال یا رسول اللہ اقض بیننا بکتاب اللہ فقام خصمنا فقال
صدق فاقض بیننا بکتاب اللہ فقال لا عرا بانی ان ابی کان عسیفا علی ہذا فزنی
بامراتہ فقالوا لی علی ابنک الزعم فافتدیت ابنتی مئۃ مائۃ من الغنم و ولیدہ
ثم سالت اهل العلم فقالوا لما علی ابنک جلد مائۃ و تغریب علم فقال النبی صلی
اللہ علیہ وسلم لا قضین بینکم بکتاب اللہ اما الولیدۃ و الغنم فرد علیک و
علی ابنک جلد مائۃ و تغریب علم و اما انت یا انیس لرحل فاعد علی امرأۃ ہذا
فارجعہا فعدک علیہا انیس فرجعہا رخمہ ابو ہریرۃ و اودنیہ روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت کو
پاس آیا تو اسنے کہایا حضرت حکم کرو ہمارے درمیان خدا کی کتاب سے پھر علی اس کا کھڑا تو اسنے کہا کہ یہ سچ
کہتا ہے حکم کرو ہمارے درمیان خدا کی کتاب سے تو اس گنوار نے کہا کہ میرا بیٹا اسکے بیان میں درود پڑھا تو اسنے
اسکی عورت سے زنا کیا تو کون مجھ سے کہاکہ واجب ہے تیرے بیٹے پر سنگسار کرنا تو میں نے اپنے بیٹے کی
طرف سے اسکا بدلا سو بکری اور ایک لونڈی ہی پھونک دی اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ واجب
تیرے بیٹے پر تو سو کوڑا اور سال بھر جلا وطن کرنا ہے اور پھر تو اسے انیس ایک مرد سے کہا صبح کو اسکی
عورت پر جاتا اور اسکو سنگسار کرنا تو انیس صبح کو اس پر کیا اور اسکو سنگسار کیا تو اس حدیث
کی شرح پہلے گز چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول حضرت کا ہے کہ انیس صبح کو اس کی عورت پر جاتا
اور اس میں اختلاف ہے کہ انیس حاکم نہایا خبر تلاش کرنی والا اور ترجمہ میں سے مفہام کیا واسطے اشارہ کرنے
طرف خلاف محمد بن حسن کی کہ اسنے کہا کہ نہیں جائز ہے قاضی کو کہ کہ میرے پاس فلاں نے اقرار
کیا اس طرح واسطے کسی چیز کے کہ حکم کیا جائے ساتھ اسکے اور پہلے مال سے یا عتق سے یا طلاق سے
بہا تک کہ اپنے ساتھ کسی غیر کو اس پر گواہ کر لیں اور دعویٰ کیلئے کہ حدیث باب کا حکم خاص ہے
ساتھ حضرت کو اور کہا اسنے کہ ہمیشہ قاضی کی مجلس میں دو گواہ عادل رہیں کہ دونوں سنتے رہیں جو اقرار
کرے اور اس پر گواہ ہووین پس جاری ہو حکم ان کی گواہی سے کہا مہاسبے اور اس میں حجت ہے مالک کو واسطے
بیچ جواز نافذ کرنے حاکم کے ایک مرد کو عذرون میں اور یہ کہ ایک معتمد کو جو پوشیدہ طور سے گواہوں کا

حلیہ قول حضرت زینبہ حکم کرنا ہوا تو میں نے کہا کہ اس کا کھڑا تو اسنے کہا کہ یہ سچ کہتا ہے حکم کرو ہمارے درمیان خدا کی کتاب سے تو اس گنوار نے کہا کہ میرا بیٹا اسکے بیان میں درود پڑھا تو اسنے اسکی عورت سے زنا کیا تو کون مجھ سے کہاکہ واجب ہے تیرے بیٹے پر سنگسار کرنا تو میں نے اپنے بیٹے کی طرف سے اسکا بدلا سو بکری اور ایک لونڈی ہی پھونک دی اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ واجب تیرے بیٹے پر تو سو کوڑا اور سال بھر جلا وطن کرنا ہے اور پھر تو اسے انیس ایک مرد سے کہا صبح کو اسکی عورت پر جاتا اور اسکو سنگسار کرنا تو انیس صبح کو اس پر کیا اور اسکو سنگسار کیا تو اس حدیث کی شرح پہلے گز چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول حضرت کا ہے کہ انیس صبح کو اس کی عورت پر جاتا اور اس میں اختلاف ہے کہ انیس حاکم نہایا خبر تلاش کرنی والا اور ترجمہ میں سے مفہام کیا واسطے اشارہ کرنے طرف خلاف محمد بن حسن کی کہ اسنے کہا کہ نہیں جائز ہے قاضی کو کہ کہ میرے پاس فلاں نے اقرار کیا اس طرح واسطے کسی چیز کے کہ حکم کیا جائے ساتھ اسکے اور پہلے مال سے یا عتق سے یا طلاق سے بہا تک کہ اپنے ساتھ کسی غیر کو اس پر گواہ کر لیں اور دعویٰ کیلئے کہ حدیث باب کا حکم خاص ہے ساتھ حضرت کو اور کہا اسنے کہ ہمیشہ قاضی کی مجلس میں دو گواہ عادل رہیں کہ دونوں سنتے رہیں جو اقرار کرے اور اس پر گواہ ہووین پس جاری ہو حکم ان کی گواہی سے کہا مہاسبے اور اس میں حجت ہے مالک کو واسطے بیچ جواز نافذ کرنے حاکم کے ایک مرد کو عذرون میں اور یہ کہ ایک معتمد کو جو پوشیدہ طور سے گواہوں کا

حال معلوم کر چسپے کہ جائز ہے قبول کرنا خبر واحد کا نہ شہادت کا (فتح) بَابُ تَرْجُمَةِ الْمُحْكَمِ وَ
 هَلْ يَجُوزُ تَرْجُمَانُ وَاحِدٌ جاز ہے ترجمہ کرنا کلام غیر حاکم کے واسطے یا بالعکس اور کیا جائز ہے ایک
 ترجمان و ترجمان اسکو کہتے ہیں جو ایک زبان کا مطلب دوسری زبان میں کہے جیسے مثلاً عبرانی
 کا عربی زبان میں بالعکس یہ اشیاء ہر طرف اختلاف کی اور حقیقہ کا قول یہ ہے کہ ایک ترجمان کافی ہے اور
 یہ ایک روایت ہے امام احمدی اور اختیار کیا ہے اسکو بخاری نے اور ابن منذر اور ایک گروہ نے اور کہا شامی
 نے کہ اگر حاکم مدعی اور مدعا علیہ کی زبان پہچانتا ہو تو نہ قبول کیا جائے اس میں ایک ترجمان بلکہ ضرور
 اس میں ہونا دو ترجمان کا جو عادل ہوں اس واسطے کہ وہ نقل کرتا ہے وہ چیز جو پوشیدہ ہے حاکم پر
 طرف اس کی اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ حکومت کو پس شرط اس میں ہونا عادل کا مانند شہادت
 کی اور اس واسطے کہ اسے خبری ہے حاکم کو جو نہیں سمجھتا تو ہنگامہ نقل کرنے اقرار کے طرف اسکی
 غیر مجلس اسکی (فتح) وَقَالَ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدٍ بَنِ ثَابِتٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ أَنْ يُتَعَلَّمَ كِتَابُ اللَّهِ وَوُحِّشَتْ كَتَبَتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبْتُ وَأَفْرَأْتُ كَتَبْتُ إِذَا كَتَبُوا إِلَيْهِ رَحِمَهُ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ رَوَيْتُ عَنْهُ أَنَّ
 لَمْ يَكُنْ يَكْتُبُ إِلَّا بِحُرُوفِ يَهُودِيٍّ كَمَا كُنَّا نَكْتُبُ سِوَا سِوَا سِوَا سِوَا سِوَا سِوَا سِوَا سِوَا
 طرقت اور ان کی خطوط حضرت پر پڑے جبکہ انہوں نے حضرت کو لکھا ف میں نے گروہی ہوتے ہتے
 تھے حضرت سے اور ان کی خط و کتابت اکثر رہتی تھی حضرت یودیوں کو بلا کر لکھا تو پڑتے تھے سو حضرت کو
 خوف آیا کہ کہیں یہ لوگ عداوت کی سبب سے خط لکھنے پڑھنے میں تفاوت نہ کر دیوں سو فرمایا کہ واللہ
 مجھ کو یہ خط لکھا تو پڑتے ہیں یہودیوں پر اعتماد نہیں تب زید بن ثابت سے فرمایا کہ تم ان کا خط لکھنا
 پڑھنا سیکھ لو انہوں نے پندرہ دن میں سب سیکھ لیا یہودی لکھا پڑھا کرتے تھے اور یہودیوں کی زبان ان
 تھی (فتح) وَقَالَ عُمَرُ وَعَبْدُ اللَّهِ عَلِيٌّ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو مَاذَا تَقُولُ هَذَا قَالَ عَبْدُ
 الرَّحْمَنِ بْنُ حَارِثٍ فَقُلْتُ تَخَذُكَ بِصَاحِبِهَا الَّذِي صَنَعَ بِهَا رَحْمَةً أَوْ كَمَا عَمَرُوهُ
 انکے پاس علی اور عبد الرحمن اور عثمان تحریر عورت کیا کہتی ہے کہ عبد الرحمن نے نہیں لکھا کہ تم کو خبر دیتی
 ہے اپنے ساتھ تھی جس نے اس کے ساتھ رہا کیا یعنی وہ عورت حاملہ تھی وَقَالَ أَبُو جَرَّةٍ كُنْتُ أَنَا جَمْعُ
 ابْنِ حَبَّاسٍ وَبَيْنَ النَّاسِ قَالَ لِعُضِّ النَّاسِ لَا بُدَّ لِي بِكَ لِيحَاكِمَ مِنْ مُتَرَجِّمِينَ رَحِمَهُ أَوْ كَمَا
 ابو جریج کہیں ابن عباس اور لوگوں کو درمیان میں سمجھتا کہا بعض لوگوں نے کہ ضرور ہے حاکم کے واسطے
 ہونا دو ترجمان کافی اور مدعا علیہ بعض ناس کے محمد بن حسن ہے کہ اسے شرط کی ہے کہ ضرور ہے ترجمان میں

ہونا دو آدمیوں کا اسنے اسکو بجای شہادت کہ اتارا ہے اور مخالفت کی ہر اپنے ساتھیوں کو فے والوں کی اور
 موافق ہوا ہے ہکو شافعی (فتح) حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ
 أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَفْيَانَ بْنَ
 حَرْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ رَسَلَ إِلَيْهِ فِي رَكْبٍ مِنْ قُرَيْشٍ ثُمَّ قَالَ لَتَرْجُمَنَاهُ قُلْ لِمَ رَأَيْتَ
 سَائِلًا هَذَا فَإِنْ كُنْتَ تَتْلُو فَاذْكُرْ أَحَدِيكَ فَقَالَ لَتَرْجُمَنَاهُ قُلْ لِمَ رَأَيْتَ أَنْ كَانَ مَا
 تَقُولُ حَقًّا فَسَيَمْلِكُ مَوْضِعَ قَدْحِي هَاتَيْنِ تَرْجِمَةُ ابْنِ سَفْيَانَ ہر روایت ہر کہ ہر قل نے
 اسکو بھیجامع چند سواروں قریش کے پر اپنے ترجمان ہر کہ کہا ان ہر کہ کہ میں اس ہر کہ پوچھتا ہوں سو اگر یہ
 جھوٹ بولے تو اسکو جھٹلا دو پھر ذکر کی حدیث پر اپنے ترجمان ہر کہ کہا کہ اس ہر کہ اگر سوچ جو تو کہتا ہوں
 تو اسکی سلطنت میری قدموں کو نیچے تک پہنچو گی و یہ حدیث پوری کہی بارگزر چکی ہر اور غرض اس
 یہ قول اسکا ہر کہ پر اسنے اپنے ترجمان ہر کہ کہا کہ اس کہ اور کہا ابن بطلال نے کہ نہیں دخل کی بخاری نے
 حدیث ہر قل کی حجت اور جواز ترجمان مشترک کو اس واسطے کہ ہر قل کا ترجمان اپنی قوم کو دین پر تھا اور
 سو اس اسکے کچھ نہیں کہ دخل کیا ہے اسکو تاکہ دلالت کرے اس پر کہ ترجمان جاری ہوتا تھا نزدیک امویوں
 کے بجای خبر کے نہ بجای شہادت کہ کہا ابن نمیر نے وجہ دلیل کی ہر قل کو قصے سے باوجود یہ نہیں حجت
 ہے فعل اسکا یہ کہ مثل اس کی صواب ہے اس کی رائے واسطے کہ اکثر اس قصے میں اس نے وارد کیا ہے
 صواب ہے موافق ہر واسطے حق کو کہ دلیل کی تصویب حالوں شریعت کی ہر اسکے واسطے اور امثال
 اسکے کے رائے اسکی ہر اور خوب سمجھ اسکی ہر اور نہایت استدلال اسکی ہر اگرچہ غالب ہوئی اس پر شقاوت
 اور کمال اسکا یہ کہ کہا جاسکے کہ لیا جاتا ہے صحت استدلال اس کی ہر اس چیز میں کہ متعلق ہر ساتھ
 پیغمبری کو کہ اسکو پیغمبروں کی شریعتوں پر اطلاع تھی سو معمول ہیں تصرفات اسکو اور موافق ہر شریعت
 جسکے ساتھ اسکا متک تھا اور جو ظاہر ہوتا ہے میری واسطے یہ کہ سند بخاری کی تقریر ابن عباس کی ہر وہ
 وہ اماموں ہر ہے جنکی پیروی کی جاتی ہر اور اسکے اور اسی واسطے حجت پکڑی ہر اسنے ساتھ کفایت کر کے اسکے
 کے ابو جبرہ کو ترجمہ ہر سود و وزن اثر راجع ہیں طرف ابن عباس کی ایک اسکو تصرف ہر اور ایک اسکی تقریر سے
 اور جب جوڑا جائے ساتھ اسکے فعل عمر کا اور جو لکے ساتھ ہیں اصحاب ہر اور نہیں منقول ہر انکے غیر خلاف
 اسکا تو قوی ہوگی حجت کہا ابن بطلال نے کہ جائز کہ اسے اکثر نے ترجمہ ایک کا اور کہا محمد بن حسن نے کہ
 ضرور ہے ہونا دو آدمیوں کا اور کہا شافعی نے وہ مانند گواہ کی ہر اور حجت اکثر کی ترجمہ نہیں ثابت کلام ہے
 تنہا حضرت کو واسطے اور ترجمہ ابو جبرہ کا ابن عباس کو واسطے اور ترجمان کو اس کی حاجت نہیں کہ کہی

کہ میں گواہی دیتا ہوں بلکہ کفایت کرتا ہے محض خبر دیتا اور وہ تفسیر ہے مترجم عنہ کی کلام کی اور نقل کی ہے قرابہ سی نو مالک اور شافعی کی کفایت کرنا ساتھ ایک مترجم کو اور یہی قول ہے ابو حنیفہ کا اور ابو یوسف سے دو کی روایت ہے اور حامل یہ کہ اگر ترجمہ بطریق اخبار کے ہو تو اس میں ایک مترجم کفایت کرتا ہے اور اگر بطور شہادت کہ ہو تو ضرور اس میں ہونا دو آدمیوں کا (فتح) باب محاسبۃ الاموال

عالمہ حساب کرنا امام کا اپنے عالموں حدیثنا محمد قال خبرنا عبد اللہ بن شہام بن عمرو عن ابیہ عن ابی حمید الساعدی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما سئل عن ابن التیمی عن علی صدقائہ بنی سلیم فلما جاء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحاسبہ قال هذا الذی لکم وھذا ھدیۃ اھدیت لی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فھا لاجلست فی بیت ابیک وبتت امک حتی تأتیک ھدیۃ یتک لارکبت صلی اللہ علیہ وسلم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخطب الناس فحمد اللہ واتنی علیہ ثم قال اما بعد فانی استعمل رجالا امنکم علی امور وخواؤہ فی اللہ فیا فی احدہم فبقول ھذا الذی لکم وھذا ھدیۃ اھدیت لی فھا لاجلس فی بیت ابیہ وبتت امی حتی تأتیه ھدیۃ یتہ ان کان صادقا فواللہ لا یأخذ احدکم منہا شیئا قال شہام بغیر حقہ الا جاء اللہ بحجۃ یوم القیمۃ لا فلا اعرفن ما جاء اللہ رجل یحیر لہ رقاء و یبقرہ لھا خوار و شاة یتعثر فرفع یدیکہ حتی راہت بیاض ابطیر الاھل بلغت ترجمہ ابو حمید ساعدی سے روایت ہے کہ حضرت ذابن لیبیہ کو قوم بنی سلیم کو صدقات کو تحصیل کرنے پر جا کہ کیا سوجب حضرت کو پاس آیا تو آپ نے اس سے حساب کیا یعنی قبض کیا اور خرچ کیا اس نے کہا کہ یہ مال ہمارا ہے اور یہ میرا جو بھکوا تحفہ بھیجا گیا تو حضرت نے فرمایا کہ تو کیوں نہ بیٹھا اپنے ماں باپ کے گھر میں تاکہ تیرا تحفہ میرے پاس آتا اگر تو سچا ہے پھر حضرت خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہو کر سولوگوں پر خطبہ پڑھا سو خدا کی تعریف کی اور اس پر شاکہی پر فرمایا کہ ایہ بعد نماز و صلوٰۃ کربات تو یوں ہے کہ میں تم سے بعضے مردوں کو بعضے کاموں پر حاکم کرتا ہوں اس چیز سے کہ خدا نے مجھ کو حاکم کیا ہے تو ان میں سے کوئی آتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ ہمارا مال ہے اور یہ میرا جو بھکوا تحفہ بھیجا گیا سو کیوں نہ بیٹھا اپنے ماں باپ کے گھر میں تاکہ اس کا تحفہ اسکے پاس آتا اگر سچا ہے سو قسم ہے اللہ کی نہیں لیوے گا کوئی اس میں سے کچھ ناحق مگر کہ قیامت کو دن خدا کو پاس آوے گا اس حال میں کہ اس کو اٹھا کر ہو گا خبردار ہو سو میں نہیں بچا تھا کہ آج سے کوئی مرد پاس اس کو ساتھ اونٹ کو

کہ اس کے واسطے آواز ہو یا ساتھ گائے کے کہ اس کے واسطے آواز ہو یا بکری کے کہ آواز کرتی ہو پھر حضرت نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر یہاں تک کہ دین نے آپ کی بغاوت کی سیفہ می بھی خبردار ہو گیا میں نے خدا کا حکم پوچھا یا و اس حدیث کی شرح پہلے گزیر چکی ہے باب بَطَانَةُ الْأَمَامِ وَأَهْلُ مَشْوَرَتِهِ الْبَطَانَةُ الدُّخْلَاءُ أَمَامٌ كَاخَصَّةٌ فَيُقِى وَأَمْرُهُ وَالْإِيعْنِي جِسْرٌ صِلَاحٌ وَأَمْرُهُ مَلِيُوكَا مَوْنٌ مِّنْ أَوْلِيَانِهِ كَمَعْنَى مِّنْ دُخْلٍ وَخِيْلٍ اسکو کہتے ہیں جو دخل ہو رئیس پر اسکی تنہائی کے مکان میں اور اسکو اپنا بھیدہ تملک اور رعیت کو کام میں اس کے مشورے پر عمل کرے حَكِّثْنَا أَصْبَغُ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ شَهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَعَثَ اللَّهُ مِنْ نَبِيٍّ وَلَا اسْتَخْلَفَ مِنْ خَلِيفَةٍ إِلَّا كَانَتْ لَهُ بَطَانَةٌ بَطَانَةُ تَامَرَةٍ بِالْمَعْرُوفِ وَتَحَصُّنُهُ عَلَيْهِ وَبَطَانَةُ تَامَرَةٍ بِالشَّرِّ وَتَحَصُّنُهُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَخْصُومْ مَنْ عَصَمَ اللَّهُ وَقَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنِي ابْنُ شَهَابٍ بِهَذَا وَعَنْ أَبِي عَمِيْقٍ وَمُوسَى عَنْ ابْنِ شَهَابٍ مِثْلَهُ وَقَالَ شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَجَمَهُ أَبُو جَعْفَرٍ خُدْرِيٌّ رَوَيْتُ عَنْهُ أَنَّ هَذِهِ بَطَانَةُ خَدَا لَمْ يَكُنْ فِي سِغِيرٍ نَهْدٍ بَحِيحٍ أَوْ نَهْدٍ كُنْ فِي خَلِيفَةٍ مَقْرُبًا مَكْرُكًا اس کے دو خاصے تھے تھے تھے ایک تھے تھے تو اسکو نیک کام تملک تھے اور اس پر رعیت تملک تھے اور دوسرا تھے بد کام سکھاتا ہے اور اس پر رعیت تملک تھے اور گناہ سے وہی معصوم ہے جسکو خدا بچا ہے اور کہا سلیمان نے تھے سے خبر دی مجھکو ابن شہاب نے الخ یعنی اختلاف کیا گیا ہے تابعی اس کے صحابی ہیں سو صفوان نے تو جرم کیا ہے کہ وہ ایوب کی روایت سے ہے اور ایسرہری سو اختلاف کیا گیا ہے اور اس کے کیا وہ ابو سعید پر یا ابو ہریرہ ف مراد بطنانہ سے جہاں ہے کہ فرشتہ اور شیطان ہو اور احتمال ہے کہ دو وزیر مراد ہوں اور احتمال ہے کہ نفس امارہ اور نفس نوامہ مراد ہوں اس واسطے کہ ہر ایک کے واسطے دونوں میں سے قوت ملے گی اور قوت حیوانی اور حمل کرنا سب پر والے ہے مگر جاننے کے کہ انہو بعضوں کو واسطے مگر بعض اور شکل پر تقسیم نسبت پیغمبر کے اس واسطے کہ پیغمبر تو معصوم ہیں نہیں متصور ہے کہ وہ پیغمبر کا کہنا ہے اور جواب یہ ہے کہ باقی حدیث میں اشارہ ہے اس طرف کہ حضرت اس سے سلامت ہیں ساتھ قول اس کے کہ اور گناہوں کے معصوم تو وہی ہے جسکو خدا بچا ہے اور یہ مشورہ دینے والے کو وجود سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت اس کا مشورہ قبول کریں اور احتمال ہے کہ مراد بطنانہ سے پیغمبر کو حق میں فرشتہ اور شیطان ہو اور اسی کی طرف اشارہ ہے حضرت کو اس قول میں کہ میرا شیطان میرا تابع ہو گیا ہے مجھکو کلام کا دوسرا نہیں دیا اور اس حدیث میں اشارہ ہے طرف قسم ثالث کی اور وہ یہ ہے کہ ہمیشہ نیک تھے کو قول کو

ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ یہ بطنانہ وہی ہے جسکو خدا بچا ہے اور یہ مشورہ دینے والے کو

قبول کرتا ہے بد فقیح کو قول کو قبول نہیں کرتا اور لائق ہر ساتھ پیغمبر کے اور کبھی فقیح کا قول قبول کرتا ہے
نیک کا قول قبول نہیں کرتا اور یہ کبھی پایا جاتا ہے خاص کر کافر سے اور اگر دونوں کا قول برابر قبول
کرے تو اس کا حدیث میں غرض نہیں واسطے واضح ہو جو حال کر اور اگر ایک سے قبول غالب ہو تو وہ محقق ہے
ساتھ اسکے نیک ہو تو نیک اور بد ہو تو بد اور لائق ہر امام کو کہ کوئی آدمی مقرر کرے جو پوشیدہ طور سے
لوگوں کا حال معلوم کرے لیکن ضرور یہ کہ ہو ثقہ مامون عاقل دانا اور مراد اس حدیث میں ثابت کرنا سب
امردن کا ہے اللہ تعالیٰ کے واسطے سو وہی سچا ہے جس کو چاہے (فتح) باب کیف یسایم العلم
التاسس کس طرح بیعت کرے امام لوگوں سے عرف مراد ساتھ کیفیت کو صیغہ قولی میں نہ غلطی بدلیل اس
چیز کے ذکر کیا ہے اسکو چھ حدیثوں سے اور وہ بیعت ہر سمع پر اور طاعت پر اور حب پر اور ہمد پر اور صبر
پر اور نہ ہلکنے پر اگرچہ واقع ہو موت اور بیعت عورتوں کو اور اسلام پر اور یہ سب واقع ہوا ہے نزدیک
بیعت کو در بیان ان کے بیچ اسکے ساتھ قول (فتح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُدَّادٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ
يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
بْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَايَعَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي
الْمَشْطِ وَالْمَكْرَمِ وَإِنْ لَانْتَابَعِ الْأُمَمُ أَهْلَهُ وَإِنْ نَقُومَ أَوْ نَقُولَ بِأَحَقِّ حَيْثُ مَا كُنَّا
لَا نَخَافُ فِي اللَّهِ لَوْ مَرَّ بِنَا نَزَّجَمَهُ عِمَادَةُ بْنُ صَامِتٍ وَرَوَيْتُ عَنْهُمُ فِي حَضْرَتِ سَبْعِينَ
كِيَامِ كِي بَاتِ سَنَنِي أَوْ فَرَاغَ بَرْدِي كَيْسَ بَرْدِي خَوْشِي خَوْشِي مِينَ أَوْرِي كَيْسَ نَهْ جَهْرِي جَاهِرِي حَكُومَتِ
مِينَ أَوْرِي كَيْسَ قَائِمِي يَكْبَرِي جِي جِهَانِ كَبِيرِي هُونِ دُرِينِ اسْدِ كَحْكَمِي مِلَامَتِ كَسْتَدِ كِي مِلَامَتِ
فَسَاسِ حَدِيثِ كِي بَرْدِي شَرَحِ فَتْنِي كَذِي كِي هَكَذَا شَاعَرِي عَلِيٌّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
الْحَارِثِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ
بَارِدَةٍ وَلَهُمْ هَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ يُخَفُّونَ الْمُخَنَّدَقَ فَقَالَ إِنَّ الْخَيْرَ خَيْرُ الْآخِرَةِ فَإِذَا
غَفَرْنَا لَآلِ الْفُكْرَةِ وَالْهَاجِرَةِ فَأَجَابُوهُمُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَانِ بِمَا بَقِيَ بِنَا
أَبْدًا نَزَّجَمَانَسِ وَرَوَيْتُ عَنْهُمُ فِي حَضْرَتِ بَرْدِي شَرَفِ لَاسِي سَرْدِي كِي صَبْحِ مِينَ أَوْ مَهْجَرِي أَوْ أَنْصَارِي
كُودِي تَقِي سَوِ حَضْرَتِ فَرَمَا إِلَهِي مِينَ هَرِ كُوْنِي بَرْدِي بَرْدِي بَرْدِي بَرْدِي سَوِ خَزْنِي أَوْ أَنْصَارِي
مَهْجَرِي كُوْتَا نُونِ فَرَضْتِ كُوْتَا دِيَا هَمِي لُوْنِ فَرَضْتِ كِي هَرِ مُحَمَّدِي جَاهِدِي بَرْدِي هَمِي
نَزْدِي مِينَ مِينَ شَرَفِ اس حَدِيثِ كِي شَرَحِ مَغَارِي مِينَ كَذِي حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا إِذَا بَايَعْنَا

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ يَقُولُ لَنَا فِيهَا اسْتَطَعْتَ تَرْجُمَ ابْنَ عَمْرٍ
 سے روایت ہے کہ جب ہم حضرت کے بیعت کرتے تھے سماع اور طاعت کرنے پر تو ہم نے فرمائی اس چیز میں جو
 ہو سکے **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَبْرِ قَالَ**
شَهِدْتُ ابْنَ عَمْرٍو حَيْثُ اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَى عَبْدِ الْمَلِكِ كَتَبَانِي أَقْرَبُ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ
لِعَبْدِ اللَّهِ عَبْدَ الْمَلِكِ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى سُنَّةِ اللَّهِ وَسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ مَا
اسْتَطَعْتُ وَأَنَّ بَنِي قُلَاقَةَ وَمِثْلَ ذَلِكَ تَرْجُمَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ دِينَارٍ سے روایت ہے کہ میں ابن عمر
 کے پاس حاضر تھا جس جگہ جمع ہوئے لوگ عبدالملک کی بیعت پر تو ابن عمر نے لکھا کہ میں اقرار کرتا ہوں یہ بات
 بایسنے اور کہانے کے عبدالملک امیر المؤمنین کے واسطے اور پست پاسد کے اور سنت اس کے رسول
 کی کے اور البتہ اقرار کیا میری اولاد نے مثل اس کی **حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَبْرِ**
هَشِيمٌ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فَلَقِنِي فِيهَا اسْتَطَعْتَ وَالنَّصْرَ كُلَّ مُسْلِمٍ
 ترجمہ جریر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ کہ بیعت کی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع اور طاعت
 یہ حضرت نے مجھ کو تعلیم کیا جس میں تجھ سے ہو سکے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر فوج جس جگہ لوگ
 عبدالملک پر جمع ہوئے یعنی مروان کے بیٹے پر اور مراد اجتماع سے جمع ہونا کل کا ہے اور اس سے پہلے تفرقہ تھا
 اور اس سے پہلے زمین میں دو آدمی تھے جو خلافت کا دعویٰ کرتے تھے عبدالملک اور عبداللہ بن زبیر ابیر
 ابن زبیر سو وہ تو یکے میں بٹھیر اور بیت اللہ پر پناہ لی بعد میں معاویہ کو اور با زبیر زبیر کی بیعت سے اور زبیر
 نے کسی بار ابن زبیر کی طرف لشکر بھیجا اور عبداللہ بن زبیر نے زبیر کی زندگی میں خلافت کا دعویٰ
 نہیں کیا تھا پھر زبیر کے مرنے کے بعد ابن زبیر نے خلافت کا دعویٰ کیا سو بیعت کی اس کی زمین اور
 مصر اور عراق اور شام نے اور نہ بھیجے رہا اس کی بیعت سے مگر بنی امیہ اور جو ان کے موافق تھا سو بنی امیہ نے
 مروان کی بیعت کی خلافت پر پھر رفت رفت سے ان شام پر غالب ہوا پھر مصر پر پھر گیا اور اس کا بیٹا
 عبدالملک اس کا جانشین ہوا اس نے حجاج کو لشکر دیکے مکے میں بھیجا ابن زبیر کے مارنے کو سو حجاج نے مکے
 کا محاصرہ کیا یہاں تک کہ ابن زبیر مارا گیا اور منتظم ہوا سب ملک عبدالملک کے واسطے سو اس وقت عبداللہ
 بن عمر نے اس کی بیعت کی اور یہی مطلب اس کے قول کا کہ جب لوگ عبدالملک پر جمع ہوئے اور اختلاف
 کی مدت میں اس سے پہلے عبداللہ بن عمر نے عبدالملک سے بیعت کی تھی نہ ابن زبیر سے جیسے پہلے
 نہ علی سے بیعت کی تھی نہ معاویہ سے پھر جب معاویہ کی حضرت حسن سے صلح ہوئی تو بیعت کی معاویہ

اور اسکے مرنے کے بعد زید و بیعت کی واسطے جمع ہونے لوگوں کو اور اسکے پھر زید کے مرنے کے بعد بیعت کے
 بارے میں ہاتھ کہ عبد اللہ بن زید قتل ہوا فتح احکام شناعمر بن علی حدیث شایحی بن سعید
 عن یحییٰ بن قال حدیثی عبد اللہ بن دینار قال لکنابایع الناس عبد الملك کتب لکیر
 عبد اللہ بن عمر بن عبد اللہ عبد الملك امیر المؤمنین انی اقر بالسمع والطاعة
 لعبد اللہ بن عبد الملك امیر المؤمنین علی سنتہ اللہ وسنتہ رسولہ فیما استطعت و
 ان کنی تکذبا لک ترجمہ عبد اللہ بن زید سے روایت ہے کہ جب لوگوں نے عبد الملك سے بیعت کی تو
 عبد اللہ بن عمر نے اسکو لکھا یہ خط ہے عبد اللہ بن عمر کا عبد الملك امیر المؤمنین کی طرف تقریر میں اقرار
 کرتا ہوں ساتھ مع اور طاعت و عبد الملك امیر المؤمنین کی واسطے خدا اور اس کے رسول کی سنت پر
 اس میں جو مجھ سے ہو سکے اور میری اولاد نے بھی اسکا اقرار کیا حدیث شاعبد اللہ بن مسلمۃ
 حدیث شاعبد اللہ بن زید بن ابی عمیر قلت لسمتہ علی ای شیء یأیتم النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم لکم یوم الحاکمیین قال علی الموت ترجمہ زید بن ابی عمیر سے روایت ہے کہ میں نے سہ سہ کر کہا
 کہ کس چیز پر تم نے ہمت و بیعت کی حدیث میں کو ان سے کہا کہ مرنے پر یعنی مرنے کا یہ پیر نہ میں نے
 فناس حدیث کی شرح جو امین گزری حدیث شاعبد اللہ بن محمد بن اسماعیل حدیث شاعبد
 جویریۃ عن مالک بن الزکری عن حمید بن عبد الرحمن عن خبرہ ان السورین
 حرمۃ خبرہ ان الرہط الذین ولاہم عمر اجتمعوا فمشاوروا قال لکم عبد الرحمن لستم
 بالذی انا فیکم علی هذا الامر ولکنکم ان شئتم اخذت لکم منکم فجعلوا ذلک
 لعبد الرحمن فلتوا ولوا عبد الرحمن امرہم قال الناس علی عبد الرحمن حتی ما اری
 احدا من الناس سبہ او لبک الرہط ولا یطاعونہ وما لالناس علی عبد الرحمن
 یمشاورونہ تریب الیائی حتی ذاکانت اللیلۃ الی اصبحنا ومنہا فبايعنا عثمان قال
 السواطرقی عبد الرحمن بعد ہجرتہ من اللیل فصر بہ الباب حتی استیقظت
 فقال اراک فاما فوالہ ما اکتلت هذا الثلث بکثیر نوم انطلق فادع الزید بن سعید
 فدعوتہ فمالہ فمشاورہا شکرک عانی فقال ادع علی علیا فدعوتہ فمجاہدہا شکرک عانی
 اللیل ثم قام من عیشہ وموئی طبرہ وقد کان عبد الرحمن یجشی صر علی سبیلہ
 کم قال ادع لی عثمان فمجاہدہ حتی فرقی بیدہ المؤمن فمالہ فی اصل الناس من
 واجتمع اولئک الرہط عند المنبر فارسل الی من کان حاضرا من الناس

واشہد ان محمد امجدہ و رسولہ کہا پھر کہا احمد اور صلوة کو بعد اے علی میں نے نظر کی لوگوں کو کام میں یعنی ان سے
مشورہ کیا اور ان کی سلسلے کی سونہیں کیجھا میں نے انکو کہ کسی کو عثمان کو برابر کرتے ہوں یعنی عثمان کو برابر
کسی کو نہیں بٹھراتے بلکہ اسکو سب پر ترجیح دیتے ہیں سونہ ٹھیرا اپنی جان پر کوئی راہ یعنی ملاست سے
جب کہ توجہ امت کو موافق نہیں پھر عبدالرحمن نے عثمان سے کہا کہ میں تجھے سو بیعت کرتا ہوں خدا اور اس کے
رسول کی سنت پر اور دونوں خلیفوں کی سنت پر جو حضرت کو بعد میں یعنی ابو بکر صدیق اور عمر فاروق کی
سنت پر تو عثمان نے قبول کیا سو بیعت کی ان سے عبدالرحمن نے اور لوگوں نے مہاجرین اور انصار اور
لشکروں کے سرداروں نے اور سب مسلمانوں نے فتنہ اور خاص کیا عبدالرحمن نے علی کو اس واسطے کہ علی کو
سواہر خلافت کا کوئی امیدوار نہ تھا مع موجودہ و موجود عثمان کو اور موجود ہونا عثمان کا اور سکوت اہل شیعہ
اور مہاجرین اور انصار اور لشکروں کے امیروں وغیرہ حاضرین کا دلیل ہے اس پر کہ انہوں نے عبدالرحمن کے
قول کی تصدیق کی اور عثمان پر راضی ہوئے کہا طبری نے کہ نہ تھا اہل اسلام میں کوئی کہ اس کے واسطے رتبہ
ہو دین میں اور ہجرت میں اور سابقت میں اور عقل میں اور علم میں اور معرفت سیاست میں جو ان چھ
آدمیوں کے واسطے محتاج کے درمیان عمر نے خلافت کو شور مچی ٹھیرایا اور اگر کہا جائے کہ بعضے ان چھ میں
بعضوں سے فضل تھے اور عمر کی سلسلے یعنی کہ لائق خلافت کو وہ موجودین میں پسند ہو اور نہیں صحیح ہے
حاکم بنانا مفضول کا وقت موجود ہے اور فضل کے سوجواب یہ کہ اگر ان میں سے کسی کو فضل ہو تو کا نام لیتے
تو یہ رض ہوتی اس کے خلیفہ بنانے پر اور اسے قصد کیا کہ خلافت میں تقلید نہ کی جائے سوا اسکو چھ آدمیوں میں
ٹھیرایا جو فضیلت میں قریب قریب تھے اس واسطے کہ یہ امر تحقیق ہو کہ مفضول کو حاکم بنانے پر جمع نہیں ہونگے
اور مسلمانوں کی خیر خواہی میں قصور نہ کریں گے اور یہ کہ جو ان میں مفضول ہے وہ مقدم ہوگا قاضی پر اور نہ کلام
کرے خلافت میں اور حالانکہ اس کا غیر لائق نہ ہو ساتھ اس کے اور معلوم ہوئی رضا امت کی ساتھ اس کے جس پر چھ
آدمیوں نے اتفاق کیا اور اس سے معلوم ہوا کہ رافضیوں کا قول باطل ہے کہ حضرت نے خلافت کو خاص معین
شخصوں میں معین کر دیا تھا نام لیکر اس واسطے کہ اگر ایسا ہوتا تو عمر فاروق کی اطاعت نہ کرتے اس میں کہ
انہوں نے خلافت کو ان کے درمیان شور مچی ٹھیرایا اور البتہ کہنے والا کہتا کہ نہیں کوئی وجہ مشورہ کرنے کی
اس امر میں کہ خدیجہ اسکو اپنے پیغمبر کی زبان پر بیان کر دیا ہے سب لوگ جو عمر کی اس بات پر راضی ہوئے
تو دلیل ہے اس پر کہ ان کے پاس اس امر میں کوئی نقص نہ تھی بلکہ ان کے پاس خلافت کی اوصاف تھے کہ جن میں
وہ پائی جادین وہ خلافت کا مستحق ہوا اور ان کا پایا جانا اجتہاد سے واقع ہوگا اور اس حدیث میں ہے کہ اگر
ایسی جماعت جن کی دیانت پر سب کا اعتماد ہو کسی کو واسطے عقد خلافت کریں تو ان کے غیر و نکو جانا نہیں

پاس آیا حضرت فرمایا پھر حضرت کی پاس آیا اور کہا کہ میری بیعت مجھ کو پھیر دو حضرت نے نہ مانا سو وہ
 نکلا یعنی مدینے پہنچ کر جبل کی طرف تو حضرت نے فرمایا کہ مدینہ بھٹھی کی مثل ہے پلید کو نکال ڈالو ہے اور
 ستمگری کو نکھارتا ہے وہ اس حدیث کی شرح فضل مدینہ میں گذر چکی ہے اور حضرت نے اسکو
 اسکی بیعت اس واسطے نہ پھیر دی کہ حضرت گناہ پر مدد نہیں کرتے تھے اور اسنے بیعت کی تھی کہ وہ
 بدون اذن کر مدینے سے نہ نکلے گا اور اسکا نکالنا گناہ تھا اور فتح مکہ سے پہلے مدینہ کی طرف ہجرت کرنا
 فرض تھا اس پر جو مسلمان ہو وہ اور مدینے سے نکالنا اس وقت برابر ہے جبکہ مدینہ میں رہنے کو برا جانے اور
 اس سے منہ پھیر کے نکلے جیسا کہ اس گنوار نے کیا اور ایسا اگر کسی صحیح مقصد کو واسطے نکلے جیسے علم کا
 پھیلانا اور شرک کو شہروں کو فتح کرنا یا اسلام کی سرحد پر چوکیداری کرنا مع اعتقاد فضل مدینے کی تو یہ
 منع نہیں بلکہ اکثر اصحاب سے واقع ہوا ہے فتح **باب بیعة الصغار** چھوٹے لڑکے کا
 بیعت کرنا ف یعنی کیا مشروع ہے یا نہیں کہا ابن مسیر نے کہ ترجمہ میں ہم ہر اور حدیث اس
 وہم کو دور کرتی ہے سو وہ دلالت کرتی ہے اس پر کہ چھوٹے لڑکے کی بیعت منع نہیں ہوتی **حدیث**
عَلَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ هُوَ ابْنُ أَبِي
قَالِحٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَقِيلٍ نَهْرَةَ بْنُ مَعْبُدٍ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ هِشَامٍ وَكَانَ قَدْ
أَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَتْ بِهِ أُمُّهُ زَيْنَبُ بِنْتُ حُمَيْدٍ إِلَى رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا عَبْدَ اللَّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
سَلَامٌ هُوَ صَغِيرٌ فَمِنْ رَأْسِهِ وَدَعَالُهُ وَكَانَ يُضَيِّقُ بِالشَّاةِ الْوَاحِدَةِ عَنْ جَمِيعِ أَهْلِهِ
 ترجمہ عبد اللہ بن شہام سے روایت ہے اور اسنے حضرت کا زمانہ پایا تھا اور اس کی ماں زینب اسکو حضرت کی پاس
 لیکھنے تو اسنے کہا یا حضرت اس سے بیعت کیجئے حضرت نے فرمایا وہ چھوٹا ہے تو حضرت نے اسکو سر پر ہاتھ
 پھیرا اور اسکو واسطے برکت کی دعا کی اور حضرت قربانی کرتے تھے ایک بکری اپنے سب گھروالوں کی
 طرف سے وہ اور اس میں اشارہ ہے کہ عبد اللہ بن شہام حضرت کی دعا کی برکت سے بہت زمانہ آپ کو بعد
 بتایا **باب مَنْ بَايَعَ ثُمَّ اسْتَقَالَ الْبَيْعَةَ** جو بیعت کرے پھر بیعت کو پھیرنا چاہے
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ هُوَ ابْنُ أَبِي قَالِحٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَقِيلٍ نَهْرَةَ بْنُ مَعْبُدٍ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ هِشَامٍ وَكَانَ قَدْ
أَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَتْ بِهِ أُمُّهُ زَيْنَبُ بِنْتُ حُمَيْدٍ إِلَى رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا عَبْدَ اللَّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
سَلَامٌ هُوَ صَغِيرٌ فَمِنْ رَأْسِهِ وَدَعَالُهُ وَكَانَ يُضَيِّقُ بِالشَّاةِ الْوَاحِدَةِ عَنْ جَمِيعِ أَهْلِهِ
 ترجمہ عبد اللہ بن شہام سے روایت ہے اور اسنے حضرت کا زمانہ پایا تھا اور اس کی ماں زینب اسکو حضرت کی پاس
 لیکھنے تو اسنے کہا یا حضرت اس سے بیعت کیجئے حضرت نے فرمایا وہ چھوٹا ہے تو حضرت نے اسکو سر پر ہاتھ
 پھیرا اور اسکو واسطے برکت کی دعا کی اور حضرت قربانی کرتے تھے ایک بکری اپنے سب گھروالوں کی
 طرف سے وہ اور اس میں اشارہ ہے کہ عبد اللہ بن شہام حضرت کی دعا کی برکت سے بہت زمانہ آپ کو بعد
 بتایا **باب مَنْ بَايَعَ ثُمَّ اسْتَقَالَ الْبَيْعَةَ** جو بیعت کرے پھر بیعت کو پھیرنا چاہے
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ هُوَ ابْنُ أَبِي قَالِحٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَقِيلٍ نَهْرَةَ بْنُ مَعْبُدٍ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ هِشَامٍ وَكَانَ قَدْ
أَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَتْ بِهِ أُمُّهُ زَيْنَبُ بِنْتُ حُمَيْدٍ إِلَى رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا عَبْدَ اللَّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
سَلَامٌ هُوَ صَغِيرٌ فَمِنْ رَأْسِهِ وَدَعَالُهُ وَكَانَ يُضَيِّقُ بِالشَّاةِ الْوَاحِدَةِ عَنْ جَمِيعِ أَهْلِهِ
 ترجمہ عبد اللہ بن شہام سے روایت ہے اور اسنے حضرت کا زمانہ پایا تھا اور اس کی ماں زینب اسکو حضرت کی پاس
 لیکھنے تو اسنے کہا یا حضرت اس سے بیعت کیجئے حضرت نے فرمایا وہ چھوٹا ہے تو حضرت نے اسکو سر پر ہاتھ
 پھیرا اور اسکو واسطے برکت کی دعا کی اور حضرت قربانی کرتے تھے ایک بکری اپنے سب گھروالوں کی
 طرف سے وہ اور اس میں اشارہ ہے کہ عبد اللہ بن شہام حضرت کی دعا کی برکت سے بہت زمانہ آپ کو بعد
 بتایا **باب مَنْ بَايَعَ ثُمَّ اسْتَقَالَ الْبَيْعَةَ** جو بیعت کرے پھر بیعت کو پھیرنا چاہے

اَقْلَنِي بِعَيْتِي فَكُنِي مَعِي فَقَالَ اَقْلَنِي بِعَيْتِي فَكُنِي مَعِي فَقَالَ رَسُولُ
 اللّٰهِ صَلَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْكَدُّ يَنْتَعِلُ كَالْكَبْرِ تَنْتَعِلُ جَسَدُكَ وَتُصْنَعُ طَبِيعَتُكَ بِاَتَمِّ
 جَابِر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار نے حضرت سر اسلام پر بیعت کی تو اس گنوار کو دینے میں یہ
 چڑھی تو وہ حضرت کو پاس آیا تو اس نے کہا یا حضرت میری بیعت مجھ کو پھیر دو حضرت فرمایا یا پھر حضرت
 کے پاس آیا اور کہا کہ میری بیعت مجھ کو پھیر دو حضرت فرمایا یا پھر وہ حضرت کو پاس آیا اور کہا مجھ کو میری
 بیعت پھیر دیجئے حضرت فرمایا تو وہ گنوار دینے سے مترد ہو کر کل گیا تو حضرت فرمایا کہ دینے تو لہار کی
 بھٹی کی طرح ہے اپنی میل کو چھانٹتا ہے اور تھمر کو نکھارتا ہے بِاَدَبٍ مَنْ بَايَعَ رَجُلًا
 لَا يَبَايِعُهُ اِلَّا لِدُنْيَا كَوْسٍ مَرَّةٍ سَفَرٍ دُنْيَا كَيْوَسَطِ بَيْعَتِ كَرْبٍ عَيْنِي نِيْ مَقْصُودٍ هُوَ فَرَاغٌ دَارِ
 خدائی بیعت کرنے میں اس کے ہاتھ پر جو خلافت کا مستحق ہوا (فتح) حَلَّ ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
 اَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّ اللّٰهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا يَحْكُمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ
 رَجُلٌ عَلَى فَضْلٍ مَّا سَلَكَ بِطَرِيقِ مَيْمَنٍ مِنْهُ ابْنُ السَّبِيلِ وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا لَا يَبَايِعُهُ
 إِلَّا لِدُنْيَا فَإِنْ أَعْطَاهُ مَا يَرِيدُ وَفِي لَهْ وَالْأَلَمُ نَفِثَ لَهُ وَرَجُلٌ بَايَعَ رَجُلًا بِسَلْعَةٍ
 بَعْدَ لَعْنٍ خَلَفَ بِاللّٰهِ لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا كَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ فَأَخَذَهَا وَلَمْ يُعْطِ
 بِهَا تَرْجَمَ أَبُو هُرَيْرَةَ سے روایت ہے کہ حضرت فرمایا کہ تین شخص ہیں جن سے خدا قیامت میں نہ بولے گا
 اور نہ انکو گناہ سے پاک کرے گا اور ان کے واسطے عذاب دردناک ہے ایک تو وہ مرد جو یا بان میں حاجت سے
 زیادہ بانی پر ہو و اور مسافر کو اس بانی سے روکو دوسرا وہ مرد ہے جس نے ایک امام سے بیعت کی اور اس سے
 بیعت نہیں کی مگر دنیا ہی کی واسطے سو اگر امام نے اسکو دیا جو چاہتا ہے تو اس نے عہد پورا کیا اور اگر
 اس نے اسکو کچھ نہ دیا تو اس نے عہد کو پورا نہ کیا تیسرا وہ مرد ہے جس نے کسی مرد سے ایک جنس کو بیچا عصر کی نماز
 کے بعد پھر اس نے خدا کی قسم کھائی کہ میں اس جنس کو لیتے اور اتنے قیمت سے مول لیتا ہے سو مشتری نے
 اسکو سچا جانا اور اسکو مول لیا اور حالانکہ نہیں دیا تھا اس نے اس کے بدلے اتنا مول جس پر اس نے قسم کھائی
 کہ اس نے اس کے عوض دیا ہے و مسلم کی روایت میں تین آدمی اور میں ایک بڑا حرام کار و دوسرا جھوٹا
 بادشاہ تیسرا فقیر مغرور اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے ایک ازرا کا لکھنا والا یعنی ٹخنے سے نیچے دوسرا خیرات
 کر کے احسان خیلان والا تیسرا بیچنے والا جو بی بی چیز کی گرم بازاری کرے چھوٹی قسم کہا کر اور ایک روایت میں
 ایک قسم کھا کر مسلمان کا مال حق چھیننے والا بیچنے والا جو کہیں کہیں کہے جو کہہ کر خدا ان سے کلام

نہیں کریگا تو اس کے معنی ہیں کہ نہ کلام کریگا اور نہ جیسے کلام کریگا اس سے جس سے راضی ہو ساتھ ظاہر
 کرنے جتنا کہ بلکہ ساتھ کلام کے کہ دلالت کرے عین پر یا مراد یہ ہو کہ خدا ان سے اعراض کریگا یا وہ کلام کریگا
 وہ خوش ہوں یعنی ایسا کلام نہیں کریگا یا مراد یہ ہو کہ نہ بھیجے گا ان کی طرف فرشتوں کو ساتھ تحفے کے
 اور مراد نظر سے نظر رحمت ہو یعنی رحمت کی نظر سے انکو نہ دیکھے گا اور مراد ابن سبیل سے مسافر ہے جسکو پانی
 کی حاجت ہو لیکن مستثنیٰ ہے اس سے صریحی اور مرتد جبکہ اصرار کریں کفر پر کہ انکو پانی دینا واجب نہیں اور
 جھوٹی قسم کھانا ہر وقت حرام ہے لیکن جھڑپ کو اس وسط خاص کیا کہ اس وقت میں زیادہ تر گناہ ہر وسط
 کہ خدا نے اس وقت کا بڑا نشان کیا ہے اس وقت میں دن رات کو فرشتے جمع ہوتے ہیں اور وہ وقت ہر
 اعمال کو ختم ہونے کا اور عملوں کا اعتبار خاتمہ پر ہے سو اس وقت قسم کھانا بڑا گناہ ہوتا ہے کہ کوئی اس پر جرات
 نہ کرے اور سلف کا دستور تھا کہ عصر کے بعد قسم کھاتے تھے اور اس حدیث میں مجید شدیدی پر بیچ توڑنے سے
 اور خروج کرنے کے امام پر اس واسطے کہ اس میں تفرقہ پر خلق کا اور عہد پر اگر نے میں جان مال و شرم ہوں
 کا بچانا ہے اور اصل بیعت کا یہ ہے کہ بیعت کریں امام سے اس پر کہ عمل کریں ساتھ حق کو اور قائم کریں حدود کو
 اور حکم کریں نیک بات کا اور منع کریں بے کام سے اور جسے مال کی واسطے بیعت کی سوائے ملاحظہ اس چہرے
 کہ دراصل مقصود ہر تو اسکو صریح ٹوٹا پڑا اور داخل ہوا عید مذکور میں اگر نہ معاف کریں اس سے اللہ اور اس
 حدیث میں ہے کہ جس عمل سے خدا کی رضا مندی مقصود نہ ہو بلکہ اس سے دنیا کا مال غرض ہو تو وہ عمل فاسد ہے
 اور اس کا کرنے والا گناہگار ہے (فتح) باب بیعة النساء رواہ ابن عساکر عن رتوں کی بیعت کا
 بیان روایت کیا ہے اسکو ابن عباس نے حدیث ثمالیہ میں احبنا شعیب عن الزہری
 ح قَالَ لَيْسَ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ خَبَرَنِي الْوَلَدُ رِيسَ الْحَوْلَانِي أَنَّهُ سَمِعَ
 عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ يَقُولُ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي مَجْلِسٍ نَبَايَعُهُ
 عَلَى أَنْ لَا نَكْفُرَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا نَسْرِقُوا وَلَا تَزْنُوا وَلَا نَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ وَلَا نَأْتِيَ بَهْتَانًا نَقْتُلُوا
 بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا نَقْصُورُ فِي مَعْرِفِ قَوْمٍ وَفِي أَمْسِكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ وَمَنْ
 أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ بِهِ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ
 شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللَّهُ فَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ إِنْ شَاءَ عَاقِبَةُ إِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ فَبَايَعَنَا عَلَى ذَلِكَ
 ترجمہ عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ حضرت زہری فرمایا اور ہم مجلس میں بیٹھے تھے کہ مجھ سے بیعت کرو
 اس پر کہ نہ کفر کریں اللہ کے کسی چیز کو اور نہ چوری کرو اور نہ زنا کرو اور نہ قتل کرو اپنی اولاد کو اور نہ
 لاپٹو فغان باندہ کر اپنے ہاتھ پاؤں کو درمیان یعنی جھوٹی قسم نہ کھاؤ اپنی عقل سے نہا کر اور میری بیغیرانی نہ کرو

۴۰ حدیث بیعت

نیک بات میں سوچنے میں رہنا عہد پورا کیا تو اس کا اجر خدا کے ذمہ ہے اور جو ان گناہوں مذکورہ میں سے
 کسی چیز کو پہنچا پر اسے اسکے بدلے دنیا میں سزا پائی یعنی حد مارا گیا تو وہ اسکے واسطے کفارہ ہے اور جو اس
 کسی چیز کو پہنچا اور خدا نے اس کا عیب چھپایا یعنی دنیا میں تو اس کا اجر خدا کی مشیت میں ہے چاہے اسکو
 عذاب کر دیا جائے معاف کر دے سو ہم نے حضرت سے اس پر بیعت کی وہ اس حدیث کی شرح کتاب الایمان
 میں گذر چکی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ذہم سے عہد و پیمان لیا جیسا عورتوں سے لیا کہ ہم کسی کو خدا
 کا شریک نہ کریں الخ روایت کیا اسکو مسلم نے اور اسی طریق کی طرف اشارہ کیا ہے ترجمہ میں اور کہا
 ابن نمیر نے کہ داخل کیا ہے عورتوں کو ترجمہ میں عبادہ کی حدیث کو اس واسطے کہ قرآن میں بیعت عورتوں
 کے حق میں وارد ہوئی ہے پس چاہی گئی ساتھ انکے پرستہ اعمال کی گئی مردوں کو حق میں فتح احادیث
 محمود حدیث عبد اللہ بن زراقی قال حدثنا معمر بن الزہری عن عمرو بن عاص عن عائشة
 قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یبایع النساء بالکلام بحدیث الا یبایع الا بحدیث لا یبایع الا بحدیث
 شیئا قالت وما مسست ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسمعتہ یبایع امراة الا بحدیث
 بمثلکم ترجمہ عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت عورتوں سے کلام کے ساتھ بیعت کرتے تھے اس آیت سے کہ
 یہ شریک ٹھیراؤ اس کا کسی کو کہا عائشہ نے اور حضرت کا ہاتھ کسی عورت کو ہاتھ سے نہیں لگا کر اس عورت
 سے جس کے مالک تھے حدیث ثنائی مسند د قال حدثنا عبد اللہ بن زراقی عن عمرو بن عاص عن عائشة
 حفصة عن اُم عطیة قالت بايعنا النبي صلی اللہ علیہ وسلم فقرا علی ان لا یشرکنا
 بل اللہ شیئا ونهانا عن النیاحۃ فقبضت امراة منائدا فافقالت فلانة استغلتنی
 وانا ریدان اجزیہا فلم یقل شیئا فذهبت ثم رجعت فما وفت امراة الا اتم سلیم
 واما العلاء وابنة ابی سبرة امراة معاذ وابنة ابی سبرة وامراة معاذ ترجمہ ام عطیہ سے
 روایت ہے کہ ہم نے حضرت سے بیعت کی سو حضرت نے مجھ پر آیت پڑھی یہ کہ خدا کے ساتھ کسی چیز کو شریک
 نہ ٹھیراؤ میں اور تم کو منع کیا میرے پر لوجہ اور میں کہ میں تو ہم میں سے ایک عورت نے اپنا ہاتھ بند کیا یعنی اس نے
 بیعت نہ کی اور کہا کہ فلاں عورت نے میری مدد کی تھی یعنی لوجہ کرنے پر اور میں ارادہ کرتی ہوں کہ اسکو بدلا
 دوں تو حضرت نے اسکو کچھ نہ کہا سو وہ کئی پھر بیعت لائی مسودہ عہد پورا کیا کسی عورت نے مکر ام سلیم اور ام علاء
 اور ابی سبرہ کی بیٹی معاذ کی عورت یا بون کہا کہ ابو سبرہ کی بیٹی اور معاذ کی عورت وہ ان حدیثوں سے
 معلوم ہے کہ انہی عورت کا کلام سنا مباح ہے اور اسکی آواز تر نہیں اور منع ہے اسکے بدن کو ہاتھ لگانا بدو
 ضرورت کے رفع) پاک من بکت بیعة جو بیعت تھے وفیہ تعالیٰ ان الذین یبایعونک

اَلْمَكِّيَّاتُ يَحْمِلُونَ اَللّٰهَ اَلْاَيَةَ تَرْجِمَهُ اَوْ قَوْلَ خُذَا كَمَا جَوَلُوا كَتَبْتُمْ سَبْعَ مَرَّاتٍ كَرْتُمْ مَرَّةً وَتُخَذَ اَسْمَاءُ سَبْعَ مَرَّاتٍ
 ہیں اور جو بیعت توڑے تو وہ اپنے نفس پر توڑتا ہے اور وارد ہوئی ہے بیعت توڑنے کی وعید میں حدیث میں عمر کی کہ
 نہیں چاہتا ہیں کوئی دغا بازی زیادہ تر اس سے کہ بیعت کیا جائے کسی مری سے موافق حکم اللہ اور اس کے رسول کے
 پہلے واسطے لڑائی کو یا دفعہ فتح اس حدیث کا ابو نعیم حدیث شافعیان عن محمد بن المنکدر
 قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا بَعْثِي عَلَى الْاِسْلَامِ
 فَبَايَعَهُ عَلَى الْاِسْلَامِ ثُمَّ جَاءَ الْغَدَاةَ فَمَوَّاهُ فَقَالَ اَلْقِنِي فَاَبِي فَلَمَّا وُلِيَ قَالَ اَلْمَدِينَةُ كَالْكَبِيرِ
 تَقِي خَبَرَهَا وَتَقْتَحِنُ طَبْعَهَا تَرْجِمَهُ جَابِرٌ رَوَيْتُ عَنْ اَبِي كُنَا حَضْرَتِ كِي پاسبان یا سوانے کہا کہ مجھ سے
 بیعت کیجئے اسلام پر تو حضرت نے اس سے اسلام پر بیعت کی پھر اگلے روز آیا اور اس کو تپ چڑھی تھی تو اس نے
 کہا کہ میری بیعت مجھ سے توڑیے حضرت نے نہ مانا پھر جب اس نے پیٹھ پھیری تو حضرت نے فرمایا کہ مدینہ لو مار کی
 بھٹی کی طرح ہے اپنی سیل کیل نکال دیتا ہے اور تھری کو کھاتا ہے یا اب الہیستخلاف باب ہر
 بیچ بیان خلیفہ مقرر کرنے کے یعنی معین کرنا خلیفہ کا وقت مرنے لینے کے دو سے خلیفہ کو بعد اپنے معین
 کرے جماعت کا اختیار کریں ان میں سے کسی کو اس حدیث کا یحییٰ بن یحییٰ اخبرنا سلیمان بن بلال
 عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ وَاَرَأَيْتَ لَوْ قَالَ
 رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكَ لَوْ كَانَ وَاَنَا حَيٌّ فَاسْتَغْفِرُكَ وَادْعُوكَ فَقَالَتْ
 عَائِشَةُ وَاَتَكَلَّمُ وَاللّٰهُ لَإِنِّي لَأُظَنُّكَ بِحَبِيبِ مَوْتِي وَلَوْ كَانَ ذَاكَ لَأُظَلِّلتُ الْخَرِيصَ بِكَ
 مَعَ سَائِبِ غُصَّانٍ زَوَاجِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ نَاوَأَرَأَيْتَ لَوْ قَالَ
 أَوَرَدْتُ أَنْ أُرْسِلَ إِلَى ابْنِي بِكَرٍ وَأَكْبَرِهِ فَأَعْمَهُ كَانَ يَقُولُ الْقَائِلُونَ أَوْ يَمْنَى لِمُتَمِنُونَ ثُمَّ قُلْتُ
 يَا بَنِي اللّٰهِ وَيَا بَنِي الْمُؤْمِنِينَ أَوَيْدَ فَعَمَّ اللّٰهُ وَيَا بَنِي الْمُؤْمِنِينَ تَرْجِمَهُ عائشہ سے روایت ہے کہ اس نے فرمایا
 سرور کرتا ہے حضرت نے فرمایا کہ اگر تیرا انتقال ہوا اور میں زندہ رہا تو تیرے واسطے مغفرت مانگوں گا اور تیرے
 حق میں دعا کروں گا تو عائشہ نے کہا اے مصیبت قسم ہر اس کی مقرر میں آپ کو گمان کرتی ہوں آپ میرا
 مرنا چاہتے ہیں اور اگر میں مری تو اب تیرا پیردن میں اپنی کسی بھی صحبت کرنے والے ہوگا تو حضرت
 نے فرمایا بلکہ میں کہتا ہوں مائے میر اس لئے کہ میں اب بکر اور اس کے بیٹے عبد الرحمن کو بلا ہوں
 اور اس کو اپنا خلیفہ اور ولی عہد کروں مبادا کہ کہنے والے کوئی اور بات کہیں یا آرزو کر نیوالی خلافت
 کے آرزو کریں اور کہیں کہ ہم لائق ترین خلافت کو ہیں کہ کہا کہ ابوبکر کے سوا خدا کسی کی خلافت
 نہ مانے گا اور مومنین بھی دفع کرینگے یا یوں فرمایا کہ دفع کر لیا خدا اور نہ مانیں مومنین وہ جو کہا

قاعہ یعنی اپنی بعد خلیفہ کو معین کروں اور یہی ہے جو بخاری نے سمجھا پس باندہ ترجمہ ساتھ اسکے اور ایک
 روایت میں ہے کہ فرمایا اس عالتہ اپنے باپ اور بھائی کو بلا کہ میں ان کو نوشتہ لکھ دوں اور اسکے اخیر میں ہے
 کہ خدا اور مومنین ابوبکر کے سوا کسی کی خلافت نہ مانینگے پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مراد خلافت سے ہے
 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
 بْنِ عُمَرَ قَالَ قِيلَ لِمَ لَا تَسْتَخْلِفُ قَالَ إِنْ اسْتَخْلِفْتُ فَقَدْ اسْتَخْلَفْتُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي
 أَبُو بَكْرٍ وَإِنْ أَتْرَكَ فَقَدْ تَرَكْتُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَوَل
 عَلَيْهِ فَقَالَ رَاغِبٌ وَرَاهِبٌ وَدَدْتُ أَنْيُخَوِّتَ مِنْهَا كُفًّا قَالَا لِي وَلَا عَلَيَّ لَا أَهْطَلُهَا
 حَيًّا وَكَمَيِّتًا ترجمہ علامہ ابن عسکری روایت ہے کہ کسی نے عمر فاروق سے کہا کہ کیا آپ کسی کو خلیفہ مقرر نہیں
 کرتے عمر نے کہا کہ اگر میں خلیفہ کروں تو البتہ خلیفہ کیا اسنے جو مجھ سے بہتر تھا یعنی ابوبکر نے اور اگر میں خلیفہ
 نہ کروں تو البتہ خلیفہ نہ کیا اسنے جو مجھ سے بہتر ہے یعنی حضرت نو تو لوگوں نے اسکو نیک کہا سو کہا کہ بعض خیریت
 کرنیوالا ہے اور بعض ڈرنے والا میں دوست رکھتا ہوں کہ نجات پاؤں خلافت سے برابر برابر مجھ کو اس کا
 ثواب ہو اور نہ عذاب نہیں اٹھاتا میں خلافت کو زندہ اور مردہ سن ایک روایت میں ہے کہ حصہ فی
 ابن عمر سے کہا کہ تیرا باپ کسی کو خلیفہ نہیں کرنیوالا سو میں نے قسم کھائی کہ اس سے اس امر میں کلام کروں گا
 سو اسنے کہا کہ اگر تیرے واسطے کوئی بکریوں کا چرایا نہ ہو اور وہ انکو چھوڑ کے تیرے پاس چلا آئے تو البتہ بکریاں
 ضائع ہو جائیں گی سو آدمیوں کی رعایت سخت تر ہے تو عمر نے کہا کہ خدا اپنے دین کو نگاہ رکھے گا اور ظاہر ہے
 کہ عمر کے نزدیک نہ خلیفہ کرنا راجح تھا اس واسطے کہ یہی فعل حضرت سے واقع ہوا ہے اور یہ جو کہا کہ راعب
 یار اہم بقا اسکے کئی معنی ہیں ایک یہ کہ جن لوگوں نے عمر فاروق کو نیک کہا بعض ان میں راعب ہے
 میری نیک کامیابی اور یا ڈرنے والا ہے ظاہر کرنے اس چیز کے سے جو اسکے دل میں اس کی کراہت سے
 یار اہم ہے اس میں جو میرے نزدیک ہے اور ڈرنے والا ہے مجھ سے یا مراد یہ ہے کہ بعض آدمی خلافت میں
 راعب ہے اور بعض اس سے ڈرنے والا یا میں راعب ہوں اس میں جو اندر کو پاس ہے اور ڈرنے والا ہوں اسکے
 عذاب سے سو چھوڑا کرتا میں تمہاری تعریف پر اور اسی خیال نے مجھ کو خلیفہ کرنے سے باز رکھا اور اس قصے
 میں دلیل ہے اور چار عقد خلافت کو امام والی سے اپنے غیر کے واسطے اور یہ کہ اس کا اس میں جائز ہے عام
 مسلمانوں پر واسطے اتفاق کرنے اصحاب کو اور عمل کرنے کے ساتھ اس چیز کے کہ ابوبکر نے عمر کے واسطے
 عہد کیا اور اسی طرح بیچ قبول کرنے عہد عمر کے کے طرف چھ آدمیوں کی اور چھ کو اس واسطے خاص کیا
 کہ ان میں سے ہر ایک میں دو امر جمع تھے ایک بددی ہونا اور ایک راضی ہونا حضرت کا ان سے مراد یہ تھا

اور اس میں رد ہے طبری وغیرہ پر کہ اس نے جرم کیا کہ حضرت ابوبکر کو خلیفہ کیا اور وجہ رد کی یہ ہے کہ عمر فاروق نے جرم کیا ہے ساتھ اسکے کہ حضرت نے خلیفہ نہیں کیا لیکن طبری نے متشاک کیا ہے ساتھ اسکے کہ لوگوں کا اتفاق ہے اس پر کہ انہوں نے ابوبکر کو حضرت کا خلیفہ نام رکھا ہے اور عمر فاروق نے بھی ابوبکر صدیق کو حضرت کا خلیفہ کیا تو جواب یہ ہے کہ ان کے خلیفہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ وہ حضرت کے بعد خلافت کے ساتھ قائم ہوئے یا عمر فاروق نے ابوبکر کو رسول اللہ کا خلیفہ ان معنوں سے کہا کہ حضرت نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے ساتھ اسکے کہ تغلبہ ہے اسکو حدیث باب کی اور سو اسکے دلائل سے اگرچہ نہیں ہے کسی حدیث میں یا نہین سے تصریح لیکن مجموعہ حدیث سے لیا جاتا ہے اور اسی طرح اس میں رد ہے اس پر جو کہا کرتا ہے راوندیہ سے کہ حضرت نے عباس کو خلیفہ کیا اور اسی طرح سب رافضیوں پر کہ وہ کہتے ہیں کہ حضرت نے علی مرتضیٰ کو خلیفہ کیا تھا اور وجہ رد کی ان پر اتفاق اصحاب کا ہے اور پر متابعت ابوبکر کے پیران کی بات تا پر عمر کی بیعت کرنے میں یہ عمل کرنا عمر کے عہد میں شوریٰ پر اور نہ دعویٰ کیا عباس نے اور نہ علی نے کہ حضرت نے عہدہ خلافت کا ان کو دیا تھا اور کہا انہو می وغیرہ کہ اجماع ہے اور یہ عقد ہونے خلافت کے ساتھ خلیفہ مقرر کرنے کے اور اوپر صحیح ہونے اسکے کے ساتھ عقد اہل حق اور عقد کے واسطے کسی آدمی کے جس جگہ نہ خلیفہ بنانا اسکے غیر کا اور یہ کہ جائز ہے نہیں خلیفہ کا امر کو شوریٰ و درمیان عدد محصور کے یا غیر محصور کے اور اجماع ہے اس پر کہ وہ واجب ہے ساتھ شرع کے نہ ساتھ عقل کو اور بعضے خارجیوں نے اس میں خلاف کیا ہے سو کہا انہوں نے کہ نہیں واجب ہے قائم کرنا خلیفہ کا اور خلاف کیا ہے بعضے معتزلہ نے سو کہا کہ واجب ہے ساتھ عقل کو نہ ساتھ شرع کے اور یہ قول دونوں باطل ہیں پہلا قول اجماع سابق کے مخالف ہے اور معتزلہ کا قول بھی ظاہر فساد ہے اس واسطے کہ نہیں دخل عقل کے واسطے واجب کرنے اور حرام کرنے میں اور نہ تحتیں اور تفسیر میں اور سو اسکے کچھ نہیں کہ واقع ہوتا ہے یہ باعتبار حادث کو رفع حدیث کا اثر ابراہیم بن موسیٰ قال حدثنا شاکل عن معمر بن الزہری قال خبرنی انس بن مالک انہ سمع خطبہ عمر الاخرۃ حین جلس علی المنبر وذاک الغد من یوم توفی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فتشہدوا ابوبکر صامت لا یشکلہ قال کنت ارجو ان یعیش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی یکبر فایرید بذلك ان یکون اخرهم فان ینکح محمد صلی اللہ علیہ وسلم قد مات فان اللہ قد جعل بیننا وکفرکم نوکرا

۹۱
راوندیہ
ابوبکر
کا نام ہے

تَهْتَكُونَ بِهِ هَدَىٰ اللَّهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّ أَبَا بَكْرٍ صَاحِبُ رَسُولِ
 اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَابِتَانِ تَنْتَبِهُنَّ وَأَنَّهُ أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ بِأَمْرِهِمْ فَفَقُومُوا
 فَبَايَعُوهُ وَكَانَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ قَدْ بَايَعُوهُ قَبْلَ ذَلِكَ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ وَكَانَتْ
 بَيْعَةُ الْعَامَّةِ عَلَى الْمُنْبَرِ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ لَوِ كُنْتُ
 بِكَ يَوْمَئِذٍ أَصْعَدُ الْمُنْبَرَ وَلَمْ يَزَلْ بِهِ حَتَّى صَعِدَ الْمُنْبَرُ فَبَايَعَهُ النَّاسُ عَامَّةً تَرْجُمُ
 أَنَسُ فِي رَوَايَتِهِ أَنَّ هُنَّ نَزَلَ عُمَرُ فَارُوقَ كَأَخِيرِ خُطْبَةٍ نَاجِبَةٍ مِنْهُمْ بِطَيْفٍ أَوْ بِخُطْبَةٍ أَكْمَدُونَ تَحْتَ
 دُونِ حِجَابٍ مِنْ حَضْرَتِ كَانَتْ قَالِ هُوَ أَسْوَعُ عُمَرَ فَارُوقَ لَمْ يَكُنْ شَهِادَتِ بِرَأْيِهِ وَأَبُو بَكْرٍ صَدِيقُ حَبِيبٍ تَحْتِ
 نَ بُولَتِ تَحْتِ كَمَا عُمَرَ فَارُوقَ لَمْ يَكُنْ مَجْهُولًا مَبْدُوحِي كَهَضْرَتِ زَنْدَه رَسِيكِي هِيَا تَشْكُ كَهَمُ سَبُّ لَوْ كُونُ سَ
 يَحْجِي رَمِيْنُ كَسُوَا كَرَمُ صَالِي اَلْاَعْلِيَّ وَسَلَمُ كَانَتْ قَالِ هُوَ اَتَوْا مَقَرَّ خُدَّائِهِ مَتَاهُ سَ وَرَمِيَانُ نَزَلَ خُطْبَةٍ اِيَا هِ
 حَسْبُكَ سَاةَ تَمَّ رَاهُ وَحَسْبُ خُدَّائِهِ حَضْرَتِ مُحَمَّدٍ صَالِي اَلْاَعْلِيَّ وَسَلَمُ كَرَاهُ دُكَلَّائِي اِلْعِيْنِي قُرْآنُ اَوْرِيَهْ كَه
 اَبُو بَكْرٍ حَضْرَتِ كُو سَاَتِي هِيْنُ اَوْرُو سَكْرِيْنُ دُو كَعِيْنِي غَارِيْنُ اَوْرِيَهْ كَه وَهَ لَاتِقُ تَرْسَبُ لِمَانُونُ هِيْنُ
 سَاةَ مَتَاهُ سَ كَامُونُ كَعِيْنِي لَاتِقُ هِ خِلَافَتِ كَسُوَا تَهْكَرَانُ كِي بَعِيْتِ كَرُوَا وَاَوَّلَانُ هِيْنُ سَ
 اَبِكُ كَرُوَهْ اَسْ سِرْ هِلَ صَدِيقُ اَكْبَرُ كِي بَعِيْتِ كَحَلْ كَتَحْتِ قَوْمُ نَبِي سَاعِدَهْ كِي چوپالُ هِيْنُ اَوْرُ عَامُ
 لَوْ كُونُ كِي بَعِيْتِ مَنَبَرِ رِجْتِي كَمَا زَهْرِي لَمْ اَنَسُ سِرْ كَه سَنَامِيْنُ لَمْ عُمَرُ سَ كَه اَسْ دُونُ اَبُو بَكْرٍ سَ كَتَتِ تَهْ
 كَه مَنَبَرِ چُطْرُ سُو مَهِيْشَهْ هِ كَتَتِ اَنُ كُو هِيَا تَشْكُ كَه صَدِيقُ مَنَبَرِ چُطْرُ هِ اَوْرُ عَامُ لَوْ كُونُ لَمْ اَنَسُ
 بَعِيْتِ خِلَافَتِ كِي فَ هِ اَسْ اَنَسُ فُو حَكَايَتِ كِي كَه اَنُ لَمْ سَنَاتُوِيَهْ سَنَابَعْدُ عَقْدِ بَعِيْتِ كَه تَهَا
 اَبُو بَكْرٍ سَ نَبِي سَاعِدَهْ كِي چوپالُ هِيْنُ اِلْعِيْنِي هِيْزْدُ كَرِيَا عُمَرُ لَمْ اَسْ وَاسْطُ اَسْ اَسْ بَعِيْتِ هِيْنُ حَاضِرَهْ تَحَاوُ
 وَاقِعُ هُوَ اَسْ جَلْ هِيْزْدُ اِيَا بَاتِي لَوْ كُونُ كُو اَبُو بَكْرٍ كِي بَعِيْتِ كِي طَرَفُ سُو بَعِيْتِ كِي اَنُ سِرْ اَنُ لَوْ كُونُ لَمْ اَسْ
 وَهَانُ حَاضِرَهْ تَحْتِ اَوْرِيَهْ سَبُّ مَعَالِمُ اَبِكُ هِيْ دُونُ هِيْنُ وَاقِعُ هُوَ اَوْرِيَهْ بَعِيْتِ مَنَبَرِ كِي سَبَبُ اَنُ لَوْ كُونُ كَه
 تَحْتِ چُونِي سَاعِدَهْ كِي چوپالُ هِيْنُ حَاضِرَهْ تَحْتِ وَرَنَهْ اَسْ كِي كُچَرُ حَاجَتِ نَهْتِي اَوْرُ ثَابِتَانِ اَبُو بَكْرٍ كُو
 اَسْ وَاسْطُ ذَكْرِيَا كَه صِفَتِ اَنُ كَه سَاةَ خَاصُ هِيْ كُسِي اَوْرِيْنُ بَاتِي نَهِيْنُ جَاتِي اَوْرِيَهْ فُضَيْلَتِ اَبِكِي
 سَبُّ فُضَيْلَتُونُ هِيْنُ بَرِي هِيْ جَلْ سَاةَ وَهْ حَضْرَتِ كُو بَعْدُ تَحْتِ خِلَافَتِ كِي هُوْ اَوْرِيَهْ چُو عُمَرَ فَارُوقَ لَمْ
 اَبُو بَكْرٍ صَدِيقُ كُو دَرِيَكُو كَه مَنَبَرِ چُطْرُ اِيَا تُوِيَهْ اَسْ وَاسْطُ تَهَا كَه تَا بَچَا اَنُ اَنُ كُو وَاقِفُ اَوْرُ نَا وَاقِفُ اَوْرِيَهْ
 جُو كَه عَامُ لَوْ كُونُ اَنُ سِرْ بَعِيْتِ كِي اِلْعِيْنِي دُوسِرِي بَعِيْتِ عَامُ تَرَاوْرُ شُورُ تَرَنِي هِلَ بَعِيْتِ سِرْ چُو سَقِيفَهْ
 نَبِي سَاعِدَهْ هِيْنُ وَاقِعُ هُوْ تَحْتِ رَفْعُ) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَدْنَةَ

۴۰
 خفیه
 بھن بھن
 بھن بھن
 بھن بھن
 بھن بھن

ابراہیم بن سعد عن ابیہ عن محمد بن جبرین مطعم عن ابیہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم امرأۃ فکلمتہ فی شئ فامرہا ان ترجع الیک و فقالت یا رسول اللہ ارایت ان جئت و لم اجد لک کاتھا تریک لموت قال ان لکم تجدنی فاتی ابابکر ترجمہ جبرین مطعم روایت ہے کہ ایک عورت حضرت کو پاس آئی سو آپ سے کسی چیز میں کلام کیا سو حضرت نے اسکو حکم کیا کہ ہمارے پاس بچہ آتا تو اسنے کہایا حضرت خبر دو مجھکو کہ اگر میں آؤں اور حضرت کو نہ پاؤں یعنی حضرت کا انتقال ہو گیا ہو تو کس کو پاس جاؤں حضرت نے فرمایا کہ اگر تو مجھکو نہ پاوے تو ابوبکر کے پاس آؤ جو میں کہتا ہوں سو وہ کہے گا اس حدیث کی شرح مناقب ابوبکر میں گذری حدیث شامدہ حدیث شامی عن سفیان قال حدیثی قیس بن مسلم عن طارق بن شہاد عن ابی بکر قال یوفد برأخہ تبثون اذ ناک الابل حتی یرى اللہ خلیفۃ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم والمہاجرین اہل البیت و ترجمہ ابوبکر سے روایت ہے کہ انہوں نے برآخہ کو ایچھون سے کہا کہ تم اونٹوں کو پیچھے پیچھے پر یعنی اونٹ چراؤ اور انکا منافعہ کھاؤ یہاں تک کہ خدا اپنے پیغمبر کے خلیفے کو اور مہاجرین کو کوئی امر و کلام سے یعنی کوئی امر انکے دل میں آئے جس کو تم کو معذور رکھیں و ظاہر یہ ہے کہ مراد غایت سے جہاں تک انکو مہلت دی ہے کہ ظاہر ہو تو بیان کی اور صلاح ان کی خوبی اسلام انکے سے اور یہ کہ ایک حدیث دراز کا اور عرض اس سے یہ قول ابوبکر کا ہے کہ خلیفہ اسکے پیغمبر کا اور یہ حدیث پوری یہ ہے کہ ایچھی برآخہ کی قوم اسداور عطفان سے صدیق کہے کہ پاس آؤ ان سے صلاح طلب کرتے تھے تو اختیار دیا ان کو ابوبکر صدیق نے درمیان لڑائی کھلی کے اور درمیان صلاح ذلیل کرنیوالی کے سوا انہوں نے کہا کہ لڑائی کھلی کو تو ہم پہچانتے ہیں لیکن صلاح ذلیل کرنیوالی کیا ہے کہا کہ تم سے ہتھیار اور گھوڑے چھین لئے جاویں گے یعنی تاکہ شوکت نہ ہے اور تمہاری طرف سے امن نہ ہو اور ہم لوہین کو جو تم سے پاویں گے یعنی اسکو آپس میں بانٹ لیونگے اور تم کو نہیں پھیر دیں گے اور پھر دو تم ہم کو جو ہم کو لوٹو یعنی الطاع کی حالت میں اور تم ہمارے مقتولوں کی دیت دو گے اور تمہارے مقتول آگ میں ہیں یعنی ان کی دیت دنیا میں نہیں اس واسطے کہ وہ شرک تہوا حق مارے گئے تھے پس ان کی کوئی دیت نہیں اور تم چھوٹے جاؤ گے اونٹوں کے پیچھے پیچھے پروگے یہاں تک کہ خدا اللہ تو عمر نے کہا کہ ہمارے مقتول اسد کے راہ میں مارے گئے ان کا اجر اللہ پر ہے ان کو واسطے کوئی دیت نہیں تو لوگوں نے عمر کے اس قول کی پیروی کی رفتح باب حدیث شامدہ حدیث شامی عن

کی طرف جاؤں جو جماعت میں نہیں آئے تسون گر کہ ان پر جلا دون اور قسم ہر اس کی جس کے قابو میں میری جان نہ اگر کوئی چلے کہ وہ اپنے کاموں میں بڑی یاد رکھ کر میری عمرہ تو البتہ حاضر ہوو عشاء کی نماز میں کہا ابو عبد اللہ نے مرۃ وہ گوشت ہر جو بکری کے کھر کے درمیان ہوشل وزن منسۃ کی اور مضاط کی ہے ساتھ زیریم کے ف واجب جماعت کو مارک کو کھر سے نکالنا اور اس کا کھر جانا جائز ہے تو خصوم وغیرہ کا کھر سے نکالنا بطریق اولیٰ جائز ہو گا باب ۱۱۱ ھل اللہ امام ان یمنع المجرمین و اهل العصیۃ من الکلام معہ والزیارۃ و الخوج کیا جائز ہر امام کیواسطے یہ کہ منع کرے گنہگاروں کو اور نافرمانی کرنے والوں کو اپنے ساتھ کلام کرنے سے اور زیارت اور مانند اس کی سے ف اہل المعصیۃ عطف عام کا ہے خاص پر حکم شاکحی بن بکر حدیثنا اللیث عن عقیل عن ابن شہاب عن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن کعب بن مالک عن عبد اللہ بن کعب بن مالک و کان قائدا کعب بن کعب و حین سمی قال سمعت کعب بن مالک قال لنا تخلف عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی غزوۃ تبوک ف ذکر حدیثہ و کفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المسلمین عن کلامنا فلیتنا علی ذالک خمسین لیلۃ و اذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتویۃ اللہ علینا ترجمہ عبد اللہ بن کعب سے روایت ہے کہ وہ کعب کا بچہ تھا و الا تہان کی اولاد سے جبکہ وہ اندھے ہوئے کہا سنائیں نے کعب سے کہا جبکہ جنگ تبوک میں حضرت سیدتیجے کا پیر ذکر کی حدیث اپنی اور منع کیا حضرت نے مسلمانوں کو ہماری کلام سے سونا کے ہم اسی حال پر چاہیں انہیں اور حضرت نے خبر دی ساتھ تو یہ قبول کرنے اسد کو اور پرہائے

ف اور مطابقت | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ | حدیث کی کتب سے ظاہر ہے

کتاب التمینی کتاب ہے بیچ بنیان تمنا اور آرزو کرنے کی ف تمنی ایک ارادہ ہے جو خلق ہوتا ہے ساتھ اسدہ زانو کے سوا اگر خیر میں ہو بدوں اسکو کہ متعلق ہو جسے تو وہ مطلوب ہے والا مذہبوم ہے اور بعضوں نے کہا کہ تمنی اور زجی میں عموم خصوص ہے کہ زجی ممکن چیز میں ہے اور تمنی عام ہے نفی باب ما جاء فی التمینی ومن تمنی الشہادۃ جوابا ہے تمنے میں اور جو آرزو کرتا ہے شہادت کی حدیثنا سعید بن عفیر حدیثنا اللیث حدیثنا عبد الرحمن بن خالد عن ابن شہاب عن ابی سلمۃ وسعید بن المسیب عن ابی ہریرۃ قال سمعت رسول اللہ

حدیث سیرہ قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ما استند برت باب ہر حضرت کہ اس قول کا بیان کہ اگر میں اپنا حال آگے سے جانتا جو بیچھے جانا حدیث عائشہ بن بکر حدیث عائشہ بن عقیل عن ابن شہاب قال حدیث عائشہ ان عائشہ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو استقبلت من امری ما استند برت ما سقت الہدی و تحللت مع الناس حين حلوا ترجمہ عائشہ سیرہ روایت ہے کہ حضرت فرمایا کہ اگر میں اپنا حال آگے سے جانتا جو بیچھے جانا تو قربانی کو پسند نہ کرتا لانا اور لوگوں کو ساتھ احرام اتارنا جبکہ انہوں نے احرام اتارا حدیث عائشہ بن عمر قال حدیث عائشہ عن جابر عن عطاء بن جابر عن عبد اللہ قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلینا بایحی وقد منامکة لا ندر حلون من ذی الحجۃ فامرنا بالنیۃ صلی اللہ علیہ وسلم ان نطوف بالبیۃ الصفا والزوا وان نجعل ہا عمرۃ ونحل لا من معہ ہدی قال وکم یکن مع احد منا ہدی غیر النیۃ صلی اللہ علیہ وسلم وطلحۃ وجاء علی من الیمین معہ الہدی فقال هلکت بما اھلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا انتطلق الی منی و ذکر احدنا یقطر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لو استقبلت من امری ما استند برت ما اھدیت و لا ان معی الہدی لھلکت قال و لقیۃ سراقۃ بن مالک و هو یحیی حمرة العقبۃ فقال یا رسول اللہ اننا ہذا خاصۃ قال لا بل لا بد قال و کانت عائشۃ قد مت مکۃ وھی حائض فامرھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان تشک الناسک کلھا غیر انھا لا تطوف بالبیۃ ولا تصلی حتی یطہر فاکتا نزول البطیاء قالت عائشۃ یا رسول اللہ انتطیقون بحجۃ و عمرۃ و انتطلق بحجۃ قال ثم امر عبد اللہ بن جابر بکون الصدیق ان یطلق معہ الی الشعیب فاعمرت عمرۃ فی ذی الحجۃ بعد ان یام الحج ترجمہ جابر بن عبد اللہ سیرہ روایت ہے کہ ہم حضرت کو ساتھ طے یعنی حجۃ الودع میں سو ہم نے حج کا احرام باندھا اور لیک کہی اور ہم ذی حج کی چوہتی تاراج کر کے مکہ میں پہنچے سو حضرت نے ہم کو حکم کیا کہ خانہ کعبہ اور صفاء وہ کا طواف کر کے احرام اتار ڈالیں اور اسکو عمرہ پھر اوپر لے کر حبشہ کی راہ قربانی ہو وہ احرام نہ اتارے اور ہم میں سے کسی کو ساتھ قربانی نہ تھی سو اسے حضرت کو اور طاعہ کر اور علی مرتضیٰ میں سے کسی اور انکے ساتھ ہی قربانی تھی سو کہا کہ میں نے احرام باندھا جو حضرت نے احرام باندھا تو اصحاب نے کہا کہ ہم مناکو چاہیں گے اور یہاں سے ڈگر کی منی چکیتی ہوگی یعنی

تازہ جماع کر کے حرام باندھیں گو حضرت فرمایا کہ اگر میں اپنا حال آگے سے جانتا تو پیچھے جاتا تو قربانی کو اپنی
ساتھ نہ لانا اور اگر میری ساتھ قربانی نہ ہوتی تو میں احرام اٹا دیتا تھا اور میرا تو حضرت صوملا اور حالانکہ آپ
جرعہ عقبہ کو کنکریاں مارنے سے تھکے تو اسنے کہا یا حضرت کیا یہ ہماری ہی واسطے خاص ہے یعنی حج کو مہینوں میں
عمرہ کرنا یا حج کو عمرہ کو ساتھ فسخ کرنا حضرت فرمایا نہیں بلکہ ہمیشہ کے واسطے یہی حکم ہے اور عائشہ کے مہین
ائیں اور ان کو حیض ہوا تھا تو حضرت فرماں کو حکم کیا کہ حج کی سب عبادتیں ادا کریں لیکن خانے کعبہ کا
طواف نہ کریں اور نہ نماز پڑھیں یہاں تک کہ حیض سے پاک ہوں سو جب بطحا میں اتارے تو عائشہ فرمایا
یا حضرت کیا تم چلتے ہو حج اور عمرہ دونوں کو ساتھ اور میں فقط حج کے ساتھ جاؤں گی پھر حضرت فرمائیے
بہانی بخیر الرحمن کو حکم کیا کہ عائشہ کو ساتھ غیر کہ طواف جائے جو حرم مکہ سے باہر ہے تو عائشہ فرمادہ
ادا کیا ویکھتے ہیں بعد حج کے دنوں ہر ف اور مطابقت حدیث کی ترجمہ سطر ہے باب
قولہ لیت کذا وکذا باب ہر حضرت کو اس قول کو بیان میں کاشکے ایسا ہوتا اور ایسا طواف لیت مہنتی
کا حرف ہر اکثر محال چیز کے ساتھ متعلق ہوتا ہے اور ممکن کے ساتھ کم از کم **حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ**
مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ
بْنَ عَامِرٍ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ أَرَأَيْتُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ ثُمَّ قَالَ
لَيْتَ رَجُلًا صَاحِبًا مِنْ أَصْحَابِي يَخْرُسُنِي اللَّيْلَةَ كَذَنُوا صَوْتًا سَلَامًا قَالَ مَنْ هَذَا
قَالَ سَعْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ لَوْ جِئْتُ خَوْفَكَ فَنَامَ إِلَيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يَسْمَعُنَا
عَطِيطَةً وَقَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ بِلَالُ الْأَكْبَرُ لَيْتَ شَعْرِي هَلْ أَرَيْتُكَ لَيْلَةَ بُوَادٍ وَحَوْلِي إِذْ خَرْتُ
وَحَلِيلٌ فَأَخْبَرْتُ إِلَيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْجَمَهُ عَائِشَةُ بِرَوَايَةٍ هِيَ أَنَّ أَيْكَةَ حَضْرَتِ
بہنواب ہر سو نو کامرغ نہ ملا پھر فرمایا کہ کاش کہ میں ایک مرد میری صاحب کے آج کی رات میری نگہبانی کرے
کہ ناگہان ہم نہ ہتھیاروں کی آواز نہی فرمایا یہ کون ہر میں نے کہا سعد ہے یا حضرت میں آپ کی نگہبانی
کے واسطے آیا ہوں تو حضرت سوئے یہاں تک کہ ہم نے آپ کے خراٹے سنے اور عائشہ فرمائی کہ ہلال نہ کہا کہ
کاش مجھ کو علم ہوتا کہ کیا میری بات کا ٹوکا اس میں کہ اگر میری گداز خواہر جلیل ہو یعنی مکے میں تو میں نے
حضرت کو خبر دی فب ترمذی فرمائیہ سے روایت کی ہے کہ حضرت نگہبانی کر والے تھے پھر حسب یہ
آیت اتر می والد عصیہ من الناس تو حضرت فرمائی کہ روانی چھوڑ دی اور موضع دالت کی
قول عائشہ کہ ہے کہ میں تو حضرت کو خبر دی **بَابُ ثَمَنِي الْقُرْآنِ وَالْعِلْمِ الْقُرْآنِ** اور علم کی رزق
حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ عَائِشَةَ

عائشہ
اور جب
شہر
حکیم
جی
ہیں
جی

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحْسَدُوا لِمَنْ لَا فِي ثَلَاثِينَ رَجُلًا إِنَّهُ اللَّهُ الْفَرَانُ
 فَهُوَ يَتْلُوهُ مِنْ أَنْاءِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ يَقُولُ لَوْ أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ هَذَا لَفَعَلْتُ كَمَا
 يَفْعَلُ وَرَجُلٌ إِنَّهُ اللَّهُ مَا لَا يَنْفَعُهُ فِي حَقِّهِ فَيَقُولُ لَوْ أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ لَفَعَلْتُ
 كَمَا يَفْعَلُ ترجمہ ابو ہریرہ روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ حسد کرنا لائق نہیں مگر دو آدمی میں ایک تو
 وہ مرد جسکو خدا قرآن دیا ہے سو وہ اسکو رات اور دن کی ساعتوں میں پڑھا کرتا ہے تو وہ کہے کہ اگر
 مجکو بھی قرآن آنا یا توفیق ہوتی جیسے اسکو تو میں بھی کرتا جیسے یہ کرتا ہے دوسرا وہ مرد جسکو خدا نے
 مال دیا ہے اور وہ اسکو بجا خرچ کیا کرتا ہے تو وہ یوں کہہ کہ اگر مجکو مال دیا جاتا جیسا اسکو دیا گیا تو میں بھی کرتا
 جیسا یہ کرتا ہے و اور یہ حدیث ظاہر ہے ہر چیز کے کرنے قرآن کے اور علم بھی حکم میں اس کے ساتھ
 ملحق ہے اور جائز ہے آرزو کرنا اس چیز کی جو غیر کے ساتھ متعلق نہ ہو یعنی اس قسم کے مباح ہے بابر اسکو
 پس نہی تمہی کرنے سے مخصوص ہے ساتھ اس کے کہ حسد اور بغض کا باعث ہو اور فتح باب مایکروہ میں
 التَّمَنِّيُّ جو مکروہ ہونے کے بنا و قول للهِ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ الْبَابِ
 اور خدا نے فرمایا کہ نہ آرزو کرو جو فضیلت دہی اس کے ساتھ اس کے بعض کو بعض پر آخر آیت تک حدیث
 حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ النَّظَرِيِّ أَنَّ النَّسَّ قَالَ قَالَ النَّسُّ
 بْنُ صَالٍ لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَتَمَنَّوْا الْمَوْتَ لَتَمَنَيْتُ وَجْهًا
 النَّسِّ روایت ہے کہ اگر میں نے حضرت کو نہ سنا ہوتا فرماتے تھے کہ نہ آرزو کیا کرو میری تو اب سب میں میری آرزو کرتا
 حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ خَبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَبِيْرِ قَالَ تَخَيَّرْتُ بَيْنَ الْأَدْنَى وَغُودٍ
 وَقَدْ كَتَبْتُ سَبْعًا فَقَالَ لَوْلَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَتَمَنَّا أَنْ نَدْعُو بِالْمَوْتِ
 لَدَعَوْتُ بِهِ ترجمہ قیس روایت ہے کہ ہم خواب کی بیماری کو گئے اور اس نے اپنے بدن پر سات داغ دلوای
 تھے سو اس نے کہا کہ اگر حضرت نے ہم کو موت کی دعا کر نہیں منع نہ کیا ہوتا تو میں موت کی دعا کرتا حدیث
 عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ خَبَرَنَا مَعْمَرُ بْنُ الزُّهْرِيِّ عَنْ
 أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَتَمَنَّي أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ
 إِلَّا مَحْسَرًا فَلَعَلَّه يُزَادُ وَإِنَّمَا سُبْحًا فَلَعَلَّه يَسْتَعْتِبُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ابْنُ عُبَيْدٍ
 اسْمُهُ سَعْدُ بْنُ عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَزْهَرَ ترجمہ ابو ہریرہ روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا
 کہ نہ آرزو کرو کوئی تم میں سے موت کی اگر نیک ہو تو شاید نیک عمل زیادہ کرے اور اگر بد ہے تو شاید توبہ کرے
 و ان سب حدیثوں میں جس سے موت کی آرزو کرنے سے اور حدیثوں اور آیت کو درمیان مناسبت میں

خفا ہو کر یہ کہ ارادہ کیا ہو کہ مکروہ ثمن سے وہ نہیں اس چیز کی ہر کہ ولالت کرتی تھی اس آیت اور جس پر ولالت کرتی ہے حدیث اور حال آیت کا زجر ہے حسد اور حال حدیث اور حال کا زجر ہے صبر پر سو جب ثمنی موت سے منع کیا تو ہو گا امر ساتھ صبر کے مصیبت پر جو اس پر اترے اور جمع کرتا ہو آیت اور حدیث کو غنبت دلاندر صناد پر اور ماننا اللہ کو حکم کو اور حکمت بیچ منع ہونے کی آرزو موت کی یہ ہر کہ موت مانگتا اپنے وقت سے پہلے ایک قسم اعتراض ہے اور مقابلہ ہے تقدیر کا اگرچہ عمر نہ کم ہوتی ہے نہ زیادہ سو موت کی آرزو کرنا نہیں تاثر کرتا اسکے زیادہ ہونے میں اور نہ کم ہونے میں بلکہ ایک امر ہے کہ اس سے پوشیدہ اور ایک حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر موت مانگنے کی ضرورت ہو تو یوں مانگنے کہ الہی محکوم زندہ رکھے جب تک زندگی میں سے حق میں بہتر ہو اور موت سے جب میرے حق میں موت بہتر ہو اور یہ جو فرمایا کہ اگر نیک ہے تو نیک عمل زیادہ کرے گا الخ تو ظاہر حدیث کا یہ ہر کہ مکلف کا حال ان دونوں حالتوں میں نہیں ہے اور تیسری قسم باقی ہے اور وہ یہ کہ اسکے نیک اور بد عمل ہونے میں تو بدستور ہو گا اور پر اسکے اور یا نیکی زیادہ کرے گا یا بدی زیادہ کرے گا یا نیکی ہو گا تو بد ہو جائے گا یا بد ہو گا تو زیادہ بدی کرے گا اور جواب یہ ہر کہ حدیث محمول ہے اکثر اوقات پر یعنی غالب حال مسلمانوں کا یہی ہوتا ہے خواص کے مخاطب اسکو ساتھ صحابہ اور البتہ میرٹول میں گذر کہ حدیث کو معنی یہ ہیں کہ اس میں اشارہ ہر طرف شک کرنے محسن کو کی اپنی حسان سے اور ڈراتا ہے بد کا اس کی بدی سے یعنی جو نیک ہو وہ موت کی آرزو نہ کرے اور بدستور ہے اپنی نیکی پر اور زیادہ کرے نیک عمل اور جو بدکار ہو وہ بھی موت کی آرزو نہ کرے اور باز ہے بدی سے تاکہ اپنی بدی پر نہ پڑے پس ہو گا خطر ہر اور باقی لفظ بھی اس میں غل ہے (فتح) باب قول الرجل کؤلا اللہ ما اھتک ینایہ کہ تمام روکا کہ اگر خدا کی رحمت نہ ہوتی تو ہم دین کی راہ نیالتے ف یہ اشارہ ہر طرف روایت مختصر کی جو روایت کی ہے خندق کہ وہ نے کتاب میں حدیث ثناء عبدان قال أخبرنی اخی عن شعبۃ قال حدثنا ابوہ شحاق عن البراء بن عازب قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ینقل معنا التراب یوم الاحزاب لقد رايتہ وادی التراب بیاض بطنہ یقول کؤلا انت ما اھتدینا نحن وما تصدقنا ولا صلیتنا فانزلن سکنیۃ علینا ان الاولی وینما قال لما کؤلکم یغوا علینا اذا ارادوا فتنۃ ابینا ابینا یرفع بھا صوۃ ترجمہ براہ روایت ہے کہ حضرت ہر کہ خندق کو دن ہمارے ساتھ مٹی اٹھاتے تھے اور البتہ میں نے حضرت کو دیکھا کہ مٹی کو آپ کا پیٹ چھپایا ہوتا فرماتے تھے کہ اگر خدا کی رحمت نہ ہوتی تو ہم دین کی راہ نیالتے اور نہ صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے سو امارے تسکین کو ہم پر اور شکر و انوار البتہ ہم پر زیادتی کی ہر

اور جب ہر فساد کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم ان کی بات کو نہیں مانتے اپنی آواز کو اسکے ساتھ بلند کر دیتے
 ف اور کلمہ لو اکا عر کے نزدیک منع ہوتی ہے اسکے ساتھ ایک چیز واسطے وجود غیر کے پس معنی لو لا اللہ
 ما ہتدینا کے کہ ہماری ہدایت خدا کی طرف سے ہے اور نہ سببیت حدیث کی باب سے یہ کہ جب معلق کیا جائے
 ساتھ اس صیغہ کے قول حق تو نہیں منع ہوتا ہے برخلاف اسکا کہ معلق کیا جائے ساتھ اسکے جو حق نہ ہو
 مثلاً کوئی شخص کوئی چیز کرے پس واقع ہو گناہ میں سو کہے کہ اگر میں ایسا نہ کرتا تو ایسا نہ ہوتا پس اگر اسکو
 تحقیق معلوم ہو کہ جو خدا نے اسکی تقدیر میں لکھا ہے وہ ضرور ہو نیوالا ہے برابر ہے کہ کرتا یا نہ کرتا تو اسکا
 قول و اعتقاد نوبت پہنچاتا ہے طرف تکذیب تقدیر کی (فتح) باب کر اھۃ قتی لقاء
 العذر و قوله لا عذر عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم دشمن کے ملنے کی
 آرزو کرنا مکروہ ہر روایت کیا ہے اسکو اعرج ذابو ہریرہ سے حضرت عرف پہلے گز چکا ہے کہ شہادت
 کی آرزو کرنا جائز ہے اور ظاہر ان دونوں کو درمیان تقاضی ہر اس واسطے کہ شہید ہونے کی آرزو محبوب ہے پس
 کیون منع کیا گیا ہے دشمن کے ملنے سے اور حالانکہ وہ پہنچاتا ہے طرف محبوب کی اور جواب یہ ہر کہ حامل
 ہونا شہادت کا خاص تر ہر ملنے سے واسطے امکان تحصیل کرنے شہادت کو باوجود نصرت اسلام کو حامل
 دوام عزت اس کی کے ساتھ توڑنے کفار کے اور دشمن سے ملنا کبھی پہنچاتا ہے طرف عکس اسکے کی پس منع
 کیا گیا اس کی آرزو کیسے اور نہیں مخالف ہر شہادت کی آرزو کرنا نیکو اور یا شاید کہ بہت خاص ہر
 ساتھ اسکے جسکو اعتماد ہو اپنی قوت پر اور خود پسند ہو (فتح) حد ثنا عبد اللہ بن عمر قال
 حد ثنا معویۃ بن عمیر و قال حد ثنا ابو اسحاق عن موسیٰ بن عقیبۃ عن سالم بن ابی
 النضر عن موسیٰ بن عمیر عن عبد اللہ و کان کاتباً لہ قال کتب الیہ عبد اللہ بن ابی اوفی فقرائہ
 فاذا کفیہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تمسوا لقاء العذر و اسئلوا اللہ
 العافیۃ ترجمہ سالم غلام آزاد عمر بن عبد العزیز سے روایت ہر اور وہ عمر کا کاتب تھا کہ عبد اللہ بن ابی اوفی نے
 اس کی طرف لکھا تو میں نے اسکو پڑھا سونا گہا ان اس میں لکھا تھا کہ حضرت نے فرمایا کہ نہ آرزو کیا کرو دشمن سے
 ملنے کی یعنی ارادی کے وقت اور اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو ف یہ جو کہا کہ خدا سے عافیت مانگو تو
 اس واسطے کہ دعا کرنا ساتھ تحصیل کرنے امور اخروی کے بغیر ہر ایمان بالغیب کو باوجود اسکے کہ اس میں
 ظاہر کرنا محتاجی کا طرف اللہ کی اور اسکے آگے ذیل ہونا اور دعا کرنا ساتھ تحصیل امور دنیاوی کے واسطے
 محتاج ہونا دشمنی کے ہر طرف ان کی سو کبھی وہ مقدم ہوتے ہیں ساتھ دعا کر نیکی سو ہر سبب اور سبب مقدم ہے
 بخلاف عار موت کہ نہ نہیں ہر اس میں کوئی مصداقت ظاہر ہر بلکہ اس میں مفسدہ ہر اور وہ طلب کرنا

نعمت زندگی دور کرنے کو اور جو اس کی مرتب ہو تا ہے فائدہ سے خاص کر جبکہ مومن ہو اس واسطے کہ بدلتور
 رہنا ایمان کا فضائل معلوم کرے (فتح) باب مَا يَجُوزُ مِنَ التَّوْبَةِ جواز ہے تو سے و مراد یہ
 ہے کہ جو جائز ہے قول اس شخص کہ سے جو ماضی ہو ساتھ قصداً اللہ کے اگر یوں ہوتا تو البتہ یوں ہوتا
 یعنی لو کا کلمہ کسی امر میں کہنا جائز ہے یا نہیں بلکہ لو کا واسطے معلق کرنے دو تہیٰ کو ہے ساتھ اول کے
 زمانہ ماضی میں سودا لالت کر گیا اور پراقتدار اول کے اس واسطے کہ اگر ثابت ہوتا تو لازم آتا ثبوت ثانی کا
 اس واسطے کہ وہ واسطے ثبوت ثانی کے ہے بر تقدیر اول کو منسوب ہو اول لازم واسطے ثانی کے تو دلالت
 کر گیا اور منع ہونے ثانی کے واسطے منع ہونے اول کو واسطے ضرورت منعی ہونے لازم کے اور اگر اول کو
 کو لازم ہو تو نہ دلالت کر گیا مگر بشرط پر فتح) وَقَوْلُهُ تَعَالَى لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةٌ أَرْغَبَ إِلَيْكُمْ خدا کا کہ
 لو طے کہا کہ اگر مجھ کو تمہارے مقابلے کی قوت ہوتی تو البتہ میں تم کو منع کرتا اس فساد سے جو تم لائے ہو
 اور مراد لو علیہ السلام کی قوت آدمیوں کی تھی واللہ جانتے تھے کہ ان کے واسطے اللہ کی سخت ہو لیکن
 وہ چلے ظاہر پر اور یہیت بغیر ہے اسکو کہ جب مومن بد کام دیکھے جسکے دور کرنے پر قادر نہ ہو تو فوسوس
 کرے اور یہ کہ ہونے اس شخص کے جو اسکے دفع پر اس کی مدد کرے اور تنہا کرے اسکے وجود کو واسطے حرص کی نیکی
 اپنے رب کی طاعت پر اور کھیلنے کے بدلتور رہنے گناہ کے اس واسطے واجب ہے کہ اپنی زبان سے
 انکار کرے پھر لے جبکہ طاقت دفع کی نہ ہو اور اشارہ کیا ہے بخاری نو ساتھ قول ابن عمر کے مایجوز من اللطوف
 اس کی کہ اصل وہ جائز نہیں مگر پس سے مستثنیٰ ہے اور اشارہ ہے ساتھ اس قول کو بخاری نو طرف اس حدیث
 کی جو سلم اور ثنائی اور ابن ماجہ وغیرہ ابو ہریرہ سے روایت کی کہ حضرت نو فرمایا کہ مومن قوی خدا کے نزدیک
 بہتر اور پیارا ہے مومن ضعیف اور سے اور ہر ایماندار میں بہتری ہے اور حرص کرتا رہ اس کام پر جو جگہ
 فائدہ دیوے اور نہ تھک اور اگر تھک کوئی مصیبت پہنچے تو یوں کہ کہ یہ خدا فی مقدر کیا تھا اور جو اللہ نے
 چاہا سو کیا اونچ اگر کہنے سے اس واسطے کہ اگر کہنا شیطان کا کام کا دروازہ کہوتا ہے یعنی یوں نہ کہو کہ
 اگر میں ایسا ایسا کام کرتا تو ایسا ہوتا اور کہا طبری نو کہ تطبیق درمیان اس نئی کے اور ان حدیثوں کی
 جو جواز پر دلالت کرتی ہیں یہ ہے کہ نہی مخصوص ہر ساتھ جرم کرنے کے فعل سے جو نہیں واقع ہوا یعنی نہ
 کہ کسی چیز کے واسطے کہ اگر میں یوں کرتا تو البتہ ضرور ہوتی بدون اسکے کہ تیرے دل میں مشیت الہی کی
 شرط ہو اور جو وارد ہے قول لود محمول ہے اس پر جبکہ اس کا فاعل یقین کرنا والا ہو ساتھ شرط مذکور کے اور
 وہ شرط خدا کی مشیت ہے کہ اگر خدا چاہتا تو واقع ہوتی اور یہ کہ نہیں واقع ہوتی ہے کوئی چیز مگر خدا کی مشیت
 اور اسکے ارادے سے اور وہ مانند قول ابو بکر کے کی ہر غار میں کہ اگر کوئی ان میں اپنا قدم اٹھائے تو ہم کو

وہ کہہ پائے باوجود یقین اس بات کو کہ خدا ان کی آنکھوں کو دلوں کو بند کر دے تو یہ تو بے اختیار ہو لیکن وہ چلے حکم عبادت
ظاہر کے اور ان کو یقین تھا کہ اگر انہوں نے قدم اٹھایا تو نہ دیکھ سکیں گے ان دونوں کو مگر خدا کی مشیت سے
اور کما عیاض نہ کہ جو سمجھا جاتا ہے ترجمہ بخاری سے اور ان حدیثوں سے جو باب میں ذکر ہیں یہ کہ جائز ہے
استعمال کرنا اور لاکا اس چیز میں کہ ہو مستقبل کی واسطے اس چیز سے کہ اس کا فعل وجود غیر کے واسطے
ہے اور وہ باب اس واسطے کہ نہیں داخل کی اسے باب میں مگر وہ چیز جو مستقبل کے واسطے ہے
اور جو حق صحیح یقینی ہے برخلاف ماضی کی یا جس میں اعتراض نہ غیب پر اور تقدیر سابق پر اور نہ تو صرف
اس جگہ ہر کہے اسکو اعتقاد کے لازم طور سے اور یہ کہ اگر وہ کرتا تو اسکو قطعاً وہ مصیبت نہ پہنچتی تو پہنچی
اور اگر جو خدا کی مشیت کی شرط کر لیں اور یہ کہ اگر خدا کا ارادہ نہ ہوتا تو وہ چیز واقع نہ ہوتی تو یہ اس قسم میں نہیں
ہے اور میری نزدیک معنی حدیث کو یہ ہیں کہ انہی اپنے ظاہر و عموم پر ہے لیکن وہ نہی تشریح اور حالات
کرتا ہے اس پر قول حضرت کا کہ لو شیطان کو کام کی کنجی ہو یعنی ڈالتا ہے دل میں معارضہ تقدیر کا اور
تغایب کیا ہو اس کا نووی نے ساتھ اس کے کہ لو کا استعمال ماضی میں بھی آیا ہے مثل قول اس کے کہ اگر
گھر میں اپنا حال آگے سے جانتا انہیں ظاہر یہ کہ نہی اس کے اطلاق سے ہے اس چیز میں کہ اس میں فائدہ
نہو اور اگر کہ اسکو بطور افسوس کر نیکی اس چیز پر جو اس سے فوت ہوئی خدا کی بندگی سے یا اس پر
جو دشوار ہو اوپر اس کے تو اس کا کوئی ذرہ نہیں اور اسی پر معمول ہے اکثر استعمال اس کا جو موجودہ حدیثوں میں
کہا قریبی نہ مفہم میں کہ مراد مسلم کی حدیث سے یہ ہو کہ مقدر چیز کے واقع ہونیکے بعد متعین یہ ہے
کہ اسکو قبول کرے اور مقدر کے ساتھ رضی ہو و اور جو چیز فوت ہو چکی ہو اور واقع ہو چکی ہو اس کی طرف
انتفات نہ کرے اور اگر فوت شدہ چیز میں فکر کرے اور کہے کہ اگر میں ایسا کرتا تو ایسا ہوتا تو شیطان کو دوسرے
اس کے دل میں آتے ہیں سو ہمیشہ اسکو دل میں دوسرے آیا کرتے ہیں یہاں تک کہ نوبت پہنچا تو میں اسکو
طرف ٹوٹی صحیح کی پس معارضہ کرتا ہے تو ہم تدبیر سے سابق تقدیر کا اور عمل شیطان کا ہے جسکے استنا
لانے سے منع کیا گیا ہے ساتھ قول حضرت کو کہ نہ کہو تو اس واسطے کہ لو شیطان کے کام کی کنجی ہے اور
یہ مراد نہیں کہ لو کا کلمہ مطلق زبان سے نہ بولے اس واسطے کہ حضرت نے اسکو چند حدیثوں میں بولا ہے لیکن
محل نہی کا اس کے اطلاق سے تو فقط اس چیز میں ہے کہ بطور مقابلے تقدیر کے بولا جائے باوجود اس
اعتقاد کے کہ اگر یہ مانع اٹھ جائے تو البتہ واقع ہو تا برخلاف مقدر کے نہ جب کہ خبر سے ساتھ مانع کے
اس جہت سے کہ متعلق ہو ساتھ اس کے فائدہ مستقبل میں اس واسطے کہ ایسے اگر کے جائز ہو زمین کچھ
اختلاف نہیں اور نہیں ہے اس میں شیطان کے کام کی کنجی اور نہ وہ تخریم کی طرف نوبت پہنچا ہے

اور بخاری نے اس باب میں نو حدیثیں ذکر کی ہیں بعضے میں بولنا ہے ساتھ لڑکے اور بعضے میں ساتہ
لڑکے سو پہلی اور دوسری اور تیسری اور چھٹی اور آٹھویں اور نویں حدیث میں تو لڑکے اور باقی
حدیثوں میں لڑکے (فتح) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا
أَبُو الزِّنَادِ عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ ذَكَرْتُ عُبَّائِينَ لِلشَّامِيِّ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَدَاذٍ
أَهْلِي لَقِيَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ رَجُلًا امْرَأَةً عَنْ غَيْرِ نِسَاءٍ قَالَتْ
لَا تِلْكَ امْرَأَةٌ أَهَلَّتْ بِمَرْجَمَةٍ فَاسْتَسْقَمَ وَيْحٌ كَذَا زَكَّرَ ابْنَ عَبَّاسٍ فِي دَوْلَعَانَ كَرْنِيَّةٍ الْوَيْحُ كَوْنُهُ
بَن شَدَاذٍ نَحْوُ مَا كَرَّمَ وَهُوَ عَوْرَتٌ وَهِيَ هِرَجْلَةُ حَقٌّ مِّنْ حَضْرَتِهِ فَرَايَا تَهَاكُمُ الْاُرْمَاتُ مَيْنِ سِنْسَارِكُمْ
كسى عورت کو بدون گواہوں کو کہا ابن عباس فرمایا کہ یہ عورت ہر کہ ظاہر کیا تھا اسے اس
بدی کو سلام میں اور خوف نہ کیا ف اس حدیث کی شرح لعان میں گذر چکی ہو اور اس کے یہ قول
ہے کہ اگر میں ہوتا سنسار کر نیوالا کسی کو بدون گواہوں کے (فتح) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
قَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعِشَاءِ فَخَرَجَ عُمَرُ
الضَّلَوَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَقَدْ لَبَسْنَا وَالصَّبِيَّانُ فَخَرَجَ وَرَأْسُهُ يَقُولُ لَوْ أَنَّ اشُقَّ
عَلَى امْتِي أَوْ عَلَى الْقَائِسِ قَالَ سُفْيَانُ اَيْضًا عَلَى امْتِي لَا مَرْتَهَدٌ بِالصَّلَاةِ هَذِهِ السَّاعَةَ
قَالَ بِنْ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذِهِ الصَّلَاةُ
فَجَاءَ عُمَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَقَدْ لَبَسْنَا وَالْوَلَدَانِ فَخَرَجَ وَهُوَ يَمْسِي الْمَاءَ عَنْ شِقِّهِ يَقُولُ
أَنَّهُ لَوْ كُنْتُ لَوْ أَنَّ اشُقَّ عَلَى امْتِي وَقَالَ عُمَرُ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ لَيْسَ فِي ابْنِ عَبَّاسٍ مَّا
عُمَرُ فَقَالَ رَأْسَهُ يَقُولُ قَالَ بِنْ جُرَيْجٍ يَمْسِي الْمَاءَ عَنْ شِقِّهِ قَالَ عُمَرُ لَوْ أَنَّ اشُقَّ عَلَى
امْتِي وَقَالَ بِنْ جُرَيْجٍ أَنَّهُ لَوْ كُنْتُ لَوْ أَنَّ اشُقَّ عَلَى امْتِي وَقَالَ أَبِرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ
حَدَّثَنَا مَعْنُ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عُمَرَ وَعَنْ عَطَاءٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْجِمَةُ عَطَاءٍ وَروایت ہو کہ حضرت ذوالیکرات عشاء کی نماز کے ساتھ
دیر کی تو عمر فاروق نکلتے تو کہا یا حضرت نماز پڑھئے عورتین اور لڑکے سو گئے سو حضرت باہر تشریف لاؤ
اور آپ کے سے رہائی ٹپکتا متاقرمانتے تھے کہ اگر میں اپنی امت پر ایون فرمایا کہ لوگوں پر اور سفیان نے
بھی کہا اپنی امت پر مشکل جانتا تو البتہ انکو وجہ کر کے حکم کرتا کہ عشاء کی نماز اسی وقت میں
پڑھا کریں کہا ابن جریر نے عطاء سے ابن عباس سے کہ حضرت ذوالیکرات کی نماز میں ایک رات دیر
کی سو عمر فاروق آئے اور کہا یا حضرت عورتین اور لڑکے سو گئے سو حضرت باہر تشریف لاؤ اور حالانکہ

اپنے سر کی ایک طرف سے پانی سچوٹے تھے فرماتے تھے تفریق ہر فضیلت کا اور اگر میں اپنی امت پر
 دشوار نہ جانتا اور کہہ عموماً کہ حدیث بیان کی ہم سب عطاء فرمیں ہر اس میں ابن عباس اور عروہ نے تو
 کہا کہ حضرت کو سر سے پانی پٹکتا تھا اور ابن جریج نے کہا کہ سر سے پانی سچوٹے تھے اور کہ عروہ نے اگر میری
 امت پر دشوار نہ ہوتا اور کہہ ابن جریج ذالبتہ وہ وقت ہر اگر میں اپنی امت پر مشکل نہ جانتا اور کہہ ابن
 ابی نعیم یعنی روایت کیا ہے اسکو محمد بن مسلم نے عروہ سے عطاء سے موصول ساتھ ذکر ابن عباس
 کے بیچ اسکے ف اس حدیث کی شرح نمازین گز چکی ہے **حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ**
قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رِبْعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ أَنَّ أَحَدًا شَقَّ عَلَى مُتْرِي لَمْ يَكُنْ يَكْفُرْ بِهِمْ بِالْإِسْلَامِ ترجمہ
 ابو ہریرہ روایت ہے کہ حضرت فرمایا کہ اگر میں اپنی امت پر دشوار اور دشمن نہ جانتا تو البتہ میں ان کو واجب کر کے
 مسواک کا حکم کرتا یعنی نماز چکانہ میں **حَدَّثَنَا عِيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ**
قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَيْرُ الشُّهُرُ وَأَصْلُ
أَنَاسٍ مِنَ النَّاسِ فَبَلَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ مَدَّ فِي الشُّهُرِ لَوْ أَصَلْتُ
وَصَالَ لَا يَدْعُ لَتُعْصِقُونَ تَعْمَقُ كُمُ إِنِّي لَسْتُ مُثَلِّكُمْ إِنِّي أَظُنُّ بَطْنِي رَئِي وَ
يَسْقِيَنِي تَابِعَهُ سُلَيْمَانُ بْنُ مَعْبُودٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 ترجمہ انس روایت ہے کہ ایک بار حضرت فرمایا کہ اگر رمضان میں طے کے روزے رکھے اور بعضے اصحاب نے بھی
 آپ کے ساتھ طے کے روزے رکھے یہ خبر حضرت کو پہنچی تو حضرت فرمایا کہ اگر رمضان کا مہینہ مجھ پر دراز ہو جاتا
 تو میں برابر طے کے روزے اتنے رکھتا جاتا کہ چھوڑ دیتے شدت و عبادت کرنیوالے اپنی شدت کو یعنی لوگ
 عاجز ہو کر طے کرنا چھوڑ دیتے مقررین ہتھامی طرح نہیں ہوں مقرر میرا رب مجھ کو کھلاتا ہے اور پالتا ہے و
 طے کا روزہ یہ ہے کہ دو روز یا زیادہ برابر روزہ رکھے اور رات کو بھی نہ کہلے حضرت فرمایا کہ اس روزہ
 سے منع کیا اصحاب نے کہا کہ آپ جو طے کا روزہ کہتے ہیں اس کا کیا سبب ہے تب حضرت فرمایا حدیث
 فرمائی یعنی مجھ کو اپنی طرح نہ سمجھو مجھ کو خدا کھلاتا پالتا ہے اور اس حدیث کی شرح روزے میں گز چکی ہے
حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ قَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَبْدُ
الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنْ ابْنِ شَيْبَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوَصَالِ قَالُوا فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ أَيْكُمْ مِثْلِي
أَبَيْتُ يُطْعِمُنِي رَجُلِي وَيَسْقِيَنِي فَلَمَّا أَبَوُا أَنْ يَتَّبِعُوا وَأَصْلُهُمْ يَوْمَئِذٍ يَوْمَئِذٍ رَأَوْا

فت کہا سبکی کبیر نے کہ مقصود بخاری کا اس باب سے اور اس کی حدیث سے یہ ہے کہ کو یعنی اگر کہنا مطلوب
مکروہ نہیں اور سوا اسکے کچھ نہیں کہ مکروہ تو مخصوص چیزیں ہی لیا جاتا ہے یہ اس کو قول میں الکو
پس اشارہ کیا طرف تعیض کی اور وارد ہونے اسکے سے صحیح حدیثوں میں ہیں کہتا ہوں کہ حضرت فرمایا
کہ حرص کرتا رہیں جو تنجکو نفع دے اور پھر فرمایا کہ بچ اگر کہنے سے تو اس میں اشارہ ہے کہ ٹوند موم دوم
ہے ایک قسم حال میں ہر جہت تک فعل خیر کا ممکن ہو سونہ چوٹے سبب کم ہونے اور چیز کے سو تو
نہ کہے کہ اگر اس طرح موجود ہوتا تو میں اس طرح کرتا باوجود قادر ہونے اسکے کہ اسکے کرنے پر اگرچہ یہ موجود ہوتا
بلکہ کری خیر کو اور حرص کری اسکے نہ فوت ہونے پر دوسری قسم یہ ہے کہ فوت ہو اس سے کوئی امر دنیا کے امر سے
سو نہ مشغول کری اپنے نفس کو ساتھ فسوس کرنے اور اسکے اس واسطے کہ اس میں اعتراض ہو تقدیر پر
پس دم اچ ہے اس چیز میں کہ رجوع کرتی ہے حال میں طرف قصور کی اور اس چیز میں کہ رجوع کرتی ہو

ماضی میں فاعل میں کی **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ** تقدیر پر (فتح)

کتاب اخبار الاحادیث کتاب ہر صحیح بیان ان حدیثوں کے جو خبر واحد میں
ہاں جاؤں جاؤں خیر الواحد الصدوق فی الاذان والصلوة والصوم والفرائض والاحکام جو
چیز کئی صحیح قبول کرے خبر واحد وق کہ یعنی جو اسچا ہو پہچان اذان کے اور نماز کا اور روزہ کو اور فرائض اور احکام کو اسچا
خبر واحد کے یہ ہے کہ جائز ہے عمل کرنا ساتھ اسکے اور قائل ہونا ساتھ اسکے کہ وہ حجت ہے اور مراد ساتھ واحد کی
اس جگہ حقیقتہ ایک ہے اور ایہ اہل اصول کی اصطلاح میں اس مراد ساتھ اسکے وہ خبر ہے جو متواتر نہ ہو عام تر
اس سے کہ مشہور ہو یا واحد اور مقصود اس بات سے رد کرتا ہے اس شخص پہ جو کہتا ہے کہ نہیں حجت پکڑتی ہے
ساتھ حدیث کی مگر جبکہ روایت کریں اس کو ایک سے زیادہ تاکہ ہو جائے مانند گوہی کی اور لازم آتا ہے اس سے
رد کرنا اس شخص پر جو شرط کرتا ہے چار کو یا زیادہ کو بعضوں سے منقول ہے کہ شرط ہے پہنچ قبول ہونے خبر
واحد کے یہ کہ روایت کریں اسکو تین آدمی تین سے ابتدا سے انتہا تک اور بعضوں نے کہا کہ شرط ہے روایت
کرنا پانچ کا پانچ سے اور بعضوں نے کہا کہ سات سات سے اور شاید یہ لوگ قائل ہیں کہ عدد مذکور تواتر
کا فائدہ دیتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ شرط ہے ہونا دو کا دو سے انتہا تک اور صدوق کی قید ہونا ضروری
والا مقابل اسکا اور وہ مذکور ہے بالانفاق حجت نہیں اولیٰ ہر جس کا حال معلوم نہ ہو وہ تیسری قسم ہے
جائز ہے حجت پکڑنا ساتھ اسکے اگر قوت پا جائے اور عطف فرائض کا صوم پر عطف عام کا ہر خاص پر
اور انکو خاص کر ذکر کیا اہتمام کے واسطے اور تا معلوم ہو کہ وہ عملیات میں ہوں نہ عقاید میں اور مراد ساتھ قبل

خبر واحد کے اذان میں یہ ہے کہ جب یابین ہو اور اذان ہو تو صنامن ہو جاتا ہے دخول وقت کا پس جائز ہے نماز اس وقت کی اور نماز میں خبردار کرنا ہے ساتھ چہرست قبلے کے اور روزے میں خبردار کرنا ہے ساتھ طلوع فجر کے یا غروب آفتاب کو اور احکام عطف عام کا ہے خاص میں اس واسطے کہ فرائض ایک فرد میں احکام کا (فتح) و قول للہ فلو لا نفر من کل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا فی الدین ولینذروا قومہم اذ رجعوا الیہم لعلہم یحذرون ویسمی الرجل طائفة لقولہ وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا فلو اقتتل رجلان دخل فی معنی الایہ وقولہ ان جلدکم فلیق بنبأ فتبکینوا ان تصیبوا قوماً یا یحی الہو کیف بعث الیہ صلی اللہ علیہ وسلم امرک وہ واحد بعد واحد فان سہی احد منهم رکا الی الشقة ترجمہ اور خدائے فرمایا سو کیوں نہ نکلتے ہر فرقہ میں سے انکے ایک گروہ تاکہ سمجھ سکیں کہ میں میں اور تاخیر پہنچاؤں اپنی قوم کو جب پہر او میں ان کی طرف شاید کہ وہ ڈریں اور نام نہا جاتا ہے ایک مرد کا طائفہ واسطے قول اللہ تعالیٰ کے اور اگر مسلمانوں میں سے دو گروہ باہم لڑیں سو اگر دو مرد لڑیں تو آیت کے معنی میں داخل ہونگے اور خدائے فرمایا کہ اگر کوئی فاسق تھا پاس خبر لاوے تو تحقیق کر دے تاکہ نہ جا پڑے کسی قوم پر بے علمی ہو اور کس طرح بھیجا حضرت نے اپنے امیر و نیکو ایک کو بعد ایک کو اور اگر کوئی ان میں چوک گیا تو رد کیا گیا طرف سنت کی ف یہ جو کہا فلو لا نفر الخ تو مراد بخاری کی اس سے یہ کہ لفظ طائفہ کا شامل ہے ایک کو اور زیادہ کو اور نہیں خاص ہے ساتھ عدد معین کے اور یہ منقول ہے ابن عباس اور مجاہد اور شعی اور عطاء اور حکمرہ وغیرہ اور اسی طرح دلالت قول اللہ تعالیٰ وان طائفتان من المؤمنین اور یہی منقول ہے مجاہد سے اور یہ جو خدائے فرمایا کہ اگر کوئی فاسق خبر لاوے تو وجہ دلالت اسکی کی لی جاتی ہے مفہوم شرط اور صفت سے اس واسطے کہ وہ دونوں چاہتے ہیں خبر واحد کے قبول کرنیکو اور یہ دلیل وارد کی جاتی ہے واسطے قوی ہونیکے نہ واسطے استقلال کو اور نیز امامون نے حجت پکڑی ہے ساتھ آیتوں اور حدیثوں کے جو مذکور ہیں باب میں اور مانع کی حجت یہ ہے کہ نہیں فائدہ دیتی ہے خبر واحد مگر ظن کا اور جواب یہ ہے کہ مجموعہ ان کا فائدہ دیتا ہے قطع کا مانند تو اثر معنوی کی اور البتہ عام ہوا ہے عمل اصحاب و تابعین کا ساتھ خبر واحد کے بغیر انکار کے پس یہ تقاضا کرتا ہے انکے اتفاق کو اور قبول کرنے خبر واحد کے اور مراد ساتھ بھیجنے حضرت کے ایک کو بعد ایک کو متعدد جہات کا ہے جنکی طرف بھیجے جاتے تھے ساتھ تعداد ان لوگوں کے جو بھیجے جاتے تھے اور حمل کیا ہو سکو کرانی نے ظاہر پر سو کہا کہ فائدہ بھیجنے دو سکے کا بعد اول کے یہ ہے کہ تاکہ پھیرے ہو کو طرف حق کی بعد بھول جانے اسکے کے اور نہیں نکلتی ساتھ اسکے ہونے اسکے سے خبر واحد اور یہ استدلال قوی ہے واسطے ثابت ہونے خبر واحد کے

حضرت کو فعل سے اس واسطے کہ اگر خبر واحد کا قبول کرنا کافی نہ ہوتا تو حضرت کو بھیجنے کے کوئی معنی نہ تھے
اور تاہم اس کی شافعی نو اس حدیث سے کہ جو لوگ اس وقت حاضر ہیں وہ غائب لوگوں کو حکم پہنچاویں
اور یہ حدیث بخاری اور مسلم میں ہے اور ساتھ اس حدیث کہ ترو تارہ کرے خدا اس مرد کو میری حدیث
سنے پھر ہو بہو اسکو پہنچا دے اور یہ سن میں ہے اور حدیثین ظاہر میں اس میں کہ ان میں سے ہر شہر والے اپنے حاکم
کی طرف جھگڑا فیصلہ کرنے جاتے تھے اور اپنے حاکم کی خبر کو قبول کرتے تھے اور اس پر اعتماد کرتے تھے
بدون التفتات کو طرف قرینے کی لوزیاب کی حدیثوں میں بہت لائل ہیں اس قسم سے اور حجت پکڑی ہے
بعضے اماموں کے ساتھ اس آیت کو یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک باوجودیکہ حضرت سب لوگوں
کی طرف پیغمبر ہیں اور وہ جبے حضرت پر ان کو خدا کا حکم پہنچا دے اور خبر واحد کی مقبول نہ ہوتی تو لہذا
مشکل ہوتا پہنچانا شریعت کا سب لوگوں کو بہا ہوتا اس واسطے کہ حضرت کو سب لوگوں کو ساتھ روہو
سے خطاب کرنا دشوار ہے اور اسی طرح مشکل ہے پھر بعد تو تر کا طرف ان کی اور یہ سب تک حجت ہے جو رکابا
ساتھ اس چیز کے کہ حجت پکڑی ہے ساتھ اسکے شافعی پھر بخاری سے اور بعض اصحاب سے جو منقول ہے
کہ انہوں نے خبر واحد کے قبول کرنے میں توقف کیا تو یہ یا تو شک کو وقت ہے اور یا وقت معارضہ دلیل قطعی
کے اور عقلی دلیل ہے کہ حضرت احکام پہنچانیکے واسطے بھیجے گئے ہیں اور صدق خبر واحد کا ممکن ہے
پس واجب ہے عمل ساتھ اسکے احتیاط کی واسطے اور اصابت ظن کی ساتھ خبر واحد صدق کے غالب ہے
اور واقع ہونا خطر کا اس میں تا دیر ہے پس ترک کی جاوے گی مصلحت غالبہ اور فساد کو خوف ہے
اور بعض حنفیوں نے رد کیا ہے اس خبر واحد کو جو قرآن پر زائد ہے اور تعقب کیا گیا ہے ان کا ساتھ اسکے کہ
قبول کیا ہے انہوں نے خبر واحد کو بیچ و جب غسل مرفق کے وضو میں اور غسل ہو تو غموم اسکے کے ساتھ
خبر واحد کے مانند نصاب سرقہ کی اور رد کیا ہے اشکو بعضوں نے ساتھ اس چیز کے کہ عام ہو ساتھ اسکے بلوہو
یعنی جو کام مکر ہوتا ہے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ انہوں نے عمل کیا ہے ساتھ اسکے عام بلوہو
میں مانند واجب کرنے وضو کی ساتھ قنہ کے نماز میں اور ساتھ قنہ اور کسیر کے اور یہ سب بیوطہ ہے
فقہ میں **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ**
أَبِي قَلَابَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ
شَيْبَةَ مُتَقَارِبُونَ فَأَقْرَبْنَا عِنْدَ عِشْرِينَ لَيْلَةً وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رَقِيقًا فَلَمَّا ظَنَّ أَنَا قَدْ أَشْتَمَ مِنَّا أَهْلَنَا أَوْ قَدْ أَشْتَمْنَا سَأَلَنَا عَمَّنْ رَكْنَا بَعْدَنَا فَأَخْبَرَنَا
قَالَ ارْجِعُوا إِلَىٰ أَهْلِكُمْ فَأَقِيمُوا فِيهِمْ وَعَلَيْكُمْ وَهَرُومُهُمْ وَذَكَرَ شَيْءًا أَحْفَظُهَا أَوْ

لَا أَحْفَظُهَا وَصَلُوا كَمَا كُنْتُمْ تَصِلُونَ فَلَمَّا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤْذِنُ لَكُمْ لِحَدِّكُمْ
وَكَيْفَ تَكُونُ أَكْبَرُكُمْ تَرْجُمُهُ مَالِكُ بْنُ حَوْرَثٍ وَرَوَيْتُ عَنْ رُوَيْتٍ عَنْ هَمِّ حَضَرَتِ الْوَيْسِ بْنِ
تَحْتِ سَوِّمِ حَضَرَتِ الْوَيْسِ بْنِ سَوِّمِ حَضَرَتِ زَمْلٍ تَحْتِ سَوِّمِ حَضَرَتِ زَمْلٍ تَحْتِ سَوِّمِ حَضَرَتِ زَمْلٍ تَحْتِ سَوِّمِ حَضَرَتِ زَمْلٍ
كِي خَوَّاشٍ وَرَبِّهِمْ مُشْتَقُّ دِينَ تَوَهُمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ
جَاوِلَ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ
جَوَّجْ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ
تَوَجَّهْتُ كَمَا كُنْتُ تَحْتِ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ
عَامٌّ تَحْتِ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ
تَعْلِيمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ
كَمَا كُنْتُ تَحْتِ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ
هَوْنِيكَ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ
كَمَا كُنْتُ تَحْتِ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ
فَقْتَارُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ
نَمَازُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ
كَمَا كُنْتُ تَحْتِ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ
سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ
سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ
سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ
سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ
سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ
سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ
سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ
سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ
سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ
سَهْمُ سَهْمُ سَهْمُ
سَهْمُ سَهْمُ
سَهْمُ
سَهْمُ

سجدہ کے برابر یا اس سے زیادہ تر پھر سر اٹھایا پھر تکیہ کی پہرچہ کیا اپنے سجدہ کی طرح پھر سر اٹھایا اور وجہ
وارد کرنے ان دونوں حدیثوں کے کی بیچ باب اجازت خبر واحد کے تہذیب و اس میں کہ سوا اسکے کچھ
نہیں کہ نہیں قناعت کی حضرت نے بیچ خبر سہو کے ساتھ خبر واحد کے اس واسطے کہ اسنے معارضہ کیا
حضرت کے فعل کا اسی واسطے استہام کیا ذوالیدین کے قصے میں سو جب آپ کو بہت لوگوں نے
اسکے صدق کی خبر دی تو اس کی طرف رجوع کیا اور پہلے قصے میں سب لوگوں نے آپ کو خبر دی اور
یہ اوپر طریق اس شخص کو ہے جو دیکھتا ہے حج امام کا سہو میں طرفنا خبر اس شخص کی جو اسکے نزدیک
علم کا فائدہ دیو اور یہ ایسے بخاری کی ہے اور اسی واسطے وارد کیا ہے اسنے دونوں حدیثوں کو اس
حکیم میں اور کہا کہ بانی نے کہ یہ خبر واحد ہونے سے خارج نہیں ہوئی اگرچہ قرینہ کہ سبب علم کے مفید
ہو گئے (فتح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَاءَهُمْ آيَةٌ فَقَالَ كُنْ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَزَلَ عَلَيْكَ الْبَيِّنَةُ قُرْآنٌ وَقَدْ هَرَأَنَ يَسْتَقْبِلُ الْكَعْبَةَ
فَاسْتَقْبِلُوهَا وَكَانَتْ وَجُوهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوا إِلَى الْكَعْبَةِ تَرْجِمَةً لِمَنْ رَوَى
روایت ہو کہ جس حالت میں کہ لوگ قبا میں صبح کی نماز میں تھے کہ ناگہان کوئی آئندہ اللہ کے پاس آیا
تو اسنے کہا کہ مقرر آج رات حضرت پر قرآن اترا اور البتہ آپ کو حکم ہوا کہ خانہ کعبہ کی طرف منہ کریں
تو صحابہ نے نماز ہی میں خانہ کعبہ کی طرف منہ کیا اور انکے منہ شام کی طرف تھی یعنی بیت المقدس کی
طرف سو کعبہ کی طرف گھوم گئے و اس حدیث کی شرح نماز میں گزرجی ہے اور حجت اس سے
ساتھ مل کر نیکے خبر واحد سے ظاہر ہے اس واسطے کہ جو صحابہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے
اس شخص کو خبر دینے سے کعبہ کی طرف پھر گئے سوا ہونے اس کی خبر کو سچا جانا اور اس پر عمل کیا
بیچ گھومنے انکے کے بیت المقدس اور وہ شام میں ہر طرف ہست کعبہ کی اور وہ یانی ہر برعکس
قبلے سے (فتح) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ عَنْ إِسْرَافِيلَ بْنِ أَبِي سَحَابٍ عَنْ الْبَرَاءِ
قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ صَلَّى الْخَوْفِيَّتِ الْمَقْدِسِيَّةَ
عَشْرَ شَهْرٍ أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يُوجَّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ فَأَنزَلَ اللَّهُ قُدْرًا
تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَمَّا لَيْتُكَ قَبْلَهُ تَرْضَاهَا فَوَجَّهَ حَوْلَ الْكَعْبَةِ قَوْصًا
مَعَهُ رَجُلٌ مِنَ الْعَصْرِ ثُمَّ خَرَجَ فَمَرَّ عَلَى قَوْمٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ هُوَ شَيْءٌ ذَاكَ صَلَّيْ
مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّهُ قَدْ وَجَّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ فَأَخْبَرُوا وَهُمْ رُكُوعٌ

ابو الیمان قال أخبرنا شعيب بن الزهري قال أخبرني عبيد الله بن عبد الله بن
 أباهرقة قال بينما نحن عند رسول الله صلى الله عليه وسلم إذ قام رجل من
 الأعراب فقال يا رسول الله إقض لي بكتاب الله عز وجل فقام خصمه فقال
 صدق يا رسول الله إقض له بكتاب الله وأذن لي فقال له النبي صلى الله عليه وسلم
 سلم قل فقال إن ابني كان عسيقا على هذا والعسيق لا خير فزني بإمرأتين
 فأخبروني أن علي ابني الرجم فأتيت منه مائة من الغنم ووليدة ثم
 سألت أهل الغنم فأخبروني أن علي امرأته الرجم وأما علي ابني جلد مائة و
 تغريب عام فقال والذي نفسي بيده لا أقضين بكتاب الله عز وجل أما
 الوليدة والغنم فردوها وأما ابنتك فعليه جلد مائة وتغريب عام أما أنت يا
 أنيس لرجل من أسلم فأغدا على امرأة هذا فإن عتقت فأرجمها فغدا عليهما
 أنيس فأعتقت فرجمها ثم جاءه أبو هريرة وأوريد بن خالد روايت ہر کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت
 کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک کنوارا مرد کھڑا ہوا تو اسنے کہا یا حضرت میرے واسطے حکم کیجئے خدا کی کتاب
 سے تو دوسری معنی تو کہا کہ میری سچ کہتا ہے حکم کیجئے اسکے واسطے اس کی کتاب سے اور مجھ کو کلام کرینی
 اجازت ہو حضرت فرماں فرمایا اجازت ہو کہ سو اسنے کہا کہ میرا بیٹا اسکے یہاں مزدور تھا اور عیسیٰ
 مزدور کو کہتے ہیں سو اسنے اس کی عورت سے زنا کیا تو لوگوں نے مجھ کو خبر دی مقرر میری بیٹی پر واجب ہے
 سنگسار کرنا تو میں نے اسکے بدلے میں سو بکری اور ایک لونڈی دی پھر میں نے اس علم سے پوچھا تو انہوں
 نے مجھ کو خبر دی کہ اس کی عورت پر سنگسار کرنا ہے اور سو اسنے کہے کہ ہم نہیں کہ میری بیٹی پر تو سو کوڑا اور
 ایک سال جلا وطن کرنا ہے تو حضرت فرمایا کہ قسم ہو سکی کہ جسکے قابو میں میری جان ہو کہ اللہ میں
 حکم کرو گا تمہارے درمیان ساتھ کتاب اس کے ایسے لونڈی اور بکریاں سو انکو پھیر دو اور یہ تیرا بیٹا تو رانا
 ہے اس پر سو کوڑا اور ایک سال جلا وطن کرنا اور یہ تو اے نہیں ایک مرد سے کہا جو قوم اسلم میں سے
 تھا صبح کو اس کی عورت پر جانا سو اگر زنا کا اقرار کرے تو انکو سنگسار کرنا تو انیس صبح کو اسکے
 پاس گیا اس عورت نے اقرار کیا تو اسنے اسکو سنگسار کیا ف کہا ابن قیس نے سچ روئے اس شخص پر
 جو رد کرتا ہے خبر واحد کو جبکہ قرآن پر زائد ہو کہ سنت ساتھ قرآن کو تین قسم ہے ایک ہر جہ سے اسکے موافق
 ہوتی ہے اور دوسری بیان ہوتی ہے قرآن کی مراد کیواسطے تیسری دلالت کرتی ہے ایک حکم پر چسپ
 قرآن ساکت ہو یہ تیسری قسم ہوتا ہے حکم ابتداء کیا گیا حضرت سے سو واجب ہوتا بعد از حضرت کی

بیچ اسکے اور اگر حضرت کی بامعاری واجب ہوئی مگر اسی چیز میں جو قرآن کو موافق ہو تو آپ کی واسطے کوئی طاعت خاص نہ ہوتی اور حالانکہ ضلئے فرمایا کہ جو رسول کی فرمانبرداری کرے اسے خدا کی فرمانبرداری کی اور جو کہتا ہے کہ نہیں قبول ہر حکم جو ازاد ہو قرآن پر مگر جو متوازن یا مشہور ہو تو اسے تناقض کہتا ہے سوانہوں کو کہ اگر حرام ہر کچھ کرنا عورت کی ہر کچھ بھی اور خالہ پر اور حرام ہر صاعیت و جو حرام ہے نسک اور فے قال میں ساتھ مختار شرط کے اور شفعہ کو اور رہن کو چھوڑیں اور میراث جتہ کو اور تنخیر لونڈی کی جبکہ آزاد ہو اور منع کرنے جائز نہ کرے اور نماز سے اور وجہ ہو تو کفائے کے جو جماع کرے روزہ کی حالت میں اور وجہ ہے سوگ معتدہ کو جسکا خاوند مر گیا ہو اور جائز رکھنے وضو کے ساتھ منچوڑ کھجور کے اور وجہ ہے کرنے وتر کے اور یہ کہ مگر مہر میں ہم ہیں اور وارث کرنا پوتی کے ساتھ بیٹی کے اور ستر کرنا قیدی عورت کی ساتھ ایک حصہ کو اور عینی بھائی وارث ہو تو ہیں اور باپ کے بیٹے کے قصاص میں نہ مارا جائے اور لیتا جزیہ کا جو سہ و اور کاٹنا چور کے پاؤں کا دوسری بار میں اور نہ بدالینا زخم کا اچھے ہونے سے اور منع ہونا بیچ کالی کا ساتھ کالی کے وغیرہ مما یطول شرحہ اور حدیثیں سب آحاد ہیں اور بعضی ثابت ہیں اور بعضی ثابت نہیں اور ان کا بیان اصول فقہ میں ہے اور ساتھ اس کے توفیق (فتح) باب بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم الزبیر طلیعۃ و حدۃ بھیجنا حضرت کا زبیر کو تنہا کہ کفار کے لشکر کی خبر لے کر حد ثنا علی بن عبد اللہ قال حد ثنا سفین قال حد ثنا ابن المنکدر قال سمعت جابر بن عبد اللہ یقول قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التاسیوم انخذق فانشدب الزبیر ثم ندکم فانشدب الزبیر وانا فقال لکل نبی حواری وحواری الزبیر وانا سفین حفظہ من ابن المنکدر وقال لابیوب یا ابا بکر حدیثکم عن جابر فان القوم یحجبونہم ان یحدیثکم عن جابر فقال فی ذالک المجلس سمعت جابر افتتبعہ بین احادیث سمعت جابر اقلت لسفین فان التورث یقول یوم قرظۃ فقال انک حفظتہ منہ کما انک جالس یوم انخذق قال سفین هو یوم واحد ویتسم سفین ترجمہ جابر بن عبد اللہ روایت ہے کہ حضرت نے جنگ خندق کو دن لوگوں کو بلایا اور طلب کیا تو زبیر نے آپ کا حکم قبول کیا پہلے لوگوں کو بلایا پھر زبیر نے حکم قبول کیا پھر ان کو بلایا سو زبیر نے آپ کا حکم قبول کیا اور حاضر ہوا تین بار تو حضرت نے فرمایا کہ ہر پیغمبر کا کوئی خالص مددگار ہوتا رہا ہے اور میرا خالص مددگار اور خدا کا جان نثار زبیر ہے کہ اس سفیان نے زمین کو یاد کرنا ہے اسکو ابن منکدر سے اور اس سے

ایوبؑ فرمایا کہ ابو بکر حدیث بیان کران کو جابر سے واسطے کہ لوگوں کو پسند آئے ہے کہ تو انکو جابر سے حدیث بیان کر دے سو اسنے کہا اس مجلس میں کہ میں نے جابر سے سنا اور پے درپے حدیثوں کو بیان کیا میں نے سنا جابر سے میں نے سفیان سے کہا کہ تیری کتاب ہے نہ قرینہ کہہا میں نے اسی طرح اس سے یاد رکھا ہے جیسا تو بیٹھا ہے خندق کو دن کہا سفیان نے کہ خندق اور قرظیہ کا ایک دن ہے یعنی ایک زمانہ ہفت اور مراد دن قرظیہ ہے جس میں ان کی خبر منگوائی نہ وہ دن جس میں ان سے جہاد کیا اس واسطے کہ جنگ خندق بہت دن تک باہر جہاد کے کفار کے گروہوں کو شکست دی اور میں نے کوچپور کرکھا کہ تو حضرت پھر پھر مل آؤ اور حضرت سے کہا کہ نبی قرظیہ کی طرف نکلے اور فرمایا کہ کوئی نماز عصر کی نہ پڑھے مگر نبی قرظیہ کو گھر میں پہنچ کر اور اس میں حضرت نے تہانیر کو کفار کے لشکر کی خبر لانے کو واسطے بھیجا اور اس کی خبر کو قبول کیا و فیہ المطابقۃ للترجمۃ (فتح) باب قول اللہ تعالیٰ لَاقَدْ خَلَوْا بِیَوْمَئِذٍ النَّبِیَّ اِذْ اَنْ یُّؤْذَنَ لَکُمْ فَاِذَا اُذِنَ لَہٗ وَاحِدٌ جَازٌ خذلنے فرمایا کہ نہ جاؤ پیغمبر کے گروہ میں مگر یہ کہ تم کو اجازت ہو اگر ایک اسکو اجازت ہو تو جائز ہے و وجہ استدلال کی ساتھ اسکی یہ ہے کہ نہیں مقید کیا اسکو ساتھ عدد کے تو ایک کا اذن بھی جائز ہوگا اور اس پر عمل سے نزدیک ہو کر یہاں تک کہ کفایت کی انہوں نے اس میں ساتھ جلس شخص کی کو جس کی عدالت ثابت نہ ہوئی ہو واسطے قائم ہونے قرینے کے اس میں ساتھ صدق (فتح) حدیثنا سلیمان بن جریر قال حدثنا حماد عن ائوب عن ابی عثمان عن ابی موسیٰ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل حائطاً فامر فی یحفظ الباب فجاء رجل یستأذن فقال ائذن لہ وکثیرہ یا بھتہ فاذا ابوبکر یشترجاء عمر فقال ائذن لہ وکثیرہ یا بھتہ ثم جاء عثمان فقال ائذن لہ وکثیرہ یا بھتہ ثم جاء ابو موسیٰ وروایت ہے کہ حضرت ایک احاطے والے باغ میں داخل ہوئے اور مجاہد حکم کیا روانہ کی نگہبانی کا سو ایک مرد نے آکر اذن مانگا حضرت نے فرمایا انکو اذن دے اور سکو بہشت کی بشارت دے سونا کہاں ہیں تو دیکھا کہ ابو بکر صدیق میں پھر عمر فاروقؓ حضرت نے فرمایا کہ اسکو اجازت دے اور بہشت کی خوشخبری دے پھر عثمانؓ حضرت نے فرمایا کہ اسکو اجازت دے اور بہشت کی خوشی سنا حاکم شاعر عبد اللہ بن ربیعہ اللہ قال حدثنا سلیمان بن بلال عن یحییٰ عن عبد بن جابر عن سمیع بن عبد بن عباس عن عمر قال حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مشربۃ لہ و غلام لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسود علی رأس اللہ رجۃ فقلت قل هذا عمر بن الخطاب

پچھلون کو اس کی خبر دیوین سوانہونے شرابون کا حکم پچھاسو منع کیا انکو چار چیسے اور حکم کیا انکو چار چیز کا حکم کیا انکو ساتھ ایمان لائیکے اس پر پھر فرمایا بجلانم جانتے ہو کہ اس پر ایمان لانا کیلئے انہون کہہا کہ اس اور اس کا رسول زیادہ تر دلت ہے فرمایا اس طرح گواہی دینا کہ کوئی لائق بندگی کے نہیں سوا ہی خدا کے وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد رسول اللہ ہے اور نماز کا قائم کرنا اور زکوٰۃ کا دینا اور عین گمان کرتا ہوں اس میں رمضان کا روزہ اور جو غنیمت کا اپنا واسکا پانچواں حصہ خدا میں دو اور انکو منع کیا کہ دو کے تو بنے سے اور مرتبان سے اور غنمی برتن سے اور کھجور کی لکڑی کے کھدے برتن سے اور بہت وقت اوی نے مرفق کر بلے مقرر کیا حضرت فرمایا کہ ان چیزوں کو یاد رکھو اور اپنے پچھلون کو پہنچاؤ وفاق حدیث کی شرح کتاب الامان میں گزیر چکی ہے اور غرض اس سے یہ خبر قول ہے کہ ان چیزوں کو یاد رکھو اور اپنے پچھلون کو پہنچاؤ اس واسطے کہ اس کا حکم شامل ہے ہر فرد کو سوا اگر ایک کو حکم پہنچاؤ سے محبت قائم نہوتی تو ان کو اس کی ترغیب دیتے رفق باب خبر الزنا الواحدة ایک عورت کی خبر بیان حدیث ثنائی محمد بن الولید قال حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا شعبہ عن توبہ الغنیری قال قال لی الشعمی رايت احديثا الحسن عن النبي صلى الله عليه وسلم وقاعدت ابن عمر قريها من سنتين او سنة ونصف فلما سمعته روى عن النبي صلى الله عليه وسلم غير هذا قال كان ناس من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم فيهم سعد فذهبوا ياكلون من لحم فنادتهم امرأة من بعض اهل زوج النبي صلى الله عليه وسلم انهم عليه وسلم انه اخذ خنثى فمسكوا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم كلوا واطعموا فانه حلال او قال لا بأس به شئت فيه ولكنه ليس من طعامي ترجمہ توبہ غنیری سے روایت ہے کہ شعبی نے مجھے کہا کہ کیا دیکھی تھے حدیث حسن بصری کی حضرت سے اور میں ابن عمر کے پاس بیٹھا قریب دو برس یا ڈیڑھ برس کو سو میں نے اس سے نہیں سنا کہ حضرت سے روایت کی ہو اس حدیث کے سوائے یعنی جبکہ وہ اس وقت ذکر کرنا چاہتا تھا اور شاید اسکو وہ اس وقت یاد تھی یعنی حسن بصری باوجود تابعی ہونے کے حضرت سے بہت حدیثیں روایت کرتا تھا اور ابن عمر باوجود صحابی ہونے کے کم حدیثیں روایت کرتے ہیں کہا کہ حضرت کو چند صحابہ ان میں سے بھی تھے سوئے گوشت کھانے لگے تو حضرت کی بیویوں سے ایک عورت نے ان کو پکارا کہ وہ سو مار کا گوشت ہے تو وہ کھانے سے بندھے تو حضرت نے فرمایا کہ کھاؤ اور کھلاؤ اس واسطے کہ وہ مقرر حلال ہے یا فرمایا کہ اسکا کچھ در نہیں باقی کہ میں شک ہے لیکن وہ سے کھانے میں سے نہیں ہے یعنی جبکہ اس سے لفت نہیں ہوتی اور شاید شعبی

حدیث ثنائی محمد بن الولید قال حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا شعبہ عن توبہ الغنیری قال قال لی الشعمی رايت احديثا الحسن عن النبي صلى الله عليه وسلم وقاعدت ابن عمر قريها من سنتين او سنة ونصف فلما سمعته روى عن النبي صلى الله عليه وسلم غير هذا قال كان ناس من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم فيهم سعد فذهبوا ياكلون من لحم فنادتهم امرأة من بعض اهل زوج النبي صلى الله عليه وسلم انهم عليه وسلم انه اخذ خنثى فمسكوا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم كلوا واطعموا فانه حلال او قال لا بأس به شئت فيه ولكنه ليس من طعامي ترجمہ

انکار کرتا تھا حسن پر کہ وہ مرسل حدیثیں بہت بیان کرتا ہے صرف موصول حدیثوں پر کفایت نہیں کرتا
شاید مطلب اس کا یہ ہو کہ لوگ اس سے بہت حدیثیں روایت کریں اور اس حدیث میں اصحاب نے

ایک بحث کی خبر کتاب بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِلٰعْتِصَامُ قبول کیا

کتاب پر بیچ بیان اعتصام کے و اعتصام کے معنی ہیں بچہ بڑا اور مضبوط پکڑنا یا اِعْتِصَامُ
بِالْكِتَابِ الشَّيْخَةُ قرآن اور حدیث کو مضبوط پکڑنا و اور مراد ساتھ اس کے بجا لانا ہے اس کے
قول کو وَاَعْتَصِمُوا جَمْلًا اَنْتُمْ جَمِيعًا کہا کر مانی نے کہ یہ باب کالایا ہے اس آیت سے اس واسطے کہ مراد ساتھ
اسی کے اس آیت میں قرآن اور سنت ہو مراد کتاب کے قرآن ہو جس کی تلاوت عبادت پھیرائی گئی ہو
اور مراد سنت سے وہ چیز جو آئی ہے حضرت کے اقوال اور افعال اور تقریر سے اور جبکہ کرنے کا قصد
کیا اور سنت کے معنی لغت میں ہیں طریقہ اور بعض فقہاء کی اصطلاح میں وہ چیز ہے جو مستحب کے مراد
ہو کہا ابن بطال نے نہیں بچاؤ ہے کسی کی واسطے مگر خدا کی کتاب میں اور اس کے رسول کی سنت میں
یا بیچ جماعہ کا کہ ان معنوں پر کہ قرآن یا حدیث میں یا پڑجاوین رفع اَحَدُ شَيْءٍ اَوْ اَمْرٍ قَالَتْ
سُفْيَانُ عَنْ مِسْعَرٍ وَغَيْرِهِ عَنْ قَيْسِ بْنِ مِسْلَعٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ
مِّنَ الْيَهُودِ لِعُمَرَ يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَوْنًا عَلَيْنَا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ الْيَوْمَ اكْمَلْتُ
لَكُمْ دِينَكُمْ وَانْتُمُتْ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِينًا لَّا تَخْتَلِنَا
ذَٰلِكَ الْيَوْمَ عِيْدًا فَقَالَ عُمَرُ اِنِّي لَا اَعْلَمُ اَيَّ يَوْمٍ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ نَزَلَتْ يَوْمَ
عَرَفَةَ فِي يَوْمٍ جَمْعَةٍ سَمِعَ سُفْيَانُ مِسْعَرًا وَقَيْسًا وَقَيْسُ طَارِقًا حَبِطَ طَارِقُ
سے روایت ہے کہ ایک یہودی مرد نے عمر فاروق سے کہا کہ اے امیر المؤمنین اگر ہم پر یہ آیت اترتی کہ آج
کے دن ہم نے کامل کر دیا تمہارا دین اور پوری کہیں میں تم پر اپنی نعمتیں اور پسند کیا میں نے تمہارا
واسطے اسلام کو دین تو ہم اس دن کو عید پھیراتے تو عمر نے کہا کہ مقرر میں جا تا ہوں جس دن یہ آیت
اتری عرفہ کو دن جمعہ کو روز اتری سنا سفیان نے مِسْعَر سے اسنے قیس سے اسنے طارق سے یعنی ان
راویوں کا سماع آپس میں ثابت ہو و اور حامل جواب کا یہ ہو کہ ہم نے اس دن کو عید نہیں پایا ہوتا
جیسا تو ذکر کیا اور ظاہر اس آیت کا یہ ہو کہ اسکے بعد کوئی حکم نہیں اترتا اور اس میں نظر ہے اور
حضرت اس آیت کو اترنے کے بعد بقدر اسی روز کے زندہ ہے اور بعض علماء نے کہا کہ مراد سادہ کامل کر دینے
وہ چیز ہے جو متعلق ہو ساتھ اصول ارکان کو نہ فروغ کے پس نہیں ہو اس میں محبت ان لوگوں کے

واسطے جو قیاس کو منکر ہیں اور بر تقدیر تسلیم کو ممکن ہیں ان کی محبت کا دفع کرنا ساتھ اسکے کہ استعمال کرنا
 قیاس کا جو ادا شہین لیا گیا ہے امر قرآن سے اور اگر نہ ہوتا مگر یہی قول خدا کا واما انکم الرسول فخذوه اور البتہ
 وارد ہوا ہے امر حضرت کا ساتھ قیاس کو اور تقریر حضرت کی اور اسکے توجہ ہوتا ہے عموم اس چیز کے کہ
 وصف کی کسی سائے اگمال کو رفع احکام ثنائی بن بکیر قال حدثنا اللیث عن
 عقیل عن ابن شہاب قال قال خبری عن انس بن مالک انہ سمع عمر الغد حین بايع
 المسلمون ابا بکر واستوی علی منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشہدک
 قبل ان یبکیر فقال ما بعد فاختر اللہ لرسولہ الذی عندہ علی الذی عندکم
 وهذا الکتاب الیہ ہذا اللہ بہ رسولکم فخذوا یہ فخذوا والیہ ہذا اللہ
 بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ انس سے روایت ہے کہ اس نے سنا عمر فاروق سے اگلے دن
 حضرت کی وفات پر جبکہ بیت کی مسلمانوں نے ابو بکر صدیق سے اور حضرت کو منبر پر بیٹھ کر پڑھنے
 اور خطبہ پڑھا ابو بکر سے پہلے سو کہا کہ یہ بعد اور صلوة کو سوختیار کیا اس نے اپنے رسول کو واسطے جو اس کو
 پاس ہو یعنی ثواب پاس پر جو تمہارے پاس ہو یعنی رنج اور تکلیف سے اور یہ قرآن ہے جس سے اللہ تمہارا
 پیغمبر کو راہ دکھلائی سو اس کو پکڑو راہ پاؤ گے جس سے اس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت کی حد ثنائی بن بکیر
 بن عقیل قال حدثنا وہیب عن خالد عن عکرمہ عن ابن عباس قال صمی
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم الیہ وقال اللهم علیہ الکتاب ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے
 کہ حضرت نے مجھ کو اپنے گلے لگایا اور فرمایا اے اللہ اس کو قرآن سکھائے حد ثنائی بن بکیر
 قال حدثنا معمر قال سمعت عوفان ابا النہال حدیثہ انہ سمعہ ابابکرہ قال
 ار اللہ تعالیٰ یغنیکم او نعشکم بالاسلام و محمد صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ ابوبکر سے
 روایت ہے کہ اس نے مقرر خدائے پر وہ کیا تم کو یا فرمایا کہ قائم کیا تم کو ساتھ اسلام کے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو
 ف یہ جو کہا کہ قائم کیا تم کو ساتھ اسلام کے یعنی راہ دکھلائی تم کو ساتھ اسکے پس قلم ہو ساتھ قرآن
 اور سنت کو اور مضبوط کرو انکو وفیہ المطابقۃ للترجمۃ حد ثنائی بن بکیر قال حدثنا مالک عن
 عبد اللہ بن دینار ان عبد اللہ بن عمر کتب الی عبد الملک بن مروان ینایعہ واولیہ
 بالسمع والطاعة علی سنتہ اللہ وسنتہ رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما استطعت
 ترجمہ عبد الملک بن دینار سے روایت ہے کہ عبد الملک کو لکھا اس سے بیعت کرنیکا اور میں قرآن
 کرتا ہوں تیرے واسطے ساتھ بات سننے اور فرمانبرداری کرنیکے اور اسکے رسول کی سنت پر زمین

مجھ سے ہو سکے۔ **ف** اس حدیث کی شرح کتاب الاحکام میں گندی اوریہ معیت کرنا عبد بن عمر کا
عبد الملک سے بعد قتل ہو کر عبد بن زبیر کے تھا جو مکہ میں حاکم تھے اور عرض اس سے اس جگہ
استعمال کرنا اس کے رسول کی سنت کا ہے تمام مروی میں فتح ابواب قول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم بعثت بکوامر الکلم حضرت کی اس حدیث کا بیان کہ میں بھیجا گیا ساتھ
جوامع کلم کے **ف** جوامع الکلم اس کو کہتے ہیں جس میں لفظ تہوئے ہون اور مطلب اور معانی بہت
ہوں اور جوامع الکلم سے قرآن اور احادیث ہیں جن کے معانی اور مطلب کی کچھ حد میں حدیث
عبد العزیز بن عبد اللہ قال حدثنا ابو ابراہیم سعد بن البکیر عن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال بعثت بکوامر الکلم فیصیرت بالکلم حبیبنا انما کلامہ لشیء اخرجت
بمفاتیح خزائن لا یخفی فیہ شیء قال ابو ہریرۃ فقد فہم رسول اللہ وسلم وانتم
تکفونہا او ترغنونہا او کلمۃ تشبہا زجب ابو ہریرۃ روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ میں
بھیجا گیا ساتھ جوامع الکلم کے اور محکوم ہے فتح ملی اور جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ میں نے اپنے تئیں دیکھا
کہ زمین کو خزانوں کی کھدیں میری پاس لائی گئیں سو میرے آگے کسی گنبد کہا ابو ہریرۃ نے سو حضرت جاتے تھے
یعنی فوت ہو کر اور تم انکو لغت کرتے ہو یا لغت یا کوئی ایسا او کلمہ کہا یعنی تم سے کہا کہ ہوا تم مال کو لیتے ہو
اور ہکو متفرق کرتے ہو یا مراد کشادہ ہونا گدازان کا اور مراد وہ چیز ہے جو فتح ہوئی مسلمانوں پر دنیا سے اور
وہ شامل غنیمت اور خزانوں کو **ح** حدثنا عبد العزیز بن عبد اللہ قال حدثنا اللیث
عن سعید بن ابی ہریرۃ عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من الاشیاء
نبی الا اعطی من الایات ما مثلہ او من او امن علیہ البشر واما کان الذی
اوتیت وحیا وحاء اللہ الی فارجو الی اکثرہم تا بعائوم القیمۃ ترجمہ ابو ہریرۃ
روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ پیغمبر بن میں سے کوئی پیغمبر نہیں مگر کہ ہکو مجھ سے دیتے گئے اس قدر کہ وہی
اس پر ایمان لائیں اور محکوم تو وہ چیز دی گئی جو وحی ہے یعنی قرآن جب کو خدا نے میری طرف بھیجا میں
امیر رکھتا ہوں کہ قیامت کو دن میری تابعدار است پیغمبر بن سے زیادہ ہونے **ف** اور معنی ہر حضرت
کے اس قول میں کہ محکوم تو قرآن ہی ملایہ ہے کہ قرآن سب بخروں سے بڑا معجزہ ہے اور ہمیشہ رہنے والا ہر واسطی
شامل ہونے اسکے کے دعوت اور حجت پر اور اس واسطے کہ ہمیشہ رہے کا نفع اٹھانا ساتھ اسکے قیامت تک
اور جب کوئی چیز اسکے قریب نہیں ہے جابیکہ اسکے مساوی ہو تو جو اسکے سوا ہے گویا کہ نہیں واقع
ہو ہے وہ نسبت اسکے اور جوامع الکلم کی مثالیں قرآن اور حدیث میں بہت ہیں جیسا کہ قرآن میں

ولکم فی القصاص حجة اور حدیثوں میں اس کی مثال ہر عمل میں علیہ امتزاف ہو دو علیٰ ہذا القیاس (فتح)
باب الاقنیل علیہ سن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت کی سنتوں کی پیروی
کرنا یعنی انکو قبول کرنا اور انکے ساتھ عمل کرنا و قول للہ وجعلنا للمتقین اماما قال اللہ
تقدسی بمن قبلنا و یقتدی بامان بعدنا وقال ابن عیینہ ثلاث اجہ من لنفسی
ولا خواتی هذه المسئلة ان یتعلموها ویستلوا عنہا والفقہان ان یتفہموا و
ویستلوا عنہ ویدعو الناس الیہم خیر ترجمہ اور خدائے فرمایا اور کہ ہم کو پرہیزگاروں کا امام
کہا کہ یعنی ہم اگلوں کی پیروی کریں اور ہم کو پچھلے ہماری پیروی کریں یعنی تقویٰ میں کہا ابن عیینہ
کہ تین چیزیں ہیں کہ میں انکو اپنی جان کی واسطے چاہتا ہوں اور اپنے بہایوں کی واسطے بھی ایک تو یہ
سنت ہو کہ اسکو سیکھیں اور اس سے سوال کریں دوسری قرآن کہ اسکو سمجھیں اور اس سے سوال کریں اور
چھوٹوں کو لوگوں کو مانگی سے یعنی انکے ساتھ نہ کی کرے بدی نہ کرے فایہ قول مجاہد کا ہے اور
طبری نے ترجیح دی ہے کہ مراد یہ ہے کہ انہوں نے سوال کیا تھا کہ انکو متقیوں کا امام بناؤ اور یہ انہوں نے
سوال نہیں کیا تھا کہ متقیوں کو ان کا امام بناؤ یعنی میرا نہیں ہے کہ ہم اگلوں کی پیروی کریں بلکہ
مراد یہ ہے کہ پچھلے لوگ ہماری پیروی کریں یعنی اور نہ پچھلے ہم کو امام مگر ابی (فتح) حدیثی عن
ابن عباس قال حدثنا عبد الرحمن بن مہدی حدیثا سفین عن واصل عن ابی
وائل قال جلسنا لی شیبۃ فی هذا المسجد قال جلسنا لی عمر فی مجلسک هذا
فقال سمعت الاعداء فیہا صغراء ولا یضاع الا قسمتی ہایین المسلمین قلت ما
استیعافیل قال کم قلت کم یفعلہ صاحبک قال ہما القرآن یقتدی بہما ترجمہ
ابو وائل سے روایت ہے کہ میں شیبہ کو پاس بیٹھا اس مسجد میں اس نے کہا کہ عمر میری پاس بیٹھا ہے اس بیٹھنے کی
جگہ میں سو عمر نے کہا کہ میں نے قصد کیا کہ نہ چھوڑوں کعبے میں سونا نہ چاندی مگر کہ اسکو مسلمانوں میں
تقسیم کروں میں نے کہا کہ تو نہیں کر سکا کہا کیوں میں نے کہا کہ تیرے دونوں ساتھی یعنی حضرت اور ابو بکر نے
اسکو نہیں کیا اور وہ دونوں ایسے مرد ہیں کہ ان کی پیروی کی جاتی ہے وہ مراد مسجد کے کعبے کی مسجد
اور عمر فاروق نے ارادہ کیا تھا کہ اس مال کو مسلمانوں کی بہلایوں میں خرچ کرے لیکن شیبہ نے ذکر
کیا کہ حضرت اور ابو بکر نے یہ نہیں کیا تو عمر فاروق ان کا خلاف نہ کر سکے اور دونوں کی پیروی میں
واجب جانی اور تمام اس کا یہ ہے کہ کہا جائے کہ حضرت کی تقریر بجا ہو حکم کو ہے ساتھ ہست و دم میں
جسکو تغیر کیا (فتح) حدیثی عن علی بن عبد اللہ قال حدثنا سفیان قال سالت الامام

فَقَالَ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهَبٍ سَمِعْتُ حَدِيثَهُ يَقُولُ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 أَنَّ الْأَمَّانَةَ تَزَكَّتْ مِنَ السَّمَاءِ فِي جَنْبِ قُلُوبِ الرِّجَالِ فَزَلَّ الْقُرْآنُ فَفَقَرُوا الْقُرْآنَ وَ
 عَلِمُوا أَمِيرَ الْبَشَرَةِ تَرْجُمُهُ خَدِيفَةُ رُوَيْتُ بِرَ كَ حَضْرَتِ زَيْدِ بْنِ وَهَبٍ سَمِعْتُ بَيَانَ كِي كَ اَمَانَتِ اَسْمَانِ سَ
 اتر می مردوں کے دلوں میں پھر قرآن اتر اسوا انہوں نے قرآن کو پڑھا اور سنت کو جاننا اس کی شرح
 فتن میں گندی حدیث شنا احم بن ابی ایاس قال حدیث شنا شعبہ قال خبرتی عمرو بن
 حُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ مُرَّةَ الْحَمْدِ ابْنِي يَقُولُ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ إِنَّ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ
 وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحَدَّثَاتُهَا وَأَنْ
 مَا تَوَعَّدُكُمْ وَلَا تِ وَمَا أَنْتُمْ بِمُحْجِزِينَ تَرْجُمُهُ خَدِيفَةُ رُوَيْتُ بِرَ كَ نَهَايَتِ عَمْدِ كَلَامِ خَدَا كِي كِتَابِ
 ہے اور نہایت عمدہ طریقہ محمد کا طریقہ ہے اور نہایت برہ کام وہ ہیں جو دین میں نہ نکالے گئے اور بیشک
 جو چیز وعدہ دے کر بتائی ہو مگر آئینہ الی ہے اور نہیں تم عاجز کر نیالے خدا کو ف اور ایک روایت میں اتنا یا
 ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور مراد سادہ محدث کہ وہ چیز ہے جو نئی نکالی گئی ہو اور اس کی شرع میں کوئی
 اصل نہ ہو اور شرع میں اس کا نام بدعت کہا جاتا ہے اور جس کی شرع میں کچھ اصل ہو اسکو بدعت نہیں
 کہا جاتا پس بدعت شرع کے عرف میں مذہب ہے برخلاف لغت کو اور امام شافعی نے کہا کہ بدعت
 دو قسم ہے ایک محمود دوسری مذہب محمود وہ ہے جو سنت کو موافق ہو اور چار کے مخالف ہو وہ مذہب
 ہے اور بعض علماء نے بدعت کو پانچ قسم پر تقسیم کیا ہے سو جو چیز کہ نئی نکالی گئی اس میں جمع کرنا
 حدیث کا پھر تفسیر قرآن کی پر جمع کرنا مسائل فقہ کا جو محض راہ سے نکالے گئے ہیں پر جمع کرنا علم
 تصوف کا سو انکار کیا ہے پہلی قسم سے ابو موسیٰ اور عمر اور ایک گروہ نے اور حضرت عیسیٰ نے اس میں
 اکثر لئے اور دوسری قسم یعنی قرآن کی تفسیر کرنے سے شعبی وغیرہ بعض تابعین نے انکار کیا ہے اور تیسری
 قسم یعنی تدوین مسائل فقہ سے امام احمد وغیرہ ایک قوم نے انکار کیا ہے اور اسی طرح تدوین اصول دین کی ہی
 بدعت ہے یعنی نئی نکالی گئی ہے اور ابو حنیفہ اور شافعی وغیرہ سلف نے اس سے سخت انکار کیا ہے اور ان کا
 کلام اہل کلام کی مذمت میں مشہور ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے کلام کیا اس چیز میں جس سے
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کو صحابہ چپے اور ثابت ہو چکا ہے امام مالک سے کہ حضرت کے
 زمانے میں اور ابوبکر اور عمر کے زمانے میں خراج اور رضیوں اور قدیری کی بدعتوں سے کوئی چیز نہ تھی
 اور وسیع کیا ہے تاخرین نے کلام کو اکثر ان مردوں میں جس سے اکثر تابعین اور تبع تابعین نے انکار کیا ہے
 اور نہیں قناعت کی انہوں نے یہاں تک کہ عادی ہے انہوں نے دین کو مسئلوں میں یونانیوں کے

بدعت الیقین

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ میری کل امت بہشت میں داخل ہوگی مگر جو باز رہے تو کون لئے کہا
اور کون باز رہتا ہے حضرت نے فرمایا کہ جس نے میری فرمانبرداری کی نہ بہشت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی
کی وہ باز رہا و اس کا ظاہر یہ ہے کہ عموم ستر ہے اس واسطے کہ کوئی ان میں سے نہیں باز رہتا و خول بہشت سے
اسی واسطے انہوں نے کہا کہ کون باز رہتا ہے سو حضرت نے ان کے واسطے بیان کیا کہ سنا د باز رہنے کا دخول ہر
طرفان کی مجاہد ہے حضرت کی سنت سے باز رہنے سے اور حضرت کی نافرمانی کرنا ہے پھر اگر باز رہنے والا
کافر ہے تو وہ بہشت میں بھی داخل نہیں ہوگا اور اگر مسلمان ہو تو مراد یہ ہے کہ نہیں داخل ہوگا وہ بہشت میں
ساتھ اول داخل ہو و والوں کے رفیع (حدیثنا محمد بن عبادہ قال حدیثنا زید
قال حدیثنا سلم بن جحیان و اتنی علیہ قال حدیثنا سعید بن مسناء قال حدیثنا او
سمعت جابر بن عبد اللہ یقول جاءت ملائكة الى نبي صلى الله عليه وسلم
وهو نائم فقال بعضهم انه نائم وقال بعضهم ان العين نائمة والقلب يقظان
فقالوا ان لصاحبكم هذا مثلاً فاضربوا له مثلاً فقال بعضهم انه نائم وقال
بعضهم ان العين نائمة والقلب يقظان فقالوا مثله كمثل رجل بنى داراً وجعل
فيها مادحة وبعث داعياً فمن اجاب الداعي دخل الدار واكل من المادحة ومن
لم يجب الداعي لم يدخ الدار ولم ياكل من المادحة فقالوا اولوها له يفقهها
فقال بعضهم انه نائم وقال بعضهم ان العين نائمة والقلب يقظان فقالوا الدار
الجنة والداعي محمد صلى الله عليه وسلم فمن اطاع محمداً صلى الله عليه وسلم
فقد اطاع الله ومن عصي محمداً صلى الله عليه وسلم فقد عصي الله ومحمد
صلى الله عليه وسلم فرق بين الناس باعترفتيبة ابن سويد عن كليب عن خالد
عن سعيد بن ابي هلال عن جابر خرج علينا النبي صلى الله عليه وسلم رجمه جابر بن
عبد الله روایت ہے کہ فرشتے حضرت کو پاس آئے اور حضرت سوئے ہوئے ہوئے کہنا کہ حضرت سوئے ہیں اور
بعضوں نے کہا کہ آنکھ سوئی ہو اور دل جاگتا ہے تو انہوں نے کہا کہ تمہارے پاس ساتھی کی ایک مثل ہے سو اس کی
مثل بیان کرو سو بعضوں نے کہا کہ وہ سوئے ہے اور بعضوں نے کہا کہ آنکھ سوئی ہے اور دل جاگتا ہے سو انہوں نے
کہا کہ اسکی مثل اس کی سی مثل ہے جس نے ایک گھر بنایا اور اس میں ضیافت کی اور بلانے والے کو بھیجا جس نے
داعی کا کہنا قبول کیا وہ گھر میں داخل ہوگا اور دعوت کا کھانا کھائے گا اور جس نے بلانے والے کا کہنا قبول نہ کیا
وہ گھر میں داخل نہ ہوگا اور نہ دعوت کا کھانا کھائے گا تو انہوں نے کہا کہ اسکے واسطے اسکی تعبیر کرتا کہ اسکو سمجھ لیا

سو جنہوں نے کہا کہ وہ سوتا ہے اور جنہوں نے کہا کہ آنکھ سوتی ہے اور ان کا کتاب ہے سواہنوں نے کہا کہ مراد
گھر سے بہشت ہے اور بلانے والے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں سو جس نے حضرت کی فرمانبرداری کی اس نے
خدا کی فرمانبرداری کی اور جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی اور محمد صلی اللہ
علیہ وسلم فرقی ہو درمیان لوگوں کے یعنی مطیع اور گنہگاروں کو کہما فقیہہ ذلیث سے الخ یعنی تحدیث
موصول ہو موقوف نہیں جیسا کہ پہلے طریق ہو وہم ہوتا ہے کہ اس میں مرفوع ہونے کے ساتھ تصریح
نہیں کی و تا یہ حکم عبد کا ساتھ مولیٰ کے پس اسکو حدیث بغلیہ ہے فتح حدیث ابونعیم
قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ جَدِّ بَقَّةَ قَالَ يَأْمُرُ النَّبِيُّ
أَسْتَقِيمُوا فَقَدْ سَبَقْتُمْ سَبْقًا بَعِيدًا وَلَنْ أَخَذَ نَدْمًا وَمِنْهَا وَشِمَالًا لَقَدْ ضَلَلْتُمْ
ضَلَالًا بَعِيدًا تَرْجُمُهُ حَذَفِيہ روایت ہے کہ اسے گروہ قاریوں کے استقامت کرو و سالتہ تہ
سبقت کی اور آگے بڑھ گئے آگے بڑھنا ظاہر اگر تم دہانے بائیں راہ لوگے اور سید ہی راہ کو چھوڑ دو گے
نو گمراہ ہو جاؤ گے گمراہ ہونا دور کا وقت مراد ساتھ قاریوں کو عالم میں قرآن اور سنت کو اور استقامت کرو
یعنی استقامت کی راہ چلو اور مراد اس کے ساتھ کرنا ہے ساتھ امر اس کے فعل اور ترک سے اور یہ جو کہما تم
بہت آگے بڑھ گئے تو مراد ساتھ اسکے یہ ہے کہ اسنے خطاب کیا ساتھ اسکے ان لوگوں کو جنہوں نے اول اسلام
کو پایا سو حبابہ بنون و قرآن اور سنت کو ساتھ متک کیا تو آگے بڑھ گیا وہ طرف ہر خیمہ کی اس طرف کہ
جو انکے بعد آئے اگر انکے برابر عمل کریں تو نہ پہنچیں گے طرف اس چیز کی کہ پہنچے طرف اس کی سابق سلام
والے والا بعد ترین وہ ان سے حسا و حکما اور یہ جو کہما کہ دہانے بائیں طرف راہ لوگے یعنی مخالفت نہ کرو
امر مذکور کی اور یہ کلام حذیفہ کا ماخوذ ہے خدا کے اس قول سے وَإِنْ بَدَأْتُمْ طَرَفًا مِّنْهُ فَاتَّبِعُوا وَلَا تُبْغُوا
الْبَدَلَ فَيَفْرَقَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ اور جو مرفوع ہے حکما حذیفہ کی اس حدیث سے اشارہ ہر طرف فضل سابقین کی
اولین کو ماجرین اور انصاف سے جو گندہ استقامت سے سو حضرت کے آگے شہید ہوئی یا حضرت کو بعد زندہ
ہے پھر شہید ہوئی یا اپنے پہون پر مر گئے فتح حدیث ابونعیم قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَامَةَ عَنْ
بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بَرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَالِصُ وَالْمُحْصِلُ وَمِثْلُ
مَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ كَمِثْلِ حُلٍّ أَلِيٍّ قَوْمًا فَقَالَ قَوْمٌ لِّي رَأَيْتُ الْجَيْشَ بَعِثَنِي وَاللَّهِ أَنَا
النَّذِيرُ الْعَرَبِيَّ وَالْجَاءَ فَأَطَاعَهُ طَائِفَةٌ مِّنْ قَوْمِهِ فَأَدْلَجُوا وَأُطْلِقُوا عَلَى مَهْلِكِهِمْ
فَنَجَّوْا وَكَذَّبَتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ فَأَصْبَحُوا مَكَانَهُمْ فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَأَهْلَكَهُمْ وَاجْتَنَحَمُوا
فَذَلِكَ مِثْلُ مَا طَعَنِي فَأَتَيْتُ مَا جِئْتُ بِهِ وَمِثْلُ مَنْ عَصَايَ وَكَذَّبَ بِمَا جِئْتُ بِهِ

حسن الحق ترجمہ ابو موسیٰ ہر روایت ہے کہ حضرت زفرایا کہ سوائے اسکے کچھ نہیں کہیری مثل اور میری پیغمبری
 اور دین کی مثل جیسے اس مرد کی مثل ایک قوم کی پاس آیا سو اسنے کہا کہ اسی قوم میں بیشک لوٹنے والے لشکر
 کو اپنی آنکھوں دیکھ آیا ہوں اور میں نگاہ کرنے والا ہوں سو جلدی بھاگو سو اسکی قوم سے کچھ لوگوں نے اسکا
 کہنا مانا سو مے شام ہوئی ہی بھاگے اور آرام سے چلے گئے اور سچ گئے اور کچھ لوگوں نے چھوٹا جانے سے فخر تک
 اپنے مکانوں میں بھیری ہے تو صبح ہوئی ہی شکران پر پوٹ پڑا تو انکو ہلاک کیا اور ان کو جڑ سے اکھاڑا
 سو یہی مثل ہے اسکی جسے میرا کہنا مانا اور میری دین کی پیروی کی اور مثل اس کی جسے میرا کہنا مانا اور جھٹلایا
 سچے دین کو اس حدیث کی شرح رفاق میں گزری **حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا**
اللِّثْنُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الرَّهْزِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتَيْبَةَ عَنْ يَحْيَى
قَالَ لَمَّا تَوَفَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَخْلَفَ أَبُو بَكْرٍ مَعَهُ وَكَفَرَمَنْ كَفَرَ
مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُو بْنُ الْكَافِرِ كَيْفَ تَقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَمَرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَصَمَ
مِنِّْي مَالَهُ وَنَفْسَهُ لَا يَحْقِقُهُ وَحَسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ قَالَ وَاللَّهِ لَا قَاتِلَ مَنْ فَرَّقَ
بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللَّهُ لَوْ مَنَعُونِي كَذَا كَأَنْ يُوَدُّ وَفَنَّهُ
إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنَعِهِ فَقَالَ عُمَرُو بْنُ الْكَافِرِ مَا هُوَ
إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللَّهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرِي بِكَرِّ الْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ وَقَالَ يَحْيَى بْنُ الْكَافِرِ وَ
عَبْدُ اللَّهِ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ عُقَيْلٍ عَنْ قَائِمٍ وَهُوَ أَحَبُّ رِوَاةِ النَّاسِ عَنَّا قَائِمٌ عَقَالًا هَذَا
لَا يَجُوزُ وَعَقَالًا فِي حَدِيثِ الشَّعْبِيِّ مُرْسَلٌ وَكَذَا قَالَ قُتَيْبَةُ عَقَالًا تَرْجَمَهُ أَبُو بَكْرٍ
 روایت ہے کہ حضرت کا انتقال ہوا اور حضرت کو بعد ابو بکر صدیق خلیفہ ہوئی اور مرتد ہوا جو مرتد ہوا عرب سے
 کہا عمر نے ابو بکر سے کس طرح لڑ لیا تو لوگوں سے اور حالانکہ حضرت زفرایا کہ مجھ کو لوگوں سے لڑنے کا حکم ہوا
 یہاں تک کہ مے لا الہ الا اللہ کہیں سو جس نے لا الہ الا اللہ کہا اسنے اپنا مال اور جان مجھ سے بچایا مگر دین کی
 حق تلفی کا بدلہ اور ان کا حساب خدا کے ذمہ ہے حدیث کی کہنے کہ اسکی قسم ہے اللہ کی البتہ میں لڑوں گا
 اس سے جو نماز اور زکوۃ کے درمیان فرق کرے یعنی نماز کو فرض جانے اور زکوۃ کو فرض نہ جانے اس واسطے کہ
 زکوۃ حق مال ہے قسم ہے اللہ کی اگر انہوں نے مجھ سے روکی ایسی چیز یعنی بکری کا بچہ جسکو حضرت کو پاس ادا
 کرتے تھے تو البتہ میں ان سے لڑوں گا اسکے روکنے پر کہا عمر نے قسم ہے اللہ کی نہ تھا وہ یعنی میرا خیال کچھ
 مگر یہ کہ میں نے دیکھا کہ خدا نے ابو بکر کا سینہ کھولا لڑنے کے واسطے سو میں نے پہچانا کہ وہ حق ہے اور کہا مجھ سے

ابن بکر نے الخ یعنی اس میں کذا کی جگہ لفظ غناق کا واقع ہوا ہے یعنی بکری کا بچہ اور یہ صحیح ترین عقلا کی روایت ہے اور روایت کیلئے اسکو غناقا اور عقلا اس جگہ جائز نہیں اور عقلا شعبی کی حدیث میں ہے اور اسی طرح کہا قتیبہ نے عقلا یعنی بکری کا بچہ اسلمو عیل جگہ بنی بن وہیب عن یونس عن ابن شہاب قال حدثنی عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ ان عبد اللہ بن عتبہ قال قدیم عیینہ بن حصین بن جندبہ بن بکر فتل علی ابن اخیه الخ بن قیس بن حصین کان من النفر الذین یدعونہم عمر و کان القراء اصحاب مجلس عمر ومشاوئہم کھوکا کھوکا وشبابا فقال عیینہ لابن اخیه یا ابن اخی هل لک وجہ عند هذا الامیر فاستاذن لی علیہ فقال استاذن لک علیہ قال بن عتبہ فاستاذن لعیینہ فلما دخل قال یا ابن الخطاب اللہ ما تعطينا الخ ولما حکم بیننا بالعد فغضب عمر حتی هم بان یقعہ ففقال الخ یا امیر المؤمنین ان اللہ قال لنبیہ صلے اللہ علیہ وسلم خذ العفو وامر بالعرف اعرض عن الجاہلین وان هذا من الجاہلین فواللہ ما جا وزها عمر حین تلاھا علیہ وکان واقفا عند کتاب اللہ عز وجل ثم جملہ ابن عباس سے روایت ہے کہ عیینہ بن حصین ابی عیینہ بنی بن اور اپنے بھتیجے حوین قیس پر اترا اور وہ ان لوگوں سے تھا جنکو عمر فاروق اپنی نزدیک کرتے تھے اور عمر کی مجلس اور شوری والے قاری یعنی علما اور عابد لوگ تھے بڑے ہو تو یا جوان تو عیینہ نے اپنے بھتیجے کو کہا اے بھتیجا کیا اس امیر کے پاس تیرا کچھ لحاظ ہے سو تو میرے واسطے اس سے اجازت مانگے یعنی خلوت اور نہ مانی کے وقت تو اسے کہا کہ میں تیرے واسطے اجازت مانگوں گا کہا ابن عباس نے سو اسنے عیینہ کی واسطے اجازت مانگی سو جب اند گیا تو کہا اسی خطاب کے بیٹے تو بہت مال نہیں دیتا اور تو ہمارے دربار انصاف نہیں کرتا تو عمر فاروق غضبناک ہوئے یہاں تک کہ قصد کیا کہ اسکو ماریں تو حوین نے کہا اے مرد مسلمانوں کو خدا نے اپنے پیغمبر کو فرمایا کہ لازم پکڑ طمعاف کرنا اور حکم کرنیک کام کا اور نہ پھیر جاہلون اور فریہ جاہلون ہے سو قسم ہر اس کی نہ بڑھے اس سے عمر جبکہ اس نے آیت کو ان پر پڑھا اور تھے عمر فاروق بہت کھڑے ہوئے والے نزدیک کتاب اللہ کے وف ایک روایت میں ہے اسی خطاب کے بیٹے اور یہ کہ کہا جاتا ہے جبکہ کسی مرد سے کچھ زیادتی طلب کرے کوئی بات ہو یا کام اور مرد اس حکم سے بیان جبر ہے اور طلب باز رہنے کی نہ زیادتی طلب کرنا اور عیینہ بڑا سخت مزاج اور بد خو تھا اسی واسطے اسنے عمر فاروق کو ایسے سخت الفاظ سے خطاب کیا اے خطاب کے بیٹے اور یہ جو کہا کہ قسم ہے اس کی عمر فاروق اس سے بڑھ ہے تو یہ ابن عباس کل کلام ہے اور اسکے معنی یہ ہیں کہ نہ عمل کیا عمر فر ساتھ

ابن ابی شیبہ عن الامام محمد بن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال دعونی
 ما ترککم من اہلک من کان قبلكم سؤالاکم واختلافکم علی انبیائکم فاذا
 نہیتم عن شئ فاجتنبوه واذ اُمروکم باحیث فانتوا منه ما استطعتم ترجمہ ابو ہریرہ
 روایت ہے کہ مجھے سوال کرنا چھوڑ دو جب تک کہ تمکو چھوڑوں اور نہ تباؤں تم سے اگلی متوں کو تو ان سے
 سوال اور اختلاف ہی نے ہلاک کیا یعنی سوال کو سب سے ہلاک ہو گا کہ اپنی پیغمبر کو کہتے تھے سو جب میں
 تم کو کسی چیز سے منع کروں تو اس سے بچا کرو اور جب میں کسی چیز کرنے کا حکم کروں تو اسکو کیا کرو جتنا
 تم سے ہو سکے فت مسلم کی روایت میں اس حدیث کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ ابو ہریرہ و روایت ہے کہ
 حضرت ذہب بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ کو دن سو فرمایا کہ لوگو مقرر خدائے تم پر حج کو فرض کیا سو تم حج کو ادا
 کیا کرو تو ایک شخص نے کہا یا حضرت کیا ہر سال حج فرض ہے حضرت چپے ہو یہاں تک کہ اسنے تین بار
 پوچھا پھر حضرت فرمایا کہ اگر میں بن کہتا تو تم پر ہر سال حج کرتا فرض ہو جاتا اور تم سے کبھی نہ ہو سکتا پھر یہ
 حدیث فرمائی یعنی یہود وہ سوال نہ کیا کہ جو مہلت سے حق میں ہر سال میں انکو خود بیان کر دیتا ہوں تم کو
 ایسی کوشش کرنا کیا ضرور ہے اور یہ تیری ہی ایمان والوہ سوال کیا کرو ان چیزوں سے کہ اگر مہلت
 واسطے بیان کی جاوے تو تم کو برسی لگے اور یہ جو کہا جب تک میں تمکو چھوڑوں یعنی جب تک کہ
 میں تم کو کسی چیز کرنے کا حکم نہ کروں یا اس سے منع نہ کروں اور مراد ساتھ امر کے ترک کرنا سوال کا ہے اس چیز
 کہ نہ واقع ہوتی ہو اس خوف کی واسطے کہ اسکے سبب اس کا واجب کرنا یا حرام کرنا اور بہت سوال کہنے
 کہ اس میں سختی کرنا ہے اور خوف ہو اسکا کہ واقع ہو جاوے ساتھ ایسی چیز کے کہ ثقیل ہو اور نہ ہو سکے اور واقع
 ہو مخالفت اور ابن فرج کو کہہ کہ نہ بہت طلب کرو تفصیل ان جاہوں سے کہ ہوں مفید واسطے وجہ کہ ظاہر ہو
 اگرچہ اسکے سوا ہی اور کی صلاحیت بھی اس میں ہو جیسا کہ قول حضرت کا حج و انکار کا احتمال کہتا ہے سو
 لائق ہے کہ کسفا کیا جائے ساتھ اس چیز کے کہ صادق و کو اس پر لفظ اور وہ ایک بلد کرنا ہے اس واسطے کہ
 اصل نہ ہونا زیادتی کا ہے اور اس میں بہت نقب بنی نہ کرو اس واسطے کہ وہ نوبت پہنچاتا ہے طرف ایسی
 چیز کی کہ نبی اسرائیل کے واسطے واقع ہوئی جبکہ انکو گائے ذبح کرنے کا حکم ہوا سو اگر کوئی ایک گائے ذبح کرتی
 تو حکم بجا لانا حاصل ہوتا لیکن انہوں نے سختی کی سو ان سختی کی کسی اگر مطلق کوئی گائی کسی طرح کی
 ذبح کرنے سے کفایت کرتی اور ساتھ اسکے ظاہر ہوگی مناسب قول حضرت کی فاما اہلک من کان
 قبلكم الخ ساتھ قول اسکے کہ درونی مائتہ کہ تم کو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ نہیں ہے کوئی حکم شرع
 کے وارہوئے پہلے اور یہ کہ اصل چیزوں میں عدم وجوب ہے پھر یہی عام ہے تمام منع چیزوں میں

مگر مستثنیٰ ہے اس سے وہ چیز جس پر مکلف مجبور کیا جائے مانند شراب پینے کی اوپر لے جمہور کے اور مخالفت کی ہو اس میں ایک قوم کو سوکھا او نہوں کو گناہ پر مجبور ہونا اسکو مباح نہیں کرتا اور صحیح نہ ہو مواخذہ کا ہے جبکہ پانی جاوے صورت اگر اہم معتبر کی اور مستثنیٰ کیا ہے اس سے بعض شافعیہ فرما کی صورت کو کہ اس میں زبردستی متصور نہیں لیکن نہیں ہر کوئی مانع مجبور ہونے زنا پر اور استدلال کیا ہو ساتھ اسکے اسنے جو کہتا ہے کہ نہیں جائز ہے و اگرنا ساتھ حرام چیز کے مانند شراب کی اور نہ دفع کرنا پیاس کا ساتھ اسکے اور نہ نگلنا لقمے کا جو حلق میں اٹک گیا ہو ساتھ اسکے اور صحیح نزدیک شافعیہ کو جائز ہونا تیسری چیز کا ہے یعنی لقمے کا نگلنا شراب سے جائز ہے جبکہ حلق میں اٹک گیا ہو واسطے بچانے جان کو پس یہ مردار کے کھانے کی مانند ہے مضطر کو برخلاف دوا کرنے کے اس واسطے کہ ثابت ہوئی اس سے نہی بطور نفی کے چنانچہ صحیح مسلم میں ہر کہ شراب و انہیں لیکن وہ بیماری ہے اور ابو داؤد میں ہر کہ حرام چیسے زردوانہ کیا کرو اور ام سلمہ سے روایت ہے کہ خدائے میر ہی امت کی شفا حرام چیز میں نہیں بھڑائی اور اس پر پیاس سے وہ اسکے پینے سے بند نہیں ہوتی اور وہ بھی ولکے معنے میں ہر اور تحقیق یہ ہر کہ امر ساتھ بچنے کے نہی ہر عموم پر ہے جبکہ نہ عارض ہو اسکو اذن بیچ اور کتاب منہی کے جیسے کہانا مردار کا مضطر کہ اور نہیں متصور ہر بچنا منہی سے مگر ساتھ چھوڑنے تمام منع چیزوں کو اور اگر بعضی منع چیسے زچے اور بعضی سے نہ بچے تو وہ حکم بجا نہ لایا برخلاف امر کے یعنی مطلق کے کہ جو لاو کر مکر جس پر ہم صادق و ہر تو ہوتا ہے وہ بجالانے کا حکم کا اور ابن فرج نے اسکے برعکس تقریر کی ہے اسی واسطے اختلاف ہر اس میں کہ کیا امر کرنا ساتھ کسی چیز کے نہی ہر اس کی ضد و اور نہی شریعہ امر ہے ساتھ خدا کی کہ اور کہانا نووی نے کہ یہ حدیث اعلیٰ الکلم سے ہے اور قواعد اسلام سے دخل ہوتی ہیں اس میں بہت احکام مانند نماز کی اس شخص کو واسطے جو اس کے کسی کن یا شرط سے عاجز ہو اور جو ہو سکے بحسب مقدور یاد کرے اور اسی طرح حکم ہے وضو کا اور ستر عورت کا اور یاد کرنا بعض قانتہ کا اور نکالنا بعض زکوٰۃ فطر کا اسکے واسطے جو سب پر قادر نہ ہو کہ جتنا ہو سکے کرے اور بند رہنا کھلنے پینے سے رمضان میں ہر کن جو عذر سے روزہ نہ کرے ہر قادر نہ ہو روزہ ہر بیچ دن کے اور سو ہر اسکے اور مسائل جن کی شرح دراز ہے اور اسکے غیر نے کہا کہ جو عاجز ہو بعضے امروں سے نہیں ساقط ہوتا ہے اس سے مقدور اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اس پر کہ جو امر کیا جائے ساتھ کسی چیز کے اور وہ ہو بعض سے عاجز ہو اور جو مقدور ہو اسکو بجالانے تو ساقط ہو جاتی ہے اس سے وہ چیز جس سے عاجز ہو اور ساتھ اسکے استدلال کیا ہے مرنے سے اس پر کہ جس چیز کا اوکرا واجب ہو اس کی قصدا و جتن

اسی واسطے صحیح یہ کہ قصا ساتھ امر جدید کے ہے اور ظاہر یہ کہ تقیید پر مبنی سائنہ استطاعت کو نہیں
 ولالت کرتی ہے اس پر کہ منہی چیز کا زیادہ مہتمام ہو بلکہ وہ باز رہنے کی جہت ہو جس واسطے کہ
 ہر ایک آدمی قادر ہے باز رہنے پر اگر نہ ہو باعث شہوت کا پس نہیں متصور ہے عدم استطاعت باز رہنے
 سے بلکہ ہر مکلف قادر ہے اور ترک کو برخلاف فعل کو اس واسطے کہ عاجز ہونا اسکے کرنے سے محسوس ہو
 اور اسی واسطے امر میں استطاعت کی قید لگائی اور نہی میں نہ لگائی اور کہا میں فرج ہو کہ جو فرمایا کہ
 بچو تو لیں جو طلاق پر ہے یہاں تک کہ پایا جائے جو اسکو مباح کرے جیسے مردار کا کھانا وقت ضرورت
 کے اور پینا شراب کا وقت اگر وہ مجبور ہو نیکی اور اصل اس میں جواز تلفظ یعنی جائز ہے بولنا کلمہ کفر
 کا جبکہ دل میں ایمان کا طمینان ہو جیسا کہ ناطق ہو ساتھ اسکے قرآن اور تحقیق یہ ہے کہ مکلف ان سب
 چیزوں میں نہیں ہو منع کیا گیا اس حال میں اور جواب دیا ہے ماروردی نے کہ گناہ سے باز رہنا ترک ہے
 اور وہ آسان ہے اور عمل طاعت کا فعل ہے اور وہ مشکل ہے پس اسی واسطے نہیں مباح ہوا ہے گناہ کرنا اگرچہ
 عذر سے ہو اس واسطے کہ وہ ترک ہے اور ترک سے کوئی آدمی عاجز نہیں ہوتا اور مباح کیا چھوڑ دینا
 عمل کا عذر ہے اس واسطے کہ کبھی عمل سے آدمی عاجز ہو جاتا ہے اور کہا بعضوں نے کہ نہیں کبھی ہوتی ہے
 ساتھ مانع کے نفیض سے اور وہ حرام ہے اور بھی نہیں ہوتی ہے ساتھ اسکے اور وہ مکروہ ہے اور ظاہر حد
 کا دونوں کو شامل ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ مباح مامور ہے نہیں اس واسطے کہ تاکید فعل کی
 تو واجب اور مندوب کو مناسب ہوتی ہے اور جو اسکو مامور ہے کہتا ہے اسے جواب دیا ہے ساتھ اسکے کہ
 مراد امر سے طلب نہیں ہے بلکہ مراد اس سے عام تر معنی میں اور وہ اذن ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ
 اسکے کہ امر نہیں چاہتا ہے تکرار کو اور نہ اسکے عدم کو اور بعض نے کہا کہ تقاضا کرتا ہے اور استدلال
 کیا گیا ہے ساتھ اسکے اس پر کہ تمام چیزیں مباح ہیں یعنی اصل سب چیزوں میں اباحت ہے یہاں تک کہ
 ثابت نہ ہو شرعی طرف سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اس پر کہ منع ہے بہت سے الزام مسئلوں
 سے اور سختی کرنا بیچ اسکے کہا بغوی نے کہ اگر دین کو کسی مسئلے کی حاجت پڑے تو اس کا پوچھنا جائز
 ہے بلکہ مامور ہے واسطے دلیل اس آیت کو فاسکوا اہل الذکر الخ اور اگر بید تشدید اور مکلف کو ہے تو منع ہے
 اور یہی مراد ہے حدیث میں اور تائید کرتا ہے اسکی ہارون بن زحر کا حدیث میں غلو طاعت سے کہا اور اعمیٰ نے
 کہ غلو طاعت سخت اور مشکل مسئلے ہیں اور اکثر سلف سے منقول ہے کہ اگر وہ کلام کرنا ان مسئلوں
 میں جو واقع نہ ہو ہون ۴ مکروہ اس وقت ہے جبکہ باز کے عالم کو اس چہیے کہ اس سے اہم تر ہو
 اور لائق ہے کہ چھانٹا جائے اس چیز کو جس کا وقوع بہت ہو نہ جس کا وقوع نادر ہو اور اس حدیث میں اشارہ ہے

مکروہ عام ہے

طرف اس کی کہ لائق ہو مشغول ہونا ساتھ اس امر کے جس کی فی الحال حاجت ہو اور نہ مشغول ہونا ساتھ اسکے جس کی فی الحال حاجت نہ ہو سو گویا کہ فرمایا کہ لازم پکڑو اپنے اوپر کرنا المعروف کا اور بچنا منع چیز و بدلے مشغول ہونے کے ساتھ اس چیز کے کہ نہیں واقع ہوئی پس لائق ہو مسلمانوں کو کہ بحث کرے اس چیز سے کہ اند اور اسکے رسول کی طرف سے آئی ہے پہر کوشش کر ہو اسکے سمجھنے میں اور اس کی مراد معلوم کرنے میں پہر مشغول ہو و ساتھ عمل کرنے کے اور اسکے پہر اگر علیات سے ہو تو اس کی تصدیق کے ساتھ مشغول ہو و اور اسکے حق ہونیکے ساتھ اعتقاد کرے اور اگر علیات سے ہو و تو بھیج کر دینی کوشش کو ساتھ عمل کرنے کے اور اسکے فعل سے ہو یا ترک سے اور اگر اس سے زیادہ وقت پائے تو نہیں ڈر ہے کہ خرچ کرے اسکو مشغول ہونے میں ساتھ پہچاننے حکم اس چیز کے کہ واقع ہوگی جبکہ یہ قصد ہو کہ عمل کرے گا ساتھ اسکے اگر واقع ہوئی اور اگر بدل اور جھگڑے کا قصد ہو تو یہ منع ہے (فتح باب)

مَا يَكْرَهُ مِنْ كَثْرَةِ السُّؤَالِ وَتَكَلُّفِ مَا لَا يَعْنِيهِ وَقَوْلُهُ لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ نَبِيُّكُمْ لَكُمْ نَسُوْكُمْ فَمَا كُنتُمْ تَعْلَمُونَ كَثْرَتِ سَوَالِ سِرِّهِ وَتَكَلُّفِ مَا لَا يَعْنِيهِ سِرِّهِ وَخُذْلَانِ فَرَمَا يَكْرَهُ سَوَالِ كِرْوَانِ

چیزوں سے کہ اگر تم سے واسطے ظاہر کیا وین تو تم کو بری لگیں و ف مراد اس کی یہ کہ استدلال کرے ساتھ اس آیت کو مدعی پر اور وہ کہ بہت بہت سوال کرنے کی اور یہ پھر نہ ہے بخاری سے طرف ترجیح بعض اس چیز کی کہ آئی ہو اس کی تفسیر میں اور اسکے شان نزول کا اختلاف تفسیر میں گند چکے ہے اور ترجیح دی ہو ابن منیر نے اسکو کہ وہ وارد ہوئی ہے بیچ بہت سوال کرنے کے اس چیز سے کہ واقع ہوئی اور آئندہ واقع ہوگی اور اسی کو چاہتی ہو کاریگری بخاری کی اور باب کی حدیث میں اس کی تائید آتی ہیں اور البتہ سخت ہوا ہے انکار ایک جماعت کا اور اسکے ان میں سے قاضی ابو بکر بن عمری ہے سو کہا اسنے کہ اعتقاد کیا ہے غافلوں کی ایک قوم کو کہ منع ہے پوچھنا مسائل کا جب تک کہ واقع نہ ہوں اس آیت کی دلیل سے اور حالانکہ نہیں ہو اس طرح اس واسطے کہ آیت تفسیر کر رہی ہے کہ منع ہے وہ کہ واقع ہو سکا اسکے جواب میں اور مسئلے حوادث کی اس طرح نہیں ہیں اور یہ قول ٹھیک ہو اس واسطے کہ ظاہر خاص ہونا اس آیت کا ساتھ زملے نزول صحیح کے اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث سعد کی جواب میں کہ جو سوال کر دے ایسی چیز سے جو حرام نہ ہو پہر اسکے سوال کے سبب سے حرام ہو جائے اس واسطے کہ ایسی چیز کے واقع ہونے سے البتہ میں حامل ہو چکا ہے اور سعد کی حدیث کو معنی میں اور حدیث میں بھی ہے اور ایسے ثابت ہوا ہے حدیثوں میں کہ اصحاب نے حضرت سے اکثر اوقات میں بہت چیزوں کا سوال کیا تو احتمال ہے کہ اس آیت کو نزول سے پہلے ہوا اور احتمال ہے کہ نہی آیت میں شامل ہو

اس چیز کو کہ اس کی حاجت ہو جس کا حکم مقرر ہو چکا ہے یا ان کو اسکے پہچاننے کی حاجت ہو مانند سوال کی کھپانچ کے ساتھ فوج کرنے سے اور سوال کی وجہ طاعت سرکاروں کی سے جبکہ معروف چیز کا حکم کریں اور جیسا سوال کرنا احوال قیامت سے اور جو اس سے پہلے ہے لڑائیوں اور قتلے فسادوں اور مانند ان سوالوں کی کہ قرآن میں ہیں جیسا سوال کرنا شراب جو ڈ اور کمالہ اور حیض اور عورتوں اور نکاح وغیرہ لیکن جو آیت سے نکالتے ہیں کہ مکروہ ہے بہت سوال کرنا ان مسئلوں سے جو نہیں واقع ہوئے انہوں کو اس کے لائق کیا ہے اس واسطے کہ کثرت سوال کی جب تک کہ تکلیف اس چیز کا جو مشکل ہو تو لائق ہے کہ اس سے پرہیز کیا جائے اور امام داہمی نے اس میں ایک باب باندھا ہے اور اس میں اصحاب اور تابعین سے بہت آثار نقل کرے ہیں اور کہا بعضوں نے کہ بحث دوم ہے ایک بحث ہے کہ کیا یہ مسئلہ عموم نص میں داخل یا نہیں سو یہ مطلوب ہے مکروہ نہیں بلکہ متعین ہوتا ہے بعضے مجتہدوں پر دوسری قسم یہ ہے کہ مثل چیزوں میں فرق کرے باوجود وصف جمع کے یا دو متفرق چیزوں کو جمع کرے پس یہی قسم ہے جسکی سلف سے مذمت وارد ہوئی ہے اور اسکے موافق ہے حدیث ابن مسعود کی کہ ہلاک ہوئے سختی کرنے والے کہ اس میں ضائع کرنا ہے اوقات کا بیفائدہ چیز میں اور مثل اس کی ہے بہت تفریع کرنا ایسے مسئلے پر کہ نہ ہو اصل اس واسطے قرآن میں نہ حدیث میں نہ اجماع میں اور وہ نہایت نادر الوقوع ہوا اور سخت تر اس سے سوال کرنا ہے غیبی چیزوں سے کہ وارد ہوئی ہے شرع ساتھ ایمان لانیکے اوپر انکے باوجود ترک کیفیت انکی کو اور سوال کرنا وقت قیامت اور روح وغیرہ سے جو نہیں پہچانا جاتا ہے مگر محض نقل سے اور ان میں سے بہت چیزوں کو حق میں کوئی چیز ثابت نہیں ہونی پس واجبے ایمان لانا ساتھ اسکے بدون بحث کو اور جو عذر کر رہے ہیں معافی قرآن کے نگہبانی کرنا والا ہو اس چیز پر جو آئی ہے اس کی تفسیر میں حضرت سے اور اصحاب سے اور حاصل کرے احکام سے اس چیز کو کہ مستفاد ہوتی ہے اسکے منطوق سے اور مفہوم سے اور غور کرے سنت کو معافی میں اور جن پر وہ دلالت کرے اور لیوے جو اس سے حجت کو لائق ہے تو یہ محمود ہے اور نفع اٹایا جاتا ہے ساتھ اسکے اور اسی پر معمول ہے عمل شہروں کو فقہاء کا تابعین سے اور جو انکے بعد ہیں اور اس باب میں تو حدیثیں مذکور ہیں بعضی متعلق ہیں ساتھ کثرت سوال کو اور بعضی متعلق ہیں ساتھ تکلیف یا لا یعنی کے اور بعضی ساتھ سبب نزول آیت کو اور حدیث اول متعلق ہے ساتھ قسم دوسری کے اور اسی طرح حدیث دوسری اور پانچویں (فتح) **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُزَيْدٍ الْقُرَظِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ حَدَّثَنِي عَفِيلٌ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ بَنِي أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَعْظَمَ الْمُسْلِمِينَ جُرْماً مَرَّ بَالٍ عَنْ شَيْءٍ**

[illegible]

متملے ساتھ جو بچیا میں تو متملے عمل سے یہاں تک کہ میں ڈرا کہ وہ تم پر فرض ہو جائے سو اگر تم پر فرض ہو جائے تو تم اسکو قائم نہ کر سکو سو اسکو گو تم اپنے کہہ دوں میں نماز پڑھا کر اس واسطے کہ فضل نماز ہوگی اپنے کہہ رہی ہیں ہر مگر فرض نماز یعنی فرض نماز مسجد میں افضل ہے اس حدیث کی شرح تنجید کی نماز میں گندی اور متعلق ہر ساتھ اس ترجمے اس حدیث سے وہ چیز ہے جو سمجھی جاتی ہے حضرت کے انکار سے یعنی جو انکار کیا حضرت نے انکے فعل پر کہ انہوں نے سختی کی اس چیز میں جسکی حضرت نے انکو اجازت نہیں دی تھی یعنی رات کی نماز میں مسجد کے اندر جمع ہونا فتح (حاصل ثنائیوسف) موصی قال حدثنا ابواسلمة عن برید بن ابی بردہ عن ابی موسیٰ الاشعری قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اشياء کما قالوا اکثر واعلم المسئلة غضب وقال سلونی فقام رجل فقال یا رسول اللہ من ابی قال یؤک حذافہ ثم قلم اخر فقال یا رسول اللہ من ابی فقال یؤک سلام مولى شیبہ فلما رآی عمر ما یوجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الغضب قال اننا نؤک لى اللہ ترجمہ ابو موسیٰ کی روایت ہے کہ حضرت کئی چیزوں سے روچھو گئے جنکو راجا سو جب لوگوں نے حضرت سے بہت سوال کیا تو حضرت غضبنا ہوئے اور فرمایا کہ مجھ سے روچھو تو ایک مرد نے کہا یا حضرت میرا باپ کون ہے حضرت نے فرمایا کہ تیرا باپ خدا ہے پھر اور مرد کو اسے کہہ کر کہا کہ میرا باپ کون ہے یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا کہ تیرا باپ سالم ہے شیبہ کا غلام آزاد سو جب عمر فاروق نے حضرت کو کہہ میں غصہ دیکھا تو کہہ کہ ہم اللہ کی طرف توبہ کرتے ہیں و ہدیٰ روایت یوں ہے کہ حضرت نے ایک روز بعد نماز ظہر کے خطبہ پڑھا اور قیامت کو یاد کیا پھر فرمایا کہ جو کچھ کوئی پوچھا چاہے سو پوچھے سو جو کچھ مجھ سے پوچھو گے بتلاؤ گناہ تک میں اپنی سکان میں ہوں یعنی منبر پر تو عمر فاروق نے گھٹنوں کے بل کہے ہو کر کہا کہ ہم بدل راضی ہیں خدا کی خدائی سے اور سلام کے دین سے اور حضرت کی پیغمبری سے یہاں تک کہ حضرت کا غصہ فرو ہو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بہت سوال کرنا منع ہے کہا ابن عبد البر نے کہ اکثر سوال سے منع ہو اکثر سوال کا یہی حاوٹن ہے اور غلو طالت ہے اور یہ قول اکثر علماء کا ہے اور اس حدیث میں ہے کہ حضرت کو اسے صاحب زیر نظر کہتے تھے اور حضرت کو غصہ سے سخت فتنے تھے اس خوف سے کہ کسی ایسا مکیو اسطو ہو جو انکو عام ہو جائے اور یہ کہ چاہئے جو منام و کسے پاؤں کا اور جائز ہے غصہ کرنا و غلط کی حالت میں اور گھٹنوں کے بل بیٹھنا تاکہ اسے تھکے آگے جبکہ اس سے کچھ پوچھے اور یہی حکم ہے تابع کا و اس طرح متبوع کے اور شروع ہونا غلو کا فتنوں سے اور یہ حدیث متعلق ہے ساتھ قسم اول کے اور اسی طرح

چوتھی اور انہوں نے اور لوہین (فتح) احکامنا موسیٰ قال حدثنا ابو یوسف اذہ قال حدثنا عبد
 الملک عن و زاد کاتب المغیرہ بن شعبہ قال کتب معاویہؓ الی المغیرہ کتب الی
 مسودعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال کتب الیک ان نبی اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کان یقول فی ذب کل صلوٰۃ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ اللہ
 ولہ الحمد وهو علی کل شیء قذیر اللہم لا صانع لہ اعطیت وکامعط لکامعنت و
 لا ینفع ذالبحک منک لا یجد وکتب الیک انہ کان یبای عن قیل وقال وکثر الشوا
 وارضاعہ المال کان یبای عن عقوق الامہات واد البناکیت ومنع وھات قال یوسف
 عبد اللہ کانوا یقتلون بناتھن فی الجاہلیۃ فحرم اللہ خالکنا ترجمہ و زاد مغیرہ بن
 شعبہ کے کاتب سے روایت ہے کہ معاویہؓ نے مغیرہ کو لکھا کہ میری طرف لکھ دو تو حضرت سناہ بن مغیرہ
 نے اس کی طرف لکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے پیچھے یہ ذکر کرتے تھے لا الہ سواک الحمد تک
 یعنی کوئی لائق عبادت کی نہیں سوا می خدا کے وہ ایسا ہے اسکا کوئی شریک نہیں ایسی کی بادشاہ
 ہے اور اسی کو سب شکر ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اہی نہیں کوئی روکنے والا تیری ہی چیز کو اور
 کوئی دینے والا نہیں تیری روکی چیز کو اور یہ روبرو نصیب والے مالدار کو اسکا مال کچھ فائدہ نہیں دیتا
 اور نیز اسنے اسی طرف لکھا کہ حضرت منع کرتے تھے قیل وقال اور کثرت سوال و مال کے ضائع کرنے
 سے اور منع کرتے تھے ماؤن کی نافرمانی سے اور زندہ لڑکیوں کے کاٹنے سے کہا ابو عبد اللہ نے
 کہ کفر کے وقت اپنی لڑکیوں کو مار ڈالتے تھے سو خدا نے اسکو حرام کیا و اور غرض اس حدیث کو
 بہانہ لانا سے یہ کہ حضرت منع کرتے تھے قیل وقال اور کثرت سوال سے اور پہلے گذر چکی ہے بحث
 کہ کثرت سوال سے کیا مراد ہے کیا وہ خاص ہے ساتھ مال کے یا احکام کے یا عام ہے اس سے اور
 اولیٰ حل کرنا اسکا ہے عموم پر یعنی مال اور احکام وغیرہ سب کو شامل ہے اور سب چیزیں کثرت سوال
 منع ہے لیکن منع اس چیز میں ہے جس کی سائل کو حاجت نہ ہو اور باقی شرح کتاب الرقاق میں
 گذری (فتح) احکامنا سلیمان بن جابر قال حدثنا عبد بن زید عن ثابت عن انس
 قال کنت عند عمر فقال نہینا عن الکلف ترجمہ انس سے روایت ہے کہ ہم عمر کے پاس تھے سو کہا
 کہ ہم منع کئے گئے کلف اور تشدد سے ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد نے عمر فاروق سے
 پوچھا خدا کے اس قول سے وفلا کثرہ وایا کہ اب کیا چیز ہے تو عمر فاروق نے کہا کہ ہم منع کئے گئے لغت اور
 تکلف سے اور مراد اب سے وہ سنو ہر جو جو پاؤں کو ہاتھ لگاتے ہیں اور کہا ابن عباس نے کہ اب وہ چیز ہے جسکو

زمین اگاتی ہے جو چو پائے کہاتے ہیں اور آدمی نہیں کہاتے (فتح) اس کا ثناء ابو الیمان
 قال خبرنا شعيب عن الزهري وحديثنا محمود قال حدثنا عبد الله بن رافع قال
 اخبرنا معمر عن الزهري قال اخبرني انس بن مالك ان النبي صلى الله عليه و
 سلم خرج حين راغبت الشمس فصلى الظهر فكلمنا سلم قدام على المنبر فذكر النساء
 وذكر ان بين يديها امورا عظيما ثم قال من احب ان يسئل عن شيء فليسئل
 عنه فوالله لا تسئلوني عن شيء الا اخبركم به صادقت في مقامى هذا قال
 انس قال اكثر الناس البكاء واكثر رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يقول سلوني
 قال انس فقام اليه رجل فقال ابن مديخل يا رسول الله قال انار فقام عبد الله بن
 حذافه فقال سن ابنى يا رسول الله قال ابوك حذافه قال ثم اكثر ان يقول سلوني
 سلوني قال فبورك عمر على ركبته فقال رضىنا بالله ربنا وبالا سلام ديننا ومحمد
 رسولا قال فسكت رسول الله صلى الله عليه وسلم حين قال عمر ذلك ثم قال النبي
 صلى الله عليه وسلم اولى والذى نفسى بيده لقد عرضت على الجنة والنار انفا
 في عرض هذا الحائط وانا صلي فلكم اركا ليوم في الخير والشر ثم رجمه انس سرور ايت به
 حضرت بابہ تشریف لائے جبکہ آفتاب ڈھلا سو آپ نے ظہر کی نماز پڑھی پھر جب سلام پھیری تو منبر پر
 کھڑے ہوئے اور قیامت کو یاد کیا اور ذکر کیا کہ قیامت سے پہلے بڑی بڑی مصیبتیں ہونی والی ہیں پھر
 فرمایا کہ جو کچھ کوئی پوچھا چاہے سو..... پوچھے سو قسم ہر اس کی نہیں پوچھو گے مجھ سے کچھ مگر کہ میں
 تم کو تباہوں گا جب تک کہ میں اپنے مقام میں ہوں کہا انس نے سو لوگ بہت رونے لگے اور حضرت
 بار بار فرماتے تھے کہ مجھ سے پوچھو انس نے کہا سو ایک مرد حضرت کی طرف کھڑا ہوا تو اس نے کہا یا حضرت
 میری دخل ہوئی جگہ کہان ہے یعنی بہشت میں جاؤ گناہ و دوزخ میں حضرت نے فرمایا کہ دوزخ ہے
 پھر اسے دین حذافہ اٹھا تو اس نے کہا یا حضرت میرا باپ کون ہے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے پھر بہت بار
 فرمایا کہ مجھ سے پوچھو مجھ سے پوچھو کہ اسو عمر فاروق نے اپنے گھٹنوں کے بل ہو کر کہا کہ ہم بدل اضی
 ہوئے خدا کی خدائی سے اور اسلام کے دین سے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری سے کہ اسو حضرت
 چپ ہوئے جبکہ عمر فاروق نے یہ کہا پھر حضرت نے فرمایا کہ قریب ہے کہ تو ہلاک ہو و قسم ہر اس کی جس کے
 ماتم ہیں میری جان ہے کہ البتہ میری سامنے کئے گئے بہشت اور دوزخ اس وقت اس دیوار کے آگے
 اور میں نماز پڑھتا ہوں نہ اسو نہیں دیکھی میں نے کوئی چیز خیر اور شر میں جیسے آج دیکھی و تاویہ حد

متعلق ہوتا ہے قسم تیسری کے اور اسی طرح چوتھی حدیث بھی اور وہ چوتھی حدیث کو معنی میں ہوا ہے
 حَلَّی مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ أَخْبَرَنَا وَحْدُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ
 أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ أَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ رَجُلٌ يَأْتِي اللَّهَ مِنْ أَقْصَى
 أَبْوَكَ فَلَاكَ وَنَزَلَتْ هَذِهِ آيَةُ الْيَتِيمِ الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءٍ عَمْرٍو نُنْذِرُ
 لَكُمْ نَسْؤَكُمْ آيَةُ تَرْجُمُهُ النَّسْ سَوْرَةُ النَّسِ سَوْرَةُ النَّسِ سَوْرَةُ النَّسِ سَوْرَةُ النَّسِ
 فرمایا کہ تیرا باب فلان ہے اور یہ بیت اترے گی ایمان والوں کو پھچوان چیزوں سے کہ اگر تمہارے واسطے ظاہر
 کی جاوے تو تم کو بری لگے گی حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ
 حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَبْرَحَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ هَذَا اللَّهُ خَلَقَ كُلَّ
 شَيْءٍ فَمَنْ خَلَقَ اللَّهُ تَرْجُمُهُ النَّسْ سَوْرَةُ النَّسِ سَوْرَةُ النَّسِ سَوْرَةُ النَّسِ
 خلق کو پیدا کیا ہے سو خدا کو کسے پیدا کیا وہ ایک روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ شیطان آدمی
 دل میں خیال کرتا ہے کہ زمین آسمان کو کسے بنایا تو کہتا ہے خدا نے تو شیطان کو پھچتا ہے کہ خدا کو
 کس نے بنایا اور ہذا المد مبتداء اور خبر ہے اور اسکی تقدیر یہ ہے کہ یہ مقرر اور معلوم ہے کہ خدا نے مخلوق کو پیدا
 کیا اور وہ شے ہے اور ہر چیز مخلوق ہے تو اسکو کسے پیدا کیا اور ایک روایت میں ہے کہ جب شیطان دل میں
 خیال کرتا ہے تو اس وقت خدا کی نپاہ مانگے یعنی اعوذ باللہ من شیطان الرجیم پڑھے اور باز ہے اور ایک
 روایت میں ہے کہ اَمْنَتُ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ کے اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ چند کنوارے لوگ مسجد میں آئے
 اور مجھ کو پوچھا کہ ہمارا خدا کو کس نے پیدا کیا اور میں نے انکو پتھر مارے اور میں نے کہا کہ حضرت نے سچ
 فرمایا کہ ایسے سوال کرنے والے جہنم ہوتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ کہے اَمْنَتُ بِاللَّهِ کہ یہ سچ
 ایمان ہے یعنی اس سے سو سہ کو برا جانتا اور اسکو قبول نہ کرنا دلیل ہے اور پر خالص ہو کر ایمان کے اس واسطے
 کہ کافر اصرار کرتا ہے اس پر جو اسکے دل میں ہے محال ہے اور نہیں نصرت کرتا اس سے اور یہ جو دوسری آیت
 میں کہ ہمارا خدا کی نپاہ مانگے اور باز ہے یعنی اس خیال میں فکر کرنا چھوڑ دو اور خدا کی نپاہ مانگے جبکہ
 نہ دفع ہو اس سے و سو سہ اور حکمت اس میں یہ ہے کہ علم اسکا کہ خدا نے نپاہ سے شیطان کو ہر سو سہ سے
 یہی امر ہے حجت اور منظرہ کا محتاج نہیں سو اگر اس کو کوئی خیال دل میں گزرتا ہے تو وہ شیطان کا سو سہ
 ہے اور اس کی کوئی حد نہیں سو جب کسی دلیل سے اس کا معارضہ کیا جائے تو اس طرح سے مغالطہ
 دیتا ہے سو حناغ کرتا ہے اسکے وقت کو اگر سالم ہے فتنے سے سو نہیں ہے کوئی تبیر اسکو دفع کوئی

قوی تر اس سے کہ خدا کی پناہ پکڑے احوذ بانہ سے اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ العزیز نے اور ہر
 انسان صاف طبیعت کی یہ پیدائشی بات ہے کہ وہ جانتا ہے کہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا خدا ہے اسکے
 پہلے کوئی چیز نہیں جو اس کو بنا دے اور نہ ارواح و کیل عقلی سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے سو ایسا
 سوال ہی کر گیا جس کی اصل پیدائش میں خلل ہے اور عقل میں نقصان ہے اور یہ عجب حماقت کا
 سوال ہے کہ جب اس کو خدا کہتا تو پہلے اس کے پیدا کرنے والے کو چھپنا عجب نادانی ہے اگر خدا کا پیدا کرنے والا
 کوئی ہوتا تو پہلے وہ خدا کا ہے کو باقی راوہ بھی مخلوق ہو گیا مثل اور مخلوقات کی اور کہا مطلب نے
 قول اس کا صریح ایمان ہے یعنی نہ کائنات امر کو بالانہایت تک اس واسطے کہ جب امر کو بالانہایت تک
 نکالا جائے تو اس وقت ضرور ہے کہ کوئی ایسا خالق ہو جس کو کسی نے پیدا نہیں کیا اس واسطے کہ مگر
 فکر کریو الا جاہل ہے کہ سب مخلوقات مخلوق ہیں واسطے ہونے اثر کاری کے جو اس میں موجود ہے
 اور نہ حدیث کہ جو اس میں جاری ہے اور خالق کی صفت نہیں ہوتی پس واجب ہے کہ ان میں سے ہر ایک
 کے واسطے خالق ہو جس کو کسی نے پیدا نہیں کیا پس ہے صریح کہ ایمان نہ بحث کرنا جو شیطان کے
 کر سے ہے جو حیرت کی طرف نوبت پہنچاتی ہے کہا ابن بطال نے کہ اگر وسوسہ کریو الا کہے کہ کون
 مانع ہے کہ خالق اپنے نفس کو آپ پیدا کرے تو اس سے کہا جائے گا کہ یہ بعض بعض کے متناقض ہے
 اس واسطے کہ تو نے خالق کو ثابت کیا ہے اور اس کے وجود کو واجب ٹھہرایا ہے پھر تو نے کہا کہ وہ اپنے
 نفس کو خود آپ پیدا کرتا ہے سو تو نے واجب کیا اس کے عدم کو اور اس کے وجود اور معدوم ہونے میں
 تطبیق ممکن نہیں بلکہ دونوں امر کو جمع کرنا فاسد ہے اس واسطے کہ اس میں تناقض ہے اس واسطے کہ خالق کا
 وجود مقدم ہوتا ہے اس کے فعل کے وجود پر پس یہ محال ہے کہ اس کا نفس اس کا فعل ہو اور یہ واضح ہے اس شبہ کو
 حل کرنے میں اور یہ نوبت پہنچتا ہے طرف صریح ایمان کی اور مسلمین ابو ہریرہ و روایت ہے کہ صحابہ
 نے کہا یا حضرت ہم دل میں پاتر ہیں وہ وسوسہ کہ ہم میں سے کوئی بہلای جانتا ہے کہ اسکے ساتھ کلام
 کرے حضرت فرمایا البتہ تم نے اس کو پایا ہے انہوں نے کہا مان حضرت فرمایا کہ یہ صریح ایمان ہے
 اور ابن مسعود و روایت ہے کہ حضرت پوچھے گئے و سو سے فرمایا کہ یہ محض ان کی ہے کہ ان میں سے اگر
 جائز کرنا جائے کہ خالق کی واسطے کوئی خالق ہو تو تسلسل لازم آئے پس ضرور یہ نہایت ہونے سے
 طرف و حد قدیم کی اور قدیم اس کو کہتے ہیں اس سے پہلے کوئی چیز نہ ہو اور نہیں صحیح ہے معدوم ہونا
 اس کو اور وہ قائل ہے یعنی پیدا کرنے والا ہے کسی نے اس کو پیدا نہیں کیا اور وہ اللہ تعالیٰ ہے کہ
 کرمانی نے ثابت ہوا ہے کہ پہچاننا اللہ کا دلیل ہے فرض میں یہ یاقابہ ہو اور اس طرف اس کی سات

تابع داری میں بہتر پیری ہے اور ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ واجب کے واسطے دخل ہونے اسکے کے
 بیچ عموم قول اللہ تعالیٰ کے **وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا** اور قول خدا کے **فَاتَّبِعُونِي يَحْبِبْكُمُ اللَّهُ**
 سو واجب ہی پیروی حضرت کی آپ کے فعل میں جیسے کہ واجب ہے آپ کے قول میں یہاں تک کہ قائم ہو
 کوئی دلیل مذہب پر یا خصوصیت پر اور اور لوگوں نے کہا کہ اس میں احتمال ہے وجوب کا اور مذہب کا اور
 اباحت کا پس محتاج ہے طرف قرینہ کی اور کہہ گھوڑے نے مذہب کی واسطے ہر جبکہ ظاہر ہو وجہ قربت کی اور
 بعضوں نے کہا اگرچہ نہ ظاہر ہو اور بعضوں نے تفصیل کی ہر درمیان تکرار اور عدم تکرار کے اور بعضے
 لوگوں نے کہا کہ اگر حضرت کا فعل کسی محمل کا بیان ہو سو جو حکم اس محمل کے ہے وہی اس کا ہے وجوب ہو یا مذہب
 یا اباحت پر اگر ظاہر ہو وجہ قربت کی تو مذہب کی واسطے ہے اور جس میں قربت کی وجہ ظاہر نہ ہو تو اباحت
 کے واسطے ہے اور ایسے تفریق حضرت کی اس پر جو حضرت کو سامنے کیا جاوے سو دالت کرتا ہے جو از پر اور
 یہ سنا بسوٹ ہے اصول فقہ میں اور متعلق ہر ساتھ اسکے تعارض حضرت کو قول اول کا اور متفرع ہوتا ہے
 اس پر حکم خاصا نص کا پر اگر قول اول میں معارض ہو تو اس میں علماء کے تین قول ہیں ایک یہ
 کہ قول حضرت کا مقدم ہے آپ کے فعل پر اس واسطے کہ اسکے لئے صیغہ ہے جو معانی کو بغلیہ ہے دوسرا قول یہ کہ
 فعل مقدم ہے قول پر اس واسطے کہ اس کی طرف کوئی احتمال راہ نہیں پاتا جو قول کی طرف پاتا ہے تیسرا قول
 یہ ہے کہ ترجیح دی جائے اور محل اس سب کا وہ ہے کہ نہ قائم ہو قرینہ دالت کی خصوصیت پر اور چہ ہو کا
 مذہب اول قول ہے اور اسکے واسطے حجت یہ ہے کہ تعبیر کیا جاتا ہے ساتھ قول کو محسوس ہے اور مقتول بر خلاف
 فعل کے ہے پس خاص ہو گا ساتھ محسوس کے سو ہو گا قول اول تمام اور ساتھ اس وجہ کے کہ اتفاق ہے اس پر کہ
 قول اول ہے برخلاف فعل کے اور اس واسطے کہ قول دالت کرتا ہے بنفسہ برخلاف فعل کے پس محتاج ہو گا
 طرف واسطہ کی اور اس واسطے کہ مقدم کرنا فعل کا نوبت پہنچا ہے طرف ترک عمل کی ساتھ قول کو یعنی
 اس میں قول کے ساتھ عمل نہیں ہوتا اور اگر قول کے ساتھ عمل کیا جائے تو ممکن ہے ساتھ اسکے عمل کرنا فعل کو
 مدلول پر پس ہو گا قول **أَجِ انْ عِتْبَارُونِ** (فتح) **حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَفِيْنُ بْنُ**
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ
فَلَمَّا كَانَ النَّاسُ خَوَاتِيمَ مَرَجَّ ذَهَبٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَتَّخِذُ خَاتَمًا
مِنْ ذَهَبٍ فَبَكَدَهُ وَقَالَ إِنِّي لَأَكْبَهُ أَبَدًا فَبَكَدَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ ترجمہ ابن عمر روایت
 ہے کہ حضرت نے سونے کی انگوٹھی بنوائی تو لوگوں نے یہی سونے کی انگوٹھی بنوائیں سو حضرت نے فرمایا کہ میں نے
 سونے کی انگوٹھی بنوائی سو حضرت نے اسکو پھینکا اور فرمایا کہ میں اسکو کبھی نہیں پہنوں گا سو لوگوں نے یہی اپنی

لَوْ تَخَرَّ أَهْلُ الْإِسْلَامِ لَزِدْتُمْ كَلْمًا شَكْرًا لِحُجْرَةِ رَجُلٍ مِمَّنْ هُوَ رَوَيْتُ عَنْهُ أَنَّكَ كَرِهْتَ أَنْ يَكُونَ رُكُوعُكَ
 أَصْحَابُكَ كَمَا أَنَّكَ كَرِهْتَ أَنْ يَكُونَ رُكُوعُكَ كَرِهْتَ أَنْ يَكُونَ رُكُوعُكَ كَرِهْتَ أَنْ يَكُونَ رُكُوعُكَ
 اس حال میں کہ میرا رب مجھ کو کہلاتا یا لاتا ہے سو لوگ طوکے روز سے باز نہ آؤ تو حضرت نے انکے ساتھ طے
 کا روزہ رکھا ورنہ یاد وراثت میں ہر لوگوں کو عید کا چاند دیکھا سو حضرت نے فرمایا کہ اگر چاندیر سے چڑھتا
 تو میں تمکو روزہ زیادہ کرتا جیسے ان پر انکار کرنے والے تھے واقع ہوا ہے اس کی حدیث میں جو کہتی
 میں گزری کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر رمضان کا مہینہ مجھ پر زیادہ ہو جائے تو میں برابر اتنے طے کے روزے کرتا جتنا
 کہ چھوڑ دیتے ہیں میں سچ بتاتی کہ نبی الہی اپنی شدت کو اور اسی روایت کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری نے ترجمہ میں
 لیکن اس نے اپنی عادت کو موافق اشارہ کر دیا ہے کہ واقع ہوئی ہے اسکے بعض طریقوں میں وہ چیز جو
 ترجمہ کے موافق ہے یعنی تعمق کرنا فتح احکام شام بن جعفر بن عیاض قال حدثنا ابی
 قال حدثنا الأعمش قال حدثنا براء بن عازب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 مَنْ أَجْرَ وَكَرِهَ سَيْفٌ فِيهِ صَحِيفَةٌ مُعَلَّقَةٌ فَقَالَ وَاللَّهِ مَا أَغْنَىٰ عَنْكَ كِتَابٌ
 يَقْرَأُ الْكِتَابَ لِلَّهِ وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ فَذَرَهَا فَإِنَّهَا أَسْنَانُ الْوَيْلِ وَإِذَا فِيهَا
 لَكَ يَنْهَىٰ عَنْ حَرَمٍ مِنْ عَيْزٍ أَوْ كَذَا مِنْ حَدِيثٍ مَا حَدَّثْنَا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةُ وَالنَّاسُ
 الْجَمْعُ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَرَفًا وَلَا عَدْلًا وَلَا ذِئْبًا وَلَا ذِئْبَةً وَلَا سُلَيْمًا وَلَا سُلَيْمَةً وَلَا حِدَةً
 يَسْعَىٰ بِهَا أَذْنَاهُمْ فَمَنْ خَفَرَ مَسْلَمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةُ وَالنَّاسُ الْجَمْعُ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ
 مِنْهُ صَرَفًا وَلَا عَدْلًا وَلَا ذِئْبًا وَلَا ذِئْبَةً وَلَا سُلَيْمًا وَلَا سُلَيْمَةً وَلَا حِدَةً يَسْعَىٰ بِهَا أَذْنَاهُمْ
 فَمَنْ خَفَرَ مَسْلَمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةُ وَالنَّاسُ الْجَمْعُ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَرَفًا وَلَا عَدْلًا وَلَا ذِئْبًا وَلَا ذِئْبَةً وَلَا سُلَيْمًا وَلَا سُلَيْمَةً وَلَا حِدَةً
 شریک روایت ہے کہ علی مرتضیٰ نے ہم پر خطبہ پڑھا انہوں کو منبر پر اور وہ تلاوت پہنچتے تھے اس میں ایک
 کا غز تھا لٹکا ہوا سو علی مرتضیٰ نے کہا کہ قسم یہ اس کی کہ ہمارے پاس کوئی ایسی کتاب نہیں جو پڑھی جا
 سو اس قرآن کے اور جو اس کا غز میں ہو پھر اس کا غز کو کہو لا سونا گہان میں نو دیکھا کہ اس میں اونٹوں کی
 عمر کا بیان ہے کہ دیت ہیں اتنے اونٹ اتنی اتنی عمر کے بیٹے جاوین اور ناگہان اس میں لکھا تھا کہ مدینہ
 حرام پر عیسے کے سپاٹے فلان پہلے یعنی ٹور کے پہاڑ تک سوچو اس میں کوئی بدعت نکالو تو اس پر خدا کی
 اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت ہو خدا نہ قبول کرے گا اس پر قیامت کو دن نہ نفل عبادت کو
 نہ فرض کو اور ناگہان اس میں لکھا تھا کہ مسلمانوں کی امان ایک ہے اور اے مسلمان بھی امان میں کو کشت
 کرے سو جو کسی مسلمان کی امان ہی کو توڑے تو اس پر خدا کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت

یعنی دونوں کا روزہ
 سوای

عربی
 عربی

عربی
 عربی

نہ قبول کرے گا اس سے خدا قیامت کو دن نفل عبادت کو نہ فرض کرے اور جو کسی قوم سے دوستی کرے وہ اجازت
اپنے مالکوں اور سرداروں کے تو اس پر یہی خدا کی اور فرشتوں کی اور مسلمانوں کی لعنت ہے نہ قبول
کے گا اللہ اس سے نہ نفل عبادت کو اور نہ فرض کو و معنی جیسے مکتے کے حرم میں زیادتی اور بولہبی
درست نہیں ویسے ہی مینے کے حرم میں بھی اور اگر مسلمانوں سے اور نے مسلمان کسی کافر کو پناہ دیوے
تو سب مسلمانوں پر اس کی رعایت واجب ہو گئی جو اس کی امان کو توڑے اس لعنت ہے اور پہلے گذر
چکا ہے کہ اس کاغذ میں ان حکموں کے سوا اور احکام بھی تھے قصاص اور عفو وغیرہ اور عرض وارد کرنے
اس حدیث کے سے اس جگہ لعنت کرنا ہے اس پر جو مینے میں بدعت نکالے اس واسطے کہ اگرچہ حدیث
میں مینے کی قید ہے لیکن حکم عام ہے اس میں اور اسکے غیر میں جگہ پر ہو مینے کے متعلقات (خ) حدیث
عمر بن حفص قال حدثنا ابی قال حدثنا الاعمش قال حدثنا مسلم عن سروق قال
قالت عائشة صنع النبي صلى الله عليه وسلم شيئا تخص فيه وتذره عنه قوم
فبلغ ذلك النبي صلى الله عليه وسلم فحمد الله وأثنى عليه ثم قال ما بال أقوام يتكلمون
عن الشيء أصغره فوالله إني لأعلمهم بما لله وأشدُّهم له خشيةً ترجمہ عائشہ سے
روایت ہے کہ حضرت زکویٰ کام کیا اور لوگوں کو اس کی اجازت دی اور بعض لوگوں نے اسکو ہلکا جانا اور
اسکے کرنے میں تامل کیا یہ خبر حضرت کو پہنچی حضرت نے خطبہ پڑھا اور خدا کی حمد اور تعریف کی پھر فرمایا کیا حال ہے
ان لوگوں کا جو آپ کو دور کھینچتے ہیں اس چیز سے جو میں کرتا ہوں سو قسم ہے خدا کی کہ مقرر میں ان سے زیادہ جانتا ہوں
خدا کو اور میں ان کی نسبت خدا سے نہایت خوفناک ہوں اس حدیث کی شرح کتاب الادب میں
گنہی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس چیز کی شرح میں اجازت اور رخصت ہے اسکو ہلکا جانا یا خلاف مینے
اور پرہیز گاری کے سمجھنا درست نہیں اور مراد اس سے اس جگہ یہ کہ خیر اور ہلکا مینے حضرت کی پیروی میں ہے
برابر ہے کہ غریبت ہو یا رخصت اور استعمال کرنا رخصت کا ساتھ قصداً تبع حضرت کو اس جگہ میں کہ
وارد ہوتی ہے اولے کے استعمال کرنے وغیرت یعنی اولیت کے سے بلکہ اکثر اوقات استعمال کرنا وغیرت کا
اس وقت مخرج ہوتا ہے جیسے کہ سفر میں پوری نماز پڑھنا اکثر اوقات مذموم ہوتا ہے جبکہ ہو بطور عرض کے
سنت سے جیسے موزوں پر مسح کرنا اور اشلہ کیلئے ابن بطال نے کہ جس چیز سے لوگوں نے آپ کو
دور کھینچا تھا وہ بوسہ لینا ہے روزے دار کے واسطے اور بعضوں نے کہا کہ شاید سفر میں روزہ نہ رکھنا تھا
اور نقل کیا ہے ابن ہریرہ نے خود اودی سے کہ دور رکھنا اپنے تئیں اس چیز سے جس کی حضرت نے رخصت دی
پڑا گناہ ہے اس واسطے کہ وہ اپنے تئیں حضرت سے زیادہ تر پرہیز گار دیکھتا ہے اور یہ الحاح ہے میں کہتا ہوں

نہیں شک ہے اس کے محدثین جو اعتقاد رکھتے ہیں کہ لوگوں کی طرف حدیث میں اشارہ ہر ان لوگوں نے
 اس کی علت بیان کی ہے کہ خدائے حضرت کے اگلے پہلے گناہ بخش دیئے یعنی سوجب کسی چیز کی رحمت
 دیوین تو نہ ہونے کے برابر جس کی مغفرت نہیں ہوئی سو محتاج ہوگا جس کی مغفرت نہیں ہوئی اس
 طرف کہ اولویت کو لیوے تاکہ نجات پائے سو حضرت نے انکو بتلایا کہ اگرچہ خدائے آپ کو بخش دیا ہے لیکن
 وہ باوجود اسکے نسبت ان کی خدائے نہایت ڈرنے والے ہیں اور ان سے زیادہ پرہیزگار ہیں سو جو کام کہ حضرت
 کرین غریبت ہو یا رحمت ہو سو وہ اس میں نہایت خوف اور تقویٰ میں ہیں یہ نہیں کہ گناہ معاف
 ہو جائے عمل کرنا چھوڑ دیوین اور عمل کرنا کی کچھ حاجت نہیں بلکہ عمل کرتے رہتے تاکہ خدائی شکر گزاری
 کریں سوجب کسی چیز کی رحمت دیوین تو سوا اسکے کچھ نہیں کہ واسطے اعانت کہ ہے غریبت پر تاکہ
 اسکو خوش حالی سے کرے اور یہ جو فرمایا علم تو یہ اشارہ ہر طرف قوت علیہ کی اور یہ جو کہا کہ میں زیادہ
 درنیوالا ہوں خدائے تو یہ اشارہ ہر طرف قوت علی کی یعنی میں علم ہوں ان میں سائنہ نزل کے اور اگلے ہوں
 ساتھ عمل کے دفع احکام شامحمد بن معاذ بن قال احبونا وکیع عن نافع بن عمر بن ابی
 ملیکہ قال کاد الخیر ان یھلک ابو بکر و عمر لما قدم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 وقد بی تید اشار احدھما بالآخر بن حابس الخطلی اخی بنی مجاشع و اشار الآخر
 بغيرہ فقال ابو بکر لعمر انما اردت خلافی فقال عمر ما اردت خلافاک فارتفعت
 اصواتھما عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فنزلت یا ایہا النبی امنوا الا کمزفعا
 اصواتکم فوق صوت النبی لای قولہ عظیم وقال ابن ابی ملیکہ قال ابن الزبیر کان
 عمر بعد وکم یدکر ذالک عن ابیہ وبعث ابابکر اذ احدث النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 بحديث حدثہ کان فی السراکد یسمعه حتی یتفہمہ ترجمہ ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ
 قریب تھو کہ دو برگزیدہ ایک مرد ہلاک ہوں یعنی ابوبکر اور عمر جب قوم بنی تمیم کے ایچی حضرت کو پاس آئے تو
 دونوں میں سے ایک نے اقرع کی طرف اشارہ کیا کہ سر اسی کے لائق یہ ہے اور دوسرے نے اس کے غیر کی طرف اشارہ
 کیا تو ابوبکر صدیق نے عمر فاروق سے کہا کہ تو تو میری خلاف کا ارادہ کیا ہے تو میرے کہہ مین نے تیرا
 خلاف کرنا نہیں چاہا سو دونوں کی آواز بلند ہوئی پاس حضرت کو تو یہ آیت اتری ہے ایمان والو نہ کرو
 اونچی اپنی آواز تمہارے عظیم تک کہا ابن ابی ملیکہ نے کہ ابن زبیر نے کہا کہ اسکے بعد عمر کا دستور
 تھا کہ جب حضرت سے کوئی بات کرتے تو آہستہ کرتے جیسے کوئی کان میں بات کرتا ہے اور اپنی آواز کو
 نہایت پست کرتے یہاں تک کہ بعضی بات کو استفہام کی حاجت پڑتی تو پست آواز میں کہتے سبب سے

اسی صاحب
 نے یہ روایت
 کی ہے

سمجھ بھی نہ آتی تھی اس حدیث کی شرح تفسیر میں گندی اور مقصود اس سے قول اس کے سورہ کے اول
 میں لا تقدر تو ایمن یہی اندر و سورہ اور اس جگہ سے ظاہر ہوگی مناسبت اس کی ترجمہ میں فتح احکام
 اسمعیل قال حدثني مالك عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة أم المؤمنين أن
 رسول الله صلى الله عليه وسلم قال في مرضه مروا أبا بكر فليصلي بالناس قالت عائشة
 قلت إن أبا بكر إذا قام في مقامك لم يسمع الناس من البكاء فمروا فليصلي فقال
 مروا أبا بكر فليصلي للناس فقالت عائشة قلت يحضرك فويل إن أبا بكر إذا قام في
 مقامك لم يسمع الناس من البكاء فمروا فليصلي للناس ففعلت حفصة فقال
 رسول الله صلى الله عليه وسلم إن كن لا تثن صواب يوسف مروا أبا بكر فليصلي
 للناس فقالت حفصة لعائشة ما كنت لأضيق منك خيرا ترجمہ عائشہ سے روایت ہے
 کہ حضرت زہراءؓ میں فرمایا کہ ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھو عائشہؓ نے کہا میں نے کہا یا حضرت ابوبکر
 نرم دل ہے جب حضرت کو مقام میں نماز پڑھنے کو کہا ہو گا تو فریاد لگے گا قرآن کی آواز لوگ نہ سہیں گے روئے
 سب سے سوئے کو فرمائیے کہ لوگوں کو نماز پڑھو حضرت نے فرمایا کہ ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھو عائشہؓ نے کہا کہ
 میں نے حفصہ سے کہا کہ تو کہہ کہ جب ابوبکر آپ کو مقام میں کہہ رہا ہو گا تو لوگ قرآن کی آواز نہ سہیں گے
 روئے کے سب سے سوئے کو فرمائیے کہ لوگوں کو نماز پڑھو حفصہ نے حضرت سے کہا حضرت نے فرمایا کہ مقرر تم ہو سکتے
 ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو یعنی کیوں خلاف نمائی کرتی ہو ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو امام بن کے نماز پڑھاؤ
 تو حفصہ نے عائشہؓ سے کہا کہ نہیں میں کہہ سکتی ہوں یعنی تجھ سے میں نے کہا یہی بہانہ تھی عائشہؓ اس حدیث
 کی شرح امامت میں گندی اور مقصود اس سے بیان کرنا مخالفت کی مذمت ہے حدیث ثانیہ ادم قال
 حدثنا محمد بن عبد الرحمن بن أبي ذئب قال حدثنا الزهري عن سهل بن سعد الساعدي
 قال جاء عويمر بن عدي قال أريت رجلا وجده مع أهله رجلا فيقتله
 اتقتلونه به سل لي يا عاصم رسول الله صلى الله عليه وسلم فسأله فذكره النبي صلى
 الله عليه وسلم للسائل فعابها فرجع عاصم فأخبره أن النبي صلى الله عليه وسلم
 كره السائل فقال عويمر والله لا أتبع النبي صلى الله عليه وسلم فجاء وقد أنزل الله القرآن
 خلف عاصم فقال له قد أنزل الله فيكم قرآنا فذعوا لها فقد ما فتلا عنا ثم قال
 عويمر كذبت عليكم يا رسول الله إن أمسكتهم أفتار فهاولم يأمره النبي صلى الله عليه وسلم
 سلم يفرقها فجرت السنة في المتألمين وقال النبي صلى الله عليه وسلم انظروا هاتين

عَنْ هَذَا الْأَمْرِ أَنَّ اللَّهَ كَانَ خَصَّ رَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا اللَّيْلِ شَيْءٌ لَمْ يُعْطِ
لَحَدٍّ غَيْرِهِ قَالَ اللَّهُ صَافِئًا لِلَّهِ عَلَى رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ الْآيَةَ فَكَانَتْ
هَذِهِ خَالِصَةً لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَاللَّهِ مَا اخْتَارَ هَادٍ وَنَكْرًا
وَلَا اسْتَأْذَنَهَا عَلَيْكُمْ مَوْفِدًا عَطَاكُمْ مَوْهَا وَثَرًا فِيكُمْ حَتَّى يَبْقَى مِنْهَا هَذَا الْمَالُ كَانَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفُوقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةً سَنَةً مِنْ هَذَا الْمَالِ ثُمَّ يَأْخُذُ مَا
بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ فَيَجْعَلُ مَالِ اللَّهِ فَعَمِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ حَيَوْتَهُ أَشَدُّكُمْ
بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُونَ ذَلِكَ قَالُوا نَعَمْ ثُمَّ قَالَ عَلِيٌّ وَعَبَّاسُ أَشَدُّكُمْ كَمَا بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمَانِ
ذَلِكَ قَالَا نَعَمْ ثُمَّ تَوَفَّى اللَّهُ نَبِيَّهَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ابُوبَكْرٍ أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَهَا ابُوبَكْرٌ فَعَمِلَ فِيهَا مَا عَمِلَ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَتَمَّا حِينَئِذٍ فَأَقْبَلَ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ تَرْتَمَانِ أَنَّ ابُوبَكْرَ فِيهَا
كَذًا وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنَّهُ فِيهَا صَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ تَوَفَّى اللَّهُ ابُوبَكْرَ فَقُلْتُ أَنَا
وَلِيُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا بَكْرٌ فَقَبَضْتُهُمَا سَتَيْنِ أَعْمَلُ فِيهِمَا مَا عَمِلَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابُوبَكْرٌ ثُمَّ حِينَئِذٍ مَاتِي وَكَلِمَتُكُمَا عَلَى كُلِّ وَاحِدَةٍ
وَأَمْرُكُمْ كَمَا كُنْتُمْ جُعِلَتْ تَسْتَلْنِي نَصِيْبَكَ مِنْ ابْنِ أَخِيكَ وَأَنَا فِي هَذَا يَسْتَلْنِي
نَصِيْبَ امْرَأَتِي مِنْ إِيْمَاءٍ فَقُلْتُ إِنَّ شَيْئًا دَفَعْتُهُ إِلَيْكُمْ مَا حَتَّى أَنْ عَلَيْكُمْ مَا عَمِلَ
اللَّهُ وَمِمَّا شَاقَّ تَعْمَلَانِ فِيهِمَا مَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِمَّا عَمِلَ فِيهِ
ابُوبَكْرٌ وَمِمَّا عَمِلْتُ فِيهَا مِنْذُ وَلِيْتُهُمَا وَلَا أَفْلَاكُ لِمَا نِي فِيهَا أَقْلَمُ لَمَّا دَفَعْتُهَا إِلَيْنَا
بِذَلِكَ قَدْ فَعَلْتُ إِلَيْكُمْ بِذَلِكَ أَشَدُّكُمْ بِاللَّهِ هَلْ دَفَعْتُ إِلَيْكُمْ بِذَلِكَ قَالَ
الرَّهْطُ هُمْ فَأَقْبَلَ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ أَشَدُّكُمْ كَمَا بِاللَّهِ هَلْ دَفَعْتُ إِلَيْكُمْ بِذَلِكَ
قَالَا نَعَمْ قَالَ أَفَلَا تَسْلَمَانِ مِنِّي قَضَاءُ غَيْرِ ذَلِكَ فَوَالَّذِي يَأْذَنِي يَقُومُ السَّمَاءُ وَ
الْأَرْضُ لَا أَقْضِي فِيهَا قَضَاءَ غَيْرِ ذَلِكَ حَتَّى يَقُومَ السَّاعَةُ فَإِنْ عَجَزَتْ سَاعَتُهَا فَأَدْفَعُهَا
إِلَى فَا نَا أَكْفَيْكُمْ مَا تَرْجُوهُ مَا لَكَ بِنَا أَوْسَى رَوَيْتَ هُوَ كَرِيمٌ جِلْدَانَا كَرِيمٌ يَدْخُلُ هُوَنٌ تَامَرٌ فَارُوقُ كَا
وَرَبَانِ جِسْ كَا يَرْفَانَا مَتَا يَا تَوَاسَنِي كَمَا كَرِيمٌ حَاجَتُ هُوَ عُمَانُ أَوْ عَمِلَ لِرَحْمَنِ أَوْ دَرِيْرٌ أَوْ سَعْدُ مَنِي كَرِيمٌ
أَنْدَرَانِي إِيْجَازَتِ بَانِكُنِي هُوَ عَمْرُ فَا رُوقُ نُو كَرِيمَانِ سُوُوَا مَنِي لَمْ أَوْسَلَامُ كَرِيمٌ كَرِيمٌ كَرِيمٌ كَرِيمٌ كَرِيمٌ كَرِيمٌ كَرِيمٌ
تَجَحَّوْ عَلَى أَوْ عَبَّاسٍ كِي حَاجَتُ هُوَ كَرِيمٌ إِيْجَازَتِ بَانِكُنِي هُوَ عَمْرُ فَا رُوقُ نُو كَرِيمَانِ سُوُوَا مَنِي لَمْ أَوْسَلَامُ كَرِيمٌ كَرِيمٌ كَرِيمٌ كَرِيمٌ كَرِيمٌ كَرِيمٌ

لے امیر المؤمنین سے اور اس ظالم یعنی علی کے درمیان حکم کر کہ دونوں فرما گئے ہیں جھگڑا کیا ہو تو کس
 جماعت سے لڑیں؟ ان لوگوں کے ساتھیوں نے کہ امیر المؤمنین ان کے درمیان حکم کر اور ایک دوسرے کو
 الزام دے عمر فاروق نے فرمایا کہ تم کو قسم دیتا ہوں اس اس کی جسکے حکم سے آسمان اور
 زمین قائم ہیں بھلا تم جانتے ہو کہ حضرت فرمایا کہ ہم پیغمبر لوگ میراث نہیں چھوڑتے ہمارے مال کا
 کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم نے چھوڑا وہ خدا کی سوا میں صدقہ مراد حضرت کی بیٹی کہ میرا کوئی وارث
 نہیں ہوگا جماعت نے کہا کہ البتہ حضرت فرمایا ہے پر عمر فاروق عباس اور علی پر متوجہ ہو سو کہا کہ
 میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ حضرت فرمایا ہو دونوں نے کہا مان کہ عمر نے کہیں
 تم سے بیان کرتا ہوں قصہ اس امر کا مقرر خدا نے اپنے رسول کو خاص کیا تھا اس مال میں ساتھ اس چیز
 کہ آپ کو سوا کسی کو نہ دی خدا نے فرمایا کہ جو عطا کیا اللہ نے اپنے رسول پر اموال نبی نصیب سے سو
 تم نے نہیں دھوئے اس پر گھوڑے اور زاونٹ یعنی بدون لڑائی کے ماتہ لگا سو یہ مال خالص حضرت
 کی واسطے تھا یعنی اس میں مسلمانوں کا حق نہ تھا جیسا مال غنیمت میں ہوتا ہے پر قسم ہو اللہ کی
 نہ جمع کیا اسکو حضرت فرمایا کہ سارے تزیج دی کسی کو ساتھ اس کے اور پر تہلے سے اور البتہ حضرت
 وہ مال تم کو دیا اور تم میں بکھنڈا یا یہاں تک کہ باقی رہا اس سے یہ مال اور حضرت اپنے گہروالوں کو اس مال کے
 سال بہر کا خرچ دیا کرتے تھے پر باقی کو لیتے اور بیت المال میں ڈالتے اور مسلمانوں کی بہترین میں
 خرچ ہوتا سو حضرت فرماتے تھے کسی عمل کیا میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم اسکو جانتے ہو انہوں نے
 کہا مان پر علی اور عباس کہہ کہ میں تم دونوں کو قسم دیتا ہوں خدا کی کیا تم اسکو جانتے ہو دونوں نے
 کہا مان پر خدا نے اپنے پیغمبر کی روح قبض کی تو ابو بکر نے کہا کہ میں ہوں ولی حضرت کا سو قبضے
 میں کیا اسکو ابو بکر نے چھو حضرت اس مال میں کرتے تھے وہی ابو بکر نے کیا پر علی اور عباس پر متوجہ ہو
 اور کہا کہ تم دونوں اس وقت گمان کرتے تھے کہ ابو بکر اس میں ایسا ہے یعنی ہمارے حصہ نہیں ہے اور خدا
 جانتا ہے کہ ابو بکر اس میں سچا نیکو کار راہ یاب حق کو تابع تھا پر خدا نے ابو بکر کی روح قبض کی تو میں نے
 کہا کہ میں ہوں خلیفہ حضرت کا اور ابو بکر کا سو میں نے اسکو دو سال قبضے میں کیا جو حضرت اور ابو بکر
 اس مال میں کرتے تھے وہی میں کرتا ہوں دونوں میری پاس آئے اور تم دونوں کی بات ایک ہی اور تمہارا
 امر اکٹھا تھا تو مجھ سے اپنا حصہ نہ بھتیجے کی میراث نہ مانگتا تھا اور یہ مجھ سے اپنی عورت کا حصہ نہ باب
 کی میراث نہ مانگتا تھا سو میں نے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں اسکو تمہارے حوالے کرتا ہوں یہاں تک کہ تم پر
 خدا کا عہد و چاہاں ہو کہ تم دونوں اس میں کرو جو حضرت فرما اس میں کیا اور جو ابو بکر نے اس میں کیا اور

جو میں نے اس میں کیا جب میں اس کا متولی ہوں نہیں تو مجھے اس میں کلام نہ کرو تو تم دونوں
 نے کہا کہ اسکو ہمارے والے کر اس شرط پر تو میں نے تم کو دیا اس شرط پر میں تم کو
 اسکی قسم دیتا ہوں کہ کیا میں اسکو انکے والے اس شرط سے کیا تا جماعت نہ کہما ان بہر متوجہ ہوئی
 عمر فاروق علی اور عباس پر اور کہا کہ میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کیا میں نے اسکو ہمارے والے اس
 شرط سے کیا تا دونوں نے کہا ان عمر فاروق نے کہا سو کیا تم مجھ سے اسکے سوا اور حکم طلب کرتے ہو
 سو قسم ہر اس کی جس کو حکم سے زمین اور آسمان قائم ہیں کہ میں اس میں اس کے سوا کوئی حکم نہیں کرے گا
 یہاں تک کہ قیامت قائم ہو اور اگر تم اس سے عاجز ہو تو اسکو میرے والے کرو کہ میں اس کی تم سے کفایت
 کروں گا ف اس حدیث کی شرح فرض الحسن میں گندی اور مقصود اس سے بیان کر اہمیت تنازع کا ہے
 اور دلالت کرتا ہے اس پر قول عثمان کا اور انکے ساتھیوں کا کہ ابو امیر المؤمنین ان کے درمیان حکم کرو
 ایک کو دوسرے سے راحت دے اس واسطے کہ گمان یہ ہو کہ دونوں نے جھگڑا نہیں کیا مگر کہ ہر ایک کے
 واسطے سند تھی کہ حق اسکے ہاتھ میں ہو سوا دوسرے کو تو اسنے دونوں کے درمیان جھگڑتے مکنت بہت
 پہنچائی پھر جھگڑا فیصلہ کر جانے کی طرف کہ اگر جھگڑا نہ ہوتا تو لائق ساتھ دونوں کے خلاف
 اسکا تھا اور یہ جو کہا نسبتاً یعنی نسبت کیا ہر ایک نے دوسرے کو اس طرف کہ اسنے اس پر ظلم کیا
 اور یہ جو عتاس کہا اس ظالم کے درمیان تو یہ مراد نہیں کہ علی لوگوں پر ظلم کرتے تھے اور سوا اس کے
 کچھ نہیں کہ مراد عباس کی خاص اس قصہ میں تھی اور یہ مراد نہیں کہ علی نے عباس کو گالی دی اور
 نہ عباس نے علی کو گالی دی اس واسطے کہ عتاس علی کی فضیلت کو جانتے تھے اور بعضوں نے کہا
 کہ مراد عباس کی ظالم لفظ کا نہیں بلکہ مراد اس سے زجر ہے اور بعضوں نے کہا کہ یہ کلمہ غصے کو وقت
 بولا جاتا ہے اور اس کی حقیقت مراد نہیں ہوتی اور بعضوں نے کہا کہ ظلم کرنا چیز کا ہے اپنی غیر جگہ میں
 پس شامل ہو گا بڑے گناہ کو اور خصلت مباح کو جو عرف میں اسکے لائق نہوا اور محمول ہو ظلم اخیر معنی ہر
 اور کہا ابن بطلال نے کہ باب کی حدیثوں میں وہ چیز ہے جو ترجمہ بانٹا ہے ساتھ اسکے مکروہ ہونے قطع
 اور تنازع کے سے واسطے اشارہ کر نیکی طرف مذمت اس شخص کی جو بدستور ملتے کے روزے پر
 بعد نہی کے اور واسطے اشارہ کرنے علی کے طرف مذمت اس شخص کی جو اسکے حق میں ہالغہ اور زیادتی
 کرے پس دعویٰ کرے کہ حضرت نے اسکو خاص کیا ہے ساتھ چند امروں کے دیانت سے جیسے کہ شیعہ لوگ گمان
 کرتے ہیں اور حضرت نے اشارہ کیا اس شخص کی مذمت کی طرف جو سختی کرے اس میں جسکی حضرت نے
 رخصت نہی اور نبی تہیم کے قصہ میں مذمت ہر جھگڑے کی جو نوبت پہنچاے طرف خصوصیت کی

۹
 کچھ
 شیعہ

۵
 طے کا روزہ
 جبکہ موسم
 رسالہ شیعہ
 میں ہے

اور ایک نو دوسرے کو نسبت کیا کہ وہ اس کی مخالفت کا قصد کرتا ہے اور اس میں اشارہ ہر طرف اس کی کہ مذموم ہے ہر وہ حالت جو بھوٹ اور ہنسی کی طرف نوبت پہنچا دے (فتح) باب الاثم من اوى
 محمد بن ابراہیم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم گناہ اس کا جو بدعت نکالنے والے کو جبکہ دیوے
 روایت کیا ہے اسکو علی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فت یہ حدیث علی کی پہلے گزری ہے
 حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَّاحِدُ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قُلْتُ كَيْفَ لَيْسَ
 أَحَرَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ قَالَ نَعَمْ مَا بَيْنَ كَذَا إِلَى كَذَا لَا يَقْطَعُ
 شَيْءٌ هَاسَنَ أَحَدٌ فِيهَا حَدَّثَنَا عَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَاللَّكَّكُوفُ وَالنَّاسِ الْجَمْعُ عَيْنٌ قَالَ
 عَاصِمٌ فَأَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَنَّهُ قَالَ أَوْى مُحَمَّدٌ تَارَةً جَمْعٌ عَاصِمٌ رَوَيْتُ هَذَا مِنْ
 النَّسَبِ كَمَا كَرِهَ كَرِهَ هَذَا مِنْ مَدِينَةٍ كَرِهَ هَذَا مِنْ مَدِينَةٍ كَرِهَ هَذَا مِنْ مَدِينَةٍ كَرِهَ هَذَا مِنْ مَدِينَةٍ
 جَمْعٌ هَذَا مِنْ مَدِينَةٍ كَرِهَ هَذَا مِنْ مَدِينَةٍ كَرِهَ هَذَا مِنْ مَدِينَةٍ كَرِهَ هَذَا مِنْ مَدِينَةٍ
 رَوَيْتُ هَذَا مِنْ مَدِينَةٍ كَرِهَ هَذَا مِنْ مَدِينَةٍ كَرِهَ هَذَا مِنْ مَدِينَةٍ كَرِهَ هَذَا مِنْ مَدِينَةٍ
 كَرِهَ هَذَا مِنْ مَدِينَةٍ كَرِهَ هَذَا مِنْ مَدِينَةٍ كَرِهَ هَذَا مِنْ مَدِينَةٍ كَرِهَ هَذَا مِنْ مَدِينَةٍ
 شَرِكٌ هَذَا مِنْ مَدِينَةٍ كَرِهَ هَذَا مِنْ مَدِينَةٍ كَرِهَ هَذَا مِنْ مَدِينَةٍ كَرِهَ هَذَا مِنْ مَدِينَةٍ
 اسلام پھیلا سوا اسکو زیادہ فضیلت ہے اسکے غیر پر فتح) باب ما يذکر من ذم الزانی
 وَتَكْلُفِ الْقِيَاسِ تَرْجَمَهُ ذَكَرَ كَيْفَ جَاءَ هَذَا مِنْ مَدِينَةٍ كَرِهَ هَذَا مِنْ مَدِينَةٍ
 فَتَ ذَمُّ رَأْيٍ مِنْ رَأْيٍ فَتَى دُنْيَا أَوْ وَهْ صَادِقٌ هَذَا مِنْ مَدِينَةٍ كَرِهَ هَذَا مِنْ مَدِينَةٍ
 اور جو اسکے مخالف ہو اور مذموم اس سے وہ ہو کہ اسکے برخلاف نص موجود ہو اور یہ جو کہا میں تو اس میں
 اشارہ ہے کہ بعض فتویٰ سے دینا مذموم نہیں یعنی جبکہ نہ بالی جائے نص کتاب سے یا سنت سے یا
 اجماع سے اور یہ جو کہا تکلف قیاس سے یعنی جبکہ تینوں چیزوں مذکورہ سے کوئی چیز نہ پائے اور قیاس
 کی حاجت پڑے تو نہ تکلف کرے اس میں بلکہ استعمال کرے اسکو اسکے اوضاع پر اور نہ تعسف کرے بیچ
 ثابت کرنے علت جامع کے جو ارکان قیاس سے ہر ایک علت جامع واضح نہ تو چاہئے کہ مشک کرے
 ساتھ اباحت اصلی کے یعنی اباحت اصلی کی دلیل سے اسکو مباح کہہ اور دخل ہے تکلف قیاس میں جبکہ استعمال
 کرے اسکو اسکے اوضاع پر وقت موجود ہو تو نص کے اور اسی طرح دخل ہے اس میں جبکہ پائے نص اور
 اسکی مخالفت کرے اور تاویل کرے اس کی مخالفت کیو اسطے تاویل بعد اور سخت ہدیت ہے اس میں اس
 شخص کی جو دکرے اپنے امام کی جبکی وہ تقلید کرتا ہے باوجود اس احتمال کے کہ اسکے امام کو اس نص پر

اطلاع نہ ہوئی ہو (فتح) وَقَوْلِ اللَّهِ وَكَتَفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ اور نہ پیر وی کر اس چیز کی جس کا
تجھ کو علم نہیں و حجت پکڑی ہے اسے ساتھ اس آیت کو اور پڑم تکلف کرنے کے قیاس میں اور استدلال
کیا ہے ساتھ اس کے امام شافعی نے واسطے رد کرنے اس شخص پر جو مقدم کرتا ہے قیاس کو حدیث پر ساتھ اس
آیت کو فَاَنْ تَنْزَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ اِلَى الْاَبْدَانِ الرَّسُولِ کہا امام شافعی نے اس کے معنی یہ ہیں کہ تالہداری کرو
اس میں جو نہ اور رسول نے کہا اور وار کی ہے اس جگہ یہی نے حدیث ابن مسعود کی کہ نہیں ہو کوئی
سال مگر کہ جو اس کے بعد ہے وہ اس سے بدتر ہے اور میں نہیں کہتا کہ یہ سال ارزاں تر ہے دوسرے سال سے اور
نہ یہ امیر بہتر ہے اور امیر سے لیکن علماء و جاہل و سنی کے پیر پیدا ہوگی ایک قوم جو قیاس کرنے کے کاموں کو اپنی
راے سے پھر اب ہو جائے گا اسلام (فتح) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ ثَلَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ
وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ شَرِيحٍ وَغَيْرُهُ عَنْ ابْنِ الْأَسودِ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ حَدَّثَنِي
عَلِيٌّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَفِيهِمْ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْزِعُ الْعِلْمَ بَعْدَ أَنْ أُعْطَاكُمْوهَذَا تَزَاوُلٌ لَكِنْ يَتَرَعَّضُ عَنْهُمْ مَعَ قَبْضِ
الْعِلْمِ يَعْلَمُونَ فَيَنْفِي نَاسٌ جُهَالٌ يَسْتَفْتُونَ فَيَقْتُونَ بِرَأْيِهِمْ فَيُضِلُّونَ وَ
يُضِلُّونَ فَحَدَّثَتْ عَائِشَةُ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو
حَجَّ بَعْدَ فَقَالَ يَا ابْنَ أَخِي اذْهَبْ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ فَاسْتَنْتِهِ لِمِنْهُ الَّذِي حَدَّثَنِي
عَنْ فُجْئَةٍ فَسَأَلْتُهُ فَحَدَّثَنِي بِهِ كَخَوَاسِطِ حَدَّثَنِي فَأَتَيْتُ عَائِشَةَ فَخَبَرْتُهَا فَفَجَّتْ
فَقَالَتْ وَاللَّهِ لَقَدْ حَفِظَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو تَرْجُمَهُ عُرْوَةُ وَرَوَيْتُ عَنْهُ حَجَّ كَمَا سَمِعْتُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو
سَوِيْنُ ذَا اس سے سنا کہ تھا میں نے حضرت سے سنا فرماتے تھے کہ مقرر خدا نے عالم کو کھینچ کر بعد اس کے
کہ تم کو دیا لیکن علم کو کھینچ لیگا عالموں کو اٹھا کر اور باقی رہ جاوے گی جاہل لوگ تو لوگ انہیں جانوں
سے مسئلہ پوچھیں گے تو وہ اپنی ہلے پر فتوے دینگے یعنی ہر علمی ہر لوگوں کو مسئلے تبدیل دینگے سو آپ
بھی گمراہ ہونگے اور لوگوں کو بھی گمراہ کرینگے سو میں نے عائشہ سے یہ حدیث بیان کی پھر عبد اللہ بن
عمر نے اس کے بعد حج کیا یعنی آئندہ سال تو عائشہ نے کہا کہ اے بیٹو میں میری کو جلد کہہ دیاں جاؤ طلب کر اس سے
میرے واسطے ثبوت اس حدیث کا کہ تو نے مجھ سے اس سے روایت کی تھی سو میں نے اس سے پوچھا سو حدیث
بیان کی اس نے مجھے جیسے اس نے مجھے پہلے بیان کی تھی سو میں عائشہ کو پاس آیا سو میں نے اس کو
خبر دی پس تعجب کیا میں نے تو عائشہ کا قسم ہے اللہ کی البتہ یاد رکھی عبد اللہ بن عمرو نے وف عبد اللہ
بن عمرو نے حج کیا یعنی کذا اس حال میں کہ حج کرنے کو جانا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ

حضرت فرمایا کہ خدا علم کو اس طرح نہ اٹھالے گا کہ لوگوں سے علم نکال کر لپیٹ کر لیکن علم اٹھالے گا عالموں کو قبض کر کے یہاں تک کہ جب کسی عالم کو چھوڑے گا تو لوگ جاہلوں کو پیر مرشد ٹھہرائیں گے پھر انہیں جاہلوں کے لوگ سہلے پوچھیں گے سو وہ فتویٰ دینگے مسئلہ تھا وینکے علمی اور نادانی سے سو آپ بھی گمراہ ہوؤ اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا اور ایک روایت میں ہے کہ علماء جاؤ رہیں گے جب کوئی عالم جائے گا تو اس کے ساتھ علم ہوگا وہ بھی جائے گا یہاں تک کہ باقی رہ جائیں گے علم لوگ اور ہست لال کیا گیا ہے اس حدیث سے اس پر کہ جائز ہے خالی ہونا زمانے کا مجتہد سے اور یہ قول جہور کا ہے برخلاف اکثر حنفیہ کے اس واسطے کہ حدیث میں صحیح ہے اٹھانے کے ساتھ قبض کرنے علماء کو اور بیچ رئیس بنانے جاہلوں کو اور لازم ہے اسکو حکم کرنا ساتھ جہل کے اور جب مفتی ہو علم اور جو حکم کرے ساتھ اسکے تو لازم آیا نہ ہونا اجتہاد اور مجتہد کا اور معارضہ کیا گیا ہے اس حدیث کا ساتھ اس حدیث کہ ہمیشہ ہے گا ایک گمراہ میری امت سے غالب حق پر یہاں تک کہ آئے حکم اللہ کا اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ وہ ظاہر ہے عدم خلو میں نہ بیچ نفی جواز کے اور نیز دلیل اول کے واسطے ظاہر تر ہے واسطے تصریح کے ساتھ قبض کرنے علماء کے ایک بار اور ساتھ اٹھانے اسکے کے دوسری بار برخلاف دوسری کے اور بر تقدیر تقاض کے پس باقی رہے گا یہ کہ اصل عدم مانع ہے اور ممکن ہے کہ انہی جاہلین یہ حدیثیں اس ترتیب پر کہ واقع ہے سو پہلے پہل علم اٹھایا جاوے گا ساتھ قبض علماء مجتہدین کے جو مجتہد مطلق ہیں پہلے قبض کرنے مجتہدین کے جو مقید ہیں سو جب کوئی مجتہد نہ رہے گا تو سب لوگ تقلید میں برابر ہوں گے لیکن بعض مقلد بعض وقت قریب سے ہوں گے طرف پہنچنے کی اجتہاد مقید کے لئے کہ نسبت بعض کی خاص کر اگر ہم تفریع کریں اوپر جواز تجزی اجتہاد کے یعنی جب جائز کہیں کہ اجتہاد کا کلمہ ٹکڑے ٹکڑے ہونا جائز ہے کہ بعض مسائل میں مجتہد ہو اور بعض خالص مسائل میں اس کو وجہ اجتہاد حاصل ہو لیکن غلبہ جہالت کے سببے جاہل لوگ آپ جیسوں کو پیر مرشد ٹھہرائیں گے اور اسی کی طرف اشارہ ہے کہ لوگ جاہلوں کو رئیس بنائیں گے اور یہ نہیں منع کرتا اس شخص کے رئیس بنانے کو جو متصف نہ ہو ساتھ پوری جہالت کہ جیسا کہ نہیں منع ہے رئیس بنانا اس شخص کا جو منسوب ہو طرف جہل کی فی الجملہ اہل اجتہاد کے زمانہ میں پہر جائز ہے کہ اس صفت والا بھی کوئی آدمی نہ ہے اور نہ باقی رہیں مگر محض مقلد پس اس وقت متصور ہوگا خالی ہونا زمانہ کا مجتہد یہاں تک کہ بعض جاہلوں میں بلکہ بعض مسلمانوں میں بھی لیکن باقی رہے گا جسکو علم کی طرف فی الجملہ نسبت ہوگی پہر زیادہ ہوگا غلبہ جہل کا اور رئیس بنانا جاہلوں کا پہر جائز ہے کہ یہ بھی قبض ہوں یہاں تک کہ ان میں سے کوئی باقی نہ رہے اور یہ لائق ہے کہ وہ جہل کے نکلنے کے وقت ہو یا بعد موت عیسیٰ علیہ السلام کے اور اس وقت متصور ہوگا خالی ہونا

زمانے کا اس شخص سے کہ منسوب ہو طرف علم کی بالکل پہرہ چلی گی اور قبض کر لی ہر مسلمان کو رفع
کو اور اس وقت تحقیق ہو گا خالی ہونا زمین کا مسلمان سے چہ جائیکہ عالم چہ جائیکہ مجتہد اور باقی رہ
جاوے بزرگوں سوانہیں لوگوں پر قائم ہوگی قیامت و العلم عند اللہ اور اس حدیث میں زجر و جال
رئیس بناؤ سے اس چیز کے واسطے کہ مرتب ہو تو میں اس پر مفید سے اور بھی متک کیا جاتا ہے
ساتھ اسکے اس پر کہ نہیں جائز ہے بنا نا جاہل کا حاکم اگرچہ عال عقیف ہو لیکن اگر عالم فاسق ہو
تو اسکے بدلے جاہل پر بیگز کار کو حاکم بنا نا اولیٰ ہے اس واسطے کہ اس کی پرہیزگاری اسکو منع کرے کی
حکم کرنے سے ساتھ ہی علمی کے پس باعث ہوگی اسکو سوال پر اور نیز حدیث میں تحقیق سے جاہل علم کو واسطے
ایک دوسرے سے علم سیکھنے پر کہ اس بطلان لئے کہ توفیق در میان آیت اور حدیث کو ہیج مذمت عمل
کرنیکے لئے پر اور در میان اس چیز کے کہ کیا ہے اسکو سلف کی استنباط احکام کی نصرت میں مذمت
قول کی ہر بغیر علم کے پس خاص کیا گیا ہے ساتھ اسکے وہ شخص جو کلام کرے جو مجر دے سے بدون کسی اصل کی
اور معنی حدیث کو ذم اس شخص کی ہر جو فتویٰ دیو و جہالت سے اسی واسطے انکو وصف کیا کہ وہ خود بھی گمراہ
ہوؤ اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا و الا ملاح کیا گیا ہے جو استنباط کرے اصل سے واسطے اس آیت کی العلماء الذین یفتنون
پس اے جبکہ ہر مستند طرف کسی اصل کی کتاب سے یا سنت سے یا اجماع سے تو وہ محمود ہے اور حبان میں سے
کسی چیز کی طرف مستند نہ ہو تو وہ مذموم ہے برکت اور حدیث اصل بن خیف کی اور عمر کی اگرچہ دلت
کرتی ہے اور مذمت رائے کے لیکن وہ مخصوص ہے ساتھ اسکے جبکہ نص کے معارض ہو سو گویا کہ فرمایا کہ
تممت کرو اے کو جبکہ سنت کو مخالف ہو اور عیب لگاؤ اسکو اور عمر فاروق نے شریح قاضی کو لکھا
کہ حکم کر ساتھ کتاب اللہ اور اگر کتاب اللہ میں نہ ہو تو حکم کر ساتھ سنت رسول اللہ کے اور اگر سنت میں بھی نہ ہو
تو اپنی رائے سے اجتہاد کر پس یہ عمر فاروق نے حکم کیا ہے ساتھ اجتہاد کے پس دلت کی اسنے اس پر
کہ سلف میں رائے کی مذمت کی ہے وہ رائے وہ ہے کہ قرآن یا حدیث کو مخالف ہو (فتح) حدیث ثنا
عبدان قال الخبرنا ابو حمزة قال سمعت الاعمش قال سالت ابا وائل هل شهدت
صیفین قال نعم فسمعت سهل بن حنیف يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول قال
حدثنا ابو عوانة عن الاعمش عن ابي وائل قال قال سهل بن حنیف يا ايها الناس
انهم يوارونكم على دينكم لقد رايتني يوم ابي جندل قالوا استطيع ان اري اخر رسول
الله صلى الله عليه وسلم كرد دته وما وضعنا سيوفنا على عواقبنا الا انهم يظعنوا
الا اسهلن بنا الى امر نعرفه غير هذا الامر قال وقال ابو وائل شهدت صيفين و

جواب سے متذکر ہو طوطی کتاب اور سنت سے وہ مذموم ہے ۱۲ و کتاب

توسہل نے کہا کہ بلکہ تم اپنی رائے کو عجیب لگاؤ کہ میں لڑائی میں قاصر نہیں جیسا کہ میں نے حدیث کے دن لڑائی میں قصور نہ کیا وقت حاجت کو جیسا کہ میں نے توقف کیا صلح حدیبیہ کو دن اس سبب کہ میں حضرت کو حکم کی مخالفت نہ کروں تو ویسا ہی آج توقف کرتا ہوں سبب مصلحت مسلمانوں کو اور اسی طرح عمر فاروق سے یہی روایت آئی ہے اور حامل یہ کہ رائے کی طرف پھر ناسوا میں اسکے کچھ نہیں کہ وقت نہ موجود ہو نہ نص کے ہو اور اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے قول شافعی کا کہ قیاس ضرورت کے وقت ہو اور باوجود اسکے پس نہیں ہو عمل کرنا الا اپنی رائے سے اعتماد پر کہ بیشک مراد حکم پر واقع ہوا ہے یا نہیں اور روایت کی یہی تھی اور ابن عبد البر نے بیچ بیان اہل علم کے حسن اور ابن سیرین اور شریح اور شعبی اور شافعی وغیرہ ایک جماعت تابعین سے مذمت اسی کی اور جامع ہوان سب کو یہ حدیث کہ نہیں ایماندار ہو گا کوئی یہاں تک کہ اسکی ہوتا مانع ہو اسکی جو میں لایا ہوں اور روایت کی یہی تھی عمر فاروق سے کہ بچتے رہنا اہل اس سے واسطے کہ وہ سنتوں کے دشمن ہیں تنہا کہ حدیثوں کو یاد کرنے سے سوا انہوں نے اپنی اسی سے فتویٰ دیا اور یہ قول عمر کا ظاہر ہے اس میں کہ مراد ان کی مذمت اس شخص کی ہے جو فتویٰ دیو کرے سے باوجود نص حدیث کو واسطے اغفلت اسکے کے اس کی تفسیر کے پس کیوں نہ ملامت کیا جا اور اولے اس سے ساتھ ملامت کو وہ شخص ہے جو نص کو پھیلانے اور عمل کرنے ساتھ اس چیز کے کہ معارض ہو اسکے رائے سے اور تکلف کرے واسطے رد کرنے اسکے کے ساتھ تاویل کے اور انہی کی طرف اشارہ ہے ترجمہ میں ساتھ قول اسکے کے و تکلف القیاس اور کہا ابن عبد البر نے بیچ بیان علم کے بعد اسکے کہ بیان کیا بہت آٹا کو بیچ مذمت قیاس کو جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس میں کہ ان اثر و بین کون اسی کی مذمت مقصود ہے اور وہ کیا ہے جو جن کی مذمت ان آثار میں وارد ہوئی ہے سو ایک گروہ کو کہا کہ وہ قول ہے اعتقاد میں ساتھ مخالفت سنتوں کے اس واسطے کہ انہوں نے استعمال کیا ہے اپنی رائے اور قیاس کو حدیثوں کو رد کرنے میں یہاں تک کہ طعن کیا ہے انہوں نے مشہور حدیثوں میں جو قواعد کو پہنچ چکی ہیں جیسے کہ شفاعت کی حدیث اور انکار کیا ہے انہوں نے کہ نیکے کوئی دوزخ سے بعد اسکہ اس میں دخل ہو اور انکار کیا ہے انہوں نے جو منس اور یتیمان اور عذاب غیر عجزہ سے اور سوا اسکے کلام ان کی سے صفات اور علم اور نظیریں اور کہا اکثر اہل علم نے کہ لامی مذموم کہ نہیں جانتے ہیں نظر کرنا بیچ اسکے لوزہ مشغول ہونا مالا کے وہ چیز ہے کہ ہوتا اس کی اقسام بخت سے اور امام احمد روایت ہے کہ توبہ دیکھے گا کسی کو جو رائے میں نظر کرنا ہو مگر اسکے دل میں قافی ہو اور کہا جہو اہل علم نے کہ رائے مذموم نہ تھا مذکورہ میں وہ قول ہے احکام میں ساتھ آخسان کے اور مشغول ہونا ساتھ اعلیٰ طاعت کے

۹۰
تفسیر بیچ
سیدہ لست و ختم
سیدہ لست و ختم
سیدہ لست و ختم

اور رد کرنا فروع کا بعضوں کو بعضوں کی طرف بدون اس کے کہ رو کیا جائے انکو طرف اصول سنتوں کی
 اور چونکہ مشغول ہو سنا بہت نایب کہ اس سے لگے واقع ہونے سے پہلے اس واسطے کہ لازم آتا ہے اس میں غرق ہونے کی
 بیکار چھوڑنا حدیثوں کا اور قوت دی ہو این عبد الباقی اس دوسرے قول کو اور اس کے واسطے حجت پکری
 پھر کہا کہ مست کہ علمائے ایسا کوئی نہیں کہ اس کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے
 کوئی چیز ثابت ہو پھر اس کو رد کر دے مگر ساتھ دعویٰ نسخ کے یا معارضہ شرکے جو اس کے سوا ہی ہے یا اجماع
 کے یا عمل کے کہ واجب ہے اس کے اصل پر جس کا وقتا بعد اس ہے یا سائے علم کے اس کی سند میں اور اگر کوئی
 ایسا کرے بدون اس عذر کے تو اس کی عدالت ساقط ہو جاتی ہے چہ جائیکہ اس کو امام بنایا جاوے اور
 خذلانے انکو اس سے پناہ میں کہا اور اہل بن عبد اللہ تبری سے روایت ہے کہ جو علم میں کوئی نئی چیز نکالی
 اس سے قیامت کو دن پوچھا جائے گا سو اگر سنت کو موافق ہوئی تو فیہا والافلاح فرج (کتاب ما
 کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسئل حوالہ یُنزل علیہ الوحی فیقول لا ادری
 او کم یحب الوحی یُنزل علیہ الوحی وکم یقول برأی وکم یقیاس بقولہ وما ارکنا اللہ جو حضرت
 پوچھے جاتے تھے اس چیز میں جس میں آپ پر وحی نہ اتری تھی تو فرماؤ کہ میں نہیں جانتا یا نہ جواب دیتے
 یہاں تک کہ آپ پر وحی اتری اور نہ کہتے تھے اور قیاس سے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ حکم کر لو گون میں
 ساتھ اس چیز کے کہ تجھ کو خذلان دے دھلا یا ف یعنی جب حضرت پوچھے جاتے تھے اس چیز سے جس میں
 آپ کو وحی نہ ہوتی ہوتی تو ایسے وقت آپ کے دو حال تھے یا کہتے کہ میں نہیں جانتا اور یا چپ رہتے
 یہاں تک کہ حضرت کو اس کا بیان آتا وحی سے اور مراد وحی سے عام تر ہے اس سے کہ قرآن ہو
 یا حدیث ہو اور یہ جو کہنا میں نہیں جانتا تو بخاری نے اس کی کوئی دلیل بیان نہیں کی اس واسطے کہ
 دونوں حدیثیں معلق اور موصول دوسری شق کی مثال ہیں اور جواب پہلے بعضے متاخرین نے ساتھ
 اس کے کہ وہ بڑا رواہ ہوا ہے ساتھ عدم جواز اس کے کہ اور ظاہر ہے کہ اس نے اپنی عادت کو موافق اشارہ کیا ہو
 ترجمہ میں طرف اس چیز کی جو اس کے بعضے طریقوں میں وارد ہوتی ہے لیکن نہیں ثابت ہوئی اس سے
 کوئی چیز اس کی نظر پر اگرچہ حجت پکڑنے کے لائق ہے اور قریب تر جو اس میں وارد ہوتی ہے حدیث
 ابن مسعود کی ہے جو سنو میں کی تفسیر میں گندی کہ جو کچھ کوئی جانتا ہو سو کہے اور چونہ جانتا ہو تو کہے اور
 زیادہ تر وائد ہے لیکن یہ حدیث موقوف ہے اور سو اس کے کچھ نہیں کہ مراد اس سے وہ چیز ہے جو آئی ہو
 حضرت سے کہ حضرت نے جواب دے یا ساتھ لا اعلم اور لا ادری کے اور وارد ہوا ہے یہ جواب چند حدیثوں میں
 اور کہا گرامی نے کہ راسی اور قیاس کو ایک معنی ہیں اور بعضوں نے کہا کہ محلیے فکر کرنا اور قیاس

الحاق ہو اور بعضوں کو کہا کہ راسی عام تر ہے اس سے تاکہ دخل ہو اس میں استحسان اور ظاہر یہ ہے کہ مراد بخاری کی اخیر معنی ہیں اور دلالت کرتا ہے اس پر وہ لفظ جو وارد کیا ہے پہلے باب میں عبد اللہ بن عمرو کی حدیث سے اور کہا اور زاعمی نے کہ علم وہ ہے جو حضرت کے اصحاب سے آیا اور جو ان سے نہیں آیا وہ علم نہیں اور ابن مسعود روایت ہے کہ ہمیشہ رہینگے لوگ خیر سے جبکہ آئے انکو علم حضرت کے اصحاب سے اور ان کے اکابر سے اور جب ان کے چھوڑ لوگوں سے انکو علم آئے اور ان کی خواہشیں متفرق ہو گئی ہوں تو ہلاک ہو کر کہا ابو عبیدہ کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جو علم کہ آئے اصحاب سے اور تابعین سے وہی ہر علم مورت اور جو ان سے پچھلوں کو نکال ہے وہ مذہب ہے اور سلف فرق کرتے تھے علم اور راسی میں سنت کو علم کہتے تھے اور جو اسکے سوا ہے اسکو رائے کہتے تھے اور حامل یہ ہے کہ اگر رائے کی واسطے کتاب اور سنت سے مستند تو وہ محمود ہے اور اگر علم سے مجرہ ہو تو وہ مذہب اور رائے ہے اور دلالت کرتی ہے اس پر حدیث عبد اللہ بن عمرو کی مذکور کہ اس نے ذکر کیا ہے بعد کہ ہو فی علم کے کہ جاہل لوگ اپنی رائے سے فتوے دینگے مسئلہ تباہ و تیکر اور یہ جو کہا ساتھ قول خدا کے بجا اگر اکاش و اودوی سے منقول ہے کہ جس کے ساتھ بخاری نے حجت پکڑی ہے اپنے دعوے پر نفی سے وہ حجت ہے اثبات میں یعنی بخاری نے اس سے رائے کی نفی پر حجت پکڑی ہے اور حالانکہ وہ دلالت کرتا ہے اسکے ثابت کرنے پر اس واسطے کہ مراد بما را کہ اس سے نہیں مجھو کہ منصوص میں بلکہ اس میں اجازت ہے قول بالراسی اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن تہیج ساتھ اسکے کہ بخاری کی مراد مطلق نفی نہیں اور سو اسکے کچھ نہیں کہ اس کی مراد یہ ہے کہ حضرت کو ترک کیا کلام کو کسی چیز کو نہیں اور جواب دیا رائے سے کسی چیز میں اور ہر ایک کی واسطے باب باندہ ساتھ اس چیز کے کہ وارد کی ہیں اور اشارہ کیا طرف قول انہی کی بعد دو بابوں کے باب من شہد اصلاً غلو باہل میں اور ذکر کی ہیں یہ حدیث شاید اسکو کہ نہ بیجا ہو اور یہ حدیث کہ خدا کا قرض لائق تر ہے ساتھ ادا کرنے کے اور ساتھ اسکے دفع ہو گا جو سمجھا ہے مطلب اور داؤدی کو سپر نقل کیا ابن بطال نے اختلاف علماء کا اس میں کہ کیا جائز تھا حضرت کو اجتہاد کرنا اس چیز میں کہ حضرت پر وحی نہ ملتی تیسری قسم اس چیز میں ہے جو قائم مقام وحی کی ہو مانند خواب وغیرہ کی اور کہا کہ نہیں نص ہے واسطے مالک کو بیچ اس مسئلے کے اور قریب تر طرف صواب کی یہ ہے کہ جائز ہے لیکن حضرت سے اجتہاد میں خطا بالکل نہیں ہوتی تھی اور یہ حضرت کو حق میں ہے اور ایسے بعد حضرت کو سو واقعات بہت ہوئے اقوال پچھیل گئے پس سلف احترام کرتے تھے ان کو کاموں سے ہر لوگ تین فرقے ہوئے سو متک کیا پہلے فرقے نے ساتھ امر کے اور عمل کرنا ساتھ قول حضرت کو متکواً بکلماتی و سنتہ خلفاء الراشدين سو نہ باہر کے اپنے فتووں میں اس سے اور جب چو گئے

ایسے مسئلے جس میں میں انکی پیاس کوئی سند نہ تھی تو بندہ ہے جواب کے اور توقف کیا اور دوسرے فرقہ نے
 قیاس کیا نہ واقع ہوئی چیز کو اس چیز پر جو واقع ہوئی اور کشادگی کی انہوں نے بیچ اسکے یہاں تک کہ
 پہلے فرقے نے ان پر انکار کیا اور تمہیر سے فرقے نے میانہ روی کی سو مقدم کیا انہوں نے آثار کو جبکہ
 انہوں نے انکو پایا اور حبیب انکو کوئی حدیث نہ ملی تو قیاس کیا (فتح) وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ سَلِّ
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرُّوحِ فَسَكَتَ حَتَّى نَزَلَتْ آيَةُ رَحْمَةٍ أَوْ كَرِهَ ابْنُ مَسْعُودٍ
 کہ سوال کیے گئے حضرت روح سے تو چپ رہا یہاں تک کہ آیت اتری و ف یہ حدیث پوری ہو گئی
 حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْخَانِي قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُسَكِّمِ يَقُولُ سَمِعْتُ
 جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ مَرَّضْتُ فَجَاءَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي
 وَأَبُو بَكْرٍ وَهُمَا مَاشِيَانِ فَأَتَانِي وَقَدْ لَعَنِي عَلَى فِتْوَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 ثُمَّ صَبَّ وَضُوءَهُ عَلَيَّ فَأَقْبَتُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَدَيْمًا قَالَ سَمِعْتُ فَقُلْتُ أَيْ
 رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ أَقْضَى فِي مَالِي كَيْفَ صَنَعْتُ فِي مَالِي قَالَ فَمَا أَجَابَنِي بِشَيْءٍ حَتَّى نَزَلَتْ
 آيَةُ الْبَيِّنَاتِ رَحْمَةً جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَوَاهُ ابْنُ مَسْعُودٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ
 بيمار پرسی کو آئے اور حالانکہ دونوں پیادہ ہاتھ سو حضرت میرے پاس آئے اس حال میں کہ میں بیہوش ہوا تھا
 سو حضرت فروض کیا اور وضو کا بچا پانی مجھ پر ڈالا سو میں ہوش میں آیا سو میں نے کہا یا حضرت میں اپنے
 مال میں کس طرح حکم کروں کیا کروں سو حضرت نے مجھ کو کچھ جواب نہ دیا یہاں تک کہ میراث کی آیت اتری
 و ف اور مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے بَابُ تَعْلِيمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّتَهُ
 مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ مِمَّا عَلَيْهِ اللَّهُ لَيْسَ بِرَأْيٍ وَلَا تَمْثِيلٍ لَكُلِّهَا حضرت کا اپنی امت کو مردوں
 اور عورتوں سے اس چیز سے جو اللہ نے حضرت کو سکھائی نہ راہی نہ تمثیل سے و ف کہا مہلے مراد اس کی یہ ہے
 کہ جب ممکن ہو عالم کو بیان کرنا نص کرنا تو نہ بیان کرے نظر اور قیاس کو اور مراد سائے تمثیل کے قیاس ہے اور
 وہ ثابت کرنا مثل حکم معلوم کا ہے دوسرے حکم میں واسطے مشترک ہو دو دونوں کو حکم کے علت میں اور اس
 عام تر ہے (فتح) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي
 عَنِ ابْنِ صَالِحٍ ذَكَرَ أَنَّ ابْنَ سَعِيدٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَهَبَ الرِّجَالُ بِحَدِيثِكَ فَاجْعَلْ لَنَا مِنْ نَفْسِكَ يَوْمًا نَأْتِيكَ
 فِيهِ نَعْلَمُ مَا عَلَّمْتَكَ اللَّهُ فَقَالَ اجْتَمِعْنَ فِي يَوْمٍ كَذَا وَكَذَا فِي مَكَانٍ كَذَا وَكَذَا فَاجْتَمِعْنَ
 فَأَتَاهُنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلِمْنَ مِمَّا عَلَّمَهُ اللَّهُ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْكُمْ إِحْرَاءٌ

تَقْدِمُ بَيْنَ يَدَيْهِمْ وَلَدَهَا ثَلَاثَةً إِلَّا كَانَ طَلَعَهَا بَابُ صَنِ النَّارِ فَقَالَتْ أَمْرًا وَمِنْهُنَّ يَا
رَسُولَ اللَّهِ اثْنَيْنِ قَالَ فَأَعَادَتْهُمَا مَرَّتَيْنِ ثُمَّ قَالَ وَاثْنَيْنِ وَاثْنَيْنِ تَرْجُمُهُ أَبُو سَعِيدٍ
روایت ہے کہ ایک عورت حضرت کو پاس آئی تو اس نے کہا یا حضرت مرد آپ کی حدیثوں کو لیکے سو ہمارے
واسطے اپنی طرف سے کوئی دن مقرر کیجئے جس میں ہم آپ کو پاس آویں اور جو اس دن آپ کو سکھایا وہ ہم کو
سکھلاویں تو حضرت نے فرمایا کہ فلاں دن فلاں جگہ میں جمع ہونا سو وہ اس روز جمع ہوئیں
سو حضرت ان کے پاس تشریف لائے اور جو امدنے آپ کو سکھایا تھا سو ان کو سکھایا یہ فرمایا کہ تم میں ایسی کوئی
عورت نہیں جو آگے بھیج چکی ہو تین لڑکے یعنی تین لڑکے مر گئے ہوں مگر کہ وہ اس عورت اور دوزخ کے
درمیان پردہ بن جاوے تیکے یعنی اس کو دوزخ سے بچا دینگے پہر ایک عورت نے کہا یا حضرت اگر کسی کے دو
لڑکے مر گئے ہوں اس نے یہ دوبار کہا پہر حضرت نے فرمایا اور دو بہی اور دو بہی یعنی دو بہی اس کو
دوزخ سے بچائینگے ف مرد آپ کی حدیث کو لیکے یعنی مرد ہر وقت آپ کی حدیث میں حاضر
رہتے ہیں اور دین سیکھتے ہیں ہمارے واسطے یہی کچھ باری مقرر کیجئے اور جو ان کو سکھایا تھا یہ ہے کہ
فرمایا اے کروہ عورتوں کو خیرات کرو اس واسطے کہ میں نے دوزخ میں اکثر تمہیں کو دکھایا ہے حدیث اور کہا
کرمانی کہ موضع ترجمہ حدیث ہے قول حضرت کا ہے کہ وہ اس کے واسطے آگ سے پردہ ہو جاوے تیکے ہو اس طرح کہ یہ
امر توقیفی ہے نہیں معلوم ہوتا ہے مگر اس کی طرف سے اس میں قیاس اور رای کو دخل نہیں (فتح) باب
قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ وَهُمْ أَهْلُ
الْعِلْدِيَّابِ حضرت نے فرمایا کہ ہمیشہ میری امت سے ایک کروہ دین حق پر غالب رہے گا ف یہ ترجمہ لفظ حدیث
مسلم کا ہے اس کے بعد یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا ان کو جو ان کو ذلیل کرے یہاں تک کہ خدا کا حکم آئے اور وہ اسی حال میں
ہوں گے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ لڑتے رہیں گے دین حق پر غالب ہو کر قیامت تک اور یہ جو کہا کہ
وہ اہل علم ہیں تو یہ کلام بخاری کا ہے اور ترمذی نے علی بن مدینی سے روایت کی ہے کہ وہ لوگ اہل حدیث
ہیں ابو سعید کی حدیث میں ہے کہ مراد آیت کہ الذاک جملنا کم امۃ وسطا میں یہی گروہ ہے جو اس حدیث
میں مذکور ہے (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَوْسَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَلْبَسَ عَنْ الْمُخْبِرَةِ
بُرْشَجَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ حَتَّى
يَأْتِيَهُمُ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ ظَاهِرُونَ ترجمہ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ہمیشہ میری امت
میں سے ایک کروہ دین حق پر غالب رہے گا یہاں تک کہ ان کو خدا کا حکم آئے اور وہ غالب ہوں گے یعنی اپنے
مخالفوں پر ف اور معارض ہیں اس کو ظاہر میں یہ حدیث کہ نہ قائم ہوگی قیامت مگر بدتر لوگوں پر اور

تطبیق دینی ہر طہری نور میان دونوں کے اس طہر سے کہ بزرگوں جن پر قیامت قائم ہوگی وہ ایک خاص جگہ میں مثلاً مشرق کو ملک میں اور چو لوگ دین حق پرست غالب ہینگے وہ دوسری جگہ میں ہو یعنی بیت المقدس میں کوئی انکو دلیل نہ کر سکے گا اور میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ مراد ساتھ امر اس کے ہوا کا چلنا ہے کہ عیسے علیہ السلام کے بعد خدا ایک ہوا بھیجے گا سونہ چوڑی وہ کسی مسلمان کو جسکے دل میں دانہ کو برابر ایمان ہو گا مگر کہ انکی روح قبض کر لی اور مراد ساتھ قیامت کو زماناں کے ساتھ ہوا کے اور جو لوگ بیت المقدس میں ہو گا وہ جہاں نہ نکلنے کے وقت میں ہو گا نہ وقت عین قائم ہو قیامت کو اور یہی ہر متمدن و اسلام (فتح) حاکم تھا اسماعیل عریاں و ہب عن یونس عریاں شہاد قیامت اخبرنی حمید قال سمعت معاویہ بن ابی سفیان یخطب قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من یرد اللہ بہ خیرا یفقہ فی الدین وانما انا قاسم و یعطى اللہ و لیرزاک امر ہذا الامۃ مستقیما حتی تقوم الساعة او حتی یاتی امر اللہ عز وجل ترجمہ معاویہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر سنا فرماتے تھے کہ جسکے ساتھ خدا انکی چاہتا ہے تو اسکو دین میں بوجھ دیتا ہے اور سوا اسکے کچھ نہیں کہ میں بانٹنے والا ہوں اور خدا دیتا ہے اور بیش اس امت کا امر مستقیم ہوگا یہاں تک کہ قائم ہو قیامت یا یوں فرمایا یہاں تک کہ خدا کا حکم آوے و ف کہہ کر مانی فرما لیا جاتا ہے استقامت سے جو دوسری حدیث میں مذکور ہے کہ منجملہ استقامت کو یہ ہے کہ ہو جو جہاد دین میں اس واسطے کہ وہی ہر اصل اور ساتھ اسکے حامل ہو گا ربط اخبار و دین میں جو معاویہ کی حدیث میں مذکور ہیں اس واسطے کہ نہیں ہے کوئی چارہ انفاق سے جسکی طرف اشارہ ہے ساتھ قول حضرت کہ میں تو بانٹنے والا ہوں اور خدا دیتا ہے کہ انکو وی فرما اس حدیث میں ہے کہ اجماع حجت ہے پر کرنا جائز ہے کہ ہو کہ وہ مذکور جماعت متعددہ اقسام مومنوں سے بعضے ان میں دلاور ہوں اور بعضے لڑائی کا فن جاننے والے اور بعضے فقیہ اور بعضے محدث اور بعضے مفسر اور بعضے نیک بت تبارک والے اور بعضے کام سے روکنے والے اور بعضے اہل اور بعضے عابد اور نہیں لازم ہے کہ ایک شہر میں جمع ہوں بلکہ جائز ہے جمع ہونا ان کا زمین پر ایک کنٹرے میں اور جائز ہے جدا جدا ہونا ان کا زمین کو سب کناروں میں اور جائز ہے کہ جمع ہوں سب ایک شہر میں اور جائز ہے کہ شہر کے ایک حصے میں سب جمع ہوں سوا بعض کے اور جائز ہے خالی ہونا زمین ساری کا بعضوں کے اول پس اول یہاں تک کہ نہ ہائی ہے مگر ایک فرقہ ایک شہر میں سو جب سے کہ نہ گئے تو خدا کا حکم آوے گا اور نظیر اسکی یہ حدیث ہے کہ خدا ہر سال کو سر پیچھے گا اس شخص کو جو اسکے دین کو تہذیب کرے و کسی لازم نہیں کہ صرف ایک آدمی ہو بلکہ جائز ہے کہ کئی قسم مومن ہوں جیسا کہ گروہ مذکور کی تفسیر میں

بیان ہوا اور نہیں لازم کہ سب صلیتیں ایک شخص میں جمع ہوں (فتح) باب قول اللہ اَوْ
يَلْبِسْكُمْ شَيْعًا بَابِ رَجْعِ بَيَانِ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی كَيْ لَا تُكَلِّمُوْهُ فَرَقَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ
عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سَفِيْنٌ قَالَ عَمْرُو بْنُ دُوَيْنَارٍ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ لَمَّا
نَزَلَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى اَنْ يَّجْعَلَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ
فَوْقِكُمْ قَالَ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ اَوْ مِنْ تَحْتِ رِجْلِكَ قَالَ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ فَلَمَّا تَرَكْتَ اَوْ
يَلْبِسْكُمْ شَيْعًا وَكَيْ يَنْقُبَ عَصَاكُمْ بِاَسْنِ بَعْضُ قَالِ هَاتِكُنْ اَهْوَنُ اَوْ اَيْسَرُ مَرَجْمَةُ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ
اللّٰهِ سَے روایت ہے کہ جب حضرت پر ایت اتری کہ تو کہہ وہ قادر ہے اس پر کہ بھیجے تم پر عذاب اور سے تو حضرت
نے فرمایا کہ میں تیری ذات کی پناہ مانگتا ہوں یا تمہارے پاؤں کی نیچے سے حضرت نے فرمایا میں تیری
ذات کی پناہ مانگتا ہوں پہر جب ایت اتری یا تمہارے ٹکڑے فرمے یا چکھارے ایک کو لڑائی
دوسری کی حضرت نے فرمایا کہ یہ دونوں سہل اور آسان ہیں و اور وجہ مناسبت اسکی کی پہل سے
یہ ہے کہ غالب ہونا بعضی امت کا اپنے دشمن پر سوا بعض کو تقاضا کرتا ہے کہ تکے درمیان اختلاف ہو
یہاں تک کہ منفرد ہوا ایک گروہ ان میں سے ساتھ وصف کو اس واسطے کہ غلبہ کر وہ مذکور کا اگر کفار پر ہو تو
ثابت ہوا دعویٰ اور اگر اس امت سے ایک فرقہ پر ہو تو وہ ظاہر ہے سچ ثابت ہونی اختلاف کو پس ذکر
کیا بعد اسکے اصل واقع ہونا اختلاف کا اور یہ کہ حضرت ارادہ کرتے تھے کہ نہ واقع ہو سو خدا نے آپ کو
معلوم کروایا کہ اس کا واقع ہونا تقدیر میں لکھا گیا ہے اسکے دفع ہونے کی کوئی راہ نہیں کہا ابن بطال نے
کہ خدا نے قبول کی دعا اپنے پیغمبر کی کہ آپ کی امت کو جڑھ نہ اکھاڑے ساتھ عذاب کو اور یہ دعا قبول
نہ کی کہ انکو فرقے فرقے نہ ٹھیرائے اور ایک کی لڑائی دوسرے کو نہ چکھاوے یعنی ساتھ لڑائی اور قتل کے
اسی سبب سے اگرچہ یہی اللہ کا عذاب ہے لیکن ہلکا ہے جڑھ اکھاڑنے سے اور اس میں ایمانداروں کا
کفارہ ہے (فتح) باب مَرَشَبَةٍ اَصْلًا مَعْلُومًا بِاصْلٍ مُّبَيِّنٍ قَدْ بَيَّنَّ اللّٰهُ حُكْمَهُمَا
لِيَفْهَمَ السَّائِلُ جَوْشِيَّةً مِّنْ اَصْلٍ مَعْلُومٍ كَوَسَائِلٍ مُّبَيِّنٍ جَعَلَ حُكْمَ اللّٰهِ بَيَانًا كَيْ لَا يَسْتَعِجِلُوْهُ
سَائِلٌ وَّ اور پہلے گزر چکا ہے یہ باب لیس برائی و لا تمثیل یعنی جو وارد ہوا ہے اس سے تمثیل سے سوا
اسکے کچھ نہیں کہ وہ تشبیہ اصل کی ہے ساتھ اصل کے اور تشبیہ پوشیدہ تر ہے تشبیہ پہ اور فائدہ تشبیہ کا
تقریب ہے واسطے سمجھنے سائل کے اور روایت کی نسانی کے ساتھ اس لفظ کو جو تشبیہ سے اصل معلوم کو ساتھ
اصل مبہم کے جن کا حکم اللہ نے بیان کیا ہے تاکہ سمجھ لیوے سائل اور واضح تر ہے مراد میں اور اس
ابن بطال نے کہ تشبیہ اور تمثیل قیاس پر نزدیک ہے (فتح) حَدَّثَنَا اَصْبَغُ بْنُ الْفَرَّجِ قَالَ

اخبرني ابن وهب عن يونس بن اشعث عن ابي سلمة بن عبد الرحمن عن ابي هريرة
ان اعتراني ابي رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ان امرأتى ولدت غلاما اسود
ولاني انكرته فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم هل لك من ابل قال نعم قال فما
الوانها قال حمراء فحل فيها من اوردق قال ان فيها لورقا قال فاني تری ذاك جاءها
قال يا رسول الله عرق نزعها قال ولعل هذا عرق نزع وكم يوحصل في الانثى من
ترجمہ ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ ایک گنوا حضرت کو پاس آیا سو اسنے کہا کہ میری عورت نے کالالہ کا جناحی
اور میں گوارا ہوں اور میں نے اس سے انکار کیا کہ میرا ہو تو حضرت نے فرمایا کہ کیا تیس کے پاس کچھ اونٹ ہیں
اسنے کہا مان حضرت نے فرمایا انکا کیا رنگ ہے اسنے کہا سب خ حضرت نے فرمایا کیا ان میں کوئی سفید اور
سیاہ رنگ ملا ہوا ہے اسنے کہا کہ ان میں سفید اور سیاہ رنگ ملا ہوا ہے اسنے فرمایا سو تو
دیکھتا ہے کہ یہ رنگ ان میں کہاں ہے آیا اسنے کہا یا حضرت کوئی رنگ ہے جسے انکو اس رنگ کی طرف کھینچا ہو
حضرت نے فرمایا اور شاید یہ بھی رنگ ہے جسے اسکو اس رنگ کی طرف کھینچا ہے اور نہ اجازت دی حضرت نے
اسکو ساتہ دوہو نیلے اس سے کہ یہ لڑکا میرا نہیں ہے اس حدیث کی شرح لعان میں گذر چکی ہے حدیث
مسند قال حدثنا ابو عوانہ عن ابي بشر عن سفيان بن عيينه عن ابن عباس ان امراة
جاءت الى النبي صلى الله عليه وسلم فقالت ان لي نذرا من شيء فقلت قبل ان يخرج افا يجيء عنها
قال نعم يجيء عنها ارايت لو كان على اهلك دين اكنيت قاضية قالت نعم قال قضوا الدين
کہ قرآن اللہ الحق بالوفاء ترجمہ ابن عباس کی روایت ہے کہ ایک عورت حضرت کو پاس آئی سو اسنے
کہا یا حضرت میری ان سسج کی نذرمانی تھی سو تم کسی حج کرنے سے پہلے سو کیا میں اس کی طرف سے
حج کروں تو جائز ہے حضرت نے فرمایا بھلا بتلا تو کہ اگر تیری مان پر سمن ہوتا تو تو اس کو ادا کرتی
اسنے کہا مان حضرت نے فرمایا کہ خدا کا قرض ادا کر اس واسطے کہ خدا لائق تر ہے ساتہ پورا کرنے نذر کے
ف اور حجت پکڑی ہو مرنے ساتہ ان دونوں حدیثوں کے اس پر جو قیاس سے انکار کرتا ہو اور
انکا قیاس کا ثابت ہو ابن مسعود سے اصحاب میں سے اور عامر شعبی سے جو کوفہ کے فقہار میں سے ہے اور
محمد بن سیرین سے جو بصرہ کے فقہار میں سے ہے اور حجت وہ چیز ہے جس کا اتفاق ہو سوالبتہ قیاس
کیا ہے اصحاب نے اور جو انکے بعد میں تابعین سے اور شہرون کے فقہائے اور کہا کرتی تھیں کہ اس
باب میں دلالت ہے اوپر صحیح ہو تو قیاس کے اور یہ کہ وہ مذہب نہیں اور جو بخاری نے اس سے پہلے باب
بانتا ہے وہ شعر ہے ساتہ مذمت قیاس کے اور کہ وہ ہونی اسکے کے اور وہ توفیق کی یہ ہے کہ قیاس مذہب

ایک قسم صحیح ہے اور وہ مشتمل ہو شرائط پر اور ایک فاسد ہو اور وہ اسکے برخلاف ہو پس قیاس منہموم وہی ہو فاسد اور ایہ جو صحیح ہے اس میں کوئی مذمت نہیں بلکہ وہ مامور ہے اور امام شافعی نے کہا کہ جو قیاس کرے اسکے واسطے یہ شرط ہے کہ عالم ہو ساتھ احکام کے کتاب اور سنت سے اور جائنا ہو اسکے نسخ کو اور نسخ کو اور عام کو اور خاص کو اور استدلال کرے اس پر جو تاویل کا احتمال سکے ساتھ سنت کو اور اجماع کے اور اگر نہ ہو تو قیاس کرے اس پر جو قرآن میں ہو اور اگر قرآن میں نہ ہو تو قیاس کرے اس پر جو حدیث میں ہو اور اگر حدیث میں ہی نہ ہو تو قیاس کرے اس پر جس پر سلف کا اتفاق اور لوگوں کا اجماع ہو اور اس کا کوئی مخالف نہ پچانایا گیا ہو کہ ہاشمی نہیں جائز ہے بات کرنا علم میں مگر ان جہتوں اور نہیں جائز ہے کسی کو کہ قیاس کرے یہاں تک کہ عالم ہو ساتھ حدیثوں کو اور اقوال سلف کو اور اجماع لوگوں کو اور اختلاف علمائے اور زبان عرب کو اور صحیح عقل ہو تاکہ مشتبہات میں فرق کرے اور نہ جلدی کرے اور سننے اپنے مخالف ہو تاکہ متنبہ ہو غفلت پر اگر ہو اور نہایت کوشش کرے اور اپنے دل سے انصاف کرے تاکہ پچلے کہ کہاں سے کہا ہے جو کہا اور اختلاف دو وجہ پہ ہے جو مسئلہ منصوص ہو اس میں اختلاف جائز نہیں اور جس میں تاویل کا احتمال ہو یا قیاس سے پایا جاتا ہو تو اس پر کوئی تنگی نہیں اور جب قیاس کریں جبکہ قیاس کرنا جائز ہے اور اختلاف کریں تو ہر ایک کو گنجائش ہے کہ اپنے مبلغ اجتہاد کے ساتھ قائل ہو اور نہیں گنجائش ہو اسکو کہ غیر کی پیروی کرے اور مذہب معتدل وہ ہو جو شافعی نے کہا کہ قیاس مشروع ہے وقت ضرورت کو نہ یہ کہ وہ اصل سے برا ہے (مفتی باب) مَا جَاءَ فِي الْجِهَادِ الْقَضَاءُ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ لِقَوْلِهِ وَمَنْ كَفَرَ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ جو آیا ہے حج اجتہاد قضاء کے ساتھ اس چیز کے کہ خدا نے اتاری واسطے قول اللہ تعالیٰ کے اور جو نہ حکم کرے ساتھ اس چیز کے کہ خدا نے اتاری تو یہی ہیں ظالم لوگ ف اور اجتہاد القضاء کے معنی ہیں اجتہاد کرنا حکم میں ساتھ اس چیز کے کہ خدا نے اتاری یا معنی اسکے یہ ہیں اجتہاد کرنا حکم کا حکم میں اور اجتہاد کے معنی ہیں حرج کرنا کوشش کا اور اصطلاح میں حرج کرنا وسعت کا ہے واسطے پہنچنے کو طرف معرفت حکم شرعی کی اور پہلے اس آیت کا یہ باب باندھا ہے اجر اس کا جو حکمت سے حکم کرے اور اس میں اشارہ ہو اس طرف کہ موصوف ساتھ دونوں صفتوں کو نہیں ہو ایک برخلاف اسکے جو قائل ہو کہ ایک انت مضاری ہیں ہو اور دوسری مسلمانوں میں اور پہلی یہود کے واسطے ہے اور ظاہر تر عموم ہو اور اقتضاً کیا ہو بخاری نے دونوں آیتوں کی تلاوت پر اس واسطے کہ ممکن ہو کہ دونوں مسلمانوں کو شامل ہوں برخلاف پہلی آیت کو کہ وہ اسکے حق میں ہو جو حلال طایع حکم کرے کیو بر خلاف اس چیز کے جو خدا نے

اناری اور ایہ پور سری دونوں آیتیں سو وہ عام ترین اس سے (فتح) و مَدْح النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
صاحبِ حکمت و حِکْمَةٍ حِينَ يَقْضِي بِهَا وَيُعْلِمُهَا وَلَا يَتَكَلَّفُ مِنْ قَبْلِهِ وَمَشَاوَرَةَ الْخَلْفَاءِ
وَسَوَاءُ أَهْلِ الْعِلْمِ تَرْجُمَهُ أَوْ حَضَرَتْ حُكْمَتُ وَالْكَفِّ كِي مَدْحِ كِي جِبِلِّ بِنِي حُكْمَتِ سِرِّ حُكْمِ كَرِ
اور اسکو سکھلائے اور نہ تکلف کرے اپنی طرف سے اور مشورہ کرنا خلیفوں کا اور سوال کرنا ان کا اہل علم سے
حَدَّثَنِي شَهَابُ بْنُ عُبَادٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِبرَاهِيمُ بْنُ جُمَيْدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسِ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ
أَتَاهُ اللَّهُ مَا لَا فُسْطَاطَةَ عَلَيْهِ هَلَكْتِهِ فِي الْحَقِّ وَآخَرُ أَتَاهُ اللَّهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِي بِهَا
وَيُعْلِمُ بِهَا تَرْجُمَهُ عَنِ السَّيْرِ رَوَيْتُ بِرَكَّةٍ نَهَيْتُ لَائِقٌ بِهِ حَسَدُ كَرْنَا لَمَرْدُ وَخَيْرُونَ بَيْنَ أَيْكٍ وَهُ مَرْدُ كُو
خدا نے مال دیا ہے سو اس کو قدرت وہی اسکے بجا خرچ کرنے پر اور دوسرا وہ مرد جسکو خدا نے حکمت ہی
سہ وہ اسکے ساتھ حکم کرتا ہے اور اسکو سکھلاتا ہے حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ
قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ الْمَغِيرَةِ قَالَ سَأَلَ كُمُرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ إِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ
بِغَيْرِ الْبَيْتِ بِطَنُهَا فَتَلْقَى جَنِينًا فَقَالَ أَيْكُمْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَيُّ شَيْءٍ أَفَعَلْتُ أَنَا فَقَالَ مَا هُوَ قُلْتُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِيهِ عُرَّةٌ
بَيْنَ الْوَامَةِ فَقَالَ لَا تَبْرَحْ حَتَّى تَخْتَلِعَ بِالْمَخْرَجِ فِيمَا قُلْتُ فَخَرَجْتُ فَوَجَدْتُ مُحَمَّدَ بْنَ
سَلَمَةَ فَخَسَّتُ بِهِ فَشَهِدَ لِي أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِيهِ عُرَّةٌ
عَلَى الْوَامَةِ تَابِعَهُ ابْنُ ابْنِ الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُرَّةَ عَنِ الْمَغِيرَةِ تَرْجُمَهُ بِغَيْرِهِ رَوَيْتُ
تہ کہ سوال کیا عمر نے عورت کو املاص سے اور وہ عورت وہ ہے کہ اسکے پیٹ کو مارا جاوے تو وہ کچا بچہ
والے یعنی کوئی اسکے پیٹ میں کچھ مائے اور اسکے پیٹ سے کچا بچہ گر پڑے سو کہا کہ تم میں کون ایسا
ہے جس نے حضرت سے اس میں کوئی بات سنی ہو میں نے کہا میں نے سنی ہے کہا وہ کیا ہے میں نے
کہا میں نے حضرت سے سنا ہے فرماتے تھے کہ اس میں بردہ لازم ہے غلام ہو یا لونڈی تو عمر فاروقؓ نے کہا
کہ نہ جلا ہو یو یہاں سے یہاں تک کہ تو گواہ لائے اس میں جو تو نے کہا سو میں نکلا تو میں نے محمدؐ کو
پایا تو میں اسکو لایا سو اسنے میرے ساتھ گواہی دی کہ اسنے حضرت سے سنا فرماتے تھے کہ لازم ہے اس میں
ایک بردہ غلام ہو یا لونڈی متابعت کی ہے ہشام کی ابی زناد نے اپنے باپ سے عروہ سے بغیرہ عرف
کہا میں بطلان نے کہ نہیں جانتا ہے قاضی کو حکم کیا اگر بعد طلب کرنے حد حادے شک کے کتاب یا نسخہ
اور اگر اسکو نہ پائے تو اجماع کی طرف رجوع لائے اور اگر اسکو بھی نہ پائے تو نظر کرے کہ کیا صحیح ہے

حمل کرنا بعض احکام مقررہ پر واسطے علت کو کہ دونوں کے درمیان جامع ہو سوا کر یہ پاسے تو لازم ہے
اسکو قیاس کرنا مگر یہ کہ عارض ہو اسکو اور علت سولازم ہے اسکو ترجیح اور اگر علت کو نہ پاسے تو
استدلال کرے شواہد اصول سے اور غلبے اشتباہ سے اور اگر اسکے واسطے کوئی چیز اس سے متوجہ
نہ ہو تو جوع کرے طرف حکم عقل کی اور یہ قول ابو بکر باقلانی کا ہے پہر اشارہ کیا طرف انکار کرنے کی
اسے اخیر کلام پر ساتھ قول الکتاب من یحییٰ اور یہ کہ کو معلوم ہے کہ نصوص سے نہ حواشی کو
احاطہ نہیں کیا سہم نے پہچانا کہ البتہ خدائے بیان کیا ہے حوادث کو حکم کو بغیر طریق نص کو اور یہ
قیاس ہے اور تائید کرتا ہے اسکی قول اللہ تعالیٰ کا لعلکم الذین یثبتونہ منہم اس واسطے کہ بتائیں
استخراج ہے اور وہ قیاس سے ہوتا ہے اس واسطے کہ نص ظاہر ہے پہر رو کیا قیاس کے مکررون
اور الزام دیا انکو ساتھ تناقض کے اس واسطے کہ انکے اصل سے ہے کہ جب نص نہ پائی جاوے تو
اجماع کی طرف رجوع لائے سولازم ہے ان کو کہ لاوین اجماع اس پر کہ قیاس پر عمل کرنا جائز نہیں
اور ان کو اس کی طرف کوئی راہ نہیں سو ظاہر ہو کہ قیاس سے تو اس وقت انکار کیا جاتا ہے جب کہ
نص یا اجماع موجود ہو نہ اس وقت جبکہ نہ نص موجود ہو اور نہ اجماع اور ساتھ اس کے ہر توفیق فقہ
بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتَتَّبِعَنَّ سُنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ تَرْجُمَهُ
حضرت کا قول کہ البتہ تم چلو گے اگلے لوگوں کی چالوں پر **ف** لفظ ترجمہ کا مطابق ہے دوسری
حدیث کو **حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذُبَيْبٍ عَنِ الْمُقَرَّبِيِّ عَنْ أَبِي**
هَرِيرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَأْخُذَ أُمَّتِي بِأَخْذِ
الْقُرُونِ قَبْلَهَا شَبْرًا شِبْرًا وَذُرَاعًا بِذُرَاعٍ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَفَّارِسَ وَالزُّومِ
قَالَ وَمِنْ النَّاسِ إِلَّا أُولَئِكَ تَرْجُمَهُ ابُو هَرِيرَةَ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی
قیامت یہاں تک کہ میری امت چلے گی اگلی امتوں کی چال پر بالشت بالشت بہر اور ہاتھ ہاتھ بہر
تو کسی نے کہا یا حضرت فارسیوں اور رومیوں کی طرح یعنی فارسیوں اور رومیوں کی چال پر
چلیں گے حضرت نے فرمایا اور کون لوگ ہیں سوائے انکے یعنی یہی لوگ مرا وہیں انہیں کی چال پر
چلیں گے **ف** یعنی اس واسطے کہ اس وقت زمین کو سب بادشاہوں میں یہی بہت بڑے بادشاہ
تھے اور انہیں کی رعیت زیادہ تھی اور انہیں کے شہر وسیع تھے اور قرون جمع قرن کی اور قرن
آرمیوں کی ایک امت کا نام ہے **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَزَّزِي قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو**
الصُّعْمَانِيُّ مِّنَ الْيَمَنِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ

تاریخ ہونگے اور تباہی والے کا ثواب کرنیوالوں کے ثواب کو نہ کھٹا دے گا یعنی دونوں کو پورا ثواب ملے گا یہ نہ ہوگا کہ کچھ تباہی والے کو ملے اور کچھ کرنے والوں کو اور جو گمراہی کی طرف لوگوں کو بلا دے گا تو اس پر اتنا گناہ ہوگا جتنا اسکی پیروی کرنے والوں پر ہوگا گمراہ کرنے والے کا گناہ کرنے والوں کے گناہ کو نہیں گنا دے گا یعنی دونوں کو برابر پورا گناہ ہوگا اور یہ جو کہا یا بری راہ نکلے تو اسکو بھی مسلم نے روایت کیا ہے جبریسے کہ حضرت نو فرمایا کہ جو اسلام میں اچھی راہ نکلے اسکو اسکا ثواب ملے گا اور جو اسکو بعد اس پر عمل کرے ان کا ثواب بھی اسکو ملے گا بدو اس بات کو کہ ان کا ثواب کچھ کھٹے یعنی دونوں کو جدا جدا پورا پورا ثواب ملے گا اور جو اسلام میں بری راہ نکلے گا تو اسکو اسکا گناہ ہوگا اور جو اسکو بعد اس بری راہ پر چلے گا ان کا گناہ بھی اسی کی گردن پر ہوگا بدو اس بات کے کہ کچھ انکے گناہوں سے کھٹے یعنی سبکو جدا جدا پورا گناہ ہوگا (فتح) لِقَوْلِ اللَّهِ وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّونَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے اور انکے گناہوں سے جو گمراہ کرتے ہیں بے علمی سے و کہا مجاہد نے کہ قیامت کو دن اپنے گناہوں کو بھی اٹھائینگے اور جن لوگوں نے ان کا گناہ مانا انکے گناہوں کو بھی اٹھائینگے اور ان کا گناہ ماننے والوں کے گناہوں سے کچھ کم نہیں ہوگا حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةٍ عَنْ مُسْرِقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسْتُ مِنْ نَفْسٍ تُقْتَلُ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلُ مِثْلِهَا وَذُبَابًا قَالَ سُفْيَانُ مِنْ دَمِهَا لَا فَتَسْقُ الْقَتْلَ أَوْ لَا تَرْجِمُهُ عَنِ الرَّبِّ رَوَيْتُ بِرِوَايَةٍ أَنَّ هَذِهِ جَانِبُهَا نَهَى عَنْ ظُلْمٍ قَتْلَ هَوْنِي مَكْرَهُ آدَمَ كَيْ يَهْلِي بَيْنَهُ يَعْنِي قَاتِلَ بِرَأْسِهِ خُونٌ كَاحْصَةِ بَرْتَا هِيَ يَعْنِي وَهِيَ كُتَابٌ مِثْلُ شَرِيكَ هُوَ تَلَا هِيَ اسْوَأُ مِمَّا كَانَتْ أُولَى خُونٌ كَرْنِيكِي رَاهُ نَكَالِي وَتَ يَتَنِي خَوَزِي رِي كِي رِمِ أُولَى أَسَى وَتَلِي أَسَى حَدِيثُ كِي شَرَحُ قِصَاصِ بَيْنِ كَذَرِي كَمَا مَلَسَ يَبَابُ وَرَاسُ سَوِيْلَابَابُ بِيْجُ مَعْنَى تَحْذِيرُ كِي گمراہی ہو اور بچنے کے بدعات سے اور نہی کو مومنوں کے راہ کی مخالفت کرنی سے اور وجہ تحذیر کی یہ ہے کہ جو بدعت نکالتا ہے وہ اس کو آسان جانتا ہے کہ اول اول ملکی معلوم ہوتی ہے اور نہیں معلوم کرتا جو مرتب ہوتا ہے اس پر مفسد سے اور وہ یہ ہے کہ جو اسے بعد اس بدعت پر چلے انکا گناہ بھی اسی کی گردن پر پڑے گا اگرچہ اسنے خود اس پر عمل نہ کیا ہو بلکہ اس واسطے کہ وہ بدعت دراصل پہلے پہل اسی نے نکالی (فتح) قَتَلَتْ

تبصیح مولو مصباح

مولوی محمد حسین

بقلم عاجز و متعصب
محمد عبد اللہ عفی عنہ
تتميز الثنا والعشر من فضل البت

صفحہ	الباب	صفحہ	الباب	صفحہ	الباب
۹۴	وہ انکی خیر خواہی نہ کرے	۹۴	کو کہ آپس میں موفقت کریں لغت	۱۳۹	لکھنا حاکم کا اپنے عاملوں کو اور
۹۵	جو لوگوں کو مشقت میں ڈالے گا	۹۵	نہ کریں کہ باعث فتنہ ہو	۱۴۱	قاضی کا امینوں کو
۹۶	خدا اسکو مشقت میں ڈالے گا	۹۶	قبول کرنا حاکم کا دعوت کو	۱۴۲	کیا جائز ہے حاکم کو کہ بھیجتے تھنا
۹۷	حاکم کرنا اور قوی دنیا راہ میں	۹۷	عاملوں کے بدیوں اور تحفوں کا	۱۴۱	آدمی کو موقع پر دیکھنے و سطر
۹۸	حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم کا کوئی	۹۸	آزاد غلاموں کو قاضی اور عامل بنانا	۱۴۲	جائز ہے ترجمہ کرنا کلام غیر کا قائل
۹۹	دربان نہ تھا	۹۹	چوہدری بنانا ایک گروہ کا	۱۴۵	کے وسط پر یا بالعکس اور کیا جائز ہے
۱۰۰	حاکم حکم قتل کا دیوہ جس پر قتل	۱۰۰	تعریف کرنا بادشاہ کے منہ پر کچھ اور	۱۴۴	ایک ترجمان
۱۰۱	موسو کا اجازت حاکم علی کے	۱۰۱	پیچھے کچھ مکرہ ہے	۱۴۴	حساب کرنا امام کا اپنے عاملوں کے
۱۰۲	کیا حکم کرے حاکم یا قوی دیوہ	۱۰۲	حاکم کرنا غیر حاضر پر کہ یک طرفہ دگری	۱۴۵	امام کا خاص نفع اور شہرہ والا
۱۰۳	غصے کی حالت میں	۱۰۳	جائز ہے یا نہ	۱۴۶	جسکو غریب خیل کہتے ہیں جو اس کے
۱۰۴	جو دیکھتا ہے قاضی کو کہ حکم کرے	۱۰۴	جو حاکم کہ ایک کا حق دوسرے کو دیکھو	۱۴۵	تنہائی کے مکان میں داخل ہو
۱۰۵	لوگوں کے معاملہ میں اپنے علم سے	۱۰۵	تو وہ سکو نہ ایسے اسلئے کہ حکم	۱۴۶	کس طرح بیعت کرے امام لوگوں کے
۱۰۶	جبکہ نہ ڈری بدگمانی اور تمہ سے	۱۰۶	حاکم کا حرام کو حلال نہیں کرنا اور	۱۵۱	جو دو بار بیعت کیا جاوے
۱۰۷	گو ابھی نہ ہی خطاب جائز ہے یا نہ	۱۰۷	نہ حلال کو حرام کرتا ہے	۱۵۱	گنوار دن اور جنگلیوں کی بیعت
۱۰۸	گپ لائق ہوتا ہے مرد قاضی	۱۰۸	حکم کرنا کوئی کے باری میں اور مثل	۱۵۲	کامیابان سلام اور جہاد پر
۱۰۹	بننے کے اور تکرار خفیہ	۱۰۹	علم کرنا تہوڑی اور بیت ال میں	۱۵۲	چوٹے ٹکے کا بیعت کرنا
۱۱۰	روزی حاکم کی اور جو اس پر عامل ہو	۱۱۰	بیچنا امام کا مال اور زمین لوگوں کا	۱۵۳	جو بیعت کرے بیعت کو پھر ناچا ہو
۱۱۱	جو حکم اور عاں کرے مسجد میں	۱۱۱	جو نہ پردہ کرے وسط طعن اس شخص	۱۵۳	جو کسی مرد سے صرف دنیا کے واسطے
۱۱۲	جو حکم کرے مسجد میں اور حدائق	۱۱۲	کے کہ نہ جانے اسیر دن میں	۱۵۴	بیعت کرے
۱۱۳	جاوے خارج مسجد کے	۱۱۳	مسجد جبکہ نے دالالہ کا	۱۵۴	عورتوں کی بیعت کا بیان
۱۱۴	تصویت لیا امام کا مدعی اور عاقل	۱۱۴	حاکم اگر حکم کرے ظلم سے یا خلاف	۱۵۵	جو بیعت توڑے
۱۱۵	سبب کرانہ جانہ در مسجد برجاہ	۱۱۵	اہل علم کے تودہ حکم مردود ہے	۱۵۵	علیفہ سفر کرنا بعد مرنے کے یا
۱۱۶	گو ابھی جبکہ ہو نزدیکی حاکم کے الم	۱۱۶	امام سے گروہ سے خود اگر	۱۵۶	سبب کرنا جماعت کا نا کہ اختیار
۱۱۷	اگر حاکم کا جبکہ بھیجے دو مردوں	۱۱۷	کاتب امین یا قائل ہو	۱۵۶	اگرین اپنے میں سے کسی کو

صفحہ	ابواب	صفحہ	ابواب	صفحہ	ابواب
۲۲۲	گناہ اسکا جو بدعت لگا لیا والے کو جگہ دیوے	۱۴۰	بیچ بیان ان حدیثوں کے جو خیر و احسن	۱۴۰	لگانا جگہ کرنے والوں اور لگانے کرنے والوں کا گروہ کے بعد معرفت کے
۲۲۳	اللہ تعالیٰ کا وہ تقف مٹا	۱۴۱	جو چیز آئی ہے قبول کرنے خیر و احسن	۱۴۱	کیا امام کو جائز ہے کہ منع کرے مجرم کو کلام وغیرہ سے
۲۲۴	اللہ تعالیٰ کا وہ تقف مٹا	۱۴۲	بیچ بیان ان حدیثوں کے جو خیر و احسن	۱۴۲	کتاب الثمینی
۲۲۵	اللہ تعالیٰ کا وہ تقف مٹا	۱۴۳	بیچ بیان ان حدیثوں کے جو خیر و احسن	۱۴۳	باب بیچ بیان تمنا اور آرزو کرنے کے
۲۲۶	اللہ تعالیٰ کا وہ تقف مٹا	۱۴۴	بیچ بیان ان حدیثوں کے جو خیر و احسن	۱۴۴	بیچ بیان تمنا اور آرزو و تمنا دین
۲۲۷	اللہ تعالیٰ کا وہ تقف مٹا	۱۴۵	بیچ بیان ان حدیثوں کے جو خیر و احسن	۱۴۵	آرزو کرنی خیر کی
۲۲۸	اللہ تعالیٰ کا وہ تقف مٹا	۱۴۶	بیچ بیان ان حدیثوں کے جو خیر و احسن	۱۴۶	قول حضرت کا کہ اگر میں اپنا حال اگے سے جانتا جو پیچھے جانا
۲۲۹	اللہ تعالیٰ کا وہ تقف مٹا	۱۴۷	بیچ بیان ان حدیثوں کے جو خیر و احسن	۱۴۷	قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
۲۳۰	اللہ تعالیٰ کا وہ تقف مٹا	۱۴۸	بیچ بیان ان حدیثوں کے جو خیر و احسن	۱۴۸	کلمہ ایسا ہوتا اور ایسا ہوتا
۲۳۱	اللہ تعالیٰ کا وہ تقف مٹا	۱۴۹	بیچ بیان ان حدیثوں کے جو خیر و احسن	۱۴۹	قرآن اور علم کی آرزو کرنا
۲۳۲	اللہ تعالیٰ کا وہ تقف مٹا	۱۵۰	بیچ بیان ان حدیثوں کے جو خیر و احسن	۱۵۰	جو مکروہ ہے آرزو کرنا
۲۳۳	اللہ تعالیٰ کا وہ تقف مٹا	۱۵۱	بیچ بیان ان حدیثوں کے جو خیر و احسن	۱۵۱	یہ کہنا کہ اگر خدا کی رحمت نہ ہوتی تو ہم براہ نہ پاتے دین کی
۲۳۴	اللہ تعالیٰ کا وہ تقف مٹا	۱۵۲	بیچ بیان ان حدیثوں کے جو خیر و احسن	۱۵۲	جو جائز ہے لوگ سے یعنی کلمہ لگو
۲۳۵	اللہ تعالیٰ کا وہ تقف مٹا	۱۵۳	بیچ بیان ان حدیثوں کے جو خیر و احسن	۱۵۳	مکروہ ہے آرزو کرنا دشمن سے ملنے کی
۲۳۶	اللہ تعالیٰ کا وہ تقف مٹا	۱۵۴	بیچ بیان ان حدیثوں کے جو خیر و احسن	۱۵۴	کتاب اخبار الاحاد
۲۳۷	اللہ تعالیٰ کا وہ تقف مٹا	۱۵۵	بیچ بیان ان حدیثوں کے جو خیر و احسن	۱۵۵	کتاب اخبار الاحاد
۲۳۸	اللہ تعالیٰ کا وہ تقف مٹا	۱۵۶	بیچ بیان ان حدیثوں کے جو خیر و احسن	۱۵۶	کتاب اخبار الاحاد

یہ کتاب میں ملے ہوئے ہیں اور صحاح ستہ عربی اور بارہ جہاں اور درکت دینیہ پر مشتمل ہیں اور جامعہ اسلامیہ کوئی فقیرانہ تاحریک نہیں جو جو دہلی

۱۲
 ترجمہ فارسی کے ترجمہ فتح الباری تخریج محمد نجاری بہی شامل ہے اور تفسیر القاری - فتح الباری - کرمانی قسطلانی جانیہ ہندی کو بہی آزاد کر

الکتاب لکنا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اصحیح بعد

بہت منزل میں مولانا ابوالحسن علی بن علی بن محمد اصحیح کتاب اسناد و احوال عقبہ بحیر الجبار و تسمیل القاری

فیضان الباری

صحیح الباری

ترجمہ و شرح اردو

۱۸ ۷ ۱۳

محسن تمام مذہب امام ابو الہدیٰ غفر اللہ لہ و لوالدیہ و نزہۃ قسم اللہ تعالیٰ ایماناً کاملًا باہتمام محمد و تو

مطبعہ دارالحدیث و کتب العربیہ و اسلامیہ
 دارالحدیث و کتب العربیہ و اسلامیہ

یہ کتاب ۱۳ جلدوں میں لکھی گئی ہے جس میں ۱۸ جلدیں ہیں اور ۱۲ جلدیں

۳۰

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بَابُ مَا ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَخَصَّ عَلَى اتِّفَاقِ أَهْلِ الْعِلْمِ
 جُودَ كَرِيَا حَضْرَتِ نَبِيِّ اور عِزَّتِ دِلَامِی اور پُر اتفَاقِ كَرْنِی اہل علم كے وَمَا أَجَبَهُ عَلَيْهِ الْحَرَمَانِ
 مَلَكَةُ وَالْمَدِينَةُ وَمَا كَانَ يَهَامِنُ مَشَاهِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُهَاجِرِينَ وَ
 الْأَنْصَارِ وَمُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُنِيرِ وَالْقَتَنِ اور حُسْبِ اِجْمَاعِ كِیَا ہے كے
 اور مدینے والوں نے اور جو ہے مدینے میں حضرت اور مہاجرین اور انصار كے حاضر ہونے كی
 جگہ سے اور جو ہے وہاں حضرت كی جائزہ اور منبر اور قبر سے ف كہا كریانی نے كہ اِجْمَاعِ وَاتِّفَاقِ
 ہے اہل حل اور عقد كا یعنی مجتہدین كا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم كی امت سے کسی امر پر دینی
 امرون میں سے اور صرف كے اور مدینے كے مجتہدون كا اتفاق جمہور كے تروك اِجْمَاعِ
 نہیں جب تك كہ اور سب شہردن كے مجتہدین اُنكے ساتھ شامل نہ ہوں اور كہا مالك نے
 كہ مدینے والوں كا اِجْمَاعِ حجت ہے اور عبارت بخاری كی مشعر ہے ساتھ اسكو كہ مكر اور مدینے
 والوں كا اِجْمَاعِ حجت ہر میں كہتا ہوں شاید مراد بخاری كی ترجیح ہے نہ دعوے اِجْمَاعِ كا اور
 جب مالك اور اسكے پیرو صرف اہل مدینہ كے اِجْمَاعِ كو حجت جانتے ہیں تو جب اہل مكہ اُنكے
 ساتھ موافق ہوں تو پھر وے اسكے ساتھ بطریق اولے قائل ہونگے اور البتہ قائل كیا ہے ان
 میں نے سحنون سے اعتبار اِجْمَاعِ اہل مكہ كا ساتھ اہل مدینہ كے یہاں تك كہ اگر سب اتفاق

کرین اور ابن عباسؓ کسی چیز میں ان کے مخالف ہوں تو وہ اجماع نہیں گنا جاتا اور یہ نہیں ہے اس پر
 کہ مذرت مخالف کی اثر کرتی ہے یہ ثابت ہونے لجام کے لئے اجماع ثابت نہیں ہوتا جبکہ کوئی
 مخالف ہو (فتح) **حَلَّ ثَنَا اسْمَعِيلٌ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُسْكَدِيِّ عَنْ جَابِرِ**
ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ السَّكَنِيِّ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ
فَأَصَابَ الْأَعْرَابِيَّ وَعُكٌّ بِالْمَدِينَةِ فَجَاءَ الْأَعْرَابِيَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمْجَاهَهُ فَقَالَ
أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى تَمْجَاهَهُ فَقَالَ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى فَخَرَجَ الْأَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْمَدْيَنَةُ كَالْكُنُفِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَتَبْصُرُ طَيِّبَهَا تَرْحِمُهُ جَارُ بَيْتِ
 ہے کہ ایک گنوار نے حضرت سے اسلام کی بیعت کی تو اس گنوار کو مدینے میں تپ چڑھی سو وہ حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اس نے کہا یا حضرت امیری بیعت توڑ دو حضرت نے نہ مانا پھر حضرت
 پاس آیا اور کہا کہ میری بیعت توڑ دو حضرت نے نہ مانا پھر حضرت پاس آیا اور کہا کہ میری بیعت توڑ
 دو حضرت نے نہ مانا تو وہ صرختے ہو کر نکل گیا یعنی مدینے سے تو حضرت نے فرمایا کہ مدینہ تو جیسے بھی
 ہے لو مار کی نکالتا ہے میل کچیل کو اور نکھارتا ہے سترے کو **فَائِدَةٌ** اس حدیث کی شرح آخر حج
 میں گذر چکی ہے کہا ابن بطال نے مطلب سے کہ اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ مدینہ افضل ہے
 سب شہروں سے بسبب اس چیز کے کہ خاص کیا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے ساتھ اسکے کہ وہ
 میل کچیل کو نکالتا ہے اور مرتب کیا ہے اس پر اس بات کو کہ اجماع اہل مدینہ کا محبت ہو
 اور تعقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ قول ابن عبد البر کے کہ حدیث دلالت کرتی ہے اور فضیلت
 مدینے کے لیکن یہ وصف اسکے واسطے سب زمانوں میں عام نہیں ہے بلکہ وہ حضرت کے زمانے
 کے ساتھ خاص ہے اس واسطے کہ نہیں نکلتا تھا مدینے سے واسطے سونہ پہرے کے حضرت
 کے ساتھ رہنے سے مگر وہ شخص جس میں خیر نہ ہو اور کہا عیاض نے مانند اسکے اور تائید کی
 اسکی ساتھ حدیث ابو ہریرہؓ کے جو روایت کی سلم نے کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ نکال
 دے گا مدینہ بد لوگوں کو جیسے نکالتی ہے بٹی میل چاندی کا کہا اور آگ سوائے اس کے
 کچ نہیں کہ نکالتی ہے میل اور ردی کو اور البتہ نکلی مدینے سے بعد حضرت کے ایک جماعت
 خیار اصحاب سے اور مدینے کے سوا اور جگہ کو وطن ٹھہرایا اور مدینے سے باہر فوت ہوئے مانند
 ابن مسعودؓ اور ابو موسیٰؓ اور علیؓ اور ابوذرؓ اور عمارؓ اور خذیفہؓ اور عبادہ بن صامتؓ وغیرہم کے

سودا لیت کی اس نے کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ زمانے حضرت کے ساتھ قید مذکور کے بہر واقع ہوگا
تمام اخراج ردی کا بیچ محاصرہ زمانہ دجال کے جبکہ وہ مدینے کا محاصرہ کر دیا جیسا کہ مفصل بیان
اسکا فتن میں گذر چکا ہے سونہ باقی رہے گا کوئی منافق مگر کہ اسکی طرف نکلے گا پس یہ دن
ہے خلاص ہونے کا رفتح (حک) ثنا مؤسیٰ بن اسمعیل قال حدثنا عبد الواحد قال
حدثنا معمر عن الثہری قال حدثنا عیبد اللہ بن عبد اللہ قال حدثنا ابن
عباس قال کنت افری عبد الرحمن بن عوف فلما کان اخر حجة حجھا عمر فقال
عبد الرحمن بنی لو شهدت امیر المؤمنین انا رجُل فقال ان فلانا یقول لو مات
امیر المؤمنین کبایتنا فلانا قال عمر لا قوم من العشیة فاحذر هؤلاء الرهط الذین
یریدون ان یغصبوهم قلت لا تفعل فان المؤمن یجمع رجاع الناس یغلبون علی
مجلسک فاحاف الا ینزلوها علی وجھها فطیر بها کل مطیر فامهل حتی تقدم
المدينة دار الحجة ودار الشکة فخلص باصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم
من المهاجرین والاضار ویحفظوا مقاتلتک وینزلوها علی وجھها فقال و الله
لا قوم من ید فی اول مقام اقومه بالمدينة قال لی عباس فقد منّا المدينة فقال
ان الله بعث محمدًا صلی الله علیه وسلم بالحق وانزل علیه الکتاب فكان فیما
انزل آية التمجید ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے کہ میں عبد الرحمن بن عوف کو پڑھاتا تھا سوجب
ہوا وہ حج جو حضرت عمرؓ نے آخر کیا تو عبد الرحمنؓ کے پاس سے پہرا اور مجھ سے ملا سو عبد الرحمن
نے مجھ سے سنا میں کہا کاش تو امیر المؤمنینؓ عمرؓ پاس حاضر ہوتا انکے پاس ایک مرد آیا سو اس نے کہا
کہ فلا ناکت ہے کہ اگر امیر المؤمنینؓ مر گیا تو البتہ ہم فلا نے کے ہاتھ پر بیعت کرینگے تو عمر فاروق
نے کہا کہ البتہ میں دوپہر کے بعد کھڑا ہونگا یعنی خطبہ پڑھوں گا سو ڈراؤں گا ان لوگوں کو جو ارادہ
کرتے ہیں کہ ان سے خلافت غضب کریں یعنی امر خلافت پر کودے پڑتے ہیں بدون عہد اور
مشورے کے جیسے کہ واقع ہوئی بیعت ابو بکر صدیق کی بدون صلاح اور مشورے کے میں نے کہا
کہ ایسا مت کرنا اس واسطے کہ موسم حج کا جمع کرتا ہے جاہل اور کمینے لوگوں کو تیری مجلس پر غالب
ہونگے یعنی ہجوم کر کے تیرے پاس جمع ہونگے سو میں ڈرتا ہوں کہ نہ اتارین تیری بات کو اس
کی وجہ پر یعنی اسکی مراد کہ نہ سمجھیں سواثر اوسے اسکو ہر آواز والے یعنی بدون تامل اور ضبط
کے سو توقف کر یہاں تک کہ تو مدینے میں آوے جو ہجرت اور سنت کا گہر ہے سو حضرت کے صحاب

مہاجرین اور انصار میں پہنچے اور تیری بات کو یاد رکھیں اور اسکو اسکی وجہ پر آماریں سو کما عمر فاروقؓ نے تم سے اللہ کی کٹرا ہونگامیں ساتھ اس کے اول مقام میں کہ کٹرا ہونگامدینے میں کہا ابن عباسؓ نے سو کما مدینے میں آئے سو عمر فاروقؓ نے کہا کہ بیشک خدا نے محمدؐ کو سچا پیغمبر بھیجا سو رحمہ کی آیت قرآن میں تھی **ف** یہ حدیث پوری پہلے گزر چکی ہے اور البتہ داخل کیا ہے بہت لوگوں نے جو اہل مدینہ کے اجماع کو حجت جانتے ہیں اس مسئلے کو بیچ مسئلے اجماع صحابہ کے اور یہ اس جگہ ہے جس جگہ کہتا ہے اس واسطے کہ وہ قرآن اترنے اور نزول وحی کے وقت موجود تھے اور جو اسکی مشابہ ہے اور یہ دونوں مسئلے مختلف ہیں اور یہ قول کہ اجماع صحابہ کا حجت ہے قوی تر ہے اس قول ہے کہ اجماع اہل مدینہ کا حجت اور راجح یہ ہے کہ اہل مدینہ جو صحابہ کے بعد ہیں جب کسی چیز پر اتفاق کریں تو اس کے ساتھ قائل ہونا قوی تر ہے قائل ہونے سے ساتھ غیر اس کے کے گمراہ کہ بعض مرفوع کے مخالف ہو اور جو خاص ہے ساتھ اس باب کے قائل ہونا ہے ساتھ حجت ہونے قول اہل مدینہ کو جبکہ اتفاق کریں اور ایسے ثبوت فضل مدینہ کا اور اہل اس کے کا اور غالب جو ذکر کیا گیا ہے اس باب میں ہونہیں ہے قوی استدلال میں اس مطلب پر (فتح) **حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَدُّنَا عَنْ أَبِي ثَوْبَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَلَيْهِ تَوْبَانِ مَسْتَقَانِ مِنْ كَثَانٍ فَقَالَ بَخٍ أَبُو هُرَيْرَةَ يَتَخَطُّ فِي الْكَثَانِ لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَإِنِّي كَأَيْتُنِي فِيمَا بَيْنَ مَنْبَرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى حَجْرَةِ عَائِشَةَ مَغْشِيًا عَلَيْهِ فَيَخِي الْجَائِي فَيَضَعُ رِجْلَهُ عَلَى عُنُقِي وَيُرِي أُنَى حُجُونٍ وَمَا بِي مِنْ جُنُونٍ مَا بِي إِلَّا الْجَوْنُ** ترجمہ محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سم ابو ہریرہؓ پاس بیٹھے تھے اور ان پر دو کپڑے تھے اسی کے گیری سے رنگے ہوئے سو ریشہ ڈالا اور کہا تعجب ہے ابو ہریرہؓ اسی کے کپڑے میں ریشہ ذاتی ہے البتہ میں نے اپنے تئیں دیکھا اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر اور حضرت عائشہؓ کے حجرے کے درمیان گر ٹپاتا تھا بیہوش ہو کر سوانے والا آتا اور اپنا پاؤں میری گردن پر رکھتا اور اس کو گمان نہ ہوتا کہ میں دیوانہ ہوں اور حالانکہ مجھ کو کچھ جنون نہ ہوتا نہ ہوتی محبہ مگر ہو کہ **ف** اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول اسکا ہے کہ میں حضرت کے منبر اور عائشہؓ کے حجرے کے درمیان بیہوش ہو کر گر ٹپاتا تھا اور وہی ہے مکان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کا کہا ابن بطاآن نے مہذب ہے کہ وہ داخل ہونے اسکے کی ترجمہ میں اشارہ ہے طرف اسکی کہ جب صبر کیا ابو ہریرہؓ نے شدت پر جسکے طرف اشارہ کیا ہے

ملازمت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے طلب علم کے تو بدلہ دیا گیا ساتھ اس چیز کے تھا ہوا ساتھ
اسکے کثرت محض اور منقول سے احکام وغیرہ سے اور یہ ساتھ رکبت صبر کرنے اسکے کے شہید پر
رفع (حَلُّ ثَمَّاءُ عَنْ بَنِي كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَابِسٍ قَالَ سَمِعْتُ
ابْنَ عَبَّاسٍ أَشْهَدُكَ الْعِيدَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعْمَرُ وَلَوْ لَا مَا نَزَلَتْ مِنِّي
مَا أَشْهَدُكَ مِنَ الصَّغِيرِ فَأَتَى الْعَلَمَ الَّذِي عِنْدَ دَارِ كَثِيرٍ بَنِي الصَّلْبِ فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ
وَكَمْ يَذْكُرُ أَذَانًا وَلَا إِقَامَةً ثُمَّ أَمَرَ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَ النَّاسُ يُكْثِرُونَ إِلَى إِذَا نَهَضَ
وَحُلُوفُهُمْ فَأَمَرَ بِإِلَافَاتِهِمْ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْجِمَةً رَوَاهُ أَبُو جَرِيرٍ
سے کہ کسی نے ابن عباس سے پوچھا کہ کیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید میں حاضر ہوا ہے
اس نے کہا ہاں اور اگر حضرت کے نزدیک میرا رتبہ نہ ہوتا تو میں اس میں حاضر نہ ہوتا بسبب کم عمر ہونے
کے سو تشریف لائے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس اس علم کے جو کثیر بن صلت کے گھر کے پاس ہے
سوائے عید کی نماز پر ہی ہر خطبہ پڑھا اور نہ ذکر کیا اذان کو اور نہ تکبیر کو ہر حکم کیا ساتھ صدقہ
کرنے کے سو عورتیں اپنے کان اور حلق کی طرف ہاتھ لیجائے لگین ہر حکم کیا بلال کو سو وہ عورتوں
پاس آئے ہر حضرت کی طرف ہر سے ف اس حدیث کی شرح عید کی نماز میں گندہ چلی ہے اور غفر
اس سے اس جگہ ذکر عید گاہ کا ہے جس جگہ کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس علم پاس تشریف
لائے جو کثیر بن صلت کے گھر کے پاس ہے اور گھر مذکور بنایا گیا تھا بعد عید حضرت صلے اللہ علیہ
سلم کے اور سوائے اسکے کو نہیں کہ معروف تھا ساتھ اسکے واسطے مشہور ہونے اسکے کو
کہا ابن بطال نے صلیبی کے شاہد ترجمہ کا قول ابن عباس کا ہے کہ اگر میرا رتبہ نہ ہوتا تو میں عید
میں حاضر نہ ہوتا اس واسطے کہ اسکے معنی یہ ہیں کہ اہل مدینہ کے بڑوں اور چوٹوں اور عورتوں اور
خادموں نے ضبط کیا ہے علم کو ساتھ معاینہ کے عمل کی جگہوں میں شارع علیہ السلام سے جو
اس کی طرف سے بیان کرنے والے ہیں اور ان کے سوا اور لوگوں کو یہ رتبہ حاصل نہیں ہے اور
تعقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ قول ابن عباس کا میں الصَّغِيرِ مَا أَشْهَدُكَ اشارہ ہے اس سے
طرف اسکی کہ کم ہونا عمر کا جگہ گمان عدم وصول کی ہے طرف اس مقام کے کہ جس میں ابن عباس
حضرت پاس حاضر ہوا یہاں تک کہ آپ کا کلام سنا اور تمام جو بیان کیا اس قصے میں لیکن چونکہ وہ
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے تھے اور ان کی خالہ حضرت کی بی بی تھیں تو اس سبب
سے رتبہ مذکور میں ہو سکتے اور اگر یہ نہ ہوتا تو نہ ہو پختے اور لے جاتی ہے اس سے نفی تمہم کی جسکا

مطلب دعویٰ کیا ہے اور بر تقدیر تسلیم کے پس وہ خاص ہے ساتھ اسکے جود ہاں موجود تھا اور وہ اصحاب میں سونہ شریک ہوگا اگر اُس میں جو اُنکے بعد ہے ساتھ مجرور ہونے اسکے کے اہل مدینہ سے رفقہ (حکایتنا ابو نعیم قال حدثنا سفیان عن عبد اللہ بن زبیر عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان کانی قبائلاً مائشاً وراکباً ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قبا میں جا کرتے تھے پیادہ اور سوار ف احمدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے کہا ابن بطلال نے کہ مراد اس حدیث سے حضرت کو دیکھنا ہے پیادہ اور سوار یہ قصد کرنے آپ کے طرف مسجد قبا کی اور شہد ہے حضرت کے مشاہد سے اور نہیں یہ غیر مدینے میں رفقہ (حکایتنا عبد بن اسماعیل حدثنا ابوالسامة عن هشام عن ابنہ عن عائشہ قالت لعبد اللہ ابن الزبیر اذ فقی مع صواحبی ولا تد فی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی البیت فانی اکر ان اذکی وعن هشام عن ابنہ ان محمد ارسل الی عائشہ ائذ فی لی ان اذکن مع صاحبی فقالت ای واللہ قال وکان الرجل اذا ارسل الیہا من الصحابة قالت لا واللہ لا اؤثرہم یاحد ابداً ترجمہ عائشہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عبد اللہ بن زبیر سے کہا کہ مجھ کو میری مصاحبوں یعنی حضرت کی بیبیوں کے ساتھ دفنانا اور مجھ کو حضرت کے ساتھ گھر میں دفنانا اس واسطے کہ میں برا جانتی ہوں کہ پاک اور بے عیب ثمرائی جاؤں اور ہشام سے روایت ہے اس نے روایت کی اپنے باپ سے کہ عمر فاروق نے عائشہ کو کہلا بھیجا کہ مجھ کو اجازت ہو کہ میں اپنے دونوں ساتھی کے ساتھ دفنا یا جاؤں تو عائشہ نے کہا ہاں قسم ہے اللہ کی اور اصحاب میں سے جب کوئی عائشہ کو کہلا بھیجتا تھا تو کہتی تھیں قسم ہے اللہ کی نہیں اختیار کروں گی میں ساتھ ان کے کسی کو کہی ف یہ جو عائشہ نے کہا کہ میں برا جانتی ہوں کہ پاک ثمرائی جاؤں یعنی کوئی میری تعریف کرے جو مجھ میں نہیں بلکہ ساتھ مجرور ہونے میرے کے مدفون نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سوا باقی بیبیوں کے سو گمان کرے کہ میں خاص کی گئی ہوں ساتھ اسکے سواے اُنکے واسطے اس چیز کے کہ مجھ میں ہے اور ان میں نہیں اور یہ نہایت تواضع ہے عائشہ سے اور روایت کی ترمذی نے عبد اللہ بن سلام کی حدیث سے کہ لکھی ہوئی ہے نوریہ میں صفت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ علیہ السلام اُنکے ساتھ دفن ہوئے اور اسکے بعض اویوں نے کہا کہ حجرے میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ دفن ہوئے عیسیٰ علیہ السلام ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو بکر اور عمر کے پس چوٹی قبر کہا ابن بطلال نے مطلب سے سواے اسکی

کچھ نہیں کہ بڑا جانا حالت تہنہ یہ کہ دفن ہو ساتھ انکے اس خوف سے کہ گمان کرے کوئی کہ عاتقہ افضل
 میں سب اصحاب کے بعد حضرت کے اور ابو بکر اور عمر کے اور البتہ حجت بکری ہے ابو بکر ابہری مالکی نو
 ساتھ اسکے کہ مدینہ افضل ہے کہ سے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کی مٹی سے پیدا
 ہوئے اور وہ افضل ہیں سب آدمیوں سے تو مدینے کی مٹی ہی سب مٹیوں سے افضل ہوگی اور یہ
 جو کہا کہ مدینہ کی مٹی افضل ہے تو اس میں کوئی نزاع نہیں اور نزاع تو اس میں ہے کہ کیا اس کا لازم
 آتا ہے کہ مدینہ کے سے افضل ہو اس واسطے کہ مجاور شے کا اگر ثابت ہوں اسکے واسطے تمام
 فضائل اسکے تو ہوگا یہ مجاور مانند اسکی سو اس سے لازم آویگا کہ مدینہ کے قرب و جوار کی زمینیں
 سے افضل ہو اور حالانکہ نہیں ہے اس طرح اتفاقاً اسی طرح جواب دیا ہے بعض متقدمین
 نے اور اس میں نظر ہے حاکم ثنائی یوسف بن سکیمان قال حدثنی ابو بکر بن ابی وئیس
 عن سکیمان بن یزید عن صالح بن کئیسان قال ابن شہاب اخبرنی انکس بن مالک
 ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی العصر فکان فی العوالی والشمس مرتفعۃ
 زاد اللکث عن یونس وبعث العوالی اربعۃ امیال او ثلاثۃ ترجمہ انس سے روایت ہے
 کہ حضرت کا دستور تھا کہ عصر کی نماز پڑھتے سو ہم ان گاؤں میں آتے جو مدینے کی اُچان میں ہیں
 اور حالانکہ آفتاب بلند ہوتا زیادہ کیا سے لیٹ نے پولس سے اور عوالی مدینے سے چار میل
 یا تین میل دور ہیں شاید یہ شک ہے ابس سے اس واسطے کہ وہ اسکے نزدیک ابی صالح
 ہے اور یہ بنا برہسکی عادت کے ہے کہ وارد کرتا ہے ہکوشواہد اور مہتمات میں اور نہیں حجت
 پکڑتا ہے ساتھ اسکے اصول میں (فتح) اس حدیث میں ذکر ہے اصحاب کے مشاہدہ کا حاکم ثنائی
 عمر بن زرارۃ قال حدثنا قاسم بن مالک عن الجعید قال سمعت السائب بن یزید یقول
 کان الصاع علی عهد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مڈاً وثلثنا بمڈاً کہم الیوم وقد یزید
 فیہ سیمۃ القاسم بن مالک الجعید ترجمہ سائب بن یزید سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کے زمانے میں صاع بقدر ایک مد اور تھامی کے تھا ہمارے آج کے مد سے اور البتہ زیادہ
 کیا گیا اس میں عمر بن عبد الغزنی کے زمانے میں سنا ہے قاسم نے جبید سے و اور مناسبت
 اس حدیث کی ترجمہ سے یہ ہے کہ انداز صاع کی اس متیل سے ہے کہ اجماع کیا ہے اس پر اہل مکہ
 اور مدینہ نے بعد زمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بدستور رہا اور حنین بنو اسیمہ نے اس میں
 زیادتی کی تو نہ چھوڑا لوگوں نے اعتبار صاع نبوی کا اس چیز میں کہ وارد ہوئی ہے اس میں

تقدیر ساتھ صاع کے صدقہ فطر وغیرہ سے بلکہ بدستور رہے اور اعتبار کرنے اسکے کے پھر اسکے اکرم
استعمال کیا انہوں نے صاع زائد کو اس چیز میں کہ تحقیق وقع ہوئی ہے اس میں تقدیر ساتھ صاع
کے جیسے کہ تنبیہ کی ہے اس پر مالک نے اور جوع کیا طرف اسکی ابو یوسف نے پھر قصے مشہور کے (فتح)
حَلَّ ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلُكَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ ابْنِ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ النَّسِ
ابْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهْمُ فِي مَيْكَلِهِمْ وَبَارِكْ
لَهُمْ فِي صَاعِهِمْ وَمِلَّةِهِمْ يَعْنِي أَهْلَ الْمَدِينَةِ رَحِمَهُمُ اللَّهُ رَوَيْتُ عَنْ رُوَيْدِ بْنِ رُوَيْدٍ
فَرَّيَا أَلَسَ بَرَكَةُ رُوَيْدِ بْنِ رُوَيْدٍ كَوَانِ مَاطِنِ أَوْرُ بَرَكَةُ رُوَيْدِ بْنِ رُوَيْدٍ كَوَانِ مَاطِنِ أَوْرُ بَرَكَةُ
مَرَادُ حَضْرَتِ كِي اہل مدینہ میں **ف** کما این بطلان نے مہلک کہ حضرت نے جو مدینہ والوں کی وسط
دعا کی انکے صاع اور مدین تو اس دعا نے خاص کیا ہے ان کو برکت سچ جس بے بس کیا اہل دنیا
کو طرف قصد کرنے انکے کی اس معیار میں کہ دعا کی گئی ہے واسطے اسکے ساتھ برکت کے تاکہ
تھیرا وین ماسکو طریقہ کہ بیرونی کرین اسکی اپنی معاش میں اور جو فرض کیا ہے اللہ نے اور ان کے
رفتح **حَلَّ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو ظَهْرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ
عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ الْيَهُودَ جَاءُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ وَأَمْرَأَةٍ مَرْنِيَا
فَأَمْرَأَتُهُمَا قَرْنِيَا مِنْ حَيْثُ قُوضَتْ لِحَاظُهُمَا عِنْدَ الْمَسْجِدِ رَحِمَهُمُ اللَّهُ رَوَيْتُ عَنْ رُوَيْدِ بْنِ رُوَيْدٍ
كَهِيُودِي لَوْ أَنَّ أَيْكَلَهُ عَوْرَتُ كَو حَضْرَتِ بَاسِ لَاسْ كَو دُونِ نَازَا كِيَا تَاسُو حَكَمَ كِيَا حَضْرَتِ صَلَی
اللہ علیہ وسلم نے انکے شگسار کرنے کا سودو نو سنگسار کیے گئے قریب اس جگہ کے کہ خنازے
رکھے جاتے ہیں پاس مسجد کے **ف** اس حدیث کی شرح محاربین میں گزر چکی ہے **حَلَّ ثَنَا
إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُوَلَّى الْمُطَّلِبِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَعَهُ أَهْلُ هَذَا أَجَلٌ يُحِبُّنَا وَيُحِبُّهُ اللَّهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ
وَإِنَّ أَحْرَمَ مَا بَيْنَ كَابَتَيْهَا تَابَعَهُ سَهْلٌ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِ رَحِمَهُ
النس سے روایت ہے کہ حضرت کو احد کا پاڑ نظر آیا تو فرمایا کہ ہاڑ ہے محبت رکھتا ہے اور محل سحر
محبت رکھتے ہیں اسی مقرر ابرہہ نے مکے کو حرام کیا اور البتہ میں حرام کرتا ہوں جو مدینہ کی دونوں
طرف پہرلی زمین کے درمیان ہے **ف** یعنی حیر کے میں شکار کرنا اور وحشت کا شاور ست
اسی ہی میں ہی اور حدیث کی شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے رستم متابعت کی ہے اسکی سہل نے
حضرت سے احد میں **حَلَّ ثَنَا ابْنُ أَبِي قُرَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ******

عَنْ سَهْلِ أَنَّهُ كَانَ بَيْنَ جِدَارِ الْمَسْجِدِ وَمَا يَلِي الْقُبَّةَ وَبَيْنَ الْمِنْبَرِ عَمْرُ الثَّانِيَةِ تَرْجُمَةً شَهْلٍ
 روایت ہے کہ مسجد کے قبلے کی دیوار اور منبر کے درمیان بقدر گزرنے بکری کے جگہ تھی و
 اس حدیث کی شرح نماز میں گزرنے کی ہے حَلَّ ثَنَا عَمْرُو بْنُ عَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ
 مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ جُبَابِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
 قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ جَنِيٍّ وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ
 وَمِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي تَرْجُمَةً ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا
 کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان ایک باغ ہے بہشت کے باغوں میں سے و اس حدیث
 کی شرح فضل مدینہ میں گزرنے کی ہے اور بعضی روایات میں حجرہ ہے اور بعضی میں قبر سب کا مطلب
 ایک ہے کہ عائشہ کے حجرے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر رہتے تھے اور وہیں دفن ہوئے حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اور منبر کے درمیان چند گز کا فرق ہے یعنی اس قدر مسان بہشت میں اٹھ
 عبادے گا اور وہاں کی عبادت اور دعا نہایت مقبول ہے اس کی برکت سے بہشت بزرگی (فتح)
 حَلَّ ثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا جَوَيْرِيَّةُ عَنْ نَازِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَأَلَ النَّبِيَّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْخَيْلِ قَارِئَاتِ الْبَيْتِ أَضْمِرَتْ مِنْهَا وَأَمَلَهَا لِحَفِيَّا إِلَى ثِنْتَيْ
 الْوَدَاعِ قَالَتْ لَمْ تُظْمَرْ أَمَدًا ثِنْتَيْ الْوَدَاعِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ وَأَنَّ عَبْدَ اللَّهِ كَانَ
 فِيهِمْ سَابِقَ تَرْجُمَةً ابْنِ عَمْرٍو سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسابقت کی دریا
 گاہوں کے سوچوڑے گئے وہ گہوڑے کہ اضمار کیے گئے تھے ان میں سے اور انکی حد حنیاء سے
 ثنیتہ الوداع تک تھی اور جو گہوڑے کہ نہیں اضمار کیے گئے تھے انکی حد ثنیتہ الوداع سے مسجد
 بنی زریق تک تھی اور البتہ عبداللہ بھی گہروڑ کرنے والوں میں تھے و کہا ابن بطال نے
 مہلکے کہ سہل کی حدیث سے بیچ مقدار اس چیز کے کہ دیوار اور منبر کے درمیان ہے سنت ہے
 پیروی کی منبر کی جگہ میں تاکہ داخل ہو اس کی طرف اس جگہ سے اور جو مسافت کہ حنیاء اور ثنیتہ
 کے درمیان ہے گہروڑ کے واسطے سنت ہے پیروی کی گئی کہ جو گہوڑے کہ اضمار کیے گئے ہوں
 ان کی مسابقت کے واسطے اس قدر میدان ہو فتح حَلَّ ثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ أَخْبَرَنَا عِيسَى
 وَابْنُ إِدْرِيسَ وَابْنُ أَبِي عَيْنِيَّةَ عَنْ أَبِي حَيَّانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ عَلَى
 مَنبَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْجُمَةً ابْنِ عَمْرٍو سے روایت ہے کہ میں نے عمر سے سنا حضرت کے
 منبر پر و اسی طرح اقصا رکھا ہے حدیث سے اس قدر پر اس واسطے کہ اس جگہ صرف اسی

کی حاجت ہے اور وہ ذکر منبر کا ہے اور یہ حدیث اشتر میں گزر چکی ہے اور اس میں ہے کہ اور احرام
 کرنا مشرب کا اور حالانکہ وہ پانچ چیز سے ہے (فتح) **حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ
 الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنَا الشَّائِبِيُّ بْنُ يَزِيدَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَانَ بْنَ عَفَّانَ خَطِيبًا عَلَى مَنبَرِ
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْجِمَهُ سَابُّ بْنُ يَزِيدَ سَمِعَ رَوَايَتَهُ مِنْ عُمَانَ بْنِ عَفَّانَ** کہنا حضرت
 کے منبر پر خطبہ پڑھتے تھے **ف** کہا ابن ابی لہال نے مہدی کے کہ ان دونوں حدیثوں میں سنت ہے
 پیروی کی گئی ساتھ اسکے کہ خلیفہ خطبہ پڑھے منبر پر ہم امروں میں ان کو پوشیدہ ذکر سے تاکہ
 ہونچے وعظ لوگوں کی کانون میں جبکہ اپنے بلند ہو اور اس میں اشارہ ہے طرف اسکی کہ منبر
 نبوی اس نہ ماننے تک باقی رہا اس میں کمی پیشی نہ ہوئی اور اسکے سولے اور روایت میں آیا
 ہے کہ وہ اسکے بعد ہی اور زمانہ باقی رہا (فتح) **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى
 قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ أَنَّ هِشَامَ بْنَ عَمْرٍو حَدَّثَنَا عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ
 قَدْ كَانَ يُوضَعُ لِي وَلِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الْمِرْكَنُ فَتُشْرَعُ فِيهِ جَنِيْعًا
 فَتُحَالَتُهُ رَوَايَتُهُ بِرَأْسِ الْبَيْتِ مِيرَاةٍ وَحَضْرَتُهُ كَمَا وَسَطَ يَلْغَنُ رُكْعًا جَانِبًا سَوْمًا اس میں ہانا
 شروع کرتے اگھے یعنی اس میں سے پانی لیتے بدون کسی برتن کے **ف** اس حدیث کی شرح
 کتاب الطہارۃ میں گزر چکی ہے کہا ابن ابی لہال نے کہ اس حدیث میں سنت ہے پیروی کی گئی اور
 بیان مقدار اس چیز کے کہ کفایت کرتی ہے میان بیوی کو پانی سے جبکہ دونوں ہنا دین (فتح)
**حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَتَّابٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْأَنْصَارِ وَفَرَسِي فِي دَارِي الْأَيْتِي بِالْمَدِينَةِ وَكُنْتُ شَهْرًا
 بَيْنَ عَوَالِي الْحَيَاءِ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ تَرْجِمَهُ الشَّيْخُ رَوَايَتُهُ مِنْ عَصَاةٍ وَحَضْرَتُهُ لَمْ يَنْصَارَ** اور مہاجرین کو
 درمیان برادری کروائی میری اس گھر میں جو مدینے میں ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 ایک مہینہ قنوت پڑھی بد دعا کرتے تھے بنی سلیم کی کئی قوموں پر **ف** اختصار کیا ہے اس
 حدیث کو دو حدیثوں سے پہلی حدیث کی مخرج ادب میں گزر چکی ہے اور فرق درمیان حلف اور
 احکا اور دوسری حدیث کی مخرج کتاب و زمین گزر چکی ہے اور اس میں بیان ہے وقت کا اور
 سبب کا جس میں قنوت پڑھی (فتح) برادری کروائی یعنی انصار اور مہاجرین کو آپس میں
 بہائی بنا یا کہ ایک دوسرے کو بہائی جانیں **حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو اسْمَاطَةَ
 قَالَ حَدَّثَنَا بَرْزَخُ بْنُ أَبِي بَرْدَةَ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَكَلِمَتِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَالِمٍ فَقَالَ****

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَفَى أَرْسَلَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ كَاهِلَ الْبَيْتِ لَكُمْ وَذَكَرَ الْعِرَاقُ
فَقَالَ لَمْ تَكُنْ عِرَاقٌ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ ابْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ الْعِزَّةِ عَنْ رِوَايَةٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ
سَلَّمَ نَزَلَ بَنِي وَالدُونَ كَمَا وَسَطَ أَحْرَامَ بَانْدِ هِنَ كِي جُكْهَ فَرَن مَقَرَّ كِي اَوْرَ شَامَ وَالدُونَ كَمَا وَسَطَ
جُكْهَ مَقَرَّ كِي اَوْرَ مَدِينَةِ وَالدُونَ كَمَا وَسَطَ ذَا الْخَلِيفَةِ مَقَرَّ كِي كَمَا كَمَا مِينِ بَنِي اَسْكُو حَضْرَتِ اَسْكُو
اَوْرَ مَجْهَ كُو خَبَرِ بُو بُو بُو كِي حَضْرَتِ صَلَّيْهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ فَرَمَا كِي مِينِ وَالدُونَ كَمَا وَسَطَ أَحْرَامَ بَانْدِ هِنَ
كِي جُكْهَ بَلِيْلَمُ هِيَ اَوْرَ ذَكَرَ كِي اَعْرَاقُ سُو كَمَا كَمَا اَسْ وَاقْتِ عِرَاقُ نَهْ تَوَافُ يَفْنِي اَسْ وَاقْتِ مَكْ
عِرَاقُ مَسْلَمَانُونَ كَمَا بَانْدِ مِينِ نَهْ تَهَا اَسْ اَسْ اَسْ اَسْ وَاقْتِ عِرَاقُ كَمَا سَبْ شَهْرَ اِيْرَانِ كُو بَانْدِ شَا
كَمَا فَنَضِي مِينِ تَهْ سُو كُو يَا كَمَا كَمَا عِرَاقُ كَمَا لُو كَ اسْوَقْتِ مَسْلَمَانِ نَهْ تَهْ تَا كَمَا اَنَكَا وَسَطَ أَحْرَامِ
بَانْدِ هِنَ كِي جُكْهَ مَقَرَّ كِي جَانِي اَوْرَ وَارِدِ هُو تَا هِيَ اَسْ جَوَابِ بِرْ ذَكَرَ اَهْلِ شَامِ كَا سُو شَا يَدِ مَرَادِ ابْنِ عَمْرِو
كِي لَفْظِي دُو نُو عِرَاقُ كِي هِيَ اَوْرَ وَهْ كُو فَهْ اَوْرَ لَصْرَهْ مِينِ اَوْرَ هِرَ اَيَكِ دُو نُونِ مِينِ سَهْ هُو كِيَا مَصْرَ جَامِعِ
بَعْدِ فَتْحِ كَرْنِي مَسْلَمَانُونَ كَمَا اِيْرَانِ كَمَا شَهْرُونِ كُو رَفْتَمُ حَكْلُ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ الْمُبَارَكِ
قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا مَوْهَبِيُّ بْنُ عَقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا نَيْبِيُّ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ
أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَرَى وَهُوَ فِي مَعْرِيَةِ يَدِي الْحَكِيمَةَ فَقِيلَ
لَهُ إِنَّكَ بِطَحْطَا مَبَارَكِيَّةٍ ثُمَّ عَبْدُ اللَّهِ عَنْ رِوَايَةٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ حَضْرَتَ صَلَّيْهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُو خَوَابِ
مِينِ نَظَرُ آيَا اَوْرَ عَالَا نَكَا اَبْ اَبْنِي تَعْرِيسِ كِي جُكْهَ مِينِ تَهْ يَفْنِي جُكْهَ مِينِ اَخِيْرَاتِ كُو سُو
تَهْ سُو اَبْ سَهْ كَمَا كِيَا كَمَا مَقَرَّ اَبْ مَسَارِكِ سَيْدَانِ مِينِ مِينِ وَاقْتِ كَمَا ابْنِ اَبْطَالِ لَهْ مَسَارِكِ
كَمَا غَرَضِ بَخَارِي كِي اَسْ بَابِ سَهْ اَوْرَ سَكِي حَدِيثُونَ سَهْ فَضِيلَتِ دِيْنَا هِيَ مَدِينَةِ كُو اَسْ جِيْرَ
سَهْ كَمَا خَاصِ كِيَا هِيَ اَسْكُو اَللّٰهُ نَهْ سَا تَهْ اُسْ كَمَا دِيْنِ كِي فَتَا نِيُونِ سَهْ اَوْرَ يَهْ كَمَا وَهْ كَمَا هِيَ وَجِي
كَ اَوْرَ جُكْهَ اُتْرَنِي فَتَا تُونِ كِي سَا تَهْ هِدَايَتِ اَوْرَ رَحْمَتِ كَمَا اَوْرَ بَزْرُكِي دِي هِيَ اَسْكُو اَللّٰهُ تَعَالَى
نَهْ سَا تَهْ رَهْنِي رَسُوْلِ اَبْنِي كَمَا سِيْحِ اُسْ كَمَا اَوْرَ ثَمِيْرَا مِي اَسْ مِينِ قَبْرِ حَضْرَتِ كِي اَوْرَ مَسَارِكِ اَبْ كَا اَوْرَ
اَنَكَا وَرَمِيَانِ اَيَكِ بَاغِ هِيَ بَهْشَتِ كَمَا بَاغُونِ مِينِ سَهْ اَوْرَ فَضْلِ مَدِينَةِ كَا ثَابِتِ هِيَ ثَمِيْرَ
مَحْتَاجِ هِيَ طَرَفِ قَائِمِ كَرْنِي دَلِيْلِ خَاصِ كَمَا اَوْرَ بِلِيْ كَا مَزْجِي مِينِ حَدِيثِينَ سِيْحِ فَضِيلَتِ مَدِينَةِ
كَمَا اَخْرَجَ مِينِ جَنِّ مِينِ شَفَا هِيَ اَوْرَ سُو اَسْ اُسْ كَمَا كَمَا مِينِ كَمَا مَرَادِ اَسْ جُكْهَ مَقْدَمِ هُو تَا هِيَ
مَدِينَةِ وَالدُونَ كَا عِلْمِ مِينِ اَبْنِي غَيْرِ بِرْ سُو اَكَا مَرَادِ سَا تَهْ اُسْ كَمَا مَقْدَمِ كَرْنَا اَنَكَا بَعْضِ زَمَانُونَ مِينِ
اَوْرَ وَهْ حَضْرَتِ كَا زَا هِيَ حَقِيقَتِ حَضْرَتِ اَسْ مِينِ مَقْتِمِ تَهْ اَوْرَ وَهْ دَرْمَانِ كَمَا حَضْرَتِ اَسْ كَمَا بَعْدِ هِيَ

پہلے اس سے کہ متفرق ہوں اصحاب شہرون میں سونہیں ہے کوئی شک ہیچ مقدم کرنے والا
زمانوں کے انکے غیر پر اور یہی استفاد ہوتا ہے باب کی حدیثوں سے اور غیر ان کے سے اور
اگر ہومراد بدستور رہنا اسکا واسطے تمام ساکنوں اس کے کہ ہر زمانے میں تو وہ محل نزاع کا ہی
اور نہیں ہے کوئی راہ طرف تعمیم اس قول کے اس واسطے کہ ائمہ مجتہدین کے زمانے کے
بعد پچھلے زمانوں میں مدینے میں کوئی ایسا نہیں ہوا جو علم اور فضل میں اور شہرون کے
لوگوں سے فائق ہو چہ جائیکہ مدینے کے تمام لوگ اور دن پر مقدم ہوں بلکہ رہے مدینے
اہل بدعت سے وہ لوگ جن کے بدعت اور خبیث باطن ہونے میں کچھ شک نہیں ہے
والہ اعلم (فتح) باب قول اللہ تعالیٰ لکیس لک من الکافر شیء باب ہے خدا تعالیٰ کے
اس قول کے بیان میں کہ تیرا کچھ اختیار نہیں ف ذکر کی بخاری نے اس میں حدیث ابن عمر
کی ہیچ سبب نزول اس کے کے اور البتہ پہلے گزر چکا ہے بیان اسکا تفسیر آل عمران میں
اور پہلے گزر چکا ہے کچھ شرح اسکی اور نام ان لوگوں کا جن پر بددعا کی تھی اس واسطے
کہ وہ ایمان ملائے تاکہ بکڑی ہو اسکو اور بچیں لعنت ہو اور لکس لک من الکافر شیء کے معنی
یہ ہیں کہ نہیں لازم ہے تجھ پر انکو بدعت کرنا لیکن اس بدعت کرتا ہے جسکو چاہتا ہے اور احتمال
ہے کہ ہومراد اسکی اشارہ کرنا طرف اس مسئلہ کی جس میں اختلاف مشہور ہے اصول فقہ میں اور
وہ یہ ہے کہ کیا حضرت کو جائز تھا کہ احکام میں اجتہاد کریں یا نہیں اور اسکا بیان بسط
پہلے گزر چکا ہے (فتح) حدیثنا احمد بن محمد بن حنبل قال اخبرنا عبد اللہ قال اخبرنا
معمر بن الزہری عن سالم بن ابی عمر عن ائمة سیمۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یقول فی
صلوۃ الفجر رفع رأسہ من التکبیر قال اللہم ربنا وک الکمل فی الاخذ
کم قال اللہم العن فلانا وفلانا فانزل اللہ لیس لک من الکافر شیء او یتوب علیکم
او یعذبکم فائتھم ظالمون ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے سنا کہ تھے فجر کی نماز میں رکوع سے سر اٹھا کر کہا الہی اے رب ہماری تیرے واسطے
حمد ہے اخیر میں ہر کہا الہی لعنت کر فلانے کو اور فلانے کو سو خدا تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ
تیرا کچھ اختیار نہیں یا خدا ان کی توبہ قبول کرے یا انکو عذاب کرے سو بیشک و ظالم ہیں
ف یہ جو کہا کہ اپنا سر رکوع سے اٹھایا تو یہ جملہ حالیہ ہے یعنی فرمایا یہ وقت سر اٹھانے
کے رکوع سے اور قال دوسرا احتمال ہے کہ ساتھ معنی قائلانے کے ہو اور احتمال ہے کہ زائد ہو اور

اور تائید کرتا ہے پہلی یہ کہ واقع ہوا ہے ابن حبان کی روایت میں ساتھ اس لفظ کے کہ اس نے حضرت
 سے صاحب نماز فجر کی دوسری رکعت میں رکوع سے سر اٹھایا تو کہا اللہم انزلہ اس پر لیا جاتا ہے
 کہ محل قنوت کا وقت اٹھانے سے رکوع سے نہ رکوع سے پہلے اور قول حضرت کا اللہم ربنا و
 لک الحمد معین کرنے والے واسطے سر اٹھانے کے رکوع سے اس واسطے کہ یہ ذکر اعتدال کا
 ہے یعنی سید ہامونے کا رکوع سے اور قول اسکافی الاخیرہ یعنی دوسری رکعت میں صبح کی نماز کو
 جیسے کہ واقع ہوئی ہے ساتھ اسکے تصریح ابن حبان کی روایت میں اور گمان کیا ہے کہ ماننے
 کہ قول اسکافی الاخرہ متعلق ہے ساتھ حمد کے اور وہ بقیہ ذکر کا جو حضرت نے اعتدال کی حالت میں
 فرمایا اور نہیں ہے جس طرح کہ گمان کیا اس نے رفقہ، **بَابُ قَوْلِهِ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ**
شَيْئًا جَلًّا وَقَوْلِهِ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْئًا جَلًّا کتاب الایۃ باب ہے خدا کے اس قول کی بیان میں
 کہ آدمی بڑا جبار الہی ہے اور خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ جبار و اہل کتاب سے مگر ساتھ اس طریق کے
 کہ وہ بہتر ہے **حَلَّلْنَا أَبْوَابَهُمْ** قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ
 ابْنُ سَلَمَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَنَابُ بْنُ بَشِيرٍ عَنِ ابْنِ خَاقٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَلِيُّ
 ابْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَفَهُ وَفَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُمْ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلا تَصَلُّونَ قَالَ عَلِيُّ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ انْقِسَا
 بِمِ اللَّهِ فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثْنَا فَأَنْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ
 قَالَ لَهُ ذَلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيْهِ شَيْئًا ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مَذْبُوحٌ فَيَقُولُ وَهُوَ يَقُولُ
 وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْئًا جَلًّا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مَا آتَاكَ لَيْلًا فَهُوَ طَارِقٌ وَيُقَالُ
 الطَّارِقُ الْجَمُّ وَالنَّاقِبُ الْمُضِيُّ يُقَالُ أَتَيْتُ نَارَكَ لِمَوْقِدٍ مَرْجُومٍ عَلَى رَقْعَةٍ
 روایت ہے کہ حضرت رات کو ان کے اور اپنے بیٹی فاطمہؑ پاس تشریف لائے سو حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نماز نہیں پڑھتے کہا علیؑ نے سو میں نے کہا یا حضرت ہماری جان خدا
 کے قابو میں ہے سو جب خدا ہم کو اٹھانا چاہتا ہے تو ہم اٹھتے ہیں سو حضرت تہرے حیکہ علی
 سر قلعے نے آپؐ سے یہ کہا اور کہو کہ جواب نہ دیا پھر میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
 سنا اور حال کہ آپؐ پٹیدہ دیے اپنی ران پر ہاتھ مارتے تھے اور کہتے تھے اور آدمی بڑا جبار
 ہے کہا ابو عبد اللہ بخاری نے کہ جو رات کو تہرے پاس آوے وہ طاریق ہے اور کہا جاتا ہے

کہ طاری سنارہ ہر اور ناقب کے منہ میں چکنے والا اور کہا جاتا ہے واسطے آگ جلائے واسطے کہ
 کہ اپنی آگ کو روشن کرے اور یہ حدیث متعلق ہے ساتھ رکن اول کے ترجمہ سے اور کہا کرمانی نے
 کہ جب گڑنا میں قسم ہے قیہم اور حسن اور احسن سو جو فی الفضل کے واسطے ہو وہ احسن ہے اور جو استحبات کو واسطے
 ہو وہ حسن ہے اور جو اسکے سوا اور چیز کے واسطے ہو وہ قیہم ہے اور یا وہ تابع ہے واسطے طریق کے
 سوا اسکے اعتبار سے کئی قسم ہے اور یہ ظاہر ہے اور لازم آتا ہے اول پر کہ مباح میں قیہم ہو اور فوت
 ہو اسے اس سے تقسیم کرنا قیہم کا طرف اجتہاد کے اور وہ وہ ہے جو حرام میں ہو اور اس حدیث کی شرح
 دعوات میں گزر چکی ہے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ ترک کیا علی مرتضیٰ نے فعل اولیٰ کو اگرچہ تہی وہ
 چیز کہ حجت پکڑی ساتھ اسکے علی ثانی با وجہ اور اسی واسطے حضرت نے آیت پڑھی اور نہ لازم کیا
 انکو با وجہ اسکے قیام طرف نماز کی اور اگر علی مرتضیٰ حکم بجالائے اور نماز کے واسطے کٹرے ہوئے
 تو اولیٰ ہوتا اور لیا جاتا ہے اس سے اشارہ طرف مراتب جہال کے سوا اگر ہو اس چیز میں کہ نہیں
 کوئی چارہ اسکے واسطے اس سے تو متعین ہوتی ہے مدد کرنی حق کے ساتھ حق کے سوا اگر امور
 اس چیز سے تجاوز کرے تو ہوتا ہے منسوب طرف تقصیر کی اور اگر مباح میں ہو تو کفایت کی جاوے
 اس میں ساتھ مجر د امر کے اور اشارہ کرنے کے طرف ترک اولیٰ کی اور اس حدیث میں ہے کہ
 آدمی پیدا ہوا ہے اور پٹا لے کے اپنی جان سے ساتھ قول کے اور فعل کے اور یہ کہ لائق ہے
 اسکے واسطے کہ اپنے نفس سے مجاہدہ کرے تاکہ نصیحت کو قبول کرے اگرچہ غیر واجب میں ہو
 اور یہ کہ نہ دفع کرے مگر ساتھ طریق معتدل کے بغیر افراط اور تفریط کے اور نقل کیا ہے ابن
 بطال نے مہذب سے کہ نہیں لائق تھا علی کو کہ مائے حبلی طرف حضرت نے انکو بلایا یعنی نجد کی نماز
 کی طرف بلکہ لازم تھا علی پر پکڑنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو سو نہیں حجت ہے واسطے
 کسی کے بیچ ترک کرنے مامور کے اور یہ کہ کہا ان سے معلوم ہوا کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم کا حکم سچا نہ لائے اس واسطے کہ نہیں ہے فقہ میں تصریح ساتھ اسکے اور سوائے
 اسکے کہ نہیں کہ جواب دیا حضرت علی مرتضیٰ نے ساتھ اس چیز کے کہ مذکور ہے واسطے غدر بیان
 کرنے کے ترک قیام سے ساتھ غلبہ غیظ کے اور نہیں منع ہے کہ علی مرتضیٰ نے اس جواب کے
 بعد نماز پڑھ لی ہو اس واسطے کہ نہیں سے حدیث میں جو اس کی نفی کرے کہا کرمانی نے کہ غیب
 دی انکو حضرت نے باعتبار کسب اور قدرت کا سبب اور جواب دیا علی ثانی باعتبار قضا اور قدر کے
 اور مادہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ماتہ اپنی ران پر واسطہ تعجب کرنے کے علی مرتضیٰ کی

سرعت جواب سے اور احتمال ہے کہ ہو تسلیم واسطے اس چیز کے کہ حضرت نے فرمائی اور کہا شیخ
 ابو محمد بن ابی حمزہ نے کہ اس حدیث میں کئی فائدے ہیں مشرور ہونا تذکیر کا ہے واسطے غافل
 کے خاص کر جو قرابتی اور صاحب ہو اس واسطے کہ غفلت آدمی کی پیدایشی چیز ہے سوا لائق ہے
 آدمی کے واسطے یہ کہ خبر گیری کرے اپنے نفس کی اور جس سے محبت رکھتا ہو ساتھ تذکیر خیر کے
 اور بد کرنے کے اور پائے اور یہ کہ جو اعتراض کہ اکثر حکمت کے ساتھ ہو اس کا جواب اثر قدرت
 کے ساتھ مناسبت نہیں اور یہ کہ جائز ہے عالم کے واسطے کہ جب کلام کرے ساتھ مقتضی حکمت
 کے اور غیر واجب پیش کہ کفایت کرے اس شخص سے جس نے کلام کیا اس سے یہ محبت پکڑنے اور
 کے ساتھ قدرت کے یعنی اس کو جائز ہے کہ اس پر سکوت کرے لیا جاتا ہے پہلا مسئلہ
 حضرت کے ہاتھ مارنے سے اپنی ران پر اور دوسرا حضرت کے نہ انکار کرنے سے یعنی حضرت نے
 اس سے صریح انکار نہ کیا اور حضرت نے علی مرتضیٰ کے مدبر وہ آیت نہ ٹپھی وَكَانَ الْإِنْسَانُ
 أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا اس واسطے کہ حضرت جانتے تھے کہ علی مرتضیٰ نہیں جابل ہیں اس بات پر
 سے کہ جواب ساتھ قدرت کے نہیں ہے حکمت کے بلکہ احتمال ہے کہ ان کے واسطے کوئی عذر
 ہو جو ان کو نماز سے مانع ہو سو علی مرتضیٰ نے شرعاً اس کے ظالم کرنے سے سوا انہوں نے ارادہ
 کیا کہ دفع کرین شرمندگی کو اپنی جان سے اور اپنے گھر والوں سے سو محبت بکڑی انہوں نے
 ساتھ قدرت کے اور تائب یہ کرتا ہے اسکی بہرہ حضرت کا ان سے جلدی اور احتمال ہے کہ
 ارادہ کیا ہو علی نے ساتھ اسکے کہ کہا استدعا کرنا جواب کا کہ اس سے فائدہ زیادہ ہو اور اس
 حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بات چیت کرنا آدمی کا اپنے نفس سے اس چیز میں کہ اس کے
 غیر سے متعلق ہو اور جائز ہے مارنا ہاتھ کا بعضے بعضا کو وقت تعجب اور افسوس کے اور
 مستفاد ہوتا ہے قصے سے کہ شان عبودیت سے ہے یہ کہ نہ طلب کیا جاوے اس کے
 واسطے ساتھ مقتضی شرع کے کوئی عذر بلکہ اعتراف ساتھ تقصیر کے اور شروع کرنا استغفار
 میں اور اس میں نقیذات ظاہرہ ہے واسطے علی کے ان کی بہت تواضع کی حجت سے
 اس واسطے کہ علی مرتضیٰ نے یہ حدیث روایت کی باوجودیکہ وجہ کر لی ہے وہ نہایت عتاب
 کوثر و کپاس شخص کے جو ان کی قدر کو نہیں پہچانتا سوزنا التفات کیا واسطے اسکے بلکہ بنا
 کیا اسکو واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے فوائد دینیہ سے (فتح) حَلَّ ثَنَا أَقْبَبَةُ قَالَ
 حَلَّ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيَّنَّا عَجْزُ فِي الْمَسْجِدِ خَرَجَ النَّبِيُّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْطَلِقُوا إِلَى يَهُودَ فَخَرِّجُوا مَعَكُمْ حَتَّى جُنَيْنَتِ الْمِدْرَاسِ فَقَامَ
 الْيَهُودِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَاهُمْ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْيَهُودِ اسْلِمُوا اسْلِمُوا فَقَالُوا قَدْ بَلَغَتْ
 يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ أُرِيدُ اسْلِمُوا اسْلِمُوا فَقَالُوا قَدْ بَلَغَتْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ أُرِيدُ ثُمَّ قَالَهَا الثَّالِثَةَ فَقَالَ اَعْلَمُوا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلَّهِ
 وَرَسُولِهِ فَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُجْلِيَكُمْ مِنْ هَذِهِ الْأَرْضِ فَمَنْ وَجَدَ مِنْكُمْ مِمَّا لَمْ يَشَأْ فَلْيَبِعْهُ
 وَالْأُخْرَى اَعْلَمُوا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ رَحِمَهُ أَبُو بَرْزَةَ سَمِعَ رَوَاتِ بِرَ حَسْبِ عَالَتِ مِنْ كَهْمُ سَمِعَ
 تَبِي كَ حَضْرَتِ بَابِ شَرِيفِ لَاسِي سَوَفَرَمَا يَكُ جَلُودِيُونِ كِي طَرَفِ سَوَسِمِ اَكِي سَاثَهُ نَكَلُ بِيَا تَكِ
 كَهْمُ سَمِعَ مِنْ اَكِي سَوَحَضْرَتِ كَثَرِي هُوِي سَوَا كُو لِكَا سَوَفَرَمَا يَكُ اَكِي كَرُوهُ يُوْدِ كِي سَلَامِ
 لَا وَتَا كِي قَمِ دِينِ دُنْيَا مِينَ سَلَامَتِ رَهُو تَوَا نَهُونِ نِي كَمَا اِي اَبُو الْقَاسِمِ اَلْبَتِ تُوْنِي خُذَا كَا حَكْمِ يُوْجَا يَا
 تُو حَضْرَتِ نِي فَرَمَا يَكُ مِينَ جَابِتَا هُونِ كِي تَمِ سَلَامِ قَبُولِ كَرُو تَا كِي دِينِ دُنْيَا مِينَ سَلَامَتِ رَهُو تَوَا نَهُونِ نِي
 كَمَا كَا اِي اَبُو الْقَاسِمِ اَلْبَتِ تُوْنِي خُذَا كَا حَكْمِ يُوْجَا يَا تُو حَضْرَتِ نِي اَن سِي فَرَمَا يَكُ مِينَ يِي جَابِتَا
 بِرَ حَضْرَتِ نِي يِي قِسْمِي بَارَ فَرَمَا يَكُ سَوَفَرَمَا يَكُ جَانِ لُو كِي تَمَارِي زَمِينَ اَلِهَ اَوْرَا اَكِي رَسُولِ كِي سِي
 اَوْرَمِينَ جَابِتَا هُونِ كِي نَكُو اَسْ زَمِينَ پَسِي عَيْنِي وَطْنِ سَوَنُكَ اَلِدُونِ سَوُجُوْشْخَصِ كِي تَمِ مِينَ سِي اِيَا
 كِي پَالِ بَا وِسِي تُو جَابِي سِي كِي اَسْكُو بِرَ وِسِي اَوْرَمِينَ تُو جَانِ لُو كِي زَمِينَ تُو اَوْرَا اَكِي رَسُولِ كِي
 سِي يِي جُو كَرَا ذِكَا اَرِي دِي عَيْنِي مِينَ جَابِتَا هُونِ كِي تَمِ اَقْرَارِ كَرُو كِي عَيْنِي خُذَا كَا حَكْمِ يُوْجَا يَا
 اَسْ وَا سَلِي كِي حَضْرَتِ صَلِي اَلِهَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُو صَرَفِ خُذَا كَا حَكْمِ يُوْجَا يَا يِي كَا حَكْمِ تَمَا كَمَا مَلِكِ نِي
 لَعْبَا اَكِي كِي تَقْرِيرِ كِي اِي حَدِيثِ مُتَعَلِقِ سِي سَاثَهُ رَكْنِ دُو سَرِي كِي تَرْجَمِي كِي وَجْهِ اَكِي يِي
 كِي حَضْرَتِ نِي يُوْدِيُونِ كُو خُذَا كَا حَكْمِ يُوْجَا يَا اَوْرَا نِ كُو سَلَامِ كِي طَرَفِ بَلَا يَا كَا اَكِي سَاثَهُ بِخَبَرِ
 بَارِينَ تُوَا نَهُونِ نِي كَمَا كَا اَكِي خُذَا كَا حَكْمِ يُوْجَا يَا اَوْرَا نِي اَعْتِقَا دُوَا سَلِي فَرْمَانِ بَرْدَارِي اَبِ كِي
 كِي سَوَسِيَا لَفِي كِي حَضْرَتِ نِي اَكِي تَبْلِيغِ مِينَ اَوْرَا كِي رَكْمَا اَسْكُو اَوْرَا يِي مَجَادِلِي سِي سَاثَهُ طَرِيقِي بِهْتَرِ كِي
 اَوْرَا نِي اَمِينَ مَوَافِقِ سِي مَجَادِلِي كِي قَوْلِ كُو كِي يَا اِي اَكِي حَقِ مِينَ اَتَرِي جَوَانِ مِينَ سِي اِيَا نِ
 اَمِينَ يَلَا يَابِتَا اَوْرَا اَكِي سَاثَهُ عَمْدِ وِ پَانِ تَمَا اَوْرَا قَنَادِي سِي رَوَا يَتِ سِي كُو دِي سَنُوجِ سِي تَلَوَا
 كِي اِيَتِ سِي اَمْتِي اَوْرَا يَتِ كِي طَبَرِي نِي سَاثَهُ سَنَدِ صَحِيحِ كِي مَجَادِلِي سِي كَا اَكِي رُوِي سِي بَرَكَمِينَ تُوْتِي
 نِي كِي كُو رُوَا نِ مِينَ سِي ظَالِمِ مِينَ كِي اَن سِي بَرَا لُو اَوْرَا يَكِي اِيَتِ مِينَ سِي مَكْرُ مَوْجَلَا نِي سَوَا
 نِي سَاثَهُ اَمْتِي اَوْرَا يَتِ كِي سَاثَهُ سَنَدِ حَسَنِ كِي سَعِيدِ بِنِ جَبْرِ سِي مَرَا اَسْ سَا اِيَلِ

حربین جن سے عہد و پیمان نہیں کہ لڑے ساتھ لڑنے تلوار سے اور روایت کی زیندین اسلام سے کہ مراد وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اہل کتاب میں سے منع کیا انکے جھگڑنے سے اس چیز میں کہ بیان کرتے ہیں انکو کتاب سے یعنی قریت اور بخیل سے شاید کہ حق ہو اور تجہ کو معلوم نہ ہو اور نہیں لائق ہے کہ تو جھگڑے مگر اس سے جو اپنے دین پر ہے اور روایت کی قتادہ سے کہ وہ منسوخ ہو ساتھ آیت برات کے کہ لڑائی کی جادو سے اُن کو ہاتھ تک کہ گواہی دین اسکی کہ نہیں کوئی لائق عبادت کے سوا محمد خدا کے اور عیسیٰ محمد خدا کے رسول ہیں باجزیہ ادا کرین اور ترجیح دی ہے طبری نے اس شخص کے قول کو جو کہتا ہے کہ مراد وہ شخص ہے جو چیز دینے سے باز رہے اور رو کیا ہے اس نے اس پر جو دعویٰ کرتا ہے نسخ کا اس واسطے کہ نہیں ثابت ہوتا ہے وہ مگر دلیل ہے اور حاصل اسکی ترجیح کا یہ ہے کہ حکم کیا ہے خدا نے ساتھ جھگڑنے کے اہل کتاب سے سانبہ بیان اور حجت کے ساتھ طریق الصفات کے اس سے جو معاند ہوں ان سے سو مفہوم آیت کا جو مجادلہ اسکا ہے ساتھ غیر اس طریق کے کہ بہتر ہے اور وہ مجادلہ ہے ساتھ تلوار کے والہ علم رفتح) **بَابُ قَوْلِهِ وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَمَا أَقْرَبَ النَّاسُ صَلَواتِ اللہ علیہ وسلم** یکرؤم الجماعۃ وہم اہل العلم اسے طرح کیا ہم نے تم کو امت معتدل تاکہ ہو تم گواہ لوگوں پر اور جو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ لزوم جماعت کے **ف** ایہ آیت سونہیں دافع ہوی نصیر ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوئی تشبیہ ساتھ اسکو اور راجح یہ ہے کہ وہ ہدایت ہے جو مدلول علیہ ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے بیدی من یشاہ یعنی مثل جبل قریب کے کہ خاص کیا تھے نہ تو اس میں ساتھ ہدایت کے جیسو کہ تقاضا کرتا ہے اسکو سباق آیت کا اور واقع ہوئی ہے ساتھ اسکے نصیر ثبوت کی حدیث میں جو سورہ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے اور وسط کے معنی ہیں عدل اور حاصل آیت کا احسان کرنا ہے ساتھ ہدایت اور عدالت کے اور ایہ پر جو کہا کہ جو حکم کیا حضرت نے ساتھ لزوم جماعت کے سو مطالب ہونا اسکا باب کی حدیث سے پوشیدہ ہے اور شاید وہ صفت مذکورہ کے جہت سے ہے اور وہ عدل ہے جب کہ وہ شامل تھی سب کو واسطے ظاہر خطاب کے تو اشارہ کیا طرف اسکی کہ وہ غلام سے ہے کہ مراد ساتھ اسکے خاص ہے اس واسطے کہ اہل جبل عدول نہیں اور سب طرح اہل بدعت ہی سوچا نا گیا کہ مراد ساتھ وصف مذکور کے اہل سنت اور جماعت ہیں اور وی اہل علم شرعی ہیں اور جو انکے سوا ہے اگرچہ منسوب بہ طرف علم کے سو وہ نسبت اسکی صوری ہے

نہ حقیقی اور وارد ہوا ہے حکم ساتھ لزوم جماعت کے چند حدیثوں میں ان میں سے ایک حدیث وہ ہے جو ترمذی نے حارث کی حدیث سے روایت کی ہے سو ذکر کی حدیث طویل اور اس میں ہے اور میں تم کو حکم کرتا ہوں پانچ چیز کا کہ حکم کیا ہے خدا نے مجھ کو ساتھ ان کے سننا اور کھانا اور چاہا اور ہجرت کرنا اور جماعت کو لازم پکڑنا اس واسطے کہ جو جدا ہوا جماعت کو بقدر ایک بالشت کی تو اس نے اسلام کا پٹہ اپنی گردن سے اتارا اور عمر فاروقؓ کے خطبے میں ہے جو انہوں نے جابیہ میں پڑھا تھا کہ لازم جانو اپنے اور جماعت کو اور جو جدائی سے اس واسطے کہ ایک کے ساتھ شیطان ہے اور وہ دو سے بہت دور ہے اور اس میں ہے کہ جو بہشت کا درسیان تھا تو لازم پکڑے جماعت کو کہا ابن لطلالؓ نے کہ مراد باب ہے رغبت دلانا ہے اور پر اقسام کے ساتھ جماعت کے واسطے قول خدا کے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور شرط قبول شہادت کی عدالت ہے اور البتہ ثابت ہو چکی ہے ان کے واسطے پصفت ساتھ قول خدا کے وسطا اور وسط کے معنی ہیں عدل اور مراد ساتھ جماعت کے اہل حل اور عقد میں ہر زمانے سے کہا کرمانی نے کہ حکم کیا ساتھ لازم پکڑنے جماعت کے تو اس کا مقتضایہ ہے کہ لازم ہے مکلف پر متابعت اس چیز کی کہ جماعت کیا ہے اس پر مجتہدوں نے اور وہی ہیں مراد ساتھ قول کے کہ وہم اہل العلم اور جس آیت کے ساتھ بخاری نے ترجمہ باندھا ہے محبت پکڑی ہے ساتھ اس کے اہل اصول نے واسطے ہونے اجماع کے حجت اس واسطے کہ وہ عدول میں ساتھ قول اللہ تعالیٰ جعلناکم امۃ وسطا یعنی عدل کا اور یہ تقاضا کرتا ہے کہ وہ معصوم ہیں خطا سے اس چیز میں جس پر انہوں نے اجماع کیا قول سے یا فضل سے (فتح) حَدَّثَنِیْ اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو اسَامَةَ قَالَ اَلَا غَمَشٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو صَالِحٍ عَنْ اَبِی سَعِیدٍ الْخَدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَمَّا جَاءَ یُنُوْخَ یَوْمَ الْفِیْئَةِ فِیْ قَالَ لَہٗ ہَلْ بَلَغْتَ فِیْ قَوْلِکُمْ یَارِیْ فِیْ سَلِّ اُمَّتَکَ ہَلْ بَلَغْتُ فِیْ قَوْلِکُمْ مَا جَاءَنَا مِنْ نَّذِیْرِ فِیْ قَالَ مَنْ شِئْتُ فِیْ قَوْلِکُمْ مُحَمَّدٌ وَاُمَّتُہٗ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ جَاءَ بِکُمْ فَتَشْہَدُوْنَ کُمْ ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَكَذٰلِکَ جَعَلْنَاکُمْ اُمَّةً وَسطًا قَالَ عَدَلَا لَیْکُمْ تَوَاشَہُکُمْ اَعْلٰی النَّاسِ وَیَکُوْنُ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَہِیْدًا وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَوْنٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اَلَا غَمَشٌ عَنْ اَبِی صَالِحٍ عَنْ اَبِی سَعِیدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِہَذَا تَرْجِمَہُ اِبُو سَعِیدٍ خَدْرِیٌّ مِّنْہٗ رَوٰی ہُوَ کہ لا یاجادے گا نوح قیامت کے دن سو اس کے

کہا جاوے گا کہ کیا تو نے اپنی امت کو خدا کا پیغام پہنچا دیا تھا یعنی عذاب کے ڈر آیا تھا تو نوح کہے گا
 کہ ہاں میں نے پیغام پہنچا دیا تھا اے میرے رب پہر اسکی امت سے پوچھا جاوے گا کہ کیا نوح نے تمکو
 پیغام پہنچا دیا تھا تو اسکی امت کے لوگ کہیں گے کہ ہماری پاس تو کوئی ڈرائیو والا نہیں آیا
 تو اللہ تعالیٰ نوح سے فرماوے گا کہ تیرے دعویٰ کا کون گواہ ہے تو نوح کہے گا کہ محمد صلی
 اللہ علیہ وسلم اور اسکی امت میرے گواہ ہیں سو حضرت نے فرمایا کہ پہر تمکو اے مسلمانوں لا یا جاوے
 گا سو تم گواہی دو گے کہ مقرر نوح نے اپنی امت کو پیغام پہنچا دیا تھا پہر حضرت نے یہ آیت پڑھی
 اور اسی طرح کیا یعنی تمکو امت معتدل کہا وسط سے مراد عدل میں تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور
 رسول تم پر گواہ ہو اور جعفر بن عون سے ہے **الف** اس حدیث کی شرح تفسیر میں گذر چکی ہے
 اور اس میں ہے کہ شہادت نہیں خاص ہو ساندہ قوم نوح کے بلکہ عام ہے سب امتوں کو **باب**
اِذَا اُجْتَهَدَ الْعَامِلُ وَالْحَاكِمُ فَاخْتَلَفَ الرَّسُولُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ عِلْمٍ
فَحُكْمُهُ مُرَدٌّ وَقَدْ لَفَّوْا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَمَلٍ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرًا فَهُوَ رَدٌّ
 حیا جہاد کرے عامل یا حاکم سوچو کہ خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدون علم کے تو اسکا حکم مردود ہے
 واسطے دلیل قول حضرت کے کہ جو کوئی وہ کام کرے جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ کام مردود ہے یعنی
 جس دین کے کام میں حضرت کا حکم نہ ہو وہ مردود ہے مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہیے **ف**
 یہ ترجمہ پہلے ہی گذر چکا ہے کتاب الاحکام میں اور وہاں یہ ترجمہ معقود ہے واسطے مخالفت
 اجماع اور بیان واسطے مخالفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور یہ جو کہا سوچو کہ کیا یعنی
 اس نے جان بوجہ کر مخالفت نہ کی بلکہ جوچک کے پیغمبر کی مخالفت کی اور حدیث میں عمل عملاً الخ کی
 شرح کتاب الصلح میں گذر چکی ہے کہا ابن بطال نے کہ مراد اسکی یہ ہے کہ جو حکم کرے ساتھ غیر
 سنت کے حبال سے یا غلطی سے تو وہ جب ہے اس پر رجوع کرنا طرف حکم سنت کے اور ترک
 کرنا اس چیز کا کہ اسکے مخالف ہو واسطے بجالانے حکم اللہ کے کہ خدا نے پیغمبر کی فرمان برداری
 کو واجب کیا ہے اور یہ نفس اخصام کا ہے ساتھ سنت کے اور قول اسکا ترجمہ میں اخلا کے
 متعلق ہے ساندہ قول اسکے کہ اجتہاد اور تمام ہوتا ہے کلام اس جگہ میں اور یہ جو کہا کہ خلا
 الرسول یعنی سو کہا خلاف رسول کے اور حذف ہونا قال کا کلام میں بہت ہے رفتم اختلفنا
 اِسْمَاعِيلُ عَنْ اَخِيهِ عَزَّسَ كَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْجَبِيدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّ
 سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَحْدُثُ اَنَّ اَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَا بَا هَرَبَيْنَا حَدَّثَنَا اَنْ رَسُولَ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بَعَثَ أَخَا بَنِي عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيَّ وَأَسْتَعْمَلَ عَلَى خَيْبَرٍ فَقَدِمَ بَنِي
 جَنْبِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكُلْتُمْ خَيْبَرَ هَكَذَا قَالَ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ
 إِنَّا لَنَشْتَرِيهِ الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ مِنَ الْجَمْعِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَفْعَلُوا
 وَلَكِنْ سِثْلًا يَمِثِلُ أَوْ يُعَوِّضُوا هَذَا وَأَشَارَ فَوَافَقَتْهُ مِنْ هَذَا أَوْ كَذَلِكَ الْمِيزَانُ ترجمہ ابو سعید
 خدری اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے بنی عدی انصاری کے بہائی کو زکوۃ کا مال خلیل
 کرنے کے واسطے خیبر پر عامل کر کے بھیجا سو وہ عمدہ کھجور لایا تو حضرت نے فرمایا کیا خیبر کی تمام
 کھجوریں اسی طرح عمدہ ہوتی ہیں اس نے کہا کہ نہیں قسم ہے اس کی یا حضرت البتہ ہضم صاع
 ناقص کھجور دیکھا ایک صاع عمدہ کھجور خریدتے ہیں تو حضرت نے فرمایا کہ ایسا نہ کیا کرو و لیکن
 برابر لیا کرو یا اس ناقص کھجور کو بیچ ڈالا کرو اور اسکے مول کے ساتھ عمدہ کھجور سے خریدا کرو
 یعنی ایک جنس میں زیادہ لینا درست نہیں اور اسی طرح تول میں بھی زیادہ لینا درست
 نہیں **ف** اور مطابقت حدیث کی ترجمہ کے واسطے اس جہت سے ہے کہ اصحابی
 نے اجتہاد کیا اس میں جو کیا تو حضرت نے اسکو رد کیا اور منع کیا اسکو اس چیز سے کہ کی
 اور معذور رکھا اسکو اسکے اجتہاد کے سبب (رفتم) **بَابُ أَجْرِ لُحَا كَوَاكِبِ الْجَهَنَّمَ**
فَاَصَابَ اَوْ اَخْطَا اجر حاکم کا جب کہ اجتہاد کرے بہر شیک بات پا جاوے یا چوک جاوے
ف یہ اشارہ ہے طرف اسکی کہ نہیں لازم آتا رو کرنے اسکے حکم یا فتوے کے سے جب
 کہ اجتہاد کرے اور چوک جاوے یہ کہ گناہ گار ہووے ملک جب مقدور بہر کوشش کرے تو اس
 کو ثواب ملتا ہے سوا اگر شیک بات پا جاوے تو اسکو دوسرا ثواب ہے لیکن اگر حکم کرے
 یا فتویٰ دے بدون علم کے تو گنہگار ہوتا ہے لہذا تقدم کہا ابن منذر نے اور سوا اس
 کے کچھ نہیں کہ ثواب دیا جاتا ہے حاکم کو وقت چوک جانے کے جبکہ ہو عالم ساتھ اجتہاد کے
 بہر اجتہاد کرے اور جب اجتہاد کا عالم نہ ہو تو اس کو ثواب نہیں ملتا اور استدلال کیا گیا ہے
 ساتھ اس حدیث کے کہ قاضی تین قسم ہیں اور اس میں ہے اور ایک قاضی ہے جو حکم کرے ساتھ
 ناحق کے سو وہ آگ میں ہے اور ایک قاضی ہے جو حکم کرے بے علمی سے سو وہ بھی آگ میں ہے
 روایت کیا ہے اس حدیث کو صحابہ سننے نے پیدہ اسے ساتھ الفاظ مختلف کے اور تائید
 کرتی ہے باب کی حدیث کو وہ چیز کہ واقع ہوئی ہے سلیمان علیہ السلام کے قصے میں بیچ حکم کرنے
 ان کے کے کہنے والوں میں اور کہا خطابی نے معالم السنن میں کہ سوائے اسکے کچھ نہیں کہ ثواب

دیا جاتا ہے مجتہد کو جبکہ ہر جامع واسطے آگے اجتہاد کے سو وہی ہے جو معذور ہے چوک سے برخلاف اس کو
جو تکلف کرے اجتہاد میں یعنی جو اپنے تئیں مجتہد ٹھہراوے اور اجتہاد کے لائق نہ ہو سو اس پر خوف
ہے ہر سو اس کا حکم کچھ نہیں کہ ثواب دیا جاتا ہے اجتہاد پر عالم کو اس واسطے کہ اجتہاد
اس کا بیچ طلب حق کے عبادت ہے یہ اس وقت ہے جب کہ ٹھیک بات چاوے اور ایہ جب چوک چاوے
تو اس کو چوک پر ثواب نہیں ملتا بلکہ دور ہوتا ہے اس کے گناہ فقط اور شاید کہ خطابی کی رائے یہ ہے کہ
یہ جو حضرت نے فرمایا کہ اس کو ایک ثواب ملتا ہے تو یہ مجاز ہے وضع ائمہ سے (فتح) **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ**
بْنُ بَزِيدٍ الْمُقْرِئِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خِيَوَةُ بْنُ شُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْهَادِ
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْرَافِيلَ عَنْ الْحَارِثِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي قَتَيْبٍ مَوْلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ
سَيِّمِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا احْكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ فَأَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ
وَإِذَا احْكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ قَالَ فَحَدَّثْتُ هَذَا الْحَدِيثَ أَبَا بَكْرٍ بْنُ مُحَمَّدٍ
ابْنِ عَمْرِو بْنِ حَنْزَلٍ فَقَالَ هَكَذَا حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنِ الثَّيْبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ تَرْجُمَهُ
عمر بن عاص سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جب حاکم اور
قاضی کسی مقدمے میں حکم کرنے کا ارادہ کرے سو معذور ہر اس بات کی تحقیق میں محنت اور کوشش
کرے ہر ٹھیک بات چاوے تو اس کے واسطے دو ثواب ہیں یعنی ایک محنت کا دوسرا ٹھیک بات
چا جانے کا جب حکم کا ارادہ کرے اور معذور ہر کوشش کرے ہر اس میں چوک چاوے یعنی حق
بات اس کو معلوم نہ ہوئے تو اس کو ایک ثواب ہے یعنی صرف محنت کرنے کا **إِنْ** یعنی جب حاکم
اور قاضی مقدمہ فیصلہ کرنے میں خوب کوشش اور غور کرے اور قرآن اور حدیث سے اس کا حکم نکالے
تو اس کو دو ثواب ہیں اور اگر چوک ہو تو ایک ثواب ہے کوشش کے بعد چوک پر پکڑ نہیں۔ کما قریبی
نے اسی طرح واقع ہوا ہے حدیث میں حکم کرنا اجتہاد سے پہلے اور حالانکہ اس کا عکس ہے اس واسطے
کہ اجتہاد مقدم ہے حکم سے اس لیے کہ نہیں جائز ہے حکم کرنا اجتہاد سے پہلے اتفاقاً لیکن تقدیر
یہ ہے کہ جب حکم کرنے کا ارادہ کرے تو اس وقت اجتہاد کرے اور احتمال ہے کہ **ف** تفسیر کے
واسطے ہو یعنی فاجتہد میں نہ تعقیب کے واسطے اور قول اس کا فاصاب یعنی موافق پڑا تھا اس کے
حکم کو جو غفلت میں ہے اور قول اس کا ثم اخطا یعنی اس نے گمان کیا کہ حق ایک جہت میں ہے اور
حالانکہ نفس الامر میں اس کے برخلاف تھا اور البتہ پہلے گذر چکا ہے اشارہ طرہ وقوع خطا کے
بیجا اجتہاد کے ائمہ کی حدیث میں کہ البتہ تم جہگڑا لانے ہو میرے پاس اور شاید کہ تم لوگوں میں

کوئی آدمی خوش تقریر ہوتا ہے اپنی دلیل سے نسبت دوسرے کے اور کہا ابو بکر بن عربی نے کہ تعلق بکڑا ہے ساتھ اس حدیث کے جو کہتا ہے کہ حق ایک جہت میں ہے واسطے تصریح کرنے کے ساتھ اسکو کہ ایک غیر معین مخطی ہے یعنی حدیث میں تصریح کی ہے ساتھ اسکے کہ دونوں میں سے ایک مخطی ہے لیکن معین نہیں کیا کہ فلانا مخطی ہے اور اس مسئلہ میں بڑا اختلاف ہے اور کہا مازری نے کہ تک کیا ہے ساتھ اسکے ہر ایک کے دونوں گروہ میں سے جو قائل ہے کہ حق بیچ دو طرف کے ہی اور جو قائل ہے کہ ہر مجتہد مصیب ہے لیکن پہلا مسئلہ سو اس واسطے کہ اگر مجتہد مصیب ہوتا تو کوئی دونوں میں سے چوک کی طرف منسوب نہ کیا جاتا واسطے محال ہونے دو تقضیوں کے ایک حالت میں اور ایہ مصدوبہ جو کہتے ہیں کہ ہر مجتہد مصیب ہے سو حجت بکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ حضرت نے اسکے واسطے ثواب بھیرایا ہے سو اگر مصیب ہوتا تو نہ ثواب دیا جاتا اور یہ جو اس پر خطا کا اطلاق کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا ہے اس کے ساتھ اسکے کہ یہ مجہول ہے اس پر جو غافل ہو انص سے یا اجتہاد کیا اس چیز میں کہ نہیں جائز ہے اجتہاد کرنا بیچ اسکے قطعیات سے اس میں جو اجماع کے مخالف ہو سو اگر ایسا اتفاق پڑے اور اس میں چوک جاوے تو منسوخ کیا جاوے حکم اسکا اور فتویٰ اسکا اگرچہ اجتہاد کیا ہو بالاجماع اور وہی ہے جس پر صحیح ہے اطلاق خطا کا اور ایہ چہ اجتہاد کرے ایسے مقدمی میں جس میں نہ نص ہو اور نہ اجماع تو نہیں اطلاق کیا جاتا ہے اس پر خطا کا اور دراز کیا ہے مازری نے اس تقریر کو اور ختم کیا ہے اپنی کلام کو ساتھ اسکے کہ جو قائل ہے کہ حق بیچ دو طرف کے دائرہ ہے یہ قول اکثر اہل تحقیق کا ہے فقہاء اور متکلمین سے اور وہ مروی ہے چاروں امام سے اگرچہ اس میں اختلاف حکایت کیا گیا ہے میں کہتا ہوں اور معروف غامضی سے قول اول ہے اور کہا قرطبی نے سفہم میں کہ حکم مذکور لائق ہے کہ خاص ہو یا حاکم کے جو حکم کرنے والا ہو درمیان مدعی اور مدعا علیہ کے اس واسطے کہ اس جگہ حق نفس الامیر میں معین ہے جبکہ اگر نے میں اس میں مدعی اور مدعا علیہ سوجب دونوں میں سے ایک کے واسطے اسکے ساتھ حکم کرے تو باطل ہو جاتا ہے حق دوسرے کا قطعاً اور دونوں میں سے ایک تو ضرور جہتاً ہے اور حاکم اس پر اطلاع نہیں ہوتی سو اس صورت میں اختلاف نہیں کہ مصیب اس میں ایک ہی ہے اس واسطے کہ حق ایک طرف میں ہے اور لائق ہے کہ خاص ہو خلافت ساتھ اسکے کہ مصیب واحد ہے یا ہر مجتہد مصیب ہے ساتھ ان سائل کے کہ لکالا جاتا ہے حق ان میں سے بطریق دلالت کے اور کہا ابن عربی نے کہ میرے نزدیک اس حدیث میں فائدہ نہ ملے گی

اور وہ یہ ہے کہ ثواب عمل قاصر کا عامل پر ایک ہے اور عمل متعدی کا ثواب دونوں ہے اس واسطے کہ اجر دیا جاتا ہے اسکو فی نفسہ اور سبخر ہوتا ہے اسکے واسطے جو متعلق ہوا اسکے غیر سے پہلی جنس سے اور حبب فضا کر کے ساتھ حق کے اور حق دار کو اسکا حق دے تو ثابت ہوتا ہے اسکے واسطے اجر اسکے اجتہاد کا اور چاہیے ہوتا ہے اسکے واسطے مثل اجر مستحق حق کے سوا اگر ایک و نو میں ہو زیادہ خوش تقریر ہو نسبت دوسرے آدمی کے سو قاضی اسکے واسطے حکم کرے اور نفس الامر میں حق اسکے غیر کے واسطے ہو تو اسکو فقط اجتہاد کا اجر ملتا ہے میں کہتا ہوں اور تمام اسکا یہ ہے کہ کہا جاوے کہ اگر حاکم اپنے اجتہاد سے حق غیر مستحق کو دے تو اس پر اسکو مواخذہ نہیں ہوتا اس واسطے کہ حاکم نے جان بوجہ کہ غیر کا حق اسکو نہیں دیا یعنی بلکہ چوک کی بلکہ گناہ محکوم لہ کا قاصر ہے اوپر اسکے اور نہیں ہے پوشیدہ کہ محل اسکا یہ ہے کہ مقدور بہر اجتہاد میں کوشش کرے اور حالانکہ وہ اسکے اہل سے ہو والا لاحق ہوتا ہے اسکو گناہ اگر اسکے اہل سے نہ ہو (فتح) اور یہ جو کہا کہ بیان کی مینے یہ حدیث ابو بکر بن محمد سے اس نے ابو ہریرہ سے یعنی مثل حدیث عمرو بن عاص کی اور قائل حدیث کا زید بن عبد اللہ ہے جو اس حدیث کو راویوں سے ہے اور یہ جو کہا عن ابی سلمۃ عن النبی تو مراد اس سے یہ ہے کہ عبد اللہ بن ابی بکر نے مخالفت کی ہے اپنے باب کی پیروی روایت کرنے اسکے کے ابو سلمہ سے اور مرسل کیا ہے حدیث کو جو اس نے موصول کیا ہے **بَابُ الْجَنَّةِ عَلَى مَنْ قَالَ إِنَّ أَحْكَامَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ ظَاهِرًا وَمَا كَانَتْ يَعْزِبُ بَعْضُهُمْ عَنْ مَسَاهِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُمُورِ الْأَيْسَلَامِ حَبِطَ قَائِمُ كَرْنَا اس پر جس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام ظاہر تھے اور جو غائب ہوتے تھے بھنے حضرت کے مشاہد سے اور امور اسلام سے ظاہر تھے یعنی لوگوں کے واسطے نہیں چھپے رہتے تھے مگر نادر پر اور یہ ترجمہ معقود ہے واسطے اس بیان کے کہ بہت اکابر اصحاب نہ حاضر ہوئے تھے نزدیک بعض اس چیز کے کہ اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے یا کرتے اعمال تکلیف سے سو بدستور رہتے اس چیز پر کہ انکو اس پر اطلاع ہونی یا مسنوخ پر واسطے نہ خبر پانے کے اسکے ناسخ پر اور یا اوپر برات اصلی کے اور حبب یہ مقرر ہوا تو قائم ہوئی محبت اس شخص پر جو مقدم کرتا ہے بڑی صحابی کے عمل کو خاص کر حبب کہ والی ہوا ہو حکم کا اور پروایت غیر اسکے کے واسطے متک کرنے کے ساتھ اسکے کہ اگر نہ ہوتا تو دیک اس کبیر صحابی کے جو قوی تر ہے اس ہدایت کو البتہ نہ مخالفت کرتا اسکی اور رو کرتا ہے اسکو یہ کہ اس اعتماد میں ترک کرنا محقق کا ہے واسطے گمانی چیز کے اور کہا ابن بطال نے کہ ارادہ کیا ہے بخاری نے ساتھ اسکے رد کرنے کا را فضیون اور خارجین**

جو گمان کرتے ہیں کہ حضرت کے احکام اور سنتیں آپ سے بطور تواتر کے منقول ہیں اور یہ کہ نہیں جائز ہے عمل کرنا ساتھ اس حکم کے جو تواتر کے ساتھ منقول نہ ہو یعنی خبر واحد کے ساتھ عمل کرنا جائز نہیں کہا اور قول زکامرود ہے ساتھ اس چیز کے کہ صحیح ہو چکی ہے کہ اصحاب ایک دوسرے سے احکام سیکھتے تھے اور رجوع کیا بعض نے طرف اس چیز کے کہ اس کے غیر نے روایت کی اور منعقد ہوا اجماع اور واجب ہونے عمل کے ساتھ خبر واحد کے سینے کہا اور باب باندہا ہے یہی نے مدخل میں باب دلیل ہے اسپر کہ کبھی پوشیدہ رہتی ہے اس رجوع صحبت میں مقدم ہو وسیع علم والا ہو وہ چیز کہ جانتا ہو اسکو غیر اسکا بہر ذکر کی حدیث ابو بکر صدیق کی حدہ کے حق میں جو انکو پہلے معلوم تھی بہر معلوم ہوئی اور حدیث عمر فاروق کی اجازت مانگنے میں اور وہ مذکور ہے اس باب میں اور حدیث ابن مسعود کی اس مرد کے حق میں جس نے ایک عورت سے نکاح کیا تھا بہر کو طلاق دیکر چاہا کہ اسکی مان سے نکاح کرے سو کہا کہ کچھ نہیں اور انہوں نے چاندی کے ٹکڑوں کو ثابت چاندی سے کم و بیش لینا دینا جائز کیا بہر دونوں امر سے رجوع کیا جبکہ اور اصحاب سے سنا کہ یہ منع ہے اور اور چیز میں اس کے اور ذکر کی اس میں حدیث برابر کی کہ سب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث کو نہیں سنتے تھے ہمکو دنیا کے کاروبار اور شغل تھے ولیکن لوگ جو بڑے نہیں بولتے تھے سو جو اس وقت موجود ہوتا وہ بیان کرتا اور بتلا دیتا اس شخص کو جو حاضر نہ ہوتا اور اسکی سند ضعیف ہے اور اسی طرح حدیث الشرح کی کہ جو حدیثیں کہ ہم تم سے بیان کرتے ہیں وہ سب ہم نے حضرت سے نہیں سنی ہیں ولیکن ہمارے بعض نے بعض سے جو بڑے نہیں بولا بہر بیان کہیں حدیثیں جو اصحاب سے روایت کی ہیں جو بخاری اور مسلم میں واقع ہوئی ہیں اور کہا کہ اس میں دلالت ہے اوپر اتفاق انکے کے روایت میں اور اس میں ظاہر ترجمت اور واضح تر دلالت ہے اوپر ثابت کرنے خبر واحد کے اور یہ کہ بعضی سنت بعض سے پوشیدہ رہتی تھے اور یہ کہ جو حاضر ہوتا تھا وہ غائب کو پہونچا دیتا تھا اور یہ کہ غائب اس سے کہو قبول کر لیتا تھا اور اسپر اعتماد اور عمل کرتا تھا میں کہتا ہوں اور خبر واحد اصطلاح میں خلاف متواتر کے ہے برابر ہے کہ ایک شخص کی روایت سے ہو یا زیادہ کی روایت سے اور وہی ہر آؤ ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوا ہے اس میں اختلاف اور نہیں وارد ہوتا اسپر جو اسکے ساتھ عمل کرے جو واقع ہوا ہے باب کی حدیث میں کہ عمر فاروق نے ابو موسیٰ سے اجازت مانگنے کی حدیث پر گواہ طلب کیا اس واسطے کہ نہیں خارج ہوئی یہ ساتھ شہادت ابو سعید کے اسکے واسطے خبر واحد ہونے سے اور عمر فاروق نے تو ابو موسیٰ

تکلیف دونگا سوا ابو موسیٰ انصاریوں کی ایک بس کی طرف چلے گئے اور ان کو کہا کہ میری گواہی دو تو انہوں نے کہا کہ نہ گواہی دیگا مگر جو ہم سب میں زیادہ تر چوٹا ہے سوا ابو سعید خدری کٹرے ہوئے سوا انہوں نے کہا میں نے حضرت عمر فاروقؓ کو گواہی دی کہ البتہ ہم حکم کیے جاتے ہیں ساتھ اسکے تو عمر فاروقؓ نے کہا کہ پوشیدہ رہا مجھ سے حکم حضرت کے اس سے مشغول کر رہا مجھ کو بازار کی خرید و فروخت نے کھلنا علیؓ قال حَدَّثَنَا سَفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنَ الْأَعْرَجِ يَقُولُ أَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ إِنَّكُمْ تَزْعُمُونَ أَنَّ أَبَاهُ هِرَّةٌ يَكْنِي الْحَدِيثَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهُ الْمَوْحِدُ إِنِّي كُنْتُ أَمْرًا مَسْكِينًا أَلْزَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مِلَّةِ بَطْنِي وَكَانَ الْمُهَاجِرُونَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ وَكَانَتْ الْأَنْصَارُ يَشْغَلُهُمُ الْقِيَامُ عَلَى أَمْوَالِهِمْ فَشَهِدْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ مَنْ يَبْسُطُ رِدَاءَهُ حَتَّى آفِضَ مَقَالَتِي ثُمَّ يَلْبِصُهُ فَلَمْ يَنْسَ شَيْئًا سَمِعَهُ مِنِّي فَبَسَطْتُ رِدَاءَهُ كَانَتْ عَلَى قَوْلِ الدِّي بُعْتُهُ بِالْحَقِّ مَا تَكُنْتُ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنِّي ثُمَّ رَجَعْتُ أَبُو هُرَيْرَةَ سے روایت ہے کہ ان کے گمان کرتے ہوئے کہ ابو ہریرہؓ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت حدیثیں روایت کرتا ہے یعنی شاید حضرت کی طرف سے جوئی حدیثیں بیان کرتا ہے اور اللہ کی طرف سے جگہ بہرنے کی یعنی قیامت میں ظاہر ہوگا کہ تم اس انکار میں حق پر ہو یا میں سچ کہتا ہوں اسکا سبب یہ ہے کہ میں محتاج مرد تھا ہر دم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارکت میں حاضر رہتا تھا اپنے پیٹ بہرنے کے واسطے اور معاجرین بازار میں خرید و فروخت میں مشغول ہتے تھے اور انصاری لوگ اپنے مال کی خبر گیری میں مشغول ہتے تھے سو میں ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھا تو حضرت نے فرمایا کہ جو اپنا کپڑا پہلائے رہے گا جب تک کہ میں اپنی بات کو تمام کر چکوں پھر اپنے کپڑے کو اپنی طرف سمیٹ لوے تو وہ ہوئے گا کچھ چیز جو مجھ سے سنو یعنی وہ میری سنی حدیث کو کہی نہ ہووے گا سو میں نے اپنے اوپر کی چادر پہلائی سو قسم ہے اسکی جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا پیغمبر کے بھیجا کہ میں کہی کچھ چیز نہیں بولا جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا ف ایک روایت میں ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ کیا سبب ہے کہ معاجر اور انصار ابو ہریرہؓ کے برابر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیثیں روایت نہیں کرتے اور یہ جو کہا کہ اپنے پیٹ بہرنے کے واسطے یعنی سبب پیٹ بہرنے کے یعنی سبب اصلی جو نقصان کرتا ہے واسطے بہت روایت کرتے ابو ہریرہؓ کے حدیث کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر وقت حضرت کے ساتھ رہتا ہے تاکہ پاؤں جو کھادیں اس واسطے کہ ابو ہریرہؓ کے پاس کچھ چیز نہ

نہی جس میں تجارت کریں اور زمین نہی کہ اس میں کہیتی کریں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی وقت جدا نہ ہوتے تھے کہ سب اوقات ان سے فوت ہو سوا حاصل ہوتا تھا اس ملازمت میں اقبال کے سنے اور افعال کے روایت کرنے سے جو نہ حاصل ہوتا تھا ان کے غیر کے واسطے جو ہر وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ رہتا تھا اور مدد کی ان کے ہمیشہ یاد رکھنے پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا تھی اور ایک روایت میں ہے کہ میرے بہائی انصاری اپنے کہیتی کے کام میں مشغول رہتے تھے (فتح) **بَابُ مَنْ تَأْتِي كُرَّةَ التَّكْلِيفِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُجَّةً كَامِنَ خَيْرِ التَّهْوِيلِ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** جو دیکھتا ہے ترک کرنا انکار کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہ تھی کہ غیر سے **فَالْبُتَّةُ الثَّقَاتُ** ہے اس پر کہ مقرر کہنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس چیز کو کہ آپ کے روبرو کی جاوے یا کسی جاوے اور خبر پاوین آپ پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدون انکار کے دلالت کرنے والا ہے اور چواڑ کے اس واسطے کہ عصمت دور کرانی ہے حضرت سے جو محمل ہو اسکے غیر کے حق میں اس چیز سے کہ مرتب ہوتی ہے انکار پر سونہیں برقرار رکھتے باطل پر اور سی واسطے کہ نہ غیر رسول سے اس واسطے کہ غیر حضرت کا سکوت نہیں دلالت کرتا ہے چواڑ پر اور اشارہ کیا ہے ابن تین نے طرف اس کی کہ ترجمہ متعلق ہے ساتھ جامع سکوت کے اور لوگ مختلف ہیں سوا ایک گروہ نے کہا کہ نہیں منسوب کیا جا تا طرف ساکت کے کسی قول اس واسطے کہ یہ صحت نظر کے ہے اور کہا ایک گروہ نے کہ اگر مجتہد کوئی بات کہے اور پہل جاوے اور اس پر اطلاق پانے کے بعد کوئی سکر مخالف نہ ہو تو وہ حجت ہے اور بعضوں نے کہا کہ نہیں ہوتا ہے محبت یہاں تک کہ مستعد ہو قبیل ساتھ اس کے اور محل خلاف کا وہ ہے کہ نہ مخالف ہو اس قول کو لفظ قرآن کی پاسنت کی اور اگر وہ قول لفظ کے مخالف ہو تو جمہور کا یہ قول ہے کہ نص مقدم ہے اور محبت پکڑی ہے جس نے مطلق منہم کیا ہے کہ صحابہ نے بہت اجتہادی مسائل میں اختلاف کیا ہے سوان میں سے بعض اپنے ظہر پر انکار کرتا تھا جب کہ قول اسکے نزدیک ضعیف ہوتا اور ہونی نزدیک سکر وہ چیز جو اس کے قوی تر ہو لفظ کتاب یا سنت سکر اور بعض ان میں سے چپ رہتا تھا سوا سکا چپ ہنا جان کی دلیل نہ ہو گا اس واسطے کہ جائز ہے کہ اسکے واسطے حکم ظاہر نہ ہوا ہو سوا اس نے سکوت کیا واسطے جائز رکھنا کہ بات کے کہ یہ قول صواب ہو اگرچہ اس کے واسطے اس کی وجہ ظاہر نہ ہوئی ہو (فتح) **حَلَّ كُنَّا سَائِدًا** ابی حنیفہ قال عبید اللہ بن معاذ قال حللنا ابی قال حللنا شعبہ عن سعد بن ابی حمیم عن محمد بن ابی بکر قال رأيت جابر بن عبد اللہ یحلف باللہ ان ابن الصائغ الذکاء قلت یحلف باللہ قال لا بی سمعت عمر بن الخطاب یحلف علی الذی عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم

کہ دجال نکلے گا نزدیک غصب کے کہ غضبناک ہوگا پھر کہا ابن ابی جلال نے جس کا حاصل یہ تسلیم کرنا ہی
 جرم کو سنا ہوا سکے کہ وہی ہے دجال پس عود کر لگا سوال اول جواب حلف عمر کی سے پھر جابرؓ کی سے
 اس پر کہ وہی ہے دجال معہود لیکن یہ قصہ حصہ اور ابن عمر کے دلیل ہے کہ مراد ان دونوں کی دجال
 اکبر ہے اور البتہ روایت کی ابو داؤدؓ ساتھ سند صحیح کے موسیٰ بن عقبہ سے کہ ابن عمر کہتے تھے قسم
 ہے اللہ کی مین نہیں شک کرتا کہ مسیح دجال وہ ابن صیاد ہے اور واقع ہوا ہے ابن صیاد کے
 واسطے ساتھ ابوسعید خدری کے اور قصہ جو متعلق ہے ساتھ امر دجال کے سورواہت کی سلم نے
 ابوسعید سے کہ ابن صیاد کے تک میرے ساتھ رہا سو اس نے مجھ سے کہا کہ کیا ایذا پائی میں نے
 لوگوں سے وہ گمان کرتے ہیں کہ میں دجال ہوں کیا تو نے حضرت سے نہیں سنا فرماتے تھے کہ
 دجال کے اولاد نہ ہوگی میں نے کہا کیوں نہیں اس نے کہا سو میرے اولاد ہے کیا تو نے حضرت
 سے نہیں سنا فرماتے تھے کہ دجال نہ مدینے میں داخل ہوگا نہ مکہ میں نہ کہ کیوں نہیں کہنا
 سو میں مدینے میں پیدا ہوا اور یہ میں نے کہا ارادہ کرتا ہوں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے
 کہ ابن صیاد نے کہا کہ مقرر میں دجال کو پہچانتا ہوں اور پہچانتا ہوں اسکے پیدا ہونے کی جگہ کو
 اور اب وہ کہاں ہے ابوسعیدؓ نے کہا سو میں نے کہا کہ تجھے کو بلاکت ہو باقی دن کہا بھیقی ہو
 کہ نہیں یہ حدیث جابرؓ کے زیادہ حضرت کے سکوت سے عمر فاروق کی حلف پر سو احتمال ہے کہ حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم اسکے امر میں متوقف ہوں پھر حضرتؓ کو خدا کی طرف سے معلوم ہوا کہ دجال
 ابن صیاد کا عزیز ہے یعنی دجال اور ہے اور ابن صیاد اور بابر اسکے کہ یتیم داری کا قصہ اس
 کو تقاضا کرتا ہے اور ساتھ اسی کے متک کیا ہے جس نے جرم کیا ہے کہ دجال ابن صیاد کے
 سوا ہے اور طریقہ اس کا صحیح ہے اور جو صفت کہ ابن صیاد میں تھی وہ موافق پڑ گئی دجال
 کی صفت کو میں کہتا ہوں اور یتیم داری کے قصے کو روایت کیا ہے مسلم نے فاطمہ بنت قیس
 کی حدیث اور اس میں ہے کہ یتیم نے دجال کو سمندر کے ایک جزیرے میں لوہے کے زنجیروں
 میں بند ہوا دیکھا سو اس نے ان سے حضرتؓ کی خبر پوچھی کہ کیا حضرت محمد صاحب رسل
 اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہو کے بھیجے گئے ہیں یا نہیں اور یہ کہ اس نے کہا کہ ان کے حق میں بہتر ہے
 کہ اس پیغمبر کی پیروی کریں اور اس میں یہ بھی ہے کہ اس نے کہا کہ میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ میں
 سیم دجال ہوں اور عنقریب مجھ کو نکلنے کی اجازت ہو اچاہتی ہے سو میں نکل کر زمین میں
 سیر کروں گا سو کوئی گاؤں نہ جوڑوں گا مگر کہ اس میں انہوں نے گاؤں کے اور مدینے کے

اور بیعتی کے ایک طریق میں ہے کہ وہ بڑا بوڑھا ہے کہا بیعتی نے اس حدیث میں ہے کہ دجال اکبر جو اخیر زمانے میں
نکلے گا وہ ابن صیاد کے سوا اور ابن صیاد ایک دجال تھا ان دجالوں میں سے جن کی حضرت م نے خبر دی
کہ قیامت کے پہلے جوئے لوگ ہون گے سو تم ان سے بچو اور ان میں سے اکثر نکل چکے ہیں اور جو لوگ
جزم کرتے ہیں کہ ابن صیاد وہی دجال شاید انکو تنہا داری کا قصہ نہیں ہو بچا نہیں تو ان کے درمیان تطبیق
نہایت بعید ہے کہ انوی نے اور کہا علمائے کہ قصہ ابن صیاد کا مشکل ہے اور اسکا حال مشتہ ہے لیکن
نہیں شک ہے اس میں کہ وہ ایک دجال ہے دجالوں میں سے اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت م کو اس کے حال میں
کچھ وحی نہیں ہوئی اور سو اس کے کچھ نہیں کہ وحی ہوئی حضرت م کو ساتھ صفات دجال کے اور ابن صیاد
میں قرآن مجملہ ہے ہی واسطے حضرت م نے اس کے حال میں کسی چیز کے ساتھ یقین نہیں کیا بلکہ عمر فاروق
سے فرمایا کہ تیرے واسطے اس کے قتل کرنے میں کچھ بہتری نہیں الحدیث اور یہ جو ابن صیاد نے حجت
پکڑی کہ میں مسلمان ہوں تو نہیں ہے اس میں دلالت اس کے دعوی پر کہ وہ دجال اکبر نہیں اس واسطے
کہ حضرت م نے تو خبر دی ہے اس کی صفات کے وقت نکلنے اس کے کہ اخیر زمانے میں اور ایسے اسلام
لانا اور حج کرنا اسکا سو نہیں نصیر ہے اس میں کہ وہ دجال نہیں احتمال ہے کہ ہو خاتمہ اس کا ساتھ
بدی کے یعنی جو صفات کہ حضرت م نے دجال کے بیان فرمائے ہیں وہ اس میں اس وقت پائے
جاوینگے جب کہ وہ اخیر زمانے میں نکلے گا اگرچہ اس پہلو مسلمان ہو اور نماز روزہ وغیرہ کرتا ہو پس ابن
صیاد کا مسلمان ہونا اور حج کرنا اس کے دجال ہونیکا سنا فی نہیں اس لیے کہ جائز ہے کہ حال میں مسلمان
ہو اور اخیر زمانے میں مرتد ہو کے نکلے اور روایت کی ہے ابو نعیم اصبہانی نے تاریخ اصبہان میں
جو دلالت کرتی ہے کہ ابن صیاد وہی ہے دجال اکبر جو اخیر زمانے میں نکلے گا اور البتہ روایت کی
ہے ابو داؤد نے جابر سے ساتھ سند صحیح کے کہ تھے جنگ حرہ کے دن ابن صیاد کو گم کیا معلوم نہیں
کہ ان گیا اور حسان بن عبدالرحمن نے اپنے باپ کے روایت کی ہے کہ ہمارا لشکر اصبہان میں اتر آتا
سو میں ایک دن ہو دوپہر کے لشکر کے پاس گیا وہ خوشی کرتے تھے اور دف بجاتے تھے سو میں نے اپنی
ایک پیار سی بوجھا جان میں سے تھا اس نے کہا کہ ہمارا بادشاہ جس کے ساتھ ہم عرب کی فتح چاہتے تھے
داخل ہوا سو صحیح کہ مینے دیکھا تو مانگا کہ ان وہ ابن صیاد تھا اور قریب تر تطبیق درمیان حدیث تنہا داری
کے اور مہنے ابن صیاد کے دجال یہ ہے کہ دجال بعینہ تو وہی ہے جسکو تنہا نے لہے کے زنجیر دن بند
ہوا دیکھا خبریری میں اور ابن صیاد شیطان ہے کہ ظاہر ہوا تھا یہ صورت دجال کے اس حدیث میں
بیان تک کہ مستوجب ہوا طرقت اصبہان کے سو پشیدہ ہوا ساتھ ساتھی اپنے کے یہاں تک کہ آدھے

مدت کہ مقدار کیا ہے اللہ تعالیٰ نکلنا اُس کا بیچ اسکے اوپر اسطے شدت التباس امر کے بیچ اس کے بخاری ترجیح کی راہ چلا ہے سو فقط اُس نے جابر کی حدیث روایت کی جو ابن صیاد کے قصے میں ہے عمر سے اور نہیں روایت کی اس نے روایت فاطمہ بنت قیس کی جو یتیم کے قصے میں ہے اور وہ ہم کیا ہے بعضوں نے کہ یتیم داری کی حدیث غریب فرد ہے اور حالانکہ اس طرح نہیں اس واسطے کہ روایت کیا ہے اس کو ساتھ فاطمہ بنت قیس کے ابو ہریرہ اور عائشہ اور جابرؓ اور جابر کی حدیث کو تو ابوداؤد نے روایت کیا ہے کہ حضرت نے ایک دن منبر پر فرمایا کہ جس حالت میں کہ چند آدمی دریا میں سوار تھے کہ اُن کا کمانا تمام ہوا تو ان کو ایک جزیرہ نظر آیا سو نکلے حال دریافت کرنے کو تو ان سے جیسے بلا سو ذکر کی حدیث اور اس میں ہے کہ جابر نے گواہی دی کہ وہ جال ابن صیاد ہے میں نے کہا کہ وہ مر گیا تھا اس نے کہا کہ اگرچہ مر گیا ہو مینے کہا وہ مسلمان ہو گیا تھا کہا اگرچہ مسلمان ہو گیا تھا مینے کہا کہ وہ مدینے میں داخل ہوا تھا کہا اگرچہ مدینے میں داخل ہوا۔ اور جابر کی کلام میں اشارہ ہے طرف اسکی کہ اُس کا امر شتبہ ہے اور جابر ہے کہ جو حال میں اس سے ظاہر ہوا نہ سنائی ہوا اس چیز کو کہ متوقع ہے اس سے بعد نکلنے اسکے کے اخیر زمانے میں اور البتہ روایت کی احمد نے ابودر کی حدیث سے کہا اگر میں دس بار قسم کھاؤں کہ ابن صیاد وہاں ہے تو یہ بہتر ہے مجھ کو اس سے کہ ایک بار قسم کھاؤں کہ وہ وہاں نہیں اور اسکی سند صحیح ہے والدہ اعلم اور حدیث میں جابرؓ ہونا قسم کا ہے ساتھ اس چیز کے کہ غالب ہو گمان پر اور اسکی صورت اتفاقی یہ ہے کہ جو یاد دہانی کے باب کے خطائے جس کو بچاتا ہو کہ اسکے واسطے کسی شخص کے پاس ٹال ہے اور غالب ہو اسکے گمان پر صدق اسکا یہ کہ جائز ہے اسکے واسطے حیکہ مطالبہ کرے اور متوجہ ہو اس پر قسم یہ کہ قسم کھا دے کہ وہ مستحق ہے قبض کرنے اسکے کا اس سے (متر) بِأَبِّ الْأَحْكَامِ اَلَّتِي نَعْرِفُ بِاللَّكَايِلِ وَكَيْفَ مَعْنَى اَللَّكَايِلِ وَتَقْنِيَتُهَا جو احکام کہ پہچانے جانے میں دلائل سے اور کس طرح میں معنی دلالت کے اور تفسیر اس کی و ف اور دلیل وہ چیز ہے جو راہ دکھلاوے طرف مطلب کی اور لازم آوے اس کے علم سے علم ساتھ وجود مدلول کے اور مراد ساتھ دلالت کے شرع کے عرف میں ارشاد ہے طرف اس کے کہ حکم شے خاص کا جس میں کوئی خاص نص وارد نہ ہوئی ہو داخل ہے تحت حکم دلیل دوسری کے بطریق عموم کے سو یہ میں معنی دلالت کے اسی پر تفسیر اس کی سومرا ساتھ اسکے بیان کرنا اس کا ہے اور وہ تعلیم کرنا ہے ماسد کو کیفیت اسکی کہ حکم کیا گیا ہے ساتھ اسکے اور اسکی طرف اشارہ ہے باب کی دوسری حدیث میں اور استفاد ہوتا ہے ترجمہ سے بیان رائے محمود کا اور وہ چیز وہ ہے کہ لی جابا اس چیز سے کہ ثابت ہو حضرت کے اقوال سے اور افعال سے بطریق نص کے اور بطریق اشارے کے

کے واسطے باندھ رکھا پھر ان کو لنبی رسی میں باندھا کسی چراگاہ یا باغ کے چمن میں سو سے اپنی رسی کے اندر چراگاہ یا چمن میں جہاں تک کہ پہنچے اور جتنی گھاس کہ چرے تو اس ہر دو کے واسطے اتنی نیکیاں ہوں گی اور اگر گھوڑوں کی رسی ٹوٹ گئی پھر وہ ایک بار یا دو بار زقند مار گئے تو اس ہر دو کی واسطے ان کے ٹاپوں کی مٹی اور ان کی لید نیکیاں ہوں گی اور اگر وہ کسی دریا پر گزرے سو اس میں سے پانی پیا اگر چہ مالک نے اُن کے پلانے کا قصد نہ کیا ہو تو یہی اس کے واسطے نیکیاں ہوں گی تو ایسے گھوڑے اس ہر دو کے واسطے ثواب کا سبب ہیں۔ اور جس ہر دو نے کہ گھوڑوں کو باندھا اس نیت سے کہ ان کی سوداگری سے فائدہ اٹھاوے اور بیگانہ سواری مانگنے سے بچے پھر وہ خدا کا حق جو گھوڑوں کی گردنوں اور پیٹھوں میں ہے نہ بھولا یعنی ان کی زکوٰۃ ادا کی اور عاجزوں کو ان کی سواری سے نہ روکا تو ایسے گھوڑے اس ہر دو کے واسطے پودہ ہیں یعنی باعثِ ربانیت سے بچا اور جس ہر دو نے کہ گھوڑوں کو باندھا اترانے اور دکھلانے کے لیے اور اہل اسلام کی مدد کے اور عداوت کے واسطے یعنی کفر کی کمک کو تو ایسے گھوڑے اس ہر دو پر وبال ہیں اور پوچھے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہون کے حکم سے سو فرمایا کہ نہیں اتاری گئی مجھ پر انکے حق میں نگر یہ آیت جو تمنا اور جامع ہے سو جس نے ذرہ بہر بلبلائی کی وہ اسکو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بہر بدی کی وہ بھی اس کو دیکھ لے گا۔ یعنی گھوڑے پاننانین طرح ہیں عمدہ قسم تو یہ ہے کہ عباد کے واسطے یا پھر کہ اسکا ثواب بیشمار ہے دوسری قسم یہ کہ اپنی سواری اور سوداگری کے واسطے یا پھر تو اس میں دنیا کا فائدہ ہے دین کا نقصان نہیں تیسری قسم یہ کہ کافروں کی مدد کے واسطے یا پھر اور منوں کے واسطے تو یہ سراسر وبال اور عذاب ہے درمخلی ہے مہذب کے کہ اس حدیث میں حجت ہے یہ ثابت کرنے قیاس کے دفعہ نظر۔ تقدم فی کتاب الجہاد عند شرمہ (فتح) حَلَّ ثَنَا جَعْفَرُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَسْرُورِ بْنِ أَبِي عَافِيَةَ عَنْ أُمِّ عَائِشَةَ أَنَّ أَمْرًا سَأَلَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُقَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضِيلُ بْنُ سُلَيْمَانَ التَّمِيمِيُّ الْبَحْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أُمِّي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَمْرًا سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْحِمَنِ كَيْفَ تَغْتَسِلُ مِنْهُ قَالَ تَأْخُذِينَ فِرْصَةً مِمَّنْكَ فَتَوَضَّئِينَ بِهَا قَالَتْ كَيْفَ أَتَوَضَّئُ بِهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّئِينَ بِهَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَعَرَفْتُ الَّذِي يُرِيدُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَنَّبْتُهَا إِلَى فَعَلْتُهَا تَرْجُمَةً عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا مِنْ رَدِّهَا عَنْ ذَلِكَ فَجَنَّبْتُهَا عَنْ ذَلِكَ

حکم پہنچا کہ اس کے بعد کس طرح غسل کرے حضرت نے فرمایا کہ لے ٹکڑا کپڑے کا مشک آلودہ پہر اس سے وضو کر لینے لہو کی جگہ کو تلاش کر کے وہاں خوشبو لگانا کہ لہو کی بدبو دفع ہو پھر غسل کر اس نے کہا یا حضرت میں اس سے کس طرح وضو کروں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اس کے ساتھ وضو کرے اس نے کہا میں اس سے کس طرح وضو کروں حضرت نے فرمایا اس کے ساتھ وضو کر عائشہ نے کہا سو میں حضرت کی مراد پہچان گئی سو میں نے اس کو اپنی طرف کہینچا پہر میں نے اس کو غسل حین کا طریق سکھلایا فائدہ کا کہ ابن بطال نے کہ عورت سائلہ حضرت کی غرض کو نہ سمجھی اس واسطے کہ وہ پہچانتی تھی کہ کپڑے کے ٹکڑے مشک آلودہ سے لہو کی جگہوں کو تلاش کرنے کا نام وضو رکھا جاتا ہے جب کہ جوڑا گیا ہو ساتھ ذکر لہو کے اور گندگی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا اس کو یہ اس واسطے کہ اس کے ذکر کرنے سے شرم آتی ہے سو عائشہ نے حضرت کی غرض سمجھی سو بیان کی اس عورت کے واسطے وہ چیز جو اس پر پوشیدہ رہی اور اس کا حاصل یہ ہے کہ مجمل موقوف ہے اور بیان اسکے کے قرائن سے اور مختلف ہیں انہما لوگوں کے اس کے سمجھنے میں اور اصول والوں نے مجمل کی یہ تعریف کی ہے کہ مجمل وہ ہے جس کی دلالت واضح نہ ہو اور واقع ہوتا ہے اجمال لفظ مفرد میں مانند قرآن کی کہ وہ طہر اور حین کا احتمال رکھتا ہے اور واقع ہوتا ہے اجمال مرکب میں بھی مانند قول اللہ تعالیٰ کے میں عقد النکاح کہ وہ احتمال رکھتا ہے خافذ کا اور ولی کا اور مانند اس کے یہ حدیث باب کی اس واسطے کہ واقع ہوا ہے بیان اسکا واسطے سائلہ کے ساتھ اس چیز کے کہ عائشہ نے اس کو اس سے سمجھا اور برقرار رکھی گئیں اور اس کے والدہ اعلم رفتہ (حک) ثنا مؤتی بن اشعیل قال حدثنا ابو عوانہ عن ابی یونس عن سعید بن جبیر عن ابن عباس ان ام حنید بنت الحارث بن خزیمہ اہدت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ممنا واقطا واصنبا کذا یروی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کما کن علی ما یدتہ فاذکھن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کالمفقذہ لکذو لکن حراما ما اکلن علی ما یدتہ ولا امرت بالکلھن ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ام حنید عارث کی بیٹی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گئی اور پنیر اور گوشتیں تھنہ بھیجا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منگوا یا تو حضرت کے دسترخوان پر کھائی گئیں اور حضرت نے ان کو جوڑا جیسے اس کے کراہت کر دی وہاں اور اگر حرام ہو تین تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر نہ کھائی جاتیں اور نہ ان کے کھانے کا حکم کرتے فائدہ کا اس حدیث کی شرح کتاب اللحمہ میں گذر چکی ہے حک ثنا احمد بن صالح قال حدثنا ابن وہب قال اخبرنی یونس عن ابن شہاب قال اخبرنی عطاء بن ابی

ریاچہ عزجاری بن عبد اللہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اکل ثوماً او بصلاً فلیعن لکما
 اولیٰ عززل مسجدنا ولینقل فی بیتیہ وآئہ ائی بیدی قال ابن وہب عنی طبقاً فیہ خضرات
 من بقول قوجہ لہا ریحاً فسأل عنہا فأخبرنا فیہا من البقول فقال قرئوا فی بعض اصحابہ
 کان معہ فلما راکہ اکلہا وقال کل فانی انا حی من کانتا حی۔ قال ابن عقیل عن ابن
 وہب یقول فیہ خضرات وکمید کبر اللیت واکو صفوان عن یونس قصۃ القدر فلا أدب
 ہوئی قول الثہری اذ فی الحدیث ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضرت م نے فرمایا کہ جو ستر
 اور پیاز کھاوے تو چاہیے کہ ہم سے یا فرمایا کہ ہماری مسجد سے الگ ہے اور چاہیے کہ اپنے گھر میں بیٹھ
 رہے اور یہ کہ حضرت پاس ایک طشت لایا گیا جس میں ساگ کی سبزی تھی تو حضرت م نے ان کے واسطے
 پائی اور ان سے پوچھا سو خبر دی گئی ساتھ اسکے جو اس میں تھا ساگون سے سو فرمایا کہ قریب کرو وطن
 بعض اصحاب کی جو آپ کے ساتھ تھے ابوالیوب سوچا اس نے دیکھا کہ حضرت م نے اس سے نہیں
 کھایا تو اس کے کھانے کو مکر وہ جانا تو حضرت م نے فرمایا کہ کھا اس واسطے کہ میں سرگوشی کرتا ہوں جس
 سے تو سرگوشی نہیں کرتا اور روایت کی ابن عقیل نے ابن وہب سے ہاتھی اس میں سبزی تھی اور نہیں
 ذکر کیا لیث اور ابو صفوان نے یونس سے قصہ ہاتھی کا سو میں نہیں جانتا کہ وہ زہری کے قول
 سے ہے یا حدیث میں فالک کا یہ جملہ راہ الخ تو اس میں حذف ہو اس کی تقدیر یہ ہے کہ حب اس
 نے حضرت م کو دیکھا کہ اس کے کھانے سے باز ہے اور حکم کیا ساتھ قریب کرنے کے طرف اس
 کی تو اس نے اس کے کھانے کو مکر وہ جانا اور شاید کہ ابوالیوب نے استدلال کیا تھا ساتھ عموم قول اللہ تعالیٰ
 کے لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَسْوۃٌ حَسَنَۃً اور مشرور ہونے متابعت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کی کے آپ کے سب افعال میں سوچ حضرت م ان سبزیوں کے کھانے سے باز رہے تو اس نے حضرت
 کی پیروی کی تو حضرت م نے اس کے واسطے وجہ تخصیص کی بیان کی سو فرمایا کہ میں کانا پوسی کرتا ہوں
 جس سے تو کانا پوسی نہیں کرتا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت م نے فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ میری
 ساتھی کو ایذا ہو۔ اور ایک روایت میں فرمایا کہ میں خدا کے فرشتوں سے شرماتا ہوں اور حرام نہیں
 کھاتا ابن بطال نے یہ جو فرمایا کہ اسکو بعض اصحاب کے نزدیک کر دینا بعض ہے اور چواں کھاتے
 اس کے اور اسی طرح یہ قول حضرت کا کہ میں کانا پوسی کرتا ہوں الخ میں کہتا ہوں اور کھاتا اس کا
 وہ ہے جو میں نے ذکر کیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ فرشتوں کو آدمیوں پر
 فضیلت ہے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ حضرت م جس سے کانا پوسی کرتے تھے مراد اس کے

وہ ہے جو حضرت مہرودی اتارنا تھا اور وہ اکثر اوقات میں جبریل تھے اور اگر کوئی دلیل دلالت کرے کہ جبریل افضل ہے ابو ایوب جیسے صحابی سے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مودہ افضل اس شخص سے جو ابو ایوب کے افضل ہو خاص کر جبکہ پیغمبر اور اگر بعض افراد کو بعض پر فضیلت دی جاوے تو نہیں لازم آتی اس کے تفصیل تمام جس کی تمام جس پر رفتح **بَحَلْ تَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَحَيْشٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ عَنٍّ اَيْتُهُ قَالَ اخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَبْرِ اَنْ اَبَاهُ جَبْرِ بْنَ مُطْعِمٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَمْدَاةَ اَنْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلِمَتُهُ فِي شَيْءٍ فَأَمَرَهَا بِأَمْرِ فَقَالَتْ أَرَأَيْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ لَمْ أَجِدْكَ قَالَ إِنْ لَمْ يَجِدْنِي فَأَنَا أَبَا بَكْرٍ۔ قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ اللَّهُ إِنْ لَمْ يَجِدْكَ لَمْ يَجِدْ اَبَا بَكْرٍ**۔

ابراہیم بن سعد کا تھا توفی المکتب ترجمہ جبریلین مطعم سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت پاس آئی تو اس نے حضرت م سے کسی چیز میں بات کی سو حضرت م نے اس کو کچھ حکم کیا تو اس نے کہا کہ ہلا بلاتو تو یا حضرت اگر میں آپ کو نہ پاؤں تو کس پاس آؤں حضرت م نے فرمایا کہ اگر تو مجھ کو نہ پاوے تو ابوبکر صدیق پاس آنا۔ کہا ابو عبد اللہ بخاری نے کہ زیادہ کیا ہے اس واسطے حمیدی نے ابراہیم سے کہ گویا کہ اس عورت کی مراد موت ہے **ف** کہا ابن بطلال نے کہ استدلال کیا حضرت م نے ساتھ ظاہر قول عورت کے کہ اگر میں نہ پاؤں اس پر کہ اس کی مراد موت ہے سو حضرت م نے اس کو حکم کیا کہ ابوبکر پاس آوے اور یہ بات اس کے حال سے سمجھی گئی اگرچہ اس نے اس کو زبان سے نہ بولا میں کہتا ہوں اور اسی کی طرف واقع ہوا ہے اشارہ اس طریق میں جو مذکور ہے اس جگہ جس میں ہے کہ گویا کہ مراد اس کی موت تھی لیکن یہ جو اس نے کہا کہ اگر میں آپ کو نہ پاؤں تو یہ عام تر ہے نفی میں زندگی کی حالت اور موت کی حالت سے اور حضرت م نے جو اس کو فرمایا کہ ابوبکر پاس آنا تو یہ مطالبہ ہے واسطے اس عموم کے اور یہ جو بعضوں نے کہا کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ حضرت م کے بعد ابوبکر صدیق خلیفہ ہیں تو یہ صحیح ہے لیکن بطریق اشارت کے نہ تصریح کے اور عمر فاروق نے جو جزم کیا کہ حضرت م نے خلیفہ نہیں کیا تو یہ اس کے معارض نہیں اس واسطے کہ مراد عمر فاروق کی یہ ہے کہ اگر میں کوئی نص صریح وار و نہیں ہوئی کہا کرمانی نے کہ مناسبت اس حدیث کی واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اور خلافت ابوبکر صدیق کے اور مناسبت پہلی حدیث کی یہ ہے کہ ابوبکر نے استدلال کیا اس پر کہ لہسن کا کمانا مکروہ ہے ساتھ بازرہنے حضرت م کے اس کے کہانے سے عموم پیروی کی جہت سے اور یہ باب حکم اس چیز کا ہے کہ پہچانی جاوے کہ استدلال سے نہ جو پہچانی جاوے نص سے رفتح **بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكُونُوا أَهْلَ الْكِتَابِ**

عن شعیب نہ پوچھا اہل کتاب کے کچھ چیزیں یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے کہ روایت کی احمد اور ابن ابی شیبہ وغیرہ نے جابر کی حدیث سے کہ عمر فاروق نے ایک کتاب بعض اہل کتاب سے پائی تو اس کو حضرت پائس لائے اور اس کو حضرت پیر پڑھا تو حضرت غضنبراک ہوئے اور فرمایا کہ میں تمہارے پاس سفید اور صاف دین لایا یہ کہ نہ پوچھو ان سے کچھ چیزیں سو دے خبر دین تم کو ساتھ حق کے اور تم اس کو جہنم لادو یا خبر دین تم کو ساتھ باطل کے اور تم اس کو سچا جانو یعنی دونوں صورتوں میں تمہارا نقصان ہے قسم ہے اللہ کی اگر سوئے زندہ ہوتے تو ان کو میری پیروی سے کچھ چارہ نہ ہوتا اور اس کے راوی ثقہ ہیں مگر مجاہدین ضعیف ہیں اور استعمال کیا ہے اس کو ترجمہ میں واسطے وارد ہونے اس چیز کے کہ شاید ہے اس کی صحت کو واسطے صحیح حدیث سے اور روایت کی عبدالرزاق نے حدیث سے کہ کتا عبد اللہ نے کہ نہ سوال کرو اہل کتاب سے کہ وہ تم کو راہ نہ بتلاؤ گے اور حالانکہ دے خود گمراہ ہوئے کہ تم حق کو جہنم لادو یا جہنم کو سچ جانو کتا ابن بطال نے مذکور ہے کہ یہ نبی سوائے اسکے کچھ نہیں کہ یہ سوال کرنے ان کے کے ہر اس چیز سے کہ اس میں نص نہیں اس واسطے کہ ہماری مشروع غصہ کافی ہے سو جب نہ پاوے کوئی نص تو نظر اور استدلال میں بے پرواہی ہے ان کے سوال سے اور نہیں داخل ہے نہی میں پوچھنا ان سے ان خبروں سے جو ہماری مشروع کو سچا کرتی ہیں اور پہلی استون کی خبروں سے اور ایسے یہ جو خدا نے فرمایا فَاَسْئَلُ الَّذِينَ يُفَرِّقُونَ الْكِتَابَ مِنْ قِبَلِكُمْ لَمَّا دَانَا مِنْ لَوْكُ مِنْ جَوَانِ مِنْ سِ اِيْمَانِ لائے اور منع سوال کرنا ان سے ہے جو ایمان نہیں لائے ان میں سے اور احتمال ہے کہ ہوا مرغل ساتھ اس چیز کے کہ متعلق ہے ساتھ توحید کے اور حضرت کی پیغمبری کے اور جو اس کے مشابہ ہے اور نہی اس چیز سے جو سوائے اس کے ہے (فتح) وَقَالَ أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ سَمِعَ مَعْوِيَةَ بْنَ جَحْدٍ مَثُ رَهْطًا مِنْ قُرَيْشٍ بِالْمَدِينَةِ وَذَكَرَ كَتَبَ الْاَخْبَارِ فَقَالَ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْدَقِ لَهْوَكَ الْاَحَدَيْنِ الَّذِيْنَ يُحَدِّثُونَ عَنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَاِنْ كُنَّا مَعَهُ لَكُنْ يَلْقَى عَلَيْكَ الْكَلْبُ حمیہ سے روایت ہے کہ اس نے معاویہ سے سنا حدیث بیان کرتا تھا قریش کی ایک جماعت سے مدینے میں اور ذکر کیا کعب احبار کو سو کہا کہ البتہ وہ زیادہ تر سچا تھا ان محدثین میں جو اہل کتاب سے حدیثیں بیان کرنے میں یعنی جو تورات اور انجیل میں سے اور البتہ ہم باوجود اس کے اس پر جہنم کا امتحان کرتے تھے و معاویہ حدیث بیان کرتا تھا مدینے میں یعنی جب کہ اس نے اپنی خلافت میں حج کیا اور یہ جو کتا اہل کتاب سے یعنی اگلی قدیمی کتابوں سے سو شامل ہوگا تورات اور انجیل کو اور یہ جو کتا کہ ہم ہم پر جہنم کا امتحان کرتے ہیں

یعنی اس کی بعضی خبر واقع کے غلات واقع ہوئی تھی اور کہا ابر حبان نے کتاب الثقات میں کہ مراد معاویہ کی یہ ہے کہ کبھی وہ چوک جاتا تھا اس چیز میں کہ ہم کو خبر دیتا اور اس کی یہ مراد نہیں کہ وہ جھوٹا تھا اور بعضوں نے کہا کہ ضمیر لنبو علیہ کتاب کی طرف راجع ہے نہ کعب کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں واقع ہوتا ہے ان کی کتاب میں جھوٹ اس واسطے کہ انہوں نے اس کو بدل ڈالا اور اس میں تحریف کی اور کہا عیاض نے کہ صحیح ہے عود کرنا ضمیر کا طرف کتاب کی اور صحیح ہے عود اس کا طرف کعب کی اور اس کی حدیث پر جو بیان کرنا تھا اگرچہ نہ قصد کرنا تھا جھوٹ کا اور نہ جان بوجہ کہ جھوٹ بولنا تھا اس واسطے کہ نہیں بشرط ہے کذب کی سب سے میں قصد کرنا بلکہ وہ خبر دینا ہے شے سے برخلاف اس چیز کے کہ اس پر ہے اور نہیں ہے اس میں کعب کی جرح ساتھ کذب کے اور مراد ساتھ محدثین کے وہ لوگ ہیں جو اہل کتاب میں کعب کے برابر تھے اور اسلام لائے تھے اور اہل کتاب کے حدیث بیان کرتے تھے اور شاید کہ وہ کعب کے برابر تھے لیکن کعب کو ان سے زیادہ تر بصیرت تھی اور زیادہ تر پہچاننے والا تھا اس چیز کو کہ بیان کرتا اور کعب احبار یہودیوں کے ایک بڑے عالم تھے حضرت عمر فاروق کی خلافت میں مسلمان ہو گئے تھے اور بعضوں نے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسلمان ہوئے تھے اور پہلی بات زیادہ مشہور ہے (فتح) **حَلَّ بَيْنَا مُحَمَّدٌ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُمَرَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيُفَسِّرُونَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لَا أَهْلَ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَصِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تَكَلِّمُوهُمْ وَهَلُوا أَمَنًا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا الْآيَةَ تَرْجُمَهُ أَبُو سُرَيْحٍ** سے روایت ہے کہ حضرت کے وقت میں یہود توریت کو عبرانی زبان میں پڑھتے تھے اور مسلمانوں کے واسطے عربی میں اس کا ترجمہ کرتے تھے تو حضرت مہر نے فرمایا کہ کتاب بالوں کو یعنی یہود اور نصاریٰ کو نہ سچا جانو نہ ان کو حبلاؤ اور کہو کہ ہم ایمان لائے ساتھ خدا کے اور اس کے جو ہم پڑا تر ایسے قرآن اور جو اگلے پیغمبروں پڑا تر اس مراد ساتھ اہل کتاب کے یہود میں لیکن حکم عام ہے سو شامل ہوگا نصاریٰ کو بھی اور یہ حدیث نہیں معارض ہے ترجمہ کی حدیث کو اس واسطے کہ وہ نہیں ہے سوال کرنے سے اور یہ نہیں ہے تصدیق اور تکذیب سے سو محمول ہے ثانی اس پر جب کہ اہل کتاب مسلمانوں کو خبر دین غیر پہچنے کے اور نہ تصدیق تکذیب کی توجیہ سورہ بقرہ کی تفسیر میں گندہ علی ہے (فتح) **حَلَّ بَيْنَا مُحَمَّدٌ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ كَيْفَ تَسْأَلُونَ أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ وَكِتَابُكُمْ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَى رَسُولِهِ لَحَدَّثَ تَقَرُّبَهُ**

مَحْصَا كَمْ يَشَبُّ وَقَدْ حَلَّ نَكْمُ أَتَاهُ الْكِتَابُ بَلَدًا لَوْ كَتَبَ اللَّهُ وَغَيْرُهَا وَكَتَبُوا يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ الْكِتَابُ
 وَقَالُوا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيُنْشَرُ بِهِ كُنَّا قَلِيلًا لَا يَنْفَعُكُمْ مَا جَاءَكُمْ مِنْ الْعِلْمِ عَنْ تَسْتَكْبِهِمْ كَوَالِدِهَا
 مَا زَا بَنَاتِهِمْ رَجُلًا يَسْتَكْبِرُ عَنْ الدِّينِ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ تَرْجِمَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ رَوَايَةٍ عَنْ كَمَا كَمْ تَرْجَمُونَ
 پوچھتے ہوا اہل کتاب سے کچھ چیز اور تمہاری کتاب یعنی قرآن جو تمہارے پیغمبر پر اتنا مازہ تر ہے کہ ہاتھوں کی
 استعمال اور سالوں کی کثرت سے اس میں شبہ نہ پڑے کہ پھر اہل نہیں ہائی پڑھتے ہو تم اس کو خالص اس میں
 کچھ چیز خدا کی کلام کے سوا انہیں ملی اور البتہ خدا نے تم سے بیان کروں گا کہ یہود اور نصاریٰ نے خدا کی کتاب
 کو بدل ڈالا اور متغیر کر دیا اور اپنے ہاتھ سے انہوں نے کتاب لکھی بلکہ یہ خدا کی طرف سے ہے تا
 کہ لیون اس کے بدلے مول تھوڑا کیا انہیں منع کرتا تم کو ان کے سوال سے جواب دینا تمہارے پاس علم و
 قسم ہے اللہ کی قسم نے ان میں سے کسی مرد کو نہیں دیکھا کہ سوال کرے تم کو اس چیز سے جو تمہاری تری ہے
ف ایک روایت میں ہے ہمارے پاس کتاب ہے جو مازہ اور نبی سے ہے سب کتابوں سے باعنا کرتے
 کے اللہ کی طرف سے اور بروایت تفسیر کرتی ہے احدث کی اور اس حدیث کی شرح شہادات میں گذر چکی
 ہے **بَابُ** فَهُوَ الَّذِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ النَّخِيلِ نَهَى الْأَمَّا نَحَرْتُ أَبْلَحْتَهُ وَكَذَلِكَ أَمَرَهُ نَحْوُ
 قَوْلِهِمْ أَخْلَوْا أَصَيْبُوا مِنَ الشَّكِّ وَقَالَ جَابِلٌ لَمْ يَغْنَمْ عَلَيْهِمْ وَلَكِنْ أَهْلَكْنَاهُمْ بِسَبِّهِمْ
 کہ حضرت کا تحریم سے ہے مگر جو بیچا پانی جاوے اباحت اس کی اور اسی طرح امر حضرت کا مانند قول حضرت کے
 کی جب کہ اصحاب نے عمرہ کر کے احرام اذکار دالا کہ عورتوں سے صحبت کرو کما جاؤ گے اور حضرت نے ان پر
 صحبت کرنا واجب نہ کیا و لیکن عورتوں کو ان کے واسطے حلال کیا **ف** منع کرنا حضرت کا تحریم سے
 یعنی نبی جو صادر ہے حضرت سے محمول ہے تحریم پر اور وہ حقیقت ہے بیچ اس کے یعنی نبی کے حقیقی
 یعنی تحریم میں مگر جس کا مباح ہونا بیچا نا جاوے یعنی سابق کی دلالت سے یا حلال کے قرینے سے
 یا اس پر دلیل کے قائم ہونے سے اور اسی طرح امر حضرت م کا یعنی حرام ہے مخالفت اس کی واسطوں
 واجب ہونے پر وہی حضرت کے جب تک کہ نہ قائم ہو دلیل اور پر ارادے نہ کے یا غیر اس کے نہ کے
 قول حضرت م کے کی یعنی حجۃ الوداع میں جب کہ ان کو حکم کیا سوا انہوں نے نسخ کیا چھ کو طرف عمرے
 کی اور عمرہ کر کے حلال ہوئے اور مراد ساتھ امر کے ضمیغہ افعول کا ہے اور نبی لا تفعل اور اختلاف ہے
 صحابی کے قول میں کہ حضرت م نے ہم کو اس طرح حکم کیا یا اس سے منع کیا سوراجح نزدیک اکثر سلف
 کے یہ ہے کہ اس میں کچھ فرق نہیں یہی امر اور نبی میں داخل ہے اور تقسیم کیا ہے بعض اصولیوں نے
 امر کے صیغہ کو سترہ قسم پر اور نقل کیا ہے قاضی ابوبکر بن طیب نے مالک اور شافعی سے کہ امر ان کے نزدیک

ایجاب پر یعنی وجوب کے واسطے ہے اور نہی تحریم کے واسطے یہاں تک کہ قائم ہو دلیل اس کے خلاف پر اور کہا
ابن بطال نے کہ یہ قول جمہور کا ہے اور کہا بہت شافعیہ وغیرہم نے کہ امر و نہی کے واسطے ہے اور نہی
کہاہت کے واسطے یہاں تک کہ قائم ہو دلیل وجوب کی امر میں اور دلیل تحریم کی نہی میں اور بہت لوگوں
نے اس میں توقف کیا ہے اور سبب توقف کا یہ ہے کہ وارد ہوتا ہے صیغہ امر کا واسطے وجوب کے اور تنہا
کے اور اباحت کے اور ارشاد وغیرہ کے اور حجت جمہور کی یہ ہے کہ جو کسے مامور بہ کو وہ مستحق ہوتا ہے تعریف
کا اور جو اسکو نہ کرے مستحق ہوتا ہے وہ ذمہ کا اور سبب بالعکس نہیں میں اور قول خدا کا فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ
فِي صُلُوبِهِمْ أَفْعَالُ مَثَرٍ أَوْ عَالِ كَالْيَمِّ شَالٍ ہر امر اور نہی کو اور جو اس میں وعید ہے وہ دلالت
کرتی ہے اس کی تحریم پر فعل میں اور ترک میں اور یہ جو فرمایا کہ جماع کرو عورتوں سے تو یہ اجازت ہے ان کے
واسطے عورتوں سے صحبت کرنے میں واسطے اشارہ کے طرف مبالغہ کرنے کی حلال کرنے میں اس واسطے
کہ جماع فاسد کرتا ہے جم کو سوا سے اور محرمات احرام کے (فتح) وَقَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةٍ نُهَيْتَنَا عَنْ اتِّبَاعِ الْخَلَاءِ
وَلَمْ تُعْزِمْ عَلَيْنَا اور کہا ام عطیہ نے کہ ہم کو منع ہوا اجازت کے ساتھ جانا اور ہم کو واجب نہ ہوا
اور فرق اس حدیث میں اور جابر کی حدیث میں یہ ہے کہ جابر کی حدیث میں مباح کرنا ہے بعد حرام رہنے
کے پس نہ دلالت کرے گی وجوب پر واسطے قرینہ مذکور کے لیکن مراد جابر کی تاکید کرنا ہے یہی اس کے
اور ام عطیہ کی حدیث میں نہیں ہے بعد مباح کرنے کے سوا را وہ کیا ام عطیہ نے کہ بیان کریں ان کے
واسطے یہ کہ نہیں نصیر کی حضرت نے ان کے واسطے ساتھ تحریم کے اور صحابی اعرف ہو ساتھ مراد
کے اپنے غیر سے (فتح) حَدَّثَنَا الْكَوْثَرِيُّ بْنُ إِسْرَافِيلَ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ قَالَ
مَحَمَّدُ بْنُ بَكْرِ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ فِي أَتَانٍ مَعَهُ
قَالَ أَهْلُنَا أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحِجَّةِ خَالِصًا لَيْسَ مَعَهُ عُمَرُ قَالَ عَطَاءٌ
قَالَ جَابِرٌ فَقَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَجْرًا رَابِعَةً مَضَتْ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَلَمَّا قَدِمْنَا آمَدَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَحِلَّ وَقَالَ لَحِلُّوْا وَاصْبِرُوا مِنَ النِّسَاءِ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ وَلَمْ
يُغْفِرْ عَلَيْهِمْ وَلَكِنْ أَحَلَّ لَهُمْ فَبَلَغَهُ أَنَا نَقُولُ كَمَا يَكُونُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ إِثْلَاخُ أَنْ
نَحِلَّ إِلَى نِسَائِنَا فَنَاتِي عَرَفَةَ نَقْطُرُ مَدَائِكُنَا الْمَذْيَ قَالَ وَيَقُولُ جَابِرٌ ابْنُ هَلْكَ وَحَرَكُهَا
فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُمْ أَنَّ اتِّقَاكُمْ لِلَّهِ وَآهَ مَا قُلْتُمْ وَلَا بَرَكْتُمْ وَلَوْ كَاهَتْ
لَحَلَّتْ كَمَا نَحِلُّونَ فَيَحِلُّوا فَلَوْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَهْرَمِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُمْ فَنَحَلْنَا وَسَمِعْنَا وَ
أَهْمْنَا ثُمَّ جَابِرٌ رَوَيْتُ بِهِ كَمَا هُمْ حُرْمَتُ كَمَا هُمْ حُرْمَتُ كَمَا هُمْ حُرْمَتُ كَمَا هُمْ حُرْمَتُ كَمَا هُمْ حُرْمَتُ

نہ تھا کہا عطا نے جا بڑنے کہا سو حضرت ذیحجہ کی چوتھی صبح کو مکے میں تشریف لائے سو جب ہم مکے میں آئے تو حضرت نے حکم کیا کہ ہم عمرہ کر کے حج کا احرام اتار ڈالیں اور فرمایا کہ احرام اتار ڈالو اور عورتوں سے صحبت کرو کہا جا بڑنے اور حضرت منے اس کو اصحاب پر واجب نہ کیا و لیکن عورتوں کو ان کے واسطے حلال کیا سو حضرت کو خبر پہونچی کہ ہم کہتے ہیں کہ حب ہماری اور عرفہ کے دن کے درمیان صرف باپنج دن رہتے تھے تو حضرت نے ہم کو حکم کیا کہ ہم احرام اتار کر اپنی عورتوں سے صحبت کر بن سو ہم عرفات میں آوین ہمارے نازدوں سے مذی شکیبی ہو کہا اور اشارہ کیا جا بڑنے اپنے ہاتھ سے اس طرح اور اس کو ہلایا یعنی ہاتھ کو ہلا کر ذکر کی صورت بتائی سو حضرت مخطیے پڑھنے کو کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ البتہ تم نے جان لیا کہ میں تم سے زیادہ تر پرہیزگار ہوں خدا کا اور تم میں زیادہ تر سچا اور نیک ہوں اور اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو البتہ میں عمرہ کر کے حج کا احرام اتار دالتا جیسا تم نے احرام اتار سو احرام اتار ڈالو سو اگر مجھ کو اپنا حال پہلے سے معلوم ہوتا جو پیچھے معلوم ہوا تو میں قربانی کرتا ساتھ نہ لانا یعنی میں قربانی ساتھ لانے کے سببے ناچار ہو گیا ہوں اگر یہ حال جانتا تو مکے میں قربانی خریدتا سو ہم نے احرام اتارا اور ہم نے سنا اور فرمان برداری کی **ف** یہ جو کہا کہ ہم کو حضرت شاکر و حبیب کے حکم نہ کیا یعنی عورتوں کے جماع میں اس واسطے کہ امر مذکور کو صرف اباحت کے واسطے تھا اسی واسطے جا بڑنے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو ان کے واسطے حلال کیا اور پہلے گزر چکا ہے کہ اصحاب نے کہا کہ کون حلال ہونا فرمایا کہ بالکل حلال ہونا اور یہ جو کہا کہ پانچ روز میں یعنی ان میں سے پہلی رات یکشنبہ کی اور اخیر رات پنجشنبہ کی اس واسطے کہ متوجہ ہونا ان کل کے سے چار شنبہ کی رات کو تھا اور پنج شنبہ کی رات کو منا میں رہے اور پنج شنبہ کے دن عرفات میں داخل ہوئے اور یہ جو کہا کہ جا بڑنے اس کو ہلایا تو کہا کرمانی نے کہ یہ اشارہ ہے طرف کیفیت ٹپکنے کی کے اور احتمال ہے کہ ہوا اشارہ طرف محل ٹپکنے کی (رفع) **حَدَّثَنَا أَبُو مَعْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ عَنِ ابْنِ بَرَكَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ الْمُرَزِيُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلُّوا قَبْلَ صَلَواتِ الْغُرَبِ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَاءَ كَرَاهِيَةً أَنْ يَخْلُفَ الثَّانِي سُنَّةٌ** ترجمہ عبد المرزئی سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز پڑھا کر وغیرہ کی نماز سے پہلے اور تیسری بار میں فرمایا کہ جو چاہے واسطے مکروہ جاننے اس بات کے کہ لوگ اسکو سنت ٹھہرا دیں **ف** اس حدیث کی شرح اذان میں گزری ہے اور جگہ ترجمہ کی اس کے اخیر میں کہ اسکے واسطے جو چاہے اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ امر وجوب

کے واسطے ہے اسی واسطے اس کے پیچھے وہ چیز لایے جو دلالت کرتی ہے اختیار دینے پر فعل اور ترک
میں سو ہو گا یہ صاف واسطے حمل کر کے وجوب پر اور یہ جو کہا کہ اس کو سنت ٹھہراوین یعنی طریق
لازم جسکے کی کرنا جائز نہ ہو یا سنت راتہ کہ اس کا ترک کرنا مکروہ ہو اور نہیں مراد ہے جو وجوب کے
مقابل ہو نہ تر **کتاب** کراہیۃ الاختلاف بابہم مکروہ ہونے اختلاف کے **ف** اور
بعضوں کے واسطے خلاف ہے یعنی احکام شرعیہ میں یا عام تر اس **حک** **ثنا** **اشفاق**
قال البخاری عن عبد الرحمن بن مہدی عن سلام بن ابی مطیع عن ابی عمران الجونی عن جندب
ابن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقرءوا القرآن ما اختلفت قلوبکم
فانکم اختلفتم فقوموا عنہ قال ابو عبد اللہ سمع عبد الرحمن سلاما ترجمہ جندب سے روایت
ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پڑھا کرو قرآن کو جب تک تمہارے دل زبان سے موافقت
کرین اور جب تمہارے دل اور زبان میں اختلاف پڑے تو اس سے اٹھ کرے ہو کہا ابو عبد اللہ
بخاری نے کہ عبد الرحمن نے سلام سے سنا ہے **حک** **ثنا** **اشفاق** قال البخاری عن جندب
ابن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقرءوا القرآن ما اختلفت قلوبکم
فانکم اختلفتم فقوموا عنہ وقال یزید بن ہارون
عن ہرون الاعمی قال حدثنا ابو عمران عن جندب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ
اس کا وہی ہے جو اوپر گذرا **حک** **ثنا** **ابراہیم بن ہونی** قال البخاری عن جندب عن
النہری عن عبد اللہ بن عبد اللہ عن ابی عباس قال لما خیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال وفي البيت رجال فيهم عمر بن الخطاب قال هكتم اكتب لكم كتابا لا تضلوا بعده
قال عمر ان النبي صلی اللہ علیہ وسلم سألني الوحي وعينك كذا القرآن فحسبنا كتاب الله
واختلف اهل البيت وانحصموا فيهم من يقول قريوا يكتب لكم رسول الله صلی اللہ
عليه وسلم كتابا لا تضلوا بعده ومنهم من يقول ما قال عمر فكتبنا اكثر واللغة والاختلاف
عند النبي صلی اللہ علیہ وسلم قال قوموا عني قال عبد الله بن عباس يقول ان
الرزية كل الرزية ما حال بين رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وبين ان يكتب لهم ذلك
الكتاب من اختلافهم ولعنهم ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہو کہ جب
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کا وقت آیا یعنی قریب الموت ہوئے کہا اور گھر میں بہت مرو تھے
جب میں عمر فاروق ہی تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آؤ میں تم کو نوشتہ لکھ دوں تاکہ تم اس تحریر کے

بعد کبھی نہ ہنسکو تو عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ حضرتؓ پروردگار غالب ہو اور تمہارا سے پاس قرآن ہے سو ہم کو خدا کی کتاب کا فی ہے اور گہروا ان میں اختلاف پڑا اور جھگڑنے لگے سو ان میں سے بعضے کہتے تھے کہ قریب لاؤ حضرتؓ تم کو نوشتہ لکھدین کہ اس کے بعد تم کبھی نہ ہنسکو اور ان میں سے بعضے کہتا تھا جو عمر فاروقؓ نے کہا کہ خدا کی کتاب ہم کو کافی ہے سو جب انہوں نے حضرتؓ کو پاس بہت شور مچا اور اختلاف کیا تو حضرتؓ نے فرمایا کہ میرے پاس سوا اللہ کا عبید اللہ نے سوا بن عباسؓ کہتے تھے کہ مصیبت ہے کل مصیبت وہ چیز کہ مانع ہوئی حضرتؓ کو کہ ان کے واسطے یہ نوشتہ لکھدین ان کے اختلاف اور شور مچنے کے سبب سے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن اور حدیث میں اختلاف کرنا مکروہ ہے اور اس حدیث کی شرح فضائل قرآن میں گزرتی ہے **بَابُ قَوْلِهِ** اَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ وَشَاوَرَهُمْ فِي الْاَمْرِ بَابُ هِیَ خُذَا تَعَالٰی نے فرمایا کہ ان کا کام مشورہ ہے درمیان ان کے اور فرمایا کہ مشورہ کر ان سے کام میں **ف** ایسی آیت پہلی سورہ ایت کی بخاری نے ادب مفرد میں حسن بصری سے کہ نہیں مشورہ کیا کسی قوم نے کبھی بلکہ کہ خدا نے ان کو ہدایت کی واسطے بہتر چیز کے اور دوسری آیت کی تفسیر بھی حسن سے روایت ہے کہ حضرتؓ کو ان کے مشورہ کی کچھ حاجت نہ تھی ولیکن حضرتؓ نے ارادہ کیا کہ پچھلے لوگ اس میں آپ کی پیروی کریں اور ابوبکرؓ کی حدیث میں ہے کہ میں نے نہیں دیکھا کہ کوئی اپنے صحابہ کے مشورہ کرتا ہو زیادہ حضرتؓ سے اور مسور کی حدیث میں ہے کہ حضرتؓ نے فرمایا کہ مشورہ دو محب کو ان لوگوں میں اور اس میں جواب ہو ابوبکرؓ اور عمرؓ کا اور عمل کرنا حضرتؓ کا ساتھ اس چیز کے جو دونوں نے صلاح دی اور یہ صلح حدیبیہ کی حدیث طویل میں ہے (فتح) **وَإِذِ الْمَشَاوِرَةُ قَبْلَ الْعِزِّ وَالنَّبِیُّ لِقَوْلِهِمْ كَاذِبًا عَزَّزَتْ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ** اور یہ کہ مشورہ کرنا عزم اور بیان کرنے سے پہلے ہے واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے سو جب تو قصد کرے تو اللہ پر توکل کر **ف** اور وجہ دلالت کی وہ ہے جو عکرمہ کی فرات میں وارد ہوئی ہے **ف** کے پیش سے یعنی حبیب بن جراح کو اس کی طرف ہدایت کروا کر اس سے نہ پہر سوگوا کہ مشورہ تو مشورہ ہے وقت عدم عزم کے اور یہ واضح ہے اور اللہ تعالیٰ ہے یہ مشعل مشورہ کے سو بعضوں نے کہا کہ ہر چیز میں ہے جس میں نص نہ ہو اور بعضوں نے کہا کہ فقط دنیا کے کام میں اور کبھی بعض احکام میں بھی مشورہ کرنے سے اور نقل کیا ہے سہیلی نے ابن عباسؓ سے کہ مشورہ خاص ہے ساتھ ابوبکرؓ اور عمرؓ کے اور شاور ہم نے الامر میں بعض امر مراد ہے اور بہت شافعی نے مشورہ کو حضالہ سے شمار کیا ہے اور اختلاف ہے اس کے وجوب

میں سو نقل کیا ہے بقی نے استحاب بنفس سے اور یہی ہے راجح (فتح) فَإِذَا عَزَمَ التَّصَوُّلُ لَمْ يَكُنْ لَيْسَ
 التَّقْدُّمُ عَلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ أَوْ حِبِّ قُصْدِ كَرِيْنِ رَسُوْلٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوْنِيْنِ جَائِزِ ہے کسی آدمی کو آگے
 بڑھنا اور اس کے رسول سے **ف** یعنی جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشورے کے بعد کسی کام کے کرنا
 کا قصد کریں اس کام سے کہ دفع ہو اس پر مشورہ اور اُس میں شروع کریں تو اس کے بعد کسی کو جائز
 نہیں ہوتا کہ صلاح دین حضرت کو بظلاف اس کے واسطے وارد ہونے نہی کے خدا اور اس کے رسول
 کے آگے بڑھنے سے سورہ حجرات کی آیت میں اور ظاہر ہوا تطبیق دینے سے در بیان آیت مشورے
 کے اور در بیان آیت حجرات کے خاص کو مضموم اس کے کا ساتھ مشورے کے سو جائز ہے آگے بڑھنا لیکن
 اذن حضرت کے سے جس جگہ مشورہ طلب کریں اور مشورے کے سواے اور کسی صحت میں اگر
 بڑھنا جائز نہیں سو مباح کیا ان کے واسطے جواب مشورہ طلب کرنے کا اور نہ جب ان کے ابتداء
 کرنے سے ساتھ مشورے وغیرہ کے اور خل ہوتا ہے اس میں اعتراض کرنا اس پر جو دیکھیں بطور
 اولیٰ اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جب حضرت کا اثر ثابت ہو تو نہیں جائز ہوتا کسی کو یہ کہ اسکی
 مخالفت کرے اور نہ حیلہ کرے اس کی مخالفت میں بلکہ تہدیرائی اس کو اصل کہ رد کرے طرف اس
 کی اس چیز کو جو اس کے مخالف ہونہ بالعکس جیسا کہ بعض مقلدین کرتے ہیں اور غافل ہیں خدا کے
 اس قول سے فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَتِيَهُمْ شَأْوَاذُ النَّاسِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَحْتَابُ
 يَوْمَ أُحُدٍ فِي الْمَقَامِ وَالْخُرُوجِ قَرَأَ إِلَى الْخُرُوجِ فَلَا لَيْسَ لَكُمْ مَقَامٌ وَعَزَمَ قَالُوا أَتَقِمُ فَلَمْ يَلِ الْيَوْمَ بَعْدَ
 الْيَوْمِ لَقَالَ بَنِي لَيْسَ لَكُمْ مَقَامٌ فَتَضَعُوهُ حَتَّى يَجُودَ اللَّهُ أَوْ مشورہ کیا حضرت نے اپنے صحاب
 سے جنگ احد کے دن مقام میں اور نکلنے میں تو انہوں نے حضرت کو نکلنے کی رائے دی بہر جب
 حضرت نے اپنی زرہ پہنی اور عزم کیا تو اصحاب نے کہا کہ یا حضرت مدینے میں تہدیر سے سونہ التفات
 کیا طرف اس کی بعد عزم کے اور کہا کہ نہیں لائق کسی پیغمبر کو جو اپنی زرہ پہنے کہ ہر اسکو کہو یہاں تک
 کہ خدا فیصلہ کرے **ف** اور اسکا بیان یوں ہے کہ جب مشرک لوگ جنگ احد کے دن حضرت پر چڑھ
 آئے تو حضرت نے مناسب جانا کہ مدینے میں رہیں اور ان سے مدینے میں لڑیں تو بعضے لوگوں نے
 جو جنگ بدر میں موجود نہ تھے حضرت سے کہا یا حضرت ہمارے ساتھ ان کی طرف نکلے کہ ہم ان
 سے احد میں لڑیں اور ہم امیدوار ہیں کہ نصیبت پاوین جو جنگ بدر والوں نے پائی سو ہمیشہ
 رہے یہ کہتے حضرت سے یہاں تک کہ حضرت نے نہ پہنی بہر جب حضرت زرہ پہن چکے تو وہی صحاب
 پشیمان ہوئے اور پچھائے اور عرض کیا کہ یا حضرت مدینے میں قیام کرے آپ ہی کی رائے

ٹیک ہر تو حضرتؑ نے فرمایا کہ کسی پیغمبر کو لائق نہیں کہ ہتھیار پہن کر تار و اسے بیان تک کہ خدا اسکے اور اسکو
 دشمن کے درمیان فیصلہ کرے اور ہتھیار پہننے سے پہلے ان کے واسطے ذکر کیا تھا کہ میں نے خواب
 میں دیکھا کہ میں مضبوط زرہ میں ہوں سو میں نے اس کی تعمیر دینے سے کی اور یہ سند حسن ہے
 رَفِئِحَ وَشَاوَرَعَلَيْكَ وَأَسَامَةُ فِيهِمَا رَمَى بِهِ أَهْلُ الْإِفْكِ عَائِشَةَ فَسَمِعَ مِنْهَا حَتَّى نَزَلَ الْقُرْآنُ
 فَجَلَدَ التَّارِمِينَ وَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَى تَنَازُعِهِمْ وَلَكِنْ جَعَلَ كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ أَوْ مَشُورَهُ كَمَا حَضَرَ لَمْ
 علی اور اسامہ سے اس میں کہ عیب کیا اہل افک نے عائشہ کو سو دو دنوں سے سنا بیان تک کہ قرآن
 اتر اسو کوڑے مارے حضرتؑ نے عیب کرنے والوں کو اور نہ التفات کیا ان کے تنازع کی طرف
 و لیکن حکم کیا جو اللہ نے آپ کو حکم کیا وہ دونوں سے سنا یعنی دونوں کی کلام کو سنا اور نہ میں
 کیا ساتھ تمام اس کلام کے بیان تک کہ وحی اتری ایہ پر علی مرتضیٰ نے تو حضرتؑ کو اشارہ کیا عائشہ
 کو چوڑ دین سو کہا کہ اس کے سوائے اور عورتیں بہت ہیں اور حضرت علی کا عذر پہلے گزر چکا ہے
 اور ایہ اسامہ سو اس نے کہا کہ میں نے عائشہ کو نہیں جانا مگر نیک سونہ عمل کیا حضرتؑ نے ساتھ
 اس چیز کے کہ اشارہ کیا طرف اس کی علیؑ نے جدا ہونے سے اور عمل کیا ساتھ قول لے کے کہ
 اور لوٹدی سے پوچھیے سو حضرتؑ نے اس سے پوچھا اور عمل کیا ساتھ قول اسامہ کے نہ چوڑنے میں
 لیکن عائشہ کو اجازت دی کہ اپنے مان باپ کے گھر میں جاوین اور مراد تنازع سے مختلف ہونا
 دونوں کے قول کا ہے وقت پوچھنے اور مشورہ طلب کرنے کے ان سے اور جن کو حد ماری گئی وہ
 مسلح اور حسان بن ثابت اور حنظل اور قصہ افک کی شرح سورہ نور کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔
 وَكَانَتْ الْأَيْدُ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْسْتَيْنِ يَرَوْنَ الْأَمَنَاءَ مِنْ أَهْلِ الْعِلَافِ فِي
 الْأُمُورِ الْمُبَاحَةِ لِيَأْخُذُوا بِأَسْهَلِهَا فَإِذَا وَخِمَ الْكِتَابُ وَالشُّنَّةُ لَمْ يَتَعَدَّوْهُ إِلَى غَيْرِهِ
 اقْتِدَاءً بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور نے امام بعد حضرتؑ کے مشورہ لیتے امین اہل علم سے
 مباح کاموں میں تاکہ سہل اور آسان کام کو لین بہر جب ظاہر ہو کتاب اور سنت تو نہ بڑھتے ہر
 بے اسکے غیر کی طرف واسطے پیروی کرنے کے ساتھ حضرتؑ کے فیہن حیا کہ نہ ہوا ان میں
 نفس ساتھ حکم معین کے اور ہوں اہل اباحت پر سومر اس کی وہ چیز ہے جو احتمال رکھے فعل
 اور ترک کا احتمال واحد اور ایہ جس میں وجہ حکم کی پہچانی جاوے تو نہیں اور قیہ کرنا ساتھ انبیا
 کے تو وہ صفت موصوفہ ہے اس واسطے کہ جو امین نہ ہو اس پر مشورہ نہیں طلب کیا جاتا اور اسکے
 قول کی طرف التفات نہیں کیا جاتا اور یہ جو کہا کرتا آسان حکم کو لین سوائے عموم امر کے

ہے ساتھ لینے سہل اور آسان حکم کے اور واسطے نبی کے تشدید سے جو مسلمان کو مشقت میں ڈالے کہا شافعی نے کہ سوائے اسکے کچھ نہیں کہ حکم کیا جاتا ہے حاکم ساتھ مشورے کے اس واسطے کہ مشورہ دینے والا خبردار کرتا ہے اس کو اس چیز پر جس سے وہ غافل ہو اور دلالت کرتا ہے اس کو اس چیز پر کہ نہ پاوہوا سگودلیل سے اس واسطے تاکہ تقلید کرے مشورہ دینے والے کی اس چیز میں جو کہتا ہے اس واسطے کہ نہیں تھیرایا ہو خدا نے یہ منصب اسطے کسی کے بعد رسول کے اور البتہ وارد ہو میں بہت خبریں اماموں کے مشورہ طلب کرنے سے بعد حضرت کے ان میں سے ہے مشورہ ابو بکر صدیق کا بیچ لڑنے مرتدوں کے اور البتہ روایت کی ہے یہ بھی نے کہ صدیق اکبر کا دستور تھا کہ جب قرآن اور حدیث میں حکم نہ پاتے تو علماء و مشورہ مکر تے اور حضرت عمر فاروق بھی اسی طرح کرتے تھے اور مشورہ کیا عثمان نے اصحاب کو جمع کرنے لوگوں کے ایک قرآن پر (فتح) و دای ابوبکر فیما ل من ممتع التکلّف فقال عمر کیف تقابل الناس وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أمرت أن أقابل الناس حتى يقولوا لا إله إلا الله فإذا قالوا لا إله إلا الله عصموا مني دماءهم وأموالهم إلا بحقها وحسابهم على الله فقال أبو بكر والله لا قاتل من فترق بين ما جمع رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم تابعه بعد عمر فلم يلق أبوبكر إلى مشورته إذا كان عنده حكم رسول الله صلى الله عليه وسلم في الدين فترقوا بين الصلوة والزكاة وأرادوا تبدل الدين وأحكامهم وقال النبي صلى الله عليه وسلم من بدل دينه فاقتلوه ترجمہ اور مناسب دیکھا ابو بکر صدیق نے لڑنا زکوۃ کے منع کرنے والوں سے تو عمر فاروق نے کہا کہ تو کس طرح لڑے گا لوگوں سے اور حالانکہ حضرت نے فرمایا کہ مجھ کو حکم ہوا لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں سوچا انہوں نے لا الہ الا اللہ کہا یعنی کلمہ کو حیدر پڑا تو انہوں نے اپنا جان مال مجھ سے بچا یا مگر دین کی حق تلفی کا بدلہ ہے اور ان کا حساب خدا کے ذمے ہے تو ابو بکر نے کہا قسم ہے اللہ کی البتہ میں لڑوں گا اس شخص سے جو فرق کرے درمیان اس چیز کے کہ حضرت نے جمع کی کہہ اسکے بعد عمر فاروق نے ان کی پیروی کی سوزہ التفات کیا ابو بکر صدیق نے طرف مشورہ کی حسب کہ ان کے پاس پیغمبر کا حکم تھا ان لوگوں کے حق میں جنہوں نے نماز اور زکوۃ کے درمیان فرق کیا یعنی نماز کو فرض کیا اور زکوۃ کو فرض نہ کیا اور دین اور اسکے احکام کے بدل ڈالنے کا ارادہ کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنا دین بدل ڈالے یعنی مرتد ہو جاوے تو اس کو مار ڈالو یہ حدیث پہلے گند چکی ہے و کان القرآن اصحاب مشورۃ عہم کہو لا کانوا اوشابا وکان وفاقا عند کتابہ ترجمہ عمر فاروق کے مشورے والے قاری لوگ تھے

بیہ ہوں یا جوان اور تھے عمر فاروق بہت ٹہیرنے والے نزدیک کتاب اللہ کے **ف** یہ حدیث پوری پہلے گزر
 چکی ہے **ح** لَنَا الْأَوَّلِيُّ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ صَالِحٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ
 حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَأَبْنُ الْمُسَكِّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعَبِيدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَائِشَةَ حَتَّى
 قَالَ لَهَا أَهْلُ الْأَنْفِ مَا قَالُوا قَالَتْ وَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأَسَامَةَ
 ابْنَ زَيْدٍ حِينَ اسْتَلَبَتْ الْوَحْيُ يَسْتَلْهُمَا وَهُوَ يَسْتَشِيرُهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ فَأَمَّا أُسَامَةُ فَأَشَارَ بِالذِّمَى
 يَعْلَمُ مِنْ بَرَاءَةِ أَهْلِهِ وَأَمَّا عَلِيٌّ فَقَالَ لَنْ يُصِيقَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيرٌ وَسَلِ الْجَارِيَةَ
 تُصَدِّقُكَ فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَبْرَةَ فَقَالَ هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يُرِيدُكَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ
 أَمَّا أَكْثَرُ مِنْ أَهْلِ جَارِيَةٍ حَيْثُ السِّتْرِ فَتَنَامُ عَنْ عَجَائِبِ أَهْلِهَا فَتَأْتِي الدَّائِجِينَ فَتَأْكُلُهُ فَتَقَامُ عَلَى النَّبَرِ
 فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ مَنْ يُعَذِّبُنِي مِنْ رَجُلٍ بَلَّغَنِي آذَاءَهُ فِي أَهْلِي فَوَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا خِيَلًا
 وَذِكْرَ بَرَاءَةَ عَائِشَةَ تَرَحُّمَةً حَتَّى رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا سَے روایت ہے کہ جب کہ کہا بہتان باندھنے والوں
 نے ان کے حق میں کہا جو کہا عاتشہ نے کہا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے علی اور اسامہ کو بلا یا جب کہ وحی بند
 ہوئی ان سے پوچھنے کو اور حالانکہ دونوں سے مشورہ پوچھتے تھے اپنے اہل بیٹے عاتشہ کے جوڑ دینے
 میں سوا پر اسامہ سوا اشارہ کیا اس نے ساندہ سکے جو عاتشہ کی پاک دامن سے جانتا تھا اور ایسر علی رضی
 سوانہوں نے کہا کہ خدا نے آپ پر کچھ تنگی نہیں کی اور اس کے سوا اور بہت عورتیں موجود ہیں اور بربرہ
 نوٹدی سے پوچھیے وہ آپ کو سچ سچ بتلا دیگی سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بربرہ کو بلایا اور فرمایا اے
 بربرہ کیا تو کبھی ایسی بات عاتشہ سے دیکھی ہے جس سے تجھ کو اس کی پاک دامن میں کبھی شک نہیں دیکھا
 ہاں اتنی بات البتہ ہے کہ عاتشہ کم عمر لڑکی ہے اپنے گھر والوں کے حمیرے سے سو جاتی ہے سو بھری اگر
 اس کو جاتی ہے تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ لے کر وہ مسلمانوں کے کون
 ایسا ہے جو میرا غدر دریافت کر کے بلا لے اس مرد سے جس کی ایذا میرے اہل بیت یعنی میرے گھر
 والی بی بی کو پہنچی سو خدا کی قسم نہیں جانا میں نے اپنی بی بی کو مگر نیک اور ذکر کی پاک دامن عاتشہ کی *
ف یہ حدیث پوری کتاب المغازی میں گزر چکی ہے۔ اور بیان اس سے جگہ حاجت کو فقط ذکر کیا اور
 وہ مشورہ پوچھنا ہے علی اور سارے اور اخیر میں اشارہ کیا کہ اس نے خود کو مختصر بیان کیا ہے
ر (منہج) **وَقَالَ أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ** وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي زَكَرِيَّا
 الْغَسَّاقِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ
 فَخَمِدَ اللَّهُ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ مَا تَشِيرُونَ عَلَيَّ فِي قَوْمٍ يَشُبُّونَ أَهْلِي مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِمْ مِنْ سُوءٍ

یہ حدیث پوری کتاب المغازی میں گزر چکی ہے

فَقَدْ رَجَعْتُ قَالَ لَمَّا أَخْبَرْتُ عَائِشَةَ بِمَا مِثْرًا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَاكَ نَارِي أَنْ أَطْلُقَ إِلَى أَهْلِي
فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فَارْسَلْ مَعَهَا الْعَلَامَ وَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ الْأَنْصَارِ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهَذَا
بِسُحْتِكَ هَذَا بَهْتَازُ عِظَمٍ تَرْجُمُهُ عَائِشَةُ سَے روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا سو خدا
کی حمد اور ثنا کی اور فرمایا کہ تم مجھ کو کیا مشورہ دیتے ہو ان لوگوں میں جنہوں نے میرے گہرا دل کو برا کہا
میں جانی میں نے ان پر کبھی کچھ بدی اور عروہ سے روایت ہے کہ جب عائشہ کو اس حال سے خبر ہوئی تو
کہا یا حضرت کیا مجھ کو اجازت ہے کہ میں اپنے ماں باپ کے گہرا دل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان
کو اجازت دی اور ان کے ساتھ غلام بھیجا۔ اور ایک انصاری مرد نے کہا اہی تو پاک ہے بلکہ لائق تیسرے
کہ ایسی بات بولیں الہی تو پاک ہے یہ بڑا طوفان ہے یہ جو فرمایا کہ تم مجھ کو کیا مشورہ دینے ہو تو اس
کا حاصل یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مشورہ طلب کیا اس چیز میں کہ قرین ساتھ ان لوگوں
کے جنہوں نے حضرت عائشہ کو تہمت دی سو اشارہ کیا طرف آپ کی سعد بن معاذ اور سعید بن جبیر نے کہ
ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق ہیں اس چیز میں جو کہیں اور کرین اور جو حکم ہو بجالاویں سو صحابہ
کے در بیان ہو گا اور واقع ہو اہر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اتری عائشہ کی پاک دہنی میں تو حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے حد قذف قائم کی اس پر جس نے قذف کی اور یہ جو کہا علیہم یعنی اہل پر اور جمع باعتبار اہل
کے ہے اور قصہ صرف عائشہ کے واسطے تھا۔ لیکن چونکہ عائشہ دم کے سبب ان کے باپ کی سبب لازم آتی
ہے اور وہ اہل میں معدود ہیں تو صحیح ہوا لانا لفظ جمع کا رفتح

کتاب التوحید والزہد علی الجہمیۃ وغیرہم

کتاب ہے بیچ بیان توحید کے اور رد کرنے کے جہمیہ وغیرہم پر ف اور بعضی روایتوں میں توحید کی لفظ
آخر میں واقع ہوئی ہے اور ظاہر اس کا اعتراض کیا گیا ہے اس واسطے کہ جہمیہ وغیرہ اہل بدعت نے توحید
کو رد نہیں کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختلاف کیا ہے انہوں نے اس کی تفسیر میں اور دلائل با
کے ظاہر ہیں اور اس کے قول وغیرہم سے قدر یہ اور خوارج ہیں اور ان کا بیان کتاب الفتن میں گذر چکا
ہے اور اسی طرح رافضیوں کا بیان کتاب الاحکام میں ہو چکا ہے اور یہ چاروں فرقے بدعتیوں کے
سرگرم ہیں اور البتہ نام رکھا ہے اپنا سترون نے اہل عدل اور توحید اور مراد ان کی ساتھ توحید کے وہ
چیز ہے جو اعتقاد کیا ہے انہوں نے خدا کی صفتوں کی نفی کرنے سے اس واسطے کہ ان کا اعتقاد یہ ہے
کہ صفات باری کا ثابت کرنا مستلزم ہے تشبیہ کو اور جو خدا کے ساتھ خلق کو مشابہ کہے وہ مشرک ہے اور وہ لوگ

نفسی ہیں جبیکہ موافق ہیں اور اپراہل سنت سو تفسیر کیا ہے انہوں نے توحید کو ساتھ نفسی کرنے تشبیہ اور تعطیل کے اسی واسطے کہا جنہیں نے کہ توحید اکیلا کر ناقذیم کا ہے محدث سے اور کہا ابو القاسم تمہی نے یہی کہ کتاب الحجۃ کے کہ توحید مصدر ہے و خدا یو خدا کی اور وحدت الہ کے معنی یہ ہیں کہ اعتقاد کیا سینے خدا کو ایک اکیلا تھا اپنی ذات میں اور صفات میں نہیں کوئی نظیر اسکی اور نہ تشبیہ اور بعضوں نے کہا کہ وحدتہ کے معنی یہ ہیں کہ میں نے اس کو ایک جانا اور بعضوں نے کہا کہ سینے اس سے کیفیت اور کسیت کو سلب کیا سو وہ اکیلا ہے اپنی ذات میں اور صفات میں نہیں ہے کوئی مشابہ اس کی بہیت میں اور ملک میں اور تدبیر میں نہیں کوئی مشربک اس کا اور نہیں کوئی رب سوا اسکے اور نہیں کوئی خالق سوا اس کے اور کہا ابن بطال نے کہ بغل گیر ہے ترجمہ اس کو کہ اللہ جسم نہیں اس واسطے کہ جسم مرکب ہے کسی چیزوں مولفہ سے اور یہ رد کرتا ہے جہیہ وغیرہ پر ان کے زعم میں کہ وہ جسم ہے اور شاید مراد اس کی یہی کہ کہے مشابہ اور ایہ جہیہ سو نہیں اختلاف کیا ہے کسی نے ان میں سے جنہوں نے ان کے مقالات میں تصنیف کی کہ وہ صفات کی نفسی کرتا ہیں یہاں تک کہ منسوب ہیں طرف تعطیل کی اور ثابت ہوا ابو حنیفہ سے کہا کہ مبالغہ کیا ہے جہم نے یہی نفسی تشبیہ کے یہاں تک کہ کہا کہ خدا کچھ چیز نہیں اور کہا کرمانی نے کہ جہیہ ایک فرقہ ہے بدعتیوں میں سے منسوب ہے طرف جہم بن صفوان کی جو پیشوا ہے اس گروہ کا جو قائل ہیں کہ بندے کو بالکل کچھ قدرت نہیں اور وہ جہیر یہ ہیں اور قتل ہوا تھا وہ ہشام بن عبد اللہ کے زمانے میں احمد بن حنبل کا مذہب صرف جہیر کا ہی نہیں بلکہ دوسے صفات باری کا ہی انکار کرتے ہیں یہاں تک کہ انہوں نے کہا کہ قرآن خدا کا کلام نہیں اور یہ کہ وہ مخلوق ہے اور کہا استاذ ابو منصور عبد القاسم بن طاہر بغدادی نے کہ جہیہ جہم بن صفوان کی پیروی کرتا والے ہیں جو قائل ہے ساتھ اجبار اور اضطرار کے طرف اعمال کی اور کہا کہ نہیں ہے فعل کسی کے واسطے سوا اللہ کے اور سوا اس کے کچھ نہیں کہ منسوب کیا جاتا ہے فعل طرف بندگی کی بطور مجاز کے بدون اس کے کہ فاعل ہو یا کچھ اس سے ہو سکے اور گمان کیا ہے اس نے کہ علم اللہ کا حادث ہے اور باہر رہا ہے اس کے کہ خدا تعالیٰ کو وصف کرے ساتھ اسکے کہ وہ شے ہے یا زندہ ہے یا عالم ہے یا مرید ارادہ کرنے والا ہے اور کہا کہ میں نہیں وصف کرتا خدا کو ساتھ اس صفت کے کہ جائز ہے اطلاق اس کا اسکے غیر پر اور میں اسکی صفت کرتا ہوں ساتھ اسکے کہ وہ خالق ہے اور زندہ کرنے والا ہے اور مار یو والا ہے اور سوا ہے ساتھ فتح مہلہ کے اس واسطے کہ یہ اوصاف خاص ہیں ساتھ اسکے اور گمان کیا ہے اس نے کہ خدا کا کلام حادث ہے اور ابو معاذ بلخی روایت ہے کہ جہم دراصل کوفے کا رہنے والا تھا اور نصیب تھا اور اس کو علم نہ تھا اور نہ اس کو اہل علم سے صحبت تھی سو کسی نے اس سے کہا کہ خدا کو بیان کر سو گھر میں داخل ہوا پر حنیفہ ایام کے بعد نکلا سو

نہایت جہم بن صفوان

کہا کہ عذاب ہوا ہے ساتھ ہر چیز کے اور ہر چیز میں اور نہیں غالی ہے اس کے کوئی چیز اور روایت کی بخاری نے عبد الغزیز بن ابی شبلہ کے طریق سے کہا کہ کلام جہم کا صفت ہے بدون معنی کے اور عمارت ہے بدون بنیاد کے اور کسی نے اس کو گنہی اہل علم میں نہیں شمار کیا اور سوال کیا گیا اس مرد سے جو دخول سے پہلے طلاق دے کہا جہم نے کہ اس کی عورت عدت بیٹھے اور وار د کیا ہے بہت آثار کو سلف سے جہم کی تکفیر میں اور ذکر کیا ہے ظہری نے کہ قتل ہونا جہم کا اٹھائیسویں سال میں تھا اور پچیسویں معروف کی طرف ہے کہ میں نے سلم بن احوز کو دیکھا کہ اس نے جہم کی گردن کالی سو جہم کا منہ سیاہ ہو گیا اور کہا ابن خزم نے کتاب الملل و التحلل میں کہ جو فرقے کہ اسلام کے ساتھ قائل ہیں وہ پانچ ہیں اہل سنت بہر معتزلہ اور ان میں سے ہیں قدریہ بہر مرجیہ اور ان میں سے ہیں جہمیہ اور کرامیہ بہر افضیہ اور ان میں سے شیعہ بہر خوارج اور ان میں سے ہیں ازرقہ اور اباضیہ بہر وہ بہت فرقے ہوئے ہیں سو اکثر اہل سنت کا اختلاف فروغ میں ہے اور اعتقاد میں نہایت تنویر ہے اور ایہ جو باقی ہیں سوان کی مقالات میں وہ چیز ہے جو اہل سنت کے مخالف ہے بعید اور قریب قریب تفرقہ مرجیہ کا وہ شخص ہے جس نے کہا کہ ایمان فقط تصدیق قلبی اور زبانی کا نام ہے اور عبادت ایمان سے نہیں اور بعید زفر قہ جہمیہ میں جو قائل ہیں کہ ایمان عقول کا ہے فقط اگرچہ ظاہر کرے کفر کو اپنی زبان سے اور عبادت کرے بت کی بغیر تقبیہ کے اور کرامیہ قائل ہیں کہ ایمان فقط زبانی اقرار کا نام ہے اگرچہ دل میں کافر ہو اور عمدہ کلام مرجیہ کا ایمان اور کفر میں ہے سو جو قائل ہے کہ عبادت ایمان میں سے ہے اور ایمان گشتاثر ہوتا ہے اور نہیں کافر ہوتا مسلمان گناہ کرنے سے اور نہیں قائل ہے کہ وہ ہمیشہ آگ میں ہے گا تو وہ مرجی نہیں اگرچہ باقی باتوں میں ان کے موافق ہو۔ اور عمدہ کلام معتزلہ کا وعد اور وعید اور قدر میں ہے سو جو قائل ہے کہ قرآن مخلوق نہیں اور ثابت کرتا ہے تقدیر کو اور خدا کے دیدار کو قیامت میں اور ثابت کرتا ہے اس کی صفات کو جو قرآن اور حدیث میں وارد ہیں اور کبیرہ گناہ کرنے والا اسکے ساتھ ایمان سے خارج نہیں ہوتا تو وہ معتزلے نہیں اگرچہ اور باتوں میں ان کے موافق ہو اور جہمیہ اور معتزلوں نے تعطیل میں سبالغہ کیا ہے اور رافضیوں نے تشبیہ میں بیانتک کہ انہوں نے خدا کو خلق کے ساتھ تشبیہ دی ہے اللہ تعالیٰ پاک بلند ہے ان کے قول سمجھتے ہوئے اور کہا جہمیہ نے کہ آدمی کو بالکل کچھ قدرت نہیں اور کہا قدریہ نے کہ آدمی اپنے فعل کا آپ خالق ہے (فتح) **کتاب ما جاء فی دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم ائمتہ الی تو حید اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ** جو آیا ہے پیچہ بلانے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنی اہمیت کو اللہ کی توحید کی طرف بابرکت ہیں نام اسکے اور بلند ہے عظمت اسکی **ف** مراد ساتھ توحید اللہ تعالیٰ کے گواہی دینی ہے اسکی کہ وہ خدا ایک ہے اور یہی ہے وہ توحید جس کا

مناجی

نام بعضے غالی صوفیوں نے توحید عامہ رکھا ہے اور دونوں گروہوں کی توحید کی تفسیر میں یہی بات نکالی ہے
 ایک تفسیر معتزلہ کی ہے کہ مقدم دوسری توحید غالی صوفیوں کی ہے اس واسطے کہ حب ان کے بڑوں نے
 کلام کیا بیچ مسئلے محو اور فتا کے اور ان کی مراد اس سے سبائلہ کرنا تھا رخصنا اور تسلیم میں اور امر کی تفویض
 میں تو سبائلہ کیا بعضوں نے یہاں تک کہ مرجع کے مشابہ ہوئے پھر نفی کرنے نسبت نقل کے طرف بندے
 کے اور اس نے نوبت پہنچائی طرف اسکی کہ بعضوں نے گناہگاروں کو معذور ٹھہرایا پھر بعضے غالی یہاں
 تک پڑے کہ انہوں نے کافروں کو بھی معذور ٹھہرایا پھر بعضے غالی یہاں تک حد سے بڑھ گئے کہ انہوں نے
 گمان کیا کہ توحید کے معنی اعتقاد کرنا وحدۃ الوجود کا لینے خالق اور مخلوق کا وجود ایک ہے اور سب خدا
 ہی خدا ہے اس کے سوا اور کوئی چیز عالم میں نہیں خالق ہو یا مخلوق اور بڑا ہو یا یہ معاملہ یہاں تک کہ بہت
 اہل علم بدظن ہوئے صوفیوں کے اکابر سے اور خدا کی پناہ ان کو اس سے اور میں نے شیخ طائفہ حنبلہ کی
 کلام کو پہلے بیان کیا ہے اور وہ نہایت خوب اور مختصر ہے (فتح) **حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ
 إِسْحَاقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَفْصَةَ عَنْ أَبِي مُعَبِّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مَعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ **ح** وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسود قَالَ حَدَّثَنَا
 الْفَضْلُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَفْصَةَ
 أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا مَعْبُودٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ لَمَّا بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَاذَ بْنَ جَبَلٍ نَحْوَ أَهْلِ الْيَمَنِ قَالَ لَهُ إِنَّكَ تَقْدِمُ عَلَى قَوْمٍ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَلْيَكُنْ
 أَوَّلَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَى أَنْ يُؤْخِلَ اللَّهُ فَإِذَا عَرَفُوا ذَلِكَ فَاجْزِهِمْ أَنَّ اللَّهَ قَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ
 صُكُوتٍ فِي بَنِيهِمْ وَلَكَيْتُ هُمْ فَإِذَا صَلُّوا فَاجْزِهِمْ أَنَّ اللَّهَ اقْتَرَضَ عَلَيْهِمْ زَكَاةً فِي أَمْوَالِهِمْ
 تُؤْخَلُ مِنْ غَنِيِّهِمْ فَادْرُكْ عَلَى فَقِيرِهِمْ فَإِذَا اقْتَرَضُوا بِذَلِكَ تَحَنَّنْ مِنْهُمْ وَتَوَقَّ كَوَائِدَ أَمْوَالِ
 النَّاسِ** ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل
 کو یمن کا حاکم کر کے بھیجا تو فرمایا کہ البتہ تو اس قوم پاس آویگا جو کتاب دے ہیں یعنی یہود و سوجا پیسے کہ تو ان
 کو پہلے پہل بلاوی اس طرف کہ خدا کو ایک جانین یعنی گواہی دین اسکی کہ خدا کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں
 سوجا پیس کو پہچان لیں تو ان کو خبردار کر اس سے کہ خدا نے ان پر ہر ایک دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی
 ہیں سوجا پیسے نماز پڑھنا قبول کریں تو ان کو خبردار کر اس سے کہ خدا نے ان پر زکوۃ فرض کی ہے ان کے
 مال میں کہ ان کے مالدار سے لی جاوے اور ان کے محتاج کو پیر کر دی جاوے سوجا پیس وہ اس کا اقرار کریں تو
 ان سے زکوۃ لینا اور بچا لوگوں کے عمدہ مال سے یعنی زکوۃ میں جانور چن چن کر عمدہ قسم نہ لینا **ف** اور ایک

روایت میں ہے کہ پہلے پہل ان کو خدا کی عبادت کی طرف بلانا اور جب خدا کو پہچانیں اور اللہ تک کیا ہے ساتھ
 اسکے حقائق ہے اسکا کہ اول واجب خدا کی معرفت ہی یعنی خدا کو پہچانتا یہ قول امام الحرمین کا ہے اور ہند لال
 کیا ہے اس نے ساتھ اس کے کہ نہیں حاصل ہوتا ہے لانا کسی چیز نامور کا بقصد بجالانے کے اور نہ بازمینا کسی منہ
 کی ہوئی چیز سے مگر بعد پہچاننے امر اور ناہی یعنی حکم کرنے والے اور منع کرنے والے کے اور اعتراض کیا گیا
 اس پر ساتھ اس کے کہ نہیں حاصل ہوتی ہے معرفت مگر ساتھ نظر اور ہند لال کے اور وہ مقدمہ ہے واجب
 کا سو ہوگا واجب سوا اول واجب ہند لال کرنا ہوگا اور یہی نہ ہے ایک گروہ کا اور تعجب کیا گیا ہے ساتھ
 اس کے کہ نظر میں کسی اجزا ہوتے ہیں کہ بعضے بعض پر مرتب ہوتے ہیں سو ہوگی اول واجب ایک جز نظر کی اور
 میں نے کتاب الایمان میں ذکر کیا ہے جس نے منہ پہرا ہے اصل اس مسئلہ سے اور متک کیا ہے ساتھ قول حضرت
 کے قَاتِمٌ وَجَّهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَلَ النَّاسَ عَلَيْهَا اور ساتھ حدیث کے کُلُّ مَوْلٍ يُوَدُّ
 عَلَى الْفِطْرَةِ اس واسطے کہ ظاہر آیت اور حدیث کا یہ ہے کہ معرفت حاصل ہے ساتھ اصل فطرت کے اور اس سے
 خارج ہونا عارض ہوتا ہے شخص پر واسطے قول حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا کے مان باب اسکو یودی کرتے
 ہیں اور نصرا لئی کرتے ہیں اور ابو جعفر سمائی اسکے ساتھ قائل ہوا ہے اور وہ رئیس ہے اشاعہ کا اور
 کہا اس نے کہ یہ مسئلہ متفرقوں کا ہے شعری کی کتابوں میں باقی رہا اور تفریع کی تیسرے وجہ ہر ایک پر معرفت
 اللہ کی ساتھ دلیلوں کے جو اس پر دلالت کرتی ہیں اور نہیں کفایت کرتی ہے اس میں تقلید یعنی دوسرے
 آدمی سے سنکر اس کی تقلید سے خدا کے وجود کو ثابت کرنا اور ہر کو وعدہ لائے شریک جاننا کافی نہیں اور
 مسلمان نہیں ہوتا جب تک کہ خود دلیلوں سے خدا کے وجود کو ثابت نہ کرے اور بعضوں نے کہا کہ دلائل
 میں نظر کرنا حرام ہے اور بعضوں نے کہا کہ سوقوف صحیح ہونا ایمان ہر ایک کا اور پہچانتے دلیلوں کے
 علم کلام سے یہ قول منسوب ہے طرف ابی اسحاق اسفرائینی کی اور کہا غزالی نے کہ زیادتی کی ہے ایک گروہ نے
 سوائے انہوں نے کافر شیعہ ہے عام مسلمانوں کو اور گمان کیا ہے انہوں نے کہ جو نہ پہچانے عقائد شرعیہ کو ساتھ
 اولہ کے جن کو انہوں نے تحریر کیا تو وہ کافر ہے سوائے انہوں نے خدا کی فرح رحمت کو تنگ کیا ہے اور
 شیعہ آیا ہے انہوں نے بہشت کو خاص ساتھ نہایت تھوڑے گروہ کے منکلیں ج سے اور ذکر کیا ہے مانند اس
 کی ابو المنظر سمعانی نے اور طول کیا ہے اس نے رد میں اس کے قائل پر اور نقل کیا ہے اکثر ائمہ فتویٰ
 سے کہ انہوں نے کہا کہ نہیں جائز ہے یہ کہ تکلیف دی جاوے عوام کو واسطے اعتقاد کرنے اصول کے
 سمیت ان کے دلیلوں کے اس واسطے کہ اس میں وہ مشقت ہے جو ہر مذہب مشقت سے بچ سکتے فروع
 فقہیہ کے اور کہا قریبی نے مفہم میں بیچ شرح حدیث الغرض الرجال الی اللہ اللہ الختم کہ یہ شخص وہ ہے

جو نقد کرتا ہے ساتھ جھگڑنے کے دفع کرنا حق کے کا اور رکنا اس کا ساتھ وجہ فاسدہ کے اور شبہ ہم پیدا کرنے والے کے اور اشد اس ہو جھگڑنا دین کے اصول میں جیسا کہ واقع ہوتا ہے اکثر مفکرین کے واسطے جو منہ پھیرنے والے ہیں ان راہوں سے جن کی طرف کتاب اور سنت نے راہ دکھلائی ہے اور رجوع کرنا اور میں طرف طرق مبتدعہ کی اور قوانین جدیدہ کی اور امور صنائع کی کہ مدار اکثر ان کے کی اور پر آہ اسوفا کی کے ہے یا منافقات لفظی کے کہ پیدا ہوتا ہے اس کے سبب سے اس میں شروع کرنے والے پر شبہ کہ اکثر اوقات عاجز ہوتا ہے اسکے حل کرنے سے اور پیدا ہوتے ہیں شکوک کہ جاتا رہتا ہے ساتھ ان کے ایمان اور ان میں خوب جواب دینے والا وہ ہے جو بہت جھگڑنے والا ہو سو بہت جلتے والے شبہ کے فائدہ کو نہیں قوی ہوتے اسکے حل کرنے پر اور بعضے اس سے خلاصی پانے والے نہیں پاتے ہیں ان کے علم کی حقیقت کو بہر انہوں نے ارتکاب کیا ہے کئی قسم محال کا کہ نہیں رہنی ہوتے اس سے بے وقوف اور لڑکے جب کہ انہوں نے بحث کی تخییر جواب اور احوال سے سو شروع کیا انہوں نے اس چیز میں کہ باندہ ہے اس سے سلف عالم کیفیت تعلق صفات اللہ کے سے اور گنتے ان کے سے اور متحد ہونے ان کے سر اپنے نفس میں اور کیا وہ ذات میں ہیں یا غیر اور کلام میں کہ کیا وہ متحد ہے یا منقسم اور کیا وہ منقسم ہے ساتھ وصف کے یا نوع کے اور کس طرح تعلق پکڑا ہے ازل میں ساتھ ماسود کے باوجود ہونے ان کے کے حادث بہر جب ماسور منعدم ہو جاوے تو کیا باقی رہتا ہو تعلق اور کیا امر زید کے واسطے ساتھ نماز کے مثلاً وہ نفس امر ہے واسطے عمر کے اور ساتھ زکوٰۃ وغیرہ کے جو انہوں نے نیا نکالا ہے جس کے ساتھ تاریخ نے حکم نہیں کیا اور چپ ہے اس سے صحابہ و جوان کے راہ چلا بلکہ منع کیا انہوں نے بحث کرنے سے بیچ اس کے واسطے جاننے ان کے کے کہ بحث ہو اس چیز کی کیفیت سے جس کی کیفیت عقل سے معلوم نہیں ہوتی اس واسطے کہ عقل کی ایک حد ہے کہ وہاں کٹری ہو جاتی ہے اس سے آگے نہیں بڑھ سکتی اور نہیں فرق ہے درمیان بحث کے ذات کی کیفیت سے اور صفات کی کیفیت سے اور جو توقف کرے اللہ میں تو چاہیے کہ جانے کہ جب وہ محروم ہے اپنے نفس کی کیفیت سے مع موجود ہونے اسکے کے اور کیفیت ادراک اس چیز کے سے جس کو ادراک کرتا ہے تو وہ اس کے سوائے اور چیز کے ادراک سے بطریق اولیٰ عاجز ہوگا اور عالم کے علم کی غایت یہ ہے کہ یقین کرے کہ ان مصنوعی چیزوں یعنی مخلوق کا کوئی خالق ہے پاک ہے مثل کے پاک ہے نظیر سے متصف ہے ساتھ صفات کمال کے بہر جب ثابت ہو اس سے نقل ساتھ کسی چیز کی اسکی اوصاف اور اسما سے تو اسکو ہم قبول کریں گے اور اگر اعتقاد کریں گے اور چپ ہیں گے اس سے جو سوائے اسکے ہے جیسا کہ وہ طریق ہے سلف کا اور جو

اسکے سوا ہے اسکا صاحب دل سے نہیں بچتا اور قطع کیا ہے بعضے اماموں نے کہ نہیں بحث کی جہاں
 نے جوہر میں اور نہ عرض میں اور جو اسکے متعلق ہے مشکلمیں کی بحثوں سے سو جس نے ان کے طریق سے منہ پیر
 وہ گمراہ ہوا اور علم کلام نے بہت لوگوں کو شک میں ڈالا ہے اور بعضوں کو الحاد کی طرف پہونچایا اور بعضے
 عبادت سے رہ گئے اور اسکا سبب یہ ہے کہ انہوں نے شارع علیہ السلام کے لصوص سے منہ پیرا اور اسور
 کے حقائق کو اسکے غیر سے طلب کیا اور نہیں ہے عقل کی قوت میں وہ چیز جو باوے ہو جو لصوص شارع عز
 ہے حکم سے کہ اعتبار کیا ہے اسکو شارع نے اور مشکلمیں کے بہت اماموں نے اپنے طریق سے رجوع کیا یہاں
 تک کہ امام الحجرتین آیا ہے کہ میں بڑے سمند میں سوار ہوا اور غوطہ مارا سینے ہر چیز میں جس سے اہل علم سے
 منع کیا بیچ طلب کرنے حق کے واسطے بہا گئے کے تقلید سے اور اب میں نے رجوع کیا اور اعتقاد کیا
 ساتھ مذہب سلف کو اور کما بعضوں نے کہ چونہ پہچانے اللہ کو ساتھ ان طریقوں کے کہ مرتب کیا
 ہے انہوں نے اسکو تو نہیں صحیح ہے ایمان اس کا اور قائل اسکا کا درجے اس واسطے کہ داخل ہوتے ہیں
 اسکی کلام کے عموم میں سلف صالح اصحاب اوترا بعین سے اور اسکا فساد دین سے معلوم ہے ساتھ حدیث
 کے اور بعضوں نے کہا کہ جو قائل ہے کہ طریق سلف کا سلم ہے اور طریق خلف کا احکم ہے تو یہ قول اس کا
 مستقیم نہیں اس واسطے کہ اس نے گمان کیا ہے کہ طریقہ سلف کا مجر د ایمان لانا ہے ساتھ الفاظ قرآن
 کے اور حدیث کے بغیر سمجھنے کے اس میں اور طریقہ خلف کا ذکر لانا معانی کا ہے لصوص سے جو ہر
 میں اپنے حقائق سے ساتھ انواع مجاز کے سو جمع کیا ہے اس قائل نے در بیان جہل کے طریقہ سلف کا اور
 دعویٰ کیچہ طریقہ خلف کے اور نہیں امر جس طرح گمان کیا اس نے بلکہ سلف بیچ نہایت معرفت کے تھے
 ساتھ اس چیز کے کہ لائق ہے ساتھ اور قائلے کے اور بیچ نہایت تعظیم اسکی کے اور جہنم کے واسطے امر
 اس کے کے اور ماننے کے واسطے مراد اسکی کے اور جو خلف کے طریقے پر چلے اسکو اعتماد نہیں کہ جو اس نے
 تاویل کی وہی مراد ہے اور نہیں ممکن ہے اسکو قطع کرنا ساتھ صحت تاویل اپنی کے اور بعضوں نے
 کہا کہ جو قائل ہے کہ مذہب خلف کا احکم ہے تو یہ نسبت رد کرنے کی ہے اس شخص پر جو نہیں ثابت کرتا پیغمبر
 کو سو جو چاہے کہ اسکو حق کی طرف بلاوے وہ محتاج ہے طرف اسکی کہ اس پر دلائل کو قائم کرے یہاں تک کہ
 مسلمان ہو یا ہلاک ہو بر خلاف ایمان دار کے کہ اسکو اصل ایمان لانے میں اس کی حاجت نہیں اور
 نہیں سبب اول کا مگر ثبوت اناصل کا عدم ایمان پس لازم آتا ہے وجہ کرنا استدلال کا جو پہنچاؤ
 والا ہے طرف معرفت کے نہیں تو طریق سلف کا سہل ہے اور حجت بکڑی ہے بعض نے جس نے استدلال
 کو واجب کیا ہے ساتھ اتفاق کرنے علماء کے اور پندست تقلید کے اور ذکر کیا آیتوں اور حدیثوں کو

جو تقلید کی مذمت میں وارد ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ تقلید مذموم نہیں ہے بری تقلید بکڑا ہے غیر کے قول اور
 حجت کے اور نہیں ہے اس قبل سے حکم رسول کا اس واسطے کہ اللہ نے رسول کی تابعداری کو واجب کیا ہر
 ہر چیز میں کہ فرما دین اور نہیں عمل کرنا اس چیز میں کہ حکم کیا ساتھ اسکے رسول نے یا منع کیا اس سے دخل
 تحت تقلید مذموم کے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو ماننا تقلید مذموم میں بالاتفاق دخل نہیں
 اور بعضوں نے کہا کہ تقلید کے معنی میں ماننا غیر کے قول کو بدون محبت کے اور جس پر قائم ہو محبت ساتھ
 ثبوت نبوت کے یہاں تک کہ اس کو اس کا یقین حاصل ہو گیا سو وہ جس چیز کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سزا
 وہ چیز اسکے نزدیک قطعی سچ ہوگی سو حیا اس نے اسکے ساتھ اعتقاد کیا تو وہ مقلد نہ ہوگا اس واسطے کہ ہر
 نے غیر کے قول کو بدون محبت کے نہیں لیا یعنی بلکہ قائم ہوئی اس پر محبت ساتھ ثبوت نبوت حضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم کے اور یہ سند ہے سب لطف کی بیچ لینے کے ساتھ اس چیز کے کہ ثابت ہوئی نزدیک ان کے
 آیات قرآن اور احادیث رسول سے اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ اس باب کے سووے محکم کے ساتھ
 ایمان لائے اور متشابہ کو خدا کی سپرد کیا اور بعضوں نے کہا کہ مطلوب ہر ایک کے تصدیق خبری ہے کہ نہ
 شک ہے باوجود اسکے ساتھ وجود اللہ کے اور ایمان کے ساتھ پیغمبروں کے کے اور ساتھ اس چیز کے
 کہ وہ لائے جس طرح کہ حامل ہوا اور جس طریق سے کہ اسکی طرف ہو سچا جاوے اگر تقلید محض سے ہو
 حجب کہ سلامت ہو پہلنے سے کہا قرطبی نے کہ اس پر ہیں امام فتوے دینے والے اور جو ان سے
 پہلے ہیں سلف سوا اور محبت بکڑی ہے بعضوں نے ساتھ اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے اصل فطرت
 سے اور ساتھ اس چیز کے کہ متواتر ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر اصحاب سے کہ انہوں نے حکم کیا ساتھ
 اسلام ان لوگوں کے جو مسلمان ہوئے حامل گنواروں سے ان لوگوں میں سے جو بت پرست تھے سو
 قبول کیا انہوں نے ان سے شہادتین کے اقرار کو اور التزام احکام اسلام کو بغیر لازم کرنے کے ساتھ کہہ
 اولہ کے اگرچہ بہت ان میں سے اسلام لائے تھے واسطے وجود کسی دلیل کے لیکن بہت ان میں سے اسلام
 لائے تھے طوعاً بدون تقدم استدلال کے بلکہ ساتھ مجبر اس بات کے کہ تھے نزدیک ان کے اخبار اہل
 کتاب سے کہ عنقریب ایک پیغمبر پیدا ہوگا اور مخالفوں پر غالب ہوگا سو حیا ان کے واسطے محمد صلی اللہ علیہ
 وسلم میں علامتین ظاہر ہیں تو انہوں نے اسلام کی طرف جلدی کی اور ہر بات میں حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کی تصدیق کی نماز اور زکوٰۃ وغیرہ سے اور کہا ابوالمظفر بن سمانی نے کہ غفل نہیں وجہ کرنی کسی
 چیز کو اور نہ حرام کرنی ہے کسی چیز کو اور نہیں حصہ کسی چیز میں اس سے اور اگر نہ وارد ہو شرع ساتھ
 حکم کے تو نہ وہ بے کسی پر کچھ چیز واسطے دلیل قلیل اللہ تعالیٰ کے وَمَا كُنَّا مَعَدِّينَ حَتَّىٰ تَخْرُجَ رُسُوكَا

یعنی ہم نہیں عذاب کرنے والے کسی کو یہاں تک کہ ہم پیغمبر پر عین اور واسطے دلیل اس آیت لیتے ہیں کہ
 لِلنَّاسِ حُكْمُ اللَّهِ وَخُصَّةٌ بَعْدَ التَّوَلَّىٰ یعنی تاکہ نہ ہو واسطے لوگوں کے حجت اس پر بعد پیغمبروں کے اور سوائے
 اسکے آیتوں سو جو گمان کرے کہ پیغمبر کی دعوت تو صرف فروعات کے بیان کرنے کے واسطے تھی تو اس کو لازم
 آتا ہے کہ کہے کہ امامہ کی طرف بلا لے والے صرف عقل ہی ہے پیغمبر کی حاجت نہیں اور لازم آتا ہے اسکو کہ کہو
 کہ پیغمبر کا ہونا اور نہ ہونا بہ نسبت دعوت الی اللہ کے برابر ہے اور کافی ہے یہ گمراہی اور ہم نہیں انکار کرتے
 اس کو کہ عقل راہ دکھلاتی ہے طرف توحید کی لیکن ہم کو اس سے انکار ہے کہ عقل کسی چیز کے وجہ سے کہے
 میں مستقل ہو بدون پیغمبر کے یہاں تک کہ نہ صحیح ہو اسلام مگر اسکے طریق سے باوجود قطع نظر کے معنی دلائل
 سے یعنی قرآن اور حدیث سے اس واسطے کہ یہ خلاف ہے اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہیں اس پر قرآن کی
 آیتیں اور احادیث صحیحہ جو متواتر ہیں اگرچہ معنی کے طریق سے ہو اور اگر ہوتا جیسا کہ یہ لوگ کہتے ہیں تو
 البتہ باطل ہو جاتیں وہ دلائل جو سمعی ہیں جن میں عقل کو مجال نہیں سب یا اکثر ملکہ وجہ سے ایمان آتا
 اس چیز کے کہ ثابت ہو سمعی دلائل سے سو اگر ان کو ہم سمجھ لیں تو خدا کی توفیق سے ہے نہیں تو کفایت
 کرنے کے ہم ساتھ اعتقاد حقیقت اسکی کے موافق مراد خدا کے اور ابن عباس کی حدیث میں اور یہی
 فائدہ ہے میں جب کافر کلمہ شہادت کے ساتھ اقرار کرے تو اس پر اسلام کا حکم جاری کیا جاوے یعنی اگر
 مسلمان کہا جاوے اگرچہ ہوفت کسی حکم اسلام کو بجا نہ لایا ہو اس واسطے کہ امامہ اور اسکو رسول کے ساتھ
 ایمان لائے کہ لازم ہے تصدیق کرنا ساتھ اس چیز کے کہ دونوں سے ثابت ہو اور اس کا التزام کرنا سو
 حاصل ہوتا ہے یا سکے واسطے جو دونوں شہادگی تصدیق کرے اور جو بعض بدعتیوں سے بعضی چیز کا
 انکار واقع ہوا ہے تو یہ نہیں قاضی ہے یہ صحیح ہونے حکم ظاہری کے اس واسطے کہ اگر انکار تاویل
 کے ساتھ ہو تو ظاہر ہے اور اگر عناد سے ہو تو اسلام کے صحیح ہونے میں قاضی ہے سو جاری ہونگی اس پر
 احکام مرتد وغیرہ کے اور اس حدیث میں قبول کرنا خبر واحد کا ہے اور وجہ ہونا عقل کا ساتھ اسکے اور
 نفقت کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ معاذ کی خبر کو قرینہ حاوی ہے کہ وہ نزول وحی کے زمانے میں ہے سو نہ
 برابر ہوگی ساتھ اور اخبار احاد کے اور اس میں ہے کہ جب کافر اسلام کی کسی رکن کو سچ جانے اور اسکو
 ساتھ اعتقاد کرے جیسے نماز کو مثلاً تو وہ اسکے ساتھ مسلمان ہو جاتا ہے اور سب الگ کیا ہے جس نے کہا
 کہ جس چیز کے انکار سے مسلمان کافر ہو جاوے اسکے اعتقاد کرنے سے کافر مسلمان ہو جاتا ہے اور
 پہلا قول راجح تر ہے اور جزم کیا ہے ساتھ اسکی جمہور نے اور یہ حکم اعتقاد میں ہے اور اس پر فعل میں
 جیسے اگر نماز پڑھی تو نہیں حکم کیا جاتا ہے ساتھ اسلام اسکے کے اور وہ اولے ہے ساتھ منع کے

اس واسطے کہ فعل میں عموم نہیں پس داخل ہوتا ہے اس میں احتمال عبث اور استنار کا اور اس سے ثابت ہوا کہ واجب لینا زکوٰۃ کا اس شخص سے جس پر واجب ہو اور جو اس سے باز رہے اس سے قہر اور جبر کے ساتھ زکوٰۃ لینا اگرچہ اس سے منکر نہ ہو اور اگر باوجود باز رہنے کے زکوٰۃ دینے سے شوکت والا ہو تو اس کی سزا لڑائی کی جاوے زکوٰۃ کی نہ دینے پر اور نہیں تو اگر اس کی تغیر ممکن ہو تو اسکو تغیری دی جاوے جو اس کے لائق ہو اور البتہ وارد ہوئی ہے تغیر بالمال میں حدیث بہرین حکیم کی مرفوعہ کہ خود زکوٰۃ نہ دے تو ہم اس کو اس سے جبراً لین گے اور آؤ مال اسکا تاوان ہے اس پر خدا کے تاوان سے الحدیث روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد اور تائی نے اور صحیح کہا ہے اسکو ابن خزیمہ اور حاکم نے اور حسن نے اسکو صحیح کہا ہے اور اس پر عمل نہیں کیا تو اس نے یہ جواب دیا ہے کہ جس حکم پر وہ دلالت کرتی ہے وہ منسوخ ہے اول حکم ہتا پر منسوخ ہو گیا تھا اور کہا نووی نے کہ یہ جواب ضعیف ہے اس واسطے کہ تغیر بالمال کا ابتداء میں ہونا معروف نہیں ہے تاکہ دعویٰ نسخ کا تمام ہو اور اس واسطے کہ نہیں ثابت ہوتا ہے نسخ مگر اسکی شرط سے جیسے معرفت تاریخ کی اور اسکی تاریخ معلوم نہیں اور اعتماد کیا ہے نووی نے بہر کے ضعیف ہونے پر یعنی یہ حدیث بہر کی ضعیف ہے اور یہ جواب اسکا خوب نہیں اس واسطے کہ وہ جمہور کے نزدیک ثقہ ہے مگر شافعی کے نزدیک فقہ نہیں سو جو شافعی کا مقلد ہو اسکو یہ کافی ہے اور امید کرتا ہے اس کی یہ کہ اتفاق کیا ہے سب مشہورون کے علمائے اور پر ترک کرنے عمل کے ساتھ اسکے سوا اس کے دلالت کی اس پر کہ اسکا کوئی معارض ہے جو اس سے راجح ہے اور جو اس کے ساتھ قائل ہے وہ نہایت قلیل ہے اور نیز باب کی حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ خود زکوٰۃ کو قبض کرے وہ امام ہے یا جو اسکے قائم مقام ہے اور اتفاق کیا ہے علماء نے بعد اسکے اس پر کہ جائز ہے باطنی مال والوں کے واسطے مباشرت اخراج کی یعنی جس کے پاس جاندی سونا ہو وہ خود زکوٰۃ ادا کرے جسکو چاہے دے امام کی طرف پہنچانا واجب نہیں اور قلیل ہے جو قائل ہے کہ واجب ہے دفع کرنا زکوٰۃ کا طرف امام کی اور ایک روایت ہے مالک اور قدیم قول میں شافعی سے رفع، **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَىٰ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قَلْبِ** **حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي حَصِينٍ وَأَبِي شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ** **قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْزُومِي مَا حَقَّ اللَّهُ عَلَيْكَ الْعِبَادَةَ قَالَ اللَّهُ ق** **رَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ أَنْ يَعْزُبَ عَنْكَ وَلَا يَشْرِكَكَ وَإِلَهُ شَيْئًا أَتَدْرِي مَا حَقُّهُمْ عَلَيْهِ قَالَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ** **أَعْلَمُ قَالَ أَكَلَا يَعْلَمُ تَرَاهُمْ مَرَجَمَ سَازِينَ جَبَلٍ** سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے معزوم کیا تو جانتا ہے کہ کیا حق ہے خدا کا بندوں پر معاذ نے کہا کہ اللہ اور اسکا رسول زیادہ تر دانا ہی

فرمایا کہ اس کی بندگی کریں اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرا دین بہ فرمایا بھلا تو جانتا ہے کہ کیا ہے حق بندہ کا
 کاخذ ابر کہا کہ المراد اسکا رسول زیادہ تر دانا ہے فرمایا یہ کہ ان کو عذاب نہ کرے **ف** اس حدیث کی شرح
 کتاب الرقاق میں گذر چکی ہے اور داخل ہونا اسکا اس باب میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے ہے
 کہ اسکے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھیرا دین کہ یہی مراد ہے ساتھ توحید کے کہا ابن تین نے کہ مراد قول حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے سے حق العباد علی المرءہ حق ہے جو معلوم ہوا ہے شرع کی جہت سے نہ عقل کے وجہ
 کرنے سے سوا بند و جہی کی ہے یہی تحقق واقع ہونے اسکے کے پادہ بطور مثالیت کے ہے (فتح) **حَدَّثَنَا**
إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ
عَنْ أَبِي سَعِيدٍ لَخْدِرِيٍّ أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ يَرُدُّهَا قُلْ مَا أَصْبَرَ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ كَذَبَكَ لَهُ وَكَانَ الرَّجُلُ يَقُولُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي
لَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثَلَاثُ الْقُرْآنِ زَادَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِيهِ عَنْ
أَبِي سَعِيدٍ لَخْدِرِيٍّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَخِي قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْجُمَةُ ابْنِ سَعِيدٍ
 خدزی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ایک مرد کو سنا کہ سورہ قل ہو اللہ احد پڑھتا ہے اسکو پھر پڑھتا
 ہے سو جب اس نے صبح کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ذکر کیا اور گویا
 کہ وہ اس کو کم گمان کرتا تھا یعنی صرف اسکا ہی چوٹی سورہ کو پڑھتا سوائے اور قرآن کے کم جانتا تھا تو حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ہے اسکی جسکے فابو میں میری جان ہے کہ مقرر وہ سورہ یعنی قُلْ هُوَ اللَّهُ
 أَحَدٌ ثَمَّالِ قرآن کے برابر ہے زیادہ کیا ہے اسمعیل نے ابو یعنی اس سند میں ابوسعید اور حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کے درمیان قنادہ کا واسطہ ہے **ف** اس حدیث کی شرح فضائل قرآن میں گذر چکی ہے اور وارد
 کیا ہے اس کو اس جگہ اس واسطے کہ اس میں تصریح کی ہے ساتھ اسکے کہ خدا ایک اکیلا ہے صیاء کہ اسکو
 بعد کی حدیث میں ہے (فتح) **حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو وَهَبٍ قَالَ**
حَدَّثَنَا سَمُرُو عَنْ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ أَنَّ أَبَا الرَّحْمَنِ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ عَمْرٍو عَنْ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَكَانَتْ فِي حَجْرٍ عَائِشَةُ زَوْجَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا عَلَى سِرَّتِهِ وَكَانَ يَقْرَأُ الْأَصْحَابِيَةَ فِي صَلَواتِهِمْ فَيَخْلُمُ بِقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ
فَلَمَّا رَجَعُوا ذَكَرُوا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَأَلَهُ لَا شَيْءَ يَصْنَعُ ذَلِكَ فَسَأَلَهُ
فَقَالَ لَا تَهْتَابُ الرَّحْمَنِ وَأَنَا أَحِبُّ أَنْ أَقْرَأَ بِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرُوهُ أَنَّ
 اللہ یحبہ **ترجمہ** حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو

ایک چوٹے لشکر پر سردار کر کے بھیجا سودہ اپنے ساتھیوں کے واسطے ان کی نماز میں قرآن پڑھتا تھا ہر فرات کو سورہ قل ہوائے احداد کے ساتھ ختم کرتا تھا ایسے ان کی امامت کرتا تھا اور ہر رکعت میں دو دو سورتوں کو جوڑ کر پڑھتا تھا سو حبیبی سفر سے پہلے تو انہوں نے یہ حال حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ذکر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر چو کہ وہ یہ کام کس واسطے کرتا ہے لوگوں نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا اس واسطے کہ وہ خدا کی صفت ہو اور میں چاہتا ہوں کہ اسکو پڑھوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو خبر کرو کہ خدا اس سے محبت رکھتا ہے **فائدہ** اس حدیث کی مندرجہ نماز میں گزرجکی ہے کہا ابن ابی وقیف العید نے کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ وہ اول سوائے اسکے کو ملی اور سورہ پڑھتا تھا ہر اس کو پڑھتا تھا اور اسی طرح ہر رکعت میں کرتا تھا اور یہی ظاہر ہے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ وہ اپنی اخیر فرات کو اسکے ساتھ ختم کرتا تھا سو خاص ہو گا یہ ساتھ اخیر رکعت کے اور پہلی توجہ پر ہولیا جاتا ہے اس سے کہ جائز ہے جمع کرنا دو سورتوں کا ایک رکعت میں اور یہ جو کہا کہ وہ خدا کی صفت ہے تو کہا ابن تین نے کہ یہ اس واسطے کہا کہ اس میں خدا کے نام اور اسکی صفتیں ہیں اور اسکی نام مشتق ہیں اسکی صفتوں سے اور کہا اس کے غیر نے کہ احتمال ہے کہ کہا ہو اسکو اس نے کسی سند سے کہ اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو ساتھ نص کے بایستنباط کے اور البتہ روایت کی بقی نے کہ ساتھ سند حسن کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ ہمارے واسطے اپنے رب کی تعریف کر جس کی تو بندگی کرتا ہے سو خدا تعالیٰ نے سورہ اخلاص اتاری سو فرمایا کہ یہ تعریف ہے میرے رب کی اور روایت کیا ہے اسکو ابن خزیمہ نے اور صحیح کہا ہے عام نے اور اس میں زیادہ ہے کہ کوئی چیز پیدا نہیں ہوئی مگر کہ مر جاوے گی اور نہیں کوئی چیز جو مر جاوے مگر کہ وارث کی جاتی ہے یعنی اسکا کوئی وارث ہوتا ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نہ مرتا ہے اور نہ کوئی اسکا وارث ہوتا ہے اور نہیں کوئی اسکے برابر اور نہ مشابہ اور نہیں مثل اسکی کوئی چیز اور باب کی حدیث میں محبت سے اسکے واسطے جو ثابت رکھتا ہے کہ اللہ کے واسطے صفت ہے اور یہ قول جہور کا ہے اور اکیلا اور تنہا ہوا ہے ابن حزم سو کہا اس نے کہ یہ لفظ ہے کہ اصطلاح باندہی ہے اس پر اہل کلام نے معتزلہ سے اور نہیں ثابت ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہ کسی آپ کے صحابی سے اور اگر باب کی حدیث سے اعتراض کریں تو وہ ضعیف ہے اور بر تقدیر صحت اسکی کے سو قل ہو اللہ صفت ہے حزم کی صیبا کہ اس حدیث میں آیا ہے اور زیادہ کیا جاوے گا اس پر بخلاف اس صفت کے کہ اسکو بولتے ہیں اس واسطے کہ وہ عرب کی لغت میں نہیں بولی جاتی مگر جو ہر باعرض پر اور یہ حدیث بالاتفاق صحیح ہے

اور نہیں التفات کیا جا تا طرف قول ابن حزم کی اسکے ضعیف کہتے ہیں اور اس کا کلام اخیر ہی مردود ہے اس واسطے کہ سب اتفاق ہے اس پر کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے اسما حسنی ثابت ہیں خدا تعالیٰ فرمایا وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْهُ بِهَا یعنی خدا ہی کے واسطے ہیں سب نام نیک سو پکارو اس کو ساتھان کے اور کما حقہ تعالیٰ نے بعد اسکے کہ ذکر کیا چند ناموں کو سورہ حشر کے اخیر میں لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ اور جو نام خدا کے کہ اگر میں مذکور ہیں وہ عرب کی بولی میں صفات ہیں سو اسکے ناموں کے ثابت کرنے میں اسکی صفتوں کا ثابت کرنا ہے اس واسطے کہ جب ثابت ہوا کہ وہی ہے مثلاً تَوَالِبَتِ وَصِفَ کیا گیا ساتھ اس صفت کی جو تائید ہے ذات سے اور وہ صفت زندگی کی ہے اور اگر یہ نہ ہوتا تو التبت واجب ہوتا اقتصار کرنا اس چیز پر کہ خیردی ذات کے وجود سے اور دوسری آیت سے مفہوم ہوتا ہے کہ وصف کرنا اسکا ساتھ صفت کمال کے مشروع ہے اور التبت تقسیم کیا ہے یہی نے اور اہل سنت کی ایک جماعت نے خدا کے تمام ناموں کو جو قرآن اور صحیح حدیث میں مذکور ہیں دو قسم پر ایک قسم دونوں سے صفتیں ذات کی ہیں اور وہ صفتیں وہ ہیں کہ مستحق ہے ان کا ازل میں اور دوسری قسم اسکے فعل کی صفتیں ہیں اور وہ وہ ہیں کہ مستحق ہے انکا ابد میں خال میں اور نہیں جائز ہے وصف کرنا اس کو مگر ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر کتاب اور سنت صحیحہ ثابتہ یا اجماع کیا گیا ہے اور پاسکے پر بعض صفتیں ان میں سے وہ ہیں کہ قرین ہے ساتھ انکو دلالت عقل کی مانند حیاۃ اور قدرت اور علم اور ارادے اور سمع اور بصر اور کلام کی اسکی ذات کی صفتوں سے اور مانند خلق اور رزق اور زندہ کرنے اور مارنے اور عقوبت اور عقوبت کی فعل کی صفتوں سے اور بعضے ان میں سے وہ ہیں جو ثابت ہو سکے ہیں ساتھ نص کتاب اور سنت کے مانند ہاتھ اور سنہ اور آنکھ کی ذات کی صفتوں سے اور مانند استواء اور نزول اور آنے کی یا اسکے فعل کی صفتوں سے سو جائز ہے ثابت کرنا ان صفتوں کا اسکے واسطے اس واسطے کہ ثابت ہوئی ہے خبر ساتھ انکے ایسی وجہ سے کہ دور کرے اس سے تشبیہ کو سو جو اسکی ذات کی صفتیں ہیں وہ ہمیشہ ازل میں اسکی ذات میں موجود ہیں اور ابد میں بھی اسکی ذات میں موجود رہیں گی اور اسکے فعل کی صفتیں اس سے ثابت ہیں اور نہیں محتاج ہے خدا پاک فعل میں طرف مباشرت کی کہ ہاتھوں سے کرنا پڑے سو ایسا کر کچھ نہیں کہ امر اسکا جب کہ کسی چیز کا ارادہ کرے یہ ہے کہ کہتا ہے اسکو ہو جا سو ہو جاتا ہے اور کما قوی نے کہ شامل ہے قل ہو اللہ واحد ہوں پر جو بغل گیر ہیں تمام اوصاف کمال کو اور وہ احد اور صمد ہے اس واسطے کہ وہ دونوں دلالت کرتی ہیں اور پرتما ہونے ذات مقدسہ جو ہر صفت ہے ساتھ تمام اوصاف کمال کے اس واسطے کہ وہ میں اصل عدد کا اثبات ہے اور ما سواے کی نفی نہیں اور اخذ ثابت کرتا ہے

اپنے مدلول کو اور تعرض کرتا ہے واسطے نفی ماسوائے کے اور استعمال کرتے ہیں اسکو نفی میں پس احد خدا کے
 ناموں میں مشعر ہے ساتھ وجود اسکے کے جو خاص ہے اور جس میں اسکا کوئی شریک نہیں اور ایہ صمد سونہ
 بغل گیر ہے تمام اوصاف کمال کو اس واسطے کہ اسکی معنی میں وہ شخص کہ انتہا کو پہنچتی ہے بادشاہی اس
 کی اس طرح سے کہ سب حاجتوں میں اسکی طرف رجوع کیا جاوے اور نہیں تمام ہوتا ہے حقیقت مگر امد کے
 واسطے اور یہ جو کہا اس واسطے کہ وہ رحمن کی صفت ہے تو احتمال ہے کہ اسکی مراد یہ ہو کہ اس میں ذکر ہے
 رحمن کی صفت کا اور احتمال ہے کہ اسکی مراد اور کچھ ہو لیکن نہیں خاص ہے یہ ساتھ اس سعادت کر لیکر
 تخصیص اسکی ساتھ اسکے شاید اس وجہ سے ہے کہ اس میں خدا کی صفتوں کے سوائے اور کچھ نہیں سو
 خاص کی گئی وہ ساتھ اسکے سوائے غیر اسکے کے اور یہ جو کہا کہ اسکو خبر دو کہ امد اس سے محبت رکھتا ہو
 تو کہا ابن دقیق العید نے احتمال ہے کہ ہو محبت کہنا اسکا اس سبب محبت رکھنے خدا کے کا
 اس سے اور احتمال ہے کہ ہو اس چیز کے واسطے جس پر اسکا کلام دلالت کرتا ہے اس واسطے کہ محبت اسکی
 واسطے ذکر صفات رب کے دلالت کرتی ہے اور صحیحہ اسکے اعتقاد کے اور کہا مازنی وغیرہ نے کہ محبت
 امد کے بندوں سے ارادہ کرنا اسکا ہے انکے ثواب دینے کا اور بعضوں نے کہا کہ وہ نفس ثواب ہو
 اور کہا ابن تین نے کہ مخلوق کی امد سے محبت کہنی کے یہ معنی ہیں کہ وہ ارادہ کرتے ہیں کہ خدا ان
 کو نفع دے اور کہا قرطبی نے مفہم میں خدا کا بندے سے محبت کہنا قریب کرتا ہے اسکو اپنی طرف
 اور اسکا اکرام کرتا ہے اور نہیں بے سبب اور نہ غرض جیسے کہ بندے کی طرف سے ہے اور نہیں محبت
 بندے کی بے نفس ارادہ بلکہ وہ ایک چیز زائد ہے اس پر پر اور جب صحیح
 ہو فرق تو امد سبحانہ و تعالیٰ محبوب ہے اپنے محبوب کا بار حقیقت محبت کے اور کہا بیہقی نے کہ محبت
 اور بغض ہمارے بعضے اصحاب کے نزدیک صفات فعل سے ہے سو اسکی محبت کے معنی یہ ہیں کہ اکرام
 کرتا ہے جو اس سے محبت رکھے اور معنی اسکے بغض کے یہ ہیں کہ اسکی اہانت کرتا ہے (فتح) **باب**
قُلْ اِذَا دُعِيَ النَّاسُ اِلَى الْخَيْرِ فَأَيُّ مَآثِدُ عَذَابِهِمْ اَكْبَرُ ثُمَّ الْخَيْرُ کہ امد کو پکارو یا رحمن کو جس کو
 پکارو گے بہتر ہوگا سوائے کے میں سب نام نیک یعنی سب نام خدا ہی کے میں جو کہہ کر پکارو بہتر ہے
حَلَّامًا مَّحْتَدًا قَالَ اَخْبَرَنَا أَبُو مَعْوِيَةَ عَنْ اَبِي عَمْرِو عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ وَآبِي ظَلْيَانَ عَنْ جَبْرِ
ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْحَمُ اللَّهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ تَرْحِمُهُ
 جویر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ رحم کرے گا اللہ اس پر جو لوگوں پر
 رحم نہیں کرتا **ف** یعنی ظالم پر جو لوگوں کو ناحق ستاؤ خواہ زبان سے ہو یا ہاتھ سے خدا کی رحمت

نہ ہوگی اور اس حدیث کی شرح کتاب الاواب میں گندھکی ہے **حَلَّ ثَمَنَا أَبُو الثَّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمِ الْكُحُولِ عَنْ أَبِي عُمَانَ التَّحَدِي عَنْ أَسَمَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ رَسُولُ يَحْيَى بِنَاوَهُ يَدْعُو إِلَى ابْنَيْهَا فِي الْمَوْتِ فَقَالَ ارْجِعْ فَأَخْبِرْهَا أَنَّ اللَّهَ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى وَكُلُّ نَفْسٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى فَتُرَاهَا فَتَصْبِرُ وَلِتَحْتَسِبَ تَعَادَتِ الرَّسُولَ أَنَّهَا أَقْبَمَتْ كُنَائِيَّتَهَا فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَ مَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ فَدَفِعَ الصَّبِيَّ الْكَبِيرَ وَنَفْسَهُ تَقَعَّقَهُ كَانْتَهَا فِي شَيْءٍ فَقَامَتِ عَيْنَاهُ فَقَالَ لَهُ سَعْدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قُلْ قَالَ هَذِهِ رَحِمَتُكَ سَجَلَهَا اللَّهُ فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الرَّحِمَاءَ تَرْحِمُهُمَا سَابِقًا**

سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے کہ ناگمان آپ کی ایک بیٹی کا ابھی آپ باپ پر آیا آپ کے بلانے کو اس کے بیٹے کی طرف جو موت میں تھامے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیٹی نے آپ کو کہنا بھیجا کہ میرا لڑکا مرنے کا ہے آپ تشریف لاؤں سو فرمایا کہ پہر جا اور اس کو خبر دے کہ مقرر خدا ہی کا تھا جو اس نے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دیا اور ہر چیز کی اس کے نزدیک مدت مقرر ہے سو ہر کو حکم کرتا کہ صبر کرے اور ثواب چاہے تو اس نے پہر ابھی کو بھیجا کہ وہ قسم دیتی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں ضرورت تشریف لاؤں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے اور سعد بن عبادہ اور معاذ بن جبل بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہوئے سوا کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا اور اس کی جان حرکت کرتی تھی اور بے قرار تھی جیسے وہ مشک میں ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے آنسو جاری ہوئے تو سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا حضرت یہ کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ رحمت ہے خدا تعالیٰ نے اس کو اپنے بندوں کے دل میں ڈالا ہے اور سوائے اس کی کچھ نہیں کہ خدا رحم کرتا ہے اپنے بندوں میں سے رحم کرنے والوں پر **ف** کہا ابن بطال نے کہ غرض اسکی اس باب میں ثابت کرنا رحمت کا ہے اور وہ ذات کی صفاتوں سے ہے سورجمن وصف ہے کہ خدا تعالیٰ اس سے اپنی ذات کو موصوف کیا ہے اور وہ بغل گیر ہے رحمت کے معنی کو جیسے کہ بغل گیر ہے وصف اسکی ساتھ اس کے کہ وہ عالم ہے علم کے معنی کو اور سوائے اس کے اور مراد ساتھ رحمت اسکی کے ارادہ فائدہ پہونچانے کا ہے اسکو کہ اس کے علم میں پہلے لکھا گیا ہے کہ وہ اسکو فائدہ پہونچا دے گا اور اس کے سب نام رجوع کرتے ہیں ایک ذات کی طرف اگرچہ دلالت کرتا ہے ہر ایک ان میں سے ایک صفت پر اس کی صفاتوں سے کہ خاص ہے ہم ساتھ دلالت کرنے کے اور اس کے اور یہ جو رحمت کہ خدا نے بندوں کے دل میں ڈالی ہے تو وہ فعل کی صفاتوں سے ہی بیان کیا اسکو ساتھ اس کے کہ خدا نے

اسکو اپنے بندوں کے دل میں پیدا کیا ہے اور وہ رقت اور نرمی کر مئی ہے مہر حوم پر اور خدا تعالیٰ سبحانہ اس سے پاک ہے سو تاویل کی جاوے گی ساتھ اسکے جو اسکے لائق ہے اور کہا ابن تین نے کہ رحمٰن اور رحیم مشتق ہیں رحمت سے اور بعضوں نے کہا کہ وہ رجوع کرتے ہیں طرف معنی ارادی کی سوا اسکی رحمت ارادہ کرنا اس کا ہے کہ رحمت دی جس پر رحم کرے اور بعضوں نے کہا کہ دونوں اسم رجوع کرتے ہیں طرف ترک عقاب اس شخص کی جو سزا کا مستحق ہو کہا خطابی نے کہ رحمٰن ماخوذ ہے رحمت سے مبنی ہے سبالغہ پر اور اسکے معنی ہیں صاحب بڑی رحمت کا کہ نہیں ہے کوئی نظیر اسکی بیچ اسکے پس رحمٰن صاحب رحمت شاملہ کا ہے واسطے خلق کے اور رحیم فعیل ہے ساتھ معنی فاعل کے اور وہ خاص ہے ساتھ ایمانداروں کے خدا نے فرمایا وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رحمٰن اور رحیم دونوں اسم رفیق ہیں ایک دوسرے سے زیادہ تر نرم ہے اور اس طرح ہر مقابل سے اور زیادہ کیا ہے کہ رحمٰن ساتھ معنی مترحم کے ہے اور رحیم ساتھ معنی رجوع کرنے والے کے ہے کہا خطابی نے کہ اسکے کوئی معنی نہیں کہ رقت خدا کی کسی صفت میں داخل ہو اور شاید کہ مراد ساتھ اسکے لطف اور مہربانی ہے اور اسکے معنی میں غموض یعنی چشم پوشی نہ چلا دہلا ہونا جو جسموں کی صفتوں کے ہے۔ میں کہتا ہوں اور یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ثابت نہیں اور شاید رفیق کے بدلے رفیق ہے ساتھ فنا کے اور قوت دی ہے اسکو بھیقی نے ساتھ حدیث عائشہ کے جو مسلم نے روایت کی ہے اور مقرر خدا تعالیٰ نرمی کا پیدا کرنے والا ہے اور نرمی کو بہت پسند رکھتا ہے اور جو نرمی پر عطا کرتا ہے وہ سختی پر نہیں دیتا ہر کہا کہ رحمٰن خاص ہے لتیمہ میں علم ہے فعل میں اور رحیم عام ہے لتیمہ میں خاص ہے فعل میں اور پسند لال کیا گیا ہے ساتھ اس آیت کے اس پر کہ جو قسم کھاوے ساتھ کسی نام کے خدا کے ناموں میں سے مانند رحمٰن اور رحیم کے تو اسکی قسم منفعہ پہون جاتی ہے وقد تقدم فی موضعہ اور اس پر کہ کافر جب اقرار کرے ساتھ وحدانیت رحمٰن کے مثلاً تو حکم کیا جاتا ہے ساتھ اسلام اسکے کے اور البتہ خاص کیا ہے اس سے علیمی نے اس نام کو جس کے ساتھ اشتراک واقع ہو جیسا کہ طبعی علم والا کہے لَا إِلَهَ إِلَّا الْحَيُّ الْقَيُّومُ تو نہیں ہوتا ہے ساتھ اسکے مسلمان یہاں تک کہ تصریح کرے ساتھ ایسے نام کے جس میں تاویل نہ ہو سکے اور اگر کہے جو منسوب ہے طرف تجسیم کی یہودیوں میں سے لَا إِلَهَ إِلَّا الَّذِي فِي السَّمَاءِ تو نہیں ہوتا ہے ساتھ اس کے مسلمان مگر یہ کہ عام لوگوں میں سے ہو تجسیم کے معنی کونہ بوجہتا ہو سو کفایت کی جاوے گی اس سے ساتھ اسکے جیسا کہ لوندی کے قصے میں ہے جس سے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تو مسلمان

ہے اس کے کما ہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کماں ہے اس کے کما کہ آسمان میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو آزاد کر دے کہ وہ مسلمان ہے اور یہ صحیح مسلم میں ہے اور یہ کہ جو کہے لا الہ الا اللہ حکم کیا جاوے ساتھ سلام اسکے کے مگر یہ کہ پہچا جاوے کہ وہ عناد سے کہتا ہے یا خدا کے سواے اور چیز کو رحمن کہتا ہے کما چلیبی نے اور اگر یہودی کہے لا الہ الا اللہ تو نہیں ہوتا ہے ساتھ اس کے سلمان یہاں تک کہ اقرار کرے ساتھ اسکے کہ لکھتے گیتلہ شیخ اور اگر کہے بت پرست لا الہ الا اللہ اور وہ گمان کرتا ہو کہ بت اس کو خدا کی طرف قریب کرتا ہے تو نہیں ہوتا ہے وہ سلمان یہاں تک کہ بیزار ہو بت چوڑے سے تنبیہ ظاہر ہوتا ہے بخاری کے تصرف سے کتاب التوحید میں کہ وہ بیان کرتا ہے حدیثوں کو جو وارد ہوئی ہیں صفات مقدسہ میں سودا دخل کرتا ہے ان میں سے ہر حدیث ایک باب میں ہر تائید کرتا ہے اس کی قرآن کی آیت سے واسطے اشارہ کرنے کی اس طرف کہ وہ اخبار احاد سے نکل کر حدیثوں میں داخل ہو گئی ہیں بطریق تنزل اور تسلیم کے کہ اخبار احاد سے اعتقادات میں حجت بکڑنا جائز نہیں اور یہ کہ حسین نے اس سے انکار کیا اس نے قرآن اور سنت و دونوں کی مخالفت کی اور البتہ روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے بیچ کتاب الرد علی الجہمیہ کے سلام بن ابی مطیع سے اور وہ بخاری کا استاذ الائمہ ہے کہ اس نے بدعتیوں کو ذکر کیا سو کہا خرابی ان کو کس چیز سے انکار کرتے ہیں ان حدیثوں سے سو قسم ہے اللہ کی نہیں ہے حدیث میں کوئی چیز مگر کہ قرآن میں ہے مثل اس کی یعنی سمع لیس نفس ہاتھ کلام استواء وغیرہ کا ذکر قرآن میں موجود ہے اور شاید کہ اشارہ کیا ہے بخاری نے اس ترجمے میں ساتھ اس آیت کے طرف اس چیز کی کہ وارد ہوئی ہے بیچ سبب نزول اسکے کے روایت کی ابن مردویہ نے ابن عباس سے کہ مشرکین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا پکارتے ہیں یا اللہ یا رحمن تو انہوں نے کہا کہ محمد صم کو ایک خدا کے پکارنے کا حکم کرتا تھا اور حالانکہ خود و خدا کو پکارتا ہے سو یہ آیت اتری (فتح) **بَابُ قَوْلِ اللَّهِ إِنِّي أَنَا اللَّهُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينِ** خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ مقرر میں ہی ہوں بہت روزی دینے والا زور آور مضبوط **ف** بعضی روایتوں میں ان اللہ الخ ہے موافق مشہور قدرت کے اور ثابت پہچکی ہے ابن سعد سے قرارت موافق روایت باب کے کما اہل تفسیر نے بیچ موصوف ہونے اسکے کے ساتھ قوت کے معنی یہ ہیں کہ وہ قادر ہے بڑی قدرت والا ہر چیز پہ **حَلَّ ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ أَبِي حَمْرَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّكَيْتِيِّ عَنْ أَبِي مُوَيْتَةَ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحَدٌ أَحْبَبَ عَلَيَّ آدَمَ سَمِعَ مِنَ اللَّهِ يَنْعُونَ لَهُ الْوَلَدَ ثُمَّ يُعَاقِبُهُمْ وَيَرْزُقُهُمْ** ترجمہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ ایذا اس کے خدا سے زیادہ تر کوئی صبر کرنے والا اور غصے کے کرنے والا نہیں اس کے واسطے اولاد شہیر آئیں تپیری اُن کافروں کو آرام میں رکھتا ہے اور روزی دیتا ہے۔
ف احمدیث کی شرح ادب میں گندہ چکی ہے اور غرض اس سے یہاں یہ قول ہے کہ ان کو روزی دیتا ہے کہا
 ابن بطال نے کہ یہ باب بغل گیر ہے خدا کی دو صفتوں کو ایک صفت ذات کی ہے دوسری صفت فعل کی سو
 برزق دینا فعل ہے اللہ تعالیٰ کے فعل سے سو وہ اس کے فعل کی صفتوں سے ہے اس واسطے کہ رائق چاہا
 ہے کہ کوئی مرزوق ہو اور خدا سبحانہ و تعالیٰ تھا اور کوئی مرزوق نہ تھا اور جو چیز کہ پہلے نہ تھی پھر پیدا ہوئی
 تو وہ محدث ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ موصوف ہے ساتھ اُس کے کہ وہ رزاق ہے اور موصوف کیا اپنی
 ذات کو ساتھ اس کے خلق کے پیدا کرنے سے پہلے ان معنوں سے کہ وہ روزی دیگا جب کہ پیدا کریگا
 مرزوق چیزوں کو اور قوت ذات کی صفتوں میں سے ہے اور قوت ساتھ معنی قدرت کے ہے اور خدا
 سبحانہ و تعالیٰ ازل سے قوت اور قدرت والا ہے اس کی قدرت ازل سے موجود اور اس کی ذات کے ساتھ
 قائم ہے و حسبِ کرائی ہے اس کے واسطے حکم قدرت والوں کا اور متین کے معنی میں قوی اور لغت میں
 اس کے معنی میں ثابت اور صحیح اور کہا بیعتی نے کہ قوی پوری قدرت والے کو کہتے ہیں جس کی طرف
 کسی حال میں عجز منسوب نہ کیا جاوے اور رجوع کرتے ہیں اس کے معنی طرف قدرت کی اور قادر وہ ہو
 جس کے واسطے قدرت شامل ہو اور قدرت اس کی ایک صفت ہے جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے اور
 مقتدر کہتے ہیں پوری قدرت والے کو جس پر کوئی چیز منعم نہ ہو اور اس حدیث میں روئے ہے کہ سب پر
 قائل ہے ساتھ اس کے کہ وہ قادر ہے بنفسہ نہ ساتھ قدرت کے اس واسطے کہ قوت ساتھ معنی قدرت کو
 ہے اور خدا تعالیٰ نے فرمایا ذُو الْقُوَّةِ اور گمان کیا ہے معزز نے کہ ہر اس اندہ قول کے ذُو الْقُوَّةِ
 شدید القوت ہے اور معنی اس کے موصوف ہونے میں ساتھ قوت کے یہ ہیں کہ وہ بڑی قدرت والا ہے
 سو جاری ہوا اپنے طریقے پر کہ قدرت صفت نفسی ہے برخلاف قول اہل سنت کے کہ وہ صفت قائم
 ہے ساتھ اس کے متعلق ہے ساتھ ہر مقدور کے اور اس کے غیر نے کہا کہ قدرت کا قدیم ہونا اور فاضلہ
 رزق کا حادث ہونا دونوں آپس میں مخالف نہیں اس واسطے کہ حادث وہ تعلق ہے اور ہونا خدا کا
 رائق مخلوق کا بعد و جو مخلوق کے نہیں مستلزم ہے تغیر کو یہ اس کے اس واسطے کہ تغیر تعلق میں
 ہے اس واسطے کہ اس کی قدرت نہ تھی متعلق ساتھ دینے رزق کے یعنی ازل میں بلکہ ساتھ ہونے اس کے
 کے کہ واقع ہوگی آئندہ میں بہر جب واقع ہوا دینا رزق کا تو تعلق پکڑا قدرت نے ساتھ اس کے بدون
 اس کے کہ وہ صفت نفس الامر میں متغیر ہو اسی واسطے پیدا ہوا اختلاف کہ کیا قدرت ذات کی صفتوں کے

ہے یا فعل کی صفتوں سے جو جس نے نظر کی طرف اسکی کہ اسکو قدرت ہے اور پیدا کرنے زرق کے تو اس نے کہا کہ وہ صفت ذات کی قدیم ہے اور جس نے تعلق قدرت کی طرف نظر کی اس نے کہا کہ وہ صفت فعل کی ہے اور نہیں ہے کوئی استحالہ یہ اس کے صفات فعلیہ اور اضافیہ میں برخلاف صفات ذاتی کے اور حدیث میں اصبر اسم تفضیل ہے صبر سے اور خدا کے نیک ناموں میں سے ہے صبور اور اس کے معنی میں وہ شخص جو نہ جلدی کرے نافرمانوں کی سزا میں اور وہ قریب یہ حلیم کے معنی سے اور حلیم ابلغ ہے سلامتی میں عقوبت سے اور مراد ساتھ ایذا کے ایذا اسکی پیغمبروں کی ہے اور نیک بندوں کی اس واسطے کہ مخلوق کی ایذا کا خدا کے ساتھ متعلق ہونا محال ہے اس واسطے کہ وہ نقصان کی صفت ہے اور خدا تعالیٰ پاک ہے ہر نقصان سے اور نہیں تاخیر کرتا مگر کو جبراً بلکہ تفضل اور احسان سے اور رسولوں کو جہلانا یہ بھی نفی کرنے ان کے کے عورت اور اولاد کو اللہ سے ایذا دینا ہے انکو سو منسوب کی گئی یہ ایذا طرف اللہ کی واسطہ سبب اللہ کے یہ انکار کرنے کے اور پرانے اور بڑا جاننے ان کے قول کے کہا ابن مسیر کے وجہ بظاہر آیت کی واسطے حدیث کے شامل مہذا اسکا ہے اور یہ صفت زرق اور قوت کے جو دلالت کرنے والی ہے قدرت پر ایسر زرق سو واضح ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے کہ وہ ان کو روزی دیتا ہے اور ایسر قوت سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے ہے اصبر اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے طرف قدرت کی ان کے ساتھ احسان کرنے پر باوجود بدی کرنے ان کے کے برخلاف طبع آدمی کے کہ وہ نہیں قادر ہے احسان کرنے پر ساتھ بدی کرنے واسطے کے مگر جہت تکلف کرنے اس کے سے شرعاً اور سبب اسکا یہ ہے کہ خوف فوت کا باعث ہوتا ہے اس کو جلدی بدلہ لینے پر اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ قادر ہے اس پر کہ بدلہ لے حال میں اور مال میں نہیں عاجز کرتی ہے اسکو کوئی چیز اور نہ اس سے فوت ہوتی ہے (فتح) **باب** قول اللہ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احد الا وان اللہ عندہ علم الساعة ولا یزک بعلمہ وما تحیل من انشی ولا تضحک ولا یعلم و الیہ یرد علم الساعة قال ابو عبد اللہ قال یحیی الظاہر علی کل شیء علیاً والباطن علی کل شیء علیاً باب ہے خدا تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں کہ خدا جانتا ہے غیب کو اور نہیں واقف کرتا اپنے غیب پر کسی کو اور خدا ہی کے نزدیک ہے علم قیامت کا اور امارا اسکو اپنے علم سے اور نہیں حاملہ ہوتی کوئی عورت اور نہیں جنتی مگر اسکے علم سے اور اسی کی طرف پہنچا جاتا ہے علم قیامت کا کہا ابو عبد اللہ بخاری نے کہا یہی نے کہ ظاہر ہے ہر چیز پر علم سے اور باطن ہر چیز پر علم سے و پہلی دو آیتوں کا بیان تو پہلے ہو چکا ہے اور ایسر سیری آیت سو ظاہر دلیلین سے ہے یہی ثبات کرنے علم کے واسطے اللہ

تعالیٰ کے اور مخریف کرنے ہے اسکی معتزلی نے اپنے مذہب کی نصرت واسطے سو کہا کہ اتارا اسکو تیس اپنے علم خاص سے اور وہ مالیت کرنا اسکا ہے اور نظم اور سلوک کے عاجز ہے اس سے ہر بلیغ اور تعجب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ نظم عبارات کی نہیں ہے وہ نفس علم قدیم کا بلکہ وہ دلالت کرنے والی ہے اور پر اسکے اور نہیں ہے کوئی ضرورت طرف حمل کرنے کی غیر حقیقت پر جو اخبار ہے امہ کے علم حقیقی سے اور وہ خدا کی صفت ذاتی ہے اور نیز معتزلی نے کہا کہ اتارا اسکو اپنے علم سے اور وہ علم ہے سوتاویل کی اوس نے علم کے ساتھ عالم کے واسطے بہا گئے کے اثبات علم سے اسکے واسطے یعنی وہ بہا گا ہے اس سے کہ خدا واسطے علم ثابت نہ کرے باوجودیکہ آیت اسکی ساتھ تصریح کرتی ہے اور خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں کہیر سکتی اسکے علم میں سے کچھ مگر جو وہ چاہے اور پہلے گذر چکا ہے موسیٰ علیہ السلام اور حضرت قصص میں کہ نہیں علم میرا اور تیرا خدا کے علم کی نسبت اور ایہ چوتھی آیت سو وہ پہلی آیت کی مثل ہے چر ثابت کرنے علم کے اور صریح تر ہے اور ایہ پانچویں آیت سو کہا طبری نے کہ اسکے معنی یہ ہیں کہ خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی سو بنا بر اسکے اسکی تقدیر یہ ہے کہ اسی کی طرف پھیرا جاتا ہے علم قیامت کا کہا ابن بطال نے کہ ان آیتوں میں ثابت کرنا ہے خدا کے علم کا اور وہ خدا کی ذات کی صفتوں سے ہے برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ وہ عالم ہے بغیر علم کے پھر جب ثابت ہوا کہ اسکا علم قدیم ہے تو وجہ ہو تعلق اسکا ساتھ ہر معلوم کے حقیقتہ ان آیتوں کی دلالت سے اور ساتھ اس تقریر کے رو کیا جاوے گا اور ان کے قدرت اور قوت اور حیات وغیرہ میں اور اس کے غیر نے کہا کہ ثابت ہوا کہ خدا ارادہ کرنے والا ہے ساتھ دلیل تخصیص ممکنات کے ساتھ وجود اس چیز کے جو موجود ہے ممکنات سے بدلے اسکے عدم کی اور ساتھ عدم کرنے معدوم کے عوض اسکے وجود کے یا پھر ہوگا فعل اسکا اسکے واسطے ساتھ اس صفت کے صحیح ہو اس سے تخصیص اور تقدیم اور تاخیر یا نہ اور رب شوق ثانی اگر ہو فاعل انکے واسطے نہ ساتھ صفت مذکور کے تو لازم آوے گا صادر ہونا ممکنات کا خدا سے یکبارگی بغیر تقدیم اور تاخیر اور قطویر کے اور البتہ لازم آوے گا قدیم ہونا ممکنات کا اس واسطے کہ تخلف کرنا مقتضی کا اپنے مقتضا ذاتی سے محال ہے سو اس سے لازم آوے گا کہ ممکن واجب ہو اور حادث قدیم ہو اور یہ محال ہے پس ثابت ہوا کہ وہ فاعل ہے اس صفت سے کہ صحیح ہے ساتھ اسکے تقدیم اور تاخیر پس یہ برہان ہے معقول کی اور ایہ برہان منقول کی سو قرآن کی بہت آیتیں ہیں جیسے یہ قول خدا کا اِنَّ رَبَّكَ لَمَّا بَرَزْتَ بِرِفَاعِ مَصْنُوعَاتِ الْخَالِقِ بِالْاِخْتِيَارِ ہوتا ہے متصف ساتھ علم اور قدرت کے اس واسطے کہ ارادہ اور وہ اختیار ہے مشروط ہے ساتھ علم بالمراد

کے اور وجود مشروط کا بدون شرط کے محال ہے اور اس واسطے کہ جو کسی چیز کا مختار ہو اگر وہ اس پر قادر نہ ہو تو دشوار ہوتا ہے اس پر صادر ہونا اس کی مراد کا اور جب معلوم ہوا مثلاً وہ سے صادر ہونا مصنوعاً کا فاعل مختار سی بدون دشواری کے تو قطعاً معلوم ہو گیا کہ وہ قادر ہے اسکے پیدا کرنے پر و سببانی مزید الکلام نے بابا المشیتہ اور کہا ابو اسحاق اسفرائینی نے کہ معنی علیم کے یہ ہیں کہ وہ جانتا ہے معلومات کو اور معنی خیر کے یہ ہیں کہ وہ جانتا ہے جو ہوا پہلے اس سے کہ ہوا اور معنی شہید کے یہ ہیں کہ وہ جانتا ہے غائب کو جیسا کہ جانتا ہے حاضر کو اور معنی محصی کے یہ ہیں کہ نہیں باز رکھتی ہر شے کو اکثر علم سے اور بیان کیا ہے یہ بھی نے ابن عباس سے یہی تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے بِعَلَمِ الْغَيْبِ لَمْ يَخْفَیْ کما جانتا ہے جو چہاؤ کو بندہ اپنے دل میں اور جو پوشیدہ ہے اس سے جس کو آئندہ کرے گا اور یہ جو کما ظاہر ہے ہر چیز پر سادہ علم کے تو بعضوں نے کہا کہ معنی ظاہر باطن کے یہ ہیں کہ سب چیزوں کے ظاہر اور باطن کو جانتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ ظاہر ہے دلائل سے اور باطن اپنی ذات سے اور بعضوں نے کہا کہ ظاہر ہے ساتھ عقل کے باطن ہے ساتھ حس کے اور بعضوں نے کہا کہ ظاہر کے معنی یہ ہیں کہ عالی ہے ہر چیز پر اور باطن وہ ہے جو ہر چیز کے باطن کو جانے اور شامل ہر قول اس کا کئی شے اس چیز کے علم کو جو ہوئی اور جو ہوگی بطور اجمال اور تفصیل کے اس واسطے کہ خالق سب مخلوقات کا با اختیار متصف ہو ساتھ علم کے اپنے سب مخلوقات کو جانتا ہے اور ان پر قدرت رکھتا ہے ایسے علم کا ہو سوا اس واسطے ہے کہ قیام مشروط ہے ساتھ علم کے اور نہیں پایا جاتا ہے مشروط بدون شرط کے اور ایہ پران پر قادر ہونا سوا اس واسطے کہ مختار شے کا اگر اس پر قادر نہ ہو تو البتہ دشوار ہوتی ہے مراد اسکی اور البتہ پائی گئی مخلوقات بدون تعذر کے سود لالت کی اس نے کہ وہ قادر ہے ان کے پیدا کرنے پر اور جب یہ مقرر ہو چکا تو نہ حاضر کیا جاوے گا علم اس کا بیچ تعلق ہونے اس کے ساتھ ایک معلوم کے سوا دوسرے معلوم کے واسطے وجہ ہونے قدم اسکے کے جو سنانی ہے واسطے قبول تخصیص کے پس ثابت ہوا کہ وہ جانتا ہے کلیات کو اس واسطے کہ وہ معلومات ہیں اور جزئیات کو بھی اس واسطے کہ وہ بھی معلومات ہیں اور اس واسطے کہ وہ ارادہ کرنے والا ہے واسطے پیدا کرنے جزئیات کے اور ارادہ کرنا کسی چیز معین کا بطور اثبات کے ہو یا نفی کے مشروط ہے ساتھ علم کے ساتھ اس مراد جزئی کے سو جانتا ہے مردی چیزوں کو جو نظر آتی ہیں دیکھنے والوں کو اور دیکھنے ان کے کو ان کے واسطے ساتھ وجہ خاص کے اور سب طرح تمام سنی گئی اور پائی گئی چیزوں کو واسطے اس چیز کے کہ معلوم ہے ہدایت ہو کہ اسکے واسطے کمال کا ہونا واجب ہے اور چند ان صفتوں کی نقص ہے اور نقص خدا پر محال ہے سبحانہ و تعالیٰ اور اس قدر کافی ہے

دلائل عقلیہ سے اور گمراہ ہوا جس گمان کیا فلاسفہ سے کہ اسے سچا نہ دیکھا جاتا ہے جزئیات کو ساتھ دیکھ کر کلی کے نہ بطور خبرئی کے اور محبت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اسوہ فاسدہ کے ان میں ہوا ایک یہ ہے کہ وہ پہنچا ہے محال کو اور وہ متغیر ہونا علم کا ہے اس واسطے کہ جزئیات زمانی ہیں متغیر ہوتی ہیں ساتھ متغیر ہونے زمانے اور احوال کے اور علم تابع ہے معلومات کی ثبات میں اور تغیر میں پس لازم آوے گا متغیر ہونا اسکے علم کا اور علم اسکی ذات کے ساتھ قائم ہے سو ہوگی ذات اسکی محل واسطے حوادث کے اور یہ محال ہے اور جواب اسکا یہ ہے کہ تغیر سوائے اسکے کو نہیں کہ واقع ہوا ہے احوال اصناف میں اور اسکی مثال مثل ایک مرد کے جو ستون کے داہنے طرف کھڑا ہوا پھر اسکی بائیں طرف کھڑا ہوا پھر اس کے آگے کھڑا ہوا پھر اسکے پیچھے سو مرد ہی ہے جو متغیر ہوتا ہے اور وہ ستون بجاں خود قائم ہے سوائے سچا نہ دیکھا جاتا ہے جس حال پر ہم کل تھے اور جس پر اب ہیں اور جس پر آئندہ دن کو ہونگے اور نیز ہے یہ خبر اس کے علم کی متغیر ہونے سے بلکہ تغیر جاری ہے ہمارے احوال پر اور خدا عالم ہی ہر حال پر ایک دستور پر اور ایہ سبھی دلائل سو قرآن عظیم پر ہے ساتھ اس چیز کے کہ ذکر کی ہے مثل قول اللہ تعالیٰ کُنْ فَيَكُنْ عِلْمًا اور کَمَا لَا يَغْرِبُ عَنْهُ مُثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرُ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرُ وَقَالَ تَعَالَى إِلَيْهِ يُرْجَعُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرَاتٍ مِنْ أَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثَى وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ وَقَوْلُهُ تَعَالَى وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٌ مِنْ ثَمَرٍ إِلَّا ذُكِرَ بِهَا وَلَا رَطْبٌ وَلَا يَأْبَى إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ اور اسی نکتہ کے لیے وارد کی ہے بخاری نے حدیث ابن عمر کی سچ کنھون غیب کے بہر ذکر کی حدیث عائشہ کی مختصر اور قول اسکا اس میں کہ جو تجھ سے بیان کرے کہ محمد غیب کو جانتا ہے تو وہ جھوٹا ہے اور حالانکہ فرمایا کہ نہیں جانتا غیب کی بات کو مگر اسے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جو تجھ سے بیان کرے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیب کو جانتے ہیں جو کل ہوگا تو اس نے جھوٹ کہا پھر عائشہ نے یہ آیت پڑھی وَمَا تَذَكَّرُ أَنْ يَقُولَ مَادَ أَكْثَرُ الْكُذِبِ عَذَابٌ لِمَنْ يُكَذِّبُ جاننا کوئی جی کہ کل کو کیا کام لے گا اور ذکر کرنا اس آیت کا مناسب تر ہے اس باب میں اس واسطے کہ وہ ابن عمر کی حدیث کے موافق ہے لیکن بخاری نے اپنی علت کے موافق اختیار کیا ہے اشاری کو صریح عبارت پر اور سنائی ابن اسحاق میں واقع ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اذنتی گم ہوئی تو زید بن لصیغہ نے کہا کہ گمان کرتا ہے محمد کہ وہ پیغمبر ہے اور ہم کو آسمان کی خبر دیتا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ اس کی اذنتی کہاں ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مرد ایسا ایسا کہتا ہے اور قسم ہے خدا کی میں نہیں جانتا مگر جو اللہ محکوم معلوم

کرو اور البتہ خدا نے مجھ کو اسکا چہ بتلایا کہ وہ ہمارے غلے کے درے میں ہے سو صاحب کے اور اسکولائے
 سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں غیب کو نہیں جانتا مگر جو اسم مجھ کو بتلاوے اور یہ مطابق ہے خدا
 کے اس قول کے **فَلَا يُظْهِرُكَ غَيْبَهُ** **أَحَدًا إِلَّا مَن ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ** **الَّابَةِ** یعنی نہیں اطلاع دیتا ہر
 غیب پر کسی کو مگر جس کو چاہے رسول کو اور اختلاف ہے کہ اس میں غیب کیا مراد ہے سو بعضوں نے کہا
 کہ وہ اپنے عموم پر ہے یعنی ہر چہ چیز اور بعضوں نے کہا کہ وہ چیز ہے جو خاص وحی کے ساتھ متعلق ہو
 اور بعضوں نے کہا کہ جو علم قیامت کے ساتھ متعلق ہے اور یہ ضعیف ہے اس واسطے کہ قیامت کا علم خدا
 کے سوا کسی کو معلوم نہیں کہنا زحشری نے کہ یہ آیت دلالت کرتی ہے اور باطل کرنے کی راست کے اس کو
 کہ خدا نے غیب پر اطلاع دینا پیغمبروں کے ساتھ خاص کیا ہے جو مرتضیٰ ہوں اور کہا ابن مسیر نے کہ دعویٰ
 زحشری کا عام ہے اور اسکی دلیل خاص ہے سو دعویٰ اسکا منع کرنا سب کراستوں کا ہے اور دلیل احتمال
 رکھتی ہے کہ کہا جاوے کہ نہیں ہے اس میں مگر نفی اطلاع کی غیب پر برخلاف تمام کراستوں کے اور
 اس کا تمام یہ ہے کہ کہا جاوے کہ مراد ساتھ اطلاع دینے کے غیب پر علم ہے اس چیز کا جو آئندہ واقع
 ہوگی پہلے اس سے کہ واقع ہو اسکی تفصیل پر سو نہ داخل ہوگا اس میں جو ظاہر ہوتا ہے ان کے واسطے
 فیسی چیزوں سے اور جو واقع ہوتا ہے ان کے واسطے خارق عادت سے جیسے پانی پر چلنا اور بعیدیت
 کو تھوری مدت میں قطع کرنا اور مانند اسکی اور جزم کیا ہے استاد ابو اسحاق نے کہ ولیوں کی کراست پیغمبر
 کے معجزے کے مشابہ نہیں ہوتی اور ابن فورک نے کہا کہ پیغمبروں کو حکم ہے معجزوں کے ظاہر کرنے کا اور
 ولی پر واجب ہے کہ کراست کو چھپا دے کسی کے آگے ظاہر نہ کرے اور پیغمبر کو معجزے کا یقین ہوتا
 ہے اور قطع برخلاف ولی کے کہ وہ نہیں ہے مگر استدراج سے اور اس آیت میں روئے مجوسیوں پر اھو ہر
 شخص پر جو دعویٰ کرتا ہے کہ وہ مطلع ہوتا ہے اس چیز پر جو آئندہ واقع ہوگی زندہ ہونے سے یا مرنے
 سے یا سوا ان کے اس واسطے کہ وہ ہوٹا طے والاسے قرآن کو اور وہ بعید ترین ارتضا سے باوجود یکہ پیغمبر
 کی صفت ہی ان میں نہیں ہے **رَفَعْنَا خَالِدَ بْنَ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ يَزِيدٍ**
قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَكَاتِيهِ الْغَيْبِ
خَيْرٌ لَّكُمْ مِمَّا تَغِيبُ إِلَّا اللَّهُ وَمَا يَكُنْ مَعَكُمْ إِلَّا اللَّهُ وَمَا يَكُنْ مَعَكُمْ إِلَّا اللَّهُ وَلَا يَكُنْ مَعَكُمْ
مَتَّى يَأْتِيَ الْمَطَرُ أَحَدٌ إِلَّا اللَّهُ وَلَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِلَّا اللَّهُ وَلَا يَكُنْ مَعَكُمْ مَتَّى تَقُومُ السَّاعَةُ
إِلَّا اللَّهُ ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کنجیان غیب کی پانچ بین انکو
 کوئی نہیں جانتا سوا اسے خدا کے کوئی نہیں جانتا کہ کیا کم کرنے میں ہیٹ سوا اسے خدا کے کوئی نہیں

جانتا کہ کل کیا ہوگا سوائے خدا کے اور کوئی نہیں جانتا کہ سینہ کب آویگا سوائے خدا کے اور کوئی جی نہیں جانتا کہ کس زمین میں رہے گا سوائے خدا کے اور کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی سوائے خدا کے ۔

ف اختلاف ہے کہ کم و بیش ہونے سے کیا مراد ہے سو بعضوں نے کہا کہ جو کم ہوتا ہے پیدائش سے اور جو زیادہ ہوتا ہے اس میں اور بعضوں نے کہا جو کم ہوتا ہے نو مہینوں سے حمل میں اور جو زیادہ ہوتا ہے نفاس میں ساتھ روز تک اور بعضوں نے کہا جو کم ہوتا ہے ساتھ ظاہر ہونے حین کے حمل میں ساتھ ناقص ہونے بچے کے اور زیادہ ہوتا ہے نو مہینوں سے بقدر اس کہ اسکو حیض ہو اور بعضوں نے کہا کہ جو کم ہوتا ہے حمل میں ساتھ بند ہونے حیض کے اور جو زیادہ ہوتا ہے ساتھ خون نفاس کے بعد وضع کے اور بعضوں نے کہا کہ جو کم ہوتا ہے اولاد سے پہلے اور جو زیادہ ہوتا ہے پیچھے اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جبرہ نے کہ استعارہ کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غیب کے واسطے کنجیوں کو واسطے بیروی کرنے کے ساتھ اس چیز کے کہ ناطق ہے ساتھ اس کے قرآن کریم و عیندہ مفاتیح الغیب اور تاکہ قرب ہو سمجھنا اس کا سامع بر اس واسطے کہ نہیں شمار کر سکتا ہے غیب کے امرون کو مگر جو ان کو جانتا ہو اور قریب تر چیز جس سے غیب پر اطلاع ہوتی ہے دروازی میں اور کنجی آسان تر چیز ہے دروازہ کوئی نو کے واسطے اور جب کہ آسان تر چیز کی جگہ پہچانی نہیں جاتی تو جو اس سے اوپر ہو وہ لائق تر ہے کہ نہ پہچانی جاوے اور مراد ساتھ نفی علم کے حقیقی غیب سے ہے یعنی حقیقی غیب کو کوئی نہیں جانتا سوائے خدا کے اس واسطے کہ بعض غیب چیز کے واسطے اسباب ہیں کہ استدلال کیا جاتا ہے ان سے اوپر اسکے لیکن غیب حقیقی نہیں سو چونکہ تمام چیز جو وجود میں ہے اس کے علم میں محض ہے تو تشبیہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ساتھ اس چیز کے جو خزانے میں ہو بہر کنجی کو اسکے واسطے ہتھارہ کیا اور وہ مثل اسکی ہے کہ خدا نے فرمایا کہ نہیں ہے کوئی چیز مگر کہ ہمارے نزدیک اسکا خزانہ ہے اور یہ جو کہا کہ باپچہ کنجیان ہیں تو باپچہ کے ثمرانے کی حکمت یہ ہے کہ اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ تمام عالم ان باپچہ چیزوں میں بند ہے سو یہ جو کہا کہ جو پٹ کم کرتے ہیں تو اس میں اشارہ ہے طرف اس چیز کے جو زیادہ ہوتی ہے جان میں اور جو کم ہوتی ہے اور خاص کیا رحم کو ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ اکثر لوگ اسکو عادت سے پہچانتے ہیں اور باوجود اسکی نفی کے کہ کوئی اسکی حقیقت کو نہیں پہچانتا تو جو اس کے سوائے ہے وہ بطریق اولی معلوم نہ ہوگا اور یہ جو کہا کہ کوئی نہیں جانتا کہ سینہ کب آوے گا تو یہ اشارہ ہے طرف اسور عالم علوی کی اور خاص کیا سینہ کو باوجودیکہ اسکے واسطے اسباب ہیں کہ کبھی استدلال کیا جاتا ہے ساتھ جاری ہونے عادت کے اوپر دل فرہ ہونے اسکے کے

اور علم کے اشارہ کیا اس طرف کہ صفات سمعیہ بنیں مجسورین محدود معینین میں ساتھ دلیل آیت مذکور کے یا مبراہ اس کی اشارہ کرتا ہے طرف ان اسموں کی کہ نام رکھا جاتا ہے ساتھ لے کے اللہ تعالیٰ اور باوجود اس کے ان ناموں کا اطلاق مخلوق پر آتا ہے سونابت ہو چکا ہے قرآن اور حدیث میں کہ سلام خدا کے ناموں میں سے ہے اور باوجود اس کے اطلاق کیا گیا ہے اس تخمینہ جو مسلمانوں کے درمیان جاری ہے یعنی سلام علیکم اور موسیٰ خدا کو یہی کہا جاتا ہے اور ایمان دار کو یہی موسیٰ کہا جاتا ہے اور یہ دونوں نام اس آیت میں اکثر واقع ہوئے ہیں سو مناسب ہوا کہ دونوں کو ایک باب میں ذکر کرے اور کہا اہل علم نے کہ سلام کے معنی خدا کے حق میں وہ ہے جو سلامت کہے مسلمانوں کو اپنے خدا کے اور موسیٰ کی بھی یہی معنی ہیں اور بعضوں نے کہا کہ سلام کے معنی ہیں جو سلامت ہو ہر نقص سے اور پاک ہو ہر آفت اور عیب سے پس یہ صفت سلبی ہے اور بعضوں نے کہا کہ سلام کرنے والا اپنے بندوں کو پس یہ صفت کلامی ہے اور بعضوں نے کہا وہ جو سلامت رکھے خلق کو اپنے ظلم سے اور بعضوں نے کہا کہ اسی کی طرف ہے سلامتی اسکے بندوں کے واسطے سو وہ صفت فعلی ہے اور بعضوں نے کہا موسیٰ وہ ہے جو اپنے تئیں تصدیق کرے اور اپنے دوستوں کو سچا کرے اور اسکی تصدیق جانتا اس کا ہے کہ وہ سچا ہے اور وہی سچے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ پیدا کرنے والا امن کا یا بچنے والا امن کا اور بعضوں نے کہا کہ پیدا کرنے والا اطمینان کا دل میں اور ایک روایت میں مہین کا لفظ زیادہ ہے اور اسکے معنی ہیں جو نہ کم کرے مطیع کو اسکی ثواب سے کم اگرچہ بہت ہو اور نہ زیادہ کرے نافرمان کو عذاب اس پر جس کا وہ مستحق ہو رفیع **حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَيْمُونٌ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْقِقُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ كُنَّا نَصَلِّيُ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلَامُ وَلَكِنْ قُولُوا الْحَيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ** ترجمہ عبد اللہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو ہم کہتے تھے خدا کو سلام یعنی التحیات میں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر اللہ ہی ہے سلام یعنی اس طرح نہ کہا کرو بلکہ یوں کہا کرو کہ زبان کی سب عبادتیں اور بدن کی سب عبادتیں اور مال کی سب عبادتیں صرف خدا ہی کے واسطے ہیں سلام تجھ کو اسے پیغمبر اور خدائی رحمت اور برکت سلام ہے ہم پر اور خدا کے سب ایک بندوں پر ہیں گو یہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوائے کوئی لائق بندگی کے نہیں اور گو یہی دیتا ہوں کہ محمدؐ بندہ ہے خدا کا

اور اسکا رسول ہے **ف** اور اس حدیث کی شرح نماز میں گزرجی ہے **بَابُ قَوْلِ اللَّهِ مَلِكِ النَّاسِ فِيهِ**
ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **بَابُ** ہے خدا کے اس قول کے بیان میں کہ خدا بادشاہ ہے آدمیوں
 کا اس باب میں داخل ہے حدیث ابن عمر کی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے **ف** کہا بھیجی نے کہ ملک
 اور مالک وہ خاص ملک ہے اور اسکے معنی میں اللہ تعالیٰ کے حق میں جو قادر ہو پیدا کرنے پر اور وہ صفت
 ہے کہ وہ اسکا مستحق ہے اپنی ذات کے واسطے اور کہا راعب نے کہ ملک وہ متصف ہے ساتھ امر اور
 منی کے اور یہ خاص کیا گیا ہے ساتھ بولنے والوں کے اسی واسطے کہا ملک الناس یعنی مالک ہے
 آدمیوں کا اور زمین کہا ملک چیزوں کا اور یہ جو کہا ملک یوم الدین تو اسکی تقدیر یہ ہے بادشاہ
 ہے قیامت کے دن میں اس واسطے کہ دوسری جگہ **فَرَمَا لِيَنَّ الْمَلِكُ الْيَوْمَ** اور احتمال ہے کہ خاص کیا
 ہو آدمیوں کو ساتھ ذکر کے ملک الناس میں اس واسطے کہ مخلوقات میں سے بعضی چیزیں بڑھنے
 والی ہیں اور بعضی جماد یعنی بے جان ہیں اور بڑھنے والی چیزیں بعضے چپ رہنے والی ہیں اور بعضی
 بولنے والی ہیں۔ اور بولنے والی چیزوں میں بعضی چیزیں کلام کرنے والی ہیں اور بعضی نہیں سو عمدہ
 سب میں وہ چیزیں ہیں جو کلام کرنے والی ہیں یعنی آدمی اور جن اور فرشتے اور جو چیز کہ ان کے سوا
 ہے جائز ہے داخل ہونا اسکا ان کے قبضے اور تصرف میں اور جب آیت میں مراد وہ چیزیں ہیں جو
 کلام کرنے والی ہیں تو جبکہ وہ مالک ہیں وہ بھی اسی کے ملک میں ہے جو ان کا مالک ہے تو ہوگا یہ حکم میں
 اس چیز کے جیسے کہا بادشاہ ہے ہر چیز کا باوجود تنبیہ کرنے کے ساتھ ذکر اشرف کے (فتح) اور مراد
 ساتھ حدیث ابن عمر کے وہ ہے جو آئندہ آوے گی بیچ باب لما خلقت بییدی **حَلَّلْنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ**
قَالَ حَلَّلْنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقْبِضُ اللَّهُ الْأَرْضَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَيَطْوِي السَّمَاءَ بِمِثْلِهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ
أَيُّ مُلُوكِ الْأَرْضِ - وَقَالَ تَعَبْتُ وَالزُّبَيْدِيُّ وَأَبْنُ مَسَافِرٍ وَاسْتَحَاقُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ
عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا قبضے میں کرے
 زمین کو قیامت کے دن اور لپیٹ لیگا آسمان کو اپنے داہنے ہاتھ میں پھر فرمائے گا کہ میں ہوں بادشاہ
 کسان میں زمین کے بادشاہ اور کہا شعب ابی ربیعہ اور ابن مسافر اور اسحاق نے زہری سے ابی سلمہ
 سے یعنی اختلاف ہے ابن شہاب زہری پر اسکی شیخ نے سو کہا یونس نے کہ وہ سعید ہے اور باقی لوگوں
 نے کہا کہ وہ ابوسلمہ ہے **ف** کہا ابن بطال نے قول اللہ تعالیٰ کا ملک الناس داخل ہے یہ صحیح
 الخبیات کے معنی ملک اللہ کا ہے اور گویا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم کیا کہ کہیں الخبیات

سہ کے یعنی ماکہ زندہ رہے گویا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم کیا کہ کہیں النبیات صلی علیہم وسلم سے بجا لانے حکم اپنی
 رب کے قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْمَآثِیْنِ مَلِکِ الْمَآثِیْنِ اور خدا نے جوابی ذات کو وصف کیا ساتھ ملک الناس کو اس میں دو
 وجہ سے احتمال ہے ایک یہ کہ ہوسا تھ سے قدرت کے سو ہوگی صفت ذات کی اور یہ کہ ہوسا تھ سے قہر کے اور
 پھیرنے کے اس سے حوا را وہ کرتے ہیں پس ہوگی صفت فعل کی اور حدیث میں ثابت کرنا ہے داہنے ہاتھ کا صفت
 اللہ تعالیٰ کی راستہ اسکی ذات کی صفتوں سے اور نہیں مراد ہے اس سے جارہ بر خلاف جمیہ کے اہم اور اس
 نے ترجمہ اور حدیث کے درمیان توفیق نہیں دی اور جو ظاہر ہوتا ہے میرے واسطیہ ہے کہ اس نے اشارہ کیا ہے
 طرف اسکی جواب کے استاذ نعیم بن حماد نے کہا کہ کہا جاتا ہے جمیہ سے کہ خبر دوم کو قول اللہ تعالیٰ کے سے
 بعد فنا ہونے خلقت کے کہ خدا فرما دیکھا کہ آج کس کی بادشاہی ہے سو کوئی اسکو جواب نہ دیکھا پھر خود ہی اسکو جواب
 دیکھا لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ اور یہ بعد قطع ہونے اور موقوف ہونے اسکی خلق کی کلام کی ہے انکی موت کی سبب
 سے سو کیا یہ مخلوق ہے اہم اور اشارہ کیا ہے ساتھ اسکی طرف رو کی اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ اللہ پیدا
 کرتا ہے کلام کو پس سنا تا ہے جس کو چاہتا ہے ساتھ اس کے کہ جس وقت میں خدا فرما دے گا آج کس کی
 بادشاہی ہے اس وقت کوئی مخلوق زندہ نہ ہوگی سو اپنے تئیں آپ جواب دے گا سو فرما دے گا لِلّٰہِ
 الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ یعنی کہے گا کہ آج بادشاہی اللہ ہی کی ہے جو ایک ہے اور بہت قاہر پس ثابت ہوا کہ وہ اس
 کی ساتھ کلام کرتا ہے اور اسکا کلام کرنا اس کی ذات کی صفت سے ہے سو وہ غیر مخلوق ہے۔ اور شام
 ابن عبید رازی نے کہا کہ نہیں شک کرتا کوئی کہ بیشک یہ کلام اللہ کا ہے اور نہیں وحی کرے گا طرف
 کسی کی اس واسطے کہ اس وقت کوئی روح باقی نہ رہے گی مگر کہ اس نے موت چکی ہوگی اور اللہ ہی ہی کہنہ
 والا اس بات کا اور وہی ہے جواب دینے والا اپنے تئیں (فتح) **بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ وَہُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ**
یُسْکِنُ ذٰلِکَ رَبُّ الْعِزِّ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَہُوَ الْعِزُّ الَّذِیْ لَا یَسُوْلُہٗ باب ہے بیان قول خدا کے اور وہ غالب
 ہے حکمت والا تیرا رب پاک ہے عزت والا اور اللہ کے واسطے ہے عزت اور اس کے پیغمبر کو **فَیْرِسِلْہِ**
 آیت سو بہت سورتوں میں واقع ہوئی ہے اور ایسے دوسری آیت سو اس میں منسوب کیا ہے عزت کو
 طرف ربوبیت کی اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ مراد ساتھ اس کے اس جگہ قہر اور غلبہ ہے اور احتمال
 ہے کہ اصناف اختصاص کے واسطے ہو گویا کہ کہا گیا کہ ذوالعزت یعنی عزت والا اور یہ کہ وہ ذات کی صفت
 ہے اور احتمال ہے کہ عزت سے مراد اس جگہ وہ عزت ہو جو کائنات ہے درمیان خلق کے اور حالانکہ وہ مخلوق
 ہے سو ہوگی صفت فعل کی برابر اس کے رب ساتھ معنی خالق کے ہے اور تعریف عزت میں جنس کے واسطے
 ہے سو جب عزت نسب اللہ کے واسطے ہوئی تو نہیں صحیح ہے کہ ہو کوئی عزت دیا گیا مگر ساتھ اس کے اور

بشیر ہے عزت کسی کے واسطے مگر کہ وہی اسکا مالک ہے اور ایسی پرتیری آیت سوچنا چاہتا ہے حکم اسکا دوسری
 سے اور وہ ساتھ معنی غلبے کے ہے اس واسطے کہ وہ اسکے جواب میں آئی ہے جس نے دعویٰ کیا تھا کہ وہی
 ہے عزت والا اور جو اسکا مخالف ہو وہ ذلیل تر ہے سو رو کیا اس پر ساتھ اسکے کہ عزت تو اللہ اور اسکو رسول
 کے واسطے ہے اور مسلمانوں کے واسطے (فتح) وَمَنْ حَكَمَ بِحُكْمِ اللَّهِ وَحُكْمِ رَسُولِهِ فَأُولَٰئِكَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ
 کی عزت اور اسکی صفتوں سے **و** کہا ابن ابی طالب نے کہ عزیر بغل گیر ہے عزت کو اور عزت احتمال ہے کہ ہر
 صفت ذات کی ساتھ معنی قدرت اور عظمت کے اور احتمال ہے کہ ہر صفت فعل کی ساتھ معنی فہر کے
 اپنی مخلوق پر یعنی اپنی مخلوق پر غالب ہے اور اسی واسطے صحیح ہے اصناف نام اسکے کی طرف اسکی
 اور ظاہر ہوگا فرق درمیان اسکے جو قسم کہا وے ساتھ عزت اللہ کے جو اسکی ذات کی صفت ہو اور جو قسم
 کہا وے ساتھ عزت اسکی کے جو اسکے فعل کی صفت ہو ساتھ اسکے کہ پہلے قسم میں حادث ہو جاتا ہے اور
 دوسری میں حادث نہیں ہوتا بلکہ اسکے ساتھ قسم کہا نام منع ہے جیسا کہ منع کیا گیا ہے قسم کہا نام ساتھ
 حق آسمان کے اور حق زبید کے میں کہتا ہوں کہ اگر مطلق عزت کی قسم کہا وے تو وہ منحصر ہوتی ہے
 طرف صفت ذات کی اور منعقد ہوتی ہے قسم مگر یہ ارادہ کرے خلاف اسکے کا ساتھ دلیل احادیث
 باب کے اور کہا راغب نے کہ عزیر وہ ہے جو فہر کرے اور نہ فہر کیا گیا اس واسطے کہ جو عزت کہ اللہ کے واسطے
 ہے وہی ہے دائم اور باقی اور وہی ہے عزت حقیقی جو ممدوح ہے اور کبھی استعارہ کی جاتی ہے حمیت اور
 انفت کے واسطے سو موصوف کیا جاتا ہے ساتھ اسکے کافر اور فاسق اور وہ صفت مذموم ہے اور
 اسی قبیل سے ہے قول اللہ تعالیٰ کَاٰخِذْنٰهُ بِالْعُرْوَةِ الْاُثْمٰنِ اور ایسی پر قول اللہ کَاٰخِذْنٰهُ بِالْعُرْوَةِ الْاُثْمٰنِ
 الْعُرْوَةُ جَبِيْنًا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جو ارادہ کرے کہ با عزت ہو تو چاہیے کہ کہا وے عزت کا نام سے اس
 واسطے کہ عزت اللہ ہی کے واسطے ہے اور نہیں حاصل ہوتی ہے مگر خدا کی فرمان برداری سے اور اسی
 واسطے ثابت کیا ہے اسکو اپنے رسول کے واسطے اور مسلمانوں کے واسطے اور کبھی وارد ہوتی ہے عزت
 ساتھ معنی صعوبت کے جیسا کہ اس آیت میں ہے عزیز علیہ ما عنتم اور ساتھ معنی غلبے کے اور کہا بیہقی
 نے کہ عزت ساتھ معنی قوت کے ہے سوراجع ہے طرف معنی قدرت کے اور جو ظاہر ہوتا ہے ہے کہ ہر
 بخاری کی ساتھ باب کے ثابت کرنا عزت کا ہے واسطے اللہ کے تاکہ رو کرے اس پر جو کہتا ہے کہ وہ عزیز ہے
 بدون عزت کے یہ قول معزز کہ ہے (فتح) وَقَالَ النَّسَّ كَالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ جَهَنَّمَ
 قَطْ قَطْ وَعِزَّتِكَ اور کہا الشیخ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ کہے گی بس بس قسم ہے
 تیری عزت کی **و** یہ حدیث پوری ہم اپنی شرح کے تفسیر سورہ ق میں گذر چکی ہے اور مراد اس سے

یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نقل کیا دوزخ سے کہ وہ خدا کی عزت کی قسم کھاوے گی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس پر برقرار رکھا پس حاصل ہوگی مراد برابر ہے کہ خفیہ وہی ناطق ہوا جو اس پر موکل ہیں وہ ناطق ہون (فتح) وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْعَلُ رَجُلٌ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ آخِرُ أَهْلِ النَّارِ دُخُولًا لِلْجَنَّةِ فَيَقُولُ يَا رَبِّ اصْرِفْ وَدَعْهُ عَنِ النَّارِ لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ تَخِيْرَهَا قَالَ أَبُو سَعِيدٍ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللَّهُ لَكَ ذَلِكَ وَعَشْرَةٌ أَمْثَالِهِمُ اِمَّا كَمَا ابُو هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ بہشت اور دوزخ کے درمیان ایک مرد باقی رہے گا جو سب دوزخیوں میں سے پیچھے بہشت میں داخل ہوگا سو وہ کہے گا کہ اے میرے رب میرا سننے الگ کی طرف سے پہرہ قسم ہے تیری عزت کی کہ میں تجھ سے اسکے سوائے اور کچھ نہیں مانگتا ابو سعید نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا فرماوے گا کہ تیرے واسطے ہے جو تو نے مانگا اور دس گنا اور یہی **ف** اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں گذر چکی ہے اور مراد اس سے یہ قول اسکا ہے کہ اس نے کہا قسم ہے تیری عزت کی وَقَالَ أَبُو ثَوْبٍ وَعِزَّتِكَ لَا يَغْنَىٰ عَنِّي عَنْكَ كَيْتُكُ اور کہا اپنی اور مجھ کو تیری عزت کی قسم ہے کہ تیری برکت اور عنایت کی چیز سے مجھ کو بے پرواہی نہیں **ف** اس حدیث کی شرح احادیث الاطبالیہ میں گذر چکی ہے اور وجہ دلالت کی ایمان والہ تذکرہ میں گندی اور واقع ہوا ہے حاکم کی روایت میں کہ جب خدا نے ایوب علیہ السلام کو صحت دی تو اسپر سونے کی ٹڈیوں کا سینہ برسا **حَلَّلْنَا** اَبُو مُعَمَّرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ الْمَعْلَمِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ أَعُوذُ بِعِزَّتِكَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الَّذِي لَا يُمُوتُ وَلَا يَحْيَىٰ وَالَّذِي يُؤْتُونَ رَحْمَةً ابْنِ عَبَّاسٍ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے میں تیری عزت کی پناہ مانگتا ہوں کہ کوئی نہیں لائق بندگی کے مگر تو جو کہی نہیں مرے گا اور جن اور آدمی مر جاویں گے **ف** ماند موصول کے واسطے محذوف پس حاصل ہوگا ارتباط اور یہ جو کہا کہ جن اور آدمی مر جاویں گے تو ہستہ لال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ فرشتے نہیں مرن گے اور نہیں ہے محبت بیچ اسکے اس واسطے کہ وہ مضموم لقب کا ہے اور اس کا کوئی اعتبار نہیں اور نیز سائر ہے اسکو جو قوی تر ہے اس سے وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهًا **حَلَّلْنَا** ابْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا حَرْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُلْقَى فِي النَّارِ **وَقَالَ** لِإِنِّي خَلِيفَةُ خَلْدَنْ بَزِيدُ بْنُ ذَرِيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عُبَيْدَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ لَا يَزَالُ يُقَالُ فِيهَا وَهِيَ تَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ حَتَّى يَصْرَفَ فِيهِ أَرْبُ الْعَالَمِينَ قَدْ مَرَّ فِي تَرْوِي بِمَعْهَدِهَا
إِلَى بَعْضٍ ثُمَّ تَقُولُ قَدْ قَدْ بِعَرَّتِكَ وَكَوْنِكَ لَا يَزَالُ الْجَنَّةُ تَفْصِلُ حَتَّى يَنْشِئَ اللَّهُ لَهَا خَلْقًا فَيُسَكِّنُهُمْ
فَقَعْلُ الْجَنَّةِ مَرَّحِمَهُ السَّيِّدُ رَوَايَتُ هِيَ كَحَضْرَتِ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَفْرَايَا كَمْ مِمَّنْ دُفِنَ فِيهَا كَانُوا فِي رُتْ كَوْدَا كَرَبْرَز
كَمْ أَدْرَكَ كَرْ كِي كِيَا كِيَا أَدْرَبِي هِيَ بِمَانَتَا كَمْ خَدَاتَا كِيَا كِيَا قَدَمِ (بِشَل) اس میں رکھے گا تو وہ آپس میں
سمٹ جاوے گی پھر کہے گی بس بس مجھ کو پیری عزت اور کرم کی قسم ہے اور ہمیشہ رہے گی بہشت باقی یعنی اس
میں بہت جگہ باقی رہے گی یہاں تک کہ خدا اسکے واسطے اور مخلوق پیدا کرے گا سو جگہ دیگا ان کو باقی
بہشت میں **ف** اس حدیث کی شرح سورہ قی کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔ اور اس حدیث و معلوم ہوا کہ
جائز ہے حلف کرنا ساتھ کرم اور بے حیا کہ جائز ہے حلف کرنا ساتھ عزت اور بے **بَابُ** قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ
وَهُوَ الَّذِي يَخْلُقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ بَابُ خَدَا كَيْ اس قول کے بیان میں کہ وہی ہے جس نے آسمان
اور زمین کو پیدا کیا ساتھ حق کے **ف** شاید کہ اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ اس ترجمے کے طرف اس چیز
کی جو اس آیت کی تفسیر میں وارد ہوئی ہے کہ معنی قول اسکے کے بالحق یعنی ساتھ کلمہ حق کے اور وہ قول اسکا
ہے کن اور واقع ہوا ہے باب کی حدیث کے اول میں قولہ الحق سو شاید یہ اشارہ ہے طرف اسکی کہ مراد ساتھ
قول کے کلمہ ہے اور وہ کُن ہے واللہ اعلم۔ اور کہا ابن تین نے کہ اسکے معنی میں بہ سبب حق کے اور کہا ابن
بطال نے کہ مراد ساتھ حق کے اس جگہ ضد ہزل کی ہے اور مراد ساتھ حق کے اسما حسنہ میں موجود ثابت ہو
جو نہ نازل ہو نہ متغیر ہو اور جو اعتقاد کہ نفس الامر کے مطابق ہو اسکو بھی حق کہتے ہیں اور فعل پر بھی حق
بولا جاتا ہے جو واقع کے مطابق ہو اور اطلاق کیا جاتا ہے اور واجب اور لازم اور ثابت اور جائز کے
اور نقل کیا ہے بھیقی نے طبعی سے کہ حق وہ ہے کہ نہ جائز ہوا نہ کار اسکا اور لازم ہوا نہ ثابت اسکا اور اعتراف
ساتھ اسکے اور وجود باری کا لائق تر ہے جس کے ساتھ اعتراف کرنا واجب ہے اور نہیں جائز ہے انکار اسکا
اس واسطے کہ حقیقی دلیلین روشن کہ خدا کے وجود پر دلالت کرتی ہیں کسی پر نہیں دلالت کرتیں کمال ثنا
قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ
اللَّهُ عَلَيْهِ سَكَنٌ يَدْعُو مِنَ اللَّيْلِ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيُّمُ
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا فِيهِنَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُقُودُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ قَوْلُكَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ
الْحَقُّ وَلِقَاءُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اللَّهُمَّ لَكَ أَسْكَنْتُ وَبِكَ أَمْسَتْ وَعَلَيْكَ
تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنِيتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاعْفُ عَنِّي مَا قَدَّمْتُ وَآخَرْتُ وَأَسْرَرْتُ
وَأَعْلَنْتُ أَنْتَ إِلَهِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ غَيْرُكَ تَرْجِمُهُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَوَايَتُ هِيَ كَحَضْرَتِ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کو یہ دعا پڑھتے تھے اَللّٰہی تجھ ہی کو حمد ہے تو ہی ہے آسمانوں اور زمین کا تھامنے والا اور حِجَاب کے درمیان ہے تجھ ہی کو حمد ہے تو ہی آسمانوں اور زمین کا روشن کرنے والا نیز اقول سچ ہے اور تیرا وعدہ سچ ہے اور تیرا ملنا سچ ہے اور بہشت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور قیامت حق ہے اَللّٰہی میں تیرا بعدا رہا ہوا اور تیرے ساتھ ایمان لایا اور تجھ پر مینے بہرہ و سا کیا اور تیری طرف مینے رجوع کی اور تیری مدد سے جگمگا ہوں اور تیری ہی طرف جگمگا رجوع کرنا ہوں سو بخش دے جو میں نے آگے کیا اور پیچھے کیا اور جس کو مینے چھپایا اور چھپا ہر کیا تو ہی ہے میرا خدا کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے تیرے **ف** کما ابن بطلال نے یہ جو کہا کہ آسمانوں اور زمین کا یعنی پیدا کرنے والا آسمانوں اور زمین کا اور قول اس کا الحق یعنی پیدا کیا انکو ساتھ حق کے یعنی بے فائدہ **ح** لَمَّا نَاکَبْنَا نَبَّ مُحَمَّدٍ فَكَانَ حَلْکُنَا سَفَیْنِ عَمَلًا وَقَالَ اَنْتَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ ترجمہ یعنی اشارہ کیا ہے اس طرف کہ ساقط ہوا ہے قبضہ کی رویت سے قول اس کا انت الحق اس واسطے کہ اسکی اول میں ہے قولک الحق اور ثابت ہوا ہے قول اس کا انت الحق ثابت بن محمد کی روایت میں (فتح) **ب** اَبَی قَوْلِهِ وَكَانَ اللّٰهُ شَیْئًا بَصِیْرًا خَدَانِے فرمایا کہ خدا نے والداد کہنے والا ہے **ف** کما ابن بطلال نے کہ عرض بخاری کی اس باب سے رو کرنا ہے اس شخص پر جو قائل ہے کہ سننے سمیع بصیر کھلم میں اور لازم آتا ہے اس پر یہ کہ برابر کرے اس کو ساتھ اندھے کے جو جانتا ہے کہ آسمان سنہرے اور حالانکہ اسکو آسمان نظر نہیں آتا اور ساتھ بہرے کے جو جانتا ہے کہ آدمیوں میں آواز میں اور اُن کو نہیں سنتا اور زمین کوئی شک ہے کہ جو سننے اور دیکھنے وہ زیادہ تر داخل ہونے والا ہے صفت کمال میں اس شخص سے جس میں صرف ایک صفت دونوں میں سے باقی جاوے پس صحیح ہوا کہ قول اس کا سمیعاً بصیراً فائدہ دیتا ہے قدر زائد کا اور پر علم ہونے اسکے کے اور قول اس کا سمیعاً بصیراً فعل گیر ہے اسکو کہ وہ سنتا ہے کان سے اور دیکھتا ہے آنکھ سے جیسا کہ فعل گیر ہونا اسکا علیما اسکو کہ وہ عالم ہے علم سے اور بینک کوئی فرق درمیان ثابت کرنے کے کہ وہ سمیع بصیر ہے اور درمیان اسکے کہ وہ سمیع بصیر یعنی کان آنکھ والا ہے اور یہ قول ہے سب اہل سنت کا اور محبت بکڑی ہے معتزلی نے ساتھ اسکے کہ سننا پیدا ہوتا ہے ہو پونچنے ہوا کے سے جو مسموع ہے طرف چٹنے کی جو بچھا ہوا ہے پچ جڑہ سوراخ کان کے اور اسے پاک ہے خارجہ سے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ یہ عادت ہے کہ عاری کی ہے اندھے نے اسکے حق میں جو زندہ ہو سو پیدا کرتا ہے اسکو اللہ تعالیٰ وقت ہو پونچنے ہوا کے طرف محل مذکور کی اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ سنتا ہے مسموعات کو بدین و سائلط کی اور اسی طرح دیکھتا ہے چیزوں کو بدین و بدو ہونے کے اور خارج ہونے شعاع کے پس ذات باری

کی باوجود ہونے اسکے کے زندہ موجود نہیں مشابہ ہے مخلوق کے ذات کو پس اس طرح اسکی ذات کی صفتیں
 بھی صفات کے مشابہ نہیں و سیاتی نزدیک اور کہا بیقی نے اسرار و صفات میں کہ سمیع وہ ہے جس کے
 واسطے سمع ہو کہ پاوے ساتھ اسکے سموعات کو اور بصیر وہ ہے کہ اسکے واسطے بصیر ہو کہ پاوے ساتھ اس
 کے مرئیات کو اور ہر ایک دونوں میں سے خدا کے حق میں صفت قائم ہے ساتھ ذات اسکی کے اور بابت
 آیت اور حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے رد اس شخص پر جس نے گمان کیا کہ وہ سمیع بصیر ہے ساتھ معنی
 علیم کے پھر روایت کی حدیث ابو ہریرہ کی جو روایت کی ابو داؤد نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ
 آیت پڑھی اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيْرًا اور اپنی دو انگلیوں کو آٹکھ اور کان پر رکھا کہا بیقی نے کہ مراد
 ساتھ اسکے اشارہ کرنا ہے طرف تحقیق اثبات سمع اور بصیر کی واسطے اللہ کے ساتھ بیان کرنے محل انکو
 کے آدمی سے کہ خدا کے واسطے سمع اور بصیر ہے یہ کہ مراد ساتھ اسکے علم ہے اس واسطے کہ اگر اس طرح
 ہوتا تو اشارہ کرتے طرف دل کی اس واسطے کہ وہ محل ہے علم کا اور نہیں پس مراد ساتھ اسکے جابرہ اس
 واسطے کہ خدا تعالیٰ پاک ہے مخلوق کی مشابہت سے پھر ذکر کیا ابو ہریرہ کی حدیث کے واسطے شاہد
 عقبہ کی حدیث سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا منبر پر فرماتے تھے کہ مقرر ہمارا خدا سمیع اور
 بصیر ہے اور اشارہ کیا اپنی دونوں آٹکھ کی طرف اور دجال کی حدیث میں ہے کہ بیشک خدا کا ناہنیں
 اور اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے اپنی آٹکھ کی طرف اور صحیح مسلم میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ خدا تعالیٰ
 تمہاری صورت کی طرف نہیں دیکھتا و لیکن تمہارے دل کی طرف دیکھتا ہے (فتح) وَقَالَ الْاَعْشى عَنْ
 ثَمِيْمٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَكَلْتُ مِنْ لَبَنٍ يَلُو الدِّهْنِ وَسَمِعْتُ سَمْعَهُ الْاَصْوَاتِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ النَّبِيَّ
 صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الْاِنْتِ مُجَادِلُكَ فِي زَوْجِكَ اَرْحَمِيْ عَائِشَةَ سے روایت ہو کہ سب
 تعریف اللہ کو کہ اور اک کیا ہے اسکی سمع نے آوازوں کو سو خدا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت
 اتاری البتہ اللہ نے سن لی ہے بات اس عورت کی جو اپنے خاوند کے واسطے تجھ سے جھگڑتی ہے و
 کہا اس میں نے کہ معنی دمع کے ہیں اور اک کیا اس واسطے کہ جو چیز کہ شادگی کی ساتھ موصوف کی جاوے
 وہ شگلی کے ساتھ ہی موصوف ہوتی ہے اور یہ اجسام کی صفات سے ہے پس حبیبہ پہنرنا اسکے قول
 کا ظاہر سے اور حدیث میں تصریح ہے ساتھ اسکے کہ خدا کے واسطے سمع ہے اور ابی عبیدہ بن معن سے
 روایت ہے کہ میں نے سنا کلام خولہ کا اور بعض کلام اسکا مجھ سے پوشیدہ رہتا تھا اور وہ اپنے
 خاوند کی شکایت کرتی تھی اور کہتی تھی کہ اس نے میری جوانی کھالی اور میں نے اسکے واسطے اولاد جنی
 بیان کیا کہ جب میں بڑھی ہوئی تو اس نے مجھ سے ظہار کیا یعنی مجھ کو مان کہا یعنی اس نے شکوہ کیا کہ

گہریران ہوتا ہے اولاد پریشان ہوتی ہے سو ہمیشہ ہی وہ شکوہ کرتی بیات تک کہ خیریل یہ آئین لائے
 فَذَكِّرَ اللَّهُ قَوْلَ الَّذِي تَجَادَلُكَ الْآيَةُ اور صحیح تر روایت ہے کہ واروہی ہے اس قصہ میں (فتح) حَلَّ ثَمَانًا
 سَلَمًا بَرَّحَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا كَثِيرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَلَمَّا إِذَا عَلَوْنَا كَبْرًا فَقَالَ ارْجِعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَحَدًا
 وَلَا غَايِبًا تَدْعُونَ سَمِيعًا بَصِيرًا لَمَّا آتَى عَلَى وَآنَا أَقُولُ فِي نَفْسِي لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ فَقَالَ
 يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنُ قَيْسٍ قُلْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ فَإِنَّهَا كُنْتُ مِنْ كُفُوزِ الْجَنَّةِ أَوْ قَالَ أَكَادُكَ
 یہ ترجمہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے
 سو جب ہم کسی اونچی جگہ پر چڑھتے تھے تو پکار پکار کے اللہ اکبر کہتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا کہ اے لوگو نرمی کرو اپنی جانوں پر اس واسطے کہ تم ہرے اور غائب کو نہیں پکارتے تم تو سنتے
 نزدیک اے کو پکارتے ہو اور میں اپنے جی میں کہتا ہوں لا حول ولا قوۃ الا باللہ سو فرمایا کہ اے عبد اللہ
 بن قیس (یہ ابو موسیٰ کا نام ہے) کہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہ وہ ایک خزانہ ہے بہشت کے خزانوں سے
 یا فرمایا کیا نہ بتلاؤں میں تجھ کو یعنی ساتھ باقی حدیث کے ف کہ کراہی نے کہا اگر روایت یوں آئی
 کہ تم ہرے اور ماند ہے کو نہیں پکارتے ہو تو ظاہر ہوتی مناسبت میں لیکن چونکہ غائب اندھے کی مانند
 ہے نہ دیکھنے میں تو اسکے لازم کی نفی کی تاکہ ہوا بلغ اور شامل تر اور زیادہ کیا قریب کو اس واسطے کہ بعد اچھ
 ان لوگوں میں سے ہے جو سنتے دیکھتے ہیں لیکن وہ دوسرے ہونے کے سبب دیکھ سکتے نہیں سکتے ہیں
 اور نہیں ہے مراد قریب ہونا مسافت کا اس واسطے کہ خدا تعالیٰ پاک ہے حلول سے یعنی مخلوق کے اندر داخل
 ہونے سے کمالا تخفے اور مناسبت غائب کی ظاہر ہے بسبب نہی کرنے کے آواز کے بلند کرنے سے کہا
 ابن بطال نے کہ اس حدیث میں نفی آفت کی ہے جو مانع ہے سمع سے اور نفی آفت کی جو مانع ہے دیکھنے سے
 اور ثابت کرنا اسکا کہ وہ سمیع بصیر قریب مستلزم ہے اسکو کہ ان صفوں کی ضد اس پر صحیح نہ ہو (فتح)
 حَلَّ ثَمَانِيَةَ بَرَّحَرْبٍ كَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي الْخَلْبِ سَمِعَ
 عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَسَمَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلِّمْنِي دُعَاءً
 أَدْعُو بِهِ فِي صَلَاتِي قَالَ قُلِ اللَّهُمَّ ارْزُقْ نَفْسِي كَثِيرًا وَلَا تَغْفِرْ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَارْزُقْ مَنْ
 عِنْدَكَ مَغْفِرَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ترجمہ عباس بن عمرو سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ
 عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا حضرت مجھ کو وہ دعا سکھائیے جس کے ساتھ میں نماز میں
 دعا کیا کروں یعنی التجبات کے اخیر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہم سے اخیر تک یعنی الہی

نے کہ احصا کے معنی میں ان پر عمل کرنا نہ شمار کرنا اور یاد کرنا ان کا اس واسطے کہ واقع ہوتا ہے یہ بھی کافر اور منافق کے واسطے کہا ابن بطال نے کہ احصا واقع ہوتا ہے ساتھ قول کے اور واقع ہوتا ہے ساتھ عمل کے سو جو عمل کے ساتھ ہجودہ یہ ہے کہ اللہ کے بعض نام وہ ہیں کہ خاص ہوتا ہے ساتھ ان کے اور وہ مانند اعداد و ارقام اور قدر کے ہے اور جو ان کی مانند ہے پس وہ ہیں، اقرار ساتھ ان کے اور چکنا تزدکیا ان کے اور اس کے بعض نام وہ ہیں کہ مستحب پیروی کرنی ان کے معانی میں مانند رحیم اور کریم اور عفو کے اور جو مانند ان کے ہے پس مستحب بندے کے واسطے کہ ان کے معنوں سے آہستہ ہوتا کہ ادا کرے حق عمل کرنے کا تھا ان کے اور ساتھ اس کے حاصل ہوگا احصا علی اور ایہ احصا قولی سو حاصل ہوتا ہے ان کے جمع کرنے اور یاد کرنے سے اور سوال کرنے سے ساتھ ان کے اگرچہ بشریک ہوا یا نثار کو غیر اسکا عدد اور حفظ میں اس واسطے کہ ممتاز ہوتا ہے اس سے ایمان دار ساتھ ایمان کے اور عمل کرنے کے ساتھ اس کے اور کہا ابن ابی حاتم نے بچ کتاب الرد علی الجہمیہ کے جو ذکر کیا نعیم بن حماد نے کہ جہمیہ نے کہا کہ خدا کے نام مخلوق ہیں اس واسطے کہ اسم غیر سے کا ہے اور دعویٰ کیا ہے انہوں نے کہ خدا تھا اور ان ناموں کا وجود نہ تھا پیران کو پیدا کیا پیران کے ساتھ نام رکھا گیا تو ہم ان کو کہتے ہیں کہ خدا نے فرمایا سُبْحٰنَکَ اَیُّہَا الَّذِیْ اَعْلٰی اور کماذکر اللہ تبارک و تعالیٰ سو خدا نے خبر دی کہ وہ موجود ہے اور اس کی کلام نے دلالت کیا اس کے اسم پر ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کی ساتھ اس کے اپنے نفس پر سو جو گمان کرے کہ خدا کا نام مخلوق ہے تو اس نے گمان کیا کہ مقرر اللہ نے حکم کیا اپنے پیغمبر کو یہ کہ تسبیح کہے مخلوق چیز کو **بَابُ السُّؤَالِ بِاسْمِکَ اللّٰہُ** اَلَا یَسْتَعَاذُ بِہَا سَوَالُ کرنا خدا کے ناموں سے اور پناہ مانگنا ساتھ ان کے **ف** کہا ابن بطال نے کہ مقصود ساتھ اس ترجمہ کے صحیح کرنا قول کا ہے ساتھ اس کے کہ اسم وہی ہے سہمی اسی واسطے صحیح ہے پناہ مانگنا ساتھ اسم کے جیسے کہ صحیح ہے پناہ مانگنا ساتھ ذات کے اور ایہ شہ قدیریہ کا کہ وارد کیا ہے اس کو انہوں نے اور متعدد ہوئے ناموں کے سو جواب اسکا یہ ہے کہ اسم بولا جاتا ہے اور مراد اس سے سے ہوتا ہے اور بولا جاتا ہے اور مراد ساتھ اس کے تسمیہ ہوتا ہے اور یہی مراد ہے ساتھ حدیث اسما کے اور ذکر کین باب میں نو حدیثیں سب کی سب پر بکت طلب کرنے کے ہیں ساتھ نام اللہ کے اور سوال کرنے کے ساتھ اس کے اور پناہ مانگنے کے (فتح) **حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَنِیِّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ سَعْدِ بْنِ ابْنِ سَعْدٍ الْمُغْبَرِیِّ عَنْ ابْنِ ہُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا جَاءَ أَحَدُکُمْ فِرَاشُهُ فَلْيَقْضَہُ بِصَفَیْہِ تَوْبَہِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَلْيَقُلْ بِاسْمِکَ رَبِّیْ وَصَنَعْتُ خَیْرًا فَبِیْکَ اَرْفَعُہَا اِنْ اَسْکَنْتَ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لَهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاُخْطِئْ بِمَا لَخَطُہُ عِبَادَکَ**

الصلحون تابعہ یحییٰ و یزید بن الفضل عن عبید اللہ عن سعید عن ابن ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم و زاد زکریا عن عبید اللہ عن سعید عن ابن ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم و زاد ابن عجلان عن سعید عن ابن ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی اپنے بستر پر آوے تو چاہیے کہ اسکو اپنے کپڑے کے کنارے سے جھاڑے تین بار اور چاہیے کہ کہے اے میرے رب میں نے تیرے نام سے اپنا پہلو رکھا اور تیری ہی مدد سے اسکو اٹھاؤں گا سو اگر تو میرے نفس کو بند رکھے یعنی مار ڈالے تو اس کو بخش دی اور اگر تو اس کو چوڑے تو اس کو نگہدہ رکھ ساتھ اس چیز کے کہ تو اپنے نیک بد و ن کو نگاہ رکھتا ہے متابعت کی اسکی تکیے نے الخ یعنی مراد ساتھ وارڈ کرنے ان تعلیقات کو بیان کرنا اختلاف کا ہے سعید مقبری پر کہ کیا روایت کی ہے اس نے یہ حدیث ابو ہریرہ سے بلا واسطہ یا بواسطہ اپنے باپ کے ف کہا ابن بطلان نے کہ منسوب کیا وضع کو طرف اسم کی اور رفع کو طرف ذات کی سو ملا کی اس نے اسپر کہ مراد ساتھ اسم کے ذات ہے اور ساتھ ذات کے مد و طلب کی جانی ہے پہلو رکھنے اور اٹھانے میں نہ لفظ سے (فتح) حَلَّ ثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رُبْعِي عَنْ حَدِيفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَدَّى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ اللَّهُمَّ يَا نَبِيَّكَ أَمُوتْ وَأَخِي وَإِذَا أَجَبْتَهُ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْكَ النُّشُورُ ترجمہ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب اپنے بستر پر آتے تو فرماتے کہ اے نبی میں تیرے نام سے جیتا ہوں اور تیرے نام پر مرون گا اور جب صبح کو جاگتے تو یہ فرماتے شکر ہے خدا کو جس نے ہمکو جلایا بعد ہمارے مرنے کے اور اسی کی طرف ہے جی کر اٹھنا یعنی قیامت میں ف نشو و نما کے معنی میں زندہ ہونا بعد موت کے اور اس حدیث کی شرح و دعوات میں گذر چکی ہے اور غرض اس سے بیان یہ قول ہے کہ ابھی تیرے نام سے جیتا ہوں اور تیرے نام سے مرون گا حَلَّ ثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَتَّوِيٍّ عَنْ رُبْعِيٍّ بْنِ جِرَاشٍ عَنْ خُرَيْشِ بْنِ نُحَيْلٍ عَنْ ابْنِ ذَرٍّ قَالَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ يَا نَبِيَّكَ أَمُوتْ وَخَيِّ فَإِذَا اسْتَبْقَظَ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْكَ النُّشُورُ ترجمہ ابو ذر سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب رات کو سونے کے واسطے لیٹتے تو کہتے میں تیرے نام سے جیتا ہوں یعنی سوتا ہوں اور جاگتا ہوں بہر جب جاگتے تو کہتے شکر ہے خدا کو جس نے ہمکو جلایا بعد ہمارے مرنے کے اور اسی کی طرف ہے جی اٹھنا ف پسند کو موت اس واسطے فرمایا کہ جیسے موت سے

عقل اور حواس نہیں رہتی ویسے ہی نیند میں ہی نہیں رہتی ہر اس کے بعد قیامت کا جی اٹھنا حضرت صلے
 اللہ علیہ وسلم نے اس واسطے ذکر کیا کہ جاگنا قیامت کی زندگی کی مثال ہے یعنی جیسے نیند کے بعد جاگتے ہیں
 اسی طرح موت کے بعد قیامت میں زندہ ہوں گے **حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ
 عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَدْرَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوَاتٍ
 أَحَدُهُمْ إِذَا آنَاكَ أَنْ تَأْتِيَ أَهْلَكَ فَقَالَ لِيَسْمِئَهُ اللَّهُ اللَّهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ
 مَا رَزَقْنَا فَإِنَّهُ إِنْ بَقِيَ رَسْمُهُ مَا وَكَلْنَا فِي ذَلِكَ لَمْ يَضُرَّكَ شَيْطَانٌ أَبَدًا** ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما
 سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مسلمانوں میں سے کوئی حب اپنی بیوی سے
 صحبت کا ارادہ کرے اور یہ دعا پڑھے بسم اللہ سے رزقنا تک یعنی بسم اللہ کے نام سے الٹی بچاؤ
 رکھو شیطاں اور بچا شیطاں سے ہماری اولاد کو سوا البتہ اگر سیاں بیوی کے درمیان اس صحبت
 میں کوئی لڑکا قسمت میں ہوگا تو اسکو شیطاں ہرگز ضرر نہ پہنچا سکے گا **ف** اس حدیث کی شرح
 نکاح میں گندھلی ہے **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ
 ابْنِ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَارِثٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلْتُ أَرْسَلَ
 كَلَامِي الْمَلَكَةَ قَالَ إِذَا أَرْسَلَتْ بِكَ الْمَلَكَةُ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ فَأَمْسُكْ فَكُلُّ وَإِذَا
 رَمَيْتَ بِالْعَرَضِ تَحَرَّقَ وَكُلُّ** ترجمہ عدی بن حاتم سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلے اللہ
 علیہ وسلم سے پوچھا میں نے کہا کہ میں اپنے کئے سکھائے ہوئے شکار پر چوڑتا ہوں تو حضرت صلے اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا کہ جب تو اپنے سکھائے ہوئے شکاری گئے کو شکار پر چوڑے اور خدا کا نام لیوے سو
 وہ شکار کو پکڑ رکھیں تو کہا اور جب توبے پر کے تیر کو مارے پھر وہ تیر شکار کو چیر ہاڑ ڈالے تو کہا
ف اس حدیث کی شرح ذیل میں گندھلی ہے **حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُوَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا
 أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ قَالَ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ يَحْكِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَتْ
 لِرَسُولِ اللَّهِ إِنَّ هَذَا أَقْوَامًا حَدِيثُ عَهْدِهِمْ بِشِرَائِهِ بَانُونًا يُلْحَمَانِ لَا تَدْرِي بَلَدٌ كَرُونَ عَلَيْهَا
 اسْمُ اللَّهِ أَمْ لَا قَالَ أَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ وَكُلُّوا تَابِعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَالْزُّبَيْرِيُّ
 وَأَسَامَةُ بْنُ خَفِصٍ** ترجمہ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ اصحاب نے کہا یا حضرت البتہ بیان چند قومیں
 ہیں کہ انکے کفر کا زمانہ قریب ہے یعنی تازہ مسلمان ہوئے ہیں ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں ہم نہیں
 جانتے کہ ذبح کے وقت اس پر خدا کا نام لیتے ہیں یا نہیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم خدا کا
 نام لے لیا کرو اور کہا یا کرو **ف** یعنی اہل اسلام پر نیک گمان کیا جائیے وے لوگ ذبح کی وقت

اسمون اور صفتوں سے سوہم نہیں موصوف کرتے مگر ایک کو اسکی صفتوں سے خدا نے فرمایا ذَرِّقْ وَمِنْ خَلْقِكَ
وَجَعَلَ سَوَاصُوفَ کَیَا اِس کو خدا نے ساتھ ایک ہونے کے باوجود یکہ اسکے واسطے زبان تھی اور دو
آنکھیں اور دو کان تھے اور سم اور بصر اور نہیں خارج ہوا باوجود اس کے ایک ہونے سے اور واسطے
اللہ کے ہے مثل بلند (فتح) **بَاب** مَا یَذْکُرُ فِي الذَّاتِ وَالنُّعُوتِ وَابْتِغَاءِ اللّٰهِ جُودًا کَرِیْمًا
ذات اور نعوت اور اللہ کے ناموں کے **ف** یعنی جو ذکر کیا جاتا ہے اللہ کی ذات اور اسکی ذات من میں نہ
ان کا خدا پر اطلاق کرنا جائز ہے جیسے کہ اسکے اسموں کا اطلاق کرنا اس پر جائز ہے یا نہیں اس واسطے
کہ کوئی نفس اس میں وارد نہیں ہوئی ایسے ذات سو کہا عیاض نے کہ ذات شے کی نفس اسکا ہے اور حقیقت
اسکی اللہ استعمال کیا ہے اہل کلام نے ذات کو ساتھ الف لام کے اور غلط کیا ہے اسکو اکثر نحوین نے
اور استعمال کرنا بخاری کا اسکو دلالت کرتا ہے اسپر کہ مراد ساتھ اسکے نفس شے کا ہے اور طریقے متکلمین
کے اللہ تعالیٰ کے حق میں سو فرق کیا ہے بخاری نے در بیان نعوت اور ذات کے اور کہا ابن برہان
نے کہ اطلاق کرنا متکلمین کا ذات کو اللہ کے حق میں ان کی بے علمی سے ہے اس واسطے کہ ذات مؤنث
ہے ذوقی اور نہیں صحیح ہے الحاق کرنا تائید کا ساتھ خدا کے اسی واسطے منع ہے کہ خدا کو علامہ کہا
جاوے اگرچہ وہ سب عالموں سے عالم تر ہے اور یہ جو انہوں نے کہا صفات ذاتیہ تو یہ بھی ان کی بعلی
کے سبب سے ہے اس واسطے کہ نسبت طرف ذات ڈوبی ہے اور نعوت کے متعین میں وصف اور نعوت
اسکی جمع ہے اور کہا ابن بطال نے کہ خدا کے نام میں متعین ایک قسم اسکی ذات کی طرف راجع ہے جو اسکی
ساتھ قائم ہے مانند حی کے اور تیسری قسم اسکی فعل کی طرف راجع ہے مانند خالق کے کہ پیدا کرنا اسکا
فعل ہے اور اسکے ثابت کرنے کا طریق سم ہے یعنی وہ نقل سے ثابت ہوتی ہیں نہ عقل سے اور صفات
ذات اور صفات فعل کے در بیان فرق یہ ہے کہ ذات کی صفتیں اسکے ساتھ قائم ہیں اور فعل کی صفتیں
اسکے واسطے ثابت ہیں ساتھ قدرت کے اور وجود مفعول کے اسکے ارادے سے بزرگ اور بلند ہے *
وَقَالَ حَبِیْبٌ وَذَیْلُکَ فِی ذَاتِ الْاِلٰهِ قَدْ کَانَ الذَّاتِ بِاسْمِہِ یعنی کہا حبیب نے اور یہ خدا کی ذات میں ہے
سو ذکر کیا ذات کو ساتھ اسم اسکے کے **ف** یعنی ذکر کیا ذات کو اس حال میں کہ متلبس ہے ساتھ اسم اللہ کے
یا ذکر کیا حقیقت اللہ کو ساتھ لفظ ذات کے کہا یہ کہانی نے میں کہتا ہوں اور ظاہر یہ کہ اسکی مراد یہ ہے
کہ اس نے ذات کو اللہ کے اسم کی طرف مضاف کیا ہے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو نہ اس واسطے
انکار نہ کیا سو ہوگا جائز کہا کرانی نے کہ یہ جو کہا ذات الالہ تو نہیں ہے اس میں دلالت مرجعہ پر اس واسطے
کہ نہیں ہے مراد اس کی ساتھ ذات کے حقیقت جو بخاری کی مراد ہے اور اسکی مراد تو یہ ہے کہ یہ خدا کی

مردہ اللہ ہے اور کیا اسم کی صفت کی طرف راجع ہے

فرمانبرداری میں ہے یا اسکی راہ میں اور کبھی جواب دیا جاتا ہے ساتھ اسکے کہ غرض اسکی جواز اطلاق ذات کا ہے فی الجملہ اور یہ اعتراض قوی تر ہے جواب کے پس ج ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مراد ساتھ اسکے جواز اطلاق لفظ ذات کا ہے نہ ساتھ ان معنوں کے کہ لگلا ہے ان کو مشککین نے لیکن نہیں ہے وہ مردود اور حیب پہچانا گیا کہ مراد ساتھ اسکے نفس ہے واسطے ثابت ہونے نفس کے کتاب مجید میں تو اسی نکتہ کے واسطے امام بخاری نے اسکے بعد نفس کا باب باندھا ہے اور آدے کا باب الوجہ میں کہ وارد ہوا ہے وہ ساتھ جسے رضا کے کما ایزد قیق العید نے عقیدے میں کہ توصفات مشککہ میں کہہ وہ حق ہیں اور سچ مجہدین بنا بران معنوں کے کہ خدا کی مراد میں اور جو ان میں تاویل کرے تو ہم دیکھیں گے اگر اسکی تاویل عرب کی زبان کے مقتضے کے موافق ہوگی تو ہم اس پر انکار نہیں کریں گے اور اگر اسکی تاویل بعید ہوگی تو ہم اس میں توقف کریں گے اور رجوع کریں گے ہم طرف تصدیق کی باوجود منکرہ جانتے اسکے کے یعنی ہم اس پر ایمان لادیں گے باوجود پاک جانتے اس کے کے اور جس کے معنی ظاہر ہوں معنوم ہوں عرب کے خطاب ہے تو ہم اسکو اس پر محمول کریں گے واسطے قول اسکے کے عَلٰی مَا قَرَّبْتُ فَقُوْنِیْ اللّٰہِ اس واسطے کہ مراد ساتھ اسکے عرب کی استعمال میں حق نامہ کا ہے سو نہ توقف کیا جاوے گا یہ چرچا کرنے اسکے کے اور پر اسکے اور اسی طرح ہے قول اسکا کہ اَدٰی کا دل خدا تعالیٰ کے دو انگلیوں کے درمیان ہے کہ مراد ساتھ اسکے یہ ہے کہ اَدٰی کا دل خدا کی قدرت کے تصرف میں ہے اور جس میں اسکو واقع کرے اور اس طرح ہے قول خدا تعالیٰ کَاَنَّ اللّٰہُ بُنِیَّا نَحْنُمْ مِنَ الْقَوَاعِدِ کہ اسکے معنی ہیں کہ خدا نے انکی بنیاد کو خراب کیا اور قیاس کر باقی کو اور پر اسکے اور یہ تفصیل غیبیہ کہ لوگ اس پر خبردار ہوتے ہیں اور اسکے غیر نے کہا کہ اتفاق کیا ہے محققین نے اس پر کہ اللہ کی حقیقت مخالف ہے تمام حقیقتوں کو اور بعض اہل کلام کا یہ مذہب ہے کہ خدا کی ذات سب ذاتوں کے مساوی ہے اور سوائے اسکے کچھ نہیں کہ جدا اور ممتاز ہوتی ہے ان سے ساتھ ان مستوان کے جہ نما میں ساتھ اسکے مانند و جب الوجود اور قدرت نامہ اور علم نام کے اور عقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جو چیزیں کہ تمام حقیقت میں باہم مساوی ہوں و جب ہے کہ صحیح ہو ہر ایک پر ان سے جو صحیح ہو دوسرے پر سولہ ارم آوے گا دعویٰ مساوات سے محال اور ساتھ اسکے کہ اصل اس چیز کا کہ ذکر کی انہوں نے قیاس غائب کا ہے حاضر پر اور یہ ہے اہل خبط اور صواب بند رہنا اور چپ رہنا ہے ایسے بحثوں سے اور سب کو خدا کی تفویض اور سپرد کرنا کہ اسکے معنوں کو وہی جانتا ہے ہم ایمان لائے ساتھ ہر اس چیز کے کہ وہ جب کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یا اپنے پیغمبر کی زبان پر ثابت کرنا اسکا اسکے واسطے یا پاک جانتا خدا کا اس پر بطور اجمال کے دفتر، حَلَّ ثَنَا ابُو الْیَمَانِ قَالَ لَخَبَرْنَا شُعْبَةَ عَنِ الرَّحْمٰنِ

فَالْأَخْبَرُ عُمَرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ جَارِيَةَ الثَّقَفِيِّ خَلِيفَةُ لَيْثِي زُهْرَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ
 أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ أَبَاهُ زُهْرَةَ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَةَ مِنْهُمْ خَبِيبَ الْأَنْصَارِ
 فَالْأَخْبَرُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ أَنَّ ابْنَةَ الْحَارِثِ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا حِينَ اجْتَمَعُوا اسْتَعَارَ مِنْهَا
 مَوْنِي يَسْتَحِدُّ بِهَا فَلَمَّا خَرَجُوا بِهِ مِنْ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوهُ قَالَ خَبِيبٌ شَعْرُ مَا أَبَايَ حِينَ أُقْتَلَ
 مُسْلِكًا + عَلَى لَيْثِي شَيْءٌ كَانَ لِلَّهِ مَضْرُوعِي + وَلَيْكَ فِي ذَاتِ الْإِلَهِ وَارْتِشَا + يَبَارِكُ عَلَى أَوْصَالِ
 شِلْوِ مَضْرُوعٍ + فَقَتَلَهُ ابْنُ الْحَارِثِ فَالْأَخْبَرُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ خَبَرَهُمْ يَوْمَ أُصَيْدُوا
 تَرْجُمَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ مِنْ رِوَايَتِهِ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَزَلَتْ فِيهَا
 أَنْ مِنْ خَبِيبِ الْأَنْصَارِ تَبَى سُوخِرْدِي مَجِبُ كُوَيْبِ اللَّهِ بْنِ عِيَّاضٍ شَيْءٌ كَحَارِثِ الْبَيْتِي نِي سَكُوخِرْدِي
 كَحَبِ كَفَارِ كَمَا سَكَا مَارْنِي كَسَا سَطِي مَجِبُ مَوْنِي قَاسِ نِي زِيْرَانِ كَسَا بَالِ لَيْثِي كَسَا سَطِي مَجِبُ
 أَسْرَ لِيَا سَوْبِ اسْكُو حَرَمِ كَسَا سَطِي مَجِبُ مَوْنِي قَاسِ نِي زِيْرَانِ كَسَا بَالِ لَيْثِي كَسَا سَطِي مَجِبُ
 نَبِيْنِ جَبِيْهِ مِيْنِ اسْلَامِ كِيْ حَالَتِ مِيْنِ مَارَاجَاؤُنِ جِسْ سِلْوِ مَجِبُ مَوْنِي قَاسِ نِي زِيْرَانِ كَسَا بَالِ لَيْثِي كَسَا سَطِي مَجِبُ
 خَدَا كِيْ رَاهِ مِيْنِ هِيْ أَوْرَاكَرْ خَدَا جَابِيْ تَوْرِكْتِ دِيْكَامُ كُزِيْ مَكُزِيْ هُوْنِيْ عَضُوْ كِيْ حُوْرُونِ پَرِ سَوَقْتَلِ
 كِيَا اسْكُو حَارِثِ كِيْ پِيْشِيْ نِيْ تُوْ حَضْرَتِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِيْ اِيْنِيْ أَصْحَابِ كُوَانِكِيْ خَبْرْدِيْ حَسْبِنِ وَسِيْ
 شَهِيْدِ هُوْنِيْ **بَابُ قَوْلِ اللَّهِ وَيُحَذِّرُكُمْ اللَّهُ نَفْسَهُ وَقَوْلِهِ تَعَالَى مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَحْكُمُ مَا فِي**
نَفْسِكَ بَابُ هِيْ سِيْجَرِيَّانِ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى كِيْ أَوْرَاكَرْ مَابِيْ هُوْمُ كُوَانِيْ تَعَالَى اِيْنِيْ نَفْسِيْ هِيْ أَوْرَاكَرْ قَوْلِ
 مِيْنِ كِيْ تُوْ جَابِيْ هِيْ حُوْمِيْرِيْ نَفْسِيْ مِيْنِ هِيْ أَوْرَاكَرْ مَابِيْ هُوْمُ كُوَانِيْ تَعَالَى اِيْنِيْ نَفْسِيْ هِيْ أَوْرَاكَرْ قَوْلِ
 نِيْ كِيْ نَفْسِيْ هِيْ مَرَادِ اسْكِيْ ذَاتِ هِيْ أَوْرَاكَرْ مَابِيْ هُوْمُ كُوَانِيْ تَعَالَى اِيْنِيْ نَفْسِيْ هِيْ أَوْرَاكَرْ قَوْلِ
 اِيْ هِيْ لِيْ كِيْنِ نَبِيْنِ هِيْ كُوِيْ چِيْرِيْ بَاعْتِيَارِ مَعْنِيْ كِيْ سَوَابِيْ اِيْ كِيْ خَدَا كِيْ حُوْ پَاكِ اَوْرَاكَرْ مَابِيْ هُوْمُ كُوَانِيْ تَعَالَى اِيْنِيْ نَفْسِيْ
 سِيْ هُوْمُ سِيْ اَوْرَاكَرْ اَوْرَاكَرْ مَابِيْ نَفْسِيْ كَا اَطْلَاقِ خَدَا پَرِ هِيْ اِيْ هِيْ اَوْرَاكَرْ مَابِيْ هُوْمُ كُوَانِيْ تَعَالَى اِيْنِيْ نَفْسِيْ
 حُوْمِيْرِيْ نَفْسِيْ مِيْنِ هِيْ اِيْنِيْ نَفْسِيْ تُوْ جَابِيْ هِيْ حُوْمِيْنِ اِيْنِيْ جِيْ مِيْنِ جَبِيْ پَا مَابِيْ هُوْمُ كُوَانِيْ تَعَالَى اِيْنِيْ نَفْسِيْ
 مَجِبُ سِيْ جَبِيْ پَا مَابِيْ هُوْمُ كُوَانِيْ تَعَالَى اِيْنِيْ نَفْسِيْ تُوْ جَابِيْ هِيْ حُوْمِيْنِ اِيْنِيْ جِيْ مِيْنِ جَبِيْ پَا مَابِيْ هُوْمُ كُوَانِيْ تَعَالَى اِيْنِيْ نَفْسِيْ
 غَيْبِ كُوْنَبِيْنِ جَابِيْ پَا مَابِيْ نَبِيْنِ جَابِيْ تُوْ جَابِيْ هِيْ اَوْرَاكَرْ مَابِيْ هُوْمُ كُوَانِيْ تَعَالَى اِيْنِيْ نَفْسِيْ
 اَبِيْ عِيَّاضٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا اَلْأَخْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ قَالَ مَنِيْ اَحَدِ اَخَايَرِ مِيْنِ اللَّهِ مَنِيْ اَجَلِ ذَلِكِ حَرَمِ الْفَوَاحِشِ وَمَا اَحَدُ اَحَدِ اَحَدِ اَحَدِ اَحَدِ
 مِيْنِ اللَّهِ تَرْجُمَهُ عَبْدُ اللَّهِ سِيْ رِوَايَتِهِ كِيْ حَضْرَتِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِيْ فَرَايَا كِيْ خَدَا سِيْ زِيْرَانِ كَسَا بَالِ لَيْثِي كَسَا سَطِي مَجِبُ

غیرت کرنے والا نہیں اور اسی واسطے اس نے بیحیائی کے کام حرام کیے اور خدا سے زیادہ ترکوئی نہیں جس کو
اپنی تعریف بہت پسند آتی ہو **ف** کہا ابن بطال نے کہ ان آیتوں اور حدیثوں میں ثابت کرنا نفس کا ہے
واسطے امر کے اور نفس کے کئی معنی ہیں اور مراد ساتھ نفس اللہ کے اسکی ذات ہے اور نہیں ہر کوئی امر
زیادہ اور پاس کے پس واجب ہے کہ وہی ہو اور یہ جو کہا کہ خدا سے زیادہ ترکوئی غیرت والا نہیں تو اس کے
معنی کسوف میں گذر چکے ہیں اور بعض نے کہا کہ غیرت اللہ کی رہا جاتا بیحیائی کے کام کا ہے یعنی نہ
ہونا اسکا ساتھ اسکے نہ تقدیر اور بعضوں نے کہا کہ غضب لازم ہے غیرت کو اور لازم غضب کا ارادہ
ہو بچانے عقوبت کا ہے اور اس حدیث کے اس طریق میں اگرچہ نفس نہیں واقع ہوا لیکن اسکے دوسرے
طریق میں نفس آچکا ہے **وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** سو بخاری نے اپنی عادت کو موافق قرار دیا کہ اس کے
بعض طریق میں نفس کی لفظ آچکی ہے اور کہا کرمانی نے کہ اس حدیث میں نفس واقع نہیں ہوا اور یہ کرمانی
کی غفلت ہے **رَفَعَهُ رَحْمَتُكَ عَنْ آتِي حَتْمَةً عَنِ الْكَافِرِينَ عَنْ آتِي صَالِحَةٍ عَنْ آتِي هَرَمِينَ**
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ الْخَلْقَ كَتَبَ فِي كِتَابِهِ وَهُوَ يَكْتُبُ عَلَى النَّفْسِ
وَهُوَ وَجَعٌ عِنْدَ عَلَى الْعَرْشِ أَنْ تَحْتَمِيَ تَعْلِي غَضَبِي ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب خدا نے خلق کو پیدا کیا تو اپنی کتاب میں لکھ رکھا اور حالانکہ وہ لکھتا
ہے اپنے نفس پر اور وہ مکتوب رکھا گیا ہے اس کے پاس عرش پر کہ میری جیت آگے بڑھ گئی میرے
غضب کے **ف** اپنے غصے سے خدا کی رحمت زیادہ ہے اسی واسطے کافروں اور گنہگاروں کو جلد
نہیں بکڑتا اور عذاب میں مبتلا نہیں کرتا کہا ابن بطال نے کہ عند لغت میں مکان کے واسطے
ہے اور اللہ پاک ہے حلول سے جاہوں میں اس واسطے کہ حلول عرض ہے کہ فنا ہوتا ہے اور وہ حادث
ہے اور حادث نہیں لائق ہے ساتھ امر کے برابر اسکے پس معنی اسکے یہ ہیں کہ اسکے علم میں پہلے
گذر چکا ہے کہ جو اسکی فرمان برداری کرے اسکو ثواب دیگا اور جو گناہ کرے اس کو عذاب کرے گا
اور کہا ابن تین نے کہ معنی عند کے اس حدیث میں جانتا ہے ساتھ اسکے کہ وہ مکتوب رکھا گیا ہے
عرش پر اور یہ لکھنا خدا کا واسطے نہیں کہ تا اسکو بول نہ جاوے کہ وہ اس سے پاک ہے نہیں
پوشیدہ ہے اس سے کوئی چیز اور سوائے اسکے کو نہیں کہ لکھا ہے اسکی سبب فرشتوں کے جو مگر
میں ساتھ مکلفوں کے **رَفَعَهُ** **حَلَّ كُنَّا عَمْرُ بْنُ حُصَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا آتِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ**
قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ عَنْ آتِي هَرَمَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُ أَنَا
عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي وَإِنَّمَا مَعَهُ إِذَا كُفِيَ فَإِنْ ذَكَرْتَنِي فِي نَفْسِهِ لَمْ أُكَفِّرْهُ وَلَوْ أَنِّي ذَكَرْتَنِي

ابلیس جبرئیل کے سنے یہ ہیں کہ میں اس کے ساتھ ہوں موافق اس کے کہ قصد کیا میرے ذکر کرنے سے پہلے کہا
احتمال ہے کہ یہ ذکر فقط زبان سے ہو یا فقط دل سے یا دونوں سے یا ساتھ بجالانے حکم کے اور بازرہنے
کے بیچ چیز سے اور ذکر دو قسم ہے ایک مطلق ہے اس کے صاحب کے واسطے ساتھ اس چیز کے کہ بغل گیر ہے
اسکو یہ خیر اور دوسرا خطرہ ہے اور یہ جو کہا کہ اگر مجھ کو اپنے جی میں ذکر کرے تو میں ہی اسکو اپنے جی میں
ذکر کرتا ہوں یعنی اگر ذکر کرے مجھ کو ساتھ تنزیہ اور پاکی بولنے کے پوشیدہ تو میں یاد کرتا ہوں اسکو
ساتھ رحمت اور ثواب کے پوشیدہ اور یا اس کے معنی میں کہ یاد کرو مجھ کو ساتھ تعظیم کے یاد کروں گا
میں تم کو ساتھ انعام کے اور خدا نے فرمایا وَلَکِن کَرَّمَ اللہُ اَکْبَرُ یعنی خدا کا ذکر اکبر ہے کسب عبادتوں
سے کہا اہل علم نے کہ اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ ذکر خفی یعنی پوشیدہ ذکر کرنا افضل ہے پکار کر ذکر
کرنے سے اور اس کی تقدیر یہ ہے کہ اگر یاد کرے مجھ کو اپنے جی میں تو یاد کرتا ہوں میں اسکو ساتھ ثواب
کے کہ میں کسی کو اس پر اطلاع نہیں کرتا اور اگر مجھ کو پکار کر یاد کرے تو میں یاد کرتا ہوں اسکو ساتھ
ثواب کے کہ اطلاع کرتا ہوں اس پر بلند رتبہ والے جماعت کو اور کہا ابن بطال نے کہ یہ حدیث نص ہے
اس میں کہ فرشتے افضل ہیں آدمیوں سے اور یہ مذہب جمہور اہل علم کا ہے اور اس پر شاید ہیں قرآن
سے مثل اِنَّا اَنۡزَلْنٰکَ فَاۡتِیۡنًا مَّکَکَیۡنَ اَوۡ تَکُوۡنَ اَمِّنَ السَّجَّادِیۡنَ اور خالد افضل ہے فانی سے سو فرشتے افضل
ہیں آدمیوں سے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ معروف جمہور اہل سنت سے یہ ہے کہ نیک آدمی
افضل ہیں باقی جنسوں سے اور جو فرشتوں کو آدمیوں سے افضل کہتے ہیں وہ فلاسفہ اور معتزلہ ہیں
اور کہ لوگ اہل سنت سے بعض صوفی اور بعض اہل ظاہر سے سو کہا انہوں نے کہ حقیقت فرشتے کی
افضل ہے آدمی کی حقیقت سے ہو واسطے کہ فرشتے نوری ہیں لطیف ہیں باوجود فراخ ہونے علم
اور قوت کے اور یہ نہیں مستلزم ہے کہ ہر فرد کو ہر فرد پر فضیلت ہو جائز ہے کہ بعض آدمیوں میں وہ
چیز ہو جو اس میں ہے اور زیادتی اور بعض نے خاص کیا ہے خلاف کو ساتھ نیک بندوں کے اور
فرشتوں کے اور بعضوں نے خاص کیا ہے اسکو ساتھ پیغمبروں کے پہر بعضوں نے ان میں سے
تفضیل دی ہے فرشتوں کو غیر پیغمبروں پر اور بعضوں نے ان کو پیغمبروں پر فضیلت دی ہے
سوائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جو پیغمبروں کو فرشتوں سے افضل کہتے ہیں ان کو دلائل
میں سے یہ آیتیں ہیں کہ خدا نے فرشتوں کو حکم کیا کہ اَدۡمُ عَلَیۡہِ السَّلَامُ کُوسِجۡدَہُ کَرِیۡمٌ واسطے تعظیم
کے یہاں تک کہ شیطان نے لَہٰذَا الَّذِیۡ کُومَتۡ عَلَیَّ اور خدا نے فرمایا کہ اس کے واسطے حکم کرنا
اپنے ہاتھ سے پیدا کیا کہ اس میں اشارہ ہے طرف عنایت کی اور نہیں ثابت ہوا فرشتوں کو واسطے

اور خدا نے فرمایا کہ خدا نے چن لیا آدم کو اور نوح کو اور ابراہیم کی آل کو اور عمران کی آل کو جہان والو! پر اور اسکے سوائے اور بہت دلیلیں ہیں اور دوسروں کی دلیل باب کی حدیث ہے اور اس میں تصریح ہے ساتھ اسکے کہ میں اسکو یاد کرتا ہوں اس جماعت میں جو ان سے بہتر ہیں اور جواب دیا ہے بعض اہل سنت نے کہ حدیث مذکور نہیں ہے نص اور نہ صریح مراد میں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ مراد جماعت بہتر سے پیغمبر اور شہید لوگ ہوں اس واسطے کہ وہ اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں پس نہیں بند ہے یہ فرشتوں میں اور ایک جواب اور ہے اور یہ قوی تر ہے پہلے سے کہ خیریت تو حاصل ہوئی ہے ساتھ ذکر اور جماعت دونوں کے اکٹھی سو جس جانب میں کہ رب الغرت ہے وہ بہتر ہے اس جانب جس میں وہ نہیں بدون شک کے پس خیریت حاصل ہوئی ہے بہ نسبت مجموع کے اور پر محبوب کے اور معتزلہ کی دلیل یہ ہے کہ فرشتوں کو ذکر میں مقدم کیا ہے اس آیت میں مَن كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ اور اسکے سوا اور آیتوں میں بھی اور جواب یہ ہے کہ مجر و تقدیم ذکر میں نہیں مستلزم ہے تفضیل کو بلکہ اسکے واسطے اور سبب ہیں مانند مقدم کرنے کے زمانے میں ہم مثل قول خدا کے مَن كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ اور اس واسطے مقدم ہونے والی نوح کے باوجود کہ ابراہیم افضل ہیں اور ایک دلیل معتزلہ کی آیت ہے لَقَدْ كُنَّا أَنْزَلْنَاهُ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لِّعِبَادِنَا اللَّهُ وَمَلَائِكَتِهِ الْمُقَرَّبِينَ یعنی نہیں عار کرتا سیم یہ کہ ہونہ اندہ اللہ کا اور نہ فرشتے مغرب یعنی بیان کی گئی ہے یہ آیت واسطے رد کرنے کے نصاریٰ پس واسطے غلو ان کے کے سیم میں سوان کو کہا گیا کہ نہیں عار کرتا ہے سیم عبودیت سے اور نہ وہ جو اعلیٰ قدر ہیں اس سے یعنی فرشتے اور جواب اسکا یہ ہے کہ نہیں تمام ہے دلالت اس کی مطلوب پر مگر حب کہ تسلیم کیا جاوے کہ آیت فقط نصاریٰ کے رد کو واسطے بیان کی گئی ہے اور جو اسکا مدعی ہے وہ محتاج ہے اس طرف کہ ثابت کرے کہ نصاریٰ اس بات کا اعتقاد کرتے ہیں کہ فرشتوں کو سیم پر فضیلت ہے اور حالانکہ وہ اسکے معتقد نہیں بلکہ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ عیسے خدا ہے پس صحیح ہوگا استدلال اور باہین وجہ کہ جن صفتوں کے واسطے سیم کو پوجتے ہیں یعنی دنیا کا ترک کرنا اور غیب کی چیزوں پر اطلاع پانا اور مردوں کا جلانا خدا کے حکم سے وہ صفتیں فرشتوں میں ہی موجود ہیں سو اگر یہ صفات موجب عبادت ہیں تو فرشتوں کی عبادت کے واسطے بطریق اولیٰ موجب ہونگے اور وہ باوجود اسکے خدا کی عبادت سے عار نہیں کرتے سو اس ترقی سے فضیلت کا ثابت ہونا لازم نہیں آتا اور باہین وجہ کہ آیت کا سیاق سیالغہ کے واسطے ہے نہ واسطے ترقی کے یعنی نہیں کہا خدا نے یہ اس واسطے کہ فرشتوں کا مقام بلند ہے عیسے کے مقام سے بلکہ واسطے رد کرنے کے ان لوگوں پر جو دعویٰ کرتے ہیں کہ فرشتے خدا ہیں سو رد کیا ان پر عیار دیا نصاریٰ پر جو دعویٰ کرتے

ہیں ثلث کا یعنی نہیں مستحق ہے کہ تکبر کرے خدا پر جو اسکے ساتھ موصوف ہوں جو کہ تم لے نصاریٰ خدا شہادت
ہو واسطے اعتقاد کرنے تمہاری کہ اس میں کمال کو اور نہ فرشتے کہ تمہاری سوا اور لوگوں نے ان کو خدا شہادت
ہے واسطے اعتقاد کرنے ان کے کہ ان میں کمال کو رفتہ، **بَاب** قَوْلِهِ تَعَالَى كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ
باب ہے بیان قول اللہ تعالیٰ کے کہ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے مگر اسکی ذات **حَلَّ لَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ**
قَالَ حَدَّثَنَا أَخِي عَنْ عُمَرَ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا تَزَلَّتْ هَذِهِ الْأَيُّ قُلْتُ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى
أَنْ يَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ قَوْلِكُمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعُوذُ بِوَجْهِكَ فَقَالَ أَوْ
مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعُوذُ بِوَجْهِكَ قَالَ أَوَيْلَيْكُمْ شَيْعًا فَكَانَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الْكَيْسَ ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہر کہ جب یہ آیت اتری کہ خدا قادر
ہے اس پر کہ بھیجے تم پر عذاب کو تمہاری اور پر سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں پناہ مانگتا ہوں تیری
ذات کی ہر کہا یا تمہاری پاؤں کے نیچے سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تیری ذات کی پناہ مانگتا
ہوں خدا نے کہا یا تمہارا سے تم کو کئی فرقی کر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آسان تر ہے ف
اس حدیث کی شرح سورہ انعام کی تفسیر میں گذر چکی ہے اور مراد اس سے قول اسکا ہے کہ میں تیرے منہ کی
پناہ مانگتا ہوں کہا ابن بطال نے کہ اس آیت اور حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ اللہ کے واسطے شے ہے
اور وہ اسکی ذات کی صفت سے ہے اور نہیں ہے جابرہ اور نہ مخلوق کے مومنوں کی طرح جن کو ہم
دیکھتے ہیں جیسا ہم کہتے ہیں کہ وہ عالم ہے اور ہم نہیں کہتے کہ وہ ان عالموں کی طرح ہے جن کو ہم
دیکھتے ہیں اور اس کے غیر نے کہا کہ دلالت کی آیت نے کہ مراد ساتھ ترجمہ کے ذات مقدس ہے اور اگر
ہوئی صفت اسکی فعل کی صفتوں سے تو البتہ شامل ہوتا اسکو ہلاک ہونا جیسا کہ اسکے سوا سے اور صفتوں
کو شامل ہے اور یہ محال ہے اور کہا راغب نے کہ اصل وجہ جابرہ معروف ہے اور اکثر اوقات بولا گیا ہے وجہ
ذات پر مانند قول اللہ تعالیٰ کے **وَسِعَ كُلُّ شَيْءٍ حَالًا إِلَّا وَجْهَهُ وَجْهَ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ** **وَكُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ**
اور بعضوں نے کہا کہ لفظ وجہ صمد ہے اور معنی اس کے یہ ہیں کہ ہر چیز ہلاک ہونے والی
ہے مگر خدا اور بعضوں نے کہا کہ مراد ساتھ وجہ کے قصد ہے یعنی باقی رہے گی وہ چیز جس سے خدا کی
رضا مندی مقصود ہو اور کہا کرمانی نے کہ مراد ساتھ وجہ کے آیت اور حدیث میں ذات ہے باوجود یا
لفظ زائد ہے یا منہ ہے نہ مخلوق کے منہ کی طرح اس واسطے کہ اسکو عضو معروف پر حمل کرنا محال ہے
پس متعین ہے تاویل یا تفویض رفتہ، **بَاب** قَوْلِهِ وَلِيَصْنَعَنَّ عَلَيَّ عِيقِي تُغْذِي وَقَوْلِهِ تَجْنِي
یا تَجْنِي بَاب ہے خدا کے اس قول کے بیان میں اور تاکہ تو پرورش کیا جاوے میری آنکھ پر اور اس

قول میں کہ جاری ہو ہمارے سامنے یعنی ہمارے علم سے **حَلَّ ثَنَا** موسیٰ بن اسمعیل قال **حَدَّثَنَا** جویریہ عن نافع عن عبد اللہ قال **كُرِيَ** الدجال عند النبي صلى الله عليه وسلم فقال **إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ** عليكم **إِنَّ اللَّهَ لَكَيْسٌ** يا عور **وَإِذَا شَهِدَ إِلَىٰ عَيْنَيْهِ** وَإِنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَالَ **أَعْوَرَ عَيْنٍ** لَيَمْنَعُكَ كَانَ عَيْنُهُ عَيْنَهُ طَائِفَةً ترجمہ عبدالرحمن بن ابی نعیم سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس دجال کا ذکر ہوا سو فرمایا کہ مقرر خدا پر کوئی چیز چھپی نہیں ہے بیشک خدا کا نام نہیں اور اپنے ہاتھ سے اپنی آنکھ کی طرف اشارہ کیا اور بیشک دجال نہ اپنی آنکھ کا کاٹا ہے اسکی کان آنکھ جیسے پولا ہوا اگر **حَلَّ ثَنَا** حص بن عمر قال **حَدَّثَنَا** شعبۃ قال **أَخْبَرَنَا** قَتَادَةُ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَعَثَ اللَّهُ مَرِيضًا إِلَّا أَنْذَرَ قَوْمَهُ مَا كَأَعْوَابِ الْكَذَّابِ إِنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنْ رَأَيْتُمْ لَكَيْسَ يَأْعُورُ مَكْتُوبٌ بِهِ عَيْنِيكَ كَافٍ ترجمہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر کہ اس نے اپنی ہت کو ڈرایا ہے کانے بڑے جوڑے سے یعنی دجال کو (خیر وار ہو) کہ مقرر دجال کا نام ہوگا اور بیشک تمہارا رب کا نام نہیں اسکی دونوں آنکھ کے درمیان لکھا ہوا ہے **كَافِرٌ** ان دونوں چیزوں کی شرح فتن ہرگز چلی ہے اور مراد ان سے یہ قول ہے کہ بیشک خدا کا نام نہیں اور اپنے ہاتھ سے اپنی آنکھ کی طرف اشارہ کیا کہ راعب نے کہ عین جارح ہے اور جو کسی چیز پر محافظ ہو اس کو کہا جاتا ہے کہ اسکے واسطے آنکھ ہے اور اسی قبیل سے ہے قول سکا جو کہتا ہے کہ فلانا میری آنکھ میں ہے یعنی میں اسکو نگاہ رکھتا ہوں اور اسی قبیل سے ہے یہ قول خدا کا **وَاصْنَعِ الْفُلْكَ يَا عَيْنِيكَ** یعنی ہم تجھ کو دیکھتے ہیں اور نگہ کرتے ہیں اور مثل اسکی ہے **تَجَرَّيْ يَا عَيْنِيكَ** اور یہ جو کہا **وَلْيُصْنَعِ عَلَيَّ عَيْنِي** یعنی میری نگہبانی سے اور عین کے اور معنی ہی آتے ہیں کہا ابن بطال نے کہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس حدیث کے ان لوگوں نے جو خدا تعالیٰ سے بے جا نہ کے واسطے جسم ثابت کرتے ہیں اور انہوں نے کہا کہ یہ جو کہا کہ اپنے ہاتھ سے اپنی آنکھ کی طرف اشارہ کیا تو اس میں دلالت ہے اس پر کہ خدا کی آنکھ باقی آنکھوں کی طرح ہے اور تعجب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ خدا کے واسطے جسم کا ہونا محال ہے اس واسطے کہ جسم حادث ہے اور خدا قدیم ہے سو دلالت کی اسنے کہ مراد نفی نقص کی ہے اس سے کہا بھیقی نے کہ بعض نے کہا کہ آنکھ صفت ذات کی ہے اور بعضوں نے کہا کہ مراد آنکھ سے دیکھنا ہے ہاں اسکے پس معنی **وَلْيُصْنَعِ عَلَيَّ عَيْنِي** کے یہ ہیں کہ ہمارے سامنے اور رو بہ اور پہلا مذہب سلف کا ہے اور اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے تو ہر میں اشارہ ہر طرف رفتی ہے چو کہتا ہے کہ اسکے معنی میں قدرت اور کہا ابن سیر نے کہ وجہ تذللال

کی اور ثابت کرنے آنکھ کے واسطے اس کے حوالہ کی حدیث سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے کہ بیشک خدا کا نام نہیں اس جہت سے ہے کہ عرف میں کانا اسکو کہا جاتا ہے جس کی آنکھ نہ ہو اور کانے کی ضد آنکھ کا ثابت ہونا ہے سو جب دور کیا گیا یہ نقص تو لازم آیا ثابت ہونا کمال کا ساتھ ضد اپنی کے اور وہ آنکھ کا ہونا ہے اور یہ بطور تمثیل کے ہے اور قریب کرنے کے واسطے فہم کے نہ ساتھ معنی ثابت کرنے خارجہ کے اور اہل کلام نے واسطے ان صفتوں یعنی ہاتھ آنکھ منہ میں تین قول میں ایک یہ کہ وہ صفات ذات کی ہیں ثابت کیا ہے اسکو سمجھنے اور نہیں راہ پاتی ہے اسکی طرف عقل دوسرا یہ کہ آنکھ سے مراد صفت دیکھنے کی ہے اور ہاتھ سے صفت قدرت کی ہے اور سیکھ مراد صفت وجود کی ہے تیسرا قول جاری کرنا اور گزارنا اٹکا ہے یعنی ایمان لانا ساتھ ان کے جس طرح کہ وارد ہو میں اور ان کے معنی کو خدا کی طرف سپرد کرنا یعنی ان کے معنی کو خدا ہی جانتا ہے اور کہا شیخ شہاب الدین سہروردی نے کہ خبر دی اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب پاک میں اور ثابت ہوا ہے اسکے رسول سے استواء اور نزول اور نفس اور ہاتھ اور آنکھ سونہ تصرف لیا جاوے ان میں ساتھ تشبیہ کے اور تعطیل کے یعنی ان میں کسی قسم سے تاویل نہ کی جاوے بلکہ تھوہین کی جاوے سو واسطے کہ اگر خدا اور اس کا رسول خبر نہ دیتا تو نہیں خبر تھی عقل کو کہ اسکے گرد پیرے اور کہا طیبی نے کہ یہی ہے مذہب معتد اور یہی قول ہے سلف صالح یعنی صحاب اور تابعین کا اور بعضوں نے کہا کہ اتفاق ہے اصحاب کا اور تابعین کا کہ وہ جب ہر ایمان لانا ساتھ ان کے اس وجہ پر کہ ارادہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان سے اور وہ جب ہر دور کہتا اسکا مخلوق کی مشابہت سے ساتھ دلیل قول اللہ تعالیٰ کے لیس کیشہ شمی یعنی کہا جاوے کہ ہم ایمان لائے ساتھ ان صفات کے اس وجہ پر کہ خدا کی مراد ہے اور مخلوق میں سے کوئی چیز اسکی مثل نہیں اور اس حدیث کے ایک معنی میرے دل میں گزرے ہیں کہ ان میں ثابت کرنا تنزیہ کا ہے اور جڑ سے اوکھا اٹھانا مادی تشبیہ کا اور وہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آنکھ کی طرف اشارہ کرنا بنسبت آنکھ و حوالہ کے ہے کہ وہ اسکی طرح ثابت تھی پھر عارض ہوا سپر کانا ہونا واسطے زیادتی جو ہا اسکے کے خدا کے دعویٰ میں اور وہ یہ ہے کہ اسکی آنکھ اس ہیری آنکھ کی طرح ثابت تھی پھر اسکی دہنی آنکھ جاتی رہی اور وہ کانا ہو گیا اور اس کا تے ہونے کے نقص کو اپنے نفس سے دور نہ کر سکا فتح

باب قول اللہ ہُوَ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ باب ہے بیان قول خدا تعالیٰ کے اللہ ہے پیدا کرنے والا ایسا کہ نے والا صورت بنانے والا فاعل خالق کے معنی میں پیدا کرنے والا ہے

یہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنے مقاصد سے اور تافہ سے

جو خلل اندازہ میں نظام میں اور صورت پیدا کرنے والا ہے مخلوق کی صورتوں کا اور ترتیب دینے والا ہے انکو موافق مقتضی حکمت کے پس اندہ پیدا کرنے والا ہے ہر چیز کا لینے اسکا سوجد ہے اصل سے اور بدون اصل کے اور اسکا مابری ہے موافق مقتضی حکمت کے بغیر تفاوت اور اختلاف کے اور صورت بنانے والا ہے اسکا اس صورت میں کہ مرتب ہوں اس پر خواص اسکے اور تمام ہوساتھ اسکے کمال اسکا اور یہ نینوں اسکے فعل کی صفت ہیں لیکن اگر خالق سے مراد مقدر ہو تو ذات کی صفت ہوگی اسواسطے کہ مرجع تقدیر کا طرف ارادہ کی ہے بنا براسکے پس تقدیر واقع ہوگی اول پر پیدا کرنا اور وجہ مقدر کے پر واقع ہوگی تصویر ساتھ برابر کرنے کے تیسرے درجے میں اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ اسکے چیزوں کے مادی ہوں اس واسطے کہ اس نے پیدا کیا پانی اور مٹی اور آگ اور ہوا کو نہ کسی چیز سے بہر ان سے مختلف جسموں کو پیدا کیا ہر طیار کیا چیزوں کو اپنی مراد پر مشابہت اور مخالفت سے اور صورت وہ ہے جس کے ساتھ چیز اپنے غیر سے جدا ہو جیسے صورت آدمی اور گھوڑے کی رفتہ، **حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَوْسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ثَنِيَّةُ بْنُ يَحْيَى عَنْ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ عَنْ ابْنِ سَعِيدٍ لَعْنَةُ بَنِي عَرْقَةَ بَنِي الْمُصْطَلِقِ أَهْمُ أَصَابُوا سَبَابًا فَأَرَادُوا أَنْ يَسْتَبْعُوا بِهِمْ وَلَا يَجْلُونَ فَسَأَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْعُرْلِ فَقَالَ مَا عَلَيْكُمْ أَنْ تَفْعَلُوا فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ كَتَبَ مِنْهُ هُوَ خَالِقُ الْيَوْمِ الْقِيَمَةِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ عَنْ قُرَيْشَةَ سَأَلَتْ أَبَا سَعِيدٍ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ نَفْسٌ تَخْلُقُ إِلَّا اللَّهُ خَالِقُهَا** ترجمہ ابو سعید خدری سے روایت ہے جنگ بنی مصطلق کے بیان میں کہ انھوں نے قیدی لینے لوٹدی غلام بندی میں پکڑے سو لوگوں نے جاہا کہ لوٹدیوں سے صحبت کریں اور نہ حاملہ ہوں تو انھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل لینے انزال کے وقت عورت کی شرمگاہ سے ذکر نکال کے باہر انزال کرنے کا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پر کچھ مصلحت نہیں اس میں کیا کرو اس واسطے کہ مقرر خدا نے البتہ لکھ رکھا ہے یعنی لوح محفوظ میں جس کو وہ قیامت تک پیدا کرنے والے ہیں اور دوسری روایت کا ترجمہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں کوئی جان پیدا کرنے والا ہے کی گئی مگر کہ اندہ اسکا پیدا کرنے والا ہے **ف** کہا ابن بطال نے کہ خالق سے اس باب میں مبدء پیدا کرنے والا ہے مخلوق کی ذاتوں کو اور یہ وہ سننے میں جن میں کوئی خدا کا شریک نہیں اور انزل سے خدا نے اپنا نام خالق رکھا ہے ان معنوں سے کہ وہ آئندہ پیدا کرے گا اس واسطے کہ خلق کا قدیم ہونا محال ہے اور حدیث میں جو ہے الا وہی مخلوقہ تو اسکے معنی میں جسکا پیدا ہونا مقدر کیا گیا ہے

یا خدا کے نزدیک اسکا پیدا ہونا معلوم ہے ضرور ہے ظاہر کرنا اسکا طرقت وجود کی واداعلم بالصواب باب

قَوْلِ اللَّهِ لَمَّا خَلَقْتُ بَيْدَكَ خَدَانِي فَرَمَا بِالْبَيْدِ كَسْ جِزْنِي تَجِي كُومَنَعُ كَمَا سَجِدَ كَرْنِي سِي اسكے واسطے

جو میں نے اپنے دونوں ہاتھ سے پیدا کیا یعنی آدم کے واسطے کہ اسکا ابن ابطل نے اس آیت میں ثابت

کرنا ہے دونوں ہاتھ کا۔ اللہ کے واسطے اور وہ دونوں اسکی ذات کی صفتوں سے ہیں اور نہیں ہیں جابرہ

برخلاف فرقہ مشبکہ سے اور حبیہ کے مصلح سے اور جو گمان کرے کہ مراد ساتھ دونوں ہاتھ کے قدرت

ہے تو اسکے رد میں کافی ہے یہ کہ ان کا اجماع ہے سپر کہ خدا کے قدرت ایک ہے ان لوگوں کے قول میں جو

اسکے وجود کو ثابت کرتے ہیں اور نہیں قدرت اسکے واسطے نفی کر لے والوں کے قول میں اس واسطے کہ

وے کہتے ہیں کہ وہ قادر ہے لذاتہ اور آیت مذکورہ دلالت کرتی ہے کہ مراد دونوں ہاتھ سے قدرت

نہیں اس واسطے کہ اس میں ہے جو میں نے اپنے دونوں ہاتھ سے پیدا کیا اور اس میں اشارہ ہے کہ

ان معنوں کی کہ واجب کرتے ہیں سجدہ کو سو اگر ہاتھ ساتھ معنی قدرت کے ہوتا تو آدم اور شیطان کے

در بیان کچھ فرق نہ ہوتا واسطے شریک ہونے دونوں کے اس چیز میں کہ پیدا کیا گیا ہر ایک دونوں میں

سے ساتھ اسکے اور وہ خدا کی قدرت ہے اور البتہ شیطان یوں کہتا کہ آدم کو مجھ پر کیا فضیلت ہو

اور حالانکہ تو نے مجھ کو اپنی قدرت سے پیدا کیا جیسے کہ تو نے آدم کو اپنی قدرت سے پیدا کیا اور حبیہ

اس نے کہا کہ تو نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا تو اس نے دلالت کی اور خاص ہوئے

آدم علیہ السلام کے ساتھ اسکے کہ خدا نے اسکو اپنے دونوں ہاتھ سے پیدا کیا اور نہیں جابرہ ہے

کہ مراد وہ ہاتھ کے دو نعمتیں ہوں اس واسطے کہ پیدا کرنا مخلوق کا ساتھ مخلوق کے محال ہے اور

اگر ان کو خدا کی ذات کی صفت ٹھہرایا جاوے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جابرہ ہوں کہا ابن تین نے

کہ یہ جو فرمایا کہ اسکے دو ہاتھ میں ترازو ہے تو یہ رد کرتا ہے تاویل ہاتھ کو ساتھ قدرت کے اور کہا

ابن نورک نے بعضوں نے کہا کہ مراد اس سے ذات ہے اور نہیں ہے یہ تقسیم مِثْلًا عَمَلْتُ اَبْدِيًّا

میں برخلاف قول اسکے کہ لَمَّا خَلَقْتُ بَيْدَكَ اس واسطے کہ وہ بیان کی ہے واسطے رو کے شیطان

پر سو اگر حمل کیا جاوے ذات پر تو نہ صحیح ہوگا رو فتح (حَلَّ ثَمًا مَعَاذُ بِي فَضَاكَ قَالَ حَلَّ ثَمًا مَعَاذُ بِي)

عَنْ قَتَادَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَجْمَعُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ كَذَلِكَ

فَيَقُولُونَ لَوْ اسْتَشْفَعْنَا إِلَى رَبِّنَا حَتَّى يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هَذَا أَفَبِأَقْدَرِ أَدَمَ نَقُولُونَ يَا أَدَمُ

أَمَا تَرَى النَّاسَ خَلَقَكَ اللَّهُ بَيْدًا وَاسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتُهُ وَعَلَيْكَ أَسْمَاءُ كُلِّ شَيْءٍ اسْتَفْعَمْنَا

إِلَى رَبِّنَا حَتَّى يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هَذَا أَفَبِقَوْلِ لَسْتُ هُنَاكَ وَبِذِكْرِهِمْ خَلَقْتَهُ الْبَيْدَةَ الْبَيْدَةَ

علیہ السلام پاس آئیں گے تو اب سب سے پہلے کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کرے گا اُن کے واسطے اپنی خطاؤں کو جو اس سے سو ہوئیں و لیکن تم جاؤ تو کسی پاس جو خدا کا بندہ ہے جس کو خدا نے توحید دی اور جس سے بلا واسطہ کلام کیا سو وہی لوگ ہوسے پاس آئیں گے تو موسیٰ ہی کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کریگا ان کے واسطے اپنی اس خطا کو جو اس سے سو ہوئی و لیکن تم جاؤ عیسیٰ کے پاس جو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے اور اس کی کلام سے پیدا ہوا یعنی صرف لفظ کن سے پیدا ہوا کوئی اس کا باب نہیں اور اس کی روح ہے سو وہی لوگ عیسیٰ علیہ السلام پاس آئیں گے تو وہ بھی کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں و لیکن تم جاؤ محمد پاس جو خدا کا خاص بندہ ہے اس کی اگلی پھلی بول چوک سب معاف ہو گئی سو وہ سب لوگ میرے پاس آئیں گے سو میں چلوں گا اور اپنے رب سے اجازت مانگوں گا تو مجھ کو اجازت ملے گی سو میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا سو خدا تعالیٰ مجھ کو سجدے میں رہنے دے گا جتنا چاہے گا پھر حکم ہوگا کہ اے محمد سر اٹھا لے کہ سنا جاؤ گیگا ناگ تجھ کو دیا جاؤ گیگا سفارش کرتیری سفارش قبول ہوگی سو میں تعریف کروں گا اپنے رب کی وہ تعریف کہ میرا رب مجھ کو سکھلاوے گا پھر میں سفارش کروں گا تو میرے واسطے ایک انداز اور مقدار تیری جاؤ گی یعنی اتنے لوگوں کی مغفرت ہوئی تو میں اتنے لوگوں کو بہشت میں داخل کروں گا پھر میں پلٹ جاؤں گا سو جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو اس کے آگے سجدہ میں گر پڑوں گا سو خدا تعالیٰ مجھ کو سجدے میں رہنے دیکھا جتنا کہ چاہے گا پھر حکم ہوگا کہ اے محمد سر اٹھا لے اور کہہ سنا جاؤ گیگا اور ناگ تجھ کو دیا جاؤ گیگا اور سفارش کرتیری سفارش قبول ہوگی سو میں تعریف کروں گا اپنے رب کی وہ تعریف کہ میرا رب مجھ کو سکھلاوے گا پھر میں سفارش کروں گا تو میرے واسطے ایک حد مقرر کی جاوے گی تو میں اتنے لوگوں کو بہشت میں داخل کروں گا پھر میں پلٹ جاؤں گا سو جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا تو خدا مجھ کو سجدے میں رہنے دیکھا جتنا کہ چاہے گا پھر مجھ کو حکم ہوگا کہ اے محمد سر اٹھا لے اور کہہ سنا جاؤ گیگا اور سفارش کرتیری سفارش قبول ہوگی اور ناگ تجھ کو دیا جاؤ گیگا سو میں اپنے رب کی وہ تعریف کروں گا کہ میرا رب مجھ کو سکھلاوے گا پھر میں سفارش کروں گا تو میرے واسطے ایک حد مقرر کی جاوے گی سو میں اتنے لوگوں کو بہشت میں داخل کروں گا پھر میں پلٹ جاؤں گا سو میں کہوں گا اے میرا رب اب تو دوزخ میں کوئی باقی نہیں رہا مگر وہی شخص جس کو قرآن نے ہند کیا یعنی جس کی مغفرت کا قرآن میں حکم نہیں اور وہ جب کہ اس پر دوزخ میں ہمیشہ رہنا ہے مفسرین اور کافر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نکالو لا جاوے گا دوزخ سے جس نے لا الہ الا اللہ اور اس کے دل میں ایک جو کے برابر نیکی ہو پھر نکالو لا جاوے گا دوزخ سے جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اس کے دل میں ایک

گہون کے بارہ نیکی ہو پھر نکالا جاوے گا دوزخ کے شخص جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اس کے دل میں ایک ذرہ کے برابر
 نیکی ہو **ف** اس حدیث کی شرح رفاق میں گندی اور غرض اس سے قول اہل موقف کا ہے آدم کے واسطے
 کہ خدا نے تجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا **حَلْ ثَنَا ابُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابُو الْيَزِيدِ**
عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدُ اللَّهِ مَلَأَتْ لَا تَغْنِيهَا نَفَقَةُ سَحَابٍ
اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَقَالَ آدَايْتُمْ مَا أَنْفَقَ مِنْ خَلْقِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَيَأْتِيَهُمْ لَمْ يَغْنِ مَا فِي يَدِهِ
وَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْكَافِ وَبَيَّنَّ الْأَخْرَى الْمِيزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
 ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کا ہاتھ پر ہے خرچ کرنا اس کو کم نہیں کرتا اس کا ہاتھ شب و روز
 بہانے والا ہے یعنی ہر دم فیض کا ریلو جاری ہے اور فرمایا بھلا دیکھو تو کہ جو کہ خدا نے خرچ کیا جس سے
 آسمان اور زمین کو پیدا کیا سوائے خرچ نے تو اس کے ہاتھ میں سے کچھ کم نہیں کیا اور حالانکہ یہ فیض اس
 وقت سے جاری ہے کہ خدا کا عرش پانی پر تھا یعنی ازل سے اور خدا کے دوسرے ہاتھ میں ترازو ہے کسی
 کو ہکا تا ہے اور کسی کو اٹھاتا ہے **ف** اور سادہ بت ذکر عرش کی اس جگہ یہ ہے کہ حبیب میں آسمان
 کا پیدا کرنا ذکر کیا تو اس سے سامع کو خواہش ہوئی اس کی کہ اس سے پہلے کیا تھا سو ذکر کیا زمین آسمان
 کے ذکر کرنے سے پہلے اس کا عرش پانی پر تھا اور یہ جو فرمایا کہ اس کے ہاتھ میں ہے میزان کہا خطاب
 نے کہ یہ مثال ہے اور اوستہ ہے در میان خلق کے اور بعضوں نے کہا کہ میزان کے معنی یہ ہیں
 کہ اس نے انداز مقرر کیا ہے ہر چیز کا اور اس کا وقت مقرر کیا ہے اور اس کی حد معین کی ہے سو نہیں
 ہے کوئی مالک نفع اور ضرر کا مگر اس سے اور ساتھ اس کے اور کہا طیبی نے کہ جائز ہے کہ ہو ملائے ولا یغنیہا
 و صحابہ بن ہر اوف یدامہ کے واسطے کہ وہ مبتدا ہے اور جائز ہے کہ فینون اوصاف ہون ملائے کے
 واسطے اور جائز ہے کہ آیتہ از سر نو کلام ہو اس میں معنی زنی کے ہیں گویا کہ جب کہا گیا کہ پر ہے تو
 اس سے وہم ہوا کہ اس کا نقصان جائز ہے سو دور کیا اس وہم کو اپنے اس قول سے کہ اس کو کچھ چیز کم نہیں کرتی
 اور کہی چیز پر ہوتی ہے اور جاری نہیں ہوتی سو کہا گیا سحر واسطے اشارہ کرنے کے طرف فیض
 کی اور اس کے ساتھ ذکر کیا دن رات کو تا کہ دلالت کرے ہمیشگی پر پھر ذکر کیا کہ یہ بصیرت والے پر پوشیدہ
 نہیں اور جملہ اس کلام کا دلالت کرتا ہے اور زیادتی غنا کے اور کمال سوت کے اور نہایت جود کے اور
 کشادہ عطا کے **رَفَعُ حَلْ ثَنَا مُقَدَّمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو الْقَائِمُ بْنُ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ**
عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ اللَّهَ يُقْبِضُ الْأَرْضَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ
وَيَطْوِي السَّمَوَاتِ بِيَمِينِهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ حَفْصَةَ سَمِعْتُ سَالِمًا سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنْ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا وَرَوَاهُ سَعِيدٌ عَنْ مَالِكٍ وَقَالَ أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ
 قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفِيقُصُ اللَّهُ أَكَارُصُكُمْ
 ابْنُ عُمَرَ رَوَيْتُ عَنْ هَذِهِ حَضْرَتِ صَلَواتِہِ عَلَیْہِہِ وَسَلَامُہِ لَہِ فَرَمَیَا کہ خُدا فِضْلَ کرے گا زمین کو قیامت کے دن اور لپیٹ لیگا
 آسمان کو اپنے داہنے ہاتھ میں پھر کہے گا کہ میں ہوں بادشاہ یعنی کمان میں زمین کے بادشاہ کمان میں ظلم
 کرنے والے کمان میں شکیر اور کما عمر نے سنائے سالم سے اس نے کہا سنا میں نے ابن عمر سے اس سے حضرت
 سے ساتھ اس کے اور روایت کیا ہے اسکو سعید نے مالک سے اور کما ابو الیمان نے خبر دی ہم کو شعیب نے زہری
 سے کہا خبر دی مجھ کو ابو سلمہ نے کہا ابو ہریرہؓ نے کہ حضرت صلواتہ علیہ وسلم نے فرمایا اور ثابت ہوا ہے نزدیک
 مسلم کے ابن عمر کی روایت سے کہ حضرت صلواتہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انصاف کرے یہ لے قیامت کے دن نور کے
 منبروں پر ہونے خدا کی دہنی طرف اور خدا کے دونوں ہاتھ داہنے میں کہا بیٹھی نے کہ آیا ہے بعضی روایتوں
 میں اطلاق لفظ شمال کا خدا کے ہاتھ پر بطور مقابلے کے جو معروف ہے ہمارے حق میں اور اکثر روایتوں میں
 واقع ہوا ہے پر پھر کرنا اطلاق کرنے اس کے سے اللہ پر یہاں تک کہ کہا کہ خدا کے دونوں ہاتھ داہنے میں تاکہ نہ
 وہم کیا جاوے نقص کا اسکی صفت میں پاک اور بلند ہے اسو سے کہ بیان ہاتھ ہمارے حق میں ضعیف
 تر ہے داہنے سے اور بعض اہل علم کا یہ مذہب ہے کہ صفت بدلی جارہ نہیں اور جس جگہ کتاب اور سنت
 میں اسکا ذکر آیا ہے تو مراد تعلق اسکا ہے ساتھ کائن کے جو مذکور ہے ساتھ اس کے مانند بیٹھے اور پڑنے
 اور فِضْل کرنے اور کشادہ کرنے اور قبول اور اتفاق وغیرہ کی جیسے کہ تعلق صفت کا ہے ساتھ مقتضاء
 اپنے کے بغیر چولنے کے اور نہیں ہے اس میں تشبیہ کسی حال میں اور لوگوں نے اسکی تاویل کی
 ہے ساتھ اس کے جو اس کے لائق ہے (فتح) حَلَّ ثَنَا مُسَدَّدٌ سَمِعَ بِحَقِّي بَعْ سَعِيدٌ عَنْ سُلَيْمٍ قَالَ
 حَلَّ ثَنَا سُلَيْمَانٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي يَحْيَى أَنَّ يَحْيَى جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللَّهَ يُسَبِّحُكَ الْمَلَائِكَةُ عَلَى أَصْبَعٍ وَالْأَرْضُ عَلَى أَصْبَعٍ
 وَالْجِبَالُ عَلَى أَصْبَعٍ وَالشَّجَرُ عَلَى أَصْبَعٍ وَالْخَلَائِقُ عَلَى أَصْبَعٍ كَمْ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ فَضَحِكَ رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدَتْ تَوَكُّجُهُ ثُمَّ قَرَأَ مَا قَدَرُوا اللَّهُ حَقَّ قَدْرِهِ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ
 وَذَلِكَ فِيهِ فَضِيلٌ بْنُ عِيَّاضٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ فَضَحِكَ رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَجُّبًا وَتَصَدِيقًا تَرَحُّمَةً عَبْدُ اللَّهِ عَنْ رَوَيْتِ ہِ کہ ایک یہودی حضرت صلواتہ علیہ
 وسلم کے پاس آیا تو اس نے کہا اے محمد مقرر خدا رو کہ رکھے گا آسمانوں کو ایک انگلی پر اور زمینوں کو ایک انگلی
 پر اور پہاڑوں کو ایک انگلی پر اور درختوں کو ایک انگلی پر اور سب خلق کو ایک انگلی پر پھر فرماو لگا کہ میں ہوں

بادشاہ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے پہا نکاہ کہ آپ کے دہنت ظاہر ہوئے یعنی جو ہنسنے کے وقت ظاہر ہوتے ہیں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی اور انہوں نے خدا کی قدر نہیں جانی جیسا حق جانتے اسکے کا ہے کہتا تھیں نے یعنی اس روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے تعجب سے اور اسکی تصدیق کے واسطے کہ ابن ابطل نے کہ مراد انگریزوں سے اس حدیث میں جارحہ نہیں بلکہ وہ محمول ہے اس پر کہ وہ صفت ہر اللہ کی ذات کی صفتوں سے بغیر کیفیت اور تحدید کے اور ان فرک سے روایت ہے جائز ہے کہ انگلی ایک مخلوق ہو کہ خدا اسکو پیدا کرے گا سوا اٹھاوے گا خدا اس پر جو اٹھائی ہے انگلی اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ اس کے قدرت ہو کہ ابن ابطل نے اور حاصل حدیث کا یہ ہے کہ اس نے ذکر کیا مخلوقات کو اور خبر دی خدا کی قدرت سے تمام پر سو تبسم فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی تصدیق کے واسطے اور تعجب کرنے کے اس سے کہ وہ اسکو خدا کی قدرت میں بہاری جانتا ہے اگر یہ کہ یہ خدا کی قدرت کے آگے کچھ بڑی بات نہیں اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ یعنی نہیں قدر اسکی خدا کی قدرت میں اس چیز پر کہ پیدا کرتا ہے اس حد پر کہ ہو جتنا ہے طرف اسکی وہم اور احاطہ کرتا ہے اسکو حصر اسواسطے کہ خدا قادر ہے کہ روک رکھے اپنی مخلوقات کو بغیر کسی چیز کے جیسے کہ آج ہی خدا نے فرمایا کہ خدا تھکے روکے ہے آسمانوں اور زمین کو یہ کہ اپنی جگہ سے دور ہوں اور اٹھایا آسمان کو بدون ستون کے اور کہا خطابی نے کہ نہیں واقع ہوا ہے ذکر انگلی کا قرآن اور نہ حدیث قطعی میں جس کا ثبوت قطعی ہو اور البتہ ضرر ہو چکا ہے کہ ہاتھ نہیں جارحہ یعنی کا سب تا کہ وہم کیا جاوے اسکے ثبوت سے ثبوت انگریزوں کا بلکہ دو ترقی ہے کہ اطلاق کیا ہے اسکو شارح نے سونہ اسکی کیفیت بیان کی جاوے اور نہ تشبیہ دی جاوے اور شاید کہ انگلی کا ذکر ہودیان نے اس میں ملا دیا ہے اسواسطے کہ ہود مشبہ ہیں اور اس چیز میں کہ ذکر کرتے ہیں توحید سے الفاظ میں کہ داخل ہوتے ہیں تشبیہ کے باب میں اور نہیں داخل میں مسلمان کے مذہب میں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسے قول سے ہنسنا احتمال ہے کہ ہنسنا مندی کے واسطے ہو اور احتمال ہے کہ انکار کے واسطے ہو اور یہ جو راوی نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تصدیق کے واسطے ہنسنے تو یہ اسکا گمان ہے اور کہ قرطبی نے سنہم میں کہ یہ جو کہا کہ خدا روک رکھو آسمانوں کو آخر حدیث تک تو یہ سب قول ہودی کا ہے اور وہ عقائد کرتے ہیں کہ خدا کا جسم ہے اور یہ کہ خدا ایک شخص ہے ہاتھ پاؤں وغیرہ والا جیسا کہ غالیوں کا مشبہ ہے عقائد ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہنسنا سوای اسکی کچھ نہیں کہ ہودی کی بے علمی سے ہنسا اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے اسوقت یہ آیت پڑھی و ما قدر والہ حق قدرہ یعنی نہیں پہچانا انھوں نے خدا کو جیسا کہ اسکے بچاوت کے
حق ہے اور جسٹس اس میں تصدیق کی لفظ زیادہ کی ہے سودہ کچ چیز نہیں کہ وہ راوی کے قول سے ہے
اور وہ باطل ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم محال کی تصدیق نہیں کرتے اور یہ اوصاف خدا
کے حق میں محال ہیں اسواسطے کہ اگر خدا کے ہاتھ پاؤں ہوتے تو ہماری طرح ہوتا اور محتاج اور حادث ہوتا
وغیرہ جو ہمارے حق میں وغیرہ، اسکے حق میں واجب ہوتا اور اگر اس طرح ہوتا تو اسکا خدا ہونا محال ہوتا
اور اگر ایسے اوصاف والا خدا ہو سکتا تو دو حال ہی خدا ہو سکتا اور یہ محال ہے پہر اگر ہم مان لیں کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی تصدیق کی تو تصدیق اسکی معنی میں نہ ہوگی بلکہ لفظ میں جسکو نقل
کیا اس نے اپنی کتاب کے اپنے پیغمبر سے اور ہم یقین کرتے ہیں کہ اسکا ظاہر مراد نہیں اور جس کی
طرف اس نے اخیر سیل کی ہے یہ اولیٰ ہے اس چیز سے کہ پہلے بیان کی اس واسطے کہ اس میں طعن ہے
معمد راویوں پر اور رد کرنا ہے صحیح حدیثوں کا اور اگر مودتا امر بخلاف اس چیز کے کہ سمجھی راوی نے
توالبتہ لازم آتی اس سے تقریر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باطل پر اور ساکت ہونا حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا انکار ہے اور خدا کی پناہ اس سے اور سخت انکار کیا ہے ابن خزمیہ نے اس شخص پر جو دعویٰ
کر رہا ہے کہ حضرت کا بہننا بطور انکار کے تھا رفتم) حَلَّ ثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا
أَبُو قَالِ حَلَّ ثَنَا الْأَعْمَشِيُّ قَالَ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ سَمِعْتُ عَلْقَمَةَ يَقُولُ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ جَاءَ رَجُلٌ
إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَقَالَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ إِنَّ اللَّهَ يُشِيرُ إِلَيْكَ الشُّهُوبُ عَلَى
إِسْبَغٍ وَأَكْرِضِينَ عَلَى إِصْبَعْ وَالزَّرِّي عَلَى إِصْبَعْ وَالتَّلَخَاتِ عَلَى إِصْبَعْ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ
أَنَا الْمَلِكُ فَرَائِبُ النِّعَةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاحِدُهُ ثُمَّ قُرْئُوا مَا قَدْ رَوَاهُ اللَّهُ حَقٌّ
قَدْ يَوْمًا وَ تَرْجَمَهُ عَبْدِ اللَّهِ بْنُ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہو کہ اہل کتاب میں سے ایک مرد حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا تو اس نے کہا اے ابوالقاسم! یہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت
سبارک ہے) مقرر خدا پاک روک رکھے گا اسمانون کو ایک انگلی پر اور زمینوں کو ایک انگلی پر اور
درخت اور گارے کو ایک انگلی پر اور سب مخلوقات کو ایک انگلی پر فراوے گا کہ میں ہوں بادشاہ
میں ہوں بادشاہ سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہنسے یہاں تک کہ آپ کے دانت (سبارک)
ظاہر ہوئے پہر اپنے یہ آیت پڑھی اور زمین عالی انھوں نے قدر خدا کی جیسا کہ اسکے جاننے کا حق ہے
باب قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا شَخْصَ أَخَذَ مِنَ اللَّهِ بِابٍ هِيَ حَضْرَتِ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
کے اس قول کے بیان میں کہ خدا تعالیٰ سے زیادہ غیرت کرنے والا کوئی شخص نہیں **حَلَّ ثَنَا مَوْجِبُ**

ابن اسماعیل قال حدثنا أبو عوانة قال حدثنا عبد الملك عن ودا كاتیب المغیرة عن النعمان قال قال ابن
عباس لودایت رجلاً مع امرأتی لضررتک بالسیف مصفی قبلک ذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال
أعجبون من غیر سعد واللہ کانا اخیزمنہ واللہ اخیزمنی ومن اخیل غیرہ اللہ حرّم اللہ الفواخیر
ما ظہر منها وما بطن ولا احد احب الیہ العذر من اللہ ومن اخیل ذلک بعث المنذرین والمبشرین
ولا احد احب الیہ المدح من اللہ ومن اخیل ذلک وعد اللہ الجنة وقال عبید اللہ بن عمر عن
عبد الملك لا شخص اخیز من اللہ ترجمہ مغیرہ سے روایت ہے کہ کما سعد بن عبادہ نے کہ اگر کسی
مرد کو اپنی عورت کے ساتھ دیکھوں تو اس کو تلوار سے مار ڈالوں نہ مارنے والا اسکی چوڑائی سے بیٹے
بلکہ اسکی تیزی سے تو یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم
تعجب کرتے ہو سعد کی غیرت سے قسم ہے اللہ کی البتہ میں اس سے زیادہ تر غیرت کرنا والا ہوں اور خدا مجھ سے
زیادہ تر غیرت کرنے والا ہے اور اللہ کی غیرت کے سبب خدا نے بیبیائی کے سب کام حرام کیے جو ظاہر
ہیں اور جو پوشیدہ اور خدا سے زیادہ کوئی نہیں جسکو عذر بہت پسند آتا ہو اور اسی سبب خدا نے
پیغمبروں کو بھیجا جو ڈرانے والے اور بشارت دینے والے ہیں اور خدا سے زیادہ کوئی نہیں جسکو اپنی
تعریف بہت پسند آتی ہو اور اسی سبب خدا نے بہشت کا وعدہ کیا ہے اور کما عبید اللہ نے یعنی
اس نے لا احد کمدے لا شخص کہا ہے ف کما ابن دقیق العید نے کہ جو لوگ اللہ کو پاک جانتے ہیں
یا ساکت ہیں تاویل سے یا تاویل کرنے والے ہیں اور تاویل کرنے والے کہتے ہیں کہ مراد ساتھ غیرت کے
منع کرنا ہے چیز سے اور حمایت اور غیرت کو لازم ہے سو یہ اطلاق بطور مجاز کے ہے مانند ملازمہ وغیرہ کے
جو عرب کی زبان میں شائع ہے اور کما عیاض نے کہ معنی یہ ہیں کہ بھیجا خدا نے رسولوں کو واسطے اعدا اور
انذار خلق کے پہلے پکڑنے ان کے کے ساتھ عقوبت کے اور وہ مانند اس آیت کے ہے تاکہ آدمیوں کو
واسطے پیغمبروں کے بعد کوئی حجت نہیں اور یہ جو کما خدا نے بہشت کا وعدہ کیا ہے یعنی اسکے واسطے
بسنے اسکی فرمانبرداری کی کما ابن بطال نے کہ مراد مدح سے مدح اسکے بندوں کی ہے ساتھ فرمان برداری
اسکی کے اور پاک کرنے اسکے کے اس چیز سے کہ اسکے لائق نہیں اور ثنا کرنے کے اور پر اسکے ساتھ نعمتوں
اسکی کے تاکہ انکو اسکا بدلہ دے اور کما قرطبی نے کہ ذکر کرنا مدح کا ساتھ غیرت کے اور عذر کے واسطے
تنبیہ کرنے کے ہے اس پر کہ وہ اپنی غیرت کے ساتھ عمل نہ کرے اور نہ جلدی کرے بلکہ تسکلی اور نرمی کرے
اور تحقیق کرے یہاں تک کہ حاصل ہو اور پر وجہ صواب کے سو پہونچے کمال مدح اور ثنا اور ثواب کو واسطے
اختیار کرنے اسکے کے حق کو اور متم کرنے اپنے نفس کے اور غلبہ اسکے کے وقت جوش مارنے اس کے

کے اور یہ مانند اس حدیث کے ہے کہ بڑا پہلوان وہ ہے کہ جو غصے کے وقت اپنی جان پر قابو رکھے اور کسا عیاض نے کہ یہ جو کسا خدا نے بہشت کا وعدہ کیا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جب خدا نے اس کا وعدہ کیا اور اس میں رعیت دلائی تو بہت ہوا سوال اس کے واسطے اور طلب طرف اسکی اور ثناء اور اس کے اور نہیں محبت بکڑی جاتی ساتھ اس کے اسپر کہ جائز ہے آدمی کو اپنی تعریف کا حاصل کرنا اس واسطے کہ وہ منع ہے لیکن اگر دل میں اسکی محبت رکھے تو منع نہیں جبکہ اس سے کوئی چارہ نہ ہو سو اللہ تعالیٰ مستحق ہے کمال مدح کے واسطے اور آدمی کو نقص لازم ہے اور اگر وہ کسی جہت سے مدح کا مستحق ہو لیکن مدح اس کے دل کو فاسد کر دیتی ہے اور اسکو اپنے جی میں بڑا بنا دیتی ہے یہاں تک کہ اپنے غیر کو حقیر جانتا ہے اور اس واسطے آیا ہے کہ تعریف کرنے والوں کے منہ میں مٹی ڈالو اور یہ حدیث صحیح ہے کہ ابن ابی طالب نے اجماع ہے ہر ت کا اسپر کہ نہیں جائز ہے کہ وصف کیا جاوے اللہ کو ساتھ شخص کے اس واسطے کہ نہیں وارد ہوئی ہے توقیف ساتھ اس کے اور البتہ منع کیا ہے اس سے مجاہد نے باوجودیکہ وہ سے قائل ہیں کہ خدا ہم سے نہ مانند جسموں کے کہا اور حدیث کے الفاظ میں اختلاف ہے سو ابن مسعود کی حدیث کے الفاظ میں تو صرف لا احد کی لفظ واقع ہوئی ہے اس میں کچھ اختلاف نہیں پس ظاہر ہوا کہ شخص کی لفظ ایک جگہ میں آئی ہے سو شاید راویوں کے تصرف سے ہے علاوہ ازین یہ اس مسئلے کے باب سے جو غیر خبر ہے ہوا متذکر قول اللہ تعالیٰ کے **وَمَا لَهُمْ بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ تَشَاءُونَ إِلَّا الظَّنُّ** اور حالانکہ ظن علم کی قسم سے نہیں اور یہی ہے ستم اور کہا ابن نور کے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع ہے اطلاق شخص کا خدا پر کسی امر و ان کے واسطے اول یہ کہ نہیں ثابت ہوئی یہ لفظ سمع کے طریق سے دوم یہ کہ اجماع ہے اس کے منع ہونے پر سوم یہ کہ اس کے معنی میں جسم مؤلف مرکب اور معنی غیرت کے زجر اور تحریم ہیں پس معنی یہ ہیں کہ سعد بڑا زجر کرنے والا ہے تحریم سے اور میں اس سے زیادہ زجر کرنے والا ہوں اور خدا تعالیٰ مجھ سے زیادہ تر زجر کرنے والا ہے اور طعن کیا ہے خطاب میں نے سند میں ساتھ متفرد ہونے عبید اللہ کے ساتھ اس لفظ کے اور حالانکہ اس طرح نہیں اور اسکی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے صحیح مسلم وغیرہ کتابوں کی طرف رجوع نہیں کیا جن میں یہ لفظ واقع ہوا ہے غیر روایت عبید اللہ کی سے اور یہ رد کرنا ہے صحیح روایتوں کا اور طعن کرنا حدیث کے اماموں میں جو ضابطہ ہیں باوجود ممکن ہونے تاویل اس روایت کے جو انہوں نے روایت کی اسی واسطے کہ مانی نے کہا کہ نہیں ہے کوئی حاجت فقہ راویوں کو خطا کا ٹھیکر کرنے کی بلکہ حکم اسکا حکم باقی متشابہات کا ہے یا تفویض یا تاویل اور کہا قرطبی نے کہ اصل وضع حکم کی جسم آدمی کے واسطے ہے اور یہ معنی خدا کے حق میں محال ہیں پس واجب ہے تاویل اسکی سو بعضوں

.... بٹے کہا اسکے معنی ہیں کہ نہیں کوئی بلند اور بعضوں نے کہا کہ نہیں کوئی شے اور یہ تاویل خوب تر ہے پہلے سے اور واضح تر اس سے لا موجود یا لا احد ہے اور یہ تاویل نہایت خوب تر ہے اور حالانکہ ثابت ہو چکی ہے یہ لفظ دوسری روایت میں اور شاید کہ لفظ شخص کا بولا گیا ہے واسطے مبالغہ کرنے کے یہ ثابت کرنے ایمان اس شخص کے کہ دشوار ہے اسکے سمجھنے پر وہ موجود کہ نہ مشابہ ہو کسی چیز کو موجودات سے تاکہ نوبت ہو بخاوسے یہ طرف نفی اور تعطیل کی (فتح) **تذہیب** نہیں تصریح کی بخاری نے ساتھ **طحاوی** کرنے لفظ شخص کے اللہ پر بلکہ وارد کیا ہے اس کو بطور احتمال کے اور البتہ جزم کیا ہے آیندہ باب میں ساتھ نام رکھنے اسکے کے شے واسطے ظاہر ہونے اسکے کے اس چیز میں کہ ذکر اس کو دو آیتوں سے (فتح) **بَابُ** اَیُّ شَیْءٍ اَلْکَلْبُ شَہَادَةٌ قُلْ اِنَّ اللّٰہَ فَسَّیْ اَللّٰہُ تَعَالٰی کَفَّسَ شَیْئًا کَمَنْ جَہِیْرُی ہے گواہی میں کہ اللہ سو خدا نے اپنا نام شے رکھا **ف** اور توجیہ ترجمہ کی یہ ہے کہ جب اُئی کی لفظ استفہام کے واسطے ہو تو ظاہر تقاضا کرتا ہے کہ نام رکھا گیا ہو ساتھ نام اس چیز کے کہ مضاف ہو طرف اسکی برابر اسکے پس صحیح ہوگا کہ اللہ کا نام شے رکھا جاوے اور ہوگا کلمہ جلالت کا یعنی اللہ خبر مبتداً مخذوف کی یعنی یہ شے وہ اللہ ہے اور جائز ہے کہ مبتداً ہو اسکی خبر مخذوف ہو یعنی اللہ اکثر شہادۃً وَفَسَّیْ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمُ الْقُرْآنَ شَیْئًا وَهُوَ صِفَةٌ مِنْ صِفَاتِ اللّٰہِ یعنی اور نام رکھا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کا شے اور حالانکہ وہ صفت ہے اللہ کی صفتوں سے **ف** یعنی سہل کی حدیث میں اَمَعَلَتْ مِنَ الْقُرْآنِ شَیْئًا وَقَالَ کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْہَہُ اور کہا کہ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے مگر اسکی ذات **ف** استدلال کرنا ساتھ اس آیت کے سہنی ہے اسپر کہ استثناء اس میں متصل ہے اس واسطے کہ وہ تقاضا کرتا ہے کہ مستثنیٰ مستثنیٰ سے میں داخل ہو اور یہی ہے راجح اور اسپر کہ لفظ شے کی اللہ پر بولی جاتی ہے اور یہی راجح ہے اور یہ اس ساتھ وجہ کے ذات ہے اور توجیہ اسکی یہ ہے کہ تعبیر کی گئی ہے جملے سے ساتھ مشہور ترجمہ کے اور امتحان ہے کہ یہ راجح ہے وہ چیز کہ خدا کے واسطے عمل کی جاوے اور بعضوں نے کہا کہ استثناء منقطع ہے یعنی ممکن اللہ وہ نہیں ہلاک ہوگا اور شے مساوی ہے موجود کی عرف میں اور لغت میں اور یہ قول ان کا لیس شے نو یہ بطور مبالغہ کے ہو ذم میں اسی واسطے موصوف کیا ہے اسکو ساتھ صفت معدوم کے اور کہا ابن ابی ہلال نے کہ ان آیتوں اور آخروں میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرنا ہے کہ اطلاق کرنا شے کا خدا پر جائز نہیں اور رد ہے اس پر جو گمان کرنا ہے کہ معدوم شے ہے اور اتفاق ہے سب عقلا کا کہ لفظ شے کا تقاضا کرتا ہے موجود کے ثابت کرنے کو اور لفظ لائے کا تقاضا کرتا ہے موجود کی نفی کو مگر یہ قول انکا لیس شے ذم میں کہ یہ

کہ غلطی ساتھ معنے اے کے ہے یعنی اتنا ہوا طرف عرش کے یعنی اس چیز میں متعلق ہے ساتھ عرش کے اس واسطے کہ پیدا کیا خلق کو آگے پیچھے کہا ابن بطال نے یہ قول معتزلہ کا سوا بطل ہے اس واسطے کہ خدا ازل سے ہے قاہر غالب اور قول اسکا ثم استوی تقاضا کرتا ہے کہ شروع ہوئی یہ وصف بعد اس کے کہ نہ تھی اور انکی تاویل سے لازم آتا ہے کہ وہ اس میں غلبہ کیا گیا تھا یعنی کوئی اور پہر غالب تھا پر قہر کے ساتھ غالب ہوا اس پر جو اس پر غالب تھا اور یہ منتفی ہے اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے اور یہ پر مجسمہ کا قول سو وہ بھی غلط ہے اس واسطے کہ استقرار جسم کے صفتوں سے ہے اور لازم آتا ہے اس کے حلول اور تباہی اور یہ اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہے اور لائق ہے ساتھ مخلوقات کے واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ فَإِذَا اسْتَوَيْتَ الْأَرْضَ وَمَنْ مَعَكَ عَلَى الْفَلَاحِ اور یہ تفسیر اشکو کے ساتھ علاقہ کے سو وہ صحیح ہے اور وہی ہے مذہب حق اور قول اہل سنت کا استواء اس واسطے کہ خدا نے اپنی صفت کی ہے ساتھ بلند ہونے کے بَسْتَحَانَهُ وَتَعَالَى عَنِ الْمَائِثَةِ اور یہ صفت ہے اسکی ذات کی صفتوں سے اور روایت کی ابو القاسم لالکائی نے ام سلمہ کو کہا کہ استوی نہیں ہے مجہول اور اسکی کیفیت عقل میں نہیں آتی اور اسکے ساتھ اقرار کرنا ایمان ہے اور اس سے انکار کرنا کفر ہے اور ربیع بن عبدالرحمن سے کہ وہ پوچھا گیا کس طرح ہے استوی علی العرش تو اس نے کہا کہ استواء معلوم ہے اور کیفیت معلوم نہیں اور خدا پر ہے پیغمبر کا بیچنا اور پیغمبر پر ہے پوچھا دینا اور لازم ہے ہم پر بان لینا اور روایت کی بھیجی نے ساتھ سند حید کے اوزاعی سے کہ ہم کہتے تھے اور حالانکہ تابعین بہت تھے کہ بیشک اللہ عرش پر ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ وارو ہوئی ہے ساتھ اسکے سنت اسکی صفات سے اور روایت کی ثعلبی نے اوزاعی سے کہ وہ پوچھے گئے خدا کے اس قول سے ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ سو اس نے کہا کہ وہ اس طرح ہے جس طرح کہ اس نے اپنے تئیں موصوف کیا یعنی اس میں تاویل نہ کی جاوے اور روایت کی بھیجی نے ساتھ سند حید کے عبداللہ بن وہب سے کہ ہم مالک کے پاس تھے تو ایک مرد اندر آیا سو اس نے کہا اے اباعبداللہ الرحمن علی العرش استوی کہ کس طرح ہے استواء سو مالک نے اپنا سر نیچے ڈالا سو اسکو پسینہ آیا پھر اپنا سر اٹھایا اور فرمایا کہ الرحمن علی العرش استوی یعنی خدا اسی طرح ہے جس طرح کہ اس نے اپنے تئیں موصوف کیا اور نہ کہا جاوے کیف اور کیف اس سے مرفوع ہے یعنی اسکی کیفیت معلوم نہیں اور میں معلوم کرتا ہوں کہ تو بدعتی ہے اور اس طرح نقل کیا ہے اس نے ام سلمہ سے لیکن اس میں ہے کہ اقرار اسکو ساتھ واجب ہے اور سوال کرنا اس سے بدعت ہے اور روایت کی بھیجی نے کہ سفیان ثوری اور شعبہ اور حماد بن زید اور حماد بن سلمہ اور شریک اور ابو عوانہ و خدا کو محدود کرتے تھے اور نہ اسکو کسی وجہ کے

ساتھ تشبیہ دیتے ہیں اور روایت کرتے تھے ان حدیثوں کو یعنی جس طرح کہ وارد ہوئیں اور نہ کہتے تھے کہ سر
 طرح کہا ابو داؤد اور یہی ہے قول ہمارا کہا بیہقی نے اسی پر گزر چکے ہیں ہمارے بڑے اور باسند بیان
 کیا ہے لاکائی نے محمد بن حسن شیبانی سے کہا کہ اتفاق کیا ہے سب ہمتار نے مشرق سے مغرب تک
 اس پر کہ ایمان لانا ساتھ قرآن کے اور ان حدیثوں کے کہ روایت کیا ہے ان کو ثقات نے حضرت صلے اللہ
 علیہ وسلم سے سچ صفت رکے واجب ہے بغیر تشبیہ اور تفسیر کے اور جو تفسیر کرے کسی چیز کو اس سے اور قائل
 ہو ساتھ قول جہم کے تو وہ نکلا اس چیز سے جس پر حضرت اور آپ کے صحابہ تھے اور انکے ہوا جماعت کے
 اس واسطے کہ اس نے وصف کیا رب کو ساتھ صفت لائے کے اور روایت کی اس نے ولید بن سلم
 کے طریق سے کہ سوال کیا میں نے افداعی اور ثوری اور مالک اور لیث کو ان حدیثوں سے جن میں خدا
 کی صفت ہو تو انہوں نے کہا کہ ان کو بدستور سننے دو جس طرح کہ وارد ہوئیں بغیر کیفیت کے اور روایت
 کی ابن ابی حاتم نے شافعی سے کہ اگر کے واسطے نام اور صفات میں اور جو مخالفت کرے بعد ثبوت
 حجت کے تو اس نے کفر کیا اور ایہ قائم ہونے حجت سے پہلے تو وہ معذور ہے ساتھ جہل کے اس واسطے
 کہ اس کا علم یقین پایا جاتا عقل سے اور نہ دیکھنے سے اور نہ فکر سے سو ہم ان صفتوں کو خدا کی واسطے
 ثابت کرتے ہیں اور اس سے تشبیہ کی نفی کرتے ہیں یعنی خدا کسی چیز کی مانند نہیں ہے جس طرح نہ خدا
 نے اپنی ذات سے آپ نفی کی سو فرمایا یس کشلہ شئی اور باسند بیان کیا ہے بیہقی نے ابو بکر ضبی کے
 طریق سے کہا کہ مذہب اہل سنت کا بیچ الرحمن علی العرش استوی کے بلا کیفیت ہو اور آثار سلف
 سے اس میں بہت ہیں اور کما ترمذی نے جامع میں کہ البتہ ثابت ہو چکی ہیں یہ روایتیں سو ہم ان کے
 ساتھ ایمان لاتے ہیں اور نہیں کرتے ہم وہم اور نہ کہا جاوے کہ یہ اسی طرح آیا ہے مالک اور ابن عیینہ
 اور ابن مبارک سے کہ انہوں نے ان حدیثوں کو اپنے ظاہر پر گزارا اور یہی قول ہے اہل علم کا اہل سنت
 و جماعت سے اور ایہ چہم یہ سو انہوں نے اس سے انکار کیا ہے سو انہوں نے کہا کہ تشبیہ ہے اور
 کما اسحاق بن راہویہ نے کہ تشبیہ تو اس وقت ہوتی ہے جبکہ کہا جاوے کہ ہاتھ ہاتھ کے ہے اور
 کان مانند کان کی اور کما ابن عبد البر نے کہ اہل سنت کا اجماع ہے اوپر اقرار کرنے کے ساتھ ان
 صفتوں کے جو وارد ہوئی ہیں کتاب اور سنت میں اور انہوں نے اس میں سے کسی چیز کی کہنیت
 بیان نہیں کی اور ایہ چہم یہ اور معتزلہ اور خوارج سو انہوں نے کہا کہ جو اقرار کرے ساتھ ان کے
 وہ مشبہ ہے اور جو لوگ کہ ان کے ساتھ اقرار کرتے ہیں انہوں نے ان کا نام سطلہ رکھا ہے اور کہا
 امام الحرمین نے رسالہ نظامیہ میں کہ علماء کو ان صفتوں کے ظاہر میں اختلاف ہے سو بعضوں نے

ان کی تاویل کی ہے اور مذہب ائمہ سلف کا تاویل سے باز رہتا ہے اور جاری کرنا انکا ظاہر پر اور سہ پر کرنا انکے معنوں کو طرف خدا کی اور ہم پیروی کرتے ہیں سلف امت کے عقیدے کی اسطے دلیل قاطع کے کہ اجماع امت کا حجت ہے اور اگر ان ظاہر حدیثوں کی تاویل ضروری ہوتی تو فروغ شریعت سے زیادہ اس کا اہتمام کرتے اور جب گندھ چکا عصر اصحاب اور تابعین کا اور انہوں نے ان حدیثوں میں تاویل نہ کی اسوی طریقے کی پیروی کی جاوے گی اور پہلے گندھ چکا ہے اہل عصر ثالث یعنی تبع تابعین سے اور وہ فقہاء ہیں شہر وں کے مانند ثوری اور مالک اور اوزاعی کے اور حبان کے ہم زمان ہیں اور اسطرح جن لوگوں نے ان سے علم سیکھا سو کس طرح نہ اعتماد کیا جاوے ساتھ اس چیز کے جس پر قرون ثالثہ کے علما کا اتفاق ہے اور حالانکہ وہ بہتر ہیں سب زمانوں کے لوگوں سے ساتھ گواہی صاحب شریعت کے (فتح) وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْحَبِيبُ الْكَرِيمُ وَالْوَدُودُ الْحَبِيبُ یعنی کہا ابن عباس نے کہ محمدی کے معنی ہیں کریم اور ودود کے معنی ہیں حبیب یعنی اس آیت میں ذوالعرش المجید وهو المظہر الودود ف اور محمد کے معنی ہیں فراخی کرم اور طہالت میں اور وصف کیا قرآن کو ساتھ محمدی کے اس واسطے کہ وہ بغل گیر ہے سکارم دنیاوی اور اخروی کو کہا ابن سیر نے کہ بخاری نے جو چیز کہ ابن باب میں ذکر کی ہے وہ سب شامل ہے اور ذکر عرش کے مگر اثر ابن عباس کا کہ اس نے تنبیہ کی ہے ساتھ اسکے ایک لطیفہ پر وہ یہ کہ محمدی آیت میں اور پر کے نہیں ہے صفت عرش کے تاکہ خیال کیا جاوے کہ وہ قدیم ہے بلکہ وہ صفت الہی کی ہے ساتھ دلیل قرات رفع کے اور بخاری نے اسکے بعد جو حمید مجید ذکر کیا ہے تو یہ بھی اسکی تائید کرتا ہے کہ وہ بخاری کے نزدیک صفت الہی کی ہے (فتح) وَقَالَ حَبِيبُ الْحَبِيبِ كَانَهُ فَعِيلٌ مِنْ مَكِيٍّ وَفَحْمٌ مِنْ حِمْلٍ كَمَا جَاءَ فِي خُذَّكَ اس قول کی تفسیر نیز حمید مجید کہ انکے معنی ہیں محمود ماجد یعنی تو ہے سب خوبیوں سے سرا ہا گیا بڑائی والا پس حمید ساتھ معنی مفعول کے ہے اور مجید ساتھ معنی فاعل کے اور مجید فعیل ہے ماجد سے اور حمید ساتھ معنی محمود کے ہے حمد سے (فتح) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِي كَثْمَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ جَابِرِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ حَصِينٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَاءَهُ قَوْمٌ مِنْ بَنِي تَيْمٍ فَقَالَ أَقْبِلُوا الْبَشَرَى يَا بَنِي تَيْمٍ قَالُوا بَشَرْنَا فَأَعْطَانَا فَدَخَلَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ أَقْبِلُوا الْبَشَرَى يَا أَهْلَ الْيَمَنِ إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُو تَيْمٍ قَالُوا قَدْ قَبِلْنَا جَمْعًا فَتَفَقَّهَ فِي الدِّينِ وَلَيْسَ كَذَلِكَ عَنْ أَوَّلِ هَذَا الْأَمْرِ مَا كَانَ قَالَ كَانَ اللَّهُ وَلَمْ يَكُنْ قَبْلَهُ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ لَمْ يَخْلُقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَكَتَبَ فِي الْكِتَابِ

کُلُّكُمْ لَنَا يَوْمَئِذٍ فُتْرَةٌ أَهْلٌ أَوْ بَاطِلٌ فَلَا تَدْرِي لَكُمْ أَجَلٌ أَتَقَاتَلْ وَتَذْهَبُ غَيْرُكُمْ فَانْطَلَقْتُ أَطْلُقُهَا فَإِذَا الشَّرَابُ فَتَقَطَّعَ
دُونَهَا وَأَيُّكُمْ اللَّهُ لَوْ كُنْتُ أَتَقَاتَلْ وَتَذْهَبُ غَيْرُكُمْ فَانْطَلَقْتُ أَطْلُقُهَا فَإِذَا الشَّرَابُ فَتَقَطَّعَ
یہ وسلم کے پاس تھا کہ ناگمان بنی تمیم کی ایک قوم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ قبول کرو بشارت کو اسے بنی تمیم تو انہوں نے کہا کہ آپ ہم کو بشارت دی سو کچھ مال ہی دو پہرین کے
کچھ لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبول کرو بشارت کو امویین
والوحبکہ بنی تمیم نے اسکو قبول نہیں کیا انہوں نے کہا کہ البتہ سب نے بشارت قبول کی اور ہم آپ پاس حاضر ہو
ناکہ دین کو جو چین اور آپ جو چین کہ اس عالم سے پہلے کیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خدا ہی تھا اور
اسکی سوائے کوئی چیز نہ تھی اور اسکا عرش باپنی پر تھا پر آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور لوح محفوظ میں
ہر چیز کو لکھا ہر پر سے پاس ایک مرد آیا سو اس نے کہا کہ اے عمران اپنی اوتھنی کو پائنتو وہ چلی گئی سو میں چلا
اس کی تلاش کو تو ناگمان سراپا سے خیالی پائی اس سے دوسرے منقطع ہوتا ہے یعنی دور نظر آئی اور تم
ہے اللہ کی البتہ میں نے جا ہا کہ وہ جاتی رہتی اور میں کھڑا نہ ہوتا میں نے حضرت کے پاس سے ف اور مراد بشارت
سے یہ ہے کہ جو مسلمان ہو اس نے نجات پائی ورنہ میٹ جڑ ہنے سے پہر اسکو عمل کے موافق بدلایا گیا مگر یہ کہ
خدا اس سے معاف کرے کہ اگر مانی نے کہ بشارت دی انکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اس چیز کے
کہ تقاضا کرے بہشت میں داخل ہونے کو اس واسطے کہ تعریف کی انکے وسط اصول عقاید کی جو سب اور
اور جو ان کے درمیان ہے اور سوائے اسکے کچھ نہیں کہ تعریف اس جگہ واقع ہوئی تھی اہل یمن کے
واسطے نہ بنی تمیم کے واسطے اور یہ جو کہا کہ آپ ہم کو بشارت دی تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ
مسلمان تھے اور سوائے اسکے کچھ نہیں کہ انہوں نے دنیا کا مال چاہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی
بے علمی سے غصے ہوئے کہ انہوں نے معلق کیا اپنی امیدوں کو ساتھ دنیا فانی کے اور مقدم کیا اس کو
دین کی وجہ پر کہ حاصل ہوتا ہے ساتھ اسکے ثواب آخرت باقی کا اور کہا کہ مانی نے کہ قول انکا بشارت نہ
کرتا ہے اس پر کہ انہوں نے کچھ بشارت کو قبول کیا لیکن اسکے ساتھ دنیا کا مال ہی طلب کیا اور سوائے اسکے
کچھ نہیں کہ نفی کی ان سے قبول مطلوب کی یہ مطلق قبول کی اور غضبناک ہوئے اس واسطے کہ انہوں نے کلمہ
توحید اور سب اور معاد کے حقیقت اور ان کی واجب کرنے والی چیزوں سے سوال نہ کیا اور ایک روایت
میں ہے کہ خدا ہر چیز سے پہلے تھا اور اسکے بغیر نہ تھے کہ خدا تھا اور اسکے ساتھ کچھ چیز نہ تھی اور یہ جس پر
ہے رد میں اس شخص پر جو ثابت کرتا ہے حوادث کو کہ نہیں کوئی اول واسطے ان کے اور مراد پہلے کان سے
ازلیت اور قدم ہے اور دوسرے کان سے حدوث بعد عدم کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اس پر

کہ جہاں دنیا حادث ہے یعنی پہلے نہ تھا پھر پیدا ہوا اس واسطے کہ قول اسکا اور خدا تھا اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی ظاہر ہے اس میں اس واسطے کہ ہر چیز جو اللہ کے سوا ہے موجود ہوتے بعد اسکے کہ موجود نہ تھے اور یہ جو کہا کہ تیری اوٹنی جانی رہی تو ایک طریق میں اس روایت کو اول میں ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوا یعنی مسجد میں اور میں نے اپنی اوٹنی دروازے پر باندھی یعنی اسکا زانو دہشتی سے باندھا اور یہ کہ البتہ میں نے دوست رکھا کہ اوٹنی جانی رہتی تو یہ انوس اور پھجوع جانے اور نہ کٹے ہونے اسکے کے ہے نہ ایک پیر واسطے کہ اسکا جانا تو اسکے چوٹ جانے سے معلوم ہو چکا تھا اور مراد بالکل جاتے رہنا اسکا ہے (فتح)
 حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ يَمَانِيكَ اللَّهُ مَلِكٌ لَا يَخِيضُهَا نَفَقَةٌ سَخَاءُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ أَرَأَيْتُمْ مَا أَتَفَقُّ مِنْكُمْ خَلْقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ فَإِنَّهُ لَمْ يَنْقُصْ مَا فِي بَيْتِنَا وَعَرْشِنَا عَلَى الْمَاءِ وَبَيْنَ الْأَخْضَى الْفَيْضُ أَوْ الْقَبْضُ يَرْفَعُ وَيَخْفِضُ ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کا دہنا ہر شے ہے خرچ کرنا اسکو کم نہیں کرتا ہاتھ اسکا شب و روز اونٹ بننے والا ہے یعنی ہر دم فیض اسکا جاری ہے بہلا دیکھو تو کہ جو کہ خدا نے خرچ کیا جبکہ آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اسنے خرچ نے قیاس کے واسطے ہاتھ میں سے کچھ کم نہیں کیا اور خدا عرش پانی پر بنا اور خدا کو دوسرے ہاتھ میں فیض ہے یا فرمایا روک ہے کسی کو اٹا تا ہے کسی کو جبکاتا ہے و اس حدیث کی شرح پہلے گذر چکی ہے اور مراد پانی سے سمندر کا پانی نہیں بلکہ وہ پانی ہے جو عرش کے تلے ہے اور احتمال ہے کہ اسکے اٹا نیوالوں کے پاؤں دریا میں ہوں جیسا کہ بعض آثار میں آیا ہے روایت کی یہی ہے نہ ہی کے طریق سے اس آیت کی تفسیر میں وسیع کونیۃ السموات والارض کہا کہ جس شے پر کہ ساتویں زمین ہے اور وہ نہایت خلق کی ہے اسکے کناروں پر چار فرشتے ہیں ہر ایک کے واسطے ان میں چار سترہ ہیں ایک سنہ آدمی کا دوسرا شیر کا تیسرا ایل کا چوتھا سر کا سودا سپر کٹرے ہیں انہوں نے زمینوں اور آسمانوں کو گھیرا ہوا ہے انکے سر کرسی کے تلے ہیں اور کرسی عرش کے تلے ہے اور ابودکھل حدیث طویل میں ہے کہ زمین سات آسمان ساتھ کرسی کے مگر باندھنے کی کہ بیابان میں ہو اور زمین کرسی کے عرش کے مگر مثل حلقے کی کہ بیابان میں ہو (فتح)
 حَدَّثَنَا أَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمَقْدَمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ جَاءَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ كَيْتُكَوْلًا فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَأَمْسِكَ عَلَيْكَ ذُرْوَجَكَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَيِّمَا شَيْءٍ لَكُم هَذَا لَا بَدَّ قَالَ وَكَانَتْ تَفْخَرُ

عَلَىٰ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ رَوَّجَكَ أَهْلُ الْيَكُنْ وَرَوَّجَنِي اللَّهُ مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمَوَاتٍ
وَعَلَىٰ نَائِبٍ وَتَخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللَّهِ كَذَلِكُمْ فِي شَأْنِ زَيْنَبَ وَزَيْنَبُ بْنُ حَارِثَةَ
ترجمہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زید بن حارثہ نے اگر شکایت کی یعنی اپنی محبت کی تو حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا شریعہ کیا کہ اللہ سے ڈرا اور اپنی عورت کو اپنے پاس نہ دے اور اگر حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کسی چیز کو چھپانے والے ہوتے تو اس آیت کو چھپاتے یعنی وَتَخْفِي مَا فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ کیا
اور زینب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اور بی بیوں پر فخر کرتی تھیں کہ تمہارا نکاح تمہارے
گھر والوں نے کر دیا اور نکاح کر دیا میرا خدا نے سات آسمان کے اوپر سے اور ثابت سے روایت ہے کہ
آیت وَتَخْفِي مَا فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللَّهِ زینب اور زینب کی شان میں اتری **ف** زینب حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی بیوی کی بیٹی تھیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نکاح زید سے کر دیا لیکن
دونوں میں موافقت نہ ہوئی اکثر لڑائی ہوئی تو زید نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اگر شکایت کی اور
کہا کہ میں اس کو چھوڑ دیتا ہوں تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے پاس نہ دے اپنی بی بی
کو اور ڈرا اللہ سے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دل میں آیا اگر زید نے زینب کو چھوڑ دیا تو میں اس سے نکاح
کر لوں گا پس یہ آیت اتری اور ایک روایت میں ہے کہ زینب نے کہا کہ میرا حق حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
پر سب بی بیوں سے زیادہ ہے نکاح کر دیا میرا خدا نے آپ کے عرش کے اوپر سے اور جبریل و میکیل
جبرائیل اور میں آپ کی بیوی کی بیٹی ہوں آپ کی عورتوں میں سے کوئی بی بی مجھ سے زیادہ تر قریب نہیں
وَفُتِحَ حَلْقُ قَتَادَةَ بْنِ بَكْلَى قَالَ حَلَّتْ نَا عَيْسَىٰ بْنُ طَهْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ
كَذَلِكَ آيَةُ الْحَجَابِ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ فَأُطْعِمَ عَلَيْهَا يَوْمَ مَدِينِ خُبْرًا وَكَيْفًا وَكَانَتْ تَخْفَى عَلَىٰ لِسَانِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ تَقُولُ إِنَّ اللَّهَ أَكْثَرُنِي فِي السَّمَاءِ ترجمہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ اتری آیت حجاب کی زینب کے حق میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس دن لوگوں کو ان کے وسیع
میں دلی اور گوشت کھلایا اور زینب فخر کرتی تھیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اور بی بیوں پر اور کہتی تھیں
کہ نکاح کر دیا میرا خدا نے آسمان میں **ف** قول اسکا آسمان میں اسکا ظاہر ہر اونہیں اس واسطے کہ اللہ عزہ
ہے صلوٰۃ کرنے سے مکان میں لیکن چونکہ بلندی کی جہت اشرف ہے اپنے غیر سے تو مستحب کیا اسکو اسکی
واسطے اشارہ کرنے کی طرف بلند ہونے ذات اور صفات کے اور یہی جواب ہے ان لفظوں میں جو فوقیت
میں وارد ہوئی ہیں کما راغب نے کہ فوق استعمال کیا جاتا ہے مکان میں اور زبان میں اور جسم میں اور عدد میں
اور مرتبے میں اور قدر میں اول کی مثال یہ ہے قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ

دوسری کی مثال یہ ہے اور ہمارا کم سن تو فکر تیسرے کی مثال یہ ہے فان کن لسا فوق اثنتین چوتھے کی مثال یہ ہے بعوضۃ فما فوقہا چوتھے اور بڑے ہوئے میں وعلى هذا القياس حل ثلثنا ابوالیمان قال اخبرنا شعیب قال حل ثلثنا ابوالزناد عن ابي عرعرة عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ان الله لما قضى الخلق كتب عنك فوق عرشه اثنی عشری سبقتی غضبی ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر جب خدا نے خلق کو پیدا کیا تو عرش پر اثنی عشر لکھ دیا کہ اس مقرر میری رحمت آگے بڑھ گئی میرے غصے سے **ف** کا خطابی نے کہ مراد ساتھ کتاب بقضا ہے جو مقرر کی یعنی مقرر کیا اسکو جیسے فرمایا کتاب لہ لافلبن اماورسلی اور یہ جو کہا کہ عرش سے اوپر تو اسکے معنی یہ ہونگے کہ اسکا علم خدا کے نزدیک ہے سو کونہ ہوتا ہے نہ بدلتا ہے جیسے خدا فرمایا فی کتاب لا یغیر ذی ولا یبسی اور یا کتاب مراد لوح محفوظ ہے جس میں ذکر ہے اتمام خلق کا اور ان کے کا سن کا اور ان کی اجل کا اور ان کی روزی کا اور ان کی حالات کا تو ہونگے معنی اسکے قول کے سو وہ اسکے پاس عرش پر ہے یعنی ذکر اسکا اور علم اسکا اور یہ سب جائز ہے تخریج میں اس پر کہ عرش خلق مخلوق ہے اسکو فرشتے اٹھاتے ہیں سو نہیں ہے محال یہ کہ ہاتھ لگاویں عرش کو جبکہ اسکو اٹھاویں اگرچہ ہو حامل عرش کا اور حامل اسکے حاملوں کا امہ اور نہیں ہے قول ہمارا کہ امہ عرش پر ہے یعنی اسکے ساتھ چواہوا ہے یا قرار ہے اس میں یا جگہ بکڑنے والا کسی جہت میں اسکی جہات سے بلکہ وہ خیر ہے کہ آئی ہے توقیف ساتھ اسکے اور نفی کی نہی اس کی کیفیت کی اس واسطے کہ اسکی مثل کوئی چیز نہیں کہا ابن ابی جرہ نے کہ یہ جو کہا کہ وہ کتاب اسکے پاس عرش پر ہے تو اس پر سوسیا جاتا ہے کہ حکمت نے چاہا کہ ہو عرش حامل واسطے اس چیز کے کہ چاہی امہ نے اثر حکمت امہ اور اسکی قدرت کی سے اور پوشیدہ غیب اسکی سے تاکہ مجرہ ہووے وہ امہ ساتھ اسکے طریق علم اور احاطہ کے سے سو ہوگی یہ ربی دلیل اور اکیلے ہونے اسکے کے ساتھ علم غیب کے اور کہی ہوتی ہے یہ تفسیر واسطے قول اسکے کے الرحمن علی العرش استوی یعنی جسکو چاہا اپنی قدرت سے اور وہ کتاب اسکی ہے جسکو عرش پر کہا رفع) حل ثلثنا ابواہیم بن المنذر قال حدثنا محمد بن یحییٰ قال قال حدثنی ابي عن هلال بن عطاء بن يسار عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من آمن بالله ورسوله وأقام الصلوة وصام رمضان وأعطى على الله أن يدخل الجنة هبوعاً في سبيل الله أو جلس في أرضه التي ولد فيها قالوا يا رسول الله أفلا ننبتني الناس بذلك قال قال إن في الجنة مائة درجة أعطاها الله للمجاهدين في سبيله كل درجة مائة مائة كما بين

وہ فرشتے ہوں جو اس کے ساتھ موکل میں رہتا تھا۔ **ح** حَلَّ ثَنَا مَوْحِي عَزَّ وَجَلَّ قَالَ حَلَّ ثَنَا ابْنُ نَيْبٍ عَنْ عَبْدِ
 ابْنِ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ نَائِبٍ حَدَّثَهُ **ح** وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنْ ابْنِ نَيْبٍ
 عَنْ ابْنِ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ نَائِبٍ حَدَّثَهُ قَالَ أُرْسِلَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَتَبَيَّنْتُ الْقُرْآنَ حَتَّى وَجَدْتُ
 الْحُرُوفَ التَّوْبِيخَ مَعَ أَبِي خُرَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ
 حَتَّى خَاتَمَتْ بَرَاءَةً بِرَحْمَةِ زَيْدِ بْنِ نَائِبٍ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ کو کہلا بھیجا کہ میں
 قرآن کو جمع کروں سو میں نے قرآن کو تلاش کیا یعنی لوگوں سے یہاں تک کہ میں نے سورہ توبہ کی اخیر آیت ابو خرمیہ
 کے پاس پائی کہ میں نے اسکو اس کے سوا کسی کے پاس پایا وہ آیت یہ ہے لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ
 بَرَاءةً كَمَا خَرَجْتُمْ مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ اس آیت کا اخیر یہ ہے وہ رب العرش لعظیم یعنی وہ رب بڑے عرش کا اور
 یہی مراد ہے اس جگہ اس حدیث سے اس واسطے کہ اس میں ثابت کیا ہے کہ عرش کے واسطے رب ہی ہے
 وہ مروب ہے اور ہر مروب مخلوق ہے اور اس حدیث کی شرح فضائل قرآن میں گذر چکی ہے **ح** حَلَّ ثَنَا
 يَحْيَى بْنُ يَكْبُورٍ قَالَ حَلَّ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدٍ قَالَ مَعَ أَبِي خُرَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ رَحِمَهُ حَدَّثَنَا
 كَيْسَ بْنُ كَبِيرٍ كَمَا حَدَّثَ سَائِي مِمَّنْ لَيْثُ يُونُسَ مِنْ أَسْنَادِ كَيْسَ بْنِ كَبِيرٍ وَأُورِثَ الْأَنْصَارِيِّ كَمَا
 حَلَّ ثَنَا مَعْلَى بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَلَّ ثَنَا وَهْبُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي لُعَايَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
 قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عِنْدَ الْكُتُبِ كَالْإِلَهِ اللَّهُ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ كَالْإِلَهِ الْهَوِ
 رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ كَالْإِلَهِ الْهَوِ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ **ح** رَحِمَهُ
 ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کمال سخنی کے وقت کہتے تھے
 کہ کوئی لائق عبادت کے نہیں سوا خدا کے جو جاننے والا اور علم والا ہے کوئی لائق بندگی کے نہیں
 سوا خدا کے وہ رب بڑے عرش کا نہیں کوئی لائق بندگی کے سوا خدا کے وہ رب بڑے عالم
 اور زمین کا اور رب کریم کا **ح** اس حدیث کی شرح دعوات میں گذر چکی ہے **ح** حَلَّ ثَنَا مُحَمَّدُ
 ابْنُ يُونُسَ قَالَ حَلَّ ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّاسُ يَصْحَقُونَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ قَاذًا أَنَا مَوْحِي الْخَلْقِ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوْلِهِمُ
 الْعَرْشِ وَقَالَ الْمَاجِشُونُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا كُنْتُ أَوَّلَ مَنْ بَعِثَ قَاذًا مَوْحِي الْخَلْقِ بِالْعَرْشِ **ح** رَحِمَهُ ابْنُ سَعْدٍ سے روایت ہے کہ حضرت
 صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر لوگ صول کی آواز سے قیامت میں بیٹھیں ہوا دین گے سونا لہاں ہیں
 سیتے گواں ہوا دین گواں کہ عرش کے پاؤں میں سے ایک پایہ پڑے ہیں اور دوسری روایت میں ابو خرمیہ

سے ہے کہ پہلے پہل میں ہوش میں آؤں گا سونا گمان میں بہوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کو پڑے ہیں **ف**
 اس حدیث کی شرح احادیث البنیامین گذر چکی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اسکا عرش سرخ یا قوت سے ہے
بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعْرِجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ وَقَوْلُهُ إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ خدا نے فرمایا کہ
 چڑھتے ہیں فرشتے اور روح اسکی اور فرمایا کہ اسی کی طرف چڑھتے ہیں کلمے پاک **وَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَنِ**
ابْنِ عَبَّاسٍ بَلَغَ أَبَا ذَرٍّ مَبْعَثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا خَيْرَ أَعْلَمَ لِي عَلَيْهِ هَذَا الرَّجُلُ
الَّذِي يُدْعَى أَنَّهُ يَا تَيْدُ الْخَبْرُ مِنَ السَّمَاءِ یعنی کہا ابو جبر نے ابن عباس سے کہ ابو ذر کو حضرت صلوات
 علیہ وسلم کی پیغمبری کی خبر پہنچی تو اس نے اپنے بہائی سے کہا کہ معلوم کر امیرے واسطے علم اس مرد کا جو
 گمان کرتا ہے کہ اُس پاس آسمان سے خبر آتی ہے **وَقَالَ فَجَاهِدْ الْعَمَلَ الصَّالِحَ بِرَفْعِ الْكَلِمِ الطَّيِّبِ**
يُقَالُ ذِي الْمَعَارِجِ الْمَلَائِكَةُ تَعْرِجُ إِلَى اللَّهِ یعنی اور کہا مجاہد نے کہ عمل صالح بلند کرتے ہیں نیک باتوں
 کو کہا جاتا ہے ذی المعارج یعنی فرشتے اسکی طرف چڑھتے ہیں **ف** ایہ آیت پہلی سوا اشارہ کیا کہ
 طرف اس چیز کی کہ آئی ہے اسکی تفسیر میں اخیر کلام میں یعنی فرشتے اسکی طرف چڑھتے ہیں ذی المعارج
 اللہ کی لغت ہے وصف کیا ہے اللہ نے ساتھ اس کے اپنے نفس کو اس واسطے کہ فرشتے اسکی طرف
 چڑھتے ہیں اور روایت کی یہی ہے ابن عباس سے اسکی تفسیر میں کہ پاک کلموں سے مراد ذکر اللہ کا ہو
 اور نیک عمل سے مراد فرضوں کا ادا کرنا ہے سو حوالہ کو یاد کرے اور اسکے فرضوں کو ادا کرے تو اس
 کا کلام رد کیا جاتا ہے اور ایہ دوسری آیت سوا اشارہ کیا طرف تفسیر مجاہد کی اسکے واسطے پہلے
 اثر میں اور کہا فراموشی کہ یہ جو کہا کہ نیک عمل بلند کرتا ہے نیک بات کو یعنی قبول ہوتی ہے نیک بات
 جب کہ ہو ساتھ اس کے نیک عمل اور ایہ تعلیق ابو جبرہ کی سو یہ حدیث پوری پہلے گذر چکی ہے اور غرض
 اس سے قول ابو ذر کا ہے اپنے بہائی کے واسطے کہ میرے واسطے معلوم کر آئیں اس مرد کا جو گمان کرتا ہو
 کہ اُس پاس آسمان سے خبر آتی ہے کہا یہی ہے کہ مراد نیک بات کے چڑھنے سے قبول ہونا اسکا ہے
 اور چڑھنا فرشتوں کا اپنی جگہوں کی طرف ہے آسمانوں میں اور یہ جو کہا طرف اللہ کی تو یہ محمول ہے
 تفویض پر یعنی اُس کے معنی کو خدا ہی جانتا ہے ہم اسکے ساتھ ایمان لائے جیسا کہ سلف ہو گئے
 چکا ہے اور کہا ابن بطال نے کہ غرض بخاری کی اس باب میں رد کرتا ہے جہیہ مجاہد پر کہ وہ ان ظواہر
 سے تعلق پکڑتے ہیں اور البتہ مقرر ہو چکا ہے کہ خدا جسم نہیں پس محتاج ہوگا طرف مکان کی کہ اس
 میں قرار پکڑے اس واسطے کہ خدا موجود تھا اور مکان کوئی نہ تھا اور اضافت معارج کی اسکی طرف
 اضافت تشریف ہے اور یہ جو کہا کہ اسکی طرف چڑھتے ہیں تو اسکے معنی میں بلند ہونا اسکا باوجود

پاک ہونے اسکے مکان سے رفع، حاکم ثنائی شعیب قال حدثنی مالک عن ابی لؤی عن اہل حجر
 عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یتعاقبون فیکم ملائکہ باللیل وملائکہ
 بالنهار ویجتمعون فی صلوة العصر وصلوة الفجر ثم یرجع الذین باقوا فیکم فیسألکم ربکم
 وهو اعلم بکم کیف ترککم عبادی فبقولون ترکناہم وہم یصلون وائتیناہم وہم
 یحکمون ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں آگے
 پیچھے آیا جا کر تے ہیں فرشتے ہر ایک رات اور دن میں اور جمع ہونے میں عصر کی نماز اور فجر کی نماز میں
 ہر آسمان پر چڑھ جاتے ہیں وہ فرشتے جو رات کو تمہارے درمیان رہے سو خدا ان سے پوچھتا ہے
 اور صلاؤ انکہ وہ تمہارا حال ان سے زیادہ تر جانتا ہے کہ کس حال میں تھے میرے بندوں کو چوڑا تو فرشتہ
 کہتے ہیں کہ ہم انکو چوڑا آئے نماز پڑھتے اور جاتے وقت پایا ہم نے ان کو نماز پڑھتے وقت اور
 اس سے یہ قول ہے کہ ہر آسمان پر چڑھ جاتے ہیں جو رات کو تمہارے درمیان رہے اور اللہ متک
 کیا ہے ساتھ ظاہر احادیث باب کے اس نے جو گمان کرتا ہے کہ خدا سبحانہ و تعالیٰ بلندی کی جہت
 میں ہے اور میں نے بیان کر دیا ہے پہلے باب میں کہ خدا کے حق میں بلند ہونے کے کیا معنی ہیں
 (رفع) وقال الخالد بن مخلد حدثنا سکیمان قال حدثنی عبد اللہ بن دینار عن ابی صالح
 عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تصدق بعدل تمناہ منی کسب طیب
 ولا یصعد الی اللہ الا الطیب فان اللہ یتقبلہا بيمينہ ثم یرثھا لصاحبہا کما یرثی اهلکم
 فلو کون خیر لکون مثل الجبل ورواہ ذکر قاضی عن عبد اللہ بن دینار عن سعید بن کسیر عن ابی
 ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا یصعد الی اللہ الا الطیب ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ
 عنہ سے روایت ہر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو صدقہ دے گا کعبہ کے برابر طلال ہونی ہو
 اور زمین چڑھتا اس کی طرف سوائے طلال کے یعنی نہیں قبول کرتا سوائے طلال کے سو مقرر خدا اسکو
 قبول فرماتا ہے اپنے دانے ہاتھ سے ہر اسکو پاتا ہے دینے والے کے واسطے جیسے کوئی تم
 میں سے اپنے بچیرے کو پاتا ہے یا تاک کہ اس چیز کو بڑھاتا ہے کہ وہ بہاڑ کی برابر ہو جاتی ہے اور
 روایت کیا ہے اسکو درقاوی نے المعینہ ورقاکی روایت سلیمان کی روایت کے موافق ہے گمان کے
 شیخ کے شیخ میں ہے کہ اخطا ہی ہے کہ اگر یہ صحیح ہوتا تو اس میں آیات کے
 معنی میں اجور ہوتا یا اسوا سے نہ ہوتا یا نہ ہوتا یا نہ ہوتا یا نہ ہوتا یا نہ ہوتا یا نہ ہوتا
 کوئی نہ ہوتا یا نہ ہوتا یا نہ ہوتا یا نہ ہوتا یا نہ ہوتا یا نہ ہوتا یا نہ ہوتا یا نہ ہوتا

کہ وہ محل نقص کا ہے ضعف میں بلکہ وارد ہوا ہے کہ اسکے دونوں ہاتھ داہنے میں اور بائیں میں ہے مراد اس کے
 خارجہ بلکہ وہ توفیق ہے سو ہم اس کو مطلق چھوڑتے ہیں جس طرح وارد ہوا اور اس کی کیفیت بیان نہیں کرتے
 اور یہ مذہب اہل سنت اور جماعت کا (فتح) **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ**
ابْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو بِهِمْ جُنْدَ الْكَوْبِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَظِيمُ الْحَكِيمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ
الْعَرْشِ الْعَظِيمِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ رنج اور کمال سختی کے وقت ان کلموں سے دعا کرتے کہ نہیں کوئی
 لائق بندگی کے سوا خدا کے جو بڑائی والا صاحب علم ہے نہیں کوئی لائق بندگی کے سوا بے جدا کچھ
 بڑے عرش کا مالک ہے نہیں کوئی لائق پوجنے کے سوا خدا جو آسمان کا رب ہے اور عزت
 والے عرش کا رب ہے **حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ أَبِي نَعْمٍ أَوْ ابْنِ**
شَكِّ قَبِيصَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ بَعَثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدُهَيْبِ فَقَسَمَ هَآبُ بْنُ
أَرْبَعَةَ تَرْجَمَهُ أَبُو سَعِيدٍ مَدْرِي سَمِعَ رَوَايتَ هُوَ أَنَّ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کچھ سونا
 بھیجا گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو چار آدمیوں کے درمیان تقسیم کیا **حَدَّثَنَا ابْنُ**
كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ أَبِي نَعْمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ
قَالَ بَعَثَ عَلَى وَهُوَ بِالْيَمَنِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدُهَيْبِ فَقَسَمَ هَآبُ بْنُ
حَالِسٍ الْخُطَلَاءِ ثُمَّ أَحَدُ بَنِي مُجَاشِعٍ وَبَنِي عُبَيْدَةَ بْنِ حُصَيْنٍ بَنِي بَكْرِ الْفَرَائِي وَبَنِي عُلَاقَةَ بَنِي
عُلَاقَةَ الْعَامِرِيِّ ثُمَّ أَحَدُ بَنِي كِلَابٍ وَبَنِي زَيْدِ الْخَيْلِ الطَّالِبِيِّ ثُمَّ أَحَدُ بَنِي يَمَانَ فَقَسَمَتْ
فَرَكِشٌ وَالْأَنْصَارُ فَقَالُوا يُعْطِيهِ صَادِقُ أَهْلِ بَحْجٍ وَبَدَعْنَا قَالَ إِنَّمَا أَتَاكَمُ فَأَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرٌ
الْعَيْنَيْنِ نَاقِي الْجَبَانِ كَثُ اللَّحْيَةِ مُشْرِفُ الْوَجْهَتَيْنِ مَحْلُوقُ الرَّأْسِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَتَوَالَهُ فَقَالَ
فَمَنْ يُطِيعُ اللَّهَ إِذَا عَصَيْتَهُ كَمَا مَنَعْتَنِي عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَلَا تَأْمُرُونِي فَمَا لِي مِنْ الْقَوْمِ فَقَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَرَادَ الْخَالِدِينَ الْوَلِيدُ قَسَعَهُ قَلَمًا وَلَوْ قَالَ إِنْ مِنْ ضُضِي هَذَا الْقَوْمُ
يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يَجَاوِرُونَ جِرْمَهُمْ يَمُرُّونَ مِنَ الْإِسْلَامِ مَرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَةِ يَقْتُلُونَ
أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدْعُونَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ لِيَنْ أَذْرُكُهُمْ لَا تَسْلُكُهُمْ قَتَلَ عَادِ تَرْجَمَهُ أَبُو سَعِيدٍ
 سے روایت ہے کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو من سے کچھ کچا سونا پیش کیا جو اسی
 نو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو چار آدمیوں کے درمیان تقسیم کیا ایک افرع بن حابس و دیگر

متیسرے اعلیٰ درجہ جو تہذیب خیل تو مہاجرین اور انصار ناراض ہوئے سوانہوں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے
 نجد کے رئیسوں کو دینے میں اور ہم کو نہیں دیتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ
 نہیں کہ میں ان سے لگاؤں کرتا ہوں پس سامنے آیا ایک مرد گہری آنکھوں والا اونچی پیشانی والا کھنی
 داڑھی والا اونچے رخساروں والا سر منڈا سوا اس نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا کہ کون اس کی فرمان برداری کرے گا جبکہ میں اس کی نافرمانی کروں گا سو خدا مجھ کو زمین
 والوں پر امین جانتا ہے اور تم مجھ کو امین نہیں جانتے تو قوم میں سے ایک مرد نے اس کو قتل کی اجازت
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگی میں گمان کرتا ہوں اس کو خالد تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو
 قتل کرنے سے منع کیا پھر جب وہ پٹھانہ پیر کر چلا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقررہ اس کی اصل
 اور نسل سے ایک قوم پیدا ہوگی کہ قرآن کو پڑھیں گے کہ ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا یعنی دل ہر
 قرآن کی تاثیر ہوگی زبان سے پڑھیں گے اس پر عمل نہ کریں گے وہ لوگ نکل جاویں گے وہیں سلام
 سے جیسے نکل جاتا ہے نشانے سے مسلمانوں کو قتل کریں گے بت پرستوں کو چوڑیں گے اگر
 سینے ان کو پایا تو البتہ ان کو قتل کروں گا قوم عاد کا سا قتل کرنا **ف** اس حدیث کی شرح کتاب
 الفتن میں گذر چکی ہے اور اس حدیث کی ایک طریق میں آیا ہے کیا تم مجھ کو امین نہیں جانتے اور حالانکہ
 امین ہوں اسکا جو آسمان میں ہے اور ساتھ اسکا ظاہر ہوگی وہ مناسب اسکی ترجمہ سے اور باب
 کی حدیث میں اگرچہ اسکا ذکر نہیں لیکن اس نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اسکے بعض
 طریق میں لفظ ترجمہ کے موافق ہے اور بخاری کی عادت ہے کہ باب میں وہ حدیث داخل کرتا ہے جس
 کے بعض طریقوں میں وہ لفظ ہو جو باب کے موافق ہو اسکی طرف اشارہ کرتا ہے اور مراد اسکی غیبت
 ولانا ہے بہت یادداشت رکھنے کے (فتح) **حَلَّ شَا عِيَاثُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ حَلَّ شَا وَكَيْعُ عَنْ**
الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيِّ أَرَاهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ
قَوْلِهِ وَالنَّاسُ يَجْرُونَ لِاسْتِقْرَارِهَا قَالَ مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ ترجمہ ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت
 ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پوچھا اس آیت کے معنی سے اور سورج چلتا ہے اپنی قرار گاہ تک
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرار گاہ اسکی عرش کے تلے ہے **ف** کہا ابن سیرین نے اس باب
 کی سب حدیثیں ترجمہ کے مطابق ہیں مگر حدیث ابن عباس کی کہ نہیں ہے اس میں مگر رب العرش
 اور مطابقت اسکی اور اللہ دانا تر ہے اس جہت سے کہ اس نے تنبیہ کی اور باطل ہونے قول اس
 شخص کے جو ثابت کرتا ہے خدا تعالیٰ کے واسطے جہت کو خدا کے اس قول کی دلیل سے ذی المعارج سو

اس نے سمجھا کہ غلو فوجی سنسویہ طرف اللہ تعالیٰ کی سو بجا رہی نے بیان کیا کہ جس حجت پر صادق آتا ہے
 کہ وہ عرش ہے ہر ایک نون میں سے مخلوق سر ویسے اور ہر مخلوق محدث ہے اور خدا اس سے پہلے تھا
 ہر یہ مکانات پیدا ہو سے اور قدیم ہونا خدا کا محال جانتا ہے وصف کرنے اسکے کو ساتھ جگہ بکڑنے
 کے بیچ اسکے رفتہ **بَاقِ قَوْلِ اللَّهِ وَجَعَلَ يُؤْمِنِينَ نَاحِيَةً إِلَى رَيْحَانًا ظِلٌّ** اور بت منہ اس
 دن تروتازہ ہونگے اپنے رب کی طرف دیکھنے والے **ف** شاید یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ
 روایت کی طبری اور ترمذی وغیرہ نے ابن عمر سے کہ ادنیٰ بہشتی وہ ہوگا جو اپنے ملک کی طرف ہزار برس
 دیکھا کرے گا اور فضل بہشتیوں میں وہ ہوگا جسکو ہر روز دو بار اللہ تبارک و تعالیٰ کا دیدار ہوگا ہر
 یہ آیت پڑھی کہ اسفیدی اور صفائی سے یعنی ناضرہ سے مراد یہ ہے کہ سفید اور صاف ہون گے
 اور روایت کی طبری نے اسرائیل سے اور اسکا لفظ یہ ہے کہ ادنیٰ بہشتی وہ ہوگا جو دیکھے گا اپنے
 باغون کو اور اپنی بی بیوں کو اور اپنے خادموں کو اور نعمتوں کو اور تختوں کو ہزار برس کی راہ
 اور بڑا فضل بہشتی خدا کے نزدیک وہ ہوگا جسکو صبح و شام خدا پاک کا دیدار ہوگا اور روایت کی
 عبد بن حمید نے عکرمہ سے کہ دیکھو خدا نے اپنے بندے کو کیا نور دیا ہے اسکی آنکھ میں خدا کے دیدار
 کرنے سے اور اگر تمام خلقت کا نور بندے کی آنکھوں میں ڈالا جاوے ہر سوچ کے آگے سے ایک
 پردہ اٹھایا جاوے اور حالانکہ سورج کے آگے ستر پردے ہیں تو اسکو نہ دیکھ سکے اور سورج کا نور
 کرسی کے نور کی ستر جزے سے ایک جزے ہے اور نور کرسی کا عرش کے نور کی ستر جزے سے ایک جزے ہے اور عرش
 کا نور بدہ جلالت کے نور کی ستر جزے سے ایک جزے ہے اور ثابت ہو چکا ہے آیت اور صحیح حدیثوں سے کہ قیامت
 میں مسلمانوں کو خدا کا دیدار ہوگا اور سب الٰہ نے بیچ رو کرنے اس چیز کے کہ آئی
 ہے مجاہد سے کہ مراد آیت میں ثواب کو دیکھنا ہے نہ خدا کو اور تسک کیا ہے ساتھ اسکے بعض معتزلہ
 نے اور نیز تسک کیا ہے انہوں نے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے **فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ**
بَرَآءٌ کہ اس میں اشارہ ہے طرف نفی رؤیت کی اور جواب یہ ہے کہ منفی اس میں دنیا میں خدا کو دیکھنا
 ہے اس واسطے کہ عبادت خاص ہے ساتھ دنیا کے سوا اگر کوئی کہنے والا کہے کہ اس میں اشارہ ہو
 اس طرف کہ آخرت میں خدا کا دیدار جائز ہے تو بعید نہیں اور گمان کیا ہے ایک جماعت نے تکلم میں
 میں سے کہ حدیث میں دلیل ہے کہ کافر لوگ قیامت میں خدا کو دیکھیں گے عام ہونے لقا اور
 خطاب کے سبب سے اور بعض نے حجت بکڑی ہے اس پر ساتھ حدیث ابو سعید کے اس واسطے
 کہ اس میں آیا ہے کہ کافر و فاجر میں گر پڑیں گے اور باقی رہیں مسلمان اور ان میں منافق بھی ہو گئے

مکہ و آستان بجاو جس حجت پر صادق آتا ہے

پھر ہر آدمی کو اسکی روشنی دی جاوے گی پھر منافقون کی روشنی بجھا دیگی اور جواب دیا ہے انہوں نے
 خدا کے قول سے انہم عن ربهم يومئذ لمحجوبون کہ یہ بعد دخول بہشت کے ہے اور یہ حجت بکڑیا ان کامردوں
 ہے اس واسطے کہ اس آیت کے بعد یہ ہے ثم انهم لصالوا الجحیم یعنی پھر دے دوزخ میں داخل ہونگے
 سو اس نے ولالت کی اسپر کہ حجاب اس سے پہلے واقع ہوا ہے اور جواب دیا ہے بعضوں نے ساتھ اس کے کہ
 حجب واقع ہوا ہے وقت بجھانے نور کے اور یہ جواب دیا ہے کہ خدا ظہور کرے گا مسلمانوں کے واسطے
 اور جو ان میں مخلوط ہونگے منافقون سے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ سب کو خدا کا دیدار ہو اس
 واسطے کہ خدا ان کو جانتا ہے سو الغام کرے گا مسلمانوں پر ساتھ دیدار کے سوائے منافقون کے
 جیسا کہ منع کرے گا ان کو سجد کرنے سے اور علم اللہ کے نزدیک ہر اور ثابت ہوتا ہے دیدار خدا
 کا آخرت میں نظر کے طریق سے کہ جو چیز کہ موجود ہے اُس کا دیکھنا ممکن ہے اور یہ بطور تنزیل کے
 ہے والا خالق کی صفتیں مخلوق کی صفتوں کے مشابہ نہیں اور دلائل سماعی ثابت کرنے والی ہیں
 خدا کے دیدار کو آخرت میں مسلمانوں کے واسطے سوائے اور لوگوں کے یعنی قیامت میں خدا
 کا دیدار فقط مسلمانوں کو ہوگا اسکے سوا اور لوگوں کو نہیں ہوگا لیکن دنیا میں خدا کا دیدار
 کسیکو نہیں ہوگا لیکن اختلاف ہر ہماری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کہ اپنے خدا کو دنیا میں
 دیکھا ہے یا نہیں اور علمائے دنیا اور آخرت میں فرق یہ بیان کیا ہے کہ اہل دنیا کی آنکھیں غالی اور ان
 کی آنکھیں آخرت میں باقی ہیں اور یہ فرق کھرا ہے لیکن نہیں منع کرتا اسکی تخصیص کو ساتھ اسکے کہ
 ثابت ہوا ہے واقع ہونا اسکا اسکے واسطے اور جمہور معتزلہ نے خدا کے دیدار سے قیامت میں انکار
 کیا ہے اس سند سے کہ شرط مری کی یہ ہے کہ ہو جہت میں اور اللہ پاک ہے جہت سے اور اتفاق ہے
 ان کا اسپر کہ وہ بندوں کو دیکھتا ہے بدون جہت کے اور جو خدا کا دیدار ثابت کرتے ہیں انکو اختلاف
 ہے کہ دیدار کے کیا معنی ہیں سو بعضوں نے کہا کہ حاصل ہوتا ہے دیکھنے والے کے واسطے علم ساتھ
 اللہ کے آنکھ کے دیکھنے سے جیسا کہ اور مرایات میں ہے اور وہ موافق قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر
 باب کی حدیثوں میں جیسے تم چاند کو دیکھتے ہو لیکن وہ پاک ہے جہت اور کیفیت سے اور یہ امر انکا ہے
 علم پر اور کہا بعضوں نے کہ مراد ساتھ دیدار کے علم ہے اور بعضوں نے کہا کہ دیدار خدا کا ایک قسم
 ہے کشف کی لیکن وہ اتم اور وضوح تر ہے علم سے اور یہ قریب تر ہر طرف صواب کی پہلے معنی سے اس
 واسطے کہ نہیں اختصاص ہے اس وقت واسطے بعض کے سوائے بعض کے اس واسطے کہ نہیں متفاوت
 ہوتا ہے یہ کہ کہا ابن بطال نے کہ مذہب اہل سنت اور جمہور امت کا یہ ہے کہ آخرت میں خدا کا دیدار

جائز ہے اور منع کیا ہے خارج اور مستزاد اور بعض ہر چیز سے اور تک کیا ہے انہوں نے ساتھ اسکے کہ دیدار واجب کرتا ہے اسکو کہ مرئی محدث ہو اور حال ہو مکان میں اور جو تک کیا ہے انہوں نے فاسد ہے و سطل قائم ہونے اول کے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے اور رویت اپنے تعلق میں ساتھ مرئی کے بجائے علم کے ہے یہ تعلق بکڑنے اسکے کے ساتھ معلوم کے حدوث کو واجب نہیں کرتا تو اسی طرح مرئی کا حال ہے کہا اور تعلق بکڑ ہے انہوں نے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے لائق کہ الابصار اور ساتھ قول اسکے کے موسیٰ علیہ السلام کے واسطے لن ترانی اور جواب اول سے یہ ہے کہ نہیں باقی ہیں اسکو انکسین دنیا میں تاکہ دونوں سلوک میں تطبیق ہو اور ساتھ اسکے کہ نفی اور اک کی نہیں مستلزم ہے رویت کی نفی کو اس واسطے کہ ممکن ہے دیکھنا چیز کا بغیر احاطہ کرنے کے ساتھ حقیقت اسکی کے اور دوسری آیت میں ہی مراد نفی سے دنیا ہے اور اس واسطے کہ نفی شے کی اسکے محال ہونے کو تقاضا نہیں کرتی باوجود اس چیز کے کہ آئی ہے احادیث ثابتہ سے موافق آیت کے اور البتہ قبول کیا ہے انکو مسلمانوں نے اصحاب اہل بیت کے زمانے سے بیان تک کہ خدا کے دیدار کا منکر پیدا ہوا اور اس کے سلف کی مخالفت کی (فتح) **حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ وَهَشِيمٌ عَنْ إسماعيلَ عَنْ قيسٍ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ قَطَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْكَةً الْبَدْرُ فَقَالَ إِنَّكُمْ سَتَرُونَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرُونَ هَذَا الْقَمَرَ لَا تَضَامُونَ فِي رُؤْيَاهُ فَإِنْ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْتَهُوا عَلَى صَلَواتِهِ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَصَلَواتِهِ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ فَأَفْعَلُوا** ترجمہ جریر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو وہوین بات کے چاند کو دیکھا سو فرمایا کہ بیشک تم قیامت کے دن دیکھو گے اپنے رب کو جیسا اس چاند کو دیکھتے ہو ہجوم نہ کیے جاؤ گے اسکے دیکھنے میں اپنے خلقت کے ہجوم سے اسکے دیدار میں کچھ حجاب اور اثر نہ ہوگی جیسے چاند کے دیکھنے میں ہجوم ظل نہیں ڈالتا سوا اگر تم سے ہو سکے کہ غافل نہ ہوناز سے سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ڈوبنے سے پہلے تو کیا کرو **حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مَوْهَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو شَهَابٍ عَنْ إسماعيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قيسٍ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُمْ سَتَرُونَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرُونَ** ترجمہ جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک تم دیکھو گے اپنے رب کو جیسا کہ چاند کو دیکھتے ہو **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الْحِجْفِيِّ عَنْ زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَكْنَ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قيسٍ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ تَرَوْهُ عَلَيْنَا**

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ أَنْتُمْ سَتَرُونَ رَبَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ كَمَا تَرُونَ هَذَا
 لَأَنْتُمْ أَتَمُّونَ فِي مَرْئِيَّتِهِ تَرْجِعُ حَبْرِي رَوَيْتُ عَنْكَ حَضْرَتِ صَلَواتِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُودُهُ يَمِينُ رَأْسِ كَوْكَبٍ نَاطِقٍ
 فَرَأَى كَيْفَ تَمَازُجُ بَيْنَ الْكَبِيرِ وَالْجَوْنِ أَسْوَءُ رُبِّ كَوْكَبٍ أَسْوَءُ مَا يَدُورُ كَوْكَبٌ يَكُونُ فِيهِ جَوْهَرٌ كَيْفَ جَوَاهِرُ الْكَبِيرِ
 وَيَكُونُ مِنْ حَلٍّ نَبَا عَبْدُ الْغَرِيزِ يُعْبِدُ اللَّهَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ
 عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّاسَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ تَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَمَةِ
 فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَصْنَعُونَ فِي الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ
 قَالَ فَهَلْ تَصْنَعُونَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ دُونَهَا سَحَابٌ قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَإِنَّكُمْ تَرَوْنَهُ
 كَذَلِكَ يَجْمَعُ اللَّهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ يَقُولُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتَّبِعْهُ فَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ
 الشَّمْسَ الشَّمْسَ وَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الْقَمَرَ الْقَمَرَ وَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الطَّوَاغِيتَ الطَّوَاغِيتَ
 وَيَتَّبِعُ هَذِهِ الْأُمَّةُ فِيهَا نَارًا فِعْوَهَا أَوْ مَنَافِقُهَا سَكَتَ إِذْ رَأَوْهُمْ قَبَائِلَهُمْ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ
 أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ هَذَا مَا كُنَّا نَحْتَسِبُ يَا نَارُ رَبِّكَ إِذَا جَاءَ نَارُكَ تَغَارَّ بَنَاتُكَ فَنَارُ قَبَائِلِهِمْ اللَّهُ فِي
 حُورٍ فِيهِ الْيَقِينُ يَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ أَنْتَ رَبَّنَا فَيَلْبَعُونَهُ وَيَضْرِبُ الصُّرَاطَ طَبَقٌ
 ظَهَرَ فِي جَهَنَّمَ فَكَوْنُ أَنَا وَأُمِّي أَوَّلَ مَنْ يُجْزَى وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ إِلَّا الرُّسُلُ وَدَعْوَى الرُّسُلِ
 يَوْمَئِذٍ اللَّهُ سَلَامٌ وَسَلَامٌ فِي جَهَنَّمَ كَالرَّيْبِ مِثْلُ شَوْلِ الشَّعْدَانِ هَلْ رَأَيْتُمُ الشَّعْدَانِ
 قَالُوا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِثْلُ شَوْلِ الشَّعْدَانِ عَمِيرَاتُهُ لَا يَعْلَمُ مَا قَدْ عَظِمَ عَمَلُهَا إِلَّا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ
 النَّاسُ بِأَعْمَالِهِمْ فَيَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ بَقِيَّ عَمَلِهِ أَوْ الْمُؤْمِنِ بِعَمَلِهِ وَمِنْهُمْ الْخُرَدَلُ أَوْ الْجَزَارَى أَوْ
 حَوْءٌ كَمَا يَجْعَلُ حَتَّى إِذَا فَرَغَ اللَّهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَارَادَ أَنْ يُخْرِجَ رَحْمَتَهُ مِنْ أَرَادَ مِنْ أَهْلِ
 النَّارِ أَمْرَ الْمَلَائِكَةِ أَنْ يُخْرِجُوا مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا مِمَّنْ أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يُرَحِّمَهُمْ
 شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَيَعْرِفُونَ نَحْمَ فِي النَّارِ بِأَنَارِ الشُّجُورِ كَأَكْلِ النَّارِ إِنَّ أَدَمَ إِلَّا أَتَرَ الشُّجُورَ حَرَّمَ
 اللَّهُ عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ أَتَرَ الشُّجُورِ فَيُخْرِجُونَ مِنَ النَّارِ قَدْ انْمَحَظُوا فَبُصِّبَ عَلَيْهِمْ مَاءُ الْحَيَوَانِ
 فَيَذْبُلُونَ نَحْمَةً كَمَا تَذْبُلُ الْحَبَّةُ فِي حَبِيلِ الْبَسِيلِ ثُمَّ يَقْرَأُ اللَّهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَيَقْرَأُ
 رَجُلٌ مِنْهُمْ مُقْبِلٌ بَوَجهِهِ عَلَى النَّارِ هُوَ أَخِي أَهْلِ النَّارِ دُخُولًا لِلْجَنَّةِ يَقُولُ أَيْ رَبِّ اصْرِفْ
 وَجْهِي عَنِ النَّارِ فَإِنَّهُ قَدْ قَسَبَنِي رِيحُهَا وَأَحْرَقَنِي دُخَانُهَا فَبَدَّلْهُوا اللَّهُ بِمَا تَبَاءَدَ أَنْ يَدْعُوهُ ثُمَّ يَقُولُ
 اللَّهُ هَلْ عَسَيْتَ إِنْ أُعْطِيتَ ذَلِكَ أَنْ تَسْكُنِي غَيْرَهُ يَقُولُ لَا وَخَيْرُكَ لَا أَسْأَلُكَ خَيْرًا وَيُعْطَى
 رَبُّهُ مِنْ غُصُونٍ وَمَوَانِقٍ مَا شَاءَ اللَّهُ فَيَصْرِفُ اللَّهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ فَإِذَا أَقْبَلَ عَلَى الْجَنَّةِ وَنَازَلَ

سَأَلْتُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يُنْزِلَ لِي فَقَالَ رَبِّي قَلْبِي إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ يَقُولُ اللَّهُ لَهُ أَلَسْتَ قَدْ
 أُعْطِيتَ عَهْدَكَ وَمَوَافِقَكَ أَلا تَسْأَلُنِي غَيْرَ الَّذِي أُعْطِيتَ أَبَدًا وَبِكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَخَذَكَ
 يَقُولُ أَيْ رَبِّ يَدْعُو اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ حَتَّى يَقُولَ هَلْ عَسَيْتَ أَنْ أُعْطِيتَ ذَلِكَ أَنْ تَسْأَلَ غَيْرَهُ
 يَقُولُ لَا وَغَيْرُكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ وَيُعْطِي مَا شَاءَ مِنْ عَهْدِهِ وَمَوَافِقِهِ فَيُقْلِمُهُ إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ
 فَإِذَا قَامَ إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ انْفَعَقَتْ لَهُ الْجَنَّةُ قَرَأَى مَا فِيهَا مِنْ الْحَيَةِ وَالشَّوْرِ فَيَسْأَلُ مَا شَاءَ
 اللَّهُ أَنْ يُنْزِلَ لِي فَقَالَ رَبِّي ادْخُلْنِي الْجَنَّةَ يَقُولُ اللَّهُ لَهُ أَلَسْتَ قَدْ أُعْطِيتَ عَهْدَكَ
 وَمَوَافِقَكَ أَلا تَسْأَلُنِي غَيْرَ مَا أُعْطِيتَ وَبِكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَخَذَكَ يَقُولُ أَيْ رَبِّ
 أَكُنْ لِي شَقِي خَلْقِكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُو اللَّهَ حَتَّى يَفْتحَ اللَّهُ مِنْهُ فَإِذَا فَتَحَ اللَّهُ مِنْهُ قَالَ
 لَهُ ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِذَا دَخَلَهَا قَالَ اللَّهُ لَهُ تَمَنَّى فَسَأَلَ رَبَّهُ وَتَمَنَّى لَهُ حَتَّى إِنَّ اللَّهَ لَيَذْكُرُهُ وَ
 يَقُولُ وَكَذَا وَكَذَا حَتَّى انْقَطَعَتْ بِهِ الْأُمَامُ قَالَ اللَّهُ ذَلِكَ لَكَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ قَالَ عَطَاءُ بْنُ
 يَرِيدٍ وَأَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ لَا يَرُدُّ عَلَيْهِ مِنْ حَدِيثِهِ شَيْئًا حَتَّى إِذَا حَدَّثَ أَبُو هُرَيْرَةَ
 أَنَّ اللَّهَ قَالَ ذَلِكَ لَكَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ وَعَشْرَةُ أَمْثَالِهِ مَعَهُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ
 أَبُو هُرَيْرَةَ مَا حَفِظْتُ إِلَّا قَوْلَكَ ذَلِكَ لَكَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ أَشْهَدُ أَنِّي حَفِظْتُ
 مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلَكَ ذَلِكَ لَكَ وَعَشْرَةُ أَمْثَالِهِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَذَلِكَ الرَّجُلُ
 الْخِرَافُ الْجَنَّةِ دُخُولًا بِالْجَنَّةِ ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا یا حضرت کیا
 ہم اپنے رب کو قیامت میں دیکھیں گے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم کو شک پڑتا ہے چودہویں
 رات کے چاند دیکھنے میں صحابہ نے کہا کہ نہیں یا حضرت فرمایا کہ ہلکا تر دن اور اختلاف اور ہجوم ہوتا ہے
 سورج دیکھنے میں جس وقت کہ اُس کے آگے بدلی نہ ہو اور آسمان صاف ہو صحابہ نے کہا نہیں یا حضرت
 فرمایا سو مقرر تم خدا کو ہی اس طرح دیکھو گے خدا تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع کرے گا تو فرماؤ گا
 کہ جو کسی چیز کی ہنگام کر رہا ہو تو چاہیے کہ اسکا ساتھ دیوے یعنی اپنے معبود کے ساتھ دوزخ میں جاوے
 سب جو شخص آفتاب کو پوجتا ہو گا وہ آفتاب کے ساتھ جاوے گا اور جو چاند کو پوجتا ہو گا وہ چاند کے ساتھ
 جاوے گا اور جو ہون اور دیو بہوت کو پوجتا ہو گا وہ انکے ساتھ جاوے گا اور یا مرت محمدی باقی رہے
 غایب کی اس میں منافق توں ہی ہوں گے یا یون فرمایا کہ اس میں شفاعت کرنی
 دے ہی ہو گے شک کیا ہے اب اسیم راوی نے کہ دونوں لفظ سے کون فرمایا ہے خدا تعالیٰ مسلمانوں
 پر عذاب ہو گا سو فرماوے گا کہ میں تمہارا رب ہوں تو مسلمان کہیں گے کہ ہم اس مکان میں منتظر ہیں یہاں تک

ہمارا رب ہم پر ظاہر ہو سو جب کہ ظاہر ہوگا ہم اپنے رب کو پہچان لیں گے ہر حق تعالیٰ اس صفت میں ظاہر ہوگا
 حجاب کے اعتقاد کے موافق ہے سو فرما دینگے کہ میں تمہارا رب ہوں تو مسلمان کہیں گے ہاں تو ہمارا
 رب ہے تو دے اسکے ساتھ ہوں اور دوزخ کے پشت پر پل صراط رکھا جاوے گا تو میں اور میری امت سب
 سے پہلے عبور کریں گے اور پیغمبروں کے سوائے اس دن کوئی نہ بول سکے گا اور پیغمبروں کا قول اس
 یہ ہوگا اتنی پناہ پناہ اور دوزخ میں آنکڑے ہیں جیسے سعدان کے کانٹے سعدان ایک درخت کا
 نام ہے اسکے کانٹے سرخ ہوتے ہیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے سعدان کے کانٹے
 دیکھے ہیں صحاب نے کہا ہاں یا حضرت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ کے آنکڑے بھی
 سعدان کے کانٹوں کی طرح ہیں مگر یہ کہ خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کتنے کتنے بڑے ہیں وہ
 لوگوں کو دوزخ کے اندر بل صراط سے کہیںچ لیوں گے ان کے بد اعمال کے سبب ہی سوان میں سو
 بعض آدمی ایماندار ہوگا اپنے عمل کے سبب باقی رہے گا یعنی بچ رہے گا یا بعض آدمی اپنے عمل
 سے ہلاک ہو جاوے گا یہ شک ہے راوی کو اور بعض آدمی تہ سوا یا بد لا دینگا یا پانند اسکے پر خدا پاک ظاہر
 ہوگا یہاں تک کہ جب خدا تعالیٰ بندوں کے فیصلے سے مراعت پاوے گا اور چاہے گا
 کہ نکالے دوزخ والوں میں سے اپنی رحمت سے جسکو کہ چاہے تو فرشتوں کو حکم کرے گا کہ دوزخ سے
 اسکو نکالیں جس نے خدا کے ساتھ کچھ شر نہ کیا ہو جب خدا نے رحمت کا ارادہ کیا ہو جو گواہی دیتا ہو اس
 کی کہ کوئی لائق بندگی کے نہیں سو خدا کے تو فرشتے ان کو دوزخ میں پہچان لیوں گے ان کو سجدے
 کے نشان سے آگ آدمی کو جلا ڈالی کی مگر سجدے کے نشان کو خدا نے دوزخ پر سجدے کے مکان کا جلا نا
 حرام کیا ہے سو وہ دوزخ سے نکالے جاوین گے جلے بہنے ہوئے ہر آن پر آب حیات چھڑکا جاوے گا
 تو اسکے نیچے دے جم اٹھیں گے جیسے کہ سیلاب کے کوڑے میں خود رودانہ جم اٹھتا ہے ہر حق تعالیٰ
 بندوں کا فیصلہ کر چکے گا اور ایک مرد باقی رہ جاوے گا اس کا سنہ دوزخ کی طرف ہوگا اور وہ دوزخ میں
 میں سے سب سے پہلے بہشت میں داخل ہوگا تو وہ کہے گا اے میرے رب تو میرا سنہ دوزخ کی طرف سو
 پیروں سے کہ اسکی بد بونے مجھ کو تنگ کر دیا اور اسکی پست نے مجھ کو جلا ڈالا سو وہ خدا سے دعا کیا کرے گا
 جہاں تک کہ خدا اسکا دعا کرنا چاہے گا ہر حق تعالیٰ فرماوے گا کہ اگر میں یہ تیرا سوال پورا کروں تو اس
 کے بعد تو کچھ اور بھی سوال کرے گا تو وہ شخص کہے گا کہ میں اس کے سوا کچھ مانگوں گا تیری عزت کی قسم
 ہے سو نہ مانگنے میں اپنے رب سے قول مقرر کرے گا جس طرح کہ خدا چاہے گا ہر خدا اسکے سنہ کو دوزخ
 کی طرف سے پیروں دینگا ہر چہ وہ بہشت کی طرف سنہ کرے گا اور اسکو دیکھے گا تو چپ رہے گا جتنا

خدا چاہے گا پھر کہے گا لے میرے رب مجھ کو آگے بڑھا دے بہشت کے دروازے تک تو خدا تعالیٰ اس سو فرماوے گا کہ کیا تو قول و قرار نہیں کر چکا ہے کہ پہلے سوال کے سوا جو میں نے تجھ کو دیا کبھی کچھ نہ مانگے گا تیرا براہِ سوا آدمی تو کیا ہی دعا مانگے گا پھر کہے گا اے میرے رب مجھ سے دعا مانگے گا یہاں تک کہ خدا فرماوے گا کہ اگر میں تیرا یہ مطلب پورا کر دوں تو اسکے سوا اے اور یہی کچھ مانگے گا تو وہ کہے گا کہ تیری عزت کی قسم ہے کہ میں تجھ سے اسکے سوا اے کچھ مانگوں گا تو اپنے رب سے نہ مانگے میں قول و قرار کر لگا جس طرح کہ خدا چاہے گا تو خدا اسکو بہشت کے دروازے تک آگے بڑھا دے گا سو جب وہ بہشت کے دروازے پر کھڑا ہوگا تو تمام بہشت اس پر ظاہر ہو جاوے گی سوا اسکو نظر آوے گا جو کچھ اس میں ہے نعمت اور خوشی سے سو جب رہے گا جتنا کہ خدا چاہے گا پھر کہے گا لے میرے رب اب مجھ کو بہشت میں داخل کر تو حق تعالیٰ اس کے فرماوے گا کہ تو قول و قرار نہیں کر چکا ہے کہ اب تو نہ مانگے گا سوا اسکے جو میں نے تجھ کو دیا تیرا براہِ سوا آدمی تو کیا ہی دعا مانگے گا تو وہ کہے گا لے میرے رب میں تیری خلق میں بد بخت بے نصیب نہیں ہونے کا سو ہمیشہ دعا کرے گا یہاں تک کہ خدا اس سے راضی ہو جاوے گا سو جب کہ خدا راضی ہوگا تو فرماوے گا کہ جا بہشت میں سو جب وہ بہشت میں جاوے گا تو حق تعالیٰ اس سو فرماوے گا کہ کسی چیز کی آرزو کر تو وہ مانگے گا اپنے رب سے اور تمنا ظاہر کرے گا یہاں تک اس پر کرم ہوگا کہ حق تعالیٰ اسکو یاد دلاوے گا تو فرماوے گا کہ فلاں چیز اور فلاں چیز مانگ یہاں تک کہ جب اس کی سب ہوس اور خواہشیں ہو چکیں گی تو حق تعالیٰ فرماوے گا کہ یہ تیرے سوال پورے ہوئے اور اسکے ساتھ اتنا اور بھی کہا عطا نے اور ابوسعید خدری ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے نہ روکتے تھے ان پر انکی حدیث کی کچھ چیز یہاں تک کہ جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ یہ تیرے واسطے ہے اور اتنا اور یہی تو ابوسعید خدری نے کہا کہ اسکے ساتھ دس گنا اور یہی اسے ابو ہریرہ یعنی وہاں نہیں بلکہ دس گنا ہے کہا ابو ہریرہ نے کہ نہیں یاد رکھا میں نے مگر قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ اس کے ساتھ اتنا اور یہی کہا ابوسعید خدری نے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ مقرر میں نے یاد رکھا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قول آپ کا کہ یہ تیرے واسطے ہے اور اسکے ساتھ دس گنا اور یہی کہا ابو ہریرہ سو یہ درجہ بہشتیوں میں سے پیچھے بہشت میں داخل ہوگا **ف** اس حدیث کی پوری شرح کتاب الرقاق میں گذری اور نقصانوں کے معنی ہیں کہ نہ جسم ہو گے تم اسکے دیدار کے واسطے ایک جہت میں اور نہ نہم ہوگا بغضاً تمہارا ساتھ بعض کے اور ساتھ تخفیف کے ضمیم سے ہے یعنی نہ ظلم ہوگا تمہارے دیدار میں کہ بعضوں کو دیدار ہو اور بعضوں کو نہ ہو اور عند اللہ ہے جہت سے اور

تشبیہ ساتھ دیکھنے چاند کے واسطے دیکھنے کے ہے سو تشبیہ میری کے کہ خدا تعالیٰ اس سے بلند ہے (فتح)
 حَلَّ ثَمَّ أَجْحَىٰ بَنِي كَلْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ بَزِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَمْرٍو
 ابْنِ سَعَادٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ تَرَىٰ رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ هَلْ تَنْصَارُونَ
 فِي رُؤْيَا الشَّمْسِ إِذَا كَانَتْ خُفَا قُلْنَا لَا قَالَ فَإِنَّكُمْ لَا تَنْصَارُونَ فِي رُؤْيَا رَبِّكُمْ يَوْمَئِذٍ إِلَّا كَمَا تَنْصَارُونَ
 فِي رُؤْيَاهَا ثُمَّ قَالَ يَأْدَىٰ مُنَادٍ لِهَذِهِ كُلُّ قَوْمٍ إِلَىٰ مَا كَانُوا يَعْبُدُونَ فَيَذْهَبُ أَصْحَابُ الصَّلِيبِ
 مَعَ صِلَابِهِمْ وَأَصْحَابُ الْأَوْثَانِ مَعَ أَوْثَانِهِمْ وَأَصْحَابُ كُلِّ إِلَهٍ مَعَ إِلَهِهِمْ حَتَّىٰ يَبْقَىٰ مَنْ كَانَ
 يَعْبُدُ اللَّهَ مِنْ رِأَوْفَاجِي وَلَحْزَائِيٍّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ ثُمَّ يُؤْتَىٰ بِجَهَنَّمَ تَعْرِضُكَ أَهْلُ سَرَابٍ
 فَيَقَالُ لِلْيَهُودِ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ قَالُوا كُنَّا نَعْبُدُ عِزْرًا ابْنَ اللَّهِ فَيَقَالُ كَذَبْتُمْ لَمْ يَكُنْ لِلَّهِ
 صَاحِبَةٌ وَلَا وَلَدٌ فَمَا تَرِيدُونَ قَالُوا نُرِيدُ أَنْ نَسْقِيَا فَيَقَالُ أَشْرَبُوا فَيَتَسَاقَطُونَ فِي جَهَنَّمَ ثُمَّ
 يُقَالُ لِلنَّصَارَىٰ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ فَيَقُولُونَ كُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِيحَ ابْنَ اللَّهِ فَيَقَالُ كَذَبْتُمْ لَمْ يَكُنْ
 لِلَّهِ صَاحِبَةٌ وَلَا وَلَدٌ فَمَا تَرِيدُونَ فَيَقُولُونَ نُرِيدُ أَنْ نَسْقِيَا فَيَقَالُ أَشْرَبُوا فَيَتَسَاقَطُونَ
 حَتَّىٰ يَبْقَىٰ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ مِنْ رِأَوْفَاجِيٍّ فَيَقَالُ لَهُمْ مَا يَجْلِسُكُمْ وَقَدْ ذَهَبَ النَّاسُ
 فَيَقُولُونَ مَا رَفَعْنَا هُمْ وَنَحْنُ أَخْرَجْنَا إِلَيْهِ الْيَوْمَ وَإِنَّا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يَأْدَىٰ لِكُلِّ قَوْمٍ
 بِمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ وَإِنَّمَا نَسْتَعِظُ رَبَّنَا قَالَ فَيَأْتِيهِمُ الْجَبَّارُ فِي صُورَةِ غَيْرِ صُورَتِهِ إِلَىٰ
 رَأْوِهِ فِيهَا أَوَّلُ مَرَّةٍ يَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ أَنْتَ رَبُّنَا وَلَا يَكِلُهُ إِلَّا الْأَنْبِيَاءُ فَيَقُولُ هَذَا
 بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ آيَةٌ تَعْرِفُونَهَا فَيَقُولُونَ الْهَاقُ فَيَكْتَسِفُ عَنْ سَاقِهِ فَيَسْجُدُ لَهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَبَقِيَ
 مَنْ كَانَ يَسْجُدُ لِلَّهِ رِيَاءً وَسَمِعَهُ فَيَذْهَبُ كَمَا يَسْجُدُ فَيَعُودُ ظَهْرُهُ طَبَقًا وَاحِدًا ثُمَّ يُؤْتَىٰ
 بِالْجَسْرِ فَيَجْلِسُ بَيْنَ ظَهْرِي جَهَنَّمَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الْجَسْرُ قَالَ مَدْحَضَةٌ مِزْلَةٌ عَلَيْهِ خَطٌّ
 وَكَلِيلٌ وَحَسَكَةٌ مَقْلُطَةٌ لَهَا شَوْكَةٌ حَقِيقَةٌ تَكُونُ يَسْجُدُ يَقَالُ لَهَا السَّعْدَانُ يَوْمَ الْمُؤْمِنِ
 عَلَيْهَا كَالْطَّرِيفِ وَكَالْبَرْقِ وَكَالزَّيْبِ وَكَاجَاوِيدِ الْخَيْلِ وَالتَّرْكَابِ فَتُجْرُ مُسْلِمٌ وَمُشْرِكٌ مُخْتَلِفٌ
 وَمُكَلَّدٌ وَشَوْكٌ فِي نَارِ جَهَنَّمَ حَتَّىٰ يَمُوتَ أَخُوهُمْ لَسَحَبٍ يَحْتَبِئُ فَمَا أَنْتُمْ بِأَشَدَّ لِي مُنَاشِدَةً فِي الْحَقِّ قَدْ
 تَبَيَّنَ لَكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِ يَوْمَئِذٍ لِلْجَبَّارِ وَإِذَا رَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ نَجَّوْا فِي إِخْوَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا
 إِخْوَانُنَا كَانُوا يُصَلُّونَ مَعَنَا وَيَصُومُونَ مَعَنَا وَيَعْمَلُونَ مَعَنَا فَيَقُولُ اللَّهُ أَذْهَبُوا فَمَنْ رَجَعُوا
 فِي قُلُوبِهِمْ يَقَالُ دِينَارٌ مِنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجُوهُ وَحُجْرَةٌ مِنْ اللَّهِ صَوَّرَهُمْ عَلَى النَّارِ وَبَعْضُهُمْ قَدْ غَابَ
 فِي النَّارِ الْقَدْ سَبَقَ إِلَى الصَّلَافِ سَاقِبَةٌ فَخُجْرَةٌ مِنْ عَمَلِهِمْ يَعْبُدُونَ فَيَقُولُ أَذْهَبُوا فَمَنْ رَجَعُوا

زیادہ تر محتاج تھے معاش وغیرہ میں یعنی باوجود زیادہ حاجت کے ہم ان سے دنیا میں ایک سے تو آج
 ہم ان کے ساتھ کیوں جاویں باوجودیکہ آج ہم کو انکی حاجت نہیں ہے اور ہم نے سنا پکارنے والے
 کو کہ پکارتا ہے کہ چلیے کہلے ہر قوم اپنے معبود سے اور ہم اپنے رب کے منتظر ہیں سو حق بتائے مسلمانوں
 پر ظاہر ہو گا غیر اس صورت میں جس میں انہوں نے اول بار خدا کو دیکھا سو فرماوے گا کہ میں تمہارا رب
 ہوں سو دے کہیں گے کہ تو ہمارا رب ہے اور نہ کلام کرینگے اس سے مگر پیغمبر لوگ سو خدا فرما دینگا کہ کیا
 تمہارے ادا کے درمیان کوئی نشانی ہے جسکو تم پہچانتے ہو سو مسلمان کہیں گے کہ وہ نشانی
 پٹلی ہے سو خدا اپنی پٹلی کو دے گا تو اسکو ہر پانچ روز سجدہ کرے گا اور باقی رہ جاوے گا جو سجدہ
 کرتا ہو اسی کو دکھائے اور سنائے کہ واسطے سودہ سجدہ کرنے لگے گا تو اسکی پیٹھ کی ہڈی پٹ کر ایک
 طبق ہو جاوے گی یعنی اس کی پیٹھ کی ہڈی سیخ کی طرح سیدھی اور سخت ہو جاوے گی سجدہ کے واسطے نہ
 جبکے گاہ پر بلکہ ہر گاہ کو لا جاوے گا اور دوزخ کی پشت پر رکھا جاوے گا تب سے کہا یا حضرت وصلے
 اللہ علیہ وسلم اور کیا ہے بلکہ اظفر یا جگہ کرنے کی اور جگہ پہلنے کی اسپر آکر ہے میں نے سیمین
 کچھ سردالی اور کٹھے چوڑے مثل خشک کی اور خشک ایک درخت کا نام ہے کہ اسکے کانٹے سرخ ہو
 ہیں بخد میں ہوتا ہے اسکو سعدان کہا جاتا ہے سو گزرے گا اسپر ایمان دار آئندہ کے جھکنے کی طرح
 اور بجلی کی طرح اور تیز قدم گھوڑوں اور اونٹوں کی طرح سو بعضا نجات پانے والا سلامت ہوگا اور
 بعضا نجات پانے والا مجروح اور زخمی ہوگا اور بعضا بعض پر سوار کیا گیا دوزخ کی آگ میں بیاتک
 کہ گزرے گا انکا بچھلا کہیں چاہا دے گا کہیں چاہا سو نہیں تم سخت ترمیرے واسطے مطالبہ کرنے میں ہر
 حق کے کذاب ہو اور ظاہر ہو چکا ہو واسطے ہمارے مسلمانوں سے ہندن ہر طلب اور سوال کرنے
 اور جھگڑنے کے خدا سے قتالے سے یعنی جو حق تمہارا کہ مجھ پر ظاہر ہو تم اس میں کس طرح اسکو مطالبہ
 میں کوشش اور سب لطف کرتے ہو میں لوگ اپنے بھائیوں کے دوزخ سے نکلنے کے لیے خدا تعالیٰ
 کی جہاں میں اس سے ہی زیادہ مطالبہ اور کوشش کرنے میں مبالغہ کرینگے اور سفارش کر کے ان کو
 بخشوا دیں گے سو جب سے دیکھیں گے کہ انہوں نے نجات پائی اپنے بھائیوں میں تو کہیں گے اے ہمارے
 رب ہمارے بھائی ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور ہمارے ساتھ روزہ رکھتے تھے اور ہمارے ساتھ
 عمل کرتے تھے تو خدا فرما دینگا کہ جاؤ سو جسکے دل میں دنیا کے برابر ایمان پاؤ سو کو دوزخ سے نکالو
 اور خدا حرام کرے گا ان کی صورتوں کو آگ پر اور بعضا آدمی اپنے دونوں قدم تک آگ میں ڈوبا ہوگا
 اور بعضا آدمی پٹلی تک سو دیکھیں گے کہ جسکو پہچانے ہر خدا سے عرض کریں گے تو خدا فرما دینگا

کہ جاؤ سو جس کے دل میں آدمی دینار کے برابر ایمان پاؤ اسکو آگ سے نکالو سووے نکالیں گے جسکو پہچان کر
 پر خدا سے عرض کریں گے تو خدا فرماوے گا کہ جاؤ سو جس کے دل میں ذرہ کے برابر ایمان پاؤ اسکو دوزخ
 سے نکالو سووے نکالیں گے جسکو پہچانیں گے اور کہا ابو سعید نے کہ اگر تم مجھ کو سچا نہ جانو تو قرآن کی یہ
 آیت پڑھو کہ مقرر امیر نہیں ظلم کرتا فہم بہر اور اگر شک ہوگی تو اسکو دونا کرے گا بہر شفاعت کریں گو پیغمبر
 لوگ اور فرشتے اور ایماندار تو خدا فرماوے گا کہ میری شفاعت باقی رہی سو خدا تعالیٰ حل علا و دوزخ
 میں سے ایک مٹی بہرے گا اور نکالے گا بہت فوہون کو کہ جلے بہنے ہوئے سووے جاوین گے
 اب حیات کی نہر میں جو بہشت کا اول شروع میں ہے سووے جم اٹھیں گے اسکے دونوں کناروں میں
 جیسے کہ سیلاب کے کٹڑے میں دانہ جم اٹھتا ہے البتہ تم نے اسکو دیکھا ہے چہر کی جانب میں اور درخت
 کی جانب میں سو اس میں سے جہنم سورج کی دھوپ پڑتی ہو وہ سنبر ہوتا ہے اور جو سائے میں ہو وہ
 سفید ہوتا ہے سووے نکلیں گے جیسے مٹی سوانکی گردن میں مہر کی جاوے گی اور بہشت میں داخل
 ہوں گے سو بہشتی کہیں گے کہ یہ لوگ خدا کے آناو کیے ہوئے ہیں خدا نے ان کو بہشت میں داخل کیا
 بدون عمل کیے اور بدون نیکی کیے کہ آگے کی سوان کو کہا جاوے گا کہ تمہارے واسطے ہے جو تم نے
 دیکھا اور اسکے ساتھ اتنا اور بھی **فائل** یہ جو کہا کہ خدا ان پر اس صورت میں ظاہر ہوگا تو شد لال
 کیا ہے ساتھ اسکے مجسمہ نے سوانہوں نے اللہ کے واسطے صورت ثابت کی ہے اور نہیں ہے انکے
 واسطے حجت یہ اسکی پہلی مثال ہے کہ صورت ساتھ معنے علامت کے ہو کہ دلیل ثبوتیہ ہے اسکو ان کے
 واسطے اپنی معرفت پر اور بعضوں نے کہا کہ مراد ساتھ صورت کے صفت ہے اور بعضوں نے کہا
 کہ مراد اس صورت اعتقاد کی ہے اور یہ جو کہا کہ جب ہم خدا کو دیکھیں گے تو پہچان لیں گے تو کہا
 ابن بطال نے کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف فرشتہ بھیجے گا تاکہ انکا امتحان کرے کیا اعتقاد ہے
 ان کا خدا کی صفات میں جسکی مثل کوئی چیز نہیں سو جب وہ کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں تو رد کرنگی
 اس پر قول اسکے کو اس واسطے کہ اس میں مخلوق کی صفت دیکھیں گے اور جب ہمارا رب آویگا تو ہم اسکو
 پہچان لیں گے یعنی جیسا کہ ہمارے واسطے اس بادشاہی میں کہ اسکے غیر کے واسطے نہیں اور
 عظمت کے کہ نہیں مشابہ ہے کسی چیز کو اسکی مخلوقات سے تو ہوقت کہیں گے تو ہے ہمارا رب اور
 یہ جو کہا کہ وہ کہیں گے وہ نشانی پڈلی ہے تو یہ احتمال ہے کہ معلوم کروا یا ہو ان کو خدا نے پیغمبروں
 کی زبان پر کہ خدا نے انکے واسطے نشانی ٹھہرائی ہے پڈلی کہ اسکو ظاہر کرے گا اور ابن عباس سے
 روایت ہے کہ مراد کشف ساق سے شدت امر کا کہولنا ہے یعنی اپنی قدرت ظاہر کرے گا جس سے

شہادت اور سختی بظاہر ہوگی اور کہا جائے گا کہ کوئی ہندو کا مسلمانوں کے واسطے رحمت ہے اور کافروں کے واسطے سختی ہے اور یہ جو کہا کہ اسکی پیڑیہ پلٹ کر ایک طبق ہو جاوے گی تو متک کیا ہے بعض اشاعرہ نے کہ تکلیف مالا لطاق جائز ہے اور کہا فقہانے کہ تکلیف مالا لطاق جائز نہیں اور متک کیا ہے انہوں نے ساتھ اس آیت کے لَا یُکَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا اور جواب دیا ہے انہوں نے سجدی سے ساتھ اس کے کہ وہ تکلیف کی واسطے اسکی طرف بلائے جاوین گے تاکہ انکا لفاق ظاہر ہو اور ذیل میں اور کہا ابن فورک نے کہ مراد کشف ساق سے وہ مسلمانوں کے واسطے تازہ ہرماں ہوگی اور نئے نئے فوائد حاصل ہونگے اور نیز ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ مراد ساق سے قیامت کا دن ہے اور بعضوں نے کہا کہ مراد کشف ساق سے دور ہونا غم اور ہول کا ہے جس نے انکو متغیر کیا یہاں تک کہ اپنی ٹرسرگاہ سے غافل ہوئے اور یہ جو کہا باقی ماندہ اہل کتاب تو مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو اسے کو ایک جانتے تھے اس کے ساتھ شرک نہ کرتے تھے (فتح) اور ایک روایت میں ہے کہ خدا فرما دیگا کہ میری شفاعت باقی رہی سو نکالے گا آگ سے اُسکو جس نے کبھی نیکی نہیں کی اور متک کیا ہے ساتھ اس کے بعضوں نے کہ جائز ہے لکانا کافرون کا آگ سے اور یہ مردود کیا گیا ہے دو وجہ سے ایک یہ کہ یہ زیادتی ضعیف ہے اس واسطے کہ یہ متصل نہیں دوم یہ کہ نفی انجیز کی کی گئی ہے جو دونوں شہادت کو اقرار پر زیادہ ہو جیسے کہ دلالت کرتی ہیں اس پر باقی حدیث میں اور وجہ اول غلط ہے اس واسطے کہ یہ روایت متصل ہے (فتح) وَقَالَ الْحُجَّاجُ بْنُ سَهْلٍ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ الْأَنْبَسِيِّ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُجْلَسُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ حَتَّى يُهْتَفَ إِلَيْكَ فَيَقُولُونَ لَوْ اسْتَشْفَعْنَا إِلَى رَبِّنَا فُرِجْنَا مِنْ مَكَانِنَا فَيَأْتُونَ أَدَمَ فَيَقُولُونَ أَنْتَ أَدَمُ أَبُو النَّاسِ خَلَقَكَ اللَّهُ بَيْدَهُ وَاسْكَنْكَ جَنَّتَهُ وَاسْتَجَدَّكَ مَلَائِكَتُهُ وَعَلَّمَكَ اسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ اشفع لنا عند ربك حتى نخرجنا من مكاننا هذا فيقول لكست هنا كما قال فيذكر خطيئته التي أصاب أكله من الشجرة وقد نفى عنها ولكن اتوا نوحا أول نبي بعثه الله إلى الأرض فيأتون نوحا فيقول لكست هنا كم ويدكم خطيئته التي أصاب سؤاله ربه بغيب علم ولكن اتوا إبراهيم خليل الرحمن قال فيأتون إبراهيم فيقول اني لكست هنا كم ويدكم قلت كلياتي كذبته ولكن اتوا موسى عبدا اتاه الله التوراة وكتبه وقرببه يحيى قال فيأتون موسى فيقول اني لكست هنا كم ويدكم خطيئته التي أصاب قتله النفس ولكن اتوا عيسى عبدا الله ورسوله وروح الله وكتبته قال فيأتون عيسى فيقول لكست

جو کہ ایک پیڑیہ پلٹ کر ایک طبق ہو جائے گا اس سے زیادہ صحت زیادہ صحیح ہے

دوست ہے فرمایا سو لوگ ابراہیم علیہ السلام پاس آوین گے تو وہ کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں
اور یاد کر لیا ان تین باتوں کو جو جہوت بولین اور لیکن تم جاؤ سوئے پاس جو خدا کا بندہ ہے خدا نے اس کو
توریت دی اور اس سے بلا واسطہ کلام کیا اور اس کو سرگوشی کے واسطے قریب کیا فرمایا سو وہ لوگ موسیٰ
علیہ السلام پاس آوین گے تو وہ کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کیجئے اپنی اس خطا کو جو
اُن سو ہوئی قتل کرنے لُٹکے سے ایک جان کو لیکن تم جاؤ عیسیٰ پاس جو خدا کا بندہ ہے اور اس کا
رسول ہے اور اس کی روح ہے اور اس کا کلمہ ہے فرمایا سو وہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام پاس آوین گے تو وہ کہیں گے
کہ میں اس مقام کے لائق نہیں لیکن تم جاؤ محمد پاس جو خدا کا بندہ ہے خدا نے اس کی اگلی پچھلی ہول
چوک معاف کر دی فرمایا سو وہ لوگ میرے پاس آئیں گے تو میں اپنے رب کی اجازت مانگوں گا اس کے
گھر میں سو مجھ کو اس کی اجازت ملے گی سو جب میں اس کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا سو خدا مجھ کو سجدے
میں رہنے دے گا جتنا کہ چاہے گا پھر خدا فرما دیگا اے محمد اپنا سر اٹھا لے کہ سنا جاوے گا سفارش کرتی
سفارش قبول ہوگی اور مانگ دیا جاوے گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو میں اپنا سر اٹھاؤں گا
میں تعریف کروں گا اپنے رب کی وہ تعریف کہ میرا رب مجھ کو سکھلاوے گا پھر میں شفاعت کروں گا تو
میرے واسطے ایک حد مقرر کی جاوے گی یعنی اتنے لوگوں کی مغفرت ہوئی تو میں دامن سے ٹھکر
انہیں بہشت میں داخل کروں گا کما قتا وہ نے اور نیز میں نے اس کو سنا کہ تباہا سو میں نکلوں گا سو
میں انکو دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کروں گا پھر میں پلٹ جاؤں گا اور اپنے رب کی اجازت مانگوں
گا اسکے گھر میں تو مجھ کو اجازت ملے گی سو جب میں اس کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا تو خدا مجھ کو
سجدے میں رہنے دے گا جتنا کہ چاہے گا پھر فرماوے گا اے محمد اپنا سر اٹھا لے اور کہ سنا جاوے گا
اور سفارش کرتی سفارش قبول ہوگی اور مانگ دیا جاوے گا تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا سو میں اپنے رب
کی وہ تعریف کروں گا کہ میرا خدا مجھ کو سکھلاوے گا پھر شفاعت کروں گا تو میرے واسطے ایک حد مقرر کی
جاوے گی سو میں نکلوں گا اور انکو بہشت میں داخل کروں گا کما قتا وہ نے اور میں نے اس کو سنا کہ تباہا
تباہا سو میں نکلوں گا اور انکو دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کروں گا پھر میں پلٹ جاؤں گا تو میری
بار سو میں اپنے رب کی اجازت مانگوں گا اسکے گھر میں سو مجھ کو اس کی اجازت ملے گی سو جب میں اس کو
دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا سو خدا مجھ کو سجدے میں رہنے دے گا جتنا کہ چاہے گا پھر فرماوے گا
کہ اے محمد اپنا سر اٹھا لے اور کہ سنا جاوے گا اور شفاعت کرتی سفارش قبول ہوگی اور مانگ دیا جاوے گا
کہ میں اپنے رب کی وہ تعریف کروں گا کہ میرا خدا مجھ کو سکھلاوے گا پھر میں

شفاعت کروں گا تو میرے واسطے ایک حد مقرر کی جاوے گی سو میں نکلون گا اور انکو بہشت میں داخل کروں گا کہ قادیان سے اور میں نے اس کو سنا کہ تہا سو میں نکلون گا اور انکو دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کروں گا یہاں تک کہ نہ باقی رہے گا دوزخ میں مگر وہی شخص جسکو قرآن نے بند کیا یعنی وحیب ہوا اس پر ہمیشہ رہنا دوزخ میں بہرہ آیت پڑھی کہ عنقریب کٹر کرے گا تجھ کو تیرا رب تعریف کو مقام میں اور یہی ہے مقام محمود جس کا تمنا ہے پیغمبر سے وعدہ کیا گیا **ف** اس حدیث کی شرح پوری کتاب الرقاق میں گذر چکی ہے اور اس حدیث میں یہ جو کہا کہ اسکے گھر میں تو اس سے مکان کا وہم پیدا ہوتا ہے اور خدا پاک ہے مکان سے اور اسکے سننے تو فقط یہ ہیں کہ اپنے اس گھر میں جسکو اس نے اپنے دوستوں کے واسطے بنایا ہے اور وہ بہشت ہے دارالسلام (فتح) **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدٍ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** إِذَا نَصَرْتُكُمْ فِي قُبَّةٍ وَقَالَ لَهُمْ اضْبُرُوا حَتَّى تَلْقُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنِّي عَلَى الْخَوْضِ **ترجمہ** انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلا بھیجا سو ان کو ایک خیمے میں جمع کیا سو فرمایا کہ صبر کرتے رہو یہاں تک کہ خدا اور اسکے رسول کو ملو سو مقرر میں حوض کوثر پہنچ گئے قیامت کو **ف** ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ البتہ میرے بعد تم پاؤ گے اپنے سواے اور دن کو مقدم لینے تمہارے سواے اور لوگوں کی حکومت ہوگی اور اسکے اخیر میں ہے کہ صحابہ نے کہا کیوں نہیں یا حضرت ہم راضے ہوئے اور اس حدیث کی شرح غزوہ حنین میں گذر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں یہ قول ہے یہاں تک کہ تم خدا اور اس کے رسول سے ملو اور مراد اللہ کے ملنے سے موت ہے اور دن قیامت کا (فتح) **حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ حَزْمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** إِذَا تَجَهَّدَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَدِيمُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَأَنْتَ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ أَنْتَ الْحَيُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَائُكَ الْحَقُّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ أَمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ خَاصَمْتُ وَبِكَ حَاكَمْتُ فَأَعِزَّنِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَكْلَمُ بِهِ مَنِّي كَا إِلَهِ الْآلَةِ أَنْتَ قَالَ قَتِيبُ بْنُ سَعْدٍ وَأَبُو التَّيَّسِ عَنْ طَائِفٍ قِيَامٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْقِيَامُ الْقَائِمُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ الْقِيَامُ وَكِلَاهُمَا مَدْحٌ **ترجمہ** ابن عباس سے روایت ہے کہ

جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تہجد کی نماز کے واسطے اٹھتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے کہ الہیٰ ہمارے
 رب تجھی کو حمد ہے تو ہی آسمانوں اور زمین کا تاسمے والا اور تجھ ہی کو شکر ہے تو ہے آسمانوں اور زمین اور
 انکے درمیان والوں کا رب اور تجھ ہی کو شکر ہے تو ہے آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان والوں
 کی روشنی اور رونق تو سچ مچ ہے اور تیرا قول حق ہے اور تیرا وعدہ سچ ہے اور تیرا ملنا حق ہے اور تیرا
 حق ہے اور دوزخ حق ہے اور قیامت حق ہے الہیٰ میں تیرا تامل ہوا اور تیرے ساتھ ایمان لایا اور
 تجھ پر میں نے بہرہ و سا کیا اور تیری طرف میں نے رجوع کیا اور تیری مدد سے جگڑتا ہوں اور تیری ہی طرف
 جگڑا رجوع کرتا ہوں کہ تو فیصل کرے سو بخشدے مجھ کو جو کہ سینے آگے کیا اور پیچھے ڈالا اور جو سینے
 چسپایا اور جو ظاہر کیا اور اس گناہ کو بخش جسکو تو مجھ سے زیادہ تر واقف ہے کوئی لائق عبادت کو نہیں
 سوا سے تیرے اور ظاہر کوں نے یتیم کے بدلے قیام کہا ہے اور کہا مجاہد نے کہ قیوم کے سنے میں قائم ہر چیز
 پر یعنی کار ساز ہر چیز کا اپنی خلق سے تدبیر کرتا ہے اسکی جو چاہتا ہے اور پڑتا ہے عمرو نے قیام اور قیوم
 اور قیام دونوں مدح میں یعنی اس واسطے کہ وہ سبائے کے سینے میں **ف** اس حدیث کی شرح تہجد میں
 گذر چکی ہے اور مراد اس سے یہ قول ہے کہ تیرا ملنا حق ہے (فتح) **حَدَّثَنَا أَبُو سُلَيْمَانَ بْنُ مَوْبِي قَالَ سَمِعْتُ**
أَبَا سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي الْأَعْمَشُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَارِثٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
سَلِّمُوا مِنكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا سَيَكَلِّمُهُ رَبُّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ جَنَانٌ وَلَا حِجَابٌ كَحِجَابِ بَرَجٍ
 عدی بن حاتم سے روایت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں میں سے ایسا کوئی نہیں مگر کہ خدا اس سے
 قیامت میں کلام کرے گا اس طرح پر کہ اسکے اور خدا کے درمیان کوئی دوہرا سیانہ ہوگا اور نہ کوئی حجاب
 ہوگا **ف** کہا ابن ابی بطل نے کہ معنی حجاب اٹھانے کے یہ ہیں کہ دور کی جادے کی آفت مسلمانوں
 کی آنکھوں سے جو ان کو دیکھنے سے مانع ہے سو دور اسکو دیکھیں گے واسطے اٹھانے حجاب کے ان سے
 اور شیطان اشارہ ہے خدا کے اس قول میں کفار کے حق میں **كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ**
لَمَكْنُونُونَ اور کہا حافظ صلاح الدین نے کہ مراد ساتھ حجاب کے نفی اس چیز کی ہے جو دیکھنے سے
 مانع ہو جیسے کہ نفی کی عدم اجابت دعا مظلوم کی کی بہر استعارہ کیا واسطے رد کے سو ہوگی نفی اسکی
 دلیل اور ثبوت اجابت کے اور تفسیر ساتھ نفی حجاب کے ابلغ ہے تفسیر کرنے سے ساتھ عدم قبول کے
 اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ حجاب کے استعارہ ہو محسوس کا واسطے معقول کے اس واسطے کہ حجاب ہی
 ہے اور منع عقلی اور البتہ وار وہا ہے ذکر حجاب کا چند حدیثوں میں اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ دور ہے اس
 چیز سے جو اسکے واسطے حجاب ہو اس واسطے کہ حجاب تو محسوس چیز کو احاطہ کرتا ہے لیکن مراد

ساتھ حجاب اسکے کے منع کرنا ہے خلق کی آنکھوں کو ساتھ اس چیز کے کہ چاہے حب چاہے حبط ج چاہے اور
 جب چاہے تو یہ حجاب ان سے اٹھا دینا اور تائید کرتا ہے اسکی جو دوسری حدیث میں ہے کہ آدمیوں اور خدا
 کے دیدار کے درمیان کوئی چیز نہ ہوگی سوائے چادر کبریا کی کے جو خدا کی وجہ پر ہے اس واسطے کہ اس کا
 ظاہر قطعاً مراد نہیں پس وہ استعارہ ہے جبراً اور کہیں بعضی حدیثوں میں حجاب جسی مراد ہوتا ہے لیکن وہ بہ
 نسبت مخلوق کے ہے اور علم اللہ کے نزدیک (فتح) **حَلَّ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ**
ابْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَلْبِشٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَنَّاتٌ مِنْ فَضْلِهِ أَيْنَهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَجَنَّاتٌ مِنْ ذَهَبٍ أَيْنَهُمَا وَمَا فِيهَا
وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ إِلَّا رِيَاءٌ أَلْبَسُوا عَلَى سُرُجِهِمْ فِي جَنَّةٍ عَدَّتْ رَحْمَةُ اللَّهِ
 سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو بہشتیں چاندی کی ہیں انکے برتن اور جو چیز ان میں
 سب چاندی کی ہے اور دو بہشتیں سونے کی ہیں انکے برتن اور جو چیز ان میں ہے سب سونے کی ہیں
 اور مسلمانوں کے درمیان اور اپنے رب کے دیکھنے کے درمیان یعنی مسلمانوں کو اپنے رب کے دیکھنے
 سے کوئی چیز مانع نہ ہوگی سوائے جلال کی چادر کے کہ اسکی ذات پاک پر ہے عدن کے بہشت میں
 ایک روایت میں ہے کہ سونے کی دو بہشتیں مقربین کے واسطے ہیں اور چاندی کی بہشتیں اصحاب
 میں کے واسطے ہیں کہا طبری نے کہ اختلاف ہے خدا کے اس قول میں **وَمِنْ دُونِهَا جَنَّاتٌ مِنْ**
لُحْلِ كَمَا كَمَا اسْكَسْ سے ہیں درجے ہیں اور بعضوں نے کہا اس کے معنی میں فضیلت میں اور یہ جو کہا
 جنتان تو یہ تفسیر ہے خدا کے قول مذکور کی اور یہ خبر ہے معتداً و محذوف کی یعنی ہما جنتان اور یہ جو کہا
 اس کے برتن تو یہ بہت ہے اور من فضله اسکی خبر ہے اور یہ جو کہا کہ انکے اور خدا کے دیکھنے کے درمیان
 جلال کی چادر ہوگی تو کہا کرمانی نے کہ یہ حدیث متشابہات سے بعضی اسکو تفویض کرتے ہیں اور بعض
 اسکی تاویل کرتے ہیں کہ مراد ساتھ وجہ کے ذات ہے اور چادر ایک صفت ہے ذات کی صفتوں سے جو
 لازم ہے اور پاک کر نیوالی ہے اسکو اس چیز سے کہ مشابہ ہو مخلوق کو پیرا نکال کیا ہے اس نے جس کا
 حاصل یہ ہے کہ چادر جلال کی مانع ہے رویت سے سوگوا کہ کلام میں حذف ہے بعد قول اس کے کہ
 الارواح الکبریٰ سودہ احسان کرے گا انہر ساتھ اٹھانے اس چادر کے سو حاصل ہوگی ان کے واسطے
 نظر طرف اسکی سوگوا کہ مراد یہ ہے کہ جب مسلمان بہشت میں اپنا ٹھکانا پکڑیں گے اگر ان کو ذی الجلال
 کی ہیبت نہ ہو تو انکے درمیان اور خدا کے دیکھنے کے درمیان کوئی چیز مانع نہ ہو بہر جب خدا انکا اکرام
 چاہے گا تو ان پر فضل کرے گا ساتھ اس کے کہ انکو اپنے دیکھنے کی قوت دے گا پھر اپنے صہیب کی حدیث

میں کہ مراد ساتھ چادر کے حجاب ہے کہ اس میں ہے بہر خدا اُن کے واسطے حجاب کو لیکر عید داخل ہونے کے
 بہشت میں سوائے کوئی چیز ایسی محبوب تر نہیں ملی شاید اس نے اشارہ کیا ہے طرف تاویل اسکی کی اور کہا
 قرطبی نے کہ رد اور استعارہ عظمت اور نہیں مراد ہے کپڑا محسوس اور غنی حدیث باب کے یہ ہیں کہ خدا
 کی عزت اور بے پردہی کا مقتضایہ ہے کہ اسکو کوئی نہ دیکھے لیکن رحمت اسکی مسلمانوں کے واسطے تقاضا
 کرتی ہے کہ ان کو اپنی ذات و کمالات سے واسطہ رکھ کر نفع کے سوجب دور ہوگا مانع تو کرے گا ان
 سے خلاف مقتضی کبر پائی کے سوگوں کہ انہیں ان سے حجاب جو انکو مانع تھا اور یہ جو کہا کہ عدن کے بہشت
 میں تو کہا ابن بطال نے کہ نہیں تعلق ہے مجسمہ کے واسطے بیچ ثابت کرنے مکان کے اس واسطے
 کہ ثابت ہو چکا ہے کہ محال ہے یہ کہ ہوا اسے سبب جسم یا جگہ بکڑنے والا کسی مکان میں سو ہوگی تاویل
 چادر کی آفت جو موجود ہے انکی آنکھوں کے واسطے جو مانع ہے انکو خدا کے دیکھنے سے اور اس کا
 دور کرنا فعل ہے اسکے افعال سے کرے گا اسکو اس جگہ میں کہ وہ خدا کو دیکھیں گے سو نہ دیکھیں گے
 اسکو جب تک یہ مانع موجود ہوگا سو جب تک کہ فعل کرے گا تو یہ مانع دور ہوگا وہے گا اور نام رکھا
 اسکا چادر کہ وہ منع میں بجائے چادر کے ہے جو واجب ہوتی ہے منہ کو اسکے دیکھنے سے سو اسکو
 بطور مجاز کے چادر کہا اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عدن کے بہشت میں راجع ہے طرف قوم
 کے یعنی اور وہ بہشت میں ہوں گے خدا کی طرف راجع نہیں اس واسطے کہ خدا کو مکان حادی نہیں
 ہو سکتے (فتح) **حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ اَعْيَنَ وَ**
جَامِعُ بْنُ اَبِي رَاشِدٍ عَنْ اَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَن
اَقْتَطَعَ مَالَ اِمْرِئٍ مُسْلِمٍ بِمَآئِنٍ كَاذِبَةٍ لَفِيَ اِلَهٌ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانُ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَكُمْ قُرْءَانُكُمْ
اَللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَصْدَقُهُ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ اِنَّ الدِّينَ كَيْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَابْتِمَانِهِمْ
لِمَنَا فَلْيَلَا اُولَئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ فَكَيْفَ كَلِمَتُهُمْ اَللَّهُ اَلَا بَدَّ مُحَمَّدٌ عَبْدُ اللَّهِ رَوَاهُ
 ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چین لیکر مال کسی مسلمان کا جو بی قسم کہا کرے گا وہ قیامت
 میں اللہ سے اور خدا اس پر نہایت غضبناک ہوگا بہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس بات کا شکاک
 قرآن شریف سے پڑھ کر بتلایا یعنی جو لوگ اللہ کو درسیان دیکر اور جو بی قسمین کہا کر توڑا
 مال دنیا لیتے ہیں ان لوگوں کو آخرت میں کچھ نہ نہیں اور خدا ان سے بات نہ کرے گا اور رحمت سے
 اُن کی طرف نہ دیکھے گا **ف** اور غرض اس آیت ہے اس جگہ یہ قول خدا کا ہے کہ خدا ان کی طرف
 نہ دیکھے گا اور لی جاتی ہے اس سے تفسیر قول اسکے کی لیکر اللہ سے اور خدا اس پر غضبناک ہوگا

اور یہ تقاضا کرتا ہے کہ غضب بہت واسطے منع کلام اور دیکھنے کے اور رضا مندی سبک ان کے وجود کا
 فتح، حال تھا عبد اللہ بن محمد بن خالد بن اسفلین عن عبد بن عمر بن ابی صالح التماری عن ابی ہریرہ عن
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ثلاث لا یجلیہن یوم القیمۃ ولا یخطر الیہم رجل حلفت علی سبغہم لقد
 اعطی بہا اکثر من اخطی وهو کاذب ورجل حلف علی یمن کاذبہ بعد العصر لیقطع بہا مال
 امرئ مسلم ورجل منع فضل ما فیقول اللہ الیوم امتنع فضلی کما منعت فضل ما لم تعمل بدارک
 ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخص ہیں جن سے خدا
 قیامت میں نہ بولے گا اور نہ ان کو دیکھے گا اور نہ ان کو گناہوں سے پاک کرے گا ایک تو وہ مرد جس نے
 قسم کھائی اپنے اسباب پر البتہ دیا گیا بدلے اس کے اکثر اس چیز سے کہ دیا گیا یعنی مجھ کو اتنا سول ملتا تھا میں
 نے نہیں دیا اور حالانکہ وہ جو ہوا ہو دوسرا وہ مرد جس نے عصر کے بعد ایک چیز پر جہولی قسم کھائی تاکہ کسی مسلمان
 کا مال اس کے ساتھ لے تیسرا وہ مرد جس نے حاجت کی زیادہ پانی مسافر سو روکا سو خدا کہے گا کہ آج میں تجھ
 سے اپنا فضل روکوں گا جیسے تو نے منع کیا تھا زیادہ پانی سے جو تیرے دونوں ہاتھ نے نہیں کما یا تھا۔
ف اس حدیث کی شرح کتاب الاحکام میں گذر چکی ہے حال تھا محمد بن النبی قال حدثنا
 عبد الوہاب قال حدثنا ایوب عن محمد بن ابن ابی بکر عن ابی بکر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 قال قال الزمان قیامت دار کعبتہ یوم خلق اللہ السموات والارض السنتہ اثنا عشر شہرا منہا
 اربعہ حرم فلت متوالیات ذوالقعدہ وذوالحجۃ والحجۃ والحجۃ فوجب مصر الدی بین جمادیا
 شعبان ای شہر ہذا قلنا اللہ ورسولہ اعلم فسکت حتی قلنا انہ سہمیتہ یغیر اسمہ
 قال الیس ذالہجۃ قلنا بلی قال ای بلکہ ہذا قلنا اللہ ورسولہ اعلم فسکت حتی قلنا انہ
 سہمیتہ یغیر اسمہ قال الیس یوم النحر قلنا بلی قال فان یماءکم واموالکم قال محمد ذالہجۃ
 قال وانما حرم علیکم حدکم کحرمہ یومکم ہذا فی بکدکم ہذا فی شہرکم ہذا وستلفون
 ربکم فیساکم عن اعمالکم الا فلا کر جوا بعدی صلا لا یطرب ببعصکم رقاب بعض اکا
 لیبلغ الشاہد الغائب فکمل بعض من یبلغہ ان یكون او علی کہ من بعض من سیمۃ فکات
 محمد اذا ذکرہ قال صدق النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکم قال اکمل بکف الاہل بکف
 ترجمہ ابو بکر سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمانہ گھوم کر انہی اصلی حالت پر آیا
 ہو گیا جیسا اس میں تھا جب کہ خدا نے آسمان اور زمین بنائے تھے برس بارہ مہینے کا ہے ان میں
 سے چار مہینے حرام ہیں یعنی ان میں لڑنا ہڑنا درست نہیں تین مہینے تو رہا ہنگامے ہوئے ہیں سو

ترجمہ ابو بکر سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمانہ گھوم کر انہی اصلی حالت پر آیا ہو گیا جیسا اس میں تھا جب کہ خدا نے آسمان اور زمین بنائے تھے برس بارہ مہینے کا ہے ان میں سے چار مہینے حرام ہیں یعنی ان میں لڑنا ہڑنا درست نہیں تین مہینے تو رہا ہنگامے ہوئے ہیں سو

ذوقِ بندہ اور ذوقِ کعبہ اور محرمِ مہین اور چوتھا مضر کا حرب جو جہادی الاطری اور شعبان کے بیچ مہین ہے یہ کون ہیسا ہے
ہم نے کہا کہ خدا اور اس کی رسول زیادہ تر دانا ہے سو حضرت سے اسے علیہ السلام چپ ہے یہاں تک کہ ہم نے گناہ
کیا کہ اس کے نام کے سوا اس کی کوئی اور نام رکھیں گے فرمایا کیا نہیں ہے ذوقِ کعبہ ہم نے کہا کیوں نہیں ہے
فرمایا یہ کون شخص ہے ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چپ ہے
یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ اس کے سوا اس کی کوئی اور نام رکھیں گے فرمایا کیا نہیں ہے کہ ہم نے
کہا کیوں نہیں فرمایا سو یہ کون دن ہے ہم نے کہا کہ خدا اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے سو حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم چپ ہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ اس کے نام کے سوا اس کی کوئی اور نام رکھیں گے
فرمایا کیا نہیں ہے یہ قرآنی کا دن ہے کہ ہم نے کہا کیوں نہیں فرمایا سو تمہارے خون اور تمہارے مال کا
محمد نے اور میں گمان کرتا ہوں کہا اور تمہاری آبرو میں تم پر حرام مہین جیسے اس تمہارے دن کو حرمت
ہے اس تمہاری مہینے میں اس تمہاری بسنی میں اور تم اپنے رب کے ملو گے سو تم سے تمہارے عمل بوجھ کا
خبردار ہو سو میرے بعد پھر گمراہ نہ ہو جاؤ کہ تم میں سے بعضا بعض کی گردن مارے خبردار ہو اور جو لوگ اس
وقت حاضر ہیں وہ غائب لوگوں کو یہ حکم پہنچا دین سو شاید کہ بعضا بعض پوچھا گیا زیادہ تر یاد رکھنے والا
ہو بعضے سننے والے سے سو محمد راوی جب اس کو ذکر کرتا تھا تو کہتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
سچ فرمایا پھر فرمایا خبردار ہو میں نے پیغام پہنچا دیا میں نے پیغام پہنچا دیا **ف** اس حدیث کی شرح گذر چکی
ہے اور مراد اس سے یہاں یہ قول ہے کہ تم اپنے رب کو ملو گے (فتح) **بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللَّهِ إِنَّ**
رَحْمَةَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ جو آیا ہے خدا تعالیٰ کے اس قول میں کہ خدا کی رحمت قریب ہے مسلمانوں سے
ف کہا ابن ابی طالب نے کہ رحمت تقسیم کی گئی ہے طرف صفت ذات کی اور طرف صفت فعل کی یعنی
رحمت دو قسم ہے ایک صفت ذات کی ہے اور ایک صفت فعل کی اور احتمال ہے کہ مراد یہاں صفت
ذات کی ہو سو ہوں گے معنی اس کے ارادہ فرمان برداروں کے ثواب لینے کا اور احتمال ہے کہ صفت فعل
کی ہو تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ فضل اللہ کا ساتھ ملنے ابر کے اوبرا تار نے سینہ کے قریب ہے نیکو کاروں
سے سو یہی ان کے واسطے رحمت ہوگی اس واسطے کہ سینہ ہی اس کی قدرت اور اس کے ارادے سے ہے
اور کہا بیہقی نے کتاب الاسرار میں کہ جو اسم کہ خدا کے واسطے تدبیر ثبات کرتے ہیں سو اسے غیر اس کے ارادے
میں سے ہے رحمن اور رحیم اور کہا خطابی نے کہ معنی رحمن کے ہیں صاحبِ قدرت شاملِ کمال جو وسیع ہے
تمام خلق کو ان کی رزقی میں اور ان کے اسباب معاش اور مصالح میں اور رحیم خاص ہے ساتھ ایمان
داروں کے خدا تعالیٰ نے فرمایا وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا **حَلْ تَنَا مَوْنِي بِرَأْسِي لِيُعِيلَ قَالَا حَلْ تَنَا**

میری رحمت ہے اور آگ سے فرمایا کہ تو میرا عذاب ہے تجھ سے عذاب کروں گا جس کو چاہوں گا اور تم دونوں
 میں سے ہر ایک کے واسطے بہرانی ہے فرمایا سو ایسا پرہیزگار ہو مگر خدا نہ ظلم کرے گا اپنی خلق سے کسی کو
 اور مقرر وہ پیدا کرے گا دوزخ کے واسطے جس کو چاہے گا سو وہ اس میں ڈالے جاوے گا تو دوزخ کہے
 گی کہ کچھ اور بھی ہے پھر اور ڈالے جاوے گا اس میں تو کہے گی کچھ اور بھی ہے پھر اور ڈالے جاوے گا اس
 میں تو کہے گی کچھ اور بھی ہے تین بار یہ کہے گی یہاں تک کہ خدا اس میں اپنا قدم رکھے گا سو ہر جاوے گی
 اور آپس میں سمٹ جاوے گی اور کہے گی بس بس بس **ف** اس روایت میں دوزخ کا قول مذکور نہیں
 لیکن دوسری روایت میں ہے کہ مجھ میں مغرور لوگ داخل ہوں گے اور شہر اس جگہ میں یہ ہے کہ خدا بہشت
 کے واسطے اور خلق کو پیدا کرے گا اور دوزخ میں اپنا قدم رکھے گا اور اس کے سوا کسی حدیث میں
 نہیں ہے کہ خدا دوزخ کے واسطے اور مخلوق پیدا کرے گا اور مراد قدم سے کیا ہے اسکا بیان سورہ
 ق کی تفسیر میں گذر چکا ہے اور یہاں تک ہے کہ اس زیادتی میں حجت ہے اہل سنت کے واسطے ان کے
 قول میں کہ خدا کے واسطے جائز ہے یہ کہ عذاب کرے جس کو نہ تکلیف دی ہو دنیا میں ساتھ عبادت کے
 اس واسطے کہ ہر چیز اس کی ملک ہے سو اگر ان کو عذاب کرے تو وہ ظالم نہیں اور اہل سنت نے تو سو
 اس کے کچھ نہیں کہ اس میں تک کیا ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ لا یستل عما یفعل ویفعل ما یشاء ولا
 ساء اس کے اور بیان کے نزدیک جائز ہے اور وقوع میں نظر ہے اور نہیں ہے حدیث میں حجت واسطے
 اختلاف ہونے کے اس کو لفظ میں اور اس واسطے کہ وہ قابل تاویل ہے اور جزم کیا ہے ابن قیم نے
 کہ یہ غلط ہے اور ایک جماعت نے کہا کہ یہ مقبول ہے اور کہا بلیغی نے کہ حمل کرنا اسکا بہرون پر قریب
 تر ہے اس سے کہ ان کو جاندار چیز پر حمل کیا جاوے کہ اس کو عذاب ہو بدون گناہ کے اور ممکن ہے کہ
 جاندار ہوں لیکن انکو عذاب نہ ہو اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ پیدا کرنے کے ابتداء داخل کرنے کفار کا ہو
 آگ میں اور یہ جو ذکر بہشت کے ساتھ فرمایا کہ خدا کسی پر ظلم نہیں کرے گا تو اس کے سننے یہ ہیں کہ وہ عذاب
 کرے گا جسکو چاہے گا اور وہ ظالم نہیں جیسا کہ فرمایا کہ میں عذاب کروں گا تجھ سے جس کو چاہوں گا اور
 احتمال ہے کہ بہشت اور دوزخ کے جگہ کے کی طرف راجع ہو اس واسطے کہ جو خدا نے ہر ایک کے واسطے
 دونوں میں سے تمیز کیا ہے وہ عین عدل اور حکمت ہے اور سبب تنوع ہونے ہر ایک کے ہے ان میں
 سے بدون اس کے کہ کسی پر ظلم کرے اور بعضوں نے کہا کہ احتمال ہے کہ ہو یہ اشارہ طرف اس آیت کی
 اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالٰحٰتِ اِنَّآ کَافٍ لِّہُمْ اَجْرًا مِّنْ اَحْسَنِ عَمَلًا سَوَیِّرٍ کِی یَضَاعِفَ لَہُمْ اَجْرًا
 سے ساتھ نہ ظلم کرنے کے اور مراد یہ ہے کہ داخل ہو گا نیک آدمی بہشت میں جو وعدہ کیے گئے ہیں پھر

مخلوقی مخلوق ترجمہ جو آیا ہے پھر پیدا کرنے آسمان اور زمین کے وغیرہ مخلوقات اور وہ فعل ہے رب کا اور حکم اسکا پس سب اپنی صفتوں سے اور اپنے فعل و امر سے اور اپنی کلام سے وہ خالق اور تصویر کمینچہ والا ہے اور نہیں ہے مخلوق اور جو چیز کہ پیدا ہوا اسکے فعل سے اور امر یعنی کلمہ کن سے اور اس کے پیدا کرنے اور بنانے سے تو وہ مفعول مخلوق ہے بننے پیدا کی گئی بنائی گئی **ف** اور مراد ساتھ امر کے اس جگہ کن ہے اور امر کا اطلاق کئی معنوں پر آتا ہے ایک صیغہ افعیل پر اور ایک صفت اور شان پر اور مراد اس جگہ پل معنی ہیں اور مراد ساتھ امر کے اس جگہ مامور ہے اور بیان کیا ہے بخدی نے اپنی مراد کو اپنی کتاب خلق افعال العباد میں سو کہا اس نے کہ اختلاف کیا ہے لوگوں نے فاعل اور فعل اور مفعول میں سو کہا قدریہ نے کہ سب فعل بندہ کی طرف سے ہیں اور کما جبر نے کہ بندوں کے سب فعل خدا کی طرف سے ہیں اور کما جبر نے کہ فعل اور مفعول ایک ہے اسی واسطے انہوں نے کہا کہ کن مخلوق ہے اور کما سلف نے کہ پیدا کرنا خدا کا فعل ہے اور ہمارے فعل مخلوق ہیں سو فعل امر کا اللہ کی صفت ہے اور مفعول وہ چیز ہے جو اس کے سوا ہے مخلوقانہ سے اور مسئلہ تکوین کا مشہور ہے مشکا میں میں اور اصل یہ ہے کہ انہوں نے اختلاف کیا ہے اس میں کہ صفت فعل کی قدیم ہے یا حادث سو ایک جماعت سلف نے کہا کہ وہ قدیم ہے ان میں سے میں ابو حنیفہ اور لوگوں نے کہا کہ حادث ہے یا شعری کا قول ہے تا کہ لازم آوے ہو یا مخلوق کا قدیم اور جواب دیا ہے اول قول والوں نے کہ پیدا کرنے کی صفت ازل میں پائی گئی اور اسوقت ہی چیز مخلوق نہ تھی یعنی پس مخلوق کا قدیم ہونا لازم نہیں آتا اور تصرف بخاری کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ اس میں پہلے قول والوں کے موافق ہے یعنی جو فاعل ہیں کہ صفت فعل کی قدیم ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرنے والا ہے وہ سلامت رہتا ہے واقع ہونے سے حوادث کے سلسلے میں جب تک کوئی اہل نہیں اور کما ابن بطال نے کہ غرض اسکی یہ ہے کہ آسمان اور زمین اور جو ان کے درمیان ہے سب مخلوق ہے واسطے قائم ہونے دلائل حدوث کے اور پران کے اور واسطے قائم ہونے دلیل کے کہ خدا کے سوا کوئی خالق نہیں (فخر) **حَلَّ ثَنَا سَعْدُ بْنُ ابْنِ عَرَبٍ**

قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي شَيْخُكَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ بْنُ أَبِي نُمَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ أَبِي عَتَّابٍ قَالَ بَيْتٌ فِي بَيْتِ بَيْمَوْنَةَ لِكَلْبَةَ وَالتَّيْمِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ هَذَا لَمْ يَنْظُرْ كَيْفَ خَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فَخَالَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَهْلِهِ سَاعَةً ثُمَّ رَقَدَ فَلَمَّا كَانَ ثَلَاثُ رُبُعِ الْإِجَارَةِ أَوْ بَعْدَهُ قَدَرًا نَظَرَ إِلَى سَمَاءٍ فَذَكَرَ أَنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَى قَوْلِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ثُمَّ قَامَ مُتَوَضِّئًا وَاسْتَأْذَنَ ثُمَّ صَلَّى لِحَدَّثِ عَشْرَةَ رُكْعَةً ثُمَّ أَدْنَى بِإِلَافَةٍ

اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور امر ہے مراد اذن ہے اپنے نہیں اترتے ہم مگر خدا کے اذن سے یا ساتھ امر
وحی کے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ ہم نہیں اترتے مگر خدا کے اذن سے **حَلَّ ثَنَا يَحْيَى قَالَ حَلَّ ثَنَا**
وَكَيْفَ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كُنْتُ أَمْسِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَدِيثٍ بِالْمَدِينَةِ وَهُوَ مُتَوَكِّلٌ عَلَى عَصِيْبٍ فَمَرَّ بِقَوْمٍ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ
سَلُّوا عَنِ الرَّجُلِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَسَلُّوا فَسَلُّوا عَنْ الرَّجُلِ فَقَامَ مُتَوَكِّلٌ عَلَى الْعَصِيْبِ وَأَنَا خَلْفُهُ
فَقُلْتُ إِنَّهُ يُؤَمِّرُ الْبَيْتَ فَقَالَ وَيَسَلُّونَكَ عَنِ الرَّجُلِ قُلْ لِرُوحٍ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أَوْثَقِيكُمْ مِنَ الْعِلْمِ
إِلَّا قَلِيلًا فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ قَدْ قُلْنَا لَكُمْ لَا تَسَلُّوا ثُمَّ رَحِمَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلتا تھا مدینہ کی ایک کنیٹی میں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ایک چٹری پر تکیہ کیے تھے سو یہودی ایک قوم پر گزرے تو ان میں سے بعضوں نے بعض سے کہا کہ اس کے
روح کی حقیقت پوچھو اور بعضوں نے کہا نہ پوچھو تو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روح کی حقیقت
پوچھی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چٹری پر تکیہ کر کے کھڑے ہوئے اور میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
پیچھے تھا تو میں نے گمان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی ہوتی ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا وہ تجھ سے پوچھتے ہیں حقیقت روح کی کہ روح امر کا حکم ہے اور نہیں دیا گیا تم کو مگر تھوڑا علم تو بعضوں
نے بعضوں سے کہا کہ البتہ ہم نے تم سے کہا تھا کہ اس سے نہ پوچھو **ف** اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ کہ روح
میرے رب کا حکم ہے **حَلَّ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ قَالَ حَلَّ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الثَّوَالِي عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ**
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَكْفُلُ اللَّهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِهِ لَا يَخْرُجُ إِلَّا الْيَهُادُ فِي
سَبِيلِهِ وَتَصْدِيقُ كَلَامِهِ يَأْتِي بِدُخْلِهِ الْجَنَّةَ أَوْ يَرْجِعُهُ إِلَى الْمَسْكِنَةِ الَّتِي خَرَجَ مِنْهُ مَعَ مَا نَالَ
مِنْ الْحَبِّ أَوْ غَيْرِهَا **ثُمَّ رَحِمَهُ** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاد
ہو گیا ہے خدا اس کا جس نے اس کی راہ میں جہاد کیا نہ لکا لا ہو اس کو اپنے گھر سے مگر راہ خدا میں جہاد کی
نیت سے اور آیات اور احادیث کی تصدیق نے خدا اس بات کا صانع ہو ہے کہ با اس کو بہشت میں داخل
کرے یا اس کو اس کے وطن میں ثواب یا مال غنیمت کے ساتھ ہر لا و **ف** اپنے خالص نیت و عالم
غازی کا خدا صانع ہے اگر شہید ہو گیا تو بہشت میں گیا اور اگر زندہ رہا تو ثواب یا مال غنیمت کا سیکر اپنے
گھر میں آیا دونوں صورتوں میں اس کا بہلا ہے اور مراد اس سے یہ قول حضرت کا ہے کہ اس کی آیات اور
حدیثوں کی تصدیق نے **حَلَّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَيْسٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سَعْدَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ**
عَنْ أَبِي مُوَيْسَى قَالَ خَبَّرَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ حَتَّى يَمُوتَ

مَعَاذَ يَقُولُ وَهُمْ بِالشَّامِ فَقَالَ مَعَاذَ هَذَا مَا لَكَ بِنِجَامٍ يَرْعَمُ إِنَّهُ سِيمٌ مَعَاذَ يَقُولُ وَهُمْ بِالشَّامِ
 ترجمہ معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے ہیں کہ ہمیشہ میری
 است سے ایک گروہ قائم رہے گا ساتھ حکم اللہ کے نہ ضرر کرے گا ان کو جو ان کو جہنم لادے اور نہ جو ان کا نفع
 ہو یہاں تک کہ خدا کا امر آوے اور وہ اسی پر ہوں گے تو مالک نے کہا کہ میں نے معاویہ سے سنا کہ اتنا کہ وہ
 شام کے ملک میں ہیں تو کما معاویہ نے یہ مالک گمان کرتا ہے کہ اس نے معاویہ سے سنا کہ وہ شام کے ملک میں
 ہیں **ف** اور اس میں روایت مالک کی ہے معاویہ سے روایت کیا ہے اس کو اس سے معاویہ نے **حَدَّثَنَا**
 أَبُو الْهَيْثَمِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَّانٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ
 قَالَ وَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مَسْجِدٍ فِي أَصْحَابِهِ فَقَالَ لَوْ سَأَلْتَنِي هَذِهِ الْقِطْعَةَ مَا
 أُعْطَيْتُكَهَا وَلَوْ تَعَلَّكَ وَأَمَرَ اللَّهُ فِيكَ وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ كِبَعْفَرْنَاكَ اللَّهُ تَرْجَمَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
 روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سید کذاب پر کھڑے ہوئے اس کے ساتھیوں میں سو فرمایا کہ اگر تو
 مجھ سے اس چٹری کا ٹکڑا مانگے تو اتنا ہی تجھ کو نہ دوں گا اور خدا کے حکم کو جو تیرے حق میں ٹھہر چکا ہے تو اس
 سے آگے نہ گزرنے پڑے گا یعنی خدا تجھ کو ہلاک کرے گا اور دونوں جہان میں فضیحت کرے گا اور اگر
 تو اسلام سے پرتا تو البتہ خدا تیری کوچین کاٹے گا **ف** اس حدیث کی شرح معاری میں گذر چکی ہے
 اور غرض اس سے یہ قول ہے اور نواسہ کے امر سے جو تیرے حق میں ٹھہر چکا ہے ہرگز آگے نہ بڑھ سکو گا یعنی
 جو مقدر کیا ہے تیرے حق میں نہ بختمی یا نیک نختی سے (فتح) **حَدَّثَنَا** مَوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ
 عَبْدِ الْوَاحِدِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا آمُشِي
 مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ حَرْبٍ أَوْ حَرْبِ الْمَكِينَةِ وَهُوَ وَكَأُ عَلَى عَصِيٍّ مَعَهُ نَرَانَا
 عَلَى نَفْسٍ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُّوا عَنْ الرُّوحِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَسْلُوكُوا أَنْ يَخْرُجَ
 فِيهِ شَيْءٌ تَكْرَهُونَهُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَكُنْ كُنْ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَالَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ مَا الرُّوحُ
 فَكَتَبَ عَنْهُ الشَّيْءُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَعَلَيْهِمْ أَنَّهُ يُؤْتَى إِلَيْهِ فَقَالَ يَسْأَلُونَا عَنْ الرُّوحِ فَلَا رُوحَ
 مِنْ أَفْرَاقٍ وَمَا أَوْتُوا مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا قَالَ الْأَعْمَشُ هَكَذَا فِي قِرَائَتِنَا رَحِمَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدٍ وَضُرِ
 اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جس حالت میں کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا جاتا تھا دینی کی
 بعض کیفیتیں باور میں زمین میں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چٹری پر تکیہ کرتے تھے جواب کے ساتھ نہیں
 سو ہم چند ہودہوں پر گزرتے تو ان میں سے بعضوں نے بعضوں سے کہا کہ اس سے روح کی حقیقت پوچھو
 اور بعضوں نے کہا کہ نہ پوچھو مبادا اس میں وہ چیز لادے جو تم کو ناگوار معلوم ہو تو بعضوں نے کہا کہ البتہ

قول اللہ تعالیٰ کا ہے واسطے شے کے گن سودہ ہو جاتی ہے اس کے اسرے اور یہ کہ اس کا اور قول اس کا ساتھ
 ایک سننے کے ہے اور یہ کہ وہ کہتا ہے کن حقیقۃً اور یہ کہ امر خلق کا غیر ہے (فتح) **بَابُ قَوْلِ اللَّهِ قُلْ**
لَوْ كَانَ الْخِزْمِيدُ إِذَا الْكَلِمَاتُ رَفَعِي إِلَى الْخَيْرِ لَا تَبِيَّةٌ وَقَوْلُهُ وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَفْلَاحٌ وَالْجَبَلُ
يَمْلَأُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ آفَافٍ مَا أَفْقَدْتُ كَلِمَاتُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ حَكِيمٌ باب ہوا اس آیت کی
 تفسیر میں کہ اگر ہو دریا سیاہی میرے رب کی باتوں کے نکلنے کے واسطے تو البتہ خرچ ہو جاوے دریا پہل
 اس ہو کہ تمام ہوں میرے رب کی باتیں اگرچہ بلا دین ہم مانند اس کی دریا بطور مدد کے اور قول خدا کے کہ اگر
 زمین کے سب درخت قلم ہو جاوین اور دریا کے ساتھ سات دریا سیاہی ہو جاوین تو خدا کی باتیں تاکہ
 نہ ہوں بیشک خدا غالب ہے حکمت والاف آئی ہے یہ سب تر فلان سکے کے وہ چیز جو روایت کی
 ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے یہ سچ قصے سوال یہود کے روح سے کہ جب یہ آیت اتری کہ زمین دیے گئے
 تم مگر تھوڑا علم تو اوہوں نے کہا کہ کس طرح ہو سکتی ہے یہ بات اور حالانکہ ہم کو نوریت ملی ہے تو اس وقت
 یہ آیت اتری اور بعضوں نے کہا کہ یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ قرآن غیر مخلوق ہے اس واسطے کہ اگر مخلوق
 ہوتا تو البتہ تمام ہو جاتا مانند تمام ہونے مخلوقات کی (فتح) **إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ**
فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ اور خدا تعالیٰ نے
 فرمایا کہ بے شک بہتار رب وہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں بہر بلند ہوا عرش پر
 اس قول تک بابرکت ہے اہل رب جہانوں کا اور سحر کے معنی ہیں فرمان بردار کیا حال کیا حال
 ابن یوسف قال أخبرنا مالك عن أبي الزناد عن الأعرج عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم
 قال قال تكفل الله لمن جاهدك في سبيله لا يخرجه من بيته إلا الجهاد في سبيله وتصله
 كلماته أن يثله الجنة أو يردّه إلى مسكنه بما ناك من الحي أو غنيمته ترجمہ ابو ہریرہ سے
 اہل عن سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا صانع ہو گیا اس کا جس نے اس کی راہ
 میں جہاد کیا نہ نکالا ہو اس کو اپنے گھر سے مگر راہ خدا میں جہاد کی نیت بنے اور اس کے کلمات کی تصدیق
 بنے خدا اس بات کا صانع ہو گیا ہے کہ با اسکو بہشت میں داخل کرے گا یا اس کو اسکے وطن میں ثواب
 یا مال غنیمت کے ساتھ پہر لاوے گا **ف** اور مراد اس حدیث سے یہ قول ہے کہ اس کے کلمات کی تصدیق
 بنے اور احتمال ہے کہ مراد کلمات بنے وہ حکم ہوں جو وارد ہوئے ہیں ساتھ جہاد کے اور جو وعدہ کیا
 گیا ہے اس پر ثواب کا اور احتمال ہے کہ مراد اس سے کلمہ شہادت کے الفاظ ہوں اور یہ کہ تصدیق
 ان کی ثابت کرنی ہے اسکے نفس میں اس کی عدالت کو جو اسکو جہلاوے اور حرص کو اس کے

قتل پر اور غرض آیت سے قول اسکا ہے **إِلَّا لَاحِقٌ بِاللَّامِ** (فتح) **بَابُ فِي الْمَشِيئَةِ وَإِلَّا رَأَدَهُ** باب سے
 بیچ مشیت اور ارادے کے **ف** مشیت اکثر کے نزدیک متداراد کے ہے برابر اور بعضوں نے کہا
 کہ مشیت پیدا کرنا چیز کا ہے اور پوچھنا اس کا سوا اللہ کی طرف سے پیدا کرنا اور آدمیوں کی طرف سے پوچھنا
 اور عرف میں ارادی کی جگہ سے عمل ہوتی ہے (فتح) **وَقَوْلِي اللَّهُ تَتَوَلَّى الْمَلِكُ مِنْ كُفَّاءٍ وَمَا تَشَاءُونَ**
إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ **وَلَا تَقُولُ لِيْ شَيْءٌ إِنْى فَاعِلٌ ذَلِكَ حَدًّا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ** اور خدا نے فرمایا اور تو
 دیتا ہے ملک جس کو چاہتا ہے اور نہیں چاہو گے تم مگر جب کہ چاہے اللہ اور نہ کہ کسی چیز کے واسطے کہ میں
 اس کو کروں گا کل مگر یہ کہ چاہے اللہ **ف** کہا تھا افعی نے کہ مشیت اللہ کا ارادہ ہے اور خدا نے اپنی
 مخلوق کو بتلادیا ہے کہ مشیت اسی کے واسطے ہے سوائے ان کے سوائے ان کے واسطے خلق کے کوئی
 مشیت مگر یہ کہ خدا چاہے پہر چالیس سے زیادہ آیتیں بیان کیں جن میں مشیت کا ذکر آیا ہے سو
 ان آیتوں کے جو ترجمہ میں ہیں اور یہ جو خدا نے سورہ انعام میں کفار کے قول کی حکایت کی **سَيَقُولُ**
الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاءُنَا وَلَا بَنَاتُنَا تو متک کیا ہے ساتھ اس کے معتزلہ نے اور کہا کہ
 اس میں روح ہے اہل سنت پر اور جواب یہ ہے کہ اہل سنت نے متک کیا ہے ساتھ اصل کے کہ قائم ہو
 میں اس پر دلیلین اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خالق ہے ہر مخلوق کا اور محال ہے کہ مخلوق کسی چیز کو پیدا کرے
 اور ارادہ ہے پیدا کرنے میں اور محال ہے وجود مشروط کا بدون شرط کے موجب عناد کیا مشرکوں
 نے معقول کو اور جہل یا منقول کو جس کو پیغمبر لائے تو متک کیا انہوں نے ساتھ مشیت کے اور تقدیر
 سابق کے اور یہ حجت ان کی مردود ہے اس واسطے کہ نہیں باطل ہوتی ہے شریعت تقدیر سے اور
 جاری ہونا احکام کا بندون پر ان کے کہ سب سے سب سے جسکی تقدیر میں گناہ لکھا گیا ہے تو یہ
 علامت ہوگی اس پر کہ ہمس کی تقدیر میں عذاب لکھا گیا ہے مگر یہ کہ خدا چاہے گا تو اس کو بخشے گا
 غیر مشرکوں میں سے اور جسکی تقدیر میں طاعت لکھی گئی تو یہ علامت ہے اسکی کہ اسکے حق میں ثواب لکھا
 گیا ہے اور حرف سئلے کا یہ ہے کہ معتزلہ نے قیاس کیا ہے خالق کو مخلوق پر اس واسطے کہ اگر مخلوق
 اپنی فرمان بردار کو عذاب کرے تو وہ ظالم شمار کیا جاتا ہے اس واسطے کہ وہ حقیقت میں اسکا مالک نہیں
 اور اگر خالق اپنے فرمان بردار کو عذاب کرے تو وہ ظالم نہیں شمار کیا جاتا اس واسطے کہ وہ سب کا مالک ہے
 اور اسی کا ہے سب اختیار کرتا ہے جو چاہتا ہے اور نہیں پوچھا جاتا اس چیز سے جو کرتا ہے اور کہا گیا
 نے کہ اتفاق ہے سب لوگوں کا اس پر کہ ہر کام میں انشاء اللہ کہا جاوے تو یہ دلالت کرتا ہے
 اس پر کہ سب کام خدا کی مشیت اور چاہنے پر موقوف ہیں اور بندون کے سب کام خدا کی مشیت

کے ساتھ متعلق ہیں اور معتزلون اور اہل سنت کے درمیان نزاع یہ ہے کہ اہل سنت کے نزدیک ارادہ علم کے تابع ہے اور ان کے نزدیک امر کی تابع ہے اور دلالت کرتا ہے واسطے اہل سنت کہ قول خدا کا یُؤْتِی اللہُ مَا یَجْعَلُ لَھُمْ حُطَّاءَ فِی الْآخِرَةِ کہا ابن بطلان نے کہ غرض بخاری کی ثابت کرنا مشیت اور ارادے کا ہے اور دونوں کے ایک معنی ہیں اور اس کا ارادہ صفت ہے اسکی ذات کی صفتوں سے اور گمان کیا ہے معتزلہ نے کہ وہ اس کے فعل کی صفت ہے اور یہ قول ان کا فاسد ہے اس واسطے کہ اگر ارادہ اس کا محدث یعنی پیچھے پیدا ہو تو نہیں خالی ہے اس سے کہ پیدا کرے اس کو اپنے نفس میں یا غیر کے نفس میں یا دونوں میں سے کسی چیز میں نہ پیدا کرے اور دوسری اور تیسری شق محال ہے اس واسطے کہ نہیں وہ محل واسطے حوادث کے اور دوسری شق ہی باطل ہے اس واسطے کہ لازم آتا ہے کہ وہ غیر ارادہ کرنے والا واسطے حوادث کے اور باطل ہو خدا کا صاحب ارادہ ہونا اس واسطے کہ مرید وہ ہے جس سے ارادہ صادر ہو اور وہ غیر ہے جیسا کہ باطل ہو کہ ہو عالم حب کہ پیدا کرے علم کو اپنے غیر میں اور حقیقت مرید کی یہ ہے کہ ہو ارادہ اس سے بدون غیر اسکے کے اور چوتھی شق ہی باطل ہے اس واسطے کہ مستلزم ہے کہ حوادث بغیر قائم ہوں اور جب یثیمین فاسد ہو یثیمین تو صحیح ہو کہ وہ مرید ہے یعنی ارادہ کرنے والا ہے ساتھ ارادہ قدیمی کے کہ وہ صفت قائم ہے ساتھ ذات اس کی کے اور ہوگا تعلق اسکا ساتھ اس چیز کے کہ صحیح ہے ہونا اسکا مراد اور یہ مسئلہ مبنی ہے اس پر کہ خدا تعالیٰ خالق ہے بندوں کو کام کا اور یہ کہ وہ نہیں کرتے مگر جو وہ چاہے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول اللہ تعالیٰ کا وَمَا کُنَّا نَعْبُدُکَ إِلَّا أَنْ نَشَاءَ اللَّهُ اٰوْاَسَ کے سواے اور یہی بہت آیتیں ہیں جو ہر سیر دلالت کرتی ہیں اور خدا نے فرمایا وَلَوْ شَاءَ اللّٰہُ مَا قُتِلُوا بِہِمْ اِس کی تائید کی اپنی اس قول سے ولیکن خدا کرتا ہے جو چاہتا ہے سو دلالت کی اس پر کہ خدا نے انکی لڑائی کو کیا جو ان سے واقع ہوئی اس واسطے کہ وہ اس کے واسطے ارادہ کرنے والا ہے اور جب کہ وہی ہے فاعل ان کی لڑائی کا تو وہی ارادہ کرنے والا ہے ان کی مشیت کا اور فاعل پس ثابت ہو ان آیتوں سے کہ بندوں کا کسب اسے اسکے کہ نہیں کہ اللہ کی مشیت اور اس کے ارادے سے ہے اور اگر اس کے وقوع کا ارادہ نہ کرے تو نہیں واقع ہوتا اور معتزلہ کہتے ہیں کہ مصلحت کی رعایت خدا پر واجب ہے اور جواب یہ ہے کہ ظاہر اس آیت کا کہ تو دیتا ہے ملک جس کو چاہتا ہے یہ ہے کہ وہ دیتا ہے ملک جس کو چاہتا ہے برابر ہے کہ وہ بادشاہی کے لائق ہو یا نہ ہو دیتا ہے بادشاہی کا فر کو مانہ نمرود اور فرعون وغیرہ کی اور دیتا ہے بادشاہی ایماندار کو مانند یوسف اور سلیمان علیہما السلام کے ﴿فَیْ اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ لَّجَّ بِتَہْ وَلَکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ قَالَ سَعِیدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْہِ تَزَلَّتْ فِیْ

اِن حکایتیں مقرر کو نہیں ہدایت کرتا جس کو چاہے لیکن خدا ہدایت کرتا ہے جس کو چاہے **ف** اس کی شرح
 تفسیر میں گزر چکی ہے اور مراد ساتھ مہتدین کے وہ لوگ ہیں جو خاص کیے گئے ہیں ساتھ اسکے ازل میں
 کہا سعید نے کہ یہ آیت ابوطالب کے حق میں اتری یٰنیل اللہ بکم البسر ولا یبذل بکم العسی یعنی ارادہ
 کرتا ہے اللہ تمہاری آسانی کا اور نہیں ارادہ کرتا تمہاری تنگی کا **ف** تمسک کیا ہے ساتھ اس آیت کو
 معز لون نے اپنے قول کے واسطے سوانہوں نے کہا کہ خدا گناہ کا ارادہ نہیں کرتا جو بندوں سے واقع ہو
 ہیں اور جواب یہ ہے کہ معنی ارادے آسانی کا اختیار دینا ہے درمیان روزے کے سفر میں اور ساتھ
 بیماری کے اور درمیان افطار کے اس کی شرط سے اور ارادہ تنگی کا جو منفی ہے لازم کرتا ہے روزے
 کا سفر میں تمام حالات میں پس یہ الزام ہے جو نہیں واقع ہوتا اس واسطے کہ وہ اس کو نہیں چاہتا اور
 ساتھ اس کے ظاہر ہوگی حکمت بیچ تاخیر کرنے اس کے کے حدیث مذکور سے اور فصل کرنے کے درمیان آیتوں
 مشیت اور ارادے کے اور ارادے کا ذکر قرآن میں بہت جگہ آیا ہے اور اتفاق ہے اہل سنت کا اس پر
 کہ نہیں واقع ہوتا مگر جو ارادہ کرے اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور یہ کہ وہ ارادہ کرنے والا ہے واسطے تمام مخلوقات
 کے اگرچہ نہیں ہے اللہ ساتھ ان کے اور کہا معز لون نے کہ خدا تعالیٰ بدی کا ارادہ نہیں کرتا اس واسطے
 کہ اگر اس کا ارادہ کرتا تو اس کو طلب کرتا اور گمان کیا ہے انہوں نے کہ اللہ نفس ارادے کا ہے اور
 اہل سنت کو انہوں نے الزام دیا ہے ساتھ اسکے کہ قائل ہوں کہ بھیجائی کے کام اللہ کے ارادے سے
 ہیں اور حالانکہ لائق ہے کہ خدا اس کو پاک ہو اور جواب دیا ہے اہل سنت نے ساتھ اسکے کہ خدا قادر
 ہے ہر چیز پر تاکہ اس کو خدا پاک کرے اور واسطے ثابت ہونے اس بات کے کہ اس نے پیدا کیا ہے دوزخ
 کو اور پیدا کیا ہے اس کے واسطے دوزخیوں کو اور پیدا کیا بہشت کو اور پیدا کیا اس کے واسطے
 بہشتیوں کو اور الزام دیا ہے اہل سنت نے معز کو ساتھ اسکے کہ انہوں نے ٹھیرایا ہے یہ کہ واقع
 ہوتی ہے اسکے ملک میں وہ چیز جو ارادہ نہیں کرتا (فتح) اور بخاری نے اس باب میں سترہ حدیثوں کو بیان
 کیا ہے سب میں ذکر مشیت کا ہے اور سب متفرق جگہوں میں گزر چکے ہیں **حَلَّ ثَنَا مُسْلَدٌ قَالَ حَلَّ ثَنَا**
عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْغَنِیِّ عَنْ اَبِیْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَوْتُمْ اللّٰهَ
فَاَعِزُّوْا فِی الدُّعَاءِ وَلَا یَقُوْلُ أَحَدُکُمْ اَوْ شِئْتُ فَاَعْطِنِیْ قَالَ اللّٰهُ لَا مُسْتَكْرِہَ لَہٗ تَرْجُمَہُ النِّسْرُ
 عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم خدا سے دعا کرو تو بکا قصد کر کے دعا مانگا کرو
 اور نہ کہا کر کے کوئی کلام کہی اگر تو چاہے تو مجھ کو دے اس واسطے کہ خدا پر کوئی جبر کرنے والا نہیں جو دعا قبول
 ہونے **ف** یعنی دعا کے مانگنے میں تردد نہ کیا کرو اور بعضوں نے کہا کہ عزم کے معنی ہیں جزم کرنا ساتھ

اس کے بغیر ضعف کے طلب میں اور بعضوں نے کہا کہ وہ نیک گمان ہے ساتھ اس کے قبول کرنے میں اور حکمت اس میں یہ ہے کہ تخلیق میں صورت استغنا کی ہے مطلوب اور مطلوب مزہ سے (فتح) حَلَّ ثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الثَّوْرِيِّ حَرْ وَحَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَبْدُ الْحَمِيدِ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةُ سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَقَالَ لَهُمْ أَكَلْتُمْ لَوْ قَالَ عَلِيٌّ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللَّهِ فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَجْعَلَنَا بَعَثَنَا فَأَنْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قُلْتُ لَهُ ذَلِكَ وَكَمْ رَجِعَ إِلَيَّ شَيْئًا ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مَلِيٌّ يُضْرِبُ فُخَّاءً وَيَقُولُ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكَلَتْ شَيْءًا جَدًّا رَحِمَهُ عَلَى رَضَى الْمَعْنَى مِنْهُ رَوَيْتُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ لَيْلَةً فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللَّهِ فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَجْعَلَنَا بَعَثَنَا فَأَنْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قُلْتُ لَهُ ذَلِكَ وَكَمْ رَجِعَ إِلَيَّ شَيْئًا ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مَلِيٌّ يُضْرِبُ فُخَّاءً وَيَقُولُ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكَلَتْ شَيْءًا جَدًّا رَحِمَهُ

علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات اُن کے اور اپنی بیٹی فاطمہ کے پاس گئے یعنی اُن کے گہر میں تشریف لے گئے تو اُن سے فرمایا کیا تم نجد کی نماز میں پڑھتے علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے کہا یا حضرت ہماری جان خدا کے ہاتھ میں ہے سو جب ہم کو اٹھانا چاہتا ہے تو اُٹھتے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہرے حب میں نے آپ کے کہا اور مجھ کو کچھ جواب نہ دیا پہرے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مسافرات تھے اور حالانکہ پیٹھ دینے والے تھے اپنی ران پر ہاتھ مارنے تھے اور فرماتے تھے کہ آدمی بڑا جگر ڈالو ہے ہر چیز سے **ف** اس حدیث کی شرح نجد کی نماز میں گزرجکی ہے اور جگہ دلالت کی اس سے یہ قول علی کا ہے کہ ہماری جان خدا کے ہاتھ میں ہے جب چاہتا ہے ہم کو اٹھاتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس کو اس پر برقرار رکھا (فتح) حَلَّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَّارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ خَامَةِ الذَّرْعِ يَفِيءُ وَرَقُهُ مِنْ حَيْثُ أَتَتْهَا الرِّيحُ تَكْفِيئُهَا فَإِذَا اسْتَكْنَتْ اعْتَدَكَ وَكَذَلِكَ الْمُؤْمِنُ يُكْفَى بِالْبَلَاءِ وَمَثَلُ الْكَافِرِ كَمَثَلِ الْكَارِذَةِ صَمَاءٌ مُعْتَدِلَةٌ حَتَّى يَقْبِضَهَا اللَّهُ إِذَا انْشَاءَ تَرَحُّمَهُ ابُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَوَيْتُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ خَامَةِ الذَّرْعِ يَفِيءُ وَرَقُهُ مِنْ حَيْثُ أَتَتْهَا الرِّيحُ تَكْفِيئُهَا فَإِذَا اسْتَكْنَتْ اعْتَدَكَ وَكَذَلِكَ الْمُؤْمِنُ يُكْفَى بِالْبَلَاءِ وَمَثَلُ الْكَافِرِ كَمَثَلِ الْكَارِذَةِ صَمَاءٌ مُعْتَدِلَةٌ حَتَّى يَقْبِضَهَا اللَّهُ إِذَا انْشَاءَ تَرَحُّمَهُ ابُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَوَيْتُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ خَامَةِ الذَّرْعِ يَفِيءُ وَرَقُهُ مِنْ حَيْثُ أَتَتْهَا الرِّيحُ تَكْفِيئُهَا فَإِذَا اسْتَكْنَتْ اعْتَدَكَ وَكَذَلِكَ الْمُؤْمِنُ يُكْفَى بِالْبَلَاءِ وَمَثَلُ الْكَافِرِ كَمَثَلِ الْكَارِذَةِ صَمَاءٌ مُعْتَدِلَةٌ حَتَّى يَقْبِضَهَا اللَّهُ

سنبر کہیتی کے ہے اس کا پتہ ہلتا ہے جس طرح سے اُسکو ہوا آتی ہے اسکو جب کاٹی ہے اور جب ہوا بند ہوتی ہے تو سید ہوا جاتا ہے اور اسی طرح ایماندار جب کاٹا یا اور ہلایا جاتا ہے بلا اور مصیبت سے اور کافر کی مثال مانند صنوبر کے ہے کہ سخت اور سید ہوا ہوتا ہے جو اسے نہیں جھکتا یہاں تک کہ خدا اسکو چڑھ سے اکھاڑ دے جبکہ چاہے **ف** اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں گزرجکی ہے اور ہر ادا اس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اخیر قول ہے کہ خدا اس کو چڑھ سے اکھاڑ دے جب چاہے یعنی اس وقت میں جو اسکے ارادے میں پہلے گزرجکا

ہے کہ اسکو اکھڑے (مخ) حَلَّ ثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الْأَثَرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي
سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَأَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى
الْمِنْبَرِ يَتَنَبَّأُ وَكَمْ قِيمًا سَكَتَ قَبْلَكُمْ مِنَ الْأَمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلَواتِ الْعَصْرِ إِلَى غُرُوبِ الشَّمْسِ أُعْطِيَ
أَهْلُ التَّوْرَةِ التَّوْرَةُ فَعَمِلُوا بِهَا حَتَّى انْتَصَفَ النَّهَارُ ثُمَّ حُجِّزُوا فَأُعْطُوا قِيْرَاطًا وَقِيْرَاطًا ثُمَّ
أُعْطِيَ أَهْلُ الْإِنْجِيلِ الْإِنْجِيلَ فَعَمِلُوا بِهَا حَتَّى صَلَواتِ الْعَصْرِ ثُمَّ حُجِّزُوا فَأُعْطُوا قِيْرَاطًا وَقِيْرَاطًا
ثُمَّ أُعْطِيَ الْقُرْآنُ فَعَمِلْتُمْ بِهِ حَتَّى غُرُوبِ الشَّمْسِ فَأُعْطِيْتُمْ قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ قَالَ أَهْلُ
التَّوْرَةِ رَبَّنَا هَؤُلَاءِ أَقْلٌ مِنْكُمْ وَأَكْثَرُ أَجْرًا قَالَ هَلْ ظَلَمْتُمْ مِنْ أَجْرِكُمْ مِنْ شَيْءٍ قَالُوا لَا
قَالَ فَذَلِكَ فَخِصَةٌ أَوْتِيَهُ مِنْ أَشْيَاءِ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَوَيْتُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
سَلَّمَ عَنْ سَنَافِرٍ مَا تَعْنِي وَأَمَّا مَا تَعْنِي بِرَبِّكَ تَعْنِي كَمَا سَوَّاهُ سَلَّمَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
لَهُ سَلَامٌ نَوْنِ الْاَكْلِيَّ امْتِنَ كِي عَمْرٍ اوردت کے مقابلے میں ایسی ہی جیسے عصر کی نماز سے شام تک یعنی
اکلی امتون کی زندگی زیادہ تھی اور تمہاری زندگی بہ نسبت ان کے کم ہے تو ریت والون کو تو ریت
دی گئی سوانہون نے اس کے ساتھ عمل کیا آدھے دن تک بہرہ خواہ ہوئے سوا ایک ایک قیراط مزدوری
دی گئی بہرہ انجیل والون کو انجیل دی گئی سوانہون نے اس پر عمل کیا عصر کی نماز تک بہرہ خواہ ہوئے
سوان کو ایک ایک قیراط مزدوری دی گئی بہرہ تم اسے مسلمان قرآن دیے گئے سو تم نے اس کے ساتھ
عمل کیا سو بہرہ ڈوبنے تک سو تم دو دو قیراط دیے گئے تو تو ریت والے کہیں گے کہ اے ہمارے رب
ان کا عمل کم ہے اور مزدوری زیادہ خدائے فرمایا کہ کیا سینے تم پر کچھ ظلم کیا تمہاری مزدوری سے کچھ کم
دیا کہیں گے کہ جو بٹیر چکا تھا اس سو کم نہیں ملا خدا پاک فرماوے گا سو یہ ایسے دونی مزدوری دینا میرا
فضل ہے جس کو چاہوں اسکو دوں **ف** اس حدیث کی شرح نماز میں گزرجلی اور غرض اس سے بیان
یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ یہ میرا فضل ہے جس کو چاہوں اس کو دوں اور قول اس کا ذلک
اشارہ ہے طرف تمام ثواب کے نہ طرف اس قدر کے کہ عمل کے مقابل ہے جیسا گمان ہے معتزلون کا
(مخ) حَلَّ ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُسْنَدِيُّ قَالَ حَلَّ ثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الْأَثَرِيِّ
عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ عَنْ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ قَالَ
أَبَايَعُكُمْ مَعْلًا أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا تُسْرِقُوا وَلَا تَقْتُلُوا وَلَا دَكُّكُمْ وَلَا تَأْتُوا بِهَتَّانٍ تَهْتَرُونَ
بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلَيْكُمْ وَلَا تَعْصُونَ فِي مَعْرُوفٍ قَمِزٍ فِي مَنَافِعِكُمْ فَاجْرُءٌ عَلَى اللَّهِ وَمَنْ أَصَابَ
مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَأُخِذَ بِهِ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ لَهُ كَفَّارَةٌ وَكَهْوَةٌ وَمَنْ سَازَهُ اللَّهُ فَذَلِكَ إِلَى اللَّهِ إِنْ شَاءَ

ہے طرف اس آیت کی فصاحت میں نے السموات والارض والاسماء کل ثنا انما عن ابی عیسیٰ قال
 اخبرنا یزید بن ہارون قال اخبرنا شعبہ عن قتادہ عن انس بن مالک قال قال رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المذینۃ یا بیہا الذخا ل فیجد المثلکۃ بجر سونہا فلا یقر بہا الذخا ل
 ولا الطاعون ان شاء اللہ ترجمہ انس سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہاں دینے
 میں آوے گا تو فرشتوں کو پاوے گا کہ اسکی چوکیداری کرتے ہیں سو اس کے نزدیک آوے گا اور انشا اللہ
 وہاں وہاں ہی نہ آوے گی **ف** اور غرض اس سے یہی اخیر قول ہے کہ انشا اللہ وہاں وہاں ہی نہ آوے گی
 کل ثنا ابوالیمان قال اخبرنا شعبہ عن الزہری قال حدثنی ابوسلمۃ بن عبد الرحمن
 ان ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکل کبی دعویٰ فارید ان شاء اللہ ان
 اختی دعویٰ شفاعۃ لا شیء یوم القیمۃ ترجمہ ابوسریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر پیغمبر کی ایک خاص دعا ہے اور میں ارادہ کرتا ہوں کہ اگر خدا نے چاہا تو میں اپنی
 دعا چاہا کروں گا اپنی بہت کی تمنا واسطے قیامت کے دن کل ثنا یسر بن صفوان بن جمیل
 اللججی قال حدثننا ابراہیم بن سعید عن الزہری عن سعید بن المسیب عن ابی ہریرۃ قال
 قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بیانا انا ائیم رأینی علی قلب فذعت ما شاء اللہ ان
 انزع ثم اخذہا ابن ابی قحافۃ فذرع ذنوبا او ذنوبین وفی تزجہ صغف واللہ یخفی کہ
 ثم اخذہا عمر فاستحالت غریبا فلم ادرکم ہذا من الناس یفرے فیرکبہ حتی ضرب الناس
 حوکہ یعطین ترجمہ ابوسریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت
 میں کہ میں سوتا تھا کہ سینے اپنے تئیں ایک کوئین پر دیکھا سو میں نے اس سے پانی کہینا جتنا خدا نے چاہا پھر
 اسکو ابن ابی قحافہ یعنی صدیق اکبر نے لیا سو اس نے ایک یا دو ڈول نکالے اور اسکے کہینے میں کچھ سستی
 تھی اور خدا اسکو بخشد یگا پھر ڈول کو عمر نے لیا پھر وہ ڈول چرس ہو گیا سو سینے آدمیوں سے ایسا بڑا ڈول
 کسی کو نہیں دیکھا جو عمر کی طرح پانی کہینا ہو یہاں تک اس نے پانی کثرت سے نکالا کہ لوگوں نے ابواؤ ثور
 کو پانی سے اسودہ کر کے ان کی نشست گاہ پر بٹلایا **ف** احديث کی شرح مناقب عمر میں گذر چکی ہے
 اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ سینے پانی کہینا جتنا خدا نے چاہا **کل ثنا** محمد بن العلاء قال
 حدثننا ابواسامۃ عن یزید عن ابی بردۃ عن ابی موسیٰ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا
 اتاہ السائل وریما قال جاءہ السائل او صاحب الحاجۃ قال اسفعا فلتوجروا یقضی اللہ
 علی لسان رسولہ یا شاء ترجمہ ابوسریرہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا

کہ جب کوئی سائل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آتا اور اکثر اوقات راوی نے یوں کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا
 کوئی سائل یا حاجت مند آتا تو فرماتے سفارش کرو اجر پاؤ گے اور حکم کرتا ہے اللہ اپنے پیغمبر کی زبان پر جو چاہے
و اس حدیث کی شرح ادب میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ حکم کرتا ہے اللہ تعالیٰ پیغمبر
 کی زبان پر ساتھ وحی کے یا الہام کے جو قدر کیا اپنے علم میں کہ وہ وضع ہوگا رفتح ہر حال ثنا کیجیے قال
 حَلَلْنَا عَبْدَ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُولُ
 أَحَدُكُمْ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ أَرْحَمَنِي إِنْ شِئْتَ أَرْزُقْنِي إِنْ شِئْتَ وَلَكِنْ مَسْأَلَتُهُ إِنَّهُ
 يَفْعَلُ مَا شَاءَ لَا مَكْنَ لَهُ تَرْجَمَهُ ابوسریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا کہ تم میں کوئی نہ کہے کہ الہی مجھ کو بخش دے اگر تو چاہے الہی مجھ پر رحم کر اگر تو چاہے اور
 پکی نیت کر کے دعا مانگے یعنی دعائیں مطلب حاصل ہونے کا یقین کہے اس واسطے کہ وہ کرتا ہے جو چاہتا
 ہے اور اس پر کوئی حیر کرنے والا نہیں **و** اور غرض اس سے یہ قول اسکا ہے الہی مجھ کو بخش دے اگر تو
 چاہے رفتح ہر حال ثنا عبد اللہ بن محمد قال حَلَلْنَا أَبُو جَعْفَرٍ عَمْرُوًا قَالَ حَلَلْنَا الْأَوْزَاعِيَّ
 حَدَّثَنِي ابْنُ شَيْخَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ تَمَارَى هُوَ
 وَالْحَرِثِيُّ قَيْسُ بْنُ حِزْنٍ الْفَرَارِيُّ فِي صَاحِبِ مَوْسَى أَهْوَا خَضِرَ فَمَرَّ بِهِمَا ابْنُ كَعْبٍ الْأَنْصَارِيُّ
 فَدَعَا ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ إِنِّي تَمَارَيْتُ أَنَا وَصَاحِبِي هَذَا فِي صَاحِبِ مَوْسَى الَّذِي سَأَلَ السَّبِيلَ
 إِلَى لُقْيِهِ هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ شَأْنَهُ قَالَ نَعَمْ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ شَأْنَهُ يَقُولُ بَيْنَا مَوْسَى فِي مَلَأٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ إِذْ جَاءَهُ
 رَجُلٌ فَقَالَ هَلْ تَعْلَمُ أَحَدًا عَاكِمًا مِنْكَ قَالَ مَوْسَى لَا فَأَوْجِى إِلَى مَوْسَى بَلَى عَجَبًا خَضِرَ فَسَأَلَ مَوْسَى
 السَّبِيلَ إِلَى لُقْيِهِ فَجَعَلَ اللَّهُ لَهُ لُحُوتَ آيَةٍ وَقِيلَ لَهُ إِذَا فَقَدْتَ الْحُوتَ فَارْجِعْ فَإِنَّكَ سَتَلْقَاهُ
 فَكَانَ مَوْسَى يَسِيرُ أَفْرَ الْحُوتِ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ قَتَى مَوْسَى لِمَوْسَى أَرَأَيْتَ إِذَا أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي
 نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَتَيْنَاهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَكَ قَالَ مَوْسَى ذَلِكَ مَا كُنَّا نَعْمُرُ فَأَرَادَكَ اَعْلَى
 أَنَا رِهْمًا قَصَصًا لَوْ جَدَّ خَضِرًا فَكَانَ مِنْ شَرِّهِمَا مَا قَصَّ اللَّهُ تَرْجَمَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ سے روایت ہو کہ وہ
 اور حبر بن قیس سے علیہ السلام کے ساتھی میں جہگڑے کیا وہ حضرت توابی بن کعب دونوں پر گزرے
 توابی بن عباس نے اس کو بلایا اور کہا کہ میں نے اور میرے اس ساتھی نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی میں
 جہگڑا کیا جس کے ملنے کے واسطے موسیٰ نے راہ پوچھی تھی کیا تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا
 ہے اس کا حال ذکر کرنے ہوں ابی بن کعب کا بیان میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اس کا

مذاہب و فروع و کتب و کلام و تفسیر و احادیث و روایات و مناقب و مناقب و مناقب و مناقب

مذاہب و فروع و کتب و کلام و تفسیر و احادیث و روایات و مناقب و مناقب و مناقب و مناقب

حال ذکر کرتے تھے فرماتے تھے کہ جس حالت میں کہ موسیٰ علیہ السلام نبی اسرائیل کی ایک جماعت میں تھو کہ ناگمان آپ کے پاس ایک مرد آیا تو اس نے کہا کہ کیا تو کسی کو جانتا ہے جو تجھ سے زیادہ تر عالم ہو موسیٰ نے کہا نہیں سو خدا تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم بھیجا کہ کیوں نہیں بہار ابدہ حضر ہے تو موسیٰ نے اس کے ملنے کی واسطے راہ پوچھی سو خدا نے اس کے واسطے مچھلی نشانی بھیجی اور اس سے کہا گیا کہ جب تو مچھلی کو گم کرے تو پھر آئیو سو مقرر تو اس سے ملے گا سو موسیٰ مچھلی کی قدم کی پیروی کرتے تھے دریا میں تو موسیٰ کے خادم نے ان سے کہا ہلایہ تو بتلایے کہ جب ہم تپہ پاس تھے تو میں بھول گیا آپ سے مچھلی کا قصہ کہنا اور میں ہلایا مجھ کو مچھلی کی یاد سے مگر شیطان نے تو موسیٰ نے کہا کہ یہی تو ہم چاہتے تھے ہر اٹے قدموں پر پلٹے سو دونوں نے حضر کو پایا سو تہا دونوں کے حال سے جو خدا نے بیان کیا اپنی کتاب میں **ف** اس حدیث کی شرح علم میں گذر چکی ہے اور مراد اس سے قول اسکا ہے بیچ اسکے موسیٰ کے قول کی حکایت سے کہ تو مجھ کو اگر خدا نے جاہا تو صبر کر لے والا باوے گا اور اس میں اشارہ ہے طرف اسکی کہ اس قول میں غالباً حصول مطلب کی امید ہوتی ہے اور کسی مطلوب حاصل نہیں بھی ہوتا جب کہ خدا کی تقدیر میں اسکا وقوع نہیں ہوتا (فتح) **حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شَيْبَانُ عَنْ التَّهَرْمِذِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَزَلَ عَذَابُ اللَّهِ بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ حِينَ تَقَامَسُوا عَلَى الْكَفْرِ يُرِيدُ الْحَصْبَ تَرْجَمَهُ ابُو بَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ** روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم اتریں گے کل اگر خدا نے جاہا بنی کنانہ کے ٹیلے پر جہان کفار قریش وغیرہ نے آپس میں قسم کھائی تھی کفر پر مینے اس مکان میں جس کا نام حصیب ہے **ف** اس حدیث کی شرح حج میں گذر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ ہم کل اتریں گے اگر خدا نے جاہا **حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ حَاصِرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَ الطَّائِفِ فَلَمْ يَفْتَحْهَا فَقَالَ إِنَّا قَاتِلُونَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ نَقُفْ وَلَمْ يَفْتَحْ قَالَ فَاغْدُ وَاعْلَى الْقِتَالِ فَعَدُّوا قِصَابَهُمْ جَرَحُوا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا قَاتِلُونَ عَدَاؤُنَا شَاءَ اللَّهُ فَكَانَ ذَلِكَ أَعْجَبَهُمْ فَتَبَسَّمُوا** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تَرْجَمَهُ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف والوں کا محاصرہ کیا اور اسکو فتح نہ کیا سو فرمایا کہ ہم پلٹنے والے ہیں انصار اللہ تو مسلحانوں نے کہا کہ ہم بلیٹ جائیں گے اور حالانکہ طائف فتح نہیں ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبح کو لاؤ ان

یہی تو ان کو ختم ہو چکی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر ہم کل کو بیٹھنے والے ہیں اگر خدا نے چاہا تو گویا کہ یہ
 بات لوگوں کو خوش لگی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہنے لگے **و** اور اس حدیث کی شرح معانی میں گذر چکی ہے
 اور غرض اس کے لانے سے بیان یہ قول ہے کہ ہم کل بیٹھنے والے ہیں اگر خدا نے چاہا **بَابُ قَوْلِهِ وَكَشَفَ**
الْغَائِبَةَ عَيْنَهُ إِذَا لَمْ يَأْتِ لَهُ حَتَّى إِذَا أَفْتَرَعَهُ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقُّ وَهُوَ
الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ وَكَذَلِكَ مَاذَا خَلَقَ رَبُّكُمْ وَقَالَ مَنْ ذَا الَّذِي يَكْفُمُ عَيْنَكَ إِلَّا بِإِذْنِهِ ترجمہ باب
 ہے اس آیت کے بیان میں اور زمین فائدہ دیتی سفارش تزدیک اس کے مگر جسکو اجازت دے یہاں تک کہ جب
 دور کی حاجی ہے گمراہ اُس کے دل سے تو پوچھتے ہیں تمہارا رب نے کیا کہا کہتے ہیں کہ حق کہا اور وہ
 بہت بڑا بلند ہے اور زمین کہا کہ کیا پیدا کیا تمہارے رب نے یعنی بڑے اس قول کے کہ تمہارے رب نے
 کیا کہا اور خدا نے فرمایا کہ کون ہے کہ اُس کے پاس سفارش کرے..... مگر اس کی اجازت سے **و**
 کہا ابن ابی طالب نے کہ استدلال کیا ہے بخاری نے ساتھ اس کے سپر کہ قول اللہ کا قدیم ہے اس کی ذات
 کے واسطے قائم ہے ساتھ صفتوں اُس کی کے ازل سے موجود ہے ساتھ اس کے اور اس کا کلام نہیں
 مشابہ ہے مخلوق کی کلام کو برخلاف معتز لون کے کہ انہوں نے کہا کہ خدا کا کلام نہیں اور وہ کلام نہیں
 کرتا اور کہا بعض معتزلہ نے کہ مراد اس سے فعل اور تکوین ہے اور ان کی محبت یہ ہے کہ کلام نہیں ہوتا
 ہے مگر اعضا اور زبان سے اور خدا تعالیٰ اس سے پاک ہے سو رو کیا ان پر بخاری نے ساتھ حدیث
 باب کے اور آیت کے اور اس میں ہے کہ جب اُن کو گمراہی سے روپی ہوئی ہے تو اپنے اوپر والوں سے کہتے
 ہیں کہ تمہارا رب نے کیا کہا سو اس نے دلالت کی اس پر کہ انہوں نے کہ کلام سنا جس کے سنے ان کی
 سمجھ میں نہ آئے پس گمراہی کے سوا انہوں نے کہا کہ کیا کہا اور زمین کہا فرشتوں نے کہ کیا پیدا کیا
 اور اسی طرح اوپر والے فرشتوں نے بھی ان کو جواب دیا ساتھ اس کے کہ خدا نے حق کہا اور حق ایک صفت
 ہے ذات کی کہ نہیں جائز ہے اس پر غیر اس کا اس واسطے کہ نہیں اس کی کلام پر باطل سوا اگر کوئی چیز مخلوق
 ہوتی یا فعل ہوتا تو البتہ فرشتے کہتے پیدا کیا ہے خلق کو آدمی کو یا اسکے غیر کو سوجب وصف کیا انہوں
 نے اس کو ساتھ اس چیز کے کہ وصف کیا جاتا ہے ساتھ اس کے کلام تو نہیں جائز ہے کہ ہو قول ساتھ معن
 تکوین کے اور یہ اول جگہ ہے جس میں بخاری نے کلام کی مسئلے میں کلام کیا ہے اور اس مسئلہ کا دہن
 دراز ہے اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہی نے کہا کہ قرآن کلام اللہ کا ہے اور کلام اللہ ایک صفت ہے
 اس کی ذات کی صفتوں سے اور اس کی ذاتی صفتوں سے کوئی چیز مخلوق نہیں اور نہ کوئی چیز محدث ہے اور
 نہ حادث خدا نے کہا سوائے اسکے کچھ نہیں کہ قول ہمارا کسی چیز کے واسطے جب کہ ہم اس کا ارادہ کرتے ہیں

نور کہ کہتے ہیں اس کو ہوجا سو ہوجائی ہے سوا کہ قرآن مخلوق ہوتا تو مخلوق ہوتا ساتھ کن کے اور محال ہے کہ ہو قول
 اللہ کا واسطے کسی چیز کے قول اس واسطے کہ وہ وجہ کرتا ہے دوسرے فعل اور تیسرے قول کو پس لازم آوے گا
 تسلسل اور وہ فاسد ہے اور خدا تعالیٰ نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ خُدَاۓ قرآن کو
 سکھلایا اور آدمی کو بنایا سو خاص کیا خدا نے قرآن کو ساتھ تعلیم کے اس واسطے کہ وہ اس کا کلام ہے اور
 اس کی صفت ہے اور خاص کیا آدمی کو ساتھ پیدا کرنے کے اس واسطے کہ وہ اس کی مخلوق ہے اور اگر
 یہ نہ ہوتا تو البتہ یون کہاجاتا خَلَقَ الْقُرْاٰنَ وَ الْاِنْسَانَ یعنی پیدا کیا قرآن کو اور آدمی کو اور خدا نے فرمایا کَلَّمَ
 اللّٰہُ مُوْسٰی مِکْثٰثًا اور زمین جائز ہے کہ ہو کلام تشکیم کا قائم ساتھ غیر اس کے اور خدا نے فرمایا وَمَا کَانَ لَیْسَ
 اَنْ یَّکَلِّمَہُ اللّٰہُ اِلَّا وَحٰیًا الْاٰیۃ سوا کہ نہ پایا جائے کلام خدا اگر مخلوق ہیچ چیز مخلوق کے تونہ ہوتے واسطے
 اشتراط وجہ کے جو نہ کو زمین آیت میں کوئی معنی واسطے برابر ہونے تمام خلق کے ہیچ سننے کلام کے
 غیر اللہ سے سوا باطل ہو اقول جہیہ کا کہ وہ مخلوق ہے غیر اللہ میں اور یہ جو انہوں نے کہا کہ خدا نے دخت
 میں کلام پیدا کیا تا جس سے موسیٰ نے کلام کیا تھا تو اس سے لازم آتا ہے کہ جو اللہ کا کلام کسی فرشتے
 یا پیغمبر سے سنے وہ افضل ہو موسیٰ سے کلام کے سننے میں اور لازم آتا ہے کہ یہ کلام خدا کا جو موسیٰ نے
 دخت سے سنا اِیْنِیْ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلَہَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدْ یعنی اس دخت کا کلام ہو اور البتہ خدا اگر مشرک نہ
 پر انکار کیا ان کے اس قول میں اِنْ هٰذَا اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ اور کہا ابن جریر نے مل میں کہ اہل اسلام کا
 اجماع ہے اس پر کہ خدا نے موسیٰ سے کلام کیا اور پس کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور اسی طرح توریت انجیل
 وغیرہ صحیفے اور کما مستعملہ نے کہ اللہ کا کلام صفت فعل کی ہے مخلوق ہے اور خدا نے دخت میں کلام
 پیدا کیا جس نے موسیٰ سے کلام کیا اور امام احمد نے کہا کہ قائم ہوئے ہیں دلائل قاطعہ اس پر کہ نہیں شبہ
 ہے خدا کو کوئی چیز کسی وجہ سے سوجب کلام ہمارا مخلوق ہے تو وجہ یہ ہے کہ خدا کا کلام مخلوق نہ ہو اور بعضوں
 نے کہا کہ یہ اصوات اور حروف قرآن کے قدیمی ہیں اس کی ذات کو لازم ہیں اور آگے پیچھے نہیں بلکہ وہ
 قائم ہیں ساتھ ذات اس کی کے اس حال میں کہ مقترن ہیں اور آگے پیچھے ہوتا سوائے اس کے کچھ
 نہیں کہ وہ مخلوق کے حق میں ہے برخلاف خالق کے اور بعضوں نے کہا کہ اصوات اور حروف قرآن
 کے پڑھنے والوں سے سموع ہیں اور ذکر کیا ہے فخر رازی نے مطالب عالیہ میں کہ جو قائل ہے اس کا
 کہ خدا تعالیٰ تشکیم ہے ساتھ کلام کے کہ قائم ہے ساتھ ذات اس کی کے اور مشیت اس کی کے اور
 اس کے اختیار کے تو یہ قول صحیح تر ہے باعتبار عقل کے اور نقل کے اور منقول جمہور سلف سے یہ ہے کہ اس
 اس میں بحث نہ کی جاوے اور نہ تعمق صرف آنا کہنا کافی ہے کہ قرآن کلام اللہ کا ہے اور وہ مخلوق نہیں

اور جو اس کے سوا ہے اس سے چپا ہے اور یہ جو کہا کہ کون ہے کہ شفاعت کرے نزدیک اس کے مگر اس کے اذن سے تو میں گمان کرتا ہوں کہ اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے اس طرف کہ ضمیر ہم کی خدا کے قول قلوبہم میں فرشتوں کی طرف راجع ہے اور یہ کہ فاعل شفاعت کا یہی قول خدا کے ولاتنفع لشفاعت وہ فرشتے ہیں ساتھ دلیل قول خدا کے بعد وصف فرشتوں کے وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنْ ارْضَىٰ وَهُمْ مِنْ خَشْيَةِ مَشْفِقُونَ قَالَ مَسْرُوقٌ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ إِذَا تَكَلَّمَ اللَّهُ بِالْوَحْيِ سَمِعَ أَهْلُ السَّمَوَاتِ نَسِيًا فَإِذَا كُنَّ عَنْ قُلُوبِهِمْ وَسَكَنَ الصَّوْتُ عَرَفُوا أَنَّهُ الْحَقُّ وَكَادَ قَامَا ذَا قَالِ رَبِّكُمُ قَالَ الْحَقُّ اور کہا مسروق نے ابن مسعود سے کہ جب خدا تعالیٰ وحی کے ساتھ کلام کرتا ہے تو آسمان والے کچھ چیز سنتے ہیں یعنی اس کے معنی نہیں سمجھتے سو جب ان کے دل میں سے ڈر دور ہوتا ہے اور آواز نہم جاتی ہے تو پہچان لیتے ہیں کہ وہ حق ہے اور پکارتے ہیں کہ تمہارے رب کیا کہا کہتے ہیں کہ حق کھاف اور ایک روایت میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ وحی کے ساتھ کلام کرتا ہے تو آسمان والے آواز سنتے ہیں جیسے کہ آواز زنجیر کی پتھر پاتی ہے سو فرشتے بیہوش ہو جاتے ہیں سو ہمیشہ بیہوش رہتے ہیں یہاں تک کہ جبریل علیہ السلام ان کے پاس آتے ہیں تو ان کے دل سے ڈر دور ہو جاتا ہے تو کہتے ہیں تمہاری رب نے کیا کہا جبریل کہتے ہیں کہ حق کہا سو پکارتے ہیں کہ حق حق **ف** زنجیر کو پتھر پر باراجا دے تو اس سے سخت آواز نکلتی ہے اسی طرح خدا کی کلام کی آواز ہوتی ہے جب کہ آسمانوں میں کچھ حکم کرتا ہے (فتح) وَبِذَلِكَ نَعْنِي جَابِرٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يُخْشَرُ اللَّهُ الْعِبَادَ فَيُنَادِيهِمْ بِصَوْتٍ يَسْمَعُهُ مَنْ بَعْدَ كَمَا يَسْمَعُهُ مَنْ قَرِيبَ أَنَا الْمَلِكُ أَنَا الدُّنْيَا ترجمہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جمع کرے گا اللہ لوگوں کو قیامت کے دن سو پکارے گا ان کو ایسی آواز سے کہ سنے گا اس کو دور والا جیسے سننے گا اس کو پاس والا کہ میں ہوں بادشاہ میں ہوں بدلا دینے والا **ف** حمل کیا ہے اس کو بعضوں نے اور پر مجاز حذف کے یعنی علم کرتا ہے اس کو جو پکاری اور یہ بعید ہے نزدیک اس کے جو خدا کے واسطے آواز کو ثابت کرتا ہے اس واسطے کہ یہ جو کہا کہ دور والا اس کو منتا ہے تو اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ وہ مخلوقات سے نہیں اس واسطے کہ مخلوقات میں ایسا کسی کا کلام نہیں جو دور اور نزدیک سے برابر سنا جاوے اور اس واسطے کہ فرشتے جب اس کو سنیں گے تو بیہوش ہو جا دیں گے اور بندے آپس میں ایک دوسرے کی کلام سننے سے بیہوش نہیں ہوتے برابر کے سو اس کی آواز صفت ہے اس کی ذات کی صفاتوں سے نہیں مشابہ ہے آواز اس کی مخلوقات کی آواز کو

بیان کرتا تھا اور کبھی ساتھ تحدیث اور سماع کی تو علی نے اس سے زیادہ تحقیق کی واسطے پوچھا اس کے کہا ہاں میں
سفیان سے کہا کہ ایک آدمی نے عمرو سے روایت کی اس نے عکرمہ سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع
کہ اس نے پڑھا ہے فرما بیٹے ساتھ راویہ اور غین مجہ کے سفیان نے کہا کہ اسی طرح پڑھا ہے عمرو نے سوین
نہیں جانتا کہ اس نے اس کو عکرمہ سے سنا ہے یا اس کو اپنی طرف سے پڑھا اس واسطے کہ وہ اس کی قرارت ہے
کہا سفیان نے اور یہی ہے قرارت ہماری **ف** فرشتے اپنے پرارتے ہیں یعنی خدا کے ڈر سے کانپتے ہیں
اور بیہوش ہو کر سجدے میں گر پڑتے ہیں **ف** اور ابن عباس سے روایت ہے کہ وہ آواز ایسی ہوتی ہے جیسے
آواز زنجیر کی پتھر پر سونہیں اترتا کسی آسمان پر بلکہ آسمان والے بیہوش ہو جاتے ہیں پھر جب ان کے
دل سے دردور ہوتا ہے آخر آپت تک پھر کہتا ہے کہ اس سال اس طرح ہوگا تو اس کو سن لےتے ہیں اور
ابن ابی حاتم نے روایت کی ہے کہ جب جبریل وحی کے ساتھ اترتا ہے تو آسمان گھبرا جاتے ہیں اس کے
آزرنے سے اور سنتے ہیں آواز وحی کی جیسے بہت سخت آواز ہوتی ہے لوہے کی پتھر پر تو کہتے ہیں اے
جبریل عجیب کو کیا حکم ہوا الحدیث اور ابن عباس سے روایت ہے کہ جنوں کا کوئی قبیلہ نہ تھا مگر ان کا شہر کا تھا آسمان
کا حکم سننے کے واسطے سو جب وحی اترتی تھی تو فرشتے آواز سنتے تھے جیسے لوہے کی آواز کہ پتھر پر ڈال
جاوے سو جب فرشتے اس کو سنتے تھے تو سجدے میں گر پڑنے تھے پس سر اٹھاتے تھے بیان تک کہ حکم
اترنا پھر جب حکم اترتا تو کہتے تمہارا کوزب نے کیا کہا سو اگر اس چیز کا حکم ہوتا جو آسمان میں ہوگی تو کہتے
کہ خدا نے حق کہا اور اگر اس چیز کا حکم ہوتا جو زمین میں ہوگی مینہ برسے یا کسی کے مرنے سے تو اس
میں کلام کرتے اور شیطان سن آتے کہ اگر کاہنوں کو بتلاتے کہ اس سال ایسا ہوگا اور ایسا ہوگا سو
یہ حدیثین دلالت کرتی ہیں کہ یہ دنیا میں واقع ہوا ہے برخلاف قول اس شخص کے جو گمان کرتا ہے کہ یہ
قیامت کے دن واقع ہوگا اور وہ مخالف ہے حدیث نبوی کے اور اس حدیث میں ثابت کرنا شفاعت
کا ہے اور انکار کیا ہے اس سے خوارج اور معتزلہ نے اور شفاعت کمی قسم ہے ثابت کیا ہے اس کو اہل
سنت نے ایک قسم خلاص ہونا ہے موقف کے ہول سے اور یہ خاص ہے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
اور نہیں منکر ہے اس کو کوئی فرقہ امت میں سے اور ایک قسم شفاعت ان لوگوں میں ہے جو داخل ہوں
بہشت میں بدون حساب کے اور خاص کیا ہے معتزلہ نے اس کو ساتھ اس شخص کے جس پر کسی بندے کا حق
نہ ہو اور ایک قسم شفاعت درجہ بلند کرنے کے واسطے ہے اور نہیں خلاف ہے اس کے واقع ہونے
میں اور ایک قسم شفاعت کرتا ہے واسطے گنہگار مسلمانوں کے جو اپنے گناہوں کے سبب دوزخ میں داخل
ہوئے تھے اور انکار کیا ہے اس سے خوارج اور معتزلہ نے اور ثابت ہوئی ہے وہ بہت حدیثوں سے اور

۴۱۱۱
ما آذین

اتفاق کیا پہل سنت کے قبول کرنے پر فتح) حَلَّ كُنَّا يَحْيَى بْنُ يَكِيَا قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ
عُقَيْلٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ ابْنِ هُرَيْثٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا آذِنَ النَّبِيُّ يَتَغَنَّيَ بِالْقُرْآنِ وَقَالَ صَاحِبُ لَهُ يُرِيدُ يَجْهَرُ
ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے کسی چیز کی
اجازت نہیں دی جو پیغمبر کو اجازت دی خوش آواز نبی سے قرآن پڑھنے کی یعنی پکار کے یعنی پیغمبر
قرآن پڑھنا آواز سے خدا کو بہت پسند عرف اور ایک روایت میں ہے کہ جو مرد خوش آواز نبی سے
قرآن کو پڑھے خدا اس کو بہت پسند کرتا ہے حَلَّ كُنَّا يَحْيَى بْنُ يَكِيَا قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ قَالَ حَدَّثَنَا
الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ ابْنِ سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ الْيَبِّيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
اللَّهُ يَا أَدَمُ فَيَقُولُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ فَيَنَادِي بِصَوْتٍ إِنَّ اللَّهَ بِأَمْرِكَ أَنْ تُخْرِجَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ بَعَثَ إِلَى
النَّارِ ترجمہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا فرما دے گا اور
آدم تو وہ کہے گا اے خدا حاضر ہوں میں خدمت میں اور حاضر ہوں سو پکارے گا آواز سے کہ خدا تجھ کو حکم کرتا
ہے کہ تو اپنی اولاد میں سے ایک گروہ درخ سے نکال دے اور استدلال کیا ہے بخاری نے سچ کتاب
خلق افعال العباد کی ساتھ حدیث ام سلمہ کے اس پر کہ خدا کلام کرتا ہے جس طرح چاہتا ہے اور یہ کہ آواز
بندوں کے مولف میں حرف حرف سے اس میں نظریہ ہے اور ترجیع اور وہ حدیث یہ ہے کہ ام سلمہ نے
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قرارت بیان کی سونا گمان قرارت آپ کی حرف حرف تھی اور اختلاف کیا
جے اہل کلام نے کہ کلام اللہ کا حرف آواز سے ہے یا نہیں سو کہا معتزلہ نے کہ کلام نہیں ہوتا ہے مگر
حرف اور آواز سے اور کلام جو منسوب ہے طرف اللہ کی وہ قائم ہے ساتھ درخت کے اور کہا اشاعہ نے
کہ کلام اللہ کا نہیں ہے حرف اور نہ آواز اور ثابت کیا ہے انہوں نے خدا کے واسطے کلام نفسی کو اور
حقیقت اس کی ایک معنی میں جو قائم ہیں ساتھ نفس کے اگرچہ مختلف ہوئی ہے اس سے عبارت کتاب
عربی اور عجمی کی اور اختلاف اسکا نہیں دلالت کرتا ہے اور مختلف ہونے سے معبر عنہ کے یعنی جس چیز
سے تمیز کی گئی اور کلام نفسی ہی ہے معبر عنہ اور ثابت کیا ہے حنا بد نے کہ مقرر خدا کلام کرنے والا ہے
ساتھ حرف اور صوت کے ایہ حرف سوا سطے تصریح کے ساتھ اس کے ظاہر قرآن میں اور ایہ آواز سو
جس نے منع کیا ہے اس نے کہا کہ آواز وہ ہوا ہے جو منقطع اور سموء ہے خلق سے اور جواب دیا ہے
جس نے اس کو ثابت کیا ہے کہ آواز موصوف ساتھ اس کے وہ آدمیوں کی آواز ہے مانند سننے اور
دیکھنے کی اور خدا کی صفات آدمیوں کی صفات کی طرح نہیں سونہ لازم آوے گا اعتراض مذکور باوجود

اعتقاد تنزیہ کے اور نہ تشبیہ دینے کے اور یہ کہ جائز ہے کہ ہو آواز بدون حلق کے پس لازم آوے گی تشبیہ
 امام احمد سے روایت ہو کہ خدا نے کلام کیا آواز سے اور جاری کی جاوین بعد شین اپنے ظاہر جس طرح
 کہ آئی ہیں یعنی ان میں تاویل کی جاوے بلکہ ان کے معنی کو خدا کے سپرد کیا جاوے (فتح) **حَلَّ ثَنَا**
عَبْدُكَ بَنُو إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَلَّ ثَنَا أَبُو سَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا غُرْتُ عَلَى أَمْرٍ مَا
غُرْتُ عَلَى خَلِيجَةٍ وَلَقَدْ أَمَرَ رَبِّي أَنْ يَبْشِرَهَا بِبَيْتٍ مِنَ الْجَنَّةِ تَرْجِمُهُ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سورت
 ہے کہ مجھ کو کسی عورت پر رشک نہیں آیا جو خدیجہ پر آیا اور البتہ خدا تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم کیا کہ اس کو
 بشارت دین ایک گھر کی بہشت میں **ف** اس حدیث کی شرح مناقب میں گذر چکی ہے **بَابُ كَلَامِ النَّبِيِّ**
مَعَ جِبْرِيلَ وَبَدَأَ اللَّهُ الْمَلَائِكَةَ كَلَامًا كَرَامًا خَبِيرًا اور پکارنا خدا کا فرشتوں کو **ف** اس باب
 میں تین حدیثیں ذکر کیں پہلی حدیث میں پکارنا خدا کا ہے جبریل کو اور دوسری حدیث میں سوال کرنا اللہ
 کا ہے فرشتوں سے برعکس اسکے کہ ترجمہ میں واقع ہوا ہے اور شاید کہ اشارہ کیا ہے اس نے طرف اس چیز
 کی جو اسکے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے کہ خدا حبیبی بندے کو دوست رکھتا ہے تو جبریل کو پکارتا
 ہے کہ میں فلانے آدمی سے محبت رکھتا ہوں سو تو بھی اس سے محبت رکھ (فتح) **وَقَالَ مَعْمَرٌ إِنَّكَ لَتَشَقُّقُ**
الْقُرْآنَ أَسْمَيْلُفَ عَلَيْكَ وَتَلَقَّاهُ أَنْتَ أَيْ تَأْخُذُهُ عَنْهُمْ وَمِثْلُهُ فَتَكْفِي أَدَمَ مِنْ رَبِّهِ كِلَايَاتٍ اور کہا
 معمر نے خدا کے اس قول کی تفسیر میں یعنی تجھ پر قرآن ڈالاجاتا ہے اور تلقاہ کے معنی میں کہ تو اس کو لیتا
 ہے ان سے اور مثل اس کی ہے یہ قول خدا کا کہ سیکھے آدم نے اپنے رب سے کہی کلمے یعنی ان کو اس کے
حَلَّ ثَنَا اسْحَامِي قَالَ حَلَّ ثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَلَّ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي كَهْرِيرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ إِذَا
أَحَبَّ عَبْدًا نَادَى جِبْرِيلَ إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَبَّ فَلَا نَا فَاجِبَةً فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ ثُمَّ يَنَادِي جِبْرِيلُ
فِي السَّمَاءِ إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَبَّ فَلَا نَا فَاجِبَةً فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ وَيُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي أَهْلِ الْأَرْضِ
 ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر حبیبی بندے سے
 محبت کرتا ہے تو پکارتا ہے جبریل کو اور یہ فرماتا ہے کہ مقرر خدا نے فلانے کو دوست رکھا سو تو بھی اس کو
 دوست رکھ جبریل اس سے محبت رکھتا ہے پھر جبریل آسمان والوں میں پکارتا ہے یعنی فرشتوں میں
 کہ مقرر خدا نے فلانے کو دوست رکھا ہے سو تم بھی اس کو دوست رکھو تو آسمان والے اس سے محبت کرتے
 ہیں پھر اس محبوب بندے کی قبولیت زمین میں آماری جاتی ہے یعنی زمین کے لوگ بھی اس سے محبت
 رکھتے ہیں **ف** ماضی کے صیغے میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ محبت سابق ہے مذا پر کہا شیخ ابو محمد

بن ابی حمزہ نے کہ کثرت احسان سے محبت کے ساتھ تعمیر کی تو اس میں تائیس سے واسطے بندوں کے اور دخل کرنا خوشی کا ہے اور پان کے اس واسطے کہ جب بندہ سنے گا کہ خدا اس سے محبت رکھتا ہے تو اس کو بڑی خوشی حاصل ہوگی اور سوا سے اس کے کچھ نہیں کہ یہ اس کے واسطے حاصل ہوتا ہے جسکی طبع میں قوت اور مروت ہو اور جس کی طبع میں رعوت ہو اور سپر شہوت غالب ہو تو نہیں روکتی ہے اس کو مگر زحما اور ضرب اور اس میں جبریل کو مقدم کیا تو یہ واسطے ظاہر کرنے بلند مرتبے اسکے کہ ہے نزدیک اللہ کے اور فرشتوں پر اور لیا جاتا ہے اس حدیث سے رعبت دلانا اور پادا کرنے تمام اعمال نیکی کے جو ان میں فرض ہیں اور جو سنتیں اور نیز اس سے لیا جاتا ہے بہت ڈرانا گناہوں سے اور بدعتوں سے اس واسطے کہ ان میں گناہ ہے خدا کے غضب کا اور ساتھ اس کے ہے توفیق خجل ثنا قتیبہ بن سعید عن مالک عن ابی الیٰ ناد عن اخرج عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بتعاقبون فیکم ملائکۃ باللیل وملائکۃ بالنهار ویجتمعون فی صلوۃ العصر وصلوۃ الفجر ثم یرجع الیٰ ربکم بائوا فیکم فیکمالہم وهو اعلم کیف ترککم عبادی فبقولون ترکناہم وہم یصلون و اتیناہم وہم یصلون ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں آگے پیچھے آیا جا یا کرتے ہیں فرشتے رات اور دن میں اور جمع ہوتے ہیں عصر کی نماز اور فجر کی نماز میں پھر آسمان پر چڑھ جاتے ہیں وہ فرشتے جو رات کو تمہارے درمیان رہے سو خدا تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ تمہارا حال ان سے زیادہ ترجہا ہے کس حال میں تم نے میرے بندوں کو چھوڑا تو فرشتے کہتے ہیں کہ ہم ان کو چھوڑ آئے نماز پڑھتے اور جاتے وقت پایا ان کو نماز پڑھتے **ف** اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہ قول ہے کہ خدا ان سے پوچھتا ہے حالانکہ تمہارا حال ان سے بے فرشتوں سے زیادہ ترجہا ہے **خجل ثنا** عن محمد بن بشار قال حدثننا عن عذرا قال حدثننا شعبہ عن واصل عن المعمر عن ابا ذر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اتانی جبریل فبشرنی انکم من مات لا یشرک باللہ شیئا دخل الجنۃ قلت فکیف وزنی قال وان سرق وزنی ترجمہ ابو ذر سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل میرے پاس آیا سو اس نے مجھ کو بشار دی کہ جو میرے کا قبری است سے اس حالت پر کہ شریک نہ ہو اللہ تعالیٰ کا کسی چیز کو تو وہ بہشت میں داخل ہوگا ابو ذر نے کہا میں نے کہا کہ اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے تو بھی بہشت میں داخل ہوگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے **ف** مراد یہ ہے کہ خدا نے جبریل کو فرمایا کہ تو مجھ کو بشارت دی کہ جو اس کی است سے مرگیا اس حالت میں کہ نہ شریک نہ ہو اللہ تعالیٰ کا کسی چیز کو تو وہ بہشت

میں داخل ہوگا تو حیریل علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت دی ساتھ اس کے اور ساتھ اس کے
 کے ظاہر ہوگی وجہ مناسبت حدیث کی ترجمہ سے (فتح) **کَابِ** اَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ وَالْمَلَاَئِكَةُ كُتِبَتْ لَهُ
 اوتارا اس کو یعنی قرآن مجید کو اپنے علم سے اور فرشتے کو اپنی پتہ میں **ف** کہا طبری نے اس کی
 تفسیر میں کہ اتارا اس کو طرف تیری اپنے علم سے کہ تو بہتر ہے اس کی خلقت سے کہا ابن بطال نے
 کہ مراد ساتھ اتارنے کے یہ ہے کہ بندوں کو فرضوں کے معانی سمجھائے جو قرآن میں ہیں اور بنین
 اتارنا اسکا مثل اتارنے جہوں کی جو مخلوق ہیں اس واسطے کہ قرآن نہ مخلوق ہے نہ جسم اور کلام ثانی
 براتفاق ہے اہل سنت کا سلف اور خلف سے اور پہلے اور پڑھنے اہل تاویل کے ہے اور منقول
 سلف سے اتفاق ہے ان کا اس پر کہ کلام اللہ کا مخلوق نہیں حیریل نے اس کو اللہ سے لیا اور اسکو
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پہونچایا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اپنی ہت کھڑی پہونچایا (فتح)
قَالَ تَجَاءُ هَذَا بِتَنْزِيلِ الْاَقْرَبِ بَيْنَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ وَالْاَرْضِ السَّابِعَةِ اور کہا مجاہد نے
 اس آیت کی تفسیر میں تنزیل الامر مبین یعنی اترتا ہے امر در میان ساتویں آسمان سے ساتویں زمین تک
حَلَّ ثَنَا مَسَدٌ قَالَ حَلَّ ثَنَا ابُو لَاحِقٍ قَالَ حَلَّ ثَنَا ابُو اَيُّوبَ قَالَ حَلَّ ثَنَا ابُو اَيُّوبَ قَالَ حَلَّ ثَنَا ابُو اَيُّوبَ
عَارِضٌ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا فُلَانُ اِذَا آوَيْتَ اِلَى فِرَاشِكَ فَقُلِ اللَّهُمَّ
اَسَلْتُكَ نَفْسِي اِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِي اِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِي اِلَيْكَ وَكَلَّجْتُ ظَهْرِي اِلَيْكَ
رَغْبَةً وَرَهْبَةً اِلَيْكَ لَا مَلْجَا وَلَا مَلْجَا لَكَ مِنْكَ لَا اِلَافَ اِلَيْكَ اَسْتَغْنِي بِكِتَابِكَ الَّذِي اَنْزَلْتَ وَبِسَيِّدِكَ
الَّذِي اَرْسَلْتَ فَإِنَّكَ اِنْ مِتُّ فِي لَيْلَتِكَ مِتُّ عَلَى الْفِطْرَةِ وَإِنْ أَصْبَحْتُ أَصْبَحْتُ أَحَدًا حَرَجًا
 ہر شے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے فلاں نے جب تیرا اپنے بستر پہنچے اور کہے کہ
 الہی میں نے اپنی جان تجھ کو سونپی اور منہ کو تیرے سامنے کیا اور اپنا سب کام تیرے حوالے کیا اور اپنی
 پسینہ تیری طرف جمائی تیرے شوق سے اور تیرے خوف سے تجھ سے نہ کوئی بہا گئے کی جگہ ہے نہ بچاؤ کا
 مکان ہے مگر تیری ہی طرف الہی میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تو نے اتاری اور تیرے پیغمبر پر ایمان
 لایا جو تو نے بھیجا سو اگر تو اسی رات میں مر گیا تو اسلام پر مرا اور اگر تو صبح کو زندہ رہا تو تو نے فو اب
پَا ف اس حدیث کی شرح دعاؤں میں گذر چکی ہے اور مراد اس سے بیان یہ قول ہے کہ میں تیری
 کتاب پر ایمان لایا جو تو نے اتاری **حَلَّ ثَنَا مُشَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَلَّ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ**
ابْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْاَكْحَابِ
اَللَّهُمَّ مَنَزِلَ الْكِتَابِ سَرِيعَ الْحِسَابِ هَهِمُ الْاَكْحَابِ وَزَلُّهُمْ زَادَ الْحُمَيْدِ قَالَ حَلَّ ثَنَا

اسکے ظاہر ہوگی وجہ مناسبت اس آیت کی اس آیت جو ترجمہ میں ہے **حَلَّ ثَمْنَا الْخُمَيْدِي قَالَ حَلَّ ثَمْنَا**
سُفْيَانُ قَالَ حَلَّ ثَمْنَا الرَّهْشِي عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ يُؤْتِي نَبِيَّيْنِ بَنِي آدَمَ كَيْسُ اللَّهْمَا ذَا نَمَالٍ لَمْ يَبْدُ الْأَمْرُ أَقْلِبُ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ
ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے فرمایا کہ آدمی
محب کو ایذا دیتا ہے زمانے کو بڑا کتاب ہے اور میں زمانہ ہوں میرے ہاتھ میں ہے امر ملتا ہوں رات اور
دن کو ف محب کو ایذا دیتا ہے یعنی منسوب کرتا ہے طرف میری جو میرے لائق نہیں اور غرض اس سے
اس جگہ ثابت کرنا اسناد و قول کا ہے طرف اللہ تعالیٰ کے **حَلَّ ثَمْنَا أَبُو ثَعْلَبَةَ قَالَ حَلَّ ثَمْنَا الْأَعْمَشُ**
عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُولُ اللَّهُ الصَّوْمُ لِي قَطْعُ بَجْرِ يَدِي
يَدَايَ شَهْوَتِي وَأَكْلِي وَشَرْبِي مِنْ أَجَلِي وَالصَّوْمُ جَنَّةٌ وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرَسَةٌ حِينَ
يُفْطِرُ وَفَرَسَةٌ حِينَ يَلْقَى رَبَّهُ وَتُحْلَوُفٌ فِيهِ الصَّائِمِ أَطِيبَ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ زَيْجِ الْمَيْلِ ترجمہ
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے کہ روزہ میرے
ہی واسطے ہے اور میں اسکا بدلہ دوں گا چھوڑتا ہے آدمی اپنی شہوت کو اور اپنے کھانے پینے کو میرے
سبب اور روزہ ڈھال ہے اور روزہ دار کو دو خوشیاں ہیں ایک خوشی روزہ کو سنے کی وقت اور
ایک خوشی خدا سے ملنے کی وقت یعنی قیامت میں اور روزہ دار کے منہ کی بوجہ خدا کے نزدیک
زیادہ خوشبودار ہے مشک کی خوشبو سے **ف** اس حدیث میں کہ روزہ میرے واسطے اور میں
ہی اسکا بدلہ دوں گا **حَلَّ ثَمْنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَلَّ ثَمْنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ أَخْبَرَنَا مُعَمَّرٌ عَنْ**
هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتِمُّ الْإِزْبُ بِمُعْتَمِلٍ مُعْتَمِلٌ يَأْتِي أَخِي عَلَى رَجُلٍ
جَدَّ مِنْ ذَهَبٍ فَيَجْعَلُ يَخْتِي فِي ثَوْبِهِ قَدَازِي رَجُلٌ يَأْتِيكَ الْكَلْبُ أَكُنْ أَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرَى قَالَ
بَلَى يَارِثُ وَلَكِنْ لَا غَنَى لِي عَنْ عَمْرٍ كَيْتُ ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ ایوب علیہ السلام تنگے نہاتے تھے تو ان پر سونے کی ٹڈی کا جھنڈ
گر اڑتا تو حضرت ایوب علیہ السلام لب بہر پہر کے اپنے کپڑے میں کہتے تھے تو ان کے رب انہیں
پکارا کہ اے ایوب کیا میں نے تجھ کو مالدار اور اس سونے سے جو تو دیکھتا ہے بے پروا نہیں کر دیا حضرت
ایوب نے کہا کہ ہاں نہیں اے میرے رب لیکن میری برکت کی چیز سے مجھ کو بے پروا ہی نہیں **ف**
اس حدیث کی شرح طہارت میں مذکور ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ خدا نے ایوب کو پکارا الخ
حَلَّ ثَمْنَا إِبْنُ سَنَيْلٍ قَالَ حَلَّ ثَمْنَا سَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْأَعْمَشِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یتنزل ربنا کُل لیلۃ إلی السماء الدنیا حین یقبل علیک
 اللیل الا ان یقول من یدعو فی فاستجیب لہ من یشاء فاعطیہ من یشاء فاعطیہ من یشاء فاعطیہ من یشاء
 ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اترتا ہے ہمارا رب ہر رات کو
 پہلے آسمان تک جب کہ پہلی تھالی رات کی باقی رہتی ہے سو فرماتا ہے کہ کون مجھ سے دعا مانگتا ہے کہ میں
 اس کی دعا قبول کروں کون ہے کہ مجھ سے سوال کرے تاکہ میں اس کو دوں کون ہے کہ مجھ سے گناہ بخشاؤں
 میں اس کے گناہ بخشوں اور غرض اس سے اس جگہ یہ قول ہے کہ کون مجھ سے دعا مانگتا ہے الخ اور یہ
 ظاہر ہے مراد میں بابر ہے کہ پکارنے والے فرشتہ پر خدا کے حکم سے یا نہ اس واسطے کہ مراد ثابت کرنا نسبت
 قول کا ہے طرف اس کی اور وہ حاصل ہے ہر حالت میں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ خدا فرشتے
 کو حکم کرتا ہے وہ پکارتا ہے اور تاویل کی ابن حزم نے ساتھ اس کے کہ مراد نزول سے فعل ہے کہ کرتا ہے
 اس کو اللہ دنیا کے آسمان میں مانند فتح کی واسطے قبول کے اور یہ کہ البتہ اس گہری میں گناہ ہے دعا کے
 قبول ہونے کا اور دلیل ہے اس پر کہ وہ صفت ہی فعل کی تعلیق اس کی ہے ساتھ وقت محدود کے اور
 جو ہمیشہ ہو وہ کسی زمانے کے ساتھ متعلق نہیں ہوتا پس صحیح ہوا کہ وہ فعل حادث ہے اور اشارہ کیا
 ہے ابو اسماعیل ہروی نے طرف ان حدیثوں کی کہ صفات میں وارد ہوئی ہیں کہ وہ سب تقرب کے
 قریب سے ہیں نہ تمثیل اور تشبیہ کے قبیل سے اور عرب کی بولی میں گنجائش ہے کہتے ہیں کہ یہ امر میں ہے
 مانند آفتاب کے اور یہ سخاوت کرنے والا ہے مانند ہوا کے اور حق ہے مانند دن کی اور نہیں مراد ہوتی ہے
 ان کی تحقیق کرنا تشبیہ کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ان کی تحقیق کرنا اثبات اور تقرب کا ہے
 لوگوں کی سمجھ پر یعنی مراد اس سے لوگوں کے فہم کی طرف قریب کرنا ہوتا ہے تاکہ سمجھ جاوے کہ سوالبتہ معلوم
 ہے کہ جس نے سمجھا کہ پانی بعید تر ہے سب چیزوں سے اس نے تشبیہ دی ہے اس کو ساتھ پتھر کے اور البتہ
 فرماتا ہے اللہ فی ذلک کائنات کمال سو مراد اس سے عظیم ہونا اور بلند ہونا ہے نہ تشبیہ حقیقت میں اور عرب
 تشبیہ دینے میں صورت کو ساتھ آفتاب کے اور چاند کے اور جھوٹی دھمکیوں کو ساتھ ہوا کے اور ان میں
 کسی چیز کو جو نہیں کہا جاتا اور نہیں درج کر لی ہیں وہ حقیقت کو اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق
 (فتح) حَلَّ شَأْنُ الْإِيمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَلَّ شَأْنُ الْإِيمَانِ أَنْ لَا تُعْرَجَ حَلَّتْ لَكَ
 أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ نَحْنُ الْآخِرُونَ الشَّيْئُونَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَبِهَذَا
 الْإِسْنَادِ قَالَ اللَّهُ أَتَفِقُ أَتَفِقُ عَلَيْكَ ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم دنیا میں پہلے ہیں قیامت میں آگے ہوں گے یعنی بہشت میں سب سے پہلے

داخل ہون گئے اور ساتھ ہی سند کے ہے کہ خدا نے فرمایا کہ اے آدم کے بیٹے مال کو خدا کی راہ میں خرچ کیا
 کہ تو بن بھی تجھ کو دیا کروں گا **ف** اور غرض اس حدیث سے نسبت کرنا اس قول کا ہے طرف امہ سبحانہ
 کی اور وہ قول اسکا ہے کہ اے آدم کے بیٹے خرچ کیا کہ تو بن بھی تجھ کو دیا کروں گا اور یہ حدیث قدسی ہے
 رَحِمَہُ اَحَلَّ ثَنَا زُهْدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فَضِيلٍ عَنْ عَمَارَةَ عَنْ ابْنِ مُزْرَعَةَ عَنْ ابْنِ
 هُرَيْرَةَ فَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ جَدِيدٌ اَتَيْتُكَ بِاَنَا فِيهِ طَعَامٌ اَوْ اِنَا اَوْ شَرَابٌ فَاَقْرَبْتُهَا مِنْ رَبِّهَا السَّلَامُ
 وَلَيْسَ هَذَا بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ لَا يَصْبُ فِيهِ وَلَا نَصَبٍ مَرَحِمُهُ ابُو سُرَيْرَةَ رَضِيَ اللہ عَنْہُ سے روایت ہے
 سنا کہ یہ حدیچ آپ کے پاس آئی ہیں کہانے کا برتن لیکر یا فرمایا برتن یا شربت لیکر سوان کو ان کے
 رب کی طرف سلام کرو اور ان کو بشارت دو ایک مولیٰ کے گھر کی بہشت میں جس میں نہ شور ہے نہ بچ
ف اور غرض اس نے یہ قول ہی کہ اس کو اسکے رب کی طرف سے سلام کہو اس واسطے کہ وہ ساتھ
 سے سلام کرنے کے ہے اور اس کے **حَلَّ ثَنَا مُعَاذُ بْنُ اَسَدٍ** قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ ابْنِ
 هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللہُ اَعْلَزْتُ لِعِبَادِي الصَّلَاحِينَ مَا لَا عَيْنٌ
 رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرٌ حَلَّ قَلْبُ بَشِيرٍ مَرَحِمُهُ ابُو سُرَيْرَةَ رَضِيَ اللہ عَنْہُ سے روایت ہے کہ حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے فرمایا کہ میں نے تیار کر رکھا ہے اپنے نیک بندوں کے واسطے جو کسی
 آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا نہ کسی کے دل میں خیال گذرا **ف** یعنی بہشت میں نیکن کے
 واسطے ایسی عمدہ نعمتیں ہیں کہ ان کا اندوہ دنیا میں کوئی خیر نہیں جس کی مثال دی جاوے اور یہ حدیث قدسی
 ہے اور اضافت عبادی میں تشریف کے واسطے ہے **حَلَّ ثَنَا مُحَمَّدٌ** قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ
 قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ الْاَحْوَلُ اَنَّ طَاوَسًا اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ
 يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا تَجَدَّدَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُورُ
 السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قِيَمُ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ رَبُّ السَّمَوَاتِ
 وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَلِقَاكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَ
 النَّبِيُّونَ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسَلْتُ وَبِكَ اَمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنْبَتُ
 وَبِكَ خَاصَمْتُ وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاَغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ
 اَنْتَ اَلْهٰی لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ مَرَحِمُهُ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللہ عَنْہُ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
 دستور تھا کہ جب رات کو تہجد کی نماز کے واسطے اُٹھتے تو یہ دعا پڑھتے اَلْہٰی نَجِّہِیْ کو حمد ہے تو ہی آسمانوں اور
 زمین کی رشتہ نشی اور نحمہ ہی کو شکر ہے تو ہی آسمانوں اور زمین کا تہا سننے والا ہے اور تجھ ہی کو شکریہ ہے تو

قَالَ اَخْبَرَنَا جَدُّ لَہُ

فَاَلْتَبَّيْهَا لَهٗ حَسَنَةٌ وَاِذَا ارَادَ اَنْ يَّجْعَلَ حَسَنَةً فَلَمْ يَجْعَلْهَا فَاَلْتَبَّيْهَا لَهٗ حَسَنَةٌ فَاِنْ عَمِلَهَا فَالْكَثِيْبَةُ

کہ بے شمار امثالہا الیٰ استیعنائہ ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ بدی کا قصد کرے تو اس کو اس پر پست لکھ دو یہاں تک کہ اس کو کرے سوا اگر اس نے اس بد کام کو کیا تو ایک بدی لکھ دو سوا اگر اس نے اس کو میرے واسطے جوڑا تو اس کے واسطے ایک نیکی لکھ دو اور جب وہ نیکی کا قصد کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو ایک نیکی لکھ دو اور اگر اس نے نیکی کا کام کیا تو اس کو اس کے واسطے دس نیکیاں

لکھو سات سو تک **ف** اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں گذر چکی ہے اور یہی حدیث قدسی سے ہے اور مناسبت اسکی ترجمہ سے اس قول میں ہے کہ خدا فرماتا ہے اور یہ جو کہا سو اس پر بدی کو نہ لکھو یہاں تک کہ اس کو کرے تو اس حدیث کی معنوم کے استدلال کیا گیا ہے کہ گناہ کے فعل پر قصد کرنے سے بدی نہیں لکھی جاتی یہاں تک کہ بد کام وقوع میں آوے اگرچہ شروع سے ہو رفقہ **حَلَّ ثَنَا**

اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللهُ الْخَلْقَ فَلَمَّا أَفْرَغَ مِنْهُ قَامَتِ السَّمَاءُ فَقَالَ مَنْ هَذَا مَقَامُ الْعَائِلَةِ بِكَ مِنَ الْقَطِيعَةِ فَقَالَ لَا تَرْضَيْنِ اَنْ اَصِلَ مِنْ وَصْلِكَ وَ اَقْطَعُ مِنْ قَطْعِكَ قَالَتْ بَلَى يَا رَبِّ قَالَ فَلَيْلِكَ لَكَ ثُمَّ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اَنْ

تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فَاِذَا فِي الْاَرْضِ وَتَقَطَّعُوا اَرْحَامَكُمْ ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ خدا نے خلق کو پیدا کیا ہر چہ خلق کے پیدا کرنے سے فارغ ہوا تو آدمیوں کی قرابت اپنے رشتہ داری کٹری ہوئی خدا نے فرمایا کیا ہے اس نے کہا کہ یہ مقام اس کا ہے جو قطع برادری سے پناہ چاہے خدا نے فرمایا ہاں لیا تو اس بات سے راضی نہیں کہ میں اس سے جوڑوں جو تجھے جوڑے اور اس سے توڑوں جو تجھے توڑے اس نے کہا کیوں نہیں اسے میرے رب خدا نے فرمایا سو یہ تیرے واسطے

ہے پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خدا تعالیٰ منافقوں کے حق میں فرماتا ہے کہ اگر تم حاکم ہو تو زمین پر فساد کرو اور برادری سے توڑو **ف** کہا زوی نے کہ جسم جو جوڑا توڑا جاتا ہے وہ ایک شخص میں ہواں سے نہیں حاصل ہوتا ہے اس کے کلام کرنا اور مراد بیان کرنا اس کی شان کی تعظیم کا ہے اور فضیلت اس کی جو اس کو جوڑے اور گناہ اس کا جو اس کو توڑے سو عرب کی عادت کے موافق اس میں استعارہ

استعمال کیا گیا ہے اور بعضوں نے کہا کہ جائز ہے حمل کرنا اس کا خطا ہے نہ پھر اور مجسم ہونا معانی کا قدرت میں محال نہیں اور غرض اس سے خدا کا قول ہے کہ کیا تو رضی نہیں امر **ثَنَا** **حَلَّ ثَنَا** **اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ** قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللهُ الْخَلْقَ فَلَمَّا أَفْرَغَ مِنْهُ قَامَتِ السَّمَاءُ فَقَالَ مَنْ هَذَا مَقَامُ الْعَائِلَةِ بِكَ مِنَ الْقَطِيعَةِ فَقَالَ لَا تَرْضَيْنِ اَنْ اَصِلَ مِنْ وَصْلِكَ وَ اَقْطَعُ مِنْ قَطْعِكَ قَالَتْ بَلَى يَا رَبِّ قَالَ فَلَيْلِكَ لَكَ ثُمَّ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اَنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فَاِذَا فِي الْاَرْضِ وَتَقَطَّعُوا اَرْحَامَكُمْ ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خدا نے خلق کو پیدا کیا ہر چہ خلق کے پیدا کرنے سے فارغ ہوا تو آدمیوں کی قرابت اپنے رشتہ داری کٹری ہوئی خدا نے فرمایا کیا ہے اس نے کہا کہ یہ مقام اس کا ہے جو قطع برادری سے پناہ چاہے خدا نے فرمایا ہاں لیا تو اس بات سے راضی نہیں کہ میں اس سے جوڑوں جو تجھے جوڑے اور اس سے توڑوں جو تجھے توڑے اس نے کہا کیوں نہیں اسے میرے رب خدا نے فرمایا سو یہ تیرے واسطے ہے پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خدا تعالیٰ منافقوں کے حق میں فرماتا ہے کہ اگر تم حاکم ہو تو زمین پر فساد کرو اور برادری سے توڑو **ف** کہا زوی نے کہ جسم جو جوڑا توڑا جاتا ہے وہ ایک شخص میں ہواں سے نہیں حاصل ہوتا ہے اس کے کلام کرنا اور مراد بیان کرنا اس کی شان کی تعظیم کا ہے اور فضیلت اس کی جو اس کو جوڑے اور گناہ اس کا جو اس کو توڑے سو عرب کی عادت کے موافق اس میں استعارہ استعمال کیا گیا ہے اور بعضوں نے کہا کہ جائز ہے حمل کرنا اس کا خطا ہے نہ پھر اور مجسم ہونا معانی کا قدرت میں محال نہیں اور غرض اس سے خدا کا قول ہے کہ کیا تو رضی نہیں امر **ثَنَا** **حَلَّ ثَنَا** **اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ** قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللهُ الْخَلْقَ فَلَمَّا أَفْرَغَ مِنْهُ قَامَتِ السَّمَاءُ فَقَالَ مَنْ هَذَا مَقَامُ الْعَائِلَةِ بِكَ مِنَ الْقَطِيعَةِ فَقَالَ لَا تَرْضَيْنِ اَنْ اَصِلَ مِنْ وَصْلِكَ وَ اَقْطَعُ مِنْ قَطْعِكَ قَالَتْ بَلَى يَا رَبِّ قَالَ فَلَيْلِكَ لَكَ ثُمَّ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اَنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فَاِذَا فِي الْاَرْضِ وَتَقَطَّعُوا اَرْحَامَكُمْ

قَالَ فَقَالَ قَالَ اللَّهُ أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي كَلْبٌ بَنِي وَمُثْنِي بَنِي مَرْجَمَ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَوَيْتُ عَنْهُ أَنَّ حَضْرَتَ
 صَلَّی اللہ علیہ وسلم مینہ برسائے گئے سو فرمایا کہ خدا فرماتا ہے کہ میرے بندوں میں سے بعضا مجھ کو کافر ہوا اور
 بعضا میرے ساتھ ایمان لایا **ف** مینہ برسائے گئے یعنی واقع ہوا مینہ حضرت صَلَّی اللہ علیہ وسلم کی دعا
 سے یا سنوب ہوا طرف آپ کی اس واسطے کہ جواب کے سوا ہے وہ آپ کے تابع ہیں **حَلَّ ثَنَا إِسْمَاعِيلُ**
قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
قَالَ اللَّهُ إِذَا أَحَبَّ عَبْدِي لِقَائِي أَحَبَّتْ لِقَائُهُ وَإِذَا كَرِهَ لِقَائِي كَرِهَتْ لِقَائُهُ ترجمہ
 ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صَلَّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے فرمایا کہ جب میرا بندہ
 میرا ملنا چاہے تو میں بھی اسکا ملنا چاہتا ہوں اور جب وہ میرا ملنا برا جانے تو میں بھی اسکا ملنا برا جاتا
 ہوں **ف** کما ابن عبد البر نے بعد اس کے کہ وارد کیا حدیثوں کو جو وارد ہیں بیچ خاص کرنے اس کے
 کے ساتھ وقت وفات نبوی کے کہ یہ آثار دلالت کرتے ہیں کہ یہ حال وقت حاضر ہونے موت کے ہے
 اور دیکھتے اس حیر کے جو وہاں ہے اور اس وقت تو یہ نہیں ہوتی اگر اس کے پہلے توبہ نہ کی ہو **ف** **حَلَّ ثَنَا**
أَبُو الْإِمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللَّهُ أَنَا عِنْدَ ظَرْعِ عَبْدِي بَنِي مَرْجَمَ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صَلَّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے فرمایا کہ میں اپنے بندے کے گمان کے
 پاس ہوں **ف** اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے **حَلَّ ثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ**
عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَبُّكَ
لَمَّا كُنْتُ خَائِظًا إِذَا مَاتَ فَاحْرِقُوهُ وَأَذْرُوا لِيَصْفَا فِي الْبَرِّ وَنِصْفَا فِي الْبَحْرِ فَوَاللَّهِ لَئِنْ
قَدَرْتُ اللَّهُ عَلَيْهِ لَيُعَذِّبَنَّ عَذَابًا لَا يُعَذِّبُهُ أَحَدٌ مِنَ الْعَالَمِينَ فَأَمَّا اللَّهُ الْبَحْرَ فَجَمَعَهَا
فِيهِ ثُمَّ قَالَ لَمَّا فَعَلْتَ قَالَ مِنْ خَشْيَتِكَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ فَخَفَرَهُ ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
 سے روایت ہے کہ حضرت صَلَّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہا ایک مرد نے جس نے کبھی کوئی کام نیک نہ کیا تھا
 اپنے اپنے گمراہیوں سے کہ جب وہ شخص مر جاوے تو اسکو جلاؤ اور لیو ہر اسکی آدھی را کہہ خشکی میں بکٹیڑ
 اور آدھی دیا میں سو قسم خدا کی اگر خدا نے اسکو تنگ کیا اور عذاب مقرر کیا تو البتہ اس کو ایسا عذاب
 کرے گا کہ تمام عالم میں کسی پر ایسا عذاب نہ کرے گا سو خدا نے دریا سے حکم کیا سو جتنی خاک اس میں تھی
 اس نے جم کر دی اور خدا نے خشکی کو حکم کیا اس نے بھی جو اس میں تھی جم کر دی ہر خدا نے اس شخص سے
 فرمایا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا تھا اس نے کہا اے رب میرے خوف سے اور تو نے یادہ تر جاتا ہے سو خدا

ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صَلَّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے فرمایا کہ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں

نے اس کو بخش دیا۔ حَلُّ ثَمًا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ حَكَمٍ
 إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي عَمْرٍة قَالَ سَمِعْتُ أَبَاهُ رَیْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ عَبْدًا أَصَابَ ذَنْبًا وَرَبًّا قَالَ أَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ أَذْنَبْتُ وَرَبِّمَا
 قَالَ أَصَبْتُ فَأَغْفِرْ فَقَالَ رَبُّهُ أَعْلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ عَقْرَتَ لِعَبْدٍ
 ثُمَّ مَكَتَ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ أَصَابَ ذَنْبًا أَوْ أَذْنَبَ ذَنْبًا قَالَ رَبِّ أَذْنَبْتُ أَوْ أَصَبْتُ أَحْسَنُ
 فَأَغْفِرْ فَقَالَ أَعْلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ عَقْرَتَ لِعَبْدٍ ثُمَّ مَكَتَ
 مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ أَذْنَبَ ذَنْبًا وَرَبًّا قَالَ أَصَابَ ذَنْبًا قَالَ رَبِّ أَصَبْتُ أَوْ قَالَ أَذْنَبْتُ أَحْسَنُ
 فَأَغْفِرْ لِي فَقَالَ أَعْلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ عَقْرَتَ لِعَبْدٍ ثُمَّ نَلَّاهُ رَحِمَهُ
 ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ کسی بندے کو بڑا گناہ کیا تو اس نے
 کہا اے میرے رب میں نے گناہ کیا سو اس کو بخش دے تو اس کے رب نے کہا کہ کیا میرے بندے نے جانا
 کہ اس کا ایسا رب ہے کہ گناہ کو بخشتا ہے اور گناہ پر پکڑتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا پھر پھر
 کہ اللہ نے چاہا پھر اس نے گناہ کیا اور اس نے کہا اے میرے رب میں نے گناہ کیا اس کو بخش دے
 تو خدا نے فرمایا کہ کیا میرے بندے نے جانا کہ اس کا ایسا رب ہے کہ گناہ کو بخشتا ہے اور اس پر پکڑتا
 ہے یعنی عذاب کرتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا پھر پھر کہ اللہ نے چاہا پھر اس نے گناہ کیا
 کہا کہ اے میرے رب میں نے اور گناہ کیا تو مجھ کو بخش دے تو خدا نے فرمایا کہ کیا میرے بندے نے جانا
 کہ اس کا ایسا رب ہے کہ گناہ کو بخشتا ہے اور اس پر عذاب کرتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا پھر
 بارف کہنا ابن بطال نے کہ پھر پھر گناہ کرنے والا خدا کی مشیت میں ہے اگر خدا چاہے گا تو اس کو
 عذاب کرے گا اور چاہے گا تو اس کو بخش دے گا غالب کر کے اس کی نیکی کو جو اس نے کی اور وہ عتقاد کرنا
 اس کا ہے کہ اس کا ایسا رب ہے جو عذاب کرتا ہے اور بخشتا ہے دلالت کرتا ہے اس پر یہ قول خدا کا
 مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ مِثْلُهَا وَأَمَّا مَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَهُ مِثْلُهَا تَبَارَكَ الَّذِي يَهْدِي مَن يَشَاءُ لِمَا يَشَاءُ
 کہ استغفار کرنا اپنے رب کے توبہ ہے ہم کہتے ہیں کہ نہیں استغفار اکثر طلب کرنے سے مغفرت کے سے
 اور کبھی طلب کرتا ہے اس کو اصرار کرنے والا اور تائب اور نہیں ہے حدیث میں کہ وہ تائب ہے اس
 چیز سے جس کی مغفرت کا سوال کیا اس سے اسطے کہ حد توبہ کی رجوع کرنا ہے گناہ سے اور نیت کرنا کہ ہر
 کو پھر نہ کروں گا اور اس سے الگ ہو جانا اور مجرّد استغفار سے نہیں سمجھا جاتا اور بعضوں نے کہا کہ توبہ
 کی تین شرطیں ہیں حال میں الگ ہو جانا گناہ سے اور نادم ہونا اور پچھتاہنا اور نیت کرنا کہ پھر نہ کروں گا

اور بعضوں کے کہا کہ کفایت کرتا ہے تو یہ میں بچتا تھا کہ وہ باقی دونوں شرطوں کو بھی مستلزم ہے بہر حدیث میں آیا ہے کہ نادم ہونا توبہ ہے اور یہ حدیث حسن ہے اور کہا قرطبی نے کہ دلالت کرتی ہے یہ حدیث اور پر عظیم ہونے فائدہ استغفار کے اور اوپر عظیم ہونے فضل اللہ کے اور فراخ ہونے اسکی رحمت کے اور اس کے علم اور کرم کے لیکن مراد اس سے وہ استغفار ہے جسکے معنی دل میں ثابت ہوں مقارن اسطے زبان کے تاکہ کہل جاوے ساتھ اس کے گرہ اصرار کی اور حاصل ہو ساتھ اسکے نادم ہونا پس ترجمہ ہے واسطے توبہ کے اور جو زبان سے استغفار کرے اور اس کا دل گناہ پر مقرر ہو اسکا استغفار استغفار کا محتاج ہے اور کہا قرطبی نے کہ گناہ کی طرف عود کرنا اگرچہ زیادہ تر توبہ سے ابتدا کرنے سے لیکن توبہ بہتر ہے ابتدا توبہ کرنے سے اس واسطے کہ توبہ گئی ہے ساتھ اسکے ملازمت طلب کی کریم سے اور الحاح کرنا اس کے سوال میں اور اقرار کرنا کہ اس کے سوا کسی کوئی گناہ کو نہیں بخشتا کہا نووی نے کہ اس حدیث میں ہے کہ اگر کوئی ہزار بار بلکہ اس سے بھی زیادہ گناہ کرے اور ہر بار توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول ہو جاتی ہے اور اگر سب گناہوں سے ایک بار توبہ کرے تو بھی اس کی توبہ صحیح ہو جاتی ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ تو کہ جو تیرا جی چاہے تو اسکے معنی یہ ہیں کہ جب تک کہ تو گناہ کرے گا اور توبہ کرے گا میں تجھ کو بخشوں گا اور اکثر لوگوں کو نزدیک استغفار اور توبہ کے ایک معنی میں (فتح) **حَلَّ ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسود قَالَ حَدَّثَنِي مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي حَدَّثَنَا قَتَادَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَبْدِ الْعَافِرِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا قِيمَنَ سَكَتَ أَوْ قِيمَنَ كَانَ قَبْلَكُمْ قَالَ كَلِمَةً يَعْنِي غَطَاهُ اللَّهُ مَا لَا وَوَلَدًا فَلَمَّا خَصَرَهُ الْمَوْتُ قَالَ لِبَنِيهِ أَيْ أَبِ كُنْتُ لَكُمْ قَالُوا خَيْرَ أَبٍ قَالَ فَإِنَّهُ لَيُتَبَدَّلُ أَوْ لَيُتَبَدَّلُ عِنْدَ اللَّهِ خَيْرًا وَإِنْ يَقْدِرَ اللَّهُ يُعَلِّمُهُ قَانَطِرًا إِذَا مِتُّ فَأَحْرِقُونِي حَتَّى يَأْتِيَ أَحَدٌ فَحَمَّاهُ فَاسْتَحْفُونِي أَوْ قَالَ فَاسْتَحْكُونِي فَإِذَا كَانَ يَوْمُ مَرِيحٍ عَاصِفٍ فَأَذْرُونِي فِيهَا قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَآخِذْ مَوَاقِفَهُمْ عَلَى ذَلِكَ وَرَبِّي فَفَعَلُوا ثُمَّ أَذْرُوهُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى كُنْ فَإِذَا هُوَ رَجُلٌ فَأَيْسَمُ قَالَ اللَّهُ أَيْ عَبْدِي مَا حَمَلَكَ عَلَى أَنْ تَعْلَتَ مَا فَعَلْتَ قَالَ فَخَافْتُكَ أَوْ فَرَّقَ مِنْكَ قَالَ فَمَا تَلَا فَا هُ أَرْحِمُهُ وَقَالَ مَرَّةً أُخْرَى فَمَا تَلَا فَا هُ غَيْرُكَ فَخَدَّشَتْ يَدَاهُ بَعْضُهُمَا فَقَالَ سَمِعْتُ هَذَا مِنْ سَلْمَانَ عَمِيرٍ أَنَّهُ كَرَاهَ فِيهِ أَذْرُونِي فِي الْبَحْرِ أَوْ كَمَا حَدَّثَتْ مَرْجِيَّةُ ابْنِ سَعِيدٍ خُدْرِيٌّ**

سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو ذکر کیا جو اگلے یا فرمایا جو تم سے اگلی امتوں میں تھا اس نے ایک بات کہی یعنی خدا نے اسکو مال اور اولاد دی سو جیسا کہ تم نے کا وقت فریب ہوا تو اپنی اولاد سے کہا کہ میں تمہارا سوا کسی باپ تھا انہوں نے کہا کہ بہتر باپ کہا سوا اس نے خدا کے نزدیک کوئی

نیکی جہنم میں کی اور اگر خدا نے اس کو تنگ کیا تو اسکو خدا بکرے گا سو دیکھو حبیب میں مرجاؤں تو مجھ کو جلا
 ڈالو یہاں تک کہ جب میں کو لا ہو جاؤں تو مجھ کو گستاہا پر حب سخت آندہ ہی کا دن ہو تو میری راکھ کو اس میں
 اڑا دینا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو اس نے ان سے قول و اقرار لیا اور قسم ہے میرے رب کی سو انہوں نے
 کیا جو اس نے کہا پھر انہوں نے اس کو سخت آندہ ہی دن اڑایا تو خدا نے فرمایا کہ ہو جا سونا گمان وہ مرد کھڑا
 تھا تو خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے بندے کیا چیز باعث ہوئی تجھ کو اس پر کہ کیا تو نے جو کیا اس نے
 کہا کہ میرا خوف سو جو خدا کی اسکی تلافی کی وہ رحمت ہے اور دوسری بار فرمایا سو نہ تلافی کی اسکو خدا نے مگر
 اپنی رحمت سے سو میں نے حدیث بیان کی ساتھ اسکے ابو عثمان کو اور کہا کہ میں نے اسکو سلمان سے
 سنا لیکن اس نے اس میں اتنا زیادہ کیا کہ مجھ کو دریا میں اڑا دینا یا جیسے حدیث بیان کی **حَلَّ ثَنَا**
مُوسَى قَالَ حَلَّ ثَنَا مَعْتَمِرٌ وَقَالَ لَمْ يَبْتَلُنْ وَقَالَ خَلِيفَةُ حَلَّ ثَنَا مَعْتَمِرٌ وَقَالَ لَمْ يَبْتَلُنْ فَتَرَدُّ
قَتَادَةُ لَمْ يَدْخُلْ رَحْمِيهِ لَيْسَ كَمَا قَتَادَةُ نَعْنِي لَمْ يَبْتَلُنْ کے معنی ہیں نہ ذخیرہ کی **بَابُ** **كَلَامِ النَّبِيِّ**
يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الْإِنْسِيَّةِ وَغَيْرِهِمْ کلام کرنا خدا پاک کا پیغمبروں وغیرہم سے قیامت کے دن **حَلَّ ثَنَا**
يُوسُفُ بْنُ رَاشِدٍ قَالَ حَلَّ ثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَسُقَّتْ نَفْسُ يَارَبِّ ادْخِلِ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ
بِحُزْنَةٍ فَيَكْ خَلْفَتٌ لَمْ يَقُولْ ادْخِلِ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ إِذْنِي كَيْفَ فَقَالَ أَلَسْ كَأَنَّ
النَّظْرَ إِلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ النبی سے روایت ہو کہ سینے حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم سے بسنا فرماتے تھے کہ قیامت کے دن میری شفاعت قبول ہوگی سو میں کہوں گا اے میرے رب داخل
 کر بہشت میں جسکے دل میں رائی کے برابر ایمان ہو سو وہ بہشت میں داخل کیے جاوین گے پھر میں کہوں گا
 داخل کر بہشت میں جسکے دل میں کچھ بھی ایمان ہو کہا النبی نے سو جیسے میں دیکھتا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کی انگلیوں کی طرف بیٹے قل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ادنیٰ شے **ف** یعنی شاید حضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم اپنی انگلیوں کو جوڑ کر ان سے اشارہ کرتے تھے **ف** اس حدیث میں کلام کرنا پیغمبروں کا
 ہے رب اور نہیں ہے اس میں کلام کرنا رب کا پیغمبروں سے اور شاید بخاری نے اپنی عادت کے موافق
 اشارہ کر دیا ہے کہ اس حدیث کے بعض طریقین میں یہ لفظ بھی آچکا ہے جیسے کہ ابو نعیم نے مستخرج میں
 روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے کہا جاو لگا کہ تیرے واسطے جس دن میں جو
 کی برابر ایمان ہو اور تیرے واسطے جس دن میں کچھ ایمان ہو پس یہ کلام کرنا خدا کا ہے ساتھ حضرت صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دونوں روایتوں میں تطبیق یہ ہے کہ پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوال کریں گے پھر

فَلَمْ يَبْتَلُنْ

وَالنَّظْرَ إِلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ووسری بارت پ کو یہ حکم ہوگا پس ایک روایت میں سوال کو ذکر کیا اور دوسری روایت میں اجابت کا ذکر کیا
 اور اس سے استفادہ ہوتا ہے کہ ایمان گنہگار نہیں ہے رفتح **حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا**
عَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْبُدُ بْنُ هِلَالٍ الْعَاثِرِيُّ قَالَ اجْتَمَعْنَا نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ فَذَهَبْنَا
إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنَا عَرَضٌ حَدِيثِ الشَّفَاعَةِ فَإِذَا هُوَ فِي قَعْرِهِ فَوَاقِفًا
يُصَلِّي الدُّعَاءَ مَا سَأَدْنَا فَإِنْ لَنَا وَهُوَ قَاعِدٌ عَلَى فِرَاشِهِ فَقُلْنَا لِلثَّالِثِ لَا تَسْأَلُهُ عَنْ شَيْءٍ أَوَّلَ مِنْ
حَدِيثِ الشَّفَاعَةِ فَقَالَ يَا أَبَا كَنْزَةَ هَؤُلَاءِ إِخْوَانُكَ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ حَاجًّا وَأَسْأَلُونَكَ عَنْ حَدِيثِ
الشَّفَاعَةِ فَقَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ مَاجِرَ النَّاسِ بَعْضُهُمْ
فِي بَعْضٍ فَيَأْتُونَ أَدَمَ فَيَقُولُونَ اسْفَعْ إِلَى رَبِّكَ فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِإِبْرَاهِيمَ فَإِنَّهُ
خَلِيلُ الرَّحْمَنِ فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُوسَى فَإِنَّهُ كَلَّمَ اللَّهَ فَيَأْتُونَ
مُوسَى فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيسَى فَإِنَّهُ رُوحُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ فَيَأْتُونَ عِيسَى فَيَقُولُ
لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ فَيَأْتُونَ فَيَقُولُ أَنَا لَهَا فَاسْأَلُونِ عَلَى رَبِّي فَيُؤْذَنُ لِي وَيُلْهِمُنِي
مُحَمَّدٌ أَحْمَدُ بِهَا لَا تَخْشَوْنِي أَلَا نَ فَاحْمَدُ بِتِلْكَ الْحَامِدِ وَأَخِيرُ سَاجِدًا كَيْقَالَ يَا مُحَمَّدُ
ارْقُمْ رَأْسَكَ وَقُلْ بِسْمِ اللَّهِ وَتُعْطَى وَتُسْفَعُ تُسْفَعُ فَيَقُولُ يَا رَبِّ أُمْنِي أُمْنِي فَيَقَالَ انْطَلِقْ
فَأَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ شَعِيرَةٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَانْطَلِقْ فَأَفْعَلْتُ ثُمَّ أَعُوذُ فَاحْمَدُ
بِتِلْكَ الْحَامِدِ ثُمَّ أَخْرَجُ لَهُ سَاجِدًا فَيَقَالَ يَا مُحَمَّدُ ارْقُمْ رَأْسَكَ وَقُلْ بِسْمِ اللَّهِ وَتُعْطَى وَتُسْفَعُ تُسْفَعُ
تُسْفَعُ فَيَقُولُ يَا رَبِّ أُمْنِي أُمْنِي فَيَقَالَ انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ أَوْ خَرْدَلَةٍ
مِنْ إِيْمَانٍ فَانْطَلِقْ فَأَفْعَلْتُ ثُمَّ أَعُوذُ فَاحْمَدُ بِتِلْكَ الْحَامِدِ ثُمَّ أَخْرَجُ لَهُ سَاجِدًا فَيَقَالَ يَا مُحَمَّدُ
ارْقُمْ رَأْسَكَ وَقُلْ بِسْمِ اللَّهِ وَتُعْطَى وَتُسْفَعُ تُسْفَعُ فَيَقُولُ يَا رَبِّ أُمْنِي أُمْنِي فَيَقُولُ انْطَلِقْ
فَأَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ أَذَى أَدْنَى أَدْنَى مِثْقَالِ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلَةٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجْهُ
مِنَ النَّارِ مِنَ النَّارِ فَانْطَلِقْ فَأَفْعَلْتُ فَلَمَّا أَخْرَجْنَا مِنْ عِنْدِ النَّاسِ قُلْتُ لِبَعْضِ أَهْلِ بَيْتِ
لَوْ مَرَرْنَا بِالْحَسَنِ وَهُوَ مُتَوَارٍ فِي مَنْزِلٍ أَيْنَ خَلِيفَتُهُ فَقَدْ لَمَّاهُ بِمَا حَدَّثَنَا النَّاسُ مِنْ مَالِكٍ فَأَمَّنَاهُ
فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَأَذِنَ لَنَا فَقُلْنَا لَهُ يَا أَبَا سَعِيدٍ جُنَّاكَ مِنْ عِنْدِ أَخِيكَ النَّسِ بْنِ مَالِكٍ فَلَمْ تَرَ
مِثْلَ مَا حَدَّثَنَا فِي الشَّفَاعَةِ قَالَ هِيَ فَحَدَّثَنَا بِالحَدِيثِ فَأَنْهَيْتَنَا إِلَى هَذَا الْمَوْضِعِ فَقَالَ
هِيَ فَقَالَ لَمْ يَزِدْ لَنَا عَلَى هَذَا فَقَالَ لَقَدْ حَدَّثَنِي وَهُوَ جَنِينٌ مِنْ عَشْرِينَ سَنَةً فَلَا أَكْرِهَ
أَشْيَءَ أَكْرَهَ أَنْ تَكُونُوا فَقُلْنَا يَا أَبَا سَعِيدٍ حَدِّثْنَا كَيْفَ خُلِقَ الْإِنْسَانُ عَجُوزًا

میری بہت بے خبری

ہاگ دیا جاوے گا اور سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی تو میں کہوں گا اے میرے رب میری بہت کو بخش دو
تو حکم ہوگا کہ چل سونکال دوزخ سے جسکو دل میں ذرہ برابر ایمان کے برابر ایمان ہو سو میں چلوں گا اور کروں گا
پہر پلٹ آؤں گا سو میں تعریف کروں گا اپنے رب کی ان تعریفوں سے پہر میں اس کے واسطے سجدے
میں گر پڑوں گا تو حکم ہوگا کہ اسے محمد اپنا سر اٹھائے کہ تیرا کما سنا جاوے گا اور ہاگ تجھ کو دیا جاوے گا
اور سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی تو میں کہوں گا کہ اے میرے رب میری بہت کو بخش دو میری بہت کو
بخش دے سو خدا تعالیٰ فرماوے گا کہ چل اور نکال دوزخ سے جسکے دل میں اونی اونی اونی اونی کے
وانے کے برابر ایمان ہو سو اس کو نکال دوزخ سے دوزخ سے دوزخ سے سو میں چلوں گا اور کروں
گا سو خبیثہم انش کے پاس سے نکلے تو میں نے اپنے بعض ساتھیوں سے کہا کہ اگر ہم گذرین حسن پر اور وہ
ابلی خلیفہ کی جگہ میں جہاں ہے سو ہم اس سے حدیث بیان کریں جو انہیں ہم سے بیان کی تو خوب ہو سو ہم اس
پاس آئے اور ہم نے اسکو سلام کیا اس نے ہم کو اجازت دی تو ہم نے اس سے کہا اے ابوسعید ہم تیرے پاس
آئے ہیں تیرے بہائی انس کے پاس سے سو ہم نے نہیں دیکھا مثل اسکے جو اس نے ہم سے شفاعت کی حدیث
بیان کی اس نے کہا بیان کرو سو ہم نے اس سے حدیث بیان کی سو ہم اس جگہ تک پہنچے یعنی اونی اونی
اونی راہی کے پار سو کہا کہ بیان کرو سو ہم نے کہا کہ اس نے ہمارے واسطے اس پر کچھ زیادہ نہیں کیا یعنی اس نے
اس سے زیادہ حدیث بیان نہیں کی تو حسن نے کہا کہ البتہ حدیث بیان کی اس نے مجھ سے اور وہ باعقل و ہوش
تہادت سیر بریں سو میں نہیں جانتا کہ بول گیا یا نہ کہ وہ جانا کہ تم صرف ۲ تو ہم نے کہا اے ابوسعید ہم
سے حدیث بیان کر کہا اس نے اور پیدا کیا گیا آدمی جلد باز نہیں ذکر کیا سینے اس کو مگر اور حالانکہ میں لڑاؤ
کرتا ہوں کہ تم سے حدیث بیان کروں حدیث بیان کی اس نے مجھ سے جیسے حدیث بیان کی تم سے پہر کہا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے پہر میں چوتھی بار پلٹ آؤں گا سو میں تعریف کروں گا اپنے رب کی ان تعریفوں کو
پہر سجدہ میں گر پڑوں گا تو حکم ہوگا کہ اسے محمد اپنا سر اٹھائے اور کہے سنا جاوے گا اور ہاگ تجھ کو دیا جاوے گا
اور سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی تو میں کہوں گا اے رب مجھ کو اجازت ہو اس شخص کے حق میں ہر
نے لا الہ الا اللہ کہا تو اللہ تعالیٰ فرماوے گا میری عزت اور جلال اور بڑائی اور عظمت کی قسم البتہ میں
نکا لون گا دوزخ سے جس نے لا الہ الا اللہ کہا اس حدیث میں مقدم کرنا اس مرد کا ہے جو عالم کے
خاصوں میں سے ہوتا کہ اس سے سوال کرے اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بنانا محل کا اسکو جس کی
اولاد بہت ہو اور یہ جو کہا کہ اس وقت باعقل تھا یعنی اس وقت بڑھاپے میں داخل نہیں ہوا تھا کہ وہ
جگہ گمان متفرق ہونے ذہن کے کی ہے اور حدیث اختلاف حفظ کی اور کہا او دی نے کہ یہ جو اس حدیث

میری بہت بے خبری

میں ہوا مٹی تو یہ محفوظ نہیں اس واسطے کہ سب خلقت جمع ہو گے سفارش کرو اور بن گے اور اگر مراد خاص
یہی امت ہوئی تو اپنے پیغمبر کے سوا اور پیغمبروں کے پاس جاتے سودا لالت کی اس نے کہ مراد سب خلقت ہو
اور جب کہ ہوئی سفارش ان کی واسطے سچ فضل فضا کے تو ہر کیا وجہ ہے اپنی امت کی خاص کرنے کی اور
میں اس اشکال کا جواب کتاب الرقاق میں دیا ہے جس جگہ اس حدیث کی شرح کی اور جواب دیا ہے اس
سے قاضی نے ساتھ اس کے کہ معنی کلام کے یہ ہیں کہ مجھ کو اجازت ملے گی اس شفاعت کی کہ وعدہ کیا گیا ہو
اسکا سچ فضل فضا کے اور یہ جو فرمایا کہ خدا مجھ کو الہام کرے گا تو یہ از سر نو اور کلام ہے اور بیان پر دگر
دوسری شفاعت کے جواب اپنی امت کے ساتھ خاص ہے اور سیاق میں اختصا ہے بر فتح **حکایت**

مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَافِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ
عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحَبَّ أَهْلِ الْجَنَّةِ مُنْجِلًا
الْجَنَّةَ وَالْآخِرَ أَهْلَ النَّارِ خُرُوجًا مَنِ النَّارِ رَجُلٌ يَخْرُجُ حَبْوًا يَقُولُ لَهُ رَبُّهُ ادْخُلِ الْجَنَّةَ يَقُولُ
رَبِّ الْجَنَّةِ مَلَأَ قَبُولُ لَهُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذَلِكَ يُعِيدُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ مَلَأَ قَبُولُ ذَلِكَ
مِثْلَ الدُّنْيَا عَشْرَ مَرَّاتٍ ثُمَّ رَجَعَهُ عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ رِوَايَتِهِ أَنَّ حَضْرَتَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَزَلَ فَرَمَا بِأَنَّ
بَهشتیوں میں جو سب سے پہلے بہشت میں داخل ہوگا اور دو تخیوں سے جو سب سے پہلے دوزخ سے نکلے گا وہ
ایسا مرد ہے جو دوزخ سے نکلے گا گشتوں کے بل گشتا یعنی جیسے چوٹال کا چلتا ہے تو اسکا خدا اس سے
کہے گا کہ جا بہشت میں داخل ہو تو وہ کہے گا کہ اے میرے رب بہشت بالکل بہری ہے یعنی اس میں کہیں جگہ
نہیں سو خدا پاک اس سے یہ تین بار کہے گا ہر بار وہ خدا سے پاک کو یہی جواب دے گا کہ بہشت بہری ہے
سو خدا فرماوے گا البتہ تیرے واسطے تو دنیا کے بار جگہ ہے اور دس گنے دنیا کے **حکایت** ثَنَا عَلِيُّ بْنُ
مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَيْنَةُ بْنُ يُونُسَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ خَبِثَةَ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ خَالِدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا سَيَكِلُهُ رَبُّهُ لِكَيْسَ يَنْدُبَ وَيَبِينَهُ تَرْجَانًا فَيَنْظُرُ إِلَيْهِ
مِنْهُ فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ مِنْ عَمَلِهِ وَيَحْكُلُ أَشْأَمَ مِنْهُ فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ وَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا
يَرَى إِلَّا النَّارَ ثَلَاثًا وَجْهًا فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِتَيْتٍ قَالَ الْأَعْمَشُ وَحَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مَرْثَةَ
عَنْ خَبِثَةَ مِثْلَهُ وَزَادَ فِيهِ وَلَوْ بِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ ثُمَّ رَجَعَهُ عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ رِوَايَتِهِ أَنَّ حَضْرَتَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ نَزَلَ فَرَمَا بِأَنَّ قَوْمًا مِنْ مَنَاسِكِ الْبَيْتِ نَزَلُوا فِيهِمْ مِنْهُمْ مَنْ كَانَ مِنْهُمْ كَمَا أَنَّ
طرح پر کہ اس کے اور خدا کے درمیان کوئی درمیان دو پہاڑ سا ہوگا یعنی وہ پہاڑ اس کے اور خدا کے درمیان
پہرندہ اپنی بہن جہان نظر کرے گا سونہ دیکھے گا مگر جو اعمال کہ آگے رکھنا چاہتی ہیں وہ نہ نظر کرے گا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَصَفْوَانِ سے روایت ہو کہ ایک مرد نے ابن عمر سے پوچھا کہ کس طرح سنا تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ گروشی میں بیٹھے جو خدا بندے سے کان میں بات کرے گا فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنی رب سے قریب ہوگا یہاں تک کہ خدا اپنا پردہ اس پر کھے گا تو فرماویگا کہ کیا تو نے ایسا ایسا عمل کیا تھا تو بندہ کہے گا ہاں اور خدا فرماوے گا کہ تو نے فلا فلا عمل کیا تھا تو بندہ کہے گا ہاں یہاں تک کہ اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کروا دیکھا پھر خدا فرماوے گا کہ میں نے تیرے گناہ دنیا میں چھپائے اور میں آج ہی انکو بخشا ہوں۔ **ف** کہا ابن تین نے کہ مراد یہ کہ بندے کو اپنی رحمت سے قریب کرے گا اور مراد کشف سیر ہے اور اسکے معنی یہ ہیں کہ اس کی رحمت تمام اس کو گمیر لے گی ز فتح **ف** کہا اومتے یعنی قتادہ کی تفسیر صفوان سے ثابت ہے جو پہلے طریق میں عن کے ساتھ ہے **ف** انہیں ہے باب کی حدیثوں میں کلام کرنا خدا کا پیغمبروں سے مگر انس کی حدیث میں اور باقی باب کی سب حدیثوں میں کلام کرنا خدا کا ہے پیغمبروں کے سوائے اور لوگوں کے کلام کرے گا پس واقع ہونا اس کا ساتھ پیغمبروں کے بطریق اولی ہوگا اور پہلے گذر چکی ہے پہلی حدیث میں وہ چیز جو متعلق ہے ساتھ ترجمہ کے ادب پر حدیث ناؤا پس خاص ہے ساتھ کن ثانی کے ترجمہ سے اور وہ قول اسکا ہے وغیر ہم اور ایہ جو حدیث میں کہ باقی میں سو وہ شامل ہیں پیغمبروں کو اور جو ان کے سوائے ہیں (فتح) **بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ وَكَكَلِمَةِ اللّٰهِ** مؤیدی کے لکھا اور کلام کیا اللہ نے موسیٰ سے کلام **ف** کہا اما سون نے کیا آیت قوی تر ہے اس خبر کی جو وارد ہوئی ہے معترفوں کے رد میں کہا خاص نے اجماع ہے بخویون کا اس پر کہ جب تاکید کیا جاوے فعل ساتھ مصدر کو نہیں ہوتا ہے مجازاً جو جب کہا لکلیما تو وجہ ہے کہ ہو کلام متعبر جو سمجھی جاتی ہے اور جواب دیا ہے بعضوں نے ساتھ اسکے کہ وہ کلام ہے حقیقت پر لیکن محل خلاف کا یہ ہے کہ کیا موسیٰ نے اسکا حقیقۃ اللہ سے سنا تھا یا درخت سے سو تاکید نے اٹھا یا ہے مجاز کو ہونے اسکے سے غیر کلام یعنی تاکید سے صرف اتنا ثابت ہوا کہ وہ کلام ہے اور ایہ جس کے ساتھ کلام کیا سو اس سے آیت ساکت ہے اور رد کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ ضرور ہے رعایت اسکی جس سے کلام کیا گیا ہو تاکید واسطے اٹھانے مجاز کے ہے نسبت سے اس واسطے کہ نسبت کیا گیا ہے اس میں کلام کو طرف اس کی سو ہی ہے کلام کرنے والا حقیقۃً اور تاکید کرتا ہے اسکی قبل اسکا سورہ اعراف میں اِنِّیْ اَحْطٰی فِیْکَ عَلٰی اَلْکَیْفِیْ بَرِیْءٌ کَلٰ فِیْ وَیْکَلٰ فِیْ اور اجماع ہے سلف خلف کا اہل سنت وغیر ہم سے اس پر کہ کلم اس جگہ کلام سے اور بعض اہل تفسیر سے منقول ہے کہ وہ کلم سے ہے ساتھ معنی جرم کے اور یہ مردود ہے ساتھ اجماع کے کہا ابن تین نے کہ ختم ان کے کلام نے یہی کلام ہے کلام اللہ کے سو کہا شہری نے کہ

یہاں تک کہ خدا اپنا پردہ اس پر کھے گا تو فرماویگا کہ کیا تو نے ایسا ایسا عمل کیا تھا تو بندہ کہے گا ہاں اور خدا فرماوے گا کہ تو نے فلا فلا عمل کیا تھا تو بندہ کہے گا ہاں یہاں تک کہ اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کروا دیکھا پھر خدا فرماوے گا کہ میں نے تیرے گناہ دنیا میں چھپائے اور میں آج ہی انکو بخشا ہوں۔

کلام امر کا قائل ہے ساتھ ذات اسکی کے سنا جاتا ہے وقت تلاوت کرنے ہر تلاوت کرنے والے کے اور قرات
 ہر قاری کے اور کہا با قلمانی نے کہ سوا و اسکے کو نہیں کہ تلاوت سنی جاتی ہے نہ وہ چیز جو تلاوت کی جاتی
 ہے اور اول توحید میں گذر چکا ہے کہ سلم بن اوزے جہم بن صفوان کو قتل کیا اس واسطے کہ اس نے
 انکار کیا کہ خدا نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام نہیں کیا رفتہ حاکم ثنائی پچیسے بڑے کتب قال حدثنا
 اللیث حدثنی غفیل عن ابن شہاب قال اخبرنی حمید بن عبد الرحمن عن ابن ہریرۃ
 ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اخبرہ ادم و موسیٰ فقال موسیٰ انت ادم الذی اخرجت
 ذریعتک من الجنة قال ادم انت موسیٰ الذی اصطفاک اللہ برسالۃ ویکلامہ ویرید تلویظہ
 علی اہل قلدیر علی قبل ان اخلق کچھ ادم موسیٰ ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہو
 کہ بحث کی ادم اور موسیٰ نے تو کہا موسیٰ نے لے ادم تو وہی ہے کہ تو نے اپنی اولاد کو بہشت سے نکالا کہا
 ادم نے تو وہی موسیٰ ہے کہ تجھ کو خدا نے اپنی کلام اور رسالت سے برگزیدہ کیا کیون تو مجھ کو بلا رسالت
 کرتا ہے اور الزام دیتا ہے اس کام پر جو میری تقدیر میں لکھا گیا تھا میرے پیدا ہونے سے پہلے
 تو غالب ہوئے ادم موسیٰ پر اور لا جواب ہوئے موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ف اس حدیث
 کی شرح کتاب القدر میں گذر چکی ہے اور مراد اس سے یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے کہ تو وہی
 موسیٰ ہے کہ تجھ کو خدا نے اپنی کلام اور رسالت سے برگزیدہ کیا حاکم ثنائی مسلم بن ابی ہریرۃ قال
 حدثنا ہشام عن قتادۃ عن ایش قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیجمع المؤمنون
 یوم القیمۃ فیقولون لوانستشفعنا الی ربنا فیریحنا من مکاننا ہذا فماتون ادم فیقولون
 لہ انت ادم ابوالبشر خلقتک اللہ بیدہ و استجدک ملائکتہ و علیک اسماء کل شیء
 فاشفع لنا الی ربنا حاشے یریحنا فیقول لھم لست ہنا کم ویدک کم لھم خطیئۃ النبی اصلابہ
 ترجمہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جمع کیے جا دیں گے مسلمان قیامت کو دن سو
 کہیں گے کہ اگر ہم سفارش کروا دیں اپنے رب پاس تاکہ ہم کو اس مکان کی تکلیف سے راحت دیوے
 تو خوب بات ہو سووے لوگ ادم پاس آ دیں گے تو کہیں گے کہ تم ادم ہو سب خلقت کے باپ خدا
 تعالیٰ نے تم کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنے فرشتوں سے تم کو سجدہ کروایا اور تم کو ہر چیز کا
 نام سکھلایا سو ہماری سفارش کیجیے اپنے رب پاس تاکہ ہم کو اس مکان کی تکلیف سے راحت دیوے
 تو ادم علیہ السلام ان سے کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کرے گا اپنی اس خطا کو
 جو اس سے ہوئی ف اس حدیث کے ایک طریق میں آیا ہے کہ تم جاؤ موسیٰ پاس کہ خدا نے اس کے

بلا واسطہ کلام کیا اور یہ لفظ توحید اور تفسیر میں گدچکا ہے اور یہی موافق ہے واسطے ترجمہ کے اور اشارہ
 کیا ہے بجاری نے طرف اسکی موافق زہی عات کے (فتح) حَلَّ ثَنَا عَبْدُ الْغَنِيِّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ
 حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ شَرِيكَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّسَّ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ لَبِئْسَ اسْرِي بِرَسُولِ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَجْدِ الْكُفَّةِ أَنَّهُ جَاءَهُ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ قَبْلَ أَنْ يُؤَخَّيَ إِلَيْهِ وَهُوَ نَائِمٌ
 فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ أُولَئِهِمْ أَيُّهُمْ هُوَ فَقَالَ أَوْسَطُهُمْ هُوَ خَيْرُهُمْ فَقَالَ الْخَيْرُ هُمْ خُلُوفُ الْحِجْرِ
 فَكَانَتْ نِزَاكُ اللَّيْلَةِ فَلَمْ يَرَهُمْ حَتَّى أَتَوْهُ لَيْلَةً أُخْرَى فِيمَا يَرَى قَلْبُهُ وَتَنَامُ عَيْنُهُ وَلَا يَنَامُ
 قَلْبُهُ وَكَذَلِكَ الْأَنْبِيَاءُ نَنَامُ أَعْيُنُهُمْ وَلَا نَنَامُ قُلُوبُهُمْ فَلَمْ يَكْلِبُوهُ حَتَّى أَحْمَلُوهُ فَوَضَعُوهُ
 عِنْدَ بَيْتِهِمْ فَقَوْلَاهُ مِنْهُمْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ فَسَقَى جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ مَا بَيْنَ نَحْرِهِ إِلَى كَبْتِهِ حَتَّى قَرَعَ مِنْ
 صَلَاتِهِ وَجَوَّهَ فَعَسَاكَ مِنْ مَاءٍ زَهْرٍ مَبِيدٍ حَتَّى أَتَى حَوْفَهُ ثُمَّ أَقْبَضَ مِنْ ذَهَبٍ فِيهِ
 نُورٌ مِنْ ذَهَبٍ فَحَشُوهُ أَيْمَانًا وَحِكْمَةً فَحَسَّاهُ بِصَدْرِهِ وَكَفَّ يَدَهُ بِعَيْنَيْهِ عُرْفَ خَلْقِهِ ثُمَّ
 أَطْبَقَهُ ثُمَّ عَرَّجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَضْرَبَ بِأَبَا مِنْ أَبْوَابِهَا فَتَنَادَاهُ أَهْلُ السَّمَاءِ مِنْ هَذَا
 فَقَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ مَنْ مَعَكَ قَالَ مَعِيَ مُحَمَّدٌ قَالَ وَقَدْ بُعِثَ قَالَ نَعَمْ قَالُوا فَمَرْحَبًا
 بِهِ وَاهْلَا بِسُكُنَيْسٍ بِهِ أَهْلُ السَّمَاءِ لَا يَمْلِكُ أَهْلُ السَّمَاءِ بِمَا يَرِيدُ اللَّهُ فِي الْأَرْضِ حَتَّى يَغْلِبَهُمْ
 فَوَجَدَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا آدَمَ فَقَالَ لَهُ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ هَذَا أَبُوكَ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَرَدَّ عَلَيْهِ
 آدَمُ وَقَالَ مَرْحَبًا وَاهْلَا يَا بَنِي قَيْسٍ لَا يَنْبَغُ أَنْتَ فَإِذَا هُوَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا يَنْهَرُ مِنْ بَطْنِ آدَمَ فَقَالَ
 مَا هَذَانِ النَّهْرَانِ يَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ هَذَا النَّيْلُ وَالْفَرَاتُ عُنُورُهُمَا تَمُطُّهُ بِهِ السَّمَاءُ فَإِذَا هُوَ
 يَنْهَرُ الْخَرَّ عَلَيْهِ فَصَرَّ مِنْ لَوْلُو وَرَبْرَجِدٍ فَضْرَبَ يَدَهُ فَإِذَا هُوَ مِنْكَ أَذْفَرُ فَقَالَ مَا هَذَا يَا
 جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ هُوَ هَذَا الْكَوْشُ الَّذِي قَدْ خَبَأَ لَكَ رَبُّكَ ثُمَّ عَرَّجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَكَانَتْ
 الْمَلَكَةُ لَهُ مِثْلُ مَا قَالَتْ لَهُ الْأُولَى مِنْ هَذَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قَالَ
 وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَالُوا مَرْحَبًا بِهِ وَاهْلَا ثُمَّ عَرَّجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ وَقَالُوا لَهُ مِثْلُ مَا
 قَالَتْ الْأُولَى وَالثَّانِيَةُ ثُمَّ عَرَّجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ فَقَالُوا لَهُ مِثْلُ ذَلِكَ ثُمَّ عَرَّجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ
 فَقَالُوا لَهُ مِثْلُ ذَلِكَ ثُمَّ عَرَّجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَقَالُوا لَهُ مِثْلُ ذَلِكَ ثُمَّ عَرَّجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ
 السَّابِعَةِ فَقَالُوا لَهُ مِثْلُ ذَلِكَ كُلُّ سَمَاءٍ فِيهَا أَنْبِيَاءٌ فَقَدْ سَمَّاهُمْ فَأَوْعَيْتُ مِنْهُمْ بِأَدْرِيسَ فِي
 الثَّانِيَةِ وَهَارُونَ فِي الرَّابِعَةِ وَآخُسَ فِي الْخَامِسَةِ لَمْ أَحْفَظْ اسْمَهُ وَابْرَاهِيمَ فِي السَّادِسَةِ وَمُوسَى
 فِي السَّابِعَةِ بِتَفْصِيلٍ كَلَامُ اللَّهِ فَقَالَ مُوسَى لَمْ أَطْعِمْ أَنْ يَرْتَمِ عَلَى أَحَدٍ ثُمَّ عَلَّمَهُ فَوْقَ ذَلِكَ بِمَا

لَا يَعْلَمُ إِلَّا اللَّهُ حَتَّى جَاءَ سَيِّدُ الْمُرَةِ الْمُنْتَهَى وَدَنَا الْجَبَّارُ رَبَّ الْعِزَّةِ فَتَدَلَّى حَتَّى كَانَ مِنْهُ قَلْبٌ
 قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ فِيمَا يَوْحِي اللَّهُ خَمْسِينَ صَلَوةً عَلَى أُمَّتِكَ كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ
 ثُمَّ هَبَّ حَتَّى بَلَغَ مُوَيْبَى فَاجْتَبَسَهُ مُوَيْبَى فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ مَاذَا عَوَّدَ إِلَيْكَ رَبُّكَ قَالَ عَوَّدَ
 إِلَى خَمْسِينَ صَلَوةً كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ قَالَ إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذَلِكَ فَأَرْجِعْ فَلْيَخَفِ عَنْكَ رَبُّكَ
 وَعَدَهُمْ فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَبْرِئِيلَ كَأَنَّهُ يَسْتَنِيرُهُ فِي ذَلِكَ فَأَنَارَ إِلَيْهِ
 جَبْرِئِيلُ أَنَّ لَعْمَانِ شَيْئٌ فَعَلَّاهُ إِلَى الْجَبَّارِ فَقَالَ وَهُوَ كَمَا نَهَى بَارِبٌ خَفِيفٌ عَنَّا فَإِنَّ
 أُمَّتِي لَا تَسْتَطِيعُ هَذَا فَوَضَعَ عَنْهُ عَشْرَ صَلَوَاتٍ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مُوَيْبَى فَاجْتَبَسَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُرِيدُهُ
 مُوَيْبَى إِلَى رَبِّهِ حَتَّى صَارَتْ إِلَى الْخَمْسِ صَلَوَاتٍ ثُمَّ اجْتَبَسَهُ مُوَيْبَى عِنْدَ الْخَمْسِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ
 وَاللَّهِ لَقَدْ رَأَوْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ قَوْفِي عَلَى آدْنَى مِنْ هَذَا اقْضَعُوا وَتَرْكُوا قَوْفِي فَأَمَّتَكَ أَسْعَفُ
 الْجَسَادِ وَقُلُوبًا وَابِدًا أَنَا وَأَبْصَارًا وَأَسْمَاعًا فَأَرْجِعْ فَلْيَخَفِ عَنْكَ رَبُّكَ كُلِّ لَيْلَةٍ يَلْتَفِتُ
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَبْرِئِيلَ لِيُشِيرَ عَلَيْهِ وَلَا يَكْبُرُ ذَلِكَ جَبْرِئِيلُ فَرَفَعَهُ عِنْدَ
 الْخَامِسَةِ فَقَالَ يَا رَبِّ إِنَّ أُمَّتِي ضَعُفَاءُ الْجَسَادِ وَقُلُوبُهُمْ وَأَسْمَاعُهُمْ وَأَبْدَانُهُمْ فَخَفِيفٌ
 عَنَّا فَقَالَ الْجَبَّارُ يَا مُحَمَّدُ قَالَ لَيْتَكَ وَسَعْدِيكَ قَالَ إِنَّهُ لَا يَبْدُلُ الْقَوْلُ لَدُنِّي كَمَا فَضَحْتَ
 عَلَيْكَ فِي أَمْرِ الْكِتَابِ فَكُلُّ حَسَنَةٍ بَعَثْتُهَا فِي خَمْسُونَ فِي أَمْرِ الْكِتَابِ وَهِيَ خَمْسٌ
 عَلَيْكَ فَرَجَعَ إِلَى مُوَيْبَى فَقَالَ كَيْفَ فَعَلْتَ فَقَالَ خَفَفَ عَنَّا أَنْ بَطَلَتْ كُلُّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا
 قَالَ مُوَيْبَى قَدْ وَاللَّهِ رَأَوْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى آدْنَى مِنْ ذَلِكَ فَتَرْكُوا أَرْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَلْيَخَفِ
 عَنْكَ أَيْضًا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُوَيْبَى قَدْ وَاللَّهِ اسْتَحْيَيْتَ مِنْ رَبِّي
 مِمَّا اخْتَلَفَ إِلَيْهِ قَالَ فَاهْبِطْ لِيْنَمُ اللَّهُ فَاسْتَيْقِظْ وَهُوَ فِي الْمَجِيدِ الْحَرَامِ تَرْجُمُهُ النَّاسُ ضَرْبًا
 عَنْهُ سَ رَوَايَتِي بِمَا كُنْتُ رَأَيْتُ حَضْرَتَ صَلَوةٍ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَوَسْرَاجٍ هَوِيَّ كَيْسَ كِي سَجْدَ حَضْرَتِ صَلَوةٍ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَاللَّهِ سَلَّمَ بِاسْمِ تَيْنِ تَخْضَعُ لِيْ سَ سَ سَ كَ أَكُودُ حَمِي هُوَ أَوْ حَضْرَتِ صَلَوةٍ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْسَ كِي سَجْدَ مِينِ لَمِيْوِ
 تَهْ تَوَانِ مِينِ سَ اَوَّلِ لَمِيْ كَمَا كَهْ وَهْ اَنِ مِينِ سَ كَوْنِ هَ سَوَكَمَا كَهْ وَهْ اَنِ كِي دَرْمِيَانِ هَ اَوْرُوْهْ اَنِ
 مِينِ بَهْرِ هَ تَوِ پَچِلِيْ نِيْ كَمَا كَهْ اَنِ مِينِ سَ سَجَرِ كَوِ سَوْتَا قَضِيْ جَوْدِ نَعِ هُوَ اَسْرَ اَتِ مِينِ وَهْ حِيْرُ جَوْدِ كِي
 كَمِيْ اَسْنِ جَكِهْ سَوْنِدِيْ كَمَا اَنِ كَوِ حَضْرَتِ صَلَوةٍ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِيْ عِدَا سَكِيْ عِيْنِيْ اَكِيْ رَا تِ يَارِ زِيَادِيْ كَمِيْ سَا
 بِيَا تَمَكِ كَهْ وَهْ اَوْرَا تِ كَوِ حَضْرَتِ صَلَوةٍ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاسْمِ آسَ خَوَابِ مِينِ آبِ كِي اَكْمِيْنِ سَوْنِيْ تَمِيْنِ
 اَوْرِ دِلِ جَاگِنَا تَا اَوْرِ سَیْطَرِجِ هَ حَالِ سَبِ پَچِيْرِيْنِ كَمَا كَهْ اَنِ كِي اَكْمِيْنِ سَوْنِيْ هِيْنِ اَوْرَا نَكَاوَلِ عَاگِنَا

سوانہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام نہ کیا یہاں تک کہ آپ کو اٹھایا سوانہوں نے آپ کو زفرم کے کوئین پاس کہا سوان میں جبریل آپ کا ستولی ہوا سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیٹ چیر ناف کے نیچے سے سر سینے تک پہنچا تا کہ آپ کے سینے اور پیٹ کو خالی کیا پھر اس کو زفرم کے پانی سے اپنے ہاتھ کے ساتھ دھو یا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ کو پاک صاف کیا پھر ایک سونے کا طشت لایا گیا جس میں سونے کا ایک لکڑی تھا ایمان اور حکمت سے بہرا ہوا سو بہرا اس سے جبریل نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے کو اور آپ کے حلق و گون کو پھر اس کو سیاہ جبریل علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے آسمان کی طرف لے چڑھا سو آسمان کے ایک دروازے کو دستک دی تو آسمان والوں نے پکارا کہ کون ہے کہا کہ میں جبریل ہوں پھر انہوں نے کہا کہ تیرے ساتھ کون ہے کہا میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہا اور پیغمبر کے بھیجا گیا جبریل نے کہا ہاں تو انہوں نے کہا خوشا بحال اور خوب ہی آیا اور اہل میں آیا خوش وقت ہوئے تو ساتھ آپ کے آسمان والے نہیں جانتے آسمان والے حیران رہ گئے کہ خدا زمین میں یہاں تک کہ ان کو معلوم کروا کہ یعنی جبریل یا کسی اور کے واسطے سے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے آسمان میں آدم کو پایا تو جبریل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ یہ حیران ہے سو اس کو سلام کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سلام کیا آدم علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب دیا اور کہا کہ میرا بیٹا خوب ہی آیا اور اہل میں آیا سو تو اچھا بیٹا ہے سونا گمان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان میں دو نہر جاری دیکھیں تو پوچھا کہ اے جبریل یہ دونوں کون نہر ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ نیل اور فرات ہے ان کی اصل یہ ہے کہ گدرا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان میں سونا گمان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور نہر دیکھی اس پر ایک محل تھا موتی اور زبرجد کا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مارا یعنی نہر میں سونا گمان دیکھا کہ اسکی مٹی مشک اذفر ہے سو پوچھا کہ کیا ہے یہ اے جبریل کہا کہ یہ حوض کوثر ہے جو خدا نے تیرے واسطے چھپا رکھا ہے پھر جبریل علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسرے آسمان کی طرف لے چڑھے تو اس سے فرشتوں نے کہا جیسا پہلے آسمان والوں نے کہا کہ یہ کون ہے کہا میں جبریل ہوں کہا اور تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا اور پیغمبر کیا گیا ہے جبریل نے کہا ہاں انہوں نے کہا خوب ہی آیا اور اہل میں آیا پھر حضرت جبریل علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تیسرے آسمان کی طرف لے چڑھے اور کہا انہوں نے اس سے جیسا پہلے اور دوسرے آسمان والوں نے کہا پھر وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چوتھے آسمان

کی طرف لے چڑھ سوانہیں ہی اس سے اسی طرح کہا ہر پہل حضرت کو بائچون آسمان کی طرف اڑ چکا اور وہی اس
 اسی طرح کہا ہر پہل حضرت کو چٹے آسمان کی طرف اہر آسمان میں پیچیر تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام
 لیا تو سینے باور کہا ان میں سے اور میں کو دوسرے آسمان میں اور اسون علیہ السلام کو چٹے میں اور اور کو بائچون
 میں مجھ کو اسکا نام یاد نہیں رہا اور اب یہ علیہ السلام کو چٹے میں اور موسیٰ علیہ السلام کو ساتویں میں سبب
 فضیلت کلام کرنے اللہ کے ان سے تو موسیٰ نے کہا کہ اے رب مجھ کو گمان نہ تھا کہ کوئی مجھ سے بلند تر ہوگا
 ہر پہل علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے اور بے چہر جو خدا کے سو کسی کو معلوم نہیں یہاں تک کہ
 سدرہ یعنی پرے سرے کی ہر کا درخت آیا اور قریب ہوا خدا رب الغرث اور لشک آیا سورہ بکبار فرق دو گنا
 کے برابر یا اس سے بھی نزدیک سو خدا تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم کیا اس چیز میں کہ اب کو جی
 ہوئی پچاس نمازون کا تیری امت پر ہر دن رات میں ہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اتنے یہاں تک کہ موسیٰ
 علیہ السلام پاس آئے تو موسیٰ نے آپ کو روکا سو کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے رب نے مجھ کو کیا حکم کیا
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرمایا کہ حکم کیا مجھ کو پچاس نمازون کا ہر دن رات میں کہا سو مسئلے کہ تیری
 امت سے یہ نہیں ہو سکے گا یعنی تیری امت سے ہر روز پچاس نمازین نہ ہو سکیں گے سو پٹ جا چاہیے کہ تیرا
 تہ سے ادا ان سے تخفیف کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر پہل کو دیکھا جیسے اس سے مشورہ بہتر
 ہے بچ اسکے نو حیریل نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مشورہ دیا کہ ہاں اگر تو چاہتا ہے تو حیریل علیہ السلام
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف لے چڑھو کہا اور وہ اسکا مکان ہے اے میرے رب ہم سے
 تخفیف کر کہ میری امت سے یہ نہیں ہو سکے گا تو خدا تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپسے دس
 وقت کی نماز امدادی ہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے علیہ السلام پاس پہر آئے تو موسیٰ نے آپ کو روکا
 سو ہمیشہ رہے موسیٰ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہر تے اپنے رب کی طرف یہاں تک کہ بائچون نمازین
 ہوئیں پہر روکا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو موسیٰ نے بائچون کے وقت سو کہا اے محمد البتہ سینے گفت
 شنید کی اپنی قوم نبی امراہیل سے اس سے کتر چیز پر سو عاجز ہوئے اور کو چہر دیا سو تیری امت
 ضعیف تر ہے جسم میں اور بدن میں اور دل میں اور آنکھوں میں اور کانوں میں یعنی نبی امراہیل
 سے سو پٹ جا سو چاہیے کہ تیرا رب تجھ سے تخفیف کرے ہر با حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حیریل کی طرف شکر و کھیم
 تھے تاکہ حضرت کو مشورہ دیوین اور نہ مکروہ جانتے تھے اسکو حیریل تو قبول علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ
 وسلم کو بائچون بار اٹھایا سو کہا اے میرے رب میری امت کے جسم اور بدن اور دل اور کان ضعیف ہیں سو
 ہم سے تخفیف کر تو خدا تعالیٰ نے فرمایا اے محمد کہا کہ حاضر ہوں تیری خدمت میں فرمایا کہ میری بات نہیں

ہوئے چڑھو انہوں نے ہی اس کے سبب کہ ہر پہل حضرت کو ساتویں آسمان کی طرف لے چڑھو انہوں نے ہی اس کے سبب کہ

بدلتی جیسے فرض کی جیسے تجربہ پر ام الکتاب میں سوہنری دس گئے ہے سو وہ پچاس ہیں ام الکتاب میں اور وہ
پانچ نمازین ہیں تجربہ پر سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف پہرے سو کہا کہ تو نے
کس طرح کیا حضرت نے فرمایا کہ خدا نے ہم پر آسانی کی ہر نیکی کے بدلے دس نیکیاں عطا کیں کہا سو سے
نے قسم ہے اللہ کی البتہ یقین کہا سنا نبی اسرائیل کو اس سے کمتر چیز پر سو انہوں نے اس کو چوڑ دیا پٹ جا
اپنے رب پاس سو چاہیے کہ تجربہ سے اور ہی تخفیف کرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے موسیٰ قسم ہے
اللہ کی میں اپنے رب سے شرمایا اس کی طرف پہر پہر جانے سے کہا جبریل علیہ السلام نے سو اتر سا تھا اللہ تعالیٰ
کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاگے اور حالانکہ کہیے کی مسجد میں تھے **ف** یہ جو کہا کہ تین شخص حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئے یعنی ایک جبریل تھے اور ایک میکائیل اور ایک اور فرشتہ تھا اور یہ جو کہا
کہ وحی ہونے سے پہلے تو انکار کیا ہے اس سے علمائے اور کہا کہ نماز معراج کی رات کو فرض ہوئی سو کس
طرح ہوگی وحی ہونے سے پہلے اور اس کا جواب آئندہ آویگا انشاء اللہ تعالیٰ اور جس وقت حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے پاس فرشتے آئے اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حمزہ اور جعفر کے ساتھ سوئے تھے
اور یہ جو کہا کہ کہا شک کہ اور رات کو آئے تو یہ محمول ہے اس پر کہ فرشتوں کا دوسری بار آنا تھا بعد وحی
آنے اور پیغمبر ہونے آپ کے اور اسی وقت واقع ہوئی اسرا اور معراج اور حب دو فون بار آئے
کے درمیان کئی سال کا فرق ہے تو ساتھ اسکے در ہوگا اشکال اور حاصل ہوگی تطبیق کہ معراج بیداری
میں تھی پیغمبر ہونے سے بعد اور یہ آسمان والوں نے کہا کہ کیا پیغمبر کر کے بھیجا گیا اور جبریل نے کہا ہاں
تو یہ قویٰ دلیل ہے کہ معراج پیغمبر ہونے سے بعد ہوئی اور یہ جو کہا کہ پہر جبریل مجھ کو آسمان پر لے چڑھا
سو اگر یہ معراج کئی بار ہوگا ہے تو اس میں کوئی اشکال نہیں اور اگر ایک ہی بار ہوگا ہے تو سیاق میں خد
ہے یعنی پہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو براق پر سوار کر کے بیت المقدس میں لے گیا پہر وہاں سے آسمان
پر اور یہی توجیہ ہے ہر بات کی جو اس کو آیت میں مخدوف ہے اور دوسری روایتوں میں مذکور ہے اور
یہ جو کہا کہ خدا کی کلام کرنے کی فضیلت کے سبب سے تو یہی ہے مراد ترجمہ سے اور مطابق واسطے قول
خدا کے کہ میں نے تجھ کو برگزیدہ کیا لوگوں پر اپنی رسالت اور کلام سے اور موسیٰ علیہ السلام نے خدا کے
اس قول سے سمجھا کہ اس سے کوئی بلند تر رتبہ نہ ہوگا۔ سو جب خدا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فضیلت دی
ساتھ عطا کرنے مقام محمود وغیرہ کے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رتبہ موسیٰ علیہ السلام کے بلند ہوا
کہا خطابی نے کہ اس حدیث میں جو شک آئے کی نسبت خدا کی طرف کی گئی ہے تو یہ مخالف ہے واسطے
عام سلف اور علماء اور اہل تفسیر کے جو ان سے مقدم ہیں اور جو ان سے شاخ اور اس میں میں قول

میں ایک یہ کہ مراد یہ ہے کہ جبریل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہوا اور تدلے کے معنی میں کہ پس قریب
 ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے اور بعضوں نے کہا کہ وہ مقدم ہو کر ہے یعنی ٹٹک آیا پس قریب
 ہوا اس واسطے کہ تدلی بہ سبب قریب ہونے کے ہے دوسرا قول یہ ہے کہ ٹٹک آیا آپ کے واسطے جبریل
 بعد بلند ہونے کے یہاں تک کہ اسکو اترتے دیکھا جیسا اسکو چڑھتے دیکھا اور یہ خدا کی نشانیوں سے
 ہے کہ خدا نے اس کو قدرت دی اسکی کہ ہوا میں ٹٹک پڑے بدون اعتماد کرنے کے کسی چیز پر اور بدون
 پکڑنے کسی چیز کے تیسرا قول یہ کہ قریب ہوا جبریل پس ٹٹک آئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم واسطے سجدہ
 کرنے اپنے رب کے بطور شکر کے اس چیز پر جو خدا نے آپ کو عطا کی اور یہ جو کہا کہ جبریل حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کو رب کی طرف لے چڑھا اور وہ مکان ہے اسکا تو مراد اس سے مکان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کا اپنے پہلے مقام میں جس میں اترنے سے پہلے کترے ہوئے تھے اور قرطبی نے ابن عباس سے
 روایت کی ہے کہ خدا تعالیٰ سجادہ قریب ہوا اور اسکے معنی میں کہ اسکا حکم اور امر قریب ہوا اور
 اصل تدلے کے معنی میں اترنا طرف کسی چیز کے تاکہ اس سے قریب ہو اور بعضوں نے کہا کہ مراد یہ ہے
 کہ اتر آیا رفوف واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر بیٹھو
 پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے قریب ہوئے اور پہلے گزر چکی ہے سورہ نجم کی تفسیر میں وہ چیز
 جو وارد ہوئی ہے اس میں کہ مراد ساتھ قول اسکے کے سراہا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 جبریل کو دیکھا کہ اسکے واسطے چہ سو پر نہیے اور وارد ہوتا ہے اس پر یہ قول خدا کا کاؤچی الی
 عبیدہ ماؤچی اور منقول ہے حسن بصری سے کہ ضمیر عبدہ میں جبریل کے واسطے ہے اور اسکی تقدیر یہ
 ہے کہ خدا نے جبریل کو حکم بھیجا اور فرما ہے کہ تقدیر یہ ہے کہ وحی کی جبریل نے اللہ کے بندے کی
 طرف کہ محمد ہے جو وحی کی یعنی حکم پہنچایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو حکم پہنچایا اور دور کیا ہو
 علمائے اس اشکال کو سو کہا عیاض نے شفا میں کہ نسبت قریب کی طرف اللہ کے یا اللہ سے نہیں
 مراد ہے اس سے قریب ہونا مکان کا اور نہ قریب ہونا زمانہ کا اور سو اسے اس کے کچھ نہیں کہ وہ نسبت
 حضرت کے ہے واسطے ظاہر کرنے بلندی رتبے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور نسبت خدا کی تائیسر
 ہے اپنے پیغمبر کے واسطے اور اکرام ہے اسکے واسطے اور یہی مراد ہے نزول اور قریب ہونے سے جو
 حدیثوں میں آیا ہے اور بعضوں نے کہا کہ دُجو مجاز ہے قرب معنوی سے واسطے ظاہر کرنے بلندی
 رتبے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک رب اپنے کے اور مراد تدلے سے طلب کرنا زیادہ قرب
 کا ہے اور قاب فوسین نسبت رب کے مراد ہے لطف محل اور واضح کرنے معرفت کے سے اور

بنسبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ کے سوال کا قبول کرنا ہے اور درجہ کا بلند کرنا اور یہ جو کہا کہ اگر تو چاہے تو یہ قوی کرتا ہے اس کو جو بیٹے ذکر کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھا کہ بچا پس نمازون کا حکم بطور وجہ کے نہ تھا اور یہ جو کہا کہ اس سے کتر چیز پر تو ایک روایت میں آیا ہے کہ بنی اسرائیل پر دو نمازین فرض ہوئی تھیں تو انہوں نے انکو قائم نہ کیا اور یہ جو کہا کہ جسم میں تو جسم عام تر ہے بدن سے اس واسطے کہ بدن سوائے سر اور ہاتھ پاؤں کے ہے اور یہ جو اس روایت میں آیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہر جا بعد فرمانے خدا کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ میری بات نہیں بدلتی تو یہ لفظ ثابت نہیں واسطے مخالف ہونے اس کے اور روایتوں کو اور بنائیں جائز تھا واسطے سوئی کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم کریں ساتھ ہر جانے کے بعد اسکے کہ خدا نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ میری بات نہیں بدلتی اور تک کیا ہے اس قول سے جو نسخ کا منکر ہے اور جواباً اس کا یہ ہے کہ نسخ بیان کرنا انتہا حکم کا ہے سو نہیں لازم آتا ہے اس سے بدلتا قول کا اور یہ جو اس حدیث کے اخیر میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاگے اور حالانکہ کعبے کی مسجد میں تھے تو کہا قرطبی نے احتمال ہے کہ سو ہی ہوں حضرت بعد اسکے کہ آسمان سے اترے اس واسطے کہ معراج تمام بات نہیں ہوتی رہتی تھی بلکہ رات کے کچھ حصے میں ہوئی تھی ہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاگے اور حالانکہ مسجد حرام تھی اور حتمال ہے کہ سنیقہ ظ کے معنی یہ ہوں کہ ہوش میں آئے اس چیز سے کہ اس میں شبہ ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آسمانوں کے حالات اور فرشتوں کے مشاہدے سے محذور تھے اور اس میں مستغرق تھے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی بڑی نشانیاں دیکھیں سونہ ہرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بشریت کے حال کی طرف مگر اور حالانکہ کعبے کی مسجد میں تھے اور یہ جو حدیث کے اول میں ہے کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا تو مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اول فقے میں ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سونے کے طرہ و عین تھے سو فرشتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا سو اس نے آپ کو جگایا اور دوسری روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سونے اور جاگنے کے درمیان تھے کہ آپ کے پاس فرشتہ آیا تو یہ اشارہ ہر طرف اس کی کہ آپ کا سونا پکا نہیں تھا نیم خواب تھے اور یہ سب یہی ہے اس پر کہ یہ سب قصہ ایک ہے لیکن اگر تعدد درجہ کیا جاوے کہ معراج ایک بار خواب میں ہوئی اور ایک بار بیداری میں تو اس تاویل کی حاجت نہیں رہتی اور دفع ہوتا ہے سب اشکال اور بعضوں نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں غافل کیے گئے سو سے ساتھ اسکے سوائے اور پیغمبروں کے جن سے معراج میں ملاقات ہوئی تو یہ اس واسطے

ہے کہ اترنے کے وقت پہلے انہیں سے حضرت کی ملاقات ہوئی تھی اور یا اس واسطے کہ موسیٰ علیہ السلام کی امت زیادہ ہے اور امتوں سے اور یا اس واسطے کہ اس کی کتاب بڑی ہے سب کتابوں سے جو قرآن و پہلو اتریں شریع اور احکام میں اور یا اس واسطے کہ موسیٰ کی امت تکلیف دی گئی تھی نمازوں سے جو انہیں دشوار ہوئیں موسیٰ اسے ڈرے کہ محمد کی امت پر یہی دشوار نہ ہوں **باب** گلام الرب مع اهل الجنة كلام کرنا خدا تعالیٰ کا بہشتیوں سے یعنی بعد داخل ہونے ان کے کہ بہشت میں حلال کیا جیسی کہ یمن قال حد ثنا ابن وهب قال حدثني مالك عن زيد بن اسلم عن عطاء بن يسار عن ابي سعيد الخدري قال قال النبي صلى الله عليه وسلم ان الله يقول لاهل الجنة يا اهل الجنة فيقولون لبيك ربنا وسعديك ولحيا في بك بك فيقول هل رضىتم فيقولون وما لنا لا نرضى يا رب وقد اعطينا ما لم نعط احدا من خلقك فيقول انا اعطيتكم افضل من ذلك فيقولون يا رب واني شئ افضل من ذلك فيقول اهل الجنة عليكم بعدا ابدا ثم حمده ابو سعيد خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ خدا فرماوے گا کہ بہشتیوں کے لئے بہشتیہ تووے کہیں گے اسے رب ہم حاضر ہیں خدمت میں اور سب بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے ہر خدا فرماوے گا کیا تم راضی ہوئے تووے کہیں گے کہ ہم کیوں نہ راضی ہوں اسے رب اور تو نے ہم کو اتنا کچھ دیا ہے کہ کسی کو نہیں دیا ہر خدا تعالیٰ شانہ فرماوے گا کہ بھلا ہم تمکو اس سے بھی کوئی خیر عمدہ دیوین تووے کہیں گے کہ رب بہشت سے زیادہ کون خیر عمدہ ہے ہر اللہ تعالیٰ فرماوے گا اب سینے اتاری تم پر رضامندی اپنی سو اس کے بعد اب میں کہیں تم پر غصہ نہ کروں **گاف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خدا کی رضامندی بہشت کی سب نعمتوں سے عمدہ ہے جو بہشت کے بعد ملے گی اور ظاہر اس حدیث کا یہ ہے کہ رضامندی خدا کی افضل ہے اس کی ملاقات سے اور جواب یہ ہے کہ مراد حاصل ہونا سب اقسام... رضامندی کا اور خدا کی ملاقات ہی خجلا اسکے ہے سو نہیں ہے کوئی اشکال اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی حمزہ نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جابر سے نسبت کرنا جگہ کا اسکے رہنے والے کی طرف اگرچہ دراصل وہ جگہ اسکی نہ ہو اس واسطے کہ بہشت خدا کی ملک ہے اور اسکو بہشتیوں کی طرف منسوب کیا اپنے قول سے یا اهل الجنة اور حکمت یہ ذکر کرنے وہم رضا کو بعد قرار پانے کے یہ ہے کہ اگر خبر دیا ساتھ اسکے پہلے ہستقرار سے تو یہ عالم یقین کے باب سے ہونا سو خیر دی ہو بہت قرار کے تاکہ مومنین یقین کے باب سے اور اسی کی طرف اشارہ ہے خدا کر اس قول میں فلا تعلمه نفس ما اخفى لهم من نعمة اعطين اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ انہیں

اور خدا کی ملاقات کا حکم

لائق ہے کہ خطاب کیا جاوے کوئی سا نہ کسی چیز کے یہاں تک کہ ہونزدیک اس کے جو استدلال کرے ساتھ
اسکے اوپر اسکے اگرچہ بعضے پر ہو اور اسی طرح لائق ہے واسطے مرد کے یہ کہ نہ لے امرون سے مگر جس قدر
اٹھائے اور اس میں ادب ہو سوال میں واسطے قول ہشتیوں کے کہ بہشت سے کون چیز عمدہ ہے اس
واسطے کہ انکو معلوم نہ تھا کہ کوئی چیز افضل ہے اس چیز سے جس میں دے ہیں سوا انہوں نے استفہام
کیا اس چیز سے کہ انکو معلوم نہ تھی اور اس حدیث میں ہے کہ سب خیر اور فضل ۱۰۰۰ اور رشک سے
اسکے کچھ نہیں کہ خدا کی رضا مندی میں ہے اور جو چیز کہ اسکے سوا ہے اگرچہ اسکی قسمین مختلف ہیں
سو وہ اسکے اثر سے ہے اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ بہشتی اپنے حال کے ساتھ رضی ہوگا اگرچہ ان کے
درجے مختلف ہوں گے اس واسطے کہ سب ہشتیوں نے ایک لفظ سے جواب دیا اور وہ قول ان کا
ہے کہ تو نے ہمکو وہ چیز دی کہ کسی کو نہیں دی (فتح) **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَيَّانٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُكَيْهٌ**
قَالَ حَدَّثَنَا هِلَالٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَّارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ الشَّيْخَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ
يَوْمًا يُحَدِّثُ وَعِنْدَهُ بِحُلٍّ مِمَّنْ أَهْلُ الْبَادِيَةِ أَنَّ رَجُلًا مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ فِي
الزَّرْعِ فَقَالَ لَهُ أَوَلَسْتَ فِيمَا شِئْتَ قَالَ بَلَىٰ وَلَكِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَزْدَعَ فَأَسْرَعَ وَبَدَرَ فَنَبَذَ
الطَّرْفَ نَبَاتُهُ وَاسْتَوَادَّهُ وَاسْتَحْصَادَهُ وَتَكْرِيرُهُ أَمْثَالِ الْجِبَالِ فَيَقُولُ اللَّهُ ذُوْنَكَ يَا ابْنَ
آدَمَ فَإِنَّهُ لَا يُشْبِعُكَ شَيْءٌ فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا تَجْعَلْ هَذَا إِلَّا قُرْشِيًّا أَوْ انْصَارِيًّا فَإِنَّهُ
اَصْحَابُ زَرْعٍ فَأَمَّا نَحْنُ فَلَسْنَا يَا صَحَابَةَ نَعْرِضُ فَضِيحَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّجَمٌ
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک دن حدیث بیان کرتے تھے اور آپ
کے پاس ایک گنوار مرد تھا کہ ایک ہشتی مرد نے اپنے رب کو کہیتی کرنے کی اجازت مانگی سو خدا نے فرمایا
کہ کیا تجھ کو حاصل نہیں جو شیراجی چاہتا ہے اُس نے کہا کہ کیوں نہیں سب کچھ موجود ہے لیکن مجھ کو کہیتی
کرنا بہت بہانا ہے پھر اس نے جلدی کی اور بیج بویا سوا اسکے لگنے اور روز بکرنے اور کٹنے اور بھاڑوان
کے برابر ڈبیر لگ جانے نے پلکارنے سے ہی شتابی کی یعنی ہونزدیک ہی پہنچ کر تھے کہ یہ سب کام ہو گئے پھر خدا
فرماوے گا اس کو اے آدم کے بیٹے تیرے پیٹ کو کوئی چیز نہ بہرے گی تو اس گنوار نے کہا یا حضرت نہ پاونیگر
آپ اسکو مگر قرشی یعنی یہ مرد تو قرشی ہو گا یا انصاری اس واسطے کہ وہی ہیں کہیتی واسے اور ہم کو کہیتی کرنے
واسے نہیں تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے **فَا** اور یہ جو کہا کہ اے آدمی تیری پیٹ کو کوئی چیز نہ بہ
سکے گی تو اس پر اشکال وارد ہوتا ہے ساتھ خدا کے قول **لَا تَجْعَلْ هَذَا إِلَّا قُرْشِيًّا** ولا تعری اور جواب یہ ہے
کہ پیٹ بہرنے کی نفی نہیں واجب کرتی ہو کہہ کو اس واسطے کہ ان کے درمیان ایک واسطہ ہو اور وہ کفایت

ہے اور بشتیوں کا کھانا چین اور طلب لذت کے لئے ہے نہ ہو کہ سے اور اختلاف ہے اس میں کہ بہشت میں
 بیٹ بہرے کا یا نہیں اور ٹیکات یہ ہے کہ اس میں بیٹ نہیں بہرے کا اس واسطے کہ اگر اس میں بیٹ
 بہرے تو ہمیشہ لذت دار چیزوں کا کھانا منع ہو اور اسکے بعد کوئی چیز نہ کھا سکیں (فتح) **باب**
 ذِکْرُ اللّٰهِ بِأَلْفِ مَرَّةٍ وَذِکْرُ الْعِبَادِ بِاللُّغَةِ وَالنَّصْرُ وَاللِّسَانُ وَالْبَلَاغُ لِقَوْلِهِ تَعَالَى اذْکُرُوْنِ
 اذْکُرُوْکُمْ ذِکْرُکُمْ اَللّٰہُ کَا سَا تہ امر کے اور ذکر کرنا بندوں کا ساتھ دعا کے اور تضرع کے اور رسالت اور
 بلاغ کے واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے یاد کرو مجھ کو میں یاد کروں گا **مکروف** کہا بخاری نے بیچ کتاب خلق
 افعال العباد کے کہ بیان کیا ساتھ اس آیت کے کہ ذکر کرنا بندہ کو اللہ کو اور ہے اور ذکر کرنا اللہ کا بندے کو
 اور ہے اس واسطے کہ بندہ کا ذکر دعا کرنا اور گڑگڑانا اور تعریف کرنا ہے اور اللہ کا ذکر قبول کرنا ہے بندہ کی
 دعا کو بہر ذکر کی یہ حدیث کہ جس کو مشغول کر رکھا میرے ذکر نے میرے سوال سے تو میں دوں گا اس کو فضل اس
 چیز سے کہ سوال کرنے والوں کو دوں گا کہا ابن لوطا نے کہ معنی باب ذکر اللہ بالامر کے میں ذکر کرنا اللہ کا
 اپنے بندوں کو ساتھ اس طرح کے کہ حکم کیا ان کو اپنی طاعت کا اور ذکر کرنا بندوں کا اپنے رب کو یہ ہے
 کہ اس سے دعا کریں اور اس کے طرف گڑگڑاویں اور اسکے پیغام کو خلقت کی طرف پہنچا دیں کہا
 ابن عباس نے اس آیت کی تفسیر میں کہ جب بندہ اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور وہ اسکی فرمان برداری میں
 ہو تو خدا اسکو اپنی رحمت سے یاد کرتا ہے اور اگر خدا کو یاد کرے اور گناہ پر ہو تو خدا اس کو لعنت
 سے یاد کرتا ہے کہا اور معنی یہ ہیں کہ یاد کرو مجھ کو طاعت سے یاد کروں گا میں تمکو دے اور سعید
 ابن جبیر سے روایت ہے کہ یاد کرو مجھ کو ساتھ بندگی ہے یاد کروں گا میں تم کو ساتھ مغفرت کے یا معنی
 یہ ہیں کہ یاد کرو مجھ کو ساتھ توحید کے یاد کروں گا تم کو ساتھ ثواب کے یا مجھ سے دعا مانگو میں اسکو قبول کروں
 اور ایسے قول اسکا اور ذکر کرنا بندوں کا ساتھ دعا کے الیٰ تو یہ سب اضمح ہے پیغمبروں کے حق میں اور
 مشرک ہیں انکو دعا اور عاجزی کرنے میں باقی بندے اور فضل ذکر وہ ہے جو دل اور زبان دونوں سے
 ہو بہر وہ فضل ہے جو دل سے ہو بہر جو زبان سے ہو (فتح) **وَاتْلُ عَلَیْہُمْ نَبَا نُوْحٍ اِذْ قَالَ لِقَوْمِہٖ یَا قَوْمِ
 اِنْ کَانَ کِبَرٌ عَلَیْکُمْ مَّقَامِیْ وَتَذٰکِرِیْ بِاٰیَاتِ اللّٰهِ فَعَلٰی اللّٰہُ تَوَكَّلْتُ فَاجْمَعُوْا اَمْرَکُمْ وَشُرَکَآءَکُمْ
 ثُمَّ لَا یُکِنُّ اَمْرَکُمْ عَلَیْکُمْ مَخِیَّتًا اِلٰی قَوْلِہٖ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ عَمَّہُ وَضِیْقُ رَحْمَہٖ اَوْ رُہُہٗ اِنْ یَّرْحٰلُہُمْ
 کا حیاں نے اپنی قوم سے کہا اے قوم اگر باری ہو اسے تم پر میرا کڑا ہونا اور سبھانا اللہ کی باتوں سے
 تو میں نے اللہ پر بہرہ کیا سو تم ملکر مقرر کرو اپنا کام اور جمع کرو اپنے مشرک بہرہ رہے تمہارا کام تم پر پوشیدہ
 بہرہ کر چکو میری طرف اور مجھ کو فرصت نہ دو خدا کے قول مسلمان تک اور غم کے معنی ہیں غم اور تنگی و**

کہا ابن بطال نے کہ اشارہ کیا ہے بخاری نے طرف اسکی کہ اس نے ذکر کیا ہے نوح کو ساتھ اس چیز کے کہ ہو بخائی
اس نے اس کے امر سے اور ذکر کیا اپنے رب کی آیتوں کو اور سطح فرض کیا ہے ہر پیغمبر پر ہو بخانا اس کی
کتاب اور شریعت کا اور کہا کرمانی نے کہ جب نوح نے خدا کی آیتیں اپنی امت کو ہو بخائیں تو اس سے معلوم ہوا
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کی طرف ہو بخانے کا حکم ہے اور غمہ کے معنی ہیں جو چیز کہ ظاہر نہ ہو
یعنی ہر تم کو کچھ شبہ نہ رہے (فتح) قَالَ مُجَاهِدٌ أَقْضُوا إِلَيَّ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ يُقَالُ أَفْرَقَ فَأَقْضِيَ اور کہا
مجاہد نے اس آیت کی تفسیر میں لُحْمًا أَقْضُوا إِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُونِ یعنی ہر ہو بخاؤ مجھ کو جو تمہارے دل میں ہے
ف اور بعضوں نے کہا کہ اس کے معنی ہیں ہر کرو جو تمہارے واسطے ظاہر ہو اور بعضوں نے کہا
کہ کرو جو چاہو قتل وغیرہ سے اور کہا جاتا ہے کہ افرق کے معنی ہیں اقص یعنی ظاہر کر امر کو اور صبر کر امر کو
ساتھ اس طرح کے کہ اس میں کوئی شبہ باقی نہ رہے وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَإِنْ أَحَلَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتِجَارَكَ
إِنْسَانٌ بِآيَةٍ فَلْيَسْتَمِعْ مَا يَقُولُ وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ... فَهُوَ مِنْ حَقِّ يَأْتِيهِ فَيَسْمَعُ كَلَامَ اللَّهِ
وَحَقِّي بِكُمْ مَا مَنَّهُ حَيْثُ جَاءَ مَرْجُوهٌ اور کہا مجاہد نے اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر کوئی مشرک تجھ سے
پناہ مانگے تو اس کو پناہ دے کہ اگر کوئی آدمی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آوے ہر حضرت م کا کلام
سنے اور جواب پر آتا رہا تو وہ پناہ میں ہے جب تک کہ آتا رہے اور اللہ کا کلام سنتا رہے اور یہاں تک
کہ اپنے اسن کی جگہ میں ہو نیچے جس جگہ آیا ف کہا ابن بطال نے کہ ذکر کرنا اس آیت کا اس سبب
سے ہے کہ خدا نے حکم کیا اپنے پیغمبر کو ساتھ پناہ دینے اس شخص کے جو ذکر کو سننے جب تک کہ اس کو سنتا
رہے پھر اگر ایمان لاوے تو بعد موانعین تو اسکو اسکے اسن کی جگہ ہو بخا یا جاوے یہاں تک کہ خدا
اس کے حق میں حکم کرے جو چاہے (فتح) الْقُبَّةُ الْعَظِيمَةُ الْقُرْآنُ اور مراد بنا عظیم سے جو سورہ عم من
واقع ہوا ہے قرآن ہے یعنی جب پوچھیں تو ان کو قرآن ہو بخا دے صَوَابًا حَقًّا فِي الدُّنْيَا وَعَمَلًا
يَهْدِيهِ اور صواب کے معنی حق میں یعنی کما حق دنیا میں اور عمل کیا ساتھ اسکے ف کہا ابن بطال نے
کہ مراد یہ قول خدا کا ہر اکا مَنْ أَدْنَى لَهُ الرَّحْمَنُ وَقَالَ صَوَابًا یعنی دنیا میں حق کہا اور اسکے ساتھ عمل کیا
سو وہی ہے جسکو اجازت ہوگی کلام کرنے کی آگے خدا کے ساتھ شفاعت کے جس کے واسطے شفاعت کا
حکم ہوگا۔ اور وجہ مناسب اسکی یہ ہے کہ تفسیر کرنا صوابا کی ساتھ قول حق اور عمل کرنے کے ساتھ اسکے دنیا
میں مثال ہے اللہ کے ذکر کو زبان سے ہو یا دل سے یا دونوں لکھے پس مناسب ہوگا اسکے اس قول کو ذکر کرنا
بندوں کا ساتھ دعا اور تضرع کے اور اس باب میں کوئی حدیث مرفوعہ نہیں بیان کی اور شاید بخاری نے اس
جگہ بعض چوڑا ہوگانا سحر نے اسکو مٹا دیا اور لائق ساتھ اس باب کے حدیث قدسی ہو کہ جو نبی کو اپنے جی

میں یاد کرے میں اسکو اپنے جی میں یاد کرتا ہوں اور جو ذکر کرے مجھ کو جماعت میں آدمیوں سے ساتھ دعا اور عاجزی کے تو میں اسکو فرشتوں کے جماعت میں ذکر کرتا ہوں ساتھ رحمت اور مغفرت کے (فتح باب ۱۰)

قَوْلِ اللَّهِ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَندَادًا وَقُولِهِ وَتَجْعَلُونَ لَهُ أَندَادًا ذَلِكَ رِيبٌ الْعَالَمِينَ ترجمہ باب ۱۰

خدا کے اس قول کے بیان میں کہ نہ تمہارا اللہ کے واسطے کوئی شریک اور تمہارا تمہارے ہونے کا شریک یہ رب ہر سارے جہان کا ف کما ابن بطال نے کہ غرض بخاری کی کتابت کرنا اس بات کا ہے کہ سب افعال خدا کی طرف منسوب ہیں برابر ہے کہ مخلوق سے ہوں نیک ہوں یا بد پس سب افعال خدا کی پیدائش ہیں اور بندوں کا کسب اور نہیں منسوب کی جاتی ہے کوئی چیز خلق سے طرف غیر اللہ کی تاکہ ہو وہ شریک اور ثانی اور مساوی اسکے واسطے سب نسبت کرنے فعل کے طرف اسکی اور البتہ تنبیہ کی ہے خدا نے بندوں کو اس پر ساتھ آئینہ مذکورہ وغیرہ کے جو تشریح کرنے والی ہیں ساتھ نفی شریک کے اور معبودوں کے جو خدا کے سوا پکارے جاتے ہیں پس یہ آئینہ بغل گیر ہیں رو کو اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ بندہ اپنے کاموں کو اپنے ہاتھ کرتا ہے اور ان میں سے بعضی وہ آئینہ ہیں کہ ڈرایا ہے ساتھ اسکے ایمانداروں کو پاشا کی اور پانکے اور بعض وہ ہیں کہ جہڑ کا ساتھ اسکے کافروں کو اور حدیث باب کی ظاہر ہے سب اس کے اور کما کرمانی نے کہ ترجمہ مشعر ہے ساتھ اسکے کہ مقصود ثابت کرنا نفی شریک کا ہے اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے لیکن نہیں ہے مقصود اس جگہ یہ بلکہ مراد بیان ہونا افعال بندوں کا ہے ساتھ پیدا کرنے اللہ کے یعنی بندوں کے افعال کا خالق اور پیدا کر کے والا خدا ہے اس واسطے کہ اگر بندے اپنے افعال کے آپ خالق ... اور پیدا کر کے والے ہوتے تو پیدا کرنے میں خدا کے شریک ہوتے اسی واسطے عطف کیا مذکور کو اور پرا اسکے اور بغل گیر ہے یہ رو کو جہیہ پر اس واسطے کہ وہ کہتے ہیں کہ بندہ کو بالکل کچھ قدرت نہیں اور معتزلہ پر کہ وہ کہتے ہیں کہ بندے کے کاموں میں خدا کی قدرت کو کچھ دخل نہیں اور مذہب حق یہ ہے کہ نہ جہیہ نہ قدرت ہے بلکہ امر بین ہیں ہے اور اگر کما جاوے کہ نہیں خالی ہے یہ کہ فعل بندے کی قدرت سے ہے یا نہیں پس واسطے کہ نہیں ہے واسطہ درمیان نفی اور اثبات کے بنا بر شق اول کے ثابت ہوگا قدر جسکو معتزلہ قائل ہیں والا ثابت ہوگا جہیہ اور وہ قول جہیہ کا ہے تو جواب یہ ہے کہ کما جاوے کہ بلکہ بندہ کے واسطے قدرت ہے کہ فرق کیا جاتا ہے ساتھ اسکے درمیان اترنے والے مناری سے اور گرنے والے کے اس سے لیکن اسکی قدرت کے واسطے تاثیر نہیں ہے بلکہ اسکا یہ فعل خدا کی قدرت سے واقع ہونے والا ہے سو تاثیر قدرت اسکی کی پیچ اسکے بعد قدرت بندے کے ہے اور پرا اسکے اور اسکا نام رکھا گیا ہے سب اور بندہ کی قدرت کی حامل تعریف یہ ہے کہ وہ ایک صفت ہے کہ مرتب ہوتا ہے اس پر فعل اور ترک عادت

میں اور واقع ہوتی ہے موافق ارادہ کے اور البتہ طول کیا ہے بخاری نے یہ کتاب خلق افعال العباد کے اس مسئلے کی تقریر میں اور مدولی ہے اس نے ساتھ آیتوں اور حدیثوں اور آثار کے جو دارم میں سلف سے پہچان کے اور غرض اسکی اس جگہ روکنا ہے اس شخص پر جو فرق کرتا ہے درمیان تلاوت اور تملو کے اسی و اس شخص اس کے بعد وہ باب لایا ہے جو اس کے ساتھ متعلق ہے مثل اس باب کی لا تحرک بلسانک اور باب وَاَسْرُؤْا قَوْلَکُمْ اَوْ اَجْعَلُوْا بَیْنَ اَیْمَانِکُمْ اَوْ اس کے اور یہ مسئلہ مشہور ہے ساتھ مسئلے لفظ کے اور سخت انکار کیا ہے امام احمد اور ان کے تابعین نے اس پر جو کہتا ہے لفظی بالقرآن مخلوق یعنی بولنا میرا ساتھ قرآن کے مخلوق ہو اور کہا بیعتی نے کہ مذہب سلف اور خلف کا اہل حدیث اور اہل سنت سے یہ ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور وہ صفت ہے اس کی ذات کی صفات سے اور یہ تلاوت سواس میں ان کے دو قول ہیں بعضوں نے فرق کیا ہے درمیان تلاوت اور تملو کے اور بعضوں نے پسند کیا ہے اس کو کہ اس میں کلام اور بحث نہ کی جاوے اور اصل بخاری کا مطلب ہے کہ رد کرے اس پر جو قائل ہے ساتھ اس کے کہ بندوں کے اصوات یعنی بندوں کی آواز مخلوق نہیں سو ثابت کیا ہے آیتوں اور حدیثوں سے کہ بندوں کو افعال مخلوق ہیں اور حاصل ہے کہ اہل کلام کے اس میں پانچ قول ہیں اول معترضون کا قول ہے کہ وہ مخلوق ہے دوسرا کلابیہ کا قول ہے کہ وہ قدیم ہے قائم ہے ساتھ ذات رب کے نہیں ہے حروف اور نہ اصوات اور موجود لوگوں کے درمیان جو ہے وہ اسکی مراد ہے نہ عین اسکا تفسیر قول سالیہ کا ہے کہ وہ حروف اور اصوات ہیں قدیم الذات ہیں اور وہ عین ہے ان حروف کا جو مکتوب ہیں اور آوازوں کا جو مسموع ہیں چوتھا قول کہ اسے کا ہے کہ وہ محدث ہے نہ مخلوق پانچواں قول یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے غیر مخلوق اور خدا ازل سے کلام کرنے والا واجب چاہے نص کی ہے اس پر امام احمد نے اور ان کے اصحاب دو فرقے ہیں بعضوں نے کہا کہ وہ لازم ہے اسکی ذات کو اور حروف اور اصوات آپس میں قریب ہیں نہ آگے پیچھے اور سناتا ہے کلام اپنا جس کو چاہتا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ کلام کرنے والا ہے جو چاہے جب چاہے اور اس نے سوئے کو پکارا جب کہ اس سے کلام کیا اور اس سے پہلے اسکو نہیں پکارا تھا اور جس پر قول اشعریہ کا قرار پایا ہے یہ ہے کہ قرآن کلام اللہ کا ہے غیر مخلوق لکھا ہے کاغذوں میں محفوظ ہے سینوں میں پڑھا گیا ہے ساتھ زبانوں کے اور یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ قرآن کو دشمن کی زمین کی طرف نہ لے جاؤ کہ مبادا اسکو دشمن پاجاوے تو مراد اس سے وہ قرآن ہے جو کاغذوں میں ہے نہ جو سینوں میں ہے اور اجماع ہے سلف کا کہ جو چیز کہ دو طلبہ دون کے درمیان ہے وہ قرآن ہے اور بعضوں نے کہا کہ قرآن پوجا جاتا

اور مراد اس کے مفروض ہوتا ہے اور وہ اس کی قدیمی صفت ہی اور کہی بولا جاتا ہے اور مراد اس سے قرارت ہوتی ہے اور وہ الفاظ میں جو دلالت کرنے والے ہیں اور پر اس کے اور اسی سبب سے واقع ہوا ہے اختلاف اور ایہ یہ قول انکا کہ خدا پاک ہے حروف اور اصوات سے تو مراد انکی کلام نفسی ہے جو قائم ہے ساتھ ذات مقدسہ کے سو وہ اس کی قدیمی صفتوں سے ہے اور چونکہ اس سلم میں بہت اختلاف اور سخت التباس ہے اسلئے منع کیا ہے سلف نے اس میں بحث کرنے سے اور کفایت کی انہوں نے ساتھ اس اعتقاد کے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں یعنی آدمی کو جاہل ہے کہ صرف اتنا اعتقاد رکھے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں اور اس نے زیادہ نہ بولے اور یہ سالم تر ہے سب اقوال سے واللہ المستعان (فتح) وَقَوْلِهِمُ الْاِنْسَانُ لَا يَذْكُرُ مَعَهُ اِلَّا هَآءِ الْاٰخِرَ يَعْنِيْ اَوْ خُذَانِيْ فَرَمَايَا اور جو نہیں پکارتے ساتھ اللہ کے اور معبود کوف اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ وارد کرنے اس کے طرف اس چیز کی کہ واقع ہوئی ہے باب کی حدیث کے بعض طریقوں میں کما تقدم فی تفسیر سورة الفجر ان اس میں ہے بعد قول سکے کہ تو اپنے ہمسائے کی عورت سے زنا کرے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی تصدیق کے واسطے یہ آیت اتری کہ جو اللہ کے ساتھ اور معبود نہیں پکارتے اور شاید بخاری نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف تفسیر جعل کر جو پہلے دونوں آیتوں میں مذکور ہے اور یہ کہ مراد دعا ہے یا ساتھ معنی پکارتے کے یا ساتھ معنی عبادت کے یا ساتھ معنی اعتقاد کے (فتح) وَلَقَدْ اَوْحٰی اِلَیْكَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَیْنِ اَنْتُمْ كُنْتُمْ لَیْجِبَنَّ عَمَلُکَ وَلَکُمْ کُوْنٌ مِّنَ الْغَاوِیِّیْنَ بَلِ اللّٰهُ فَاَعْبُدْ وَکُنْ مِنَ الشَّاکِرِیْنَ اور اللہ حکم ہوا ہے تجھ کو اسے محمد اور تجھ سے اگلوں کو کہ اگر تو نے خدا کا شریک کیا تو تیرا عمل باطل ہو جاوے گا اور اللہ تو ہو گا ٹوٹا پانے والا تو سے بلکہ فقط اللہ ہی کو پوج اور ہو شکر گزار تو سے **ف** اور غرض اس سے نشہ وعید کی ہے اس شخص پر جو اللہ کا شریک کرے اور یہ کہ شرک سے سب بیغون ہیں ڈرایا گیا ہے اور یہ کہ آدمی کے واسطے عمل ہے جس پر اس کو ثواب ملتا ہے جب کہ شرک سے بچے اور باطل ہو جاتا ہے ثواب اسکا جب کہ شرک کرے (فتح) وَقَالَ عِمْلِیْقَةُ وَمَا یُؤْمِنُ اَشْکَ اَنْهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِکُوْنَ قَالَ یَسْتَلْهُمُ مِّنْ خَلْقِهِمْ وَمِنْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَيَقُولُوْنَ اِنَّآ اِنْمَا نَحْنُ وَهُمْ یَعْبُدُوْنَ عَجَبًا اور کما عکبر نے اس آیت کی تفسیر میں اور نہیں ایمان لانے اکثر ان میں ساتھ اللہ کے مگر اور حالانکہ وہ مشرک ہیں کہا عکبر نے کہ پوچھتا ہے ان سے کہ کس نے پیدا کیا ہے ان کو اور کس نے پیدا کیا ہے آسمان اور زمین کو تو کہتے ہیں کہ اللہ تمہارے نے پیدا کیا ہے سو یہ ہے ایمان انکا اور حالانکہ اس کے غیر کو پوچھتے ہیں وَمَا ذَکَرْنَا فِیْ خَلْقِ اَنْعَالِ الْعِبَادِ وَاِکْتِسَابِهِمْ اور جو ذکر کیا گیا ہے یہ پیدا کرنے افعال بندوں کے

ابصارکم ولاجلودکم ولکن ظنکم ان الله لا یعلم کثیرا فما تعملون باب ہے خدا کے اس قول کے بیان میں اور تم پر وہ نہ کرتے اس سے کہ گواہی دین تمہارے کان اور تمہاری انگلیں اور تمہارے چہرے لیکن تم نے گمان کیا کہ مقررہ نہیں جانتا بہت چیزیں جو تم کرتے ہو ف کما ابن بطال نے کہ غرض بخاری کی اس باب میں ثابت کرنا سمع کا ہے اللہ تعالیٰ کے واسطے اور میں کہتا ہوں کہ غرض اسکی اس باب میں ثابت کرنا اس چیز کا ہے جو اسکا مذہب ہے کہ اللہ کلام کرتا ہے جب چاہتا ہے اور یہ حدیث مثال ہے امار نے آیت کے کی بعد آیت کے بسبب اس چیز کے کہ واقع ہوتی ہے زمین میں اور جس کا یہ مذہب ہے کہ کلام صفت ہے قائم ہے ساتھ ذات اسکی کے تو اس نے یہ جواب دیا ہے کہ امارنا بحسب افعات کے لوح محفوظ سے ہے یا دنیا کے آسمان سے جیسا کہ وارد ہوا ہے ابن عباس کی حدیث میں کہ اتراسب قرآن ایک بار پہلے آسمان کی طرف سور کما گیا بیت العزت میں پھر امارا گیا طرف زمین کی متفرق طور پر ٹکڑے ٹکڑے کر کے (فتح) حَلَّ ثَنَا الْحَمِيدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا جَدُّنَا عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ اجْتَمَعَ عِنْدَ الْبَيْتِ ثَقَفِيَّانِ وَقُرَشِيٌّ أَوْ قُرَشِيَّانِ وَثَقَفِيٌّ كَثِيرٌ شَحْمٌ بَطُونُهُمْ قَلِيلٌ فَقِيلَ فِيهِمْ قُلُوبُهُمْ فَقَالَ أَحَدُهُمْ أَتَرَوْنَ أَنَّ اللَّهَ لَيَسْمَعُ مَا نَقُولُ وَقَالَ الْآخَرُ لَيَسْمَعُ إِنْ جَهَنَّا وَلَا لَيَسْمَعُ إِنْ أَخْفَيْنَا وَقَالَ الْآخَرُ إِنْ كَانَ لَيَسْمَعُ إِذَا جَهَنَّا فَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ إِذَا أَخْفَيْنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَرْوْنَ أَنْ لَيَسْمَعَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا ابْصَارُكُمْ إِلَّا بِرَحْمَةِ عَبْدِ اللَّهِ سَے روایت ہے کہ جمع ہوئے پاس کعبے کے دو مرد ثقفی اور ایک مرد قریشی یا دو قریشی اور ایک ثقفی بہت موٹے پیٹ والے کم سمجھ تو ان میں سے ایک نے کہا کہ ہبلاتم جانتے ہو کہ اللہ سنتا ہے جو ہم کہتے ہیں اور دوسرے نے کہا کہ سنتا ہے اگر ہم پکار کے بات کریں اور نہیں سنتا اگر ہم چپکے بات کریں اور تیسرے نے کہا کہ اگر ہماری پکار کے بات کرنے کے وقت سنتا ہے تو سہا بے چکر بات کہنے کے وقت ہی سنتا ہے تو خدا نے یہ آیت اتاری اور تم پر وہ نہیں کرتے تھے اس سے کہ گواہی دین تمہارے کان اور تمہاری انگلیں اور تمہارے چہرے آیت تک **بَابُ قَوْلِ اللَّهِ كَلَّا يَوْمَ يَكُونُ هَوًى فِي شَاكٍ** ہر دن خدا ایک حالت میں ہے یعنی ثواب دینے میں یا عذاب دینے میں یا جلائے میں یا مارنے میں **ف** اسکا بیان تفسیر میں گندرج کا ہے وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرِ مِّنْ رَبِّهِمْ فَهُمْ كَذِبٌ وَقَوْلِ اللَّهِ لَعَلَّ اللَّهَ يَجَدُّ بِكَ أَهْرَآءًا إِنَّ حَدَّثَهُ لَا يُشِيبُهُ حَدَّثَ الْخُلُوفَيْنِ لَهْوٌ لِّكَيْسٍ كَيْثِلُهُ شَيْءٌ وَهُوَ الشَّقِيْعُ الْبَصِيْرُ اور نہیں آتا ان پاس کوئی ذکر انکے رب کی طرف سے نیا اور خدا نے فرمایا کہ شاید خدا اسکے بعد کوئی نیا امر پیدا کرے اور یہ کہ پیدا کرنا اسکا مخلوق کے پیدا کرنے کے

مشابہت میں واسطے دلیل اس قول خدا کے نہیں مانند اسکے کوئی چیز اور وہ سنتا ہے ویکتاف کما ابن بطال
 نے کہ غرض بخاری کی یہ ہے کہ فرق ہے درمیان وصف کرنے کلام اللہ کے ساتھ اسکے کہ وہ مخلوق ہے اور
 درمیان وصف کرنے اسکے کے ساتھ اسکے کہ وہ محدث ہے اور یہ قول بعض معتزلہ اور اہل ظاہر کا ہے اور
 یہ خطا ہے اس واسطے کہ جو ذکر کہ صوف ہر ایت میں ساتھ احوال کے نہیں ہے وہ نفس کلام اس کا
 واسطے قائم ہونے و تثبیت کے اور پر اسکے کہ محدث اور منشا اور مخلوق اور مختصر سب الفاظ ہم معنی ہیں یعنی
 ان کے ایک معنی ہیں اور جب نہیں جائز ہے وصف کرنا کلام اسکے کا جو اسکی ذات کے ساتھ قائم ہے
 ساتھ اسکے کہ وہ مخلوق ہے تو اسی طرح نہیں جائز ہوگا وصف کرنا اسکا ساتھ اسکے کہ وہ محدث ہے اور
 جب اس طرح ہوا تو مراد ساتھ ذکر کے آیت میں وہ رسول ہے یعنی کوئی نیا رسول ان پاس نہیں آیا اور
 احتمال ہے کہ مراد ذکر سے اس جگہ رسول کا وعظ ہو جو کافرون کو کرتے تھے اور بعضوں نے کہا کہ مرجع احادیث
 کا آیت بن انیان کی طرف ہے یعنی آنے کی طرف نہ ذکر قدیم کی طرف اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم پر قرآن تھوڑا تھوڑا ہو کے اترتا تھا تو اسکا نزول وقت بوقت نیا ہوتا تھا جیسا کہ عالم جانتا ہے جو
 جابل نہیں جانتا ہر جب جابل اسکو جانتا ہے تو نیا پیدا ہوتا ہے نزدیک اسکے علم اور نہیں ہوتا ہے
 احداث اسکا وقت سیکھنے کے عین معلوم کا میں کہتا ہوں اور احتمال اخیر قریب تر ہے طرف مراد بخاری
 کی واسطے اس چیز کے کہ مینے پہلے بیان کی کہ بنا ان ترجموں کے نزدیک اس کے اور ثبات کرنے اس
 بات کے ہے کہ افعال بندوں کے مخلوق ہیں اور مراد اسکی اس جگہ حدیث بہ نسبت انار کے قرآن کے ہے
 اور ساتھ اسکے جزم کیا ہے ابن سیر و غیرہ نے اور کہا کرمانی نے کہ خدا کی صفات سلبیہ ہیں اور وجودیہ اور
 اصنافیہ پس سلبیہ متمیزات ہیں اور وجودیہ قدیمیہ ہیں اور اصنافیہ خلق اور رزق ہے اور وہ حادثہ ہیں اور
 نہیں لازم آتا ہے ان کے حدوث سے تغیر خدا کی ذات میں اور نہ اسکی صفات وجودیہ میں جیسا کہ تعلق
 علم اور قدرت کا ساتھ معلومات اور مقدرات کے حادث ہے اور اسی طرح تمام صفات فعلیہ اور حجب مقرر
 ہو چکا تو انارنا قرآن کا حادث ہے اور منزل یعنی قرآن قدیم ہے اور تعلق قدرت کا حادث ہے اور نفس
 قدرت کا قدیم ہے سو مذکور یعنی قرآن قدیم ہے اور ذکر حادث ہے اور جو ابن بطال نے کہا اس میں
 نظر ہے اس واسطے کہ بخاری کا یہ مقصود نہیں اور نہ وہ رخصی ہے اس کے جو اسکی طرف منسوب کیا گیا
 اس واسطے کہ مخلوق اور محدث کے درمیان کچھ فرق نہیں نہ عقل کے برو سے نہ نقل کے رو سے نہ عرف کو
 برو سے اور نقل کیا ہے ہر وی نے ابن راہویہ سے اس آیت کی تفسیر میں مَا یَاۤیُّہُمْ مِّنْ ذِکْرِ مِّنْ رَّعِیۡہُمْ
 مُحَدَّثٌ کہا کہ قدیم ہے رب العزت کی طرف سے نیا انار لیا ہے طرف زمین کی سو یہ ہے پیشوا بخاری کا بیجا

اسکے اور کما بخاری نے کہ حرکات ان کی اور اصوات انکی اور کسب انکا اور لکنا انکا مخلوق ہے اور ایسے قرآن جو
پڑھا گیا ہے بیان کیا گیا ہے ثابت کیا گیا ہے کاغذوں میں جو لکھا گیا ہے اور یاد رکھا گیا ہے دلوں میں
سو وہ اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں اور کما ابن راہویہ نے ایسے برتن یعنی سیاہی اور کاغذ اور مانند ان کی
سو وہ مخلوق ہیں اور تو لکھتا ہے اللہ کو اور اللہ ہی ہے فی ذاتہ پیدا کرنے والا اور تیرا لکھتا تیرا فعل ہے اور وہ
مخلوق ہے اس واسطے کہ ہر چیز اللہ کے سوائے اسکے پیدا کرنے سے ہے (فتح) وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ عَنْ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ أَلَّفَ اللَّهُ يَحْيَى مِنْ آفِرَةِ مَا يَكْفَى وَإِنْ قَامَ أَحَدٌ إِلَّا تَكَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ
اور کما ابن مسعود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ مقرر اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے اپنے امر سے جو چاہتا ہے اور
اس چیز سے کہ نئی پیدا کی یہ ہے کہ کلام کرو نماز میں **ف** عبد اللہ سے روایت ہے کہ ہم نماز میں سلام کیا
کرتے تھے اور اپنی حاجت کا حکم کرتے تھے سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور آپ نماز میں بتے
تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو سلام کا جواب نہ دیا ہر جب نماز
سے فارغ ہوئے تو یہ حدیث فرمائی (فتح) **حَلَّ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا كَثِيرٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ
قَالٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَيْفَ تَسْأَلُونَ أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ كُتُبِهِمْ وَعِنْدَكُمْ
كِتَابُ اللَّهِ أَقْرَبُ الْكِتَابِ عَهْدًا بِاللهِ تَقَرُّؤُهُ مَحْضًا لَمْ يُشَبَّ تَرْجَمَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ سَوِيًّا رَوَيْتُ عَنْ كَمَا
کہ تم کیوں پوچھتے ہو اہل کتاب کو ان کی کتاب سے اور ہمارے پاس خدا کی کتاب ہے یعنی قرآن کہ اسکے
نزول کا زمانہ قریب تر ہے سب کتابوں سے جو خدا کی طرف سے نازل ہوئیں تم اسکو پڑھتے ہو اس حال
میں کہ خالص ہے اس میں کوئی چیز مخلوط نہیں ہوئی **حَلَّ ثَنَا ابْنُ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ
الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ كَيْفَ
تَسْأَلُونَ أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ كُتُبِهِمْ كَيْتَابُكُمْ الَّذِي أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى نَبِيِّكُمْ أَجَدَتْ أَلَا خَبَارُ بِاللهِ
مَحْضًا لَمْ يُشَبَّ وَقَدْ حَلَّ لَكُمْ اللهُ أَنْ أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ بَدَلُوا مِنْ كُتُبِ اللهِ وَغَيْرُهَا فَكُتُبُوا بِأَيِّ
الْكِتَابِ قَالُوا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللهِ لَيْسَتْ زُجَابُهُ ثَمَنًا قَلِيلًا أَوْ كَابِهًا كَمْ مَلَجَدَكُمْ مِنَ الْعِلْمِ عَنِ الْمَسْأَلَةِ
وَلَا وَاللهِ مَا لَأَيُّهَا رَجُلًا مِنْهُمْ كَيْتَابُكُمْ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ تَرْجَمَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى
عنه سے روایت ہے کہ اسے گروہ مسلمانوں کے کیوں پوچھتے ہو تم اہل کتاب سے کچھ چیز اور حالانکہ تمہاری
کتاب جو خدا نے تمہاری پیغمبر پر اتاری اسکے نزول کا زمانہ قریب تر ہے سب کتابوں سے جو خدا کی طرف
سے آئیں اس حال میں کہ خالص ہے اس میں کوئی چیز نہیں ملی اور البتہ خدا نے تم سے بیان کیا
کہ اہل کتاب کے بدل ڈالا ہے خدا کی کتابوں کو اور متغیر کر دیا سوائے انہوں نے اپنے ہاتھ سے کتابیں لکھیں****

اور کہا کہ وہ خدا کے نزدیک سے ہیں تاکہ لیون اسکے بدلے مول تھوڑا کیا نہیں منع کرتا تم کو جو آیا تم کو علم سے ان کے سوا اور تم سے اللہ کی کہ ہم نے کوئی مرد ان میں سے نہیں دیکھا جو تم سے پوچھتا ہو اس چیز سے جو تم پر اتاری گئی یعنی قرآن سے **و** یعنی نہیں پوچھتے وہ تم سے کچھ چیز باوجودیکہ وہ جانتے ہیں تمہاری کتاب میں تحریف نہیں پھر تم ان سے کیوں پوچھتے ہو اور حالانکہ تم نے جان لیا کہ ان کی کتاب تحریف کی گئی ہے اور یہ جو کہا کہ انہوں نے خدا کی کتاب کو بدل ڈالا تو یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے **قَوْلُ الَّذِي** **بَكَّتُ بَوْتَ الْكِتَابِ** یا کلیل یحکم الایۃ اس آیت میں احدث الاخبار ہے اور یہی ہے موافق کے ترجمہ کے اور بخاری نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن کا ارتداد ان کی طرف سے حادث ہے اگرچہ باعتبار ذوات کے قدیم ہے **بَابُ قَوْلِ اللَّهِ لَا تُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَكَ خُذِ الْعِلْمَ** نے فرمایا کہ نہ بلا اپنی زبان کو ساتھ تکرار کرنے قرآن کے یعنی آخر آیت تک **وَفَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** **وَحَيْثُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ** اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا جب کہ آپ پر وحی اتاری گئی **و** بیان کیا ہے اسکو باب کی حدیث میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوئی ہے یہ سبب یاد کرنے قرآن کے ہر جب یہ آیت اتری تو بسنے لگے ہر جب فرشتہ چلا جاتا تو اسکو پڑھتے جیسے اسکو فرشتے سے سنتے یعنی اس میں سے کوئی چیز نہ ہوئے **قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ أَنَا مَعَ خَلْقِ مَا ذَكَرْتَنِي وَتَحَرَّكَتَنِي شَفَعًا** یعنی کما ابو ہریرہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ خدا نے فرمایا کہ میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جب تک کہ مجھ کو یاد کرتا ہے اور میرے ذکر سے اسکی دونوں بین مٹی رہیں۔ **و** کما ابن بطال نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ میں ساتھ اس کے ہوں ساتھ حفظ اور نگہبانی کے نہ یہ کہ اسکی ذوات بندے کی فات کے ساتھ ہے اور کما کرمانی نے کہ مراد معیت رحمت کی ہے اور یہ جو کہا **هُوَ مَعَكُمْ أَيَّمَا أَكْنَمٍ** تو مراد اس سے معیت علم کی ہے پس خاص تر ہے آیت کی معیت سورۃ فتح **حَلَّ مَنَا قُنْيَبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَوْسَى بْنِ أَبِي عَالِشَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ لَا تُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَكَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَالِجُ مَرَاتِ التَّنْزِيلِ شِدَّةً كَانَ يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَا أُحَرِّكُهُمَا لَكَ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَرِّكُهُمَا فَقَالَ سَعِيدٌ أَنَا أُحَرِّكُهُمَا كَمَا كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُحَرِّكُهُمَا فَقَالَ شَفَتَيْهِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ لَا تُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْبَلْ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ قَالَ جَمَعَهُ لَكَ فِي صَدْرِكَ ثُمَّ تَقَرَّأَهُ فَإِذَا قَرَأَهُ فَأَتْبَعُ قُرْآنَهُ قَالَ فَاسْتَمِعْ لَهُ وَأَنْصِتْ لِمَا يَنْصِتُ عَلَيْنَا أَنْ تَقْرَأَهُ قَالَ فَكَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَا جِبْرَائِيلُ اسْتَمَعَ فَإِذَا انْطَلَقَ جِبْرَائِيلُ**

قرآن کا الٹی صلی اللہ علیہ وسلم کما اقرآن ترجمہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں نہ ہلا اپنی زبان کو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے اتارنے سے تکلیف پاتے تھے نیز آپ کو سخت محنت کرنی پڑتی تھی اپنی دونوں ہلاتے تھے تو ابن عباس نے مجھ سے کہا یہ سعید کا قول ہے کہ میں اپنی دونوں ہلاتے تھے واسطے ہلاتا ہوں جیسا کہ حضرت م انکو ہلاتے تھے تو سعید نے کہا کہ میں ان کو ہلاتا ہوں جیسا کہ ابن عباس انکو ہلاتے تھے سو خدا تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ نہ ہلا اپنی زبان کو ساتھ مگر قرآن کے تاکہ تو اس کو جلدی یاد کر لیوے مقرر ہمارا ذمہ ہے جمع کرنا اسکا یعنی جمع کرنا اسکا تیرے سینے میں اور آسان کرنا پڑھنے اسکے کا یعنی پھر تو اسکو پڑھے پھر جب ہمارا فرشتہ اس کو پڑھنے لگے تو ساتھ رہ اس کو پڑھنے کے کہا ابن عباس نے کہ اسکو سن اور جب رہ پھر ہمارا ذمہ ہے پڑھنا تیرا اسکو پھر اسکے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب جبریل آپ پر قرآن لاتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چپکے سنا کرتے پھر جب جبریل چلے جاتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کو پڑھتے جیسا جبریل آپ کو پڑھاتے یعنی اس میں سے کچھ نہ بولتے وقت جب جبریل قرآن لاتے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھلاتے تو حضرت ہی ان کے ساتھ ساتھ پڑھتے جاتے تاکہ خوب یاد ہو جاوے اور بعد اسکے کوئی لفظ اس میں سے نہ ہوے تو جب تک پہلا لفظ پڑھتے رہتے اگلا لفظ سننے میں نہ آتا تو گہرائی سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر وقت پڑھنے کی حاجت نہیں صرف سننا چاہیے پھر دل میں یاد رکھو ماہر زبان سے پڑھو نا لوگوں باہر ہمارے ذمہ ہے اور یہ حدیث واضح تر دلیلوں سے اس پر کہ بولا جاتا ہے قرآن اور مراد اس سے قرأت ہوتی ہے اس واسطے کہ مراد قرآن سے دونوں آیت میں قرأت ہے یعنی پڑھنا نہ نفس قرآن کا اور کہا ابن بطال نے کہ غرض اسکی اس باب میں یہ ہے کہ زبان اور لبوں کا ہلانا ساتھ قرأت قرآن کے ایک عمل ہے اسکے واسطے جب اسکو احرار ہوتا ہے اور یہ جو کہا کہ جب ہم اسکو پڑھنے لگتے تو اس میں احتیاط فعل کی ہے طرف اللہ تعالیٰ کی اور اسکا فاعل وہ ہے جو حکم کرے اسکو اسکے فعل کا اس واسطے کہ خدا کی کلام کو حضرت م پڑھنے والا جبریل ہے تو اس میں بیان ہے ہر چیز کا کہ شکل ہو ہر فعل سے جو منسوب ہو طرف اللہ کی کہ لائق ہے ساتھ اسکے فعل اسکا آنے اور اترنے سے اور مانند اسکے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مراد بخاری کی ان دونوں حدیثوں سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ قرأت قاری کی قدیم ہے سو بیان کیا کہ حرکت کرنا قاری کی زبان کا ساتھ قرآن کے قاری کے فعل سے ہے برخلاف متفروکے کہ وہ کلام اللہ کا ہے قدیم جیسے کہ حرکت زبان اللہ کے ذکر کرنے والے کی عادت ہے اسکے فعل نے اور ذکر کیا گیا اور وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہے قدیم ہے اور طرف اسی کے اشارہ کیا

ہے ساتھ ان بابوں کے جو اسکے بعد آئے ہیں (فتح) **بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَاسْمُ مَا قَوْلُكُمْ أَوْ أَجْمَعًا**
 بِإِنَّهُ عَلَيْهِمُ بَيِّنَاتٍ الصُّدُورِ أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ باب ہے قول خدا کا اور اپنی
 بات کو چھپاؤ یا ظاہر کرو وہ جانتا ہے سینوں کے بید کیا نہیں جانتا جس نے پیدا کیا اور وہی ہے باریک
 بین خبردار اشارہ کیا ہے ساتھ اس آیت کے اس طرف کہ قول عام تر ہے اس سے کہ ہو ساتھ
 قرآن کے یا غیر اسکے کے ہوا اگر ہو ساتھ قرآن کے تو قرآن کلام اللہ کا ہے اور وہ اسکی ذات کی صفت
 ہے سو نہیں ہے وہ مخلوق واسطے قائم ہونے دلیل قاطع کے ساتھ اسکے اور اگر اسکے غیر کے ساتھ ہو تو وہ
 مخلوق ہے ساتھ دلیل قول خدا کے **أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ** بعد قول کے کہ **إِنَّهُ عَلَيْهِمُ بَيِّنَاتٍ الصُّدُورِ**
 کہا ابن ابطال نے کہ مراد اسکی ساتھ اس بات کے ثابت کرنا علم کا ہے اللہ کے واسطے اور یہ اسکی صفت ذاتی ہے
 واسطے برابر ہونے اس کے علم کے ساتھ چھپی بات کے اور ظاہر کے اور کہا ابن نہیں نے کہ گمان کیا ہے شراح
 نے کہ مقصود بخاری کا ترجمہ سے ثابت کرنا علم کا ہے اور حالانکہ نہیں ہے بطرح کہ گمان کیا اس نے نہیں
 تو مقصود ٹکڑے ٹکڑے ہو جاوے گا جسے ترجمہ قائل ہے اس واسطے کہ نہیں ہے سنا سبب در بیان علم
 کے اور اس حدیث کے **مَنْ كَذَبَنِي بِالْقُرْآنِ فَلَيْسَ مِنِّي** اور سوائے اسکے کہ نہیں کہ مقصود بخاری
 کا اشارہ کرنا ہے طرف ایک نکتہ کی جو تہا سبب محنت اس کی کا ساتھ مسئلے لفظ کے سوا اشارہ کیا بخاری
 نے ساتھ ترجمہ کے اس طرف کہ تلاوت خلق کی صفت ہے ساتھ ظاہر اور پوشیدہ ہونے کے اور یہ
 مسئلہ ہے اسکو کہ ہو مخلوق اور البتہ کہا ہے بخاری نے یہی کہ کتاب خلق افعال العباد کے بعد اسکے
 کہ بیان کہیں چند حدیثیں جو اس پر دلالت کرتی ہیں سو بیان کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ خلقت
 کی آواز میں اور ان کی قراءت اور ان کا پڑھنا اور ان کی زبانیں جدی جدی ہیں بعضی احسن اور
 زینت دار اور شیریں تر اور بلند تر اور صاف تر اور خوش آواز اور اعلیٰ اور اخفض اور اغض اور
 اخشع اور اجہر اور اخفے اور اقصر اور آہٹیں بعضی سے (فتح) **يَخَافُونَ يُكْسِرُونَ** یعنی تھافون کے
 معنی میں آپس میں کان میں بات کرتے ہیں **حَلَّ شَا عَمْرُو بْنُ زَرَارَةَ عَنْ هُشَيْمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا**
أَبُو لَيْثٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَلَا تَجْهَرُوا بِصَلَاتِكُمْ وَلَا تَخَافُوا يَهَابُ قَالَ
تَزَلَّتْ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخْتَفٍ بِمَكَّةَ فَمَكَانٍ إِذَا صَلَّيْتَ بِأَخْيَاكَ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ
وَإِذَا سَمِعَ الْمُشْرِكُونَ سَبَّوْا الْقُرْآنَ وَأَمَّا أَنْزَلُوا مِنْ جَاهٍ بِهِ فَقَالَ اللَّهُ لِيُنَبِّئَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَعَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْهَرُوا بِصَلَاتِكُمْ أَيْ يَفْرَأُ بِكَ فِيهِمْ الْمُشْرِكُونَ فَلَسَبَّوْا الْقُرْآنَ وَلَا تَخَافُوا يَهَابُ عَنْ
أَخْيَاكَ فَلَا تَسْمِعُهُمْ وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نہایت ہوا اس

اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ اپنی نماز کو بیکار کے پڑھ اور نہ چپکے پڑھ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم نے چپے تھے سو جیسا پنے ساتھیوں کے ساتھ نماز پڑھتے تھے تو اپنی آواز کو قرآن کے ساتھ بلند کرتے تھے سو جب بشر کہیں سنتے تو قرآن کو بُرا کہتے اور اسکو جس نے اسکو انا را یعنی اللہ تعالیٰ کو اور جو اسکو لا یا سو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر سے فرمایا کہ نہ بیکار اپنی نماز کو یعنی قرأت کو سو مشرکین اسکو سنیں اور قرآن مجید کو برا کہیں اور نہ چپا اسکو اپنے اصحاب کے سوا نکو نہ سناوے اور ڈھونڈ لے اسلئے یہ میں راہ حاکم ثنا عبید بن شعیب قال حدثنا ابواسامہ عن هشام عن ابيہ عن عائشة قالت نزلت هذه الآية ولا تجهر بصلوٰتک ولا تخافت بها فی الدُّعاء ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہ آیت دعائیں پڑھتے اور نہ بیکار اپنی نماز کو اور نہ پوشیدہ کر ف ان دونوں کی شرح تفسیر میں گذر چکی ہے حاکم ثنا اسحاق قال اخبرنا ابو عاصم اخبرنا ابن جریج قال اخبرنا ابن شہاب عن ابيہ عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس منّا من لم يتغنّ بالقرآن وزاد غيره يجهج به ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم میں سے جو خوش آوازی سے قرآن کو نہ پڑھے اور زیادہ کیا ہے اس کے غیر نے کہ جو قرآن کو بیکار کے نہ پڑھے کتاب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجل اناہ الله القرآن فهو يقوم به اناہ اللیل والنهار ورجل یقول لو اوتیت مثل ما اوتی هذا فعلت کما یفعل فبین الله ان قیامہ بالکتاب هو فعلہ وقال ومن ایتہ خلق السموات الارض واختلاف السینتکم واکوانکم وقالوا فاعملوا الخیر لعلکم تفلحون باب قول حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم کا کہ ایک وہ مرد ہے جسکو خدا تعالیٰ نے قرآن دیا سو وہ سکورات اور دن کی ساعتوں میں پڑھا کرتا ہے اور ایک وہ مرد جو کہتا ہے کہ اگر مجھ کو یہی قرآن آتا جیسے اس کو آتا ہے تو میں ہی کیا کرتا جیسا یہ کرتا ہے سو بیان کیا کہ قیام اسکا ساتھ کتاب کے وہ فعل اسکا ہے اور خدا نے فرمایا اللہ اسکی نشانیوں سے پیدا کرنا آسمانوں اور زمین کا اور مختلف ہونا انکی زبانوں اور رنگوں کا اور فرمایا کہ کرو نیکی تاکہ تم خلاصی پاؤ ف ایہ پہلی آیت سومر اس کے مختلف ہونا زبانوں کا ہے اس واسطے کہ وہ شامل ہیں سب کلام پر پس داخل ہوگی اس میں قرأت اور ایہ دوسری آیت سو عموم فعل خیر کا قرآن کے پڑھنے کو اور ذکر اور دعا وغیرہ کو شامل ہے سو دلالت کی اس نے کہ قرأت فعل قاری کا ہے (فتح) حاکم ثنا قتیبة قال حدثنا جریر عن ابيہ عن ابن شہاب عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تخاسد الا فی اثنتین رجل اناہ الله القرآن فهو یقوم من اناہ اللیل واناہ النهار فهو یقول لو اوتیت مثل ما اوتی هذا فعلت کما یفعل ورجل اناہ الله ما لا فهو

يَنْفِقُهُ فِي حَقِّهِ فَيَقُولُ لَوْ أَقْبَيْتُ مِثْلَ مَا أُوتِي هَذَا عَمِلْتُ فِيهِ مِثْلَ مَا عَمِلَ ثُمَّ رَحِمَهُ أَبُو بَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپس میں جس قدر مال لائق بنیں مگر وہ خیر میں ایک تو وہ مرد جس
 کو خدا نے قرآن دیا ہے سو وہ اس کو رات اور دن کی ساعتوں میں پڑھا کرتا ہے تو وہ کہے کہ اگر مجھ کو یہی قرآن
 اتنا جیسے اس کو آتا ہے تو میں بھی کیا کرتا جیسا یہ کرتا ہے دوسرا وہ مرد جس کو خدا نے مال دیا ہے سو وہ اس کو
 بجا خرچ کرتا ہے تو وہ کہے کہ اگر میرے پاس مال ہو جیسا اسکے پاس ہے تو میں بھی کیا کرتا جیسے یہ کرتا ہے
حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ التَّهْرِيُّ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَكُونُ بِهِ أَتَاهُ اللَّيْلُ
وَآتَاهُ النَّهَارُ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَهُوَ يَنْفِقُهُ أَتَاهُ اللَّيْلُ وَآتَاهُ النَّهَارُ قَالَ سَمِعْتُ مِنْ سَفِيَّاتِ
عِرَازٍ لَمْ أَسْمَعْهُ بَدَنَ كَرِّ الْخَبَرِ وَهُوَ مِنْ صَحِيحِ حَدِيثِهِ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گذرا اس میں زیادہ
 ہے کہ سینے سفیان و سفیان کے کئی بابر سنائیں سنائیں نے اس سے ذکر خبر کا یعنی اس نے اخبارنا نہیں
 کہا بلکہ عن کے ساتھ روایت کی ہے اور وہ صحیح ہے اس کی حدیث سے **ف** کہا ابن مسیر نے کہ پہلے باب
 کی حدیث میں دلالت کرتی ہیں اس پر کہ قرأت فعل فارسی کا ہے اور یہ کہ اس کا نام تغنی رکھا جاتا ہے اور یہ حق
 ہے بطور اعتقاد کرنے کے نہ اطلاق کرنے کے واسطے ڈرنے کے ایہام سے اور واسطے بہانے کے
 بدعت سے ساتھ مخالفت کرنے سلف کی اطلاق میں اور البتہ ثابت ہو چکا ہے بخاری سے کہ اس نے کہا کہ
 جس نے مجھ سے نقل کیا یہ کہ میں نے کہا لفظی بالقرآن مخلوق یعنی لفظ میرا ساتھ قرآن کے مخلوق ہی
 تو وہ ہوتا ہے اور سوائے اسکے کچھ نہیں کہ میں نے تو یہ کہا ہے کہ بندوں کے افعال مخلوق میں اور تصریح کی ہے
 اس ترجمہ میں جس کی طرف پہلے باب میں اشارہ کیا تھا **بَابُ قَوْلِ اللَّهِ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لَقَدْ آتَيْنَاكَ مَا**
أَنْزَلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَغْتَ رِسَالَتَهُ باب ہے قول خدا کا کہ اے رسول ہو بوجہ سے جو
 نیری طرف اتارا گیا اور اگر تو نے نہ کیا تو تو نے اس کی پیروی نہ ہو چائی **ف** ظاہر اس کا اتحاد شرط اور خبر کا
 ہے اس واسطے کہ ان فعل کے معنی یہ ہیں کہ اگر تو نے نہ ہو چایا لیکن مراد جزا سے اس کا لازم ہے اور اختلاف
 ہے کہ اس امر سے کیا مراد ہے سو بعضوں نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ ہو چاؤے جیسا اتارا گیا یہ عائشہ نے سمجھا
 ہے اور بعضوں نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ ہو چاؤے اس کو ظاہر اور نہ ڈر کسی سے اس واسطے کہ خدا تجھ کو ہو چاؤے
 لوگوں سے اور ثانی قول خاص تر ہے اول سے لیکن اول قول اکثر ہے واسطے ظاہر ہونے عموم کے خدا کے
 قول میں **مَا أَنْزَلَ** اور امر واجب کے واسطے ہے پس واجب ہے حضرت پر ہو چاؤے ہر چیز کا جو نامی گئی طرف آپ
 کی والدہ اعلم اور محبت پکڑی ہے امام احمد نے ساتھ اس آیت کے اس پر کہ قرآن غیر مخلوق ہے اس واسطے

کہ نہیں وارد ہوا کسی چیز میں قرآن سے اور نہ حدیثوں سے کہ قرآن مخلوق ہے اور نہ وہ چیز جو دلالت کرے کہ قرآن مخلوق ہے پر نقل کیا حسن بھری سے کہ اگر ہوتا حق جو جہد کہتا ہے تو البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکو پہنچاتے (فتح) قَالَ التَّهْرِيءُ مِنَ اللَّهِ الرَّسَالَةُ وَعَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَلَاءُ وَعَلَيْنَا التَّسْلِيمُ اور کہا زہری نے کہ اللہ کی طرف سے ہے پیغمبر کا بھیجا اور اس کے رسول پر ہے پہنچا دینا پیغمبر کا اور پیغمبر ہے مان لینا اسکا **ف** ایک روایت میں ہے کہ کینے زہری نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے کیا معنی میں لکین مینا من شق الجیوب تو اس نے اس کے جواب میں یہ کہا وَقَالَ لِيَعْلَمَ أَنَّ قَدْ أَبْلَغُوا رِسَالَتَ رَحْمَتِهِمْ وَقَالَ أَبْلَغَكُمْ رِسَالَتِ رَبِّيَ اور خدا تعالیٰ نے فرمایا تاکہ جانے کہ انہوں نے خدا کا حکم پہنچایا اور فرمایا کہ میں تم کو پہنچاتا ہوں حکم اپنے رب کا **ف** کہا بخاری نے بیج کتاب خلق افعال عباد کے سو خدا نے نام رکھا تبلیغ رسالت کا اور اس کے ترک کرنے کا فعل اور نہیں ممکن ہے یہ کہہ سکیں کہ رسول نے نہیں کیا جو حکم کیے گئے ساتھ اس کے پہنچا دینے رسالت کے سے یعنی جو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنچایا تو البتہ کیا آپ نے جواب کو حکم ہوا اور تلاوت حضرت کی یا اتزل الیہ کو تبلیغ ہے اور وہ فعل ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور نیز بخاری نے اس کتاب میں کہا کہ خدا نے فرمایا أَقِيمُوا الصَّلَاةَ کہ نماز طاعت ہے اور اسکا حکم کرنا خدا کی طرف سے قرآن ہے اور وہ مکتوب کا غزوہ بین محفوظ ہے سینوں میں بڑھا گیا ہے زبانوں سے سو قرات اور حفظ اور کتابت مخلوق ہے اور قلم اور محفوظ اور مکتوب مخلوق نہیں اور دلیل سہ یہ ہے کہ تو لکھتا ہے اللہ کو اور اسکو یاد کرتا ہے اور اس سے دعا کرتا ہے سو تیرا دعا کرنا اور یاد کرنا اور لکھنا اور تیرا فعل مخلوق ہے اور خدا مخلوق نہیں **ف** قَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ حِينَ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ اور کہا کعب بن مالک نے جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہا یعنی پیچھے رہنے کے حال کی حدیث کے بیان میں کہ عنقریب خدا اور اسکا رسول تمہارا عملوں کو دیکھے گا اور ایماندار **ف** اور مراد بخاری کی یہ ہے کہ خدا نے اسکا نام عمل رکھا وَقَالَتْ عَائِشَةُ إِذَا أَحْبَبَكَ حَسَنٌ مَعْمَلٍ أَمِيرِي فَقُلْ أَعْمَلُوا فَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ وَلَا يَسْتَحْفَظُكَ أَحَدٌ اور کہا عائشہ نے کہ جب کسی کا عمل خوب تجھ کو خوش لگے تو کہہ عمل کرو کہ عنقریب دیکھے گا تمہارا عملوں کو خدا اور اسکا رسول اور ایماندار اور نہ خفیہ جانے تجھ کو کوئی یعنی نہ مغرور ہو کسی کے عمل سے سوا اسکے ساتھ نیک گمان کرے مگر یہ کہ تو اسکو دیکھے کہ شریعت کی حدود پر کھڑا ہے **ف** جب تجھ کو کسی کا عمل خوش لگے الخ یعنی جب تو کسی کے نیک عمل کو دیکھے تو اس آدمی پر نیک گمان نہ کر بلکہ اسکے عمل کو خدا کے سپرد کر شاید باطن میں اسکے مخالف ہو

وَلَمْ يَكُنْ مِنْ شَيْءٍ مِنَ الْوَحْيِ فَلَا تَصَدِّقُهُ إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ
 الْآيَةُ ترجمہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جو تم سے بیان کرے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کچھ چیز وحی سے چھپائی تو اسکو سچا نہ جان اس واسطے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے رسول ہو بوجہ
 جو تیری طرف اتارا گیا تیرے رب کی طرف سے آخر آیت تک ف اور جو چیز کہ حضرت پر اتاری گئی تو اس
 کے واسطے نسبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو طرفین ہیں ایک طرف لیتے کی ہے حیرت سے اور
 ایک طرف ادا کی ہے طرف است کی اور اسکا نام ہے تبلیغ اور یہی ہے مقصود اس جگہ (فتح محل ثنا
 قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ شَرَحْبِيلٍ قَالَ قَالَ
 عَبْدُ اللَّهِ قَالَ رَجُلٌ يَأْتِي رَسُولَ اللَّهِ أَيْ النَّبِيَّ أَكْبَرُ مُحَمَّدٍ اللَّهُ قَالَ أَنْ تَذْعُوبَ اللَّهِ نَذْرًا وَهُوَ خَلَقَكَ
 قَالَ ثُمَّ أَيُّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَكِنْ خَشِيَتْ أَنْ يُطْعَمَ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ أَيُّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تُزَانِيَ
 حَلِيَّةَ جَارِكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَصْدِيقَهَا وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ
 الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ترجمہ عبد اللہ سے روایت ہے
 کہ ایک مرد نے کہا یا حضرت خدا کے نزدیک بہت بڑا گناہ کون ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کہ
 تو اللہ کے واسطے شریک ٹھیرا دے اور حالانکہ اس نے حق کو پیدا کیا ہے اس نے کہا کہ ہر کون حضرت نے
 فرمایا یہ کہ تو اپنی اولاد کو قتل کرے اس خوف سے کہ تیرے ساتھ کہا دے اس نے کہا ہر کون فرمایا ہر
 یہ کہ تو اپنے ہمساوی کی عورت سے زنا کرے سو خدا نے اس کی تصدیق کے واسطے یہ آیت اتاری کہ جو
 نہیں پکارتے ساتھ اللہ کے اور معبود کو اور نہیں قتل کرتے اس جان کو کہ حرام کی اللہ نے مگر ساتھ حق
 کے اور نہیں زنا کرتے اور جو یہ کام کرے وہ گناہ کو ملے گا ف اور مناسبت اسکی واسطے ترجمہ
 کے یہ ہے کہ تبلیغ دو قسم ہے ایک اصل ہے اور وہ یہ ہے کہ ہو بوجہ اسکو بعینہ اور وہ خاص ہے ساتھ
 اس چیز کے کہ اسکی تلاوت عبادت ہے اور وہ قرآن ہے دوسری یہ کہ ہو بوجہ اسکو جو استنباط کیا گیا
 ہو اصول اس چیز کے کے متقدم ہے اتارنا اسکا سوازی آپ پر وہ چیز جو موافق ہو اس چیز کو کہ
 استنباط کی یا ساتھ نص اسکی کے اور یا ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرے اسکی موافقت پر ساتھ طریق
 اولے کے مانند اس آیت کے کہ وہ شامل ہے اور بدعت شریک کے مشرک کے حق میں اور یہ مطابقت ہو
 واسطے نص کے اور اس کے حق میں جو قتل کرے کسی جان کو ناحق اور یہ مطابقت ہے واسطے حدیث کے
 بطریق اولے اس واسطے کہ قتل کرنا ناحق اگرچہ بڑا گناہ ہے لیکن قتل کرنا اولاد کا سخت تر قبیح ہے قتل
 کرنے اس شخص کے سے جو اولاد نہ ہو اور یہ صراح قول ہے زانیوں میں اس واسطے کہ زنا کرنا ہمساوی کی عورت

سے زیادہ ترقیہ ہے مطلق زنا سے اور احتمال ہے کہ ہوتا رہا اس آیت کا سابق اور پھر دینے حضرت کے ساتھ
اس چیز کے کہ خبر دی ساتھ اسکے لیکن نہیں سنا اسکو صحابی نے مگر بعد اسکے اور احتمال ہے کہ قینون
گناہ کا بڑا ہونا سابق اترا ہو لیکن خاص ہوئی یہ آیت ساتھ مجموع قینون کے ایک سیاق میں باوجود
اختصار کرنے کے اور پرانے سو ہوگی مراد تصدیق کے موافقت اقتضائیں اور پرانے بنا بر اسکے سو
مطابقت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے واللہ اعلم اور استدلال کیا ہے ابوالمظفر سمعانی نے باب کی آیتوں
اور حدیثوں سے اور فاسد ہونے طریقے متکلمین کے کہ انہوں نے تقسیم کیا ہے اشبا کو طرف جسم کی
اور جوہر کی اور عرض کی اور کہا کہ جسم وہ ہے جو جسم ہو افتراق سے یعنی متفرق ہونے سے اور جوہر
وہ ہے جو عرض کا حامل ہو اور عرض وہ ہے جو اپنی ذات کے ساتھ قائم نہ ہو سکے اور انہوں نے روح
کو عرض ٹھہرایا ہے اور رد کیا ہے انہوں نے حدیثوں کو اور وار د ہوئی ہیں بیچ پیدا کرنے روح کے
جسم سے پہلے اور پیدا کرنے عقل کے پہلے خلق سے اور اعتماد کیا ہے انہوں نے اپنے حدس اور
ذہن پر اور اس پر جسکی طرف انکی فہم ہو چلاوے پھر پیش کرتے ہیں اسپر فصوص کو سو جو اسکو
موافق ہوا اسکو قبول کرتے ہیں اور جو اسکے مخالف ہوا اسکو رد کرتے ہیں پھر بیان کیا ان آیتوں کو اور
جوانک مثل ہیں جن میں تلبیہ کا حکم ہے اور جن چیز کے پوچھنے کا حضرت کو حکم ہوا اس میں سے ہے
توحید بلکہ وہ اصل وہ چیز ہے جس کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا سو نہیں چوڑی حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے کوئی چیز دین کے کاموں سے اسکے اصول سے اور اسکے قواعد اور شرائع سے مگر کہ اس کو
پوچھا یا پھر نہ چوڑی کوئی چیز مگر استدلال کرنا ساتھ اس چیز کے کہ تک کیا ہے انہوں نے ساتھ اس
کے جوہر اور عرض سے اور نہیں پایا گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہ کسی آپ کے صحابی سے اس علم
کلام سے ایک حرف یا اس سے زیادہ سو معلوم ہوا ساتھ اسکے کہ ان کا مذہب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا اور آپ کے اصحاب کے مذہب کے برخلاف ہے اور انکا طریقہ انکے طریقے کے غیر ہے اور متکلمین کا
طریقہ محدث اور مخترع ہے نہ اسپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہ آپ کے اصحاب اور لازم آتا ہے اس طریقے پر چلنے
سے عود کرنا سلف پر ساتھ طعن اور قدح کے اور منسوب کرنا انکو طرف قلت معرفت اور شہتہ طریقی کو
فالخذرفالخذرفالخذربعنے پس ڈر مشغول ہونے سے ساتھ علم کلام کے اور انکے مقالات کے اس
واسطے کہ وہ سریع تہافت والا ہے بہت تناقض والا ہے اور کوئی ایسا کلام نہیں جو انکے کسی فرقہ
سے مگر کہ تو پاویگا انکے خصوم کے واسطے اسپر کلام اور اشکال جو اسکے ہونے سے یا اسکے قریب
ہے سو ہر ایک ہر ایک کا مقابل ہے اور بعض ساتھ بعض کے معارض ہے اور کافی ہے تجھ کو انکے طریقے

کے قباحت سے یہ کہ لازم آتا ہے انکے طریقے سے کہ اگر ہم حلین اوسپر جو انہوں نے کہا اور لازم کریں لوگوں پر جو انہوں نے ذکر کیا تو اس سے سب عوام لوگوں کا کافر ہونا لازم آتا ہے اس واسطے کہ وہ نہیں جانتے مگر محض اتباع کو اور ان انکو یہ طریقہ شکہلایا جاوے تو اکثر اسکو نہ سمجھیں چہ جائیکہ کوئی ان میں سے صاحب نظر ہو جاوے اور سو اس کے کچھ نہیں کہ غایت توحید الہی کی التزام اس چیز کا ہے کہ بالہ انہوں نے اسپر اپنے مامون کو بچہ عقاید بن کے اور پکڑنا اسکو دانتوں سے اور ہمیشگی کرنا اور بچہ وظیفوں حجابات کے بغیر نماز روزے وغیرہ کے اور لازم پکڑنا ذکر و ن کا ساتھ قلوب سلیمہ کے جو پاک ہیں شک اور شبہ سے سو تو انکو دیکھے کہ وہ نہیں بہرتے اپنے اعتقاد سے اگرچہ کلام کرکے ٹکڑے ٹکڑے کیے جاویں سو مبارک ہو ان کو یہ یقین اور مبارک ہو ان کو یہ سلامتی اور جب یہ کافر ہوئے اور حالانکہ یہ سواد اعظم اور جمہور است ہیں تو نہیں ہے یہ مگر اسلام کے فرش کا لپیٹ ڈالنا اور دین کے ستاروں کا ڈبا دینا والہ مستعان (فتح) **بَابُ قَوْلِ اللَّهِ قُلْ قَاتِلُوا بِالْتَّوْبَةِ قَاتِلُوا هَٰؤُلَاءِ كُنتُمْ صِدِّيقِينَ** باب خدا کا قول کہ لاؤ تورات تو اسکو پڑھا اگر ہو تم سچے **ف** مراد ساتھ اس ترجمہ کے یہ ہے کہ بیان کرے کہ مراد ساتھ تلاوت کے قرأت ہے اور البتہ تفسیر کی گئی ہے تلاوت ساتھ عمل کے اور عمل فعل ہے عامل کا اور کہا یہ کتاب خلق افعال العباد کے کہ ذکر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بعضا بعض سے زیادہ ہے قرأت میں اور بعضا ناقص ہے سو لوگ کم بیش میں تلاوت میں ساتھ کثرت اور قلت کے ایسے متلو اور وہ قرآن ہے سو نہیں ہے اس میں کمی نہ بیشی اور کہا جاتا ہے کہ فلا نا خوش قرأت ہے اور بعضا نا خوش قرأت ہے اور یہ نہیں کہا جاتا کہ فلا نا خوش قرآن ہے اور نا خوش قرآن ہے اور سوائے اسکے کچھ نہیں کہ منسوب طرف بندوں کے قرأت ہے نہ قرآن اس واسطے کہ قرآن خدا کا کلام ہے اور قرأت بندے کا فعل ہے اور نہیں پوشیدہ ہے یہ مگر اسپر جسکو توفیق خداوندی عطا نہیں ہوئی (فتح) **وَقَوْلِ الْيَتِيمِ صَلِّ اللَّهُ عَلَيْكَ لِمَا أُعْطِيَ أَهْلُ التَّوْرَةِ التَّوْرَةَ فَعَمَلُوا بِهَا وَأَعْطِيَ أَهْلَ الْإِنْجِيلِ الْإِنْجِيلَ فَعَمَلُوا بِهِ وَأَعْطَيْتُمُ الْقُرْآنَ فَعَمَلْتُمُ بِهِ** اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریت والوں کو تورت دی گئی سو انہوں نے اسپر عمل کیا اور انجیل والوں کو انجیل دی گئی سو انہوں نے بھی اسکے ساتھ عمل کیا اور تم کو اسے مسلمانوں قرآن عطا ہوا سو تم نے اسکے ساتھ عمل کیا **وَقَالَ ابْرَزِينَ يَتْلُوْنَهُ يَتَّبِعُوْنَهُ وَيَعْمَلُوْنَ بِحَقِّ عَمَلِهِ** اور کہا ابورزین نے خدا کے اس قول کی تفسیر میں تیلو نہ حق تلاوت کہ اسکی پیروی کرتے ہیں اور اسکے ساتھ عمل کرتے ہیں حق عمل اسکے **كَأَنَّ أَبَوَيْكَ يَكْفُلَانِي قَوْلًا لَا أُفِيكُهُ** **وَلَا يَجِدُ طَعْمَهُ إِلَّا مَنْ آمَنَ بِالْقُرْآنِ وَلَا يَجِدُ حَقِّقَهُ إِلَّا الْمُؤْمِنُ يَقُولُ اللَّهُمَّ ثَلِّ الْمَدِينِ حَقِّقَهُ**

التَّوْرَةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ کہا ابو عبد اللہ بخاری نے کہ تیلے کے سنے میں بڑا جاتا ہے اور حسن التلاوتہ کے سنے میں کہ قرآن کو عمدہ پڑھتا ہے اور لامیہ کے سنے میں نہیں پاتا اسکا مزہ اور نفع مگر جو ایمان لاوے ساتھ قرآن کے اور نہیں اٹھاتا اسکو ساتھ حق اسکے کے مگر یقین لانے والا واسطے قول اللہ تعالیٰ کے مثل انکی جو اٹھائی گئی تورت پر انہوں نے اسکو نہ اٹھایا گدھے کی مثل ہے جو کتابیں اٹھاوے بری ہے مثال ان لوگوں کی جنہوں نے خدا کی آیتوں کو جھٹلایا اور اللہ نہیں راہ دکھاتا قوم ظالمون کو **ف** اور حاصل اس تفسیر کا یہ ہے کہ سنے لامیس القرآن کے یہ ہیں کہ سنیں پاتا اسکا مزہ اور نفع مگر جو ایمان لا یا ساتھ اسکے اور یقین کیا اس نے کہ وہ اللہ کے نزدیک سو ہے سو ہی ہے پاک کیا گیا کفر سے اور نہیں اٹھاتا اسکو اسکے حق سے مگر جو پاک ہو جہل اور شک سے نہ غافل اس سے جو عمل نہیں کرتا سو ہوگا مانند گدھے کی جو اٹھاتا ہے جو نہیں جانتا (فتح) اور تلاوت عرف شرع سے خاص ہے ساتھ بیروی کرنے ان کتابوں کے جو ہماری گئی ہیں کہی ساتھ تلاوت کے اور کہی ساتھ بجالانے اس چیز کے جو اس میں ہے امر اور نہی ہے اور وہ عام تر ہے قرات سے (فتح) وَتَمَّتِ الْبَيْتُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِسْلَامَ وَأَمَّا بَنَانُ وَالْمُصَلُّوۃُ عَمَلًا اور نام رکھتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام اور ایمان اور نماز کا عمل **ف** ایہ نام رکھنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام کو عمل سو سنباط کیا ہے اسکو بخاری نے حیرت کی حدیث سے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ سلام اور ایمان کیا چیز ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تو ایمان لاوے ساتھ اللہ کے اور اسکے فرشتوں اور رسولوں اور اسکی کتابوں کے اور سلام یہ ہے کہ تو گواہی دے اسکی کہ کوئی لائق عبادت کے نہیں سو خدا کے اور ایہ ایمان کو عمل کہنا سو حدیث معلق میں ہے اور نماز کو عمل کہنا آئندہ باب میں ہے (فتح) وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَا أَدِلَّ أَخِيَّ يَأْجُجٍ عَمِلَتْهُ فِي الْإِسْلَامِ قَالَ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَرَجِي عِنْدِي لَأَنِّي لَأَكْطَرُ الْإِسْلَامِ كَمَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ وَرَفَعَتْ صُلَيْمَةُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَآلِهَا وَسَلَّمَ فَرَمَايَا اِسے بلال جبلا دے مجھ کو بڑے فائدے کا اسید داری والا عمل جو تو نے سلام میں اپنے نزدیک کیا ہے یعنی تیرے نزدیک سب عملوں سے زیادہ ترفع کی اسید کس عمل پر ہے بلال نے کہا کہ میں نے سلام میں کوئی عمل نہیں کیا اپنے نزدیک اس سے زیادہ تر فائدہ کی اسید کا کہ سینے کہی پورا وضو نہیں کیا مگر کہ میں نے اس وضو سے حضور نماز پڑھی **ف** حدیث کی شرح مناقب میں گزر چکی ہے اور داخل ہوتا اسکا ترجمہ میں ظاہر ہے اس جہت سے کہ نماز میں قرات پڑھنا ضرور ہے وَتَمَّتِ الْبَيْتُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِسْلَامَ وَأَمَّا بَنَانُ وَالْمُصَلُّوۃُ عَمَلًا

إِيمَانُ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لِيُجَاهِدَ لِمَا جَاءَهُ مَكْرُودًا اور پوچھے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ کون عمل افضل ہے
 فرمایا کہ خدا اور اس کے رسول کو سچے دل سے ماننا پہرہ جہاد پہرہ مقبول **ف** روایت کی ہے بخاری نے بیع
 کتاب خلق افعال العباد کے ابوہریرہ سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ افضل عمل
 خدا کے نزدیک ایمان ہے جس میں کوئی شک نہ ہو اور یہ صریح تر ہے اسکی مراد میں لیکن نہیں ہے اسکی شرط
 پر اور ایک روایت میں ہے کہ ابوذر نے سوال کیا کہ کون عمل افضل ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
 خدا کے ساتھ ایمان لانا اور اسکی راہ میں جہاد کرنا اور عبادہ سے روایت ہے کہ پوچھے گئے حضرت کہ
 کون عمل افضل ہے تو فرمایا کہ اللہ کے ساتھ ایمان لانا اور اسکی کتاب کی تصدیق کرنا کہ اسو حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے ایمان اور تصدیق اور جہاد کا نام عمل رکھا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اللہ کے ذکر کو بھی مل
 کہا رفتہ **حَلَّ ثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ النَّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنَا**
سَالِمٌ عَنْ ابْنِ عَسَا أَن رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا بَقَاؤُكُمْ فِيمَنْ سَلَفَ مِنَ الْأُمَمِ
كَمَا بَيْنَ صَلَوةِ الْعَصْرِ إِلَى غُرُوبِ الشَّمْسِ أَوْ فِي أَهْلِ التَّوْرَةِ التَّوْرَةَ فَعَلُوا بِهَا حَتَّى انْتَصَفَ
النَّهَارُ ثُمَّ عَجَزُوا فَأَعْطُوا قِيرَاطًا قِيرَاطًا ثُمَّ أَوْقَى أَهْلُ الْإِنْجِيلِ الْإِنْجِيلَ فَعَلُوا بِهِ حَتَّى
صَلَبَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ عَجَزُوا فَأَعْطُوا قِيرَاطًا قِيرَاطًا ثُمَّ أَوْتِيَهُمُ الْقُرْآنَ فَعَمِلْتُمْ بِهِ حَتَّى غَرَبَتِ
الشَّمْسُ فَأَعْطِيَتْكُمْ قِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ فَقَالَ أَهْلُ الْكِتَابِ هُوَ كَذِبٌ أَقَلُّ عَمَلًا مِنَّا وَكَثَرُ
خَيْرًا قَالَ اللَّهُ هَلْ خَلَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ قَالُوا لَا قَالَ فَهُوَ فَضَّلَنِي أَوْتِيَهُ مِنْ أَشْيَاءِ مَرْجُمَةٍ
 ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے اسکے کچھ نہیں کہ تمہاری زندگی کا زمانہ بہ
 نسبت اگلی امتوں کے زندگی کے زمانے کے اتنا ہے جتنا زمانہ عصر کی نماز سے شام تک ہے تو ریت
 والوں کو تو ریت دی گئی سوانہوں نے اسپر عمل کیا دو پہر تک پہرہ عاخر ہوئے سوانکو ایک ایک قیراط دی
 گئی پہرہ انجیل والوں کو انجیل دی گئی سوانہوں نے اسکے ساتھ عمل کیا عصر کی نماز پڑھتے تک پہرہ وہی
 مانبر ہوئے سوانکو بھی ایک ایک قیراط دی گئی پہرہ تم کو اسے سلمانوں قرآن دیا گیا سو تم نے اس کے
 ساتھ عمل کیا سو یہ دو بنے تان سو تمکو دو دو قیراط دی گئے تو اہل کتاب کہیں گے کہ یہ لوگ کام میں
 ہم سے کم ہیں اور مزدوری میں زیادہ خدا تعالیٰ فرمادینا کیا تم پر کچھ ظلم ہوا تمہاری مزدوری جو بٹیر علی
 ہے اس سے تمکو کچھ کم ملا کہیں گے کہ جو بٹیر چکا تھا اس سے کم نہیں ملا خدا فرماوے گا سو وہ یعنی دینی
 مزدوری دنیا میں افضل ہے جسکو چاہوں اسکو دوں **ف** کہا ابن بطال نے کہ معنی اس باب کے یہ ہیں
 کہ جو عمل کہ آدمی کرتا ہے اسکے فعل پر اسکو ثواب ہوگا اور اسکے ترک پر اسکو عذاب ہوگا۔ اور نہیں ہے

بیخ کا سبب سمجھو بلکہ معاملہ بالعکس ہے کہ بے صبر لالچی لوگوں کو دیتا ہوں اور قناعت والوں کو قناعت پر چڑھاتا ہوں **ف** اس حدیث کی شرح فرعن الخمس میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ میں انکے دلوں میں بے صبری اور حرص دیکھتا ہوں اور کہا ابن بطال نے کہ مراد اسکی اس باب میں ثابت کرنا اسکا ہو کہ خدا نے آدمی کو پیدا کیا ساتھ اخلاق اسکے کے بے صبری اور حرص سے اور دینے اور نہ دینے سے اور اول اس کا کافی ہے مراد میں اس واسطے کہ مقصود بخاری کا یہ ہے کہ صفات مذکورہ کو آدمی میں اللہ نے پیدا کیا ہے نہ یہ کہ آدمی ان کو اپنے فعل سے پیدا کرتا ہے اور اس میں ہے کہ رزق دینا میں نہیں ہے بقدر درجے مرزوق کے آخرت میں اور ایہ دنیا میں تو واقع ہوتا ہے دنیا اور نہ دنیا بحسب پاست دنیاوی کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ دل میں بے صبری اور حرص دیکھتے اس کو دیتے اور جس کے صبر پر اعتماد ہوتا اور اسکو ثواب آخرت پر قناعت ہوتی تو اس کو نہ دیتے اور اس حدیث میں ہے کہ پیدا کیا گیا ہے آدمی اور جب اپنے کے اور بغض کرنے کے اور جلدی کرنے کے طرف انکار اسکے کی پہلے فکر کرنے سے اسکی عاقبت میں مگر جسکو اللہ چاہے اور اس میں ہے کہ نہ دنیا کبھی ممنوع کے واسطے بہتر ہوتا ہے خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ وعسی ان تکرہوا شیئا و هو خیر لکم اور بیکچہ میں بدلیت کے واسطے ہے اس واسطے کہ صفت مذکورہ دلالت کرتی ہے اور پر قوی ہونے ایمان اسکے کے جو ہو نچلنے والا ہے اسکو بہت بڑا اور ثواب آخرت کا بہتر ہے اور باقی رہنے والا اور اس میں الفت طلب کرنا ہے اس شخص سے جس کو بے صبری کا خوف ہو یا امید ہو کہ دیکھ کے سبب اپنے متبوع کا کما مانے گا اور عذر کرنا طرف اسکی جو بدگمان ہو اور حالانکہ امر بر خلاف اسکے ہو (فتح) **باب** ذُو الْيَتِيمِ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَّايَتِهِ عَنْ رَبِّهِ ذَكَرْنَا. اور روایت کرنا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے رب سے کہ اسکی عطا فرمائیے اسکو کہ میں نے اسکو یتیم سے روایت کی ہے جیسا کہ قرآن کو روایت کیا اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ کہ مراد اسکی صحیح کرنا اپنے مذہب کا ہے جسے کہ گزر چکی ہے تنبیہ اور اسکی صحیح تفسیر مراد کے ساتھ کلام اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے (فتح) **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو ذَيْبٍ سَعِيدُ بْنُ الزُّبَيْرِ الْهَرَمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرُونِي عَنْ رِيِّهِ قَالَ إِذَا اقْتَرَبَ الْعَبْدُ إِلَى شَيْءٍ اقْتَرَبَتْ إِلَيْهِ ذِرَاعًا وَإِذَا اقْتَرَبَ إِلَى ذِرَاعٍ اقْتَرَبَتْ مِنْهُ بَاعًا وَلَئِنْ أَتَانِي مَشْيَا بَيْتِي هَرَقْتُ تَرْجَمُهُ النَّاسُ رَدَّاهُ عَنْ رَأْسِي** اس حدیث کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اپنے رب سے کہ جو مجھ سے بالشت ہر قریب ہو تو میں اس سے ہاتھ ہٹا دوں ہونا ہوں اور جو ہاتھ ہر مجھ سے قریب ہو تو میں اس سے دھاتھ ہر قریب ہونا ہوں اور جو میری طرف چلتا ہو اس سے

توین اسکی طرف دوڑنا آؤں گا **کاف** کہا ابن بطال نے کہ خدا کا بندہ کی طرف چلنا اور دوڑنا محال ہے خدا کے حق میں اس واسطے کہ وہ تقاضا کرتا ہے قطع مسافت کو بلکہ مراد اس سے مجاز ہے سو قریب ہونا بندے کا خدا سے ساتھ بندگی اسکی ہے اور ادا کرنے فرائض اور نوافل کے اور قریب ہونا خدا کا بندے سے یہ ہے کہ اس پر رحمت کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کے چلنے اور دوڑنے سے مراد یہ ہے کہ اسکو اسکی بندگی پر ثواب دیتا ہے ایسے میرا ثواب اسکی طرف جلدی آتا ہے اور نقل ہے طبری سے کہ یہ مثال ہے کم بندگی کی ساتھ بالشت کے اور ثواب کی ساتھ ہاتھ سوٹھیرا یا اسکو دلیل اوپر پہنچ کر امت اپنی کے اسکے واسطے جو اسکی بندگی پر مقیم ہو کہ اسکے عمل کا ثواب دوتا ہے اور کہا ابن تین نے کہ مراد قریب ہونے سے قریب ہونا رتبہ کا ہے اور بہت کرنا کرامت کا اور دوڑنا مراد ہے سرعت رحمت اسکی سے طرف اسکی اور راضی ہونا بندہ کا بندہ سے اور دوتا ثواب دینا اور صاحب ثابق نے کہا کہ مراد ساتھ اس چیز کے کہ اس حدیث میں آئی ہے جلدی قبول ہونا بندے کی توبہ کا پتہ دیک الہ کے یا آسان کرنا اس پر اپنی بندگی کا اور تمام بدہیت اسکی اور توفیق دینی اسکو اور کہا مرغی نے کہ قریب ہونا بندے کا الہ سے خاص کرنا ہے ساتھ بہت صفات کے کہ صحیح ہے کہ وصف کیا جاوے ساتھ اسکے الہ اگرچہ نہ ہوں اس حد پر کہ وصف کیا جاتا ہے ساتھ اسکے الہ تعالیٰ مانند حکمت اور علم اور حلم اور رحمت وغیرہ کے اور یہ رتبہ حاصل ہوتا ہے ساتھ دور کرنے معنوی گندگیوں کے جہل و طیش اور غصے وغیرہ سے بقدر طاقت بندے کے اور یہ قریب و جانی ہے نہ بدنی اور یہی مراد ہے اس حدیث میں کہ حبیب بندہ مجھ سے ایک بالشت بہر نزدیک ہو تو میں ہاتھ بہر نزدیک ہوتا ہوں اور کہا خطابی نے کہ مراد یہ ہے کہ اسکا عمل قبول ہو جاتا ہے اور احتمال ہے کہ اسکے معنی یہ ہوں کہ توفیق دی جاتی ہے اس عمل کی کہ اس کو خدا سے قریب کرے اور کہا کرمانی نے کہ جب کہ قائم ہو چکی ہیں دلیلین اور پر محال ہونے ان چیزوں کے خدا کے حق میں تو واجب ہے کہ اسکے معنی یہ ہوں کہ جو قریب ہو مجھ سے ساتھ قلیل بندگی ہے تو بدلا دیتا ہوں اسکو ساتھ بہت ثواب کے اور جس قدر بندگی زیادہ ہو اس قدر ثواب بھی زیادہ دیتا ہوں اور اگر ہو قریب ہونا اسکا مجھ سے ساتھ بندگی کے دوسرے طریق سے تو ہوتا ہے آنا میرا ساتھ ثواب کے جلدی کے طریق سے اور حاصل یہ ہے کہ ثواب راجح ہے عمل پر ساتھ طریق کیف اور کم کے اور لفظ قریب کا مجاز ہے یا استعارہ رفتہ) **حَلَّ ثَمًا مَسَدٌ عَنْ يَحْيَىٰ عَنِ الشَّيْبِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَبُّمَا ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ مِنِّي شَيْئًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذَرَأَعًا وَإِذَا تَقَرَّبَ مِنِّي ذَرَأَعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا أَوْ بُوْعًا وَقَالَ مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِي سَمِعْتُ أَنَسًا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى**

ابوسفیان نے کہا کہ ہر قل نے اپنے ترجمان کو بلایا ہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خط منگوایا اور سکو پڑھا بسم
 اللہ الرحمن الرحیم یہ خط ہے محمد اللہ کے رسول اور اسکے بندے کا ہر قل کی طرف اور اسے کتاب والو آجاؤ اس بات
 پر جو ہمارے اور تمہارے درمیان بوا رہے **ف** یہ ایک نثر اسے حدیث و راز کا جو بہرہ الوحی میں گذر چکی ہے
 اور وجد لالت کی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قل کی طرف عربی زبان میں خط لکھا اور ہر قل
 کی زبان رومی تھی سو اس میں اشعار ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتماد کیا بیچ ہو نچانے اس چیز
 کے کہ خط میں تھی اس شخص کو جو اسکا ترجمہ رومی زبان میں کرے تاکہ ہر قل اسکو سمجھے اور ترجمہ مذکور وہ
 ترجمان ہے یعنی جو ایک زبان کا مطلب دوسری زبان میں بیان کرے رفتہ **ح** لکھا تھا
 ابْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَمَرَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ آدَمَ عَنْ ابْنِ كَثِيرٍ عَنْ ابْنِ
 سَكَّةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَءُونَ التَّوْرَةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيَقْسِرُونَ بِهَا بِالْعَرَبِيَّةِ
 لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَصْلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تَكَلِّمُوهُمْ وَ
 قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ آيَةً **ترجمہ** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
 اہل کتاب یعنی یہودی توریت کو عبرانی زبان میں پڑھتے تھے اور اہل عربی میں تفسیر کرتے تھے اہل
 اسلام کے واسطے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سچا جانو اہل کتاب کو اور نہ جھوٹا جانو انکو اور کہو
 ہم نے مانا خدا کو اور اسکو جو ہم پر اترتا ہے قرآن اور جو اگلے پیغمبروں پر اترتا **ف** کہا ابن بطال
 نے کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے جس نے کہا کہ جائز ہے پڑھنا قرآن کا فارسی میں اور
 تائید کی اسکی ساتھ اسکے کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام وغیرہ پیغمبروں کے اقوال کو قرآن کی زبان
 میں حکایت کیا اور وہ خاص عربی ہے اور وہ پیغمبر عربی نہ تھے انکی زبان اور تھی خدا نے ان کے قول کا
 مطلب قرآن میں نقل کیا اور تائید کی ہے ساتھ اس آیت کے لَا تَذْكُرْهُمْ وَهُمْ يَكْفُرُونَ اور ڈرانا تو صرف
 اس چیز سے ہوتا ہے جسکو بے سمجھدین اپنی زبان سے سو قراوت ہر زبان والوں کی اپنی زبان میں
 ہے تاکہ واقع ہو انداز ساتھ اسکے اور جس نے منع کیا ہے اس نے جواب دیا ہے ساتھ اسکے کہ انبیاء
 علیہم السلام نہیں بولے مگر ساتھ اس چیز کے جو خدا نے ان سے قرآن میں حکایت کی ہم نے مانا لیکن جائز
 ہے کہ حکایت کرے اللہ تعالیٰ انکے قول کو عربی زبان میں ہر عبادت شہرادی ہمارے واسطے تلاوت
 انکی اس چیز پر کہ کہ اتاری ہر نقل کیا اختلاف کو بیچ جائز ہونے نماز اس شخص کے جو نماز میں فارسی
 زبان میں قرآن کو پڑھے اور جس نے جائز رکھا ہے اسکو وقت عاخر ہونے کے بدون ممکن نہ کہے اور عام کیا
 ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے تفصیل ہے سو اگر فارسی عربی زبان میں تلاوت کرنے پر قادر ہو تو نہیں جائز ہے

